Title – FATAWI HINDIYA TARJUMA FATAWI ALAMGEERIYA.

Creator – Mutarjuma Sayyed Ameer Ali Malihaan.

Publisher – Matba Nawal Kishore (Lucknow).

Date – 1932.

Pages – 482+4.

Subject –

جلد ششم

فقیہ واحد اشد علی الشیطن من الف عابد

الحمد للہ والمنۃ کہ

فتاوائے ہندیہ

ترجمہ

فتاوائے عالمگیریہ

مترجمہ

علامہ مولانا سید امیر علی مرحوم اعلی اللہ مقامہ

مؤلف

تفسیر مواہب الرحمن و عین الہدایہ وغیرہ

باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

سنہ ۱۹۳۲ء

مطبع نولکشور لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست ابواب و فصول فتاوے ہندیہ ترجمہ فتاوے عالمگیریہ
جلد ششم

اذا اراد اللہ بعبد خیرا فقہہ فی الدین

الحمد للہ سبحانہ و تعالیٰ کہ فتاواے جلیل عدیم المثیل منبع مسائل و احکام مشرع افتا و وقائع انام مدار و مستند دین اسلام حاوی احکام دینیہ شرعیہ ماخوذ از نصوص محکمہ و سنن سنیہ احسن الفتاوی در فقہ حنفیہ

یعنی

فتاوی ہندیہ

ترجمہ

فتاوی عالمگیریہ

جلد ششم

مترجمہ جامع صناعات ریاضیہ و عقلیہ حاوی اصناف فنون نقلیہ واقف اشارات صوفیہ مولف تفسیر جامع ... واسرار الفرقان البحر العلامہ مولانا سید امیر علی رحمۃ اللہ علیہ ... بہ ریاضت ... وقار ترجمہ ہو کر

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں بحسن خوبی طبع ہوا

کتاب الدعوے

اسمین چند ابواب ہین

باب اول - دعوے کی تفسیر شرعی اور رکن اور شروط جواز اور حکم اور انواع اور مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کے بیان مین - دعوے کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ جھگڑے کی حالت مین کسی شئے کو اپنی طرف منسوب کرے اور یہی اسکا رکن ہے مثلاً یون بیان کرے کہ یہ مال میرا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی - دعوے صحیح ہونے کی شرطون مین سے ایک یہ ہے کہ مدعی اور مدعا علیہ عاقل ہون پس مجنون اور لڑکے غیر عاقل کا دعوی صحیح نہین ہی حتی کہ جوابدہی لازم نہین ہی اور گواہون کی سماعت نہ ہوگی - اور ایک یہ ہے کہ خصم حاضر ہو پس بدون موجودگی خصم کے دعوی اور گواہون کی سماعت نہ ہوگی لیکن اگر حکم قضا کے واسطے حکمی خط کی درخواست کی تو قاضی منظور کریگا اور دوسرے قاضی کو جو کچھ اسکا دعوی اور گواہی سنی ہے خط لکھکر اسکے ہاتھ مین دیدیگا تاکہ دوسرا قاضی اسکے موافق حکم کرے یہ بدائع مین ہے - اور ایک یہ ہے کہ مدعی سے کوئی چیز معلوم ہو اور اُس سے کوئی حکم مطلوب سے متعلق ہوتا ہو حتی کہ اگر مدعی بہ مجہول ہو یا مطلوب پر کوئی حکم لازم نہ آتا ہو مثلاً یون دعوی کیا کہ مین اس خصم کے کامونمین سے کسی کام کا وکیل ہون اور خصم نے انکار کیا تو قاضی ایسے دعوے کی سماعت نہ کریگا کذا فی النہایہ - اور ایک یہ کہ قاضی کی کچہری مین دعوی ہو پس سوائے قاضی کی کچہری کے اگر دعوی کیا تو صحیح نہین ہے حتے کہ مدعا علیہ پر جوابدہی واجب نہین ہے کذا فی الکافی - اور ایک یہ ہے کہ امام اعظمؒ کے نزدیک اگر مدعی کو کچھ عذر نہین ہے اور وہ معذور نہین ہے تو خود اپنی زبان سے دعوی کرے ولیکن اگر مدعا علیہ دوسرے کو وکیل خصومت کرنے پر راضی ہو جاوے تو جائز ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک یہ شرط نہین ہے پس اگر مدعی نے بلا عذر [illegible] کرنے کے واسطے وکیل کیا اور مدعا علیہ راضی نہین ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک دعوی صحیح نہین ہے پس جوابدہی لازم نہ ہوگی اور گواہون کی سماعت نہ ہوگی اور صاحبینؒ کے نزدیک دعوی صحیح ہے اور جوابدہی لازم اور گواہون کی سماعت ہوگی یہ بدائع مین ہے - اگر مدعی اپنے دعوے کو تہ دل سے بیان کرنے سے عاجز ہو تو اپنا دعوی تحریر کرکے پیش کرے کہ اسکی سماعت ہوگی اور اگر مدعی کی زبان قاضی کی زبان سے جدا ہو تو درمیان مین کوئی مترجم مقرر کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور ایک یہ ہے کہ دعوی مین تناقض نہ ہو سوائے نسب اور حریت کے دعوے کے اور تناقض کی یہ صورت ہے کہ پہلے اُس سے کوئی ایسی بات نہ ہوچکی ہو کہ جو اُسکے دعوی کی مناقض ہے مثلاً اپنی ملکیت ذاتی کا اقرار کیا پھر مدعا علیہ سے خریدنے کا اس سے پہلے دعوی کیا اور اگر بعد یا مطلقاً خرید کا دعوی کیا تو مناقض نہین ہے یہ بحر الرائق مین ہے - اور ایک یہ ہے کہ جس چیز کا دعوی کرتا ہے وہ ثابت ہوسکتی ہو حتی کہ اگر کسی نے ایک ایسے شخص پر اپنا بیٹا ہونے کا دعوی کیا کہ جو اُس مدعی سے پیدا ہونے کا احتمال نہین رکھتا ہے تو اُسکے دعوے کی سماعت نہ ہوگی یہ بدائع مین لکھا ہے اور دعوی کا حکم یہ ہے کہ خصم پر جوابدہی ہان یا نہین کہنا لازم ہوتی ہی پس اگر اسنے

اقرار کر لیا تو دعوی ثابت ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ تیرے پاس گواہ ہین پس اگر اسنے کہا کہ نہین ہین تو اس سے کہے گا کہ تو اس سے قسم لے سکتا ہے اور اگر مدعا علیہ نے ہان یا نہین کچھ جواب نہ دیا تو قاضی اسکو منکر شمار کر کے مدعی کے گواہون کی سماعت کریگا اگر اسنے گواہ پیش کئے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ دعوی دو قسم ہی ایک صحیح دوسرا فاسد دعوی صحیح وہ ہے جسکے ساتھ اُسکے احکام مثل خصم کا حاضر کرنا اور مطالبہ جواب اور اُسپر جواب ہی واجب ہونا وغیرہ متعلق ہون اور فاسد وہ ہے جسکے ساتھ یہ احکام متعلق نہ ہون یہ کافی مین ہی۔ اگر دعوی غیر صحیح ہے اور مدعا علیہ نے دفع دعوی کیا تو کیا اُسکی سماعت ہوگی اور بدون تصحیح دعوی کے اُسکے دفعیہ کا اثبات ممکن ہے یا نہین پس اس مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور کتاب الرجوع عن الشہادات مین مذکور ہے وہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ دفعیہ کے مدعی سے تصحیح دعوی کا مطالبہ کیا جائیگا پھر اُسکے دعوے کا اثبات ہوگا اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ مدعی کو مدعا علیہ سے پہچاننے کی یہ صورت ہے کہ جو شخص خصومت کے واسطے اگر ترک کرے تو مجبور نہ کیا جائیگا وہ مدعی ہے اور مدعا علیہ وہ ہے جو خصومت کے واسطے مجبور کیا جاوے اور یہ تعریف عام سب کو شامل ہے اور صحیح ہے اور امام محمدؒ نے کتاب الاصل مین فرمایا کہ مدعا علیہ وہ ہے جو منکر ہو اور یہ صحیح ہے مگر اسکی شناخت اس اعتبار سے اُن لوگون کو ہو سکتی ہے جو معرفت فقہ مین نہایت ہوشیار ہین کیونکہ ظاہری انکار سے مدعا علیہ نہ ہوگا بلکہ اعتبار معانی کا ہوتا ہے پس اگر ودیعت رکھنے والے نے مثلاً کہا کہ مین نے ودیعت واپس کر دی تو قسم سے اسی کا قول لیا جاتا ہے حالانکہ ظاہر مین اُسنے واپس کر دینے کا دعوی کیا ہے ولیکن حقیقت مین وہ ضمانت اور ڈانڈ دینے سے انکار کرتا ہی ہذا حاصل ما فی الہدایہ

دوسرا باب اُن چیزون کے بیان مین جس مین بیع کے ساتھ دعوی صحیح ہے اور جن مین نہین مسموع ہوتا ہے اور اس مین تین فصلین ہین

فصل اول۔ دین اور قرض کے دعوے کے بیان مین۔ اگر مدعی بہ دین ہو تو مذکور ہے کہ مطالبہ کیا جا سکتا ہے کذا فی الکافی اور دعوی قرض کا صحیح نہین ہوتا ہی مگر قدر جنس وصفت کے بیان کر دینے کے بعد صحیح ہوتا ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ پس اگر کیلی چیز ہو تو دعوی اُسوقت صحیح ہوتا ہے کہ جب مدعی اُسکی جنس ذکر کرے کہ گیہون ہی یا جو ہے پس اگر ذکر کیا کہ گیہون ہے تو اُسکے ساتھ اُسکی قسم ذکر کرے کہ سقی ہی یا بری ہی خریفی ہے یا ربیعی ہے اور اُسکی صفت ذکر کرے کہ گندم سفید ہے یا سرخ ہے اور جید ہین یا درمیانی ہین یا ردی ہین اور پیمانہ سے اُسکی مقدار ذکر کرے کہ اس قدر قفیز ہین اور یہ بھی ذکر کرے کہ فلان قفیز سے اس قدر قفیز ہین کیونکہ قفیزین فی ذاتہا متفاوت ہوتی ہین کذا فی الذخیرہ **قلت** یہ صورتین جو قسم اور صورتین بیان کی گئی ہین موافق رسم اُس ملک کے ہین اور ہمارے ملک مین ہمارے ملک کے موافق قسم اور صفت اور مقدار ذکر کرنا چاہیے۔ اور سبب وجوب کا بھی ذکر کرے کہ کیون واجب ہوے یہ محیط مین ہے اگر دس قفیز گیہون قرض ہونے کا دعوی کیا اور یہ نہ ذکر کیا کہ کس سبب سے واجب ہوئے تو سماعت نہو گی یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ اور بیع سلم مین اُسکے صحیح ہونے کی شرطین بھی ذکر کرے اور اگر دعوی مین کہا کہ بسبب سلم صحیح کے واجب

ہوے اور اسکی شرائط صحت نہ بیان کی تو امام شمس الاسلام اوزجندی اس دعوے کو صحیح کہتے تھے اور دوسرے
مشایخ اسکو صحیح نہین کہتے ہین اور اگر بیع کے دعوے مین کہا کہ بسبب بیع صحیح کے واجب ہوے تو بلاخلاف صحیح ہے
وعلی ہذا ہر ایسے سبب مین جسکے شرائط بہت ہین دعوے مین عامہ مشایخ کے نزدیک اُن شرائط کا ذکر کرنا ضروری ہی اور
جس سبب کی شرطین کم ہین اُس مین صرف سبب کہدینا کافی ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اور قرض کے دعوے
مین قبضہ کرنا اور مستقرض کا اپنی ضرورت مین صرف کرنا بھی ذکر کرے تاکہ بالاجماع یہ مال اُسپر قرض ہو جاوے اور یہ بھی
دعوے قرض مین بیان کرے کہ مین نے اپنے ذاتی مال سے اس قدر قرض دیا کذا فی الذخیرہ۔ صدر الاسلام نے فرمایا
کہ قرض مین مکان ایفا اور تعین مکان عقد بیان کرنا ضرور نہین ہے یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دعوی
کیا کہ میرا اس مدعا علیہ پر اس قدر مال بسبب باہمی حساب کے جو ہمارے درمیان ہے واجب ہے تو یہ صحیح ہے
کیونکہ حساب کچھ مال واجب ہونے کا سبب نہین ہوتا ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر دعوی وزنی چیز مین ہو تو صحت کے
واسطے جنس بیان کرنا مثلاً چاندی ہے یا سونا ہے ضرور ہے پس اگر سونا بیان کیا اور وہ مضروب ہے تو اشرفی جیدہ ری
یا کلدار وغیرہ بیان کرنا چاہیے اور بیان کرے کہ اس قدر اشرفیان یقین کذا فی المحیط اور دنیا رون کے دعوے مین
وہ وہی یا وہ نہی بیان کرنا ضرور ہے کذا فی الخلاصہ۔ اور مشایخ نے فرمایا کہ اُسکی صفت کہ جید یا وسط یا ردی ہے
بیان کرنا چاہیے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور یہ دعوی اگر بسبب بیع کے ہو تو صفت ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے
بشرطیکہ شہر مین ایک ہی نقد رائج و معروف ہو مگر اُس صورت مین بیان کرنا چاہیے کہ جب وقت بیع سے دعوے
کے وقت تک اس قدر زمانہ گذر گیا کہ معلوم نہین کہ شہر مین کون نقد رائج ہے پس اسطرح بیان کیجے کہ خوب شناخت
مین آجاوے یہ ذخیرہ مین ہے اگر شہر مین نقود مختلف چلتے ہون اور سب کا رواج یکسان ہو کوئی
زیادہ نہ چلتا ہو تو بیع جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہے چاہے جس نقد کو ادا کرے ولیکن دعوی مین کسی نقد کا تعین
ضرور ہے اور اگر سب کا رواج برابر ہے ولیکن بعض کا بعض پر زیادہ صرف ہے جیسے ہمارے ملک مین غطریفی اور
عدالی مین تھا تو بدون بیان کے بیع جائز نہین ہے اور نہ بدون بیان کے دعوی صحیح ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر
ایک نقد زیادہ رائج ہو اور دوسرا اُس سے افضل ہو تو بیع جائز ہے اور نقد رائج ملے گا اور مین نے استروشنی کے ہاتھ کی
تحریر دیکھی کہ اگر شہر مین چند نقود کا رواج ہو اور ایک زیادہ رائج ہو تو دعوی بدون بیان کے صحیح نہین ہی یہ فصول
عمادیہ مین ہے۔ اگر دعوے بسبب قرض اور تلف کر دینے کے ہو تو ہر حال مین صفت بیان کرنا ضرور ہے
یہ نہایہ مین ہے۔ اگر یون ذکر کیا کہ اس قدر دینار نیشاپوری منتقدہ اور جید ذکر نہ کیا تو مشایخ نے
اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ جید کی ضرورت نہین ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر جید ذکر کیا اور منتقدہ کہا تو بھی
دعوی صحیح ہے کذا فی المحیط۔ اور نیشاپوری یا بخاری ذکر کرنے کے بعد احمر ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہی کیونکہ سوائے
احمر کے وہان دوسرے نہین ہوتے ہین ہان جید ذکر کرنا ضرور ہے اور یہی عامہ مشایخ کا مذہب ہے اور فتاوی نسفی
مین ہے کہ اگر احمر خالص ذکر کیا تو جید بیان کرنے کی ضرورت نہین ہی اور بعضے مشایخ کے نزدیک بیان کرنا ضرور ہے

کہ کس بادشاہ کے وقت کا سکہ ہے اور بعضون کے نزدیک یہ شرط نہیں ہے صحیح یہ ہے کہ اس مین وسعت ہے اور
ذکر کرنے مین زیادہ احتیاط ہے کذا فی الذخیرہ - اگر سونا مضروب نہو تو دینار نہ کہے بلکہ مثقال کے وزن سے بیان کرے
اور اگر میل نہو تو بیان کر دے اور اگر اس مین میل ہے تو وہ بھی یا دہ ہشتی وغیرہ بیان کر دے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر
چاندی ہو اور مضروب ہو تو اسکی نوع یعنی جس طرف منسوب ہے اور اسکی صفت کہ جید ہے یا درمیانی یا ردی اور
اسکا وزن مثلاً وزن سبعہ سے اس قدر درم ہین بیان کرے کذا فی المحیط اور اگر چاندی مضروب ہو اور اسمین میل
غالب ہو پس اگر لوگون مین وزن سے اسکا معاملہ ہوتا ہے تو اسکی نوع وصفت و وزن ذکر کرے اور اگر شمار سے
معمول ہین تو گنتی ذکر کرے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے اور اگر چاندی غیر مضروب ہے اور اسمین میل نہین ہے تو خالص ہونا اور
اسکی قسم ذکر کرے مثلاً نقرہ فرنگ یا روس یا طمغاجی اور صفت کہ جید ہے یا ردی ذکر کرے اور بعض نے کہا کہ طمغاجی ذکر
کرنیکے بعد جید و ردی ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اور سفید چاندی ذکر کرنا کافی نہین ہے تا وقتیکہ طمغاجی یا کلیجی ذکر
نہ کرے کذا فی الوجیز الکردری اور درم سے اسکی مقدار بیان کرے کذا فی المحیط اگر گیہون یا جو کا منون سے دعوی کیا تو
فتوی کے واسطے مختار یہ ہے کہ مدعی سے دریافت کیا جاوے اگر اسنے بسبب قرض وتلف کر دینے کے دعوی کیا
ہے تو دعوی کی صحت کا فتوی نہ دیا جاوے اور اگر بسبب بیع مال معین فروخت کرنے کے یا بسبب سلم کے دعوی
کیا ہے تو دعوی صحیح ہے یہ ذخیرہ مین ہے - اور اگر گیہون مین پیمانہ کے اندازسے دعوی کیا حتی کہ بلا خلاف دعوے
صحیح ٹھہرا اور گواہ لایا کہ مدعا علیہ نے اس قدر گیہون یا جو کا اقرار کیا ہے اور اقرار مین صفت کا ذکر نہین ہے تو گواہی
اس باب مین مقبول ہوگی کہ اس سے بیان صفت کے واسطے جبر کیا جاوے نہ یہ کہ حق ادا مین جبر کیا جاویگا یہ محیط
مین ہے - اور کنگنی اور ماش مین عرف معتبر ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر آٹے کا دعوی کیا اور قفیز کے ساتھ
اسکا وزن بیان کیا تو صحیح نہین ہے - اور جب وزن بیان کر دیا تاکہ دعوی درست ہوگیا تو اسکے ساتھ خشک
آٹا یا شستہ بیان کرنا اور پختہ یا ناپختہ بیان کرنا اور جید یا وسط یا ردی بیان کرنا چاہیے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر ایکنے
دوسرے پر سو عدالی کے غصب کر لینے کا دعوی کیا اور عدالی دعوے کے وقت مفقود ہین تو انکی قیمت کا دعوی کرنا
چاہیے اور امام اعظم رح کے نزدیک دعوی وخصومت کے روز کی قیمت لگائی جاوے اور امام ابو یوسف رح کے
نزدیک غصب کے روز کی قیمت اور امام محمد رح کے نزدیک اس روز کی قیمت کہ جب وہ مفقود ہوتے ہین اور ہر
صورت مین درمون کے واجب ہونے کا سبب بیان کرنا ضرور ہے - یہ ذخیرہ مین ہے - اگر میت پر قرض کا
دعوی کیا اور کہا کہ اس قرضہ مین سے کچھ ادا نہین کرنے پایا تھا کہ وہ مر گیا اور ان وارثون کے ہاتھ مین اسقدر
ترکہ چھوڑ گیا ہے کہ یہ قرضہ ادا ہو جاوے اور کچھ بچ رہے اور ورثہ کے اموال معینہ بیان نہ کیے تو فتوی یہ ہے
کہ دعوے کی سماعت ہوویگی ولیکن وارث پر ادائے قرض کا حکم جبتک اسکے پاس ترکہ نہ پہونچے نہ کیا جائیگا پس
اگر اسنے وصول ترکہ سے انکار کیا اور مدعی نے اثبات کرنا چاہا تو جبتک اموال معینہ ترکہ کے اسطرح بیان نہ کرے کہ
اس سے آگاہی حاصل ہو جاوے تب تک اسپر قادر نہ ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے - اگر مدیون نے دعوی کیا کہ مین نے

اسکو اس قدر درم بھیجدیے ہین یا میرے بلا حکم فلان شخص نے اسکو قرضہ ادا کر دیا ہے تو دعوی صحیح ہے اور قسم لیجا ئیگی اگر اُسپر ہزار درم قرض کا دعوے کیا اور کہا کہ تیرے ہاتھ مین فلان شخص کے ہاتھ سے پہونچے ہین اور وہ میرا مال ہو تو اُسکے دعوے کی سماعت نہ ہوگی جیسے عین مین غیر مسموع ہے کذا فی الخلاصہ اور اگر بسبب کفالت کے مال کا دعوی کیا تو بیان سبب ضرور ہے اور اسی مجلس کفالت مین مکفول عنہ کا قبول کر لینا بیان کرے اور اگر بیان کیا کہ مکفول لہ نے اپنی مجلس مین قبول کیا تو صحیح نہین ہو۔ اسی طرح اگر عورت نے اپنے شوہر کی وفات کے بعد وارثون پر مال کا دعوے کیا تو بدون بیان سبب کے صحیح نہین ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ بیع یا اجارہ وغیرہ کے سبب سے مال لازم ہونے کے دعوے مین یہ بھی بیان کرے کہ یہ عقد خوشی خاطر سے اُس حال مین کہ اُسکے تصرفات اسکے نفع و نقصان کی راہ سے نافذ ہوتے تھے واقع ہوا تاکہ دعوی وجوب صحیح ہوجاوے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور اگر اجارہ بسبب اجارہ دینے والے کی موت کے فسخ ہوگیا اور مال کا دعوی کیا پس اگر اجرت درم یا عدالی ہین تو یون بیان کرنا چاہیے کہ اس قدر درم یا عدالی کہ وقت عقد سے وقت فسخ تک رائج رہے ہین کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے قاضی کے پاس دوسرے پر دس درم کا دعوی کیا اور کہا کہ میرے اسپر دس درم ہین اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ دعوی صحیح ہے اور بعضون نے کہا کہ جب تک ایک بار بھی قاضی سے نہ کہے کہ مجھے اس سے دلائے جاوین تب تک صحیح نہین ہے اور نوازل مین ہے کہ شیخ ابونصرؒ نے فرمایا کہ صحیح یہ ہے کہ دعوے کی سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اُسنے مبیع پر قبضہ کر لیا مجھے ثمن دلایا جاوے اور مبیع کو بیان نہ کیا یا محدود کے حدود بیان نہ کئے تو جائز ہے اور یہی اصح ہے اسیطرح کرایہ مکان کے دعوے مین جسکا اجارہ فسخ ہوگیا ہے اس مکان کے حدود بیان کرنا شرط نہین ہے۔ اور اگر دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھے فلان چیز کی کہ جسکا یہ وصف ہے حفاظت کے واسطے اس قدر ماہواری پر مزدور کیا تھا اور مین نے اتنی مدت اسکی حفاظت کی پس مجھے مزدوری ماہواری چاہیے اور یہ چیز معین اُس مجلس دعوی مین موجود نہین ہے تو بھی دعوی صحیح ہونا چاہیے۔ اگر مبیع غیر مقبوض کے ثمن کا دعوے کیا تو مجلس قضا مین مبیع کو حاضر کرنا چاہیے تاکہ قاضی کے سامنے بیع ثابت ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ میرے وصی نے میری صغر سنی مین تیرے ہاتھ میرا فلان و فلان مال اس قدر دامون کو تیرے ہاتھ فروخت کیا اور اُسنے کچھ دام نہین پائے تھے کہ وہ مر گیا تو وہ دام تو مجھے ادا کر دے پس بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دعوی صحیح نہین ہے کیونکہ وصی کے مرنے کے بعد دام وصول کرنے کا حق اُسکے وارث یا وصی کو ہے اور اگر اُسکا کوئی وصی یا وارث نہ ہو تو قاضی اُسکی طرف سے مقرر کریگا شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو مشائخ یہ فرماتے ہین کہ وکیل بیع کے انتقال کے بعد ثمن وصول کرنے کا استحقاق موکل کو حاصل ہوجاتا ہے اُنکے موافق یہان بھی لکھنا چاہیے کہ لڑکے کو بالغ ہونے کے بعد اسکو دام وصول کرنے کا حق حاصل ہوجاتا ہے پس دعوی صحیح ہوگا یہ محیط مین ہے

دوسری فصل۔ دعوی عین منقول کے بیان مین جب مال معین منقول پر مدعی دعوی کرتا ہو اگر مجلس قضا مین حاضر ہو تو اسکی طرف ہاتھ سے اشارہ کرنے کہ یہ میرا ہے اور سر سے اشارہ کرنا کافی نہین ہے مگر اس صورت مین کہ اسکے

اس طرح اشارہ سے وہی چیز معلوم ہو جاسے جسپر دعوی کرتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور اگر وہ چیز مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو تو اُسکے حاضر لانے کے واسطے حکم کیا جائیگا تاکہ دعوے مین نیز گواہی وغیرہ کے اُسکی طرف اشارہ کرے کذا فی الکافی - اور شمس الائمہ حلوانی نے فرمایا کہ بعضے منقولات کا قاضی کے سامنے حاضر لانا ممکن نہین ہے جیسے اناج کی ڈھیری یا بکریون کا گلہ تو اُس مین قاضی کو اختیار ہے اگر اُس سے ممکن ہو تو خود اس مقام پر چلا جاوے ورنہ اگر اُسکو خلیفہ کرنے کی اجازت ہے تو اپنا خلیفہ وہان بھیجدے یہ محیط مین ہے - اگر مدعا علیہ منکر ہوا اور دعوی کیا کہ جس چیز مین دعوی ہے حاضر کرے تو یون چاہیے کہ کہے کہ اس مدعا علیہ کو لازم ہے کہ وہ چیز حاضر کرے تاکہ مین حجت مین پیش کرون اور اگر مدعا علیہ منکر نہ ہوا اقرار کرتا ہو تو حاضر کرانا کچھ ضرور نہین ہے بلکہ مقر لہ اُس سے لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین ہے ایک شخص کے قبضہ مین ایک مال معین ہے اُسپر دعوی کیا اور مجلس قضا مین اُسکو حاضر کرانا چاہا اور مدعا علیہ نے وہ مال اپنے ہاتھ مین ہونے سے انکار کیا پھر مدعی دو گواہ لایا کہ اُنھون نے گواہی دی کہ آج سے ایک سال پہلے وہ مال اسکے پاس تھا تو ساعت ہو گی اور مدعا علیہ پر جبر کیا جاویگا کہ حاضر لاوے یہ خزانۃ المفتیین مین ہی - اگر ایسے مال معین پر دعوے کیا کہ جو غائب ہے اور اُسکی جگہ معلوم نہین ہی مثلاً کسی پر ایک کپڑے یا باندی غصب کر لینے کا دعوی کیا اور معلوم نہین کہ وہ موجود ہے یا ضائع ہو گئی پس اگر جنس اور صفت اور قیمت بیان کر دی تو دعوی مسموع اور گواہی مقبول ہو گی اور اگر قیمت نہ بیان کی تو تمام کتابون مین اشارہ کیا کہ دعوی مسموع ہوگا یہ ظہیریہ مین ہی - اگر مدعی بہ ضائع ہو تو دعوی بدون بیان جنس و سن و صفت و حلیہ و قیمت کے صحیح نہین ہی کیونکہ بدون ان چیزون کے بیان کے اُسکا علم نہین ہو سکتا ہی اور قیمت کا بیان کرنا خصاف نے شرط کیا ہے اور بعضے قاضیون کے نزدیک قیمت بیان کرنا شرط نہین ہی کذا فی المحیط السرخسی اور ادب القاضی مین ہے کہ فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ بیان قیمت کے ساتھ مذکر و مونث بیان کرنا چاہیے کذا فی الکافی اور چوپائے کے دعوے مین رنگ و ہیئت کا ذکر کرنا ضرور نہین ہے حتی کہ اگر ایک شخص نے ایک گدھا غصب کر لینے کا دعوی کیا اور اُسکی ہیئت بیان کر دی اور موافق دعوے کے گواہ سنائے پس مدعا علیہ نے ایک گدھا حاضر کیا اور مدعی نے کہا کہ مین نے اسی گدھے کا دعوی کیا ہے اور گواہون نے بھی یہی کہا پھر جو دیکھا گیا تو بعض ہیآت مین انکے بیان سے اختلاف ہے مثلاً گواہون نے اُسکو کان پھٹا ہوا بیان کیا تھا اور اُسکا کان ایسا نہ تھا تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ امر مدعی کی ڈگری کر دینے کا مانع نہین ہے اور اس سے انکی گواہی مین خلل نہین آتا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایک ترکی غلام غصب کر لینے کا دعوی کیا اور اُسکی صفات بیان کر دین اور درخواست کی کہ غلام حاضر کرایا جاوے پھر جب حاضر ہوا تو بعضی صفتون مین مدعی کے بیان سے اختلاف پایا گیا اور مدعی نے گواہ قائم کر دیے کہ یہ وہی ہی پس جن صفات مین اختلاف پایا گیا اگر ایسے ہین کہ اُن مین تغیر و تبدل کا احتمال نہین ہی اور مدعی نے کہا کہ مین نے اسی غلام کا دعوی کیا تو دعوی مسموع نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ یہ میرا غلام ہے اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا تو دعوی مسموع اور گواہی مقبول ہو گی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ایک شخص نے چند معین چیزون کا جنکی جنس و نوع و صفت مختلف ہے دعوی کیا اور سب کی اکٹھا قیمت بیان کر دی اور ہر ایک

کی قیمت کی علیحدہ تفصیل نہ کی تو دعوی صحیح ہے اور تفصیل بیان کرنا شرط نہیں ہے اور یہی صحیح ہے یہ خزانۃ المفتین و
فتاوی قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص نے کسی شخص پر ہزار دینار کا اس سبب سے دعوی کیا کہ اس نے میری چند معین چیزیں
تلف کر دی ہیں تو ضرور ہے کہ جہاں تلف کر دی ہیں وہاں کی قیمت بیان کرے اور اعیان کو بھی بیان کرے کیونکہ بعضے
اُن میں سے مثلی ہوتی ہیں اور بعضی قیمت والی ہوتی ہیں یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص نے رفوگر کے پاس اپنا عمامہ
تلمیذ کے ہاتھ روانہ کیا کہ اسکو درست کرے پھر رفوگر نے عمامہ وصول پانے سے انکار کیا اور تلمیذ مر چکا ہے یا غائب ہے
پھر عمامہ والے نے دعوی کیا کہ میرا عمامہ ہے میں نے فلان تلمیذ کے ہاتھ تیرے پاس بھیجا ہے تو ایسے دعوے کی
سماعت نہ ہوگی جب تک یہ نہ کہے کہ تو نے اُسکو تلف کیا اور قیمت کا دعوے کرے اور اگر یون کہا کہ میں نے تیرے
پاس بھیجا ہے تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اگر انگورون موجودہ یا بقول کا دعوے کیا تو اشارہ کرے اور اوصاف
دونون و نوع بیان کرنے کی حاجت نہیں ہے اور قرض میں اور فصل موجود ہے تو مقدار و نوع و صفت بیان کرے
اور جید و ردی ہونا بیان کرے اور اگر ایسا ہو کہ جس بازار میں بکتے تھے وہان سے منقطع ہو چکے ہون تو حاکم دریافت
کریگا کہ تو کیا چاہتا ہے اگر اُسنے کہا کہ انگور چاہتا ہون تو سماعت نہ ہوگی اور اگر اُسنے کہا کہ قیمت چاہتا ہون تو
اُسکو سبب وجوب بیان کرنے کا حکم کریگا کیونکہ اگر یہ دام مبیع کے ثمن ہین تو بسبب منقطع ہو جانے کے بیع ٹوٹ گئی
اور اگر بسبب سلم یا تلف کر دینے یا قرض کے ہین تو مطالبہ کر سکتا ہے اگر انگورون کی فصل تک انتظار نہ کرے ایسا ہی
امام ظہیر الدین نے فرمایا ہے یہ وجیز کردری میں لکھا ہے۔ اگر دو قسم کے انگور علائی و درختی درمیانی شیرین سوس کا
دعوی کیا تو تفصیل بیان کرنا چاہیے کہ علائی کس قدر اور درختی کس قدر تھے کذا فی المحیط اور انار و سیب کے دعوے میں
وزن اور ترش و شیرین و صغیر یا کبیر بھی ذکر کرے اور گوشت کے دعوے میں سبب بیان کرنا ضرور ہے کذا فی الخلاصہ
پس اگر یون بیان کیا کہ میں اس سبب سے دعوی کرتا ہون کہ اسنے بیع کا ثمن قرار دیا تھا تو دعوی صحیح ہے اگر اسکا
وصف اور موضع بیان کرے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر کسی پر سو من کوک کا دعوی کیا تو صحیح نہیں ہے مگر جبکہ (قسم روٹی ۱۲)
سبب بیان کر دے کیونکہ روٹی کے سلم میں اور قرض لینے میں اختلاف ہے اور تلف کر دینے کی صورت میں قیمت
واجب ہوگی اور اگر سبب نہ بیان کیا کہ بیع کا ثمن ہے تو دعوی صحیح ہے ولیکن بیان کرنا چاہیے کہ کیسے آٹے کی
بنی ہوئی ہین اور سپیدی مائل یا مزعفر ہین اور اُسپر تل لگے ہوئے ہین یا نہین یہ ظہیریہ میں ہے۔ برف کا دعوے
جب وہ منقطع ہو چکا ہو تو صحیح نہیں ہے کیونکہ اُسکے مثل دیا نہین جا سکتا ہے تو اسکو چاہیے خصومت کے روز کی قیمت
لگا کر دعوی کرے کہ میری اس قدر قیمت چاہیے ہے یہ وجیز کردری میں ہے اور تیل وغیرہ ایسی چیزون کے دعوے میں
اگر بیع کا سبب ہو تو اشارہ کے واسطے حاضر لانا ضرور ہے اور اگر بسبب قرض یا تلف کر دینے یا ثمن قرار دینے
کے ہو تو موجود کرنے کی ضرورت نہیں ہے یہ خزانۃ المفتین میں لکھا ہے۔ اگر کسی شخص پر دیباج کا دعوی کیا
پس اگر وہ مال عین ہے تو اُسکا حاضر کرانا اور اُسکی طرف اشارہ کرنا شرط ہے اور وزن و تمام اوصاف بیان
کرنے چاہیے ہین اور اگر بسبب سلم کے دین ہو تو اس صورت میں وزن ذکر کرنے کی شرط ہونے میں مشائخ کا

اختلاف ہے عامہ مشائخ کے نزدیک شرط ہے اور یہی صحیح ہے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے ذمہ ایک خرگاہ
بسبب مہر کے واجب ہونے کا دعوی پیش ہوا تو مشائخ نے صحیح ہونے کا فتوی دیا کیونکہ اسمین زیادہ جہالت
نہین ہے اور باب مہر مین جہالت اسکی مانع نہین ہوتی ہے کہ اسکے ذمہ واجب ہو یہ محیط مین ہے بعض مشائخ نے
ذکر کیا کہ کسی نے زندیچی کا دعوی کیا اور اسکا طول خوارزم کے گزون سے کسی قدر بیان کیا پھر جب
وہ پائی گئی تو زائد یا کم نکلی اور گواہ گواہی موافق دعوے کے دے چکے ہین تو دعوی و گواہی دونون باطل ہین
جیسا کہ چوپایہ کے دانتون کے اختلاف مین ہوتا ہی۔ ایک شخص نے کسی قدر لوہے پر دعوی کیا اور اسکا وزن دس من
بیان کیا پھر وہ بیس من یا آٹھ من نکلا تو دعوی و گواہی مقبول ہوگی کیونکہ جس چیز کیطرف اشارہ کیا اس کا وزن
بیان کرنا لغو ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ روئی کے دعوے مین یہ بیان کرنا کہ کہان کی ہے ترقابی ہی یا بہقی
یا جاجرمی ضرور ہے کذا فی خزانۃ المفتین۔ اور فتوی اسپر ہے کہ اتنے من اس قدر روئی سے گالا نکلتا ہی بیان
کرنا شرط نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہی قمیص کے دعوے مین جب نوع و جنس و صفت و قیمت بیان کی تو
اسکے ساتھ مردانہ یا زنانہ چھوٹے یا بڑے بیان کرنا چاہیے یہ خزانۃ المفتین مین ہی کپڑا چاک کر ڈالنے یا چوپایہ کے
زخمی کرنے کے دعوے مین چوپایہ یا کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہین ہے کیونکہ مدعی بحقیقت مین وہ جز مانگتا ہے جو فوت
ہوگیا کذا فی الخلاصہ۔ اگر گوہر کا دعوی کیا تو اسکا وزن بیان کرنا چاہیے اگر غائب ہو اور مدعا علیہ اپنے پاس
ہونے سے انکار کرتا ہو یہ سراجیہ مین ہے۔ اور موتی کے دعوے مین اسکا دور و چمک و وزن بیان کرے یہ
خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر چند سوئیون یا مسلون (سوجون ۱۲) کا دعوی کیا تو اسکا سبب بیان کرے کیونکہ اسکا حاضر کرنا
لازم ہے اگر عین ہو اور اگر دین ہو بسبب سلم یا ثمن بیع کے تو جہالت رفع کرنے کے واسطے نوع و صفت بیان
کرنا ضرور ہے اور تلف کر دینے سے انکا مثل واجب نہین ہوتا ہے کیونکہ یہ قیمت والی شمار ہین نہ مثلی اور قرض
کے سبب سے وجوب نہین ہوتا ہے کیونکہ انکا قرض جائز نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی قدر حنا کا
دعوی کیا تو جید و وسط و ردی بیان کرے اور ذکر کرے کہ برگ حنا سودہ یا کوفتہ کیسی تھی اور اگر کسی قدر توتیا کا
دعوی کیا تو کوفتہ و ناکوفتہ ذکر کرے و بدون اسکے دعوی صحیح نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک طاحونہ کا
دعوی کیا اور حدود طاحونہ اور ادوات کو بیان کر دیا و لیکن اسنے ادوات کو مسمی نہ کیا اور نہ انکی کیفیت بیان کی
تو بعض نے کہا کہ دعوی صحیح نہین ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط مین ہی۔ فتاوائے رشید الدین مین ہے ودیعت
کے دعوے مین یون کہنا چاہیے کہ میری اس شخص کے پاس اس قدر ودیعت اس قیمت کی ہے پس مین اسکے
پیش کرنے کا خواستگار ہون تاکہ مین اس امر کے گواہ سناؤن کہ یہ میری ملک ہے بشرطیکہ وہ منکر ہو اور اگر مقر
ہو تو تخلیہ کرے کہ میرے قبضہ مین آوے اور یہ نہ کہے کہ رد کرنے کا حکم ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ودیعت
کے دعوے مین موضع ایداع کو کہ کس شہر مین واقع ہوا بیان کرے خواہ ودیعت ایسی چیز ہو کہ اسکی باربرداری
اور صرفہ ہے یا ایسی نہو اور دعوے غصب مین اگر مغصوب ایسی چیز نہ ہو جسکی باربرداری ہو تو موضع غصب کا بیان

کرنا ضرور نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر گیہون غصب کرنے کا دعوی کیا اور شرائط بیان کر دیے تو غصب کی جگہ بیان کرنا ضرور ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ غیر مثلی کے غصب و استہلاک مین غصب کے روز کی قیمت بیان کرنا چاہیے یہی ظاہر الروایت ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ دعوے تخارج مین بیان انواع ترکہ و تحدید زمین و بیان متاع و حیوانات و اسکی قیمت ضرور ہے تاکہ معلوم ہو سکے کہ اُسکے حصہ سے زیادہ پر صلح نہین واقع ہوئی کیونکہ اگر ترکہ کو بعض وارثون نے تلف کر دیا پھر غیر متلف کے ساتھ اُسکے حصہ کی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو صاحبین کے نزدیک نہین جائز ہے چنانچہ بعد غصب و اتلاف کے قیمت سے زیادہ پر صلح کرنے کے مسئلہ مین ایسا ہی ہے یہ وجیز کردری مین ہے اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ فلان مشترک مال میرے اور اُسکے درمیان تھا اُسنے فروخت کیا اور جب مجھے بیع کی خبر پہونچی تو مین نے اجازت دیدی پس اُسپر آدھے ثمن کا مجھے سپرد کرنا واجب ہے تو یہ دعوے نہین ہے جب تک کہ دعوے مین یہ ذکر نہ کرے کہ یہ مال وقت اجازت کے مشتری کے ہاتھ مین قائم تھا اور ضرور ہے کہ وقت اجازت کے ثمن کا رائج ہونا بھی بیان کرے اور یہ بھی بیان کرے کہ بائع نے مشتری سے ثمن وصول کر لیا اور قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ یہ مال معین تم دونون مین ملکی شراکت کے طور پر تھا یا عقدی شرکت تھی پس اگر اُسنے کہا کہ ملکی شرکت تھی تو ان شرطون کا بیان کرنا ضرور ہے اور اگر کہا کہ عقدی شرکت تھی تو وقت اجازت کے یہ عین مشتری کے پاس قائم ہونے کی شرط بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے ولیکن ثمن پر قبضہ کرنے کا بیان شرط ہے تاکہ نصف ثمن کا مطالبہ درست ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ مال شرکت کی تجہیل سے مرجانے کے دعوے مین یہ بیان کرنا چاہیے کہ مال شرکت کی تجہیل کے ساتھ مرا ہے یا جو چیز مال شرکت سے خریدی گئی تھی اُسکی تجہیل کے ساتھ مرا ہے کیونکہ مال شرکت کی ضمانت مثلی ہے اور جو چیز اُس سے خریدی گئی اُسکی قیمت کے ساتھ ضمان ہوتی ہے اور مطالبہ کا ذکر رد و تسلیم کے ساتھ واجب نہین ہے کیونکہ مودع پر تخلیہ واجب ہے۔ یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ دعوی بضاعت و ودیعت مین بسبب تجہیل وغیرہ کے مرنے کے بیان کرنا چاہیے کہ موت کے روز اُسکی کیا قیمت تھی ایسا ہی مال مضاربت کے دعوے مین اگر مضارب تجہیل کے ساتھ مر گیا تو بیان کرنا چاہیے کہ اُسکے مرنے کے روز مال مضاربت نقد تھا یا عروض یہ فصول عمادیہ مین ہے اگر دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ اُسنے اسقدر قفیز گیہون مجھ سے امانت لیکر قبضہ مین کیے اُسپر اُسکا واپس کر دینا واجب ہے اگر قائم ہین تو اُسکی قیمت اور اگر تلف ہو گئے ہین یا تلف کر دیے ہین تو اُسکے مثل واپس کرے پس یون دعوے مین کہنا چاہیے کہ اگر قائم ہین تو اُسپر تخلیہ یعنی قبضہ دلا دینا واجب ہے اور اگر تلف ہو گئے ہین تو بیان کرنا چاہیے کہ بعد انکار کے تلف ہوئے ہین اور اگر تلف کر دیے ہین تو بیان کرنا چاہیے کہ اسکی طرف سے تلف ہوئے ہین یہ خلاصہ مین ہے اگر دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے اسقدر درم جسکا یہ طول یہ عرض یہ قیمت تھی چکانے کے طور پر لیکر قبضہ مین کر لی ہین پس اسپر واجب ہے کہ انکو واپس دے اگر بعینہ قائم ہین اور اگر تلف ہو گئی ہین تو انکی قیمت ادا کرے تو یہ دعوی صحیح نہین ہے جبتک یون نہ کہے کہ چکانے کے طور پر لیکر قبضہ مین کر لی تھین تاکہ اگر پسند آوین تو اس قدر دامون کو خرید لے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ راہن نے اگر مرہون واپس سپرد کر دینے کا مرتہن پر دعوی کیا پس جاننا چاہیے کہ طحاوی نے ذکر کیا ہے کہ

حکم بہ وصہ دو زمین و عقار سے بیان کرنا ۱۲

مرہون راہن کو واپس دینے مین جو خرچ ہو وہ راہن کے ذمہ ہے اور اس بنا پر دعوی صحیح نہین ہے اور بعضون نے
کہا کہ وہ خرچ مرتہن پر ہوتا ہے اور اس قول کے موافق اگر مرتہن پر واپس تسلیم کرنے کا دعوی کیا تو مثل مستعیر کے صحیح
ہے کذا فی المختار فی شرح الجامع کذا فی خزانۃ المفتین - ایک شخص نے کوئی مال معین فروخت کیا اور بائع غلام ہے اور
اسکا مولی حاضر ہے پھر مولی نے اُس مال کا جسکو غلام نے فروخت کیا ہے اپنے واسطے دعوی کیا پس اگر غلام ماذون ہے تو دعوی صحیح
نہین ہے اور اگر محجور ہے تو صحیح ہے یہ ظہیریہ مین ہے - ایک شخص نے دعوی کیا کہ مجھپر بیع کے واسطے زبردستی کی گئی اور چاہا کہ
واپس کر لون تو صحیح نہین ہے جب تک یوں نہ کہے کہ مین نے بیچا و سپرد کیا اور دونون حالتون مین مجھپر زبردستی کی گئی تھی اور اگر دام
قبضہ کیا ہو تو ذکر کرنا چاہیے کہ مین نے ثمن پر بھی مجبوری سے قبضہ کیا اور سب پر برہان پیش کرے اور اگر اس شخص نے
جسپر زبردستی کی گئی یہ دعوی کیا کہ یہ چیز میری ملک ہے اور مشتری کے قبضہ مین ناحق ہے تو دعوے صحیح
نہین ہے کیونکہ اسکی بیع کے ساتھ اگر قبضہ متصل ہو تو ملک ثابت ہوتی ہے اور علی ہذا اگر بیع فاسد کہ جس مین قبضہ ہو گیا
ہے یون دعوی کیا کہ یہ مبیع میری ملک ہے اور مشتری کے قبضہ مین ناحق ہے تو صحیح نہین یہ ذخیرہ کردری مین ہے -
فتاوٰے رشید الدین مین ہے کہ اگر بائع نے اپنے اوپر بیع زبردستی ہونے کا دعوی کیا تو زبردستی کرنے والے کے تعین کی
ضرورت نہین ہے چنانچہ اگر بسبب سعایت کے کسی مال کا دعوی کیا تو جن سپاہیون نے لیا ہے اُنکے تعین کی ضرورت
نہین ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - ملتقی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ اسنے فلان
شخص کو حکم کیا اُسنے مجھ سے اسقدر لے لیا ہے پس اگر حکم کرنے والا بادشاہ وقت ہو تو دعوی صحیح ہے اور اگر سوائے بادشاہ کے
کوئی شخص ہو تو اُسپر کچھ نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر مامور پر ضمان کا دعوی کیا پس اگر حکم کنندہ سلطان ہو تو مامور پر
دعوی صحیح نہین ہے اور اگر سلطان نہین ہے تو مامور پر دعوی صحیح ہے اور مجرد حکم امام کا اکراہ ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور
سعایت کے دعوے مین قابض مال کا نام و نسب ذکر کرنے کی حاجت نہین ہے ولیکن سعایت کو بیان کرے - اگر یون کہا کہ فلان
شخص نے مجھے دلوج لیا تاکہ ظالمون نے میرا نقصان کر دیا تو فقط اس کہنے سے دعوی صحیح نہین ہے - اسیطرح اگر یون
کہا کہ فلان شخص نے ناحق میرا خسارہ کرا دیا تو بھی صحیح نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی
کیا کہ اسنے میرا اس قدر نقصان کرایا بسبب اسکے کہ بادشاہی آدمیونکو لیکر ناحق مجھپر سعایت کی اور گواہون نے گواہی
دی کہ اس شخص نے بادشاہی آدمیون کو لیکر ناحق اس مدعی پر سعایت کی اور بادشاہی آدمیون نے ناحق اس مدعی سے
بسبب اس مدعاعلیہ کے سعایت کی اس قدر مال موصوف لے لیا تو ایسا دعوی اور گواہی دونون صحیح ہین اگرچہ
قابض مال کو معین کر کے ذکر نہ کیا اور سعایت کی تفسیر ضرور چاہیے تاکہ دیکھا جاوے کہ آیا اُسپر مال واجب ہوتا ہے
یا نہین پس اگر ایک شخص بادشاہی آدمیون کے پاس آیا اور کہا کہ میرا اُسپر واجبی حق چاہیے ہے اُنھون نے اسکو ادا
کر دینے کے واسطے پکڑا اور اپنا حق لے لیا تو ایسی سعایت موجب ضمان نہین ہے کیونکہ یہ حق پر ہے اسیطرح اگر سعایت کی اور
کہا کہ وہ میری جورو پاس آتا ہے پس سلطان نے اسکو پکڑا اور اس سبب سے مال اُس سے لے لیا تو یہ موجب ضمان نہین ہے
اور جس سعایت سے ضمان واجب ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ ایسی بات دروغ بیان کرے جو مال لیے جانے کا باعث ہو جاوے

مثلاً بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ فلان شخص نے مال پایا ہے اور درحقیقت اُسکو مال ملا ہی مگر بادشاہ اُس سے ظاہر مین اس کہنے سے مال لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے رشوت لی ہی تو بھی بدون تفصیل کے صحیح نہین ہی پس اگر علی وجہ تفصیل کی تو سماعت ہوگی ورنہ نہین کذا فی الخلاصہ

تیسری فصل۔ عقار کے دعوے کے بیان مین۔ اگر مدعی بہ عقار ہو تو اُسکی چارون حدین ذکر کرے اور اُنکے مالکون کے نام بیان کرے اور اُنکے باپ دادا تک بیان کرے کذا فی الاختیار شرح المختار اور دادا کا ذکر کرنا امام اعظمؒ کے نزدیک ضرور ہے اور یہی صحیح ہے یہ سراج الوہاج مین لکھا ہے۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ وہ شخص مشہور نہ ہو اور اگر معروف ہو تو بالاجماع باپ و دادا کے ذکر کی ضرورت نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ حاکم امام ابونصر احمد بن محمد سمرقندی نے اپنی شروط مین بیان کیا ہے کہ اگر دعوی عقار مین واقع ہو تو اُس شہر کا جسمین گھر ہے پھر محلہ پھر کوچہ کا ذکر کرنا ضرور ہے پس پہلے شہر کا پھر محلہ کا پھر کوچہ کا اسی طرح عام سے خاص کی طرف اُترتا چلا جاوے جیسا کہ امام محمدؒ کا مذہب ہے اور ابوزید بغدادی نے بیان کیا کہ خاص سے عام کیطرف چلے کہ یہ گھر فلان کوچہ فلان محلہ فلان شہر مین واقع ہی اور قول امام محمدؒ کا احسن ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے اور یہ ذکر کرے کہ وہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی اور عقار مین مدعی و مدعا علیہ کے تصادق سے قبضہ ثابت نہین ہوتا ہے بلکہ گواہی سے یا قاضی کے علم سے موافق مذہب صحیح کے قبضہ کا ثبوت ہوتا ہے یہ کافی مین ہے اور بیان کرے کہ مین مدعا علیہ سے اسکا مطالبہ کرتا ہون کیونکہ اُس کا حق مطالبہ ہے پس مطالبہ کرنا ضرور ہے اور ایک احتمال بھی تھا کہ شاید مرہون ہو یا ثمن کے عوض اُسکے پاس محبوس ہو وہ مطالبہ کہنے سے دفع ہو گیا ہے اور اسی سے مشائخؒ نے کہا کہ منقولات مین یہ کہنا واجب ہے کہ اسکے قبضہ مین بلا حق ہے کذا فی الہدایہ۔ ایک جماعت نے اہل شروط سے بیان کیا کہ حدود مین لزیق دار فلان بیان کرنا چاہیے صرف دار فلان نہ کہے اور ہمارے نزدیک دونون لفظ یکسان ہین جو کہے بہتر ہین کذا فی المحیط اگر تین حدود بیان کر دین اور چوتھی بیان کرنے سے خاموش رہا تو مضر نہین ہے اور اگر خاموش نہ ہوا بلکہ چوتھی بیان کرنے مین خطا کی تو دعوی صحیح نہین ہی حتی کہ اگر مدعا علیہ نے بیان کیا کہ یہ محدود میرے قبضہ مین نہین ہی یا اس محدود کا تسلیم کرنا مجھپر واجب نہین ہے تو یہ خصومت اُسپر نہ چلے گی اور اگر یہ کہا کہ یہ محدود میرے قبضہ مین ہے مگر تونے اس کی حدود مین خطا کی تو اسکے کہنے پر التفات نہ کیا جائیگا ولیکن اگر دونون خطا ہونے پر متفق ہون تو دوبارہ نالش پیش ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک گھر کا دعوی کیا اور اُسکی ایک حد پر زید کا گھر بیان کیا پھر دوبارہ دعوی کیا اور اس حد پر عمرو کا گھر بیان کیا تو مقبول نہین ہے اگرچہ مدعا علیہ اُسکی تصدیق کرے کہ اُسنے غلط کیا یا نہین۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک باغ انگور کا دعوی کیا اور اُسکی حدود بیان کر دین اور اُسکی بعضی حد چہارم عمرو بن احمد ابن یوسف کے تاک انگور سے ملی ہوئی ہے اور انھون نے عمرو بن احمد ابن عمرو کے تاک سے پیوستہ لکھی ہے اور یہی دعوی کیا اور گواہون نے بھی یہی گواہی دی اور قاضی نے حکم کیا تو یہ حکم اُس مدعا علیہ کے قبضہ کے تاک انگور کے حق مین صحیح نہین ہے چونکہ بعضے حدود کو غلط بیان کیا ہے اور مدعی کو اُس مین تصرف کرنا جائز نہین ہی کذا فی خزانۃ المفتین

قال المترجم۔ بکذا ظہر لی واللہ اعلم بمراد عبادہ۔ اور اگر حد چہارم مین بیان کیا کہ زقہ یا زقاق سے متصل ہے اور اسی طرف مدخل یا دروازہ ہے تو یہ کافی نہین ہے کیونکہ زقہ سبب ہوتے ہین انکو کسی طرف منسوب کرنا چاہیے تاکہ معلوم ہو اور اگر کسی طرف منسوب نہ ہو تو محلہ یا قریہ یا ناحیہ کا زقہ بیان کرے کہ اس سے ایک طرح کی پہچان ہو سکتی ہے یہ فصول عمادیہ و ذخیرہ مین ہی۔ اگر دو حدین ذکر کین تو ظاہر الروایت کے موافق کافی نہین ہے اور یہ ہمارے اصحاب کے نزدیک ہے اور اگر تین حدین ذکر کین تو کافی ہے اور اس صورت مین حد چہارم کے حکم کرنے کی صورت مین خصاف رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ بمقابلہ حد ثالث کے سے کر ابتداے حد اول تک ختم کر دی جائیگی کذا فی المحیط۔
اگر حد چہارم دو شخصون کی ملکیت سے متصل ہو اور ہر ایک کی زمین علیحدہ ہو یا کسی کی زمین اور مسجد سے ملحق ہو اور مدعی نے بیان کر دیا کہ حد چہارم فلان شخص کی زمین سے پیوستہ ہے اور دوسرے شخص یا مسجد کو بیان نہ کیا تو صحیح ہے اور بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ دونون صورتون مین دعوی صحیح نہ ہونا چاہیے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر کسی محدود کا دعوی کیا اور اُسکی ایک حد یا تمام حدین مدعی کی ملک سے ملحق ہین تو حد فاصل بیان کرنے کے حق مین بعض مشائخ نے کہا کہ ضرورت نہین ہے اور اگر مدعا علیہ کی ملک سے متصل ہو تو فاصل ذکر کرنے کی ضرورت ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر مدعی بہ زمین ہو تو یہی حکم ہے اور اگر بیت یا منزل یا دار ہو تو فاصل ذکر کرنے کی ضرورت نہین ہے اور دیوار فاصل ہوتی ہے یہ محیط مین ہے اور درخت نہین فاصل ہوتا ہے اور مسناۃ یعنی بند آب فاصل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے اور شجر اگر تمام مدعی بہ کو محیط ہو تو فاصل ہو سکتا ہے یہ خلاصہ مین ہے اور راستہ حد ہو سکتا ہے اور اصح یہ ہے کہ اُسکے طول و عرض بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے اور نہر حد نہین ہو سکتی ہے اور اصح یہ ہے کہ نہر مثل خندق کے حد ہو سکتی ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اصح یہ ہے کہ نہر کے طول و عرض بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے اگر عام راستہ حد قرار دیا گیا تو طریق قریہ یا طریق شہر بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کذا فی المحیط۔ اور ظاہر مذہب یہ ہے کہ چہار دیواری حد ہو سکتی ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے اور یہی اصح ہے یہ خزانۃ الفتاوی مین ہے۔ اور مقبرہ اگر ٹیکرا ہو تو حد ہو سکتا ہے ورنہ نہین یہ وجیز کردری مین ہے اگر دس گز زمین کا دعوی کیا اور نو کے حدود بیان کیے ایک کے نہ بیان کئے پس اگر یہ زمین ان سب کی زمینون کے درمیان مین ہو تو حدین آگئی پس حجت سے ثابت ہونے کے وقت سب کا حکم دیا جا سکتا ہے اور اگر اس ایک کی زمین ایک کنارے ہو تو بدون حدود ذکر کرنے کے معلوم نہین ہو سکتی ہے پس ڈگری نہ ہوگی یہ خزانۃ المفتین و ذخیرہ مین لکھا ہے۔ اگر کہا کہ زمین وقف سے پیوستہ ہے تو مصرف بیان کرنا ضرور ہے اور اگر زمین مملکت سے پیوستہ بیان کی تو امیر مملکت کا نام و نسب بیان کرنا چاہیے اگر وہ امیر ہون کذا فی الخلاصۃ اور اگر حد مین یہ بیان کیا کہ فلان کے وارثون کی زمین سے پیوستہ ہے تو یہ کافی نہین ہے یہ محیط مین ہے اور اگر لکھا کہ فلان کے وارثون کی ملک سے ملحق ہے تو کافی نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اور مین نے ایسے شخص کی تحریر دیکھی جسپر سے مجھے اعتماد ہے کہ اگر یون لکھا کہ فلان شخص کے ترکہ کے گھر سے پیوستہ ہے تو صحیح ہے اور یہ نہایت عمدہ ہے اور اگر حدین

بیان کین کہ زمین میان وہی سے پیوستہ ہے تو کافی نہین ہی اور اگر اسکی کوئی حدین ایسی زمینین بیان کردین جنکے مالک کا پتہ نہین ملتا ہے تو کافی نہین ہے تاوقتیکہ یہ نہ ذکر کرے کہ کس کے قبضہ مین ہین اور اگر کسی حدین بیان کیا کہ اراضی مملکت سے پیوستہ ہے تو صحیح ہے اگرچہ یہ بیان نہ کرے کہ کس کے قبضہ مین ہین ولیکن فاصل بیان کرنا ضرور ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے اور مستثنیات مثل طریق و مقبرہ و حوض کے حدود بیان کرنے کی شرط ہونے کے باب مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے شرط کیا ہے اور بعضون نے نہین اور مستثنے کی تحدید اس طرح ضرور ہے کہ امتیاز حاصل ہو جاوے اور جسطرح ہمارے زمانہ مین لکھتے ہین کہ حدود اربعہ مستثنے اس زمین سے پیوستہ ہین جو اس دعوے مین داخل ہے یا اس بیع مین آئی ہے یہ صحیح نہین ہے کیونکہ اس سے امتیاز حاصل نہین ہوتا ہے پس اس طرح ذکر کرے کہ امتیاز حاصل ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور امام ظہیر الدین مرغینانی رحمہ اللہ تعالے فرماتے تھے کہ اگر مقبرہ کوئی ٹیکرا ہو تو اسکے حدود بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے ورنہ ضرورت ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے امام نسفی نے بیان کیا کہ امام سرخسی خاصۃً گاؤن کے خریدنے مین مسجدون اور مقبرون و عام راستون و حوضون وغیرہ کے حدود و مقدار طول و عرض بیان کرنے کی شرط کرتے تھے اور جن محضرون او سجلات و دستاویزون مین ان چیزون کی استثنا بدون بیان حدود کے مذکور ہوتی تھی انکو رد کر دیتے تھے اور امام سید ابو شجاع نہین شرط کرتے تھے امام نسفی نے فرمایا کہ ہم بھی مسلمانون پر آسانی کرنے کے واسطے ایسا ہی فتوے دیتے ہین یہ خلاصہ مین ہے۔ اور جو ہمارے زمانہ مین تحریر کرتے ہین کہ دونون عقد کرنے والے اس تمام مبیع کو پہچانتے و جانتے ہین جسپر عقد واقع ہوا ہے پس اسکو بعض مشائخ نے رد کر دیا ہے اور یہی مختار ہی کیونکہ گواہی کے وقت اس قاضی کو مبیع معلوم نہین ہو سکتی ہے پس تعین کرنا ضرور ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ غیر پر دعوی کیا قاضی نے دریافت کیا کہ تو اسکے حدود پہچانتا ہے اسنے کہا کہ نہین پھر اسنے دعوی کیا اور حدود بیان کردین تو سماعت نہ ہو گی اور اگر کہا کہ مین اہل حدود کے نام سے واقف نہین ہون پھر دوبارہ دعوے مین بیان کیے تو سماعت ہو گی اور توفیق کی حاجت نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی اور اگر اسنے کہا کہ مین حدود نہین جانتا ہون پھر دوبارہ دعوی کر کے بیان کردین اور کہا کہ میری مراد یہ تھی کہ مجھے اہل حدود کے نام نہین معلوم ہین تو یہ توفیق مقبول ہو کر دعوے کی سماعت ہو گی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک محدود کا دعوی کیا اور حدود بیان کردین اور یہ بھی بیان کیا کہ اس مین درخت ہین پھر معلوم ہوا کہ اسکے حدود تو یہی ہین جو اسنے بیان کیے ہین ولیکن اس مین درخت نہین ہین تو دعوی باطل نہ ہو گا اسی طرح اگر بجاے درختون کے احاطہ ذکر کیے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مدعی نے بیان کیا کہ اس مین کوئی درخت نہین ہی نہ کوئی احاطہ پھلواری ہی پھر معلوم ہوا کہ اس مین بڑے بڑے درخت ہین کہ جنکا پیدا ہو جانا بعد دعوے کے متصور نہین ہو سکتا ہے تو دعوی باطل ہو گا اگرچہ حدود اسکے موافق دعوے کے ہون اگر کسی زمین کا دعوی کیا اور حدود بیان کردین اور کہا کہ دس جریب ہے اور اس سے زیادہ نکلی تو دعوی باطل نہ ہو گا یا کہا کہ اس مین دس من دانہ بویا جاتا ہے

اور وہ اس سے زیادہ یا کم ہے گر جو حدود بیان کردین وہ موافق دعوے کے ہین تو دعوی باطل نہ ہوگا کیونکہ اس اختلاف مین احتمال توفیق ہے اور محتاج الیہ نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہی - اگر کسی محدود کا دعوی کیا کہ فلان موضع مین ہے اور حدود بیان کردین اور محدود کا نام نہ لیا کہ انگور کا باغ ہی یا زمین ہی یا دار ہی اور گواہون نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو شمس الائمہ سرخسی کا فتوی منقول ہی کہ دعوی و گواہی صحیح نہین ہے اور شمس الاسلام اور جندی کا فتوی منقول ہے کہ مدعی نے اگر شہر و محلہ و موضع و حدود بیان کردین تو دعوے صحیح ہے اور محدود کا بیان چھوڑ دینے سے مدعا مین جہالت نہین آتی اور امام ظہیر الدین مرغینانی جواب فتوی مین تحریر کرتے تھے کہ اگر کسی قاضی نے ایسا دعوی سنا تو جائز ہے اور بعض نے کہا کہ شہر و گانون و محلہ کا ذکر کرنا لازم نہین ہے اور رشید الدین نے بیان کیا کہ یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ کس جگہ ہے تاکہ جہالت مرتفع ہو اور یہی ذکر کیا کہ اگر کسی زمین کا قبالہ لکھا تو ضرور لکھنا چاہیے کہ یہ کس گانون مین ہی اور کس جگہ ہے کیونکہ حدود اگرچہ اُسنے بیان کردین مگر موضع بیان نہ کرنے سے جہالت باقی رہے گی اور مین کہتا ہون کہ اہل شروط کے باہمی اختلافات کہ عام سے خاص کی طرف بیان کرتے ہوے آنا چاہیے یا خاص سے عام کی طرف یہ اجماع ہے کہ بیان کرنا شرط ہے یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر کسی شخص کے گھر مین اپنے پانی بہنے کے راستہ کا دعوی کیا تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ مینھ کے پانی بہنے کی نالی ہے یا دھوون اُس نالی سے بہتا ہی کذا فی خزانۃ المفتین اور یہ بھی بیان کرے کہ مقدم بیت مین یہ نالی ہی یا موخر مین کذا فی المحیط کسی نے دوسرے کی زمین سے اپنے پانی کا برہا جاری ہونے کا دعوی کیا یا کسی کے گھر سے اپنا راستہ ہونے کا دعوی کیا تو بعض روایات مین مذکور ہے کہ بدون جگہ و طول و عرض بیان کرنے کے دعوی کی سماعت نہو گی و در اصل مین مذکور ہی کہ دعوی مسموع اور گواہی مقبول نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص پر نالش کی کہ اُسنے میری زمین مین نہر کھود کر اُس سے اپنی زمین مین پانی لیگیا تو ضرور ہی کہ جس زمین مین نہر کھودی اُسکو بیان کرے اور نہر کی جگہ کہ بائین طرف ہے یا داہنی طرف ہے اور نہر کا طول و عرض و عمق بیان کرے بعد ازان اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا تو دعوی ثابت باقرار ہوا اور اگر انکار کیا تو قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے اس شخص کی زمین مین نہر نہین کھودی ہی جسکا یہ دعوی کرتا ہے اسیطرح اگر اپنی زمین مین عمارت بنالینے کا دعوی کیا تو التفات نہ ہوگا جبتک کہ زمین کو اور عمارت کے طول و عرض کو اور یہ کہ لکڑی کی ہی یا مٹی کی ہے نہ بیان کرے اور اگر اپنی زمین مین درخت لگا دینے کا دعوی کیا تو بھی ایسا ہی ہے پس اگر مدعا علیہ نے عمارت بنانے یا درخت بو دینے کا اقرار کیا تو عمارت ڈھا دینے اور درخت اُکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائے گا اور اگر انکار کیا تو قسم لیجائیگی کہ واللہ مین نے اسکی زمین مین عمارت نہین بنائی یا درخت نہین لگائے پس اگر قسم سے باز رہا تو عمارت گرا دینے اور درخت اُکھاڑ ڈالنے کا حکم کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور اگر کسی شخص پر ایک گھر کے دس حصہ کین سے تین حصون کا دعوی کیا اور کہا کہ اس گھر کے دس حصون مین یہ تین حصہ میری ملک حق ہین اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہین اور یہ نہ بیان کیا کہ پورا گھر اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی اور گواہون نے بھی اسکو نہ بیان کیا تو یہ دعوی و گواہی مقبول ہی یہ

محیط مین ہے نصف دار مشاع[1] کے غصب کے دعوے مین یہ بیان کرنا کہ تمام دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو بعض مشائخ کے نزدیک شرط ہے کیونکہ نصف دار مشاع کے غصب مین تمام دار اُسکے قبضہ مین نہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ نصف دار مشاع کا غصب یون متصور ہے کہ دار دو شخصون کے قبضہ مین ہو اُسنے ایک کے قبضہ سے غصب کر لیا تو نصف دار مشاع کا غصب ہوا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر یہ دعوی کرے کہ یہ چیز میری ہے اس سبب سے کہ میرے حصہ مین پڑی ہو تو ضرور بیان کرنا چاہیے کہ تقسیم باہمی رضامندی سے تھی یا بحکم قاضی تھی کذا فی الوجیز الکردری۔ ایک شخص نے دوسرے کا دار فروخت کر کے مشتری کے سپرد کر دیا اور مالک نے آکر بائع پر دار کا دعوی کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسنے دار کے لینے کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہے اور اگر بسبب غصب کے ضمان لینے کا دعوی کیا تو حکم بنا بر اسی اختلاف مشہور کے ہے کہ عقار کا سبب موجب ضمان ہوتا ہے یا نہین اور بیع کر کے سپرد کر دینے سے ضمان واجب ہونے مین امام اعظم سے دو روایتین آئی ہین کذا فی المحیط اور اصح روایت یہ ہے کہ بیع کر کے سپرد کر دینے سے ضمان عقار واجب ہوتی ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو اور اگر مالک نے اس دعوے مین بیع کی اجازت دینے اور دام لینے کا ارادہ کیا تو دعوی صحیح ہو کذا فی المحیط اپنے باپ کے ترکہ مین سے ایک دار کا دعوی کیا کہ مین نے اپنے باپ کے مرض مین یہ دار اُس سے خرید اتھا اور باقی وارثون نے اس سے انکار کیا تو بعض نے کہا کہ یہ دعوی صحیح نہین ہے اور بعض نے کہا کہ صحیح ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین ہو ایک شخص نے ایک عقار فروخت کیا اور اُسکا بیٹا یا جورو یا بعضے اقارب وقت بیع کے حاضر تھے اسکو جانتے تھے اور باہمی قبضہ ہو گیا اور مشتری نے ایک زمانہ تک اُس مین تصرف کیا پھر بعضے حاضرین نے دعوی کیا کہ یہ ہماری ملک ہے اور بیع کے وقت بائع کی ملک نہ تھی تو متاخرین مشائخ سمرقند کا اتفاق ہو کہ یہ دعوی صحیح نہین ہو اور اسوقت خاموش رہنا گویا اقرار کرنا ہو کہ یہ بائع کی ملک ہے اور مشائخ بخارا نے اس دعوی کے صحیح ہونے کا فتوی دیا ہے صدر الشہید نے اپنے واقعات مین فرمایا کہ مفتی نے اگر مدعا پر نظر کر کے جو احوط[2] ہے اُسپر فتوی دیا تو بہتر ہے اور اگر ایسی نظر نہین رکھتا ہو تو مشائخ بخارا کے قول پر فتوی دے اور اگر وہ شخص جو بیع کے وقت حاضر ہے یا مشتری کے پاس ثمن کا تقاضا کرنے کو آیا یعنی اگر اسکو بائع نے بھیجا ہو تو پھر اپنی ملک ہونیکا دعوی مسموع نہوگا اور تقاضے کی وجہ سے اُسنے گویا بیع کی اجازت دی پھر اپنی ملک ہونے کا دعوی کرنا صحیح نہین ہو یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا کہ مین نے اسکو تیرے وصی سے تیری نابالغی مین خریدا ہے تو صحیح ہے جبکہ وصی کا نام و نسب ذکر کر دے ایسا ہی اگر کہا کہ مین نے تیرے وکیل سے خریدا ہو تو بھی صحیح ہو اور اگر کہا کہ تجھسے میرے وکیل نے خریدا ہے تو صحیح نہین ہے کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو دوسرے کے قبضہ مین ہو یہ دعوی کیا کہ یہ دار میرے باپ فلان شخص کا ہے وہ مر گیا اور اُسنے اسکو میرے اور میری بہن کے واسطے میراث چھوڑا کہ ہم دونون کے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور بھی جو پہلے وکیل کے میراث چھوڑے پس ہم نے میراث کو تقسیم کیا اور یہ گھر میرے حصہ مین آیا اور اب یہ تمام دار اس سبب سے میری ملک ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے تو یہ دعوے صحیح ہے ولیکن یہ بیان کرنا ضرور ہے کہ میری بہن نے اپنا حصہ میراث مین سے لے لیا تاکہ مدعا علیہ سے یہ دعوی کرنا کہ تمام دار مجھے سپرد کرے صحیح ہو اور اگر مدعی نے اپنے دعوے مین یون بیان کیا کہ میرا باپ مرا اور یہ دار میرے اور میری بہن کیواسطے

[1] دار مشاع یعنی وہ دار جو مشترک ہو ۱۲۔ [2] احوط جس مین زیادہ احتیاط ہو یعنی مفتی کو اگر یہ لیاقت حاصل ہو کہ واقعات مین اصل مضمون پر واقف ہوجاوے تو حق کو لحاظ کرے خواہ موافق مشائخ بخارا ہو یا سمرقند ہو ورنہ قول مشائخ بخارا [illegible]

میراث چھوڑا پھر میری بہن نے میرے واسطے تمام کا اقرار کر دیا اور اُسکی بہن نے اس اقرار کی تصدیق کی تو شیخ الاسلام اوزجندی سے منقول ہے کہ دعوی صحیح ہے اور صحیح یہ ہے کہ تہائی مین یہ دعوی صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی شمس الاسلام اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر کسی مال معین کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ میرے باپ کی ملک ہے اُسنے بعد موت کے میرے اور فلان وفلان کے واسطے میراث چھوڑا ہے پس وارثون کے نام بیان کر دیے اور اپنا حصہ نہ بیان کیا تو یہ دعوی صحیح ہی ولیکن جب سپرد کرنے کے مطالبہ کا وقت آوے تو اپنا حصہ بیان کرنا چاہیے اور اگر اپنا حصہ بیان کیا مگر وارثون کی تعداد نہ بتلائی مثلاً کہا کہ میرا باپ مرا اور اُسنے یہ مال میرے اور سوائے میرے ایک جماعت کے واسطے میراث چھوڑا اور میرا حصہ اُس مین سے اس قدر ہے اور سپرد کر دینے کا مدعا علیہ سے مطالبہ کیا تو دعوی صحیح نہین ہے اور وارثون کی تعداد بیان کرنا ضرور ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر کسی وارث نے اپنے باپ یا مان سے میراث پہونچنے کا دعوی کیا اور مورث کا نام ونسب نہ بیان کیا تو شمس الاسلام اوزجندی سے منقول ہی کہ دعوی مسموع نہو گا یہ محیط مین ہی اگر کسی مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ یہ میرا ہی کیونکہ قابض نے میرا ہونے کا اقرار کیا ہی یا درمون کے دعوے مین کہا کہ میرے اسپر ہزار درم ہین کیونکہ اسنے میرے واسطے انکا اقرار کیا ہے یا یون بیان کیا کہ اس شخص نے اقرار کیا ہے کہ یہ مال معین میرا ہے یا میرے اسپر اس قدر درم ہین تو عامہ مشائخ کے قول پر یہ دعوی صحیح نہین ہی یہ خزانۃ المفتین مین ذخیرہ سے منقول ہے صدر الشہید نے شرح ادب القاضی مین لکھا ہی کہ اگر مدعی نے دعوی کی کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ یہ شے میری ہے پس اسکو حکم کیا جاوے کہ میرے سپرد کرے اور یہ دعوی نہ کیا کہ یہ میری ملک ہے تو عامہ علما کے نزدیک سماعت ہو گی اور قاضی حکم کریگا کہ مدعا علیہ مدعی کے سپرد کرے یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین میری ملک ہے اور ایسا ہی قابض نے اقرار کیا ہی یا کہا کہ میرے اسپر ہزار درم قرض ہین اور ایسا ہی مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی تو بالاجماع دعوی صحیح ہی اور اقرار کے گواہ سنے جائین گے کذا فی الذخیرہ اور اس صورت مین اگر اُسنے انکار کیا تو کیا اُس سے اقرار پر قسم لی جا سکتی ہی یا نہین پس فتوی اس بات پر ہے کہ اقرار پر قسم نہ لی جائیگی بلکہ مال پر قسم لی جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی اور جس طرح بسبب اقرار کے مال کا دعوی صحیح نہین ہی اسیطرح نکاح کا دعوی بھی بسبب اقرار کے صحیح نہین ہوتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہے اگر اپنے دعوے مین بیان کیا کہ قابض نے کہا کہ یہ مال معین تیرا ہے تو اُسکی سماعت ہو گی کیونکہ یہ ہبہ کا دعوی ہے اور ہبہ ملک کا سبب ہوتا ہے کذا فی الذخیرہ۔ اگر مدعا علیہ کی طرف سے دفعیہ کا دعوی اقرار اسطرح ہو کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ حق نہین ہے یا یہ اقرار کیا ہے کہ یہ شے مدعا علیہ کی ملک ہے اور گواہ سنائے تو ایسے دعوے اقرار کی سماعت مین اختلاف ہے عامہ مشائخ کے نزدیک دفعیہ کی جہت سے دعوے اقرار صحیح ہے کذا فی الفصول العمادیہ۔

تیسرا باب قسم کے بیان مین اور اس مین تین فصلین ہین۔

فصل اول استحلاف ونکول کے بیان مین۔ استحلاف کے معنے معلوم ہونے کے واسطے قسم اور اُسکی تفسیر و رکن و شرط و حکم کا جاننا ضرور ہے واضح ہو کہ یمین یعنے قسم عبارت ہے قدرت قوت ہونے سے وہ مراد قدرت سے یہان

یہ ہے کہ انکار دعوی پر قسم کھانے والا اس امر کی قوت حاصل کرتا ہے کہ فی الحال مدعی کا دعوی دفع کرے اور رکن اس کا اللہ تعالیٰ کا نام مقرون بخیر ذکر کرتا ہے اور منکر کا انکار اسکی شرط ہے اور حکم یہ ہے کہ بعد قسم کے خصومت کا انقطاع ہو جاتا ہے اور جھگڑا ختم ہو جاتا ہے اگر مدعی کے پاس اپنے دعوے کے گواہ نہ ہوں تو اسکے دعوی کی پھر سماعت نہوگی حسن ابن زیاد نے امام اعظمؒ سے روایت کی ہے کہ اگر کسی شخص کو دعوے میں شک ہو تو چاہیے کہ اپنے خصم کو راضی کرے اور قسم کے واسطے جلدی نہ کرے اور اس سے صلح کر لے اور اگر شبہ ہو لیکن اگر غالب رائے میں اسکا دعوی صحیح ہے تو اسکو قسم لینے کی گنجائش نہیں ہے اور اگر غالبًا باطل ہے تو قسم لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ استحلاف[۱] صحیح دعوون میں جاری ہے نہ فاسد میں یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر دعوی صحیح ہے تو مدعا علیہ سے دریافت کرے اگر اسنے اقرار کیا تو فبہا ورنہ اگر انکار کیا اور مدعی نے دلیل پیش کی تو مدعی کے موافق حکم کرے ورنہ مدعی کی درخواست پر اس سے قسم لیوے یہ کنز الدقائق میں ہے اگر منکر پر قسم عائد ہو تو چاہیے قسم کھالے اگر سچا ہے یا مال دیکر اپنی قسم کا فدیہ اتار دے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر مدعی کے کہنے سے مدعا علیہ نے قاضی کے سامنے قسم کھالی اور قاضی نے قسم نہیں دلائی ہے تو یہ تحلیف نہیں ہے کیونکہ تحلیف قاضی کا حق ہے یہ قنیہ و بحر الرائق میں ہے۔ امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ قاضی چار چیزون میں قبل درخواست مدعی کے مدعا علیہ سے قسم لیگا۔ ایک یہ کہ شفیع نے اگر قاضی سے شفعہ کا حکم طلب کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے شفعہ طلب کیا جس وقت سے مجھے خریداری کی خبر معلوم ہوئی اگرچہ مشتری اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قاضی یہ قسم نہ لیگا۔ دوسرے یہ کہ عورت باکرہ نے بالغ ہو کر اگر نکاح سے جدائی اختیار کی اور قاضی تفریق کی درخواست کی تو قسم لیگا کہ تو نے وقت بالغ ہونے کے ہی جدائی اختیار کر لی اگرچہ شوہر اس قسم لینے کی درخواست نہ کرے تیسرے یہ کہ مشتری نے اگر عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا ارادہ کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ جب سے تو نے دیکھا تب سے تو عیب پر راضی نہیں ہوا اور نہ بیع کے واسطے پیش کیا چوتھے یہ کہ عورت نے اگر قاضی سے اپنے نفقہ کی درخواست کی کہ اسکے شوہر غائب کے مال سے اسکے واسطے نفقہ مقرر کر دے تو اُس سے قسم لیگا کہ شوہر نے اسکو جاتے وقت نفقہ نہیں دیا ہے اور واجب ہے کہ مسئلہ نفقہ میں اتفاقی سب کا قول ہو یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اور صورت استحقاق میں امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بدون طلب خصم کے مستحق سے قسم لیگا کہ واللہ میں نے نہ اسکو فروخت کیا اور نہ ہبہ کیا ہے اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک بدون درخواست خصم کے پھر قسم نہ لیگا یہ خلاصہ و جیز کردری میں ہے اور بالاجماع جو شخص میت پر قرضہ کا دعوی کرے اُس سے قاضی قسم لیگا بدون درخواست وصی و وارث کے کہ واللہ میں نے [۲]پورا میت سے اپنا قرضہ بھر نہیں پایا اور نہ کسی نے مجھے اسکی طرف سے ادا کیا اور نہ میری طرف سے کسی نے قبضہ کیا اور نہ میں نے اسکو کل قرضہ یا کسی قدر سے بری کیا اور نہ میں نے کل قرضہ یا کسی قدر کو کسی پر اُترا دیا اور

[۱] استحلاف یعنی قسم لینا اپنے دعوے پر خواہ ہر ایک دوسرے کے دعوے پر قسم لے یا ایک ہی طرف سے ہو بہر حال طلب کرنے پر قاضی اسکے

نہ میرے پاس تمام قرضہ یا کسی قدر کے عوض رہن ہے کذا فی الخلاصہ اور باوجود دلیل یعنی گواہوں کے قسم نہ لی جائیگی اگرچہ چند مسئلون مین ایک یہ کہ میت پر قرض کے دعوی کرنے والے نے اگر گواہ پیش کئے تو اُس سے قسم لی جائیگی اور کچھ خصوصیت قرض کے دعوے کی نہین ہے بلکہ جس حق کا ترکہ میت مین دعوی ہوا اور گواہون سے اُسکو ثابت کرے تو بدون درخواست خصم کے اُس سے قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے اپنا حق نہین بھر پایا اور اس مین مثل حقوق اللہ تعالی کے بدون دعوے کے قسم لی جاتی ہے۔ دوسرے یہ کہ مبیع مین گواہون سے استحقاق ثابت کرنے والے سے مستحق علیہ کو قسم لینے کا اختیار ہے کہ واللہ مین نے اُسکو فروخت نہین کیا اور نہ ہبہ کیا اور نہ صدقہ کیا اور نہ یہ عین میری ملک سے خارج ہوئی ہے تیسرے یہ کہ جو شخص کسی بھاگے ہوئے غلام کا گواہون سے دعوی کرے اس سے قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ غلام میری ملک مین ابتک باقی ہے بیع کر دینے یا ہبہ کرنے کی وجہ سے خارج نہین ہوا ہے یہ بحر الرائق مین ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ اس مقدمہ کے گواہ میرے شہر یہان موجود ہین اور مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک قسم نہ لی جائیگی ولیکن اُس سے کہا جائیگا کہ تین دن کے واسطے اپنی ذات کا کفیل دے تاکہ تو غائب نہو جائے کہ مدعی کا حق برباد ہو اور یہ واجب ہے کہ کفیل ثقہ ہو اور گھر اُس کا معروف ہو تاکہ کفیل لینے کا فائدہ حاصل ہو کذا فی الکافی۔ اور اگر اُسنے کہا کہ گواہ نہین ہین یا غائب ہین یا بیمار ہین تو مدعا علیہ سے قسم لی جائیگی ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعی نے کہا کہ میرے گواہ غائب یا بیمار ہین تو مدعا علیہ سے اُس وقت قسم لی جائیگی کہ جب قاضی اپنا کوئی شخص امین اُس محلہ مین جہان مدعی نے گواہون کے نام و نشان بتلاتا ہے بھیجکر دریافت کرائے کہ گواہ غائب یا بیمار ہین اور بدون اُس کے موافق اُس شخص کے قول کے جسکے نزدیک گواہون کے شہر مین موجود ہونیکی صورت مین استحلاف نہین جائز ہے مدعا علیہ سے قسم نہ لے گا یہ محیط مین ہے۔ اگر مدعا علیہ نے قسم سے انکار کیا تو بسبب اُس کے انکار کے ہمارے نزدیک مدعی کے مال کی ڈگری مدعا علیہ پر کردیجاویگی اور یہ ضرور ہے کہ یہ انکار قسم مجلس قضا مین واقع ہو کذا فی الکافی اور مدعی پر قسم رد نہ کی جائیگی کذا فی الہدایہ اور قاضی کو چاہیے کہ یون کہے کہ مین تجھپر تین مرتبہ قسم پیش کرتا ہون اگر تو نے قسم کھائی تو خیر ورنہ دعوے کی ڈگری تجھپر کر دونگا پس اگر مکرر تین بار پیش کیا اور اُسنے انکار کیا تو ڈگری کر دیگا کذا فی الکافی اور یہ تکرار خصافؒ نے زیادہ احتیاطا اور دفع عذر کے مبالغہ کے واسطے ذکر کی ہے اور مذہب یہ ہے کہ اگر ایک بار پیش کرنے کے بعد انکار قسم سے اُسنے مدعی کو ڈگری کر دی تو جائز ہے اور یہی صحیح ہے اور اول اولی ہے کذا فی الہدایۃ اور اگر تین مرتبہ اُسپر قسم پیش کی گئی اور اسنے نہ کھائی پھر اگر اُسپر ڈگری کر دی گئی پھر اُسنے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر ہنوز ڈگری نہ ہوئی تھی کہ اُسنے کہا کہ مین قسم کھاتا ہون تو قبول کیا جائیگا۔ اور بعض مشائخ کے نزدیک شرط یہ ہے کہ حکم قضا بعد انکار قسم کے ہو اور خصافؒ کے نزدیک یہ شرط نہین ہے اور اسی پر فتوی ہے کذا فی الفصول العمادیہ اور اگر قاضی نے اُسپر ایک بار قسم پیش کی اُسنے کہا کہ مین نہین کھاتا ہون پھر جب دوبارہ

پیش کی تو کہا کھاتا ہون پھر جب اُس سے کہا کہ کہہ کہ واللہ مین نے پس اُسنے کہا کہ مین نہین کھاتا ہون پھر جب تیسری بار اُسپر قسم پیش کی تو اُسنے انکار کیا تو اُسپر ڈگری کردی جائیگی اور اگر قاضی کے دو مرتبہ قسم پیش کرنے پر مدعا علیہ نے تین روز کی مہلت مانگی پھر تین روز بعد آیا اور کہا کہ مین قسم نہین کھاتا ہون تو قاضی اُسپر ڈگری نہ کریگا یہانتک کہ تین مرتبہ وہ قسم سے انکار کرے اور از سر نو تین مرتبہ قسم پیش کی جائے اور مہلت سے پہلے کا انکار معتبر نہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے قسم سے انکار کبھی حقیقۃً ہوتا ہے جیسے کہا کہ مین قسم نہین کھاتا ہون اور کبھی حکماً ہوتا ہے مثلاً خاموش رہا اور اُسکا اور اول کا حکم ایک ہے بشرطیکہ یہ معلوم ہو جاوے کہ اسکے کان بہرے یا گونگا نہین ہے یہی صحیح ہے کذا فی الکافی - اگر مدعا علیہ سے قاضی نے دعوی مدعی کا جواب طلب کیا وہ خاموش رہا اور کچھ جواب نہ دیا اور جب قاضی نے دریافت کیا اُسنے سواے خاموشی کے کچھ جواب نہ دیا تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اُسکا کوئی کفیل لے لے تاکہ اسکا حال دریافت کیا جاوے کہ اسکو کوئی مرض تو نہین ہے کہ جس سے بول نہین سکتا یا نہین سنتا ہے پس اگر ثابت ہوا کہ کوئی مرض نہین ہے اور دوبارہ مجلس قاضی مین پیش ہوا اور اُس سے جواب طلب ہوا اور اُسنے سکوت کیا تو قاضی تین مرتبہ اُسپر قسم پیش کریگا اگر خاموش رہا تو قسم سے انکار کے سبب سے ڈگری کر دیگا اور اگر یہ بولا کہ مین نہ اقرار کرتا ہون نہ انکار کرتا ہون تو امام اعظمؒ کے نزدیک قسم نہ لیجائیگی بلکہ قید کیا جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک منکر قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے -
اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ اسکی زبان مین کوئی مرض ہے کہ بول نہین سکتا ہے مثلاً گونگا معلوم ہوا تو حکم کرے گا کہ اشارہ کرے اور اُسکے اشارہ پر عمل کریگا پس اگر اُسنے اقرار کا اشارہ کیا تو اقرار ہوگیا اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم پیش کریگا پس اگر قبول کا اشارہ کیا تو قسم ہو گئی اور اگر انکار کا اشارہ کیا تو قسم سے باز رہا پس بسبب انکار قسم کے ڈگری کر دیگا کذا فی الذخیرہ - ایک شخص نے اپنی عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہے اُسنے انکار کیا یا عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا یا طلاق و انقضاے عدت کے بعد مرد نے دعوے کیا کہ مین نے عدت مین اس سے رجوع کیا ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعوے کیا اور مرد نے انکار کیا یا مدت ایلاء کے گذر جانے کے بعد مرد نے دعوی کیا کہ مین نے مدت ایلاء مین اس سے وطی کر لی ہے اور عورت نے انکار کیا یا عورت نے ایسا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا یا کسی مجہول[له] پر دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے یا کسی مجہول نے اسپر یہ دعوی کیا یا اسی طرح ولاء عتاقہ یا ولاء موالاۃ مین ایسا جھگڑا پیش ہوا یا کسی شخص پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا یا باپ ہے یا عورت نے اپنے مالک پر دعوی کیا کہ مجھ سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہے یا دعوی کیا کہ مجھ سے اسکے ایک اولاد ہوئی تھی وہ مر گئی اور مین اسکی ام ولد ہون پس ان ساتون مسئلون مین امام اعظمؒ کے نزدیک منکر سے قسم نہ لی جائیگی اور صاحبینؒ کے نزدیک لیجائیگی اور قسم سے انکار پر ڈگری کر دی جائیگی کذا فی النہایہ اسیطرح اگر دعوی نکاح پر راضی ہونے یا نکاح کے حکم مین ہو تو صاحبین کے نزدیک قسم منکر پر عائد ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - اگر مالک نے ام ولد بنانے کا دعوی کیا تو اُسکے اقرار سے ثابت ہوگا اور باندی کا

له وہ [illegible] ۱۲

انکار لائق التفات نہ ہوگا پس ان مسائل مین طرفین سے دعوی متصور ہے مگر ام ولد بنانے مین ایسا نہین ہے
یہ جوہرہ نیرہ مین ہے۔ قاضی فخر الدین نے جامع صغیر مین فرمایا کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے اور بعض نے
کہا کہ قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ کے حال کو دیکھے اگر اسکی طرف سے تعنت ظاہر ہو تو صاحبین کا قول اختیار کرکے
اُس سے قسم لے اور اگر مظلوم نظر آوے تو امام رح کے قول کے موافق قسم نہ لے یہ کافی مین ہے۔ ینابیع مین لکھا ہے
کہ اگر عورت اپنے شوہر کو قاضی کے پاس لے گئی اور اُسنے نکاح سے انکار کیا تو قاضی اُس سے قسم لیگا پس اگر
وہ قسم کھا گیا تو قاضی کہیگا کہ مین نے تم دونون مین جدائی کرا دی ایسا ہی خلف ابن ایوب نے امام ابو یوسف رح
سے روایت کی ہے اور بعض نے کہا کہ قاضی یون کہے کہ اگر یہ تیری عورت ہے تو اُسکو طلاق ہے پس شوہر
کہے کہ ہان یہ سراج الوہاج مین ہے۔ پھر امام اعظم رح کے قول کے موافق جب نکاح مین استحلاف جاری نہین
ہوتا ہے اور عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور قاضی سے کہا کہ مین نکاح نہین کر سکتی ہون کیونکہ یہ میرا شوہر
موجود ہے اور نکاح سے انکار کرتا ہے پس اسکو حکم دے کہ مجھے طلاق دیدے تاکہ مین کسی سے نکاح کر لون اور
شوہر اُسکو طلاق نہین دے سکتا ہے کیونکہ طلاق دینے سے وہ نکاح کا مقر قرار پاتا ہے تو ایسی صورت مین
قاضی کو کیا کرنا چاہیے تو فخر الاسلام علی بزدوی نے فرمایا کہ شوہر سے کہے تو اس عورت سے کہہ کہ اگر تو میری
عورت ہے تو تجھے طلاق ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دعوی شوہر کی طرف سے ہو اور اُسنے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ
اُسکی بہن سے نکاح کر لون یا اسکے سواے چار عورتون سے نکاح کر لون تو قاضی اُسکو یہ اختیار نہ دیگا کیونکہ وہ اقرار
کرتا ہے کہ یہ میری عورت ہے پس حکم دیگا کہ اگر تیرا یہ ارادہ ہے تو اسکو طلاق دیدے پھر تجھے اختیار ہے کذا فی البدائع
اور بحر دعوی نسب مین صاحبین کے نزدیک اُسوقت استحلاف ہو سکتا ہے کہ جب اُسکے اقرار سے ثابت ہو سکتا ہو یہ ہدایہ
مین ہے مرد کا اقرار پانچ مین صحیح ہے والدین و ولد و زوجہ اور مالک کیونکہ اُسنے ایسی شے کا اقرار کیا جو اُسکو
لازم ہے اور ما سواے اسکے اقرار صحیح نہین ہے اور عورت کا اقرار چار مین صحیح ہے والدین اور شوہر اور مولی کا اور ولد
کا اقرار اُسکا صحیح نہین ہے کیونکہ اسمین غیر پر نسب کا بار ڈالنا ہے ولیکن اگر شوہر نے اُسکے اقرار عارکی تصدیق
کی یا ولادت ولد کی شہادت گذری تو صحیح ہے یہ غایت البیان مین ہے۔ یہ سب اُس صورت مین ہے کہ مدعی
نے ان اشیاء کے دعوے کے ساتھ مال کا دعوی نہین کیا اور اگر مال کا دعوی ہے مثلاً عورت نے دعوی کیا
کہ اس شخص نے مجھے اس قدر مہر پر نکاح مین لیا اور قبل وطی کے طلاق دی اور نصف مہر کا دعوی کیا یا طلاق
کا دعوی نہ کیا بلکہ نفقہ کا دعوی کیا تو بلا خلاف قاضی شوہر سے وقت انکار کے قسم لیگا یہ فتاوی ظہیریہ مین ہے۔
اگر مدعی نے کہا کہ مین باپ کی طرف سے مدعا علیہ کا بھائی ہون اور ہمارا باپ مر گیا اور جو مال چھوڑا وہ اس
مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے یا مجوریت کا دعوی کیا مثلاً کہا کہ یہ نابالغ جسکو لقطہ کے طور پر لایا ہے میرا بھائی ہے
مجھے اسپر مجبور کرنیکا اختیار حاصل ہے اور قابض نے انکار کیا یا مدعی نے کہا اور وہ اپاہج ہے کہ مین مدعا علیہ کا بھائی ہون میرے
واسطے اسپر نفقہ مقرر کرے اور مدعا علیہ نے بھائی ہونے سے انکار کیا یا واہب نے ہبہ سے رجوع کرنے کا ارادہ کیا پس

موہوب لہ نے کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں تو مدعا علیہ سے وقت انکار کے دعوے نسب پر قسم لیجائیگی اور یہ بالاجماع ہے ولیکن اگر قسم سے باز رہا تو سوائے نسب کے مال یا حق اُسکا ثابت ہو جائیگا یہ کافی میں ہے۔ سرقہ کے سوائے باقی حدود پر قسم نہ لیے جانے پر اجماع ہے ولیکن چوری کا دعوی اگر کسی پر کیا اور اُسنے انکار کیا تو قسم لیجائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو ہاتھ نہ کاٹا جائیگا مگر مال کا ضامن ہوگا اسی طرح لعان میں بھی بالاجماع قسم نہ لی جائے گی کیونکہ لعان حد کے معنی میں ہے پس اگر عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے زنا کی تہمت لگائی ہے اور قسم طلب کی تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اور صدر الشہید نے ذکر کیا ہے کہ حدود میں بالاجماع استحلاف نہیں ہے مگر اُس صورت میں کہ کسی حق کو متضمن ہو تو حدود میں قسم لی جائیگی مثلاً اپنے غلام سے کہا اگر میں زنا کرون تو تو آزاد ہے پھر غلام نے دعوی کیا کہ اس شخص نے زنا کیا ہے اور گواہ موجود نہیں ہیں تو مالک سے قسم لی جائیگی پس اگر قسم سے باز رہا تو عتق ثابت ہو جائیگا زنا ثابت نہوگا یہ تبیین میں ہے۔ پھر جب مولی سے موافق مذہب مختار کے اس مقام پر قسم لیجاوے تو سبب پر قسم لی جائیگی کہ واللہ میں نے جب سے اپنے زنا پر غلام آزاد ہو جانے کی قسم کھائی ہے اُسکے بعد سے زنا نہیں کیا ہے کذا فی فتاوی قاضی خان۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے یا منافق اے زندیق اے کافر کہا یا اسنے مجھے مارا یا تھپڑ مارا یا ایسے ہی امور کا دعوی کیا جن میں تعزیر واجب ہوتی ہے اور قسم کی درخواست کی تو قاضی مدعا علیہ سے قسم لیگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو کچھ نہیں ورنہ اگر قسم سے باز رہا تو اُسپر تعزیر ہوگی اور اُسمین تحلیف حاصل[عہ] پر ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر قصاص کا دعوی کیا اور اُسنے انکار کیا تو بالاجماع اُس سے قسم لیجائیگی یہ ہدایہ میں ہے۔ پس اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا یہ سراج الوہاج میں ہے۔ اگر نفس کے دعوے سے ماسوائے میں قسم سے باز رہا تو قصاص لازم ہوگا اور اگر نفس کے دعوے میں قسم سے باز رہا تو قید کیا جائیگا یہانتک کہ اقرار کرے یا قسم کھاوے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک دونوں صورتوں میں ارش واجب ہوگا کذا فی الہدایہ

دوسری فصل کیفیت یمین اور استحلاف کے بیان میں جس شخص پر قسم عائد ہو قاضی اُس سے اللہ تعالے کی قسم لیگا اور غیر اللہ تعالی کی قسم نہ لیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اپنی جورو کی طلاق یا باندی و غلام کے آزاد ہو جانے کی قسم کھاوے یعنی اگر ایسا ہو جیسا مدعی کہتا ہے تو اُسکی جورو کو طلاق ہے تو موافق ظاہر الروایت کے قاضی اسکو منظور نہ کریگا کیونکہ طلاق و عتاق وغیرہ کے مانند کی قسم کھانا حرام ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر قسم میں تغلیظ کرتا ہو تو اللہ تعالی کے اوصاف بڑھاوے کہ قسم ہے اُس اللہ پاک کی جسکے سوائے کوئی معبود نہیں ہے اور وہ ظاہر و پوشیدہ سے واقف ہے وہی رحمن و رحیم ہے اور پوشیدہ کو اس طرح جانتا ہے جس طرح علانیہ کو جانتا ہے کہ مجھپر یا میری طرف یہ مال فلان شخص کا جسکا دعوی کرتا ہے یعنے اِس اِس قدر یہ نہیں ہے اور نہ اس میں سے کچھ ہے۔ اور اسکو اختیار ہے کہ تغلیظ میں اسپر زیادہ کردے یا کم کردے اور اگر احتیاط کرے تو لفظ واو کو ذکر نہ کرے تاکہ مکرر قسم اُسپر نہ ہو جاوے اور اگر چاہے تو

[عہ] یعنی حاصل دعوے کا مقصود حصول دعوے پر ہوگی ۱۲ م ن

قاضی تغلیظ نہ کرے صرف واللہ یا باللہ کہلاوے کذا فی الکافی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ قاضی اگر مدعا علیہ کی صورت
سے نیکون اور صالحین کے آثار پاوے اور اپنے نزدیک اُسکو متہم نہ ٹھہراوے تو صرف اللہ تعالے کے نام کی قسم کافی
ہے اور اگر اسکے برخلاف ہو تو تغلیظ کرے اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ مال کو دیکھے اگر مال کثیر ہے تو تغلیظ کرے ورنہ
فقط اللہ تعالی کے نام کی قسم دلاوے پھر مال عظیم کی تعداد بعضون نے یہ بیان کی کہ بقدر نصاب زکوٰۃ کے ہو اور
بعضون نے بقدر نصاب سرقہ کے مال کثیر کہا ہے۔ اگر یہودی پر تغلیظ منظور ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس اللہ تعالے
کی جسنے موسیٰ پہ توراۃ نازل فرمائی اور اگر نصرانی پر تغلیظ ہو تو یون قسم دلاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی کہ جسنے عیسیٰؑ
پر انجیل نازل فرمائی ہے کذا فی المحیط۔ اور کسی خاص مصحف کی طرف اشارہ کر کے قسم نہ دلاوے یعنی قسم اس اللہ تعالی
کی جسنے یہ انجیل یا یہ توراۃ نازل فرمائی ہے کیونکہ جب دونون مین سے کسی قدر کی تحریف ثابت ہوئی تو اس سے مامون
نہین کہ اشارہ محرف کی طرف واقع ہو پس اُسکی قسم دلانا تغلیظ کے ساتھ تغلیظ ایسی چیز کے ساتھ ہو گی جو اللہ تعالے
عز وجل کا کلام نہین ہے کذا فی البدائع۔ اور مجوسی کو اگر تغلیظ کے ساتھ قسم دلاوے تو یون دلاوے کہ قسم اُس اللہ تعالی
کی جسنے آگ کو پیدا کیا ہے ایسا ہی امام محمدؒ نے کتاب الاصل مین ذکر کیا ہے کذا فی الہدایہ وکذا فی البدائع اور ظاہر الروایت
مین امام اعظمؒ و امام ابو یوسف سے اسکے خلاف منقول نہین ہے ولیکن نوادر مین امام اعظمؒ سے مروی ہے کہ اُنھون نے
فرمایا کہ قسم خالص اللہ تعالے کے سواے نہ لی جاوے اسی طرح بعض مشائخ نے فرمایا کہ قسم کے وقت آگ کا ذکر نہ کرنا
چاہیے یہ مبسوط مین ہے اور سواے مجوسیون کے اور مشرکین سے صرف اللہ تعالی کی قسم لی جائیگی اور یون نہ قسم
کی جاویگی کہ قسم اُس اللہ تعالی کی جسنے وثن اور صنم کو پیدا کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور مشرکین سے اُنکے عبادت
خانون کی قسم نہین لی جائیگی کذا فی الاختیار شرح المختار۔ اور مسلمان پر تغلیظ قسم زمان یا مکان کے ساتھ واجب
نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ گونگے کا قسم دلانا اس طور سے ہے کہ قاضی اُس سے کہے کہ تجھپر اللہ تعالی کا عہد ہے اگر اس
شخص کا تجھپر یہ حق ہو اور گونگا اپنا سر ہلادے یعنی ہان۔ اور یون قسم نہ لے کہ واللہ تجھپر اس شخص کے ہزار درم نہین ہین
اور وہ سر ہلادے کہ ہان یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مدعی گونگا ہے اور اُسکے اشارے سمجھ مین آتے ہین اور معروف
ہین اور اُسکا خصم صحیح سالم ہے تو قاضی گونگے کی درخواست سے اُس سے قسم لیگا کہ قسم اللہ پاک کی جسکے سواے
کوئی معبود نہین ہے جیسا کہ دونو نکے صحیح سالم ہونے کی صورت مین تھا اور اگر مدعا علیہ گونگے ہونے کے باوجود بہرا
بھی ہو اور قاضی اُسکو بہرا جانتا ہو تو لکھ کر اُس سے جواب طلب کریگا کہ تحریری جواب دے اور اگر وہ لکھنا نہین جانتا ہو
اور اُسکے اشارے سمجھے جاتے ہین اور وہ معروف ہین تو اُسکو اشارے سے بتلانے کا حکم دیگا اور مثل گونگے کے اُسکے
ساتھ برتاؤ کریگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر قرض کا دعوی کیا اور کوئی سبب اُسکا بیان نہ کیا تو حاصل پر قسم لیگا کہ واللہ
اس شخص کا مجھپر یا میری طرف یہ مال جسکا دعوی کرتا ہے اور وہ اس قدر ہے نہین اور نہ اسمین سے کچھ ہے اسی طرح
اگر کسی ملک یا حق کا مال عین حاضر مین دعوی کیا اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو بھی یون قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ مال معین
فلان بن فلان کا نہین ہے اور نہ اسمین سے کچھ ہے۔ احتیاطاً جزو و کل کو جمع کرے یہ محیط مین ہے اگر کسی قدر درم

یا دینار کا بسبب قرض یا خرید کے دعوے کیا یا کسی ملک کا بسبب بیع یا ہبہ کے دعوی کیا یا غصب یا عاریت کا دعوی کیا تو ہمارے اصحاب سے ظاہر الروایت یہ ہے کہ حاصل دعوی پر قسم لی جاوے اور سبب پر قسم نہ لی جاوے یعنی یون قسم نہ دلائی جاوے کہ واللہ مین نے اس سے یہ مال قرض نہیں لیا یا یہ کل مال معین مین نے غصب نہیں کیا یا میرے پاس ودیعت نہیں رکھا یا مین نے نہیں خریدا ہے یا مین نے یہ مال معین اسکے ہاتھ نہیں بیچا ہے خواہ مدعا علیہ کچھ عرض کرے یا نہ کرے ولیکن ماسواے ودیعت کے یون قسم لی جاوے کہ واللہ مجھپر یا میری طرف یہ مال کہ جسکا دعوی کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اسمین سے کچھ ہے اور ودیعت مین یون قسم دلائی جاوے کہ واللہ میرے ہاتھ مین یہ ودیعت کہ جسکا دعوی کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اسمین سے کچھ ہے اور نہ میری طرف سے اسمین کوئی حق ہے اسواسطے کہ مدعی نے اگر ودیعت تلف کردی یا کسی چور کو اسکا پتہ بتلایا تو مدعا علیہ کے ہاتھ مین نہ ہوگی ولیکن اسکا ضامن ہوگا اسلیے یون ہی قسم لیجاوے جسطرح ہم نے بیان کیا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے پھر واضح ہو کہ حاصل دعوی پر قسم دلایا جانا بھی امام اعظم و امام محمد کے نزدیک اصل ہے جبکہ ایسے سبب ہو کہ رفع و اقع سے مرتفع ہوئی ہو اور اگر اسمین مدعی کے حق پر لحاظ جاتا رہتا ہو تو بالاجماع سبب پر قسم لی جائیگی مثلاً کسی عورت مطلقہ نے جسکو طلاق بتہ دی گئی ہے نفقہ کا دعوی کیا اور شوہر کے مذہب مین یہ ہے کہ نفقہ نہیں ملنا چاہیے یا جوار کے سبب سے شفعہ کا دعوی کیا اور مشتری کے نزدیک شفعہ جوار نہیں ہوتا ہے اس لیے کہ مثلاً وہ شافعی مذہب ہے تو اس صورت مین حکم مذکور جاری ہوگا کذا فی الکافی اور امام ابو یوسف و امام محمد سے روایت ہے کہ اگر مدعی نے مال کا مطلقاً دعوی کیا تو مال پر قسم لی جائیگی اور اگر سبب ذکر کرکے دعوی کیا تو مال پر اس سبب کے ساتھ قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے اس سے یہ مال مثلاً قرض نہیں لیا ہے مگر اس صورت مین ایسا نہ ہوگا کہ جب قاضی سے مدعا علیہ عرض کرے کہ مجھے اس طرح قسم نہ دلائی جاوے کیونکہ آدمی مال اکثر قرض لیتا ہے ولیکن دعوے کے وقت اسپر یہ مال نہیں ہوتا ہے کیونکہ وہ ادا کردیتا ہے یا بری ہوجاتا ہے تو اس صورت مین قاضی حاصل دعوے پر قسم لیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا جواب دیکھنا چاہیے اگر اسنے کہا کہ مین نے اس سے کچھ قرض نہیں لیا اور نہ غصب کیا ہے تو سبب پر قسم لی جاویگی اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھپر یہ مال جسکا دعوی کرتا ہے نہیں ہے تو حاصل پر قسم لی جاویگی کہ واللہ مجھپر یا میری طرف یہ مال جسکا یہ دعوی کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اس مین سے کچھ ہے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ قول میرے نزدیک بہت عمدہ ہے اور اسی کو اکثر قاضیون نے اختیار کیا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر سبب ایسا ہو کہ رفع واقع سے مرتفع نہو تو بالاجماع سبب پر قسم لی جاویگی مثلاً غلام مسلمان نے اگر اپنے مالک پر دعوی کیا کہ اسنے آزاد کیا ہے کیونکہ اسپر دوبارہ رقیت مکرر نہیں ہوتی ہے بخلاف باندی یا کافر غلام کے کیونکہ باندی پر مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملنے سے دوبارہ رقیت[1] آسکتی ہے ایسا ہی کافر پر عہد توڑ کر دوبارہ دار الحرب سے پکڑے جانے سے رقیت آجائیگی کذا فی الہدایہ مشتری نے اگر خرید کا دعوی کیا پس اگر ثمن ادا کردینے کا ذکر کرتا ہے تو مدعا علیہ سے یون قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ غلام یا کچھ اسمین سے مدعی کی ملک اس سبب سے نہیں ہے جس سبب سے دعوی کرتا ہے اور یون قسم نہ دلائی جاویگی کہ واللہ مین نے فروخت نہیں کیا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ میرے اور اسکے درمیان جس بیع کا دعوی کرتا ہے

اسوقت بیع قائم نہین ہے یا یون کہے کہ واللہ یہ گھر بعوض اُس ثمن کے کہ جسکا دعوی کرتا ہے اسوقت خرید مین نہین ہے یا واللہ یہ بیع کہ جسکا مجھپر اس گھر کے بارہ مین دعوی کرتا ہے بعوض اُس ثمن کے اسوقت قائم نہین ہے جیسا کہ اسنے دعوی کیا ہے اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ مجھپر اس زمین کا سپرد کرنا بسبب اس بیع کے جسکا دعوی کرتا ہے نہین واجب ہے خواہ مدعا علیہ قاضی سے کچھ عرض کرے یا نہ کرے، کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - اور اگر مدعا علیہ نے دام ادا کر دینا ذکر نہ کیا تو قاضی اُس سے کہیگا کہ دام حاضر کر پھر جب وہ دام لایا تو قاضی قسم دلاویگا کہ واللہ مجھپر ان دامون کا لینا اور اس مبیع کا دینا جس وجہ سے مدعی دعوی کرتا ہے واجب نہین ہے - اور اگر چاہے تو یون قسم دلاوے کہ واللہ میرے اور اسکے درمیان یہ خریداری اسدم قائم نہین ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی - اگر بائع نے بیع کا دعوی کیا اور مشتری نے انکار کیا پس اگر اسنے یہ دعوی کیا کہ مین نے مبیع سپرد کر دی اور دام نہین وصول پائے ہین تو مشتری سے قسم لی جائیگی کہ واللہ میری طرف نہ یہ دار ہے اور نہ اسکے دام ہین اور اگر اُسنے یہ دعوی کیا کہ اُسنے مبیع نہین دی اور نہ دام پائے ہین تو یون قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ دار میرا نہین ہے اور نہ یہ دام جو اُسنے بیان کیے ہین مجھپر واجب ہین یہ محیط سرخسی مین ہے - اور رہا عین و ثمن دونون پر قسم لی جائیگی جیسا دعوے خرید مین ہوتا ہے، یہ فصول عمادیہ مین ہی - اور نکاح مین یون قسم لی جاویگی کہ ہم دونون مین فی الحال نکاح نہین ہے کذا فی الہدایہ - اگر عورت نے نکاح و مہر کا دعوی کیا تو صاحبین سے ظاہر الروایت مین مروی ہے کہ حاصل دعوی پر قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ عورت میری جورو نہین ہے جس نکاح سے کہ دعوی کرتی ہے اور نہ مجھپر یہ مہر کہ جسکا دعوی کرتی ہی واجب ہے اور نہ مہر اس قدر یا مہر ادنیٰ مین سے کچھ مجھپر واجب ہے، اور اگر مدعی اس مہر کا مرد ہو تو عورت سے قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ میرا شوہر نہین ہے جیسا کہ دعوے کرتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک عورت نے اپنے شوہر پر ایک طلاق رجعی دینے کا دعوی کیا تو قسم لی جائیگی کہ واللہ اس عورت پر میری طرف سے اس ساعت طلاق واقع نہین ہے اور اگر بائن طلاق کا دعوی کیا تو قسم لی جائیگی کہ واللہ اس ساعت یہ عورت میری طرف سے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ علی حسب دعوی بائن نہین ہی یا واللہ مین نے ایک طلاق یا تین طلاق کے ساتھ اس نکاح مین بائن نہین کیا ہے اور یون قسم نہ لی جائیگی کہ واللہ مین نے اسکو تین طلاق مطلقاً نہین دی ہین یہ وجیز کردری مین ہی - اسیطرح اگر عورت نے ایسا دعوی نہ کیا ولیکن ایک شخص عادل نے یا فاسقون کی ایک جماعت نے قاضی کے سامنے اس طرح گواہی دی تو قاضی احتیاط کر کے قسم لیگا کیونکہ حرمت فرج حق شرع ہے پس قاضی پر ایسی صورت مین احتیاط لازم ہے یہ محیط مین ہی - عورت نے دعوی کیا کہ مین نے شوہر سے طلاق کی درخواست کی تھی پس اُسنے مجھسے کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہے پس مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی طلاق لے لی اور مین اُسپر حرام ہوگئی پس شوہر نے اپنے حکم دینے اور اُسکے اختیار کرنے دونون سے انکار کیا یعنی مین نے نہین کہا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہے اور نہ اسنے اختیار کیا ہے تو قاضی بلا خلاف حاصل دعوی پر قسم نہ لیگا بلکہ سبب پر قسم لیگا اور مرد کے واسطے احتیاط کریگا اور قسم لیا جائیگا کہ واللہ مین نے اسکا کام اسکے اختیار مین نہین دیا بعد اُسکی درخواست طلاق کے جیسے کہ آخر تک تصریح اسکے ساتھ کی ہے اور نہ مین جانتا ہون کہ اس تفویض[1] کے ساتھ اسنے مجلس تفویض مین اپنے نفس کو اختیار کیا ہے یہ وجیز کردری مین ہے اور اگر اقرار کیا کہ مین نے کہا تھا کہ تیرا کام تیرے اختیار مین ہے اور انکار کیا کہ اُسنے

[1] تفویض سپرد کرنا ۱۲

نفس کو اختیار نہین کیا ہے تو شوہر سے قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے اپنے نفس کو اُس مجلس مین جس مین
اختیار دینے کا دعوی کرتی ہے اختیار کیا ہے اور اگر اقرار کیا کہ اسنے اپنے نفس کو اختیار کیا ولیکن مین نے اسکا امر اسکے ہاتھ
مین نہین دیا تھا تو قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے اپنی اس عورت کا کام اسکے قبضہ مین قبل اسکے کہ جس مجلس مین اپنے
نفس کو اختیار کیا ہے نہین دیا تھا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اسنے میرے
ساتھ ایلار کیا اور ایلار کی مدت گذر گئی پس ہم دونون مین جدائی واقع ہو گئی اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے
قسم لیجاوے اور قاضی کو آگاہ کیا کہ اسکا مذہب یہ ہے کہ ایلار کرنیوالا بعد چار مہینے کے موقوف[۵] ہوتا ہی پس یہ شخص قسم کھائیگا کہ یہ
عورت مجھ سے بائن نہین ہے اور نہ مین جانتا ہون تو قاضی اُس سے سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے اس سے یہ نہین کہا تھا کہ
واللہ مین تجھ سے قربت نہ کرونگا اتنے دنون بنا بر دعوے عورت کے پس اگر اُسنے قسم سے نکول[۶] کیا تو عورت کے حال پر لحاظ کرکے
اسکو ایک طلاق کے ساتھ بائن قرار دیگا اگرچہ اسمین شوہر کے واسطے ضرر کا احتمال ہے یہ محیط سرخسی مین ہی پس اگر شوہر
نے ایلار کا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ مین نے مدت کے اندر اس سے قربت کر لی ہے اور عورت نے اس سے انکار کیا تو قسم
لیکر عورت کا قول لیا جائیگا اور حاصل دعوی پر قسم لی جائیگی کہ واللہ آج کے روز مین اُسکی جورو نہین ہون بسبب اسکے
کہ جو دعوی کیا ہے اور یہ قسم نہ لیجاویگی کہ واللہ اس مرد نے چار مہینے گذرنے سے پہلے مجھ سے قربت نہین کی ہے اور کتاب الاختلاف
مین ہے کہ بشر نے فرمایا کہ مین نے امام ابو یوسفؒ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ یون قسم لیجاویگی کہ واللہ چار مہینے گذرنے سے پہلے
اس مرد نے مجھ سے قربت نہین کی اور احتیاط انکے قول کے موافق آئین ہے کہ قسم مین زیادہ کہا جاوے کہ واللہ چار
مہینے گذرنے سے پہلے اس مرد نے مجھ سے قربت نہین کی اس نکاح کے ساتھ جسکا یہ شخص مدعی ہے یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر
عورت نے اپنے مہر کے عوض مرد سے خلع کرایا اور شوہر نے انکار کیا تو اُسکا قول لیا جائیگا اور ظاہر الروایت کے موافق حاصل
دعوے پر قسم لی جائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر سبب پر قسم لی جائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک عورت نے اپنے شوہر
پر دعوے کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر اس دار مین داخل ہوا تو اس میری عورت پر تین طلاق ہین اور بعد اس قسم کھانے کے یہ
شخص اس دار مین داخل ہوا پس اگر شوہر نے قسم اور دار مین داخل ہونے کا اقرار کیا تو طلاق کا اقرار کیا اور اگر دونون باتون سے
انکار کیا تو موافق ظاہر الروایت کے حاصل دعوی پر قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ عورت مجھ سے تین طلاق کے ساتھ بائن نہین ہی
جیسا کہ یہ دعوی کرتی ہے اور اگر قسم کا اقرار کیا مگر بعد قسم کے دار مین جانے سے انکار کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ واللہ اُسکی
طلاق کے قسم کھانے کے بعد مین اس دار مین نہین گیا اور اگر اس زمانے مین دار کے اندر جانیکا اقرار کیا اور قسم کھانے
سے انکار کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ واللہ اس دار مین داخل ہونے سے پہلے مین نے یہ قسم نہین کھائی تھی کہ اگر مین اس دار مین
داخل ہون تو میری عورت کو تین طلاق ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور ایسا ہی عتاق کی صورت مین ہے کہ اگر غلام
یا باندی نے اپنے مالک پر دعوی کیا کہ اسنے قسم کھائی تھی کہ اگر مین اس دار مین داخل ہون تو یہ آزاد ہے اور پھر یہ شخص داخل
ہوا تو اسی طرح قسم لی جائیگی اور اگر مالک یا شوہر نے ان قسمون مین قاضی سے کچھ عرض کیا تو یون قسم لی جائیگی کہ واللہ یہ عورت
میری طرف سے تین طلاق کی بائن بسبب اس قسم کے جسکا دعوی کرتی ہے نہین ہے اور نہ یہ باندی بسبب اس قسم کے جسکا دعوی

[۵] یعنی طلاق کا اختیار ۱۲
[۶] نکول یعنی انکار ۱۲

کرتی ہو جرہ ۱۲ پس اگر اس طرح قسم کھائی تو اسکی مراد حاصل ہے یہ شرح ادب القاضی مین ہے۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ مین نے
تیرے پاس اس قدر مال ودیعت[۵۱] رکھا ہے اُسنے کہا کہ تو نے فلان شخص کے ساتھ رکھا ہے پس سب مین تجھے نہ دونگا تو مدعا علیہ
سے قسم لی جائیگی کہ واللہ سب تجھے واپس کرنا مجھے واجب نہین ہے پس اگر اُسنے قسم کھائی تو خصومت دفع ہے یہ خزانۃ المفتین
مین ہے۔ ایک باندی غصب کرلی اور اُسکو غائب کر دیا پس مالک نے گواہ سنائے کہ اسنے میری باندی غصب کرلی ہے تو مدعا علیہ
قید کیا جائیگا یہانتک کہ اُسکو لا کر مالک کو دیدے اور بسبب ضرورت کے یہ دعوی صحیح ہے باوجود جہالت کے اور اگر
مالک کے پاس گواہ نہ ہون تو اس سے قسم لی جائیگی کہ واللہ نہ اس شخص کی باندی مجھپر چاہیے اور نہ اُسکی قیمت یعنی اسقدر درم
اور نہ اس سے کم یہ ذخیرہ کروری مین ہے۔ اور اجارہ اور مزارعت ومعاملت مین یون قسم لی جائیگی کہ واللہ میرے اور اسکے
درمیان اس گھر کا اجارہ یا اس زمین کی مزارعت اسوقت سے اور جسوقت تک کا مدعی دعوی کرتا ہے بعوض اسقدر اجرت کے
جو مدعی نے بیان کی لازم قائم نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مدعی نے گھر کے کرایہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار
کیا تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ میری طرف اسکا یہ کرایہ جو اس گھر کے کرایہ کا وقت کرایہ دینے سے دعوی کرتا ہے نہین ہے
اور مشائخ نے فرمایا کہ اگر قاضی چاہے تو یون قسم لے کہ واللہ میری طرف اسکا یہ کرایہ جو بیان کیا اس سبب سے جو دعوی مین
بیان کیا نہین چاہیے یا جس وجہ سے دعوی کیا ہے نہین چاہیے ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مال یا عروض کی کفالت کا دعوی
کیا تو حاصل دعوی پر قسم لی جائیگی ولیکن اُسوقت قسم لی جائیگی کہ جب کفالت صحیحہ کا دعوی کرے خواہ منجز[۵۲] ہو یا کسی شرط
متعارف پر معلق ہو اور بیان کرے کہ کفالت اسکے حکم سے تھی یا مجلس کفالت مین اُس کفالت سے اُسنے اجازت دی تھی
اور بدون اسکے کفالت کا صحیح دعوی نہوگا پس تحلیف[۵۳] اُسپر مترتب نہوگی اور قسم یون لی جائیگی کہ واللہ میری طرف یہ ہزار
درم بسبب اس کفالت کے جسکا یہ دعوی کرتا ہے نہین ہین اور اس کفالت کا ذکر اسواسطے ہے کہ دوسری کفالت کو شامل
نہو جاوے اسیطرح اگر کفالت کسی عروض کی ہو تو یون قسم لی جائیگی کہ واللہ میری طرف یہ کپڑا بسبب اس کفالت کے نہین ہے اور کفالت نفس
مین یون قسم لیجاوے کہ واللہ میری طرف یہ واجب نہین ہے کہ بسبب اس کفالت کے جسکا یہ دعوی کرتا ہے فلان شخص کے نفس کو اسکے سپرد کر دون یہ
فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے میرے گھر کے پہلو مین ایک گھر خرید اہے اور مین اپنے گھر کی وجہ سے
اسکا شفیع[۵۴] ہون اور قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ دار کہ جسکو یہ شخص بیان کرتا ہے اور اسکے یہ حدود ہین
نہین خریدا ہے اور نہ اسمین سے کچھ خریدا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ نے خریدنے اور مدعی کے جوار ہونے کا اقرار کیا اسنے کہا کہ مدعی کو جب
خرید کا حال معلوم ہوا تو اُسنے شفعہ نہین طلب کیا اور شفیع نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے طلب کیا تو قسم سے شفیع کا قول
لیا جائیگا اور بدرخواست مدعا علیہ شفیع سے یون قسم لیجائیگی کہ واللہ جب مجھے اس دار کے فروخت کی خبر پہونچی تو مین نے
شفعہ طلب کیا اور کسی بائع یا مشتری یا دار کے حضور مین طلب شفعہ کے گواہ کر لیے ایسا ہی کتاب الاستحلاف مین
مذکور ہے ولیکن اُسوقت ٹھیک ہو سکتا ہے کہ مدعی نے دعوی کیا ہو کہ مجھے اس دار کے فروخت کی خبر ایسے وقت
پہونچی کہ مین آدمیون کے مجمع مین تھا اور اگر اُسوقت کوئی اُسکے پاس نہ تھا اور اُسکو بیع کی خبر پہونچی تو فی الحال گواہ
نہ کر لینے سے اُسکا شفعہ باطل نہوگا اور اُس سے یون قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے جسوقت بیع کی خبر پائی اُسوقت

اپنا شفعہ طلب کیا اور بوقت امکان گواہون کی تلاش مین نکلا اور کسی بائع یا مشتری یا دار کے حضور مین شفعہ طلب کرکے گواہ کرلیے اور اگر مدعی نے دعوی کیا کہ مجھے رات مین بیع کی خبر پہونچی اور صبح مین نے شفعہ طلب کیا اور گواہ کرلیے تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ مجھے سوا اُسوقت کے جسکا مین دعوے کرتا ہون بیع کی خبر نہین پہونچی اور صبح کے وقت مین نے شفعہ طلب کرکے گواہ کرلیے یہ محیط مین لکھاہے۔ جو عورت بخیار بلوغ مختار ہے اُسکا حکم اپنے نفس کے اختیار کرنے مین یعنی اپنے آپ کو طلاق دیدینے مین مثل شفیع کے ہے طلب شفعہ مین اور اُسکا استحلاف بھی مثل استحلاف شفیع کے ہے پس اگر اُسنے قاضی سے کہا کہ مین نے اپنے نفس کو اختیار کیا جبھی مجھے بلوغ ہوا یا کہا کہ جبھی مین بالغ ہوئی مین نے فرقت اختیار کی تو قسم سے اُسکا قول معتبر ہوگا اور اگر یون کہا کہ مین کل بالغ ہوئی اور مین نے فرقت طلب کی تو بدون گواہون کے اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر شفیع نے ایسا کہا کہ مین کل کے روز بیع پر واقف ہوا اور شفعہ طلب کیا تو بھی یہی حکم ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میری چاندی کی ابریق یعنی چھاگل جسکو فارسی مین آبریز کہتے ہین توڑ ڈالی اور ابریق کو حاضر کیا یا یون دعوی کیا کہ اسنے میرے کھانے مین یا اناج مین پانی ملا کر اُسکو برباد کردیا ہے پس اگر مدعا علیہ نے اُسکا اقرار کیا تو ابریق یا اناج کے مالک کو اختیار ہے چاہے ابریق و اناج کو اپنے پاس رکھے اور اُسکو کچھ نہین ملیگا یا مدعا علیہ کو دیدے اور ابریق کی قیمت مین اُسکی جنس کے خلاف لے لے اور اناج مین اُسکے مثل لے لے اور نقصان کی ضمان نہین لے سکتا ہے اور اگر مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی قیمت ابریق و مثل طعام پر اُس سے قسم لیگا یعنی واللہ مجھپر قیمت ابریق یا مثل طعام واجب نہین ہے علی الوجہ الاتم اور اگر مدعی نے قاضی کو آگاہ کردیا کہ اُس کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت مین ضمان قیمت واجب نہین ہوتی ہے بلکہ ضمان نقصان واجب ہوتی ہے تو قاضی اُس سے سبب پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ فعل جسکا مدعی دعوی کرتا ہے نہین کیا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرا کپڑا پھاڑ ڈالا ہے اور کپڑے کو مع اُس شخص کے حاضر کرکے قسم طلب کی تو قاضی سبب پر قسم نہ لیگا کہ واللہ مین نے یہ کپڑا نہین پھاڑا ہے بلکہ پھٹنے کو دیکھے گا اگر اس قسم کا شگاف ہے کہ جس سے نقصان دینا پڑے اور مدعی کو خیار حاصل نہو تو اُس کپڑے کو ثابت[له] اندازہ کرادے اور اس خرق کے ساتھ اندازہ کرادے پس جس قدر نقصان ہو وہ دلا دے مگر اسوقت دلا دیگا کہ اُس سے قسم لے کہ واللہ اس شخص کے مجھپر اتنے درم نہین چاہیے ہین پس اگر قسم کھالی تو چھوٹ گیا ورنہ یہ نقصان ادا کرے اور بعض خرق ایسا ہوتا ہے کہ جسمین مدعی کو اختیار رہوتا ہے کہ چاہے کپڑا اسلے لے اور اسکا نقصان لے لے یا اُس کپڑے کو مدعا علیہ کے حوالے کرے اور اُسکی پوری قیمت لے لے اور یہ خرق وہ ہے کہ جو بہت ہو اور تھوڑے خرق مین نقصان لے سکتا ہے جیسا کہ بیان ہوا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ کپڑا حاضر ہو اور اگر کپڑے کو نہ لایا اور آکر دعوی کیا کہ اس مدعا علیہ نے میرا کپڑا پھاڑ ڈالا ہے تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ اس خرق سے تیرا کس قدر نقصان ہوا ہے اُسکو بیان کرتا کہ مدعی علیہ سے اتنے کی قسم لیجاوے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ خرق تھوڑا سا ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر خرق زیادہ ہو کہ جس سے تمام کپڑے کی قیمت واجب ہوتی ہو تو سبب[له] پر قسم لیگا کہ واللہ مین نے یہ فعل خرق جسطرح مدعی دعوے

له ثابت ہو اور اندازہ [illegible] اور خرق [illegible] ۱۲ له سبب یعنی جس سبب نقصان یا تلف کا دعوی ہے ۱۲

کرتا ہے نہین کیا ہے اسمین مدعی کے حق کا لحاظ ہے اگرچہ مدعا علیہ کے حق مین ضرر متصور ہو کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف للصدر الشہید۔ اگر کسی نے دعوی کیا کہ اسنے میری دیوار ڈھادی یا توڑ ڈالی ہے اور مقدار دیوار اور موقع شکست و نقصان کو بیان کردیا اور قاضی سے نقصان کی درخواست کی تو قاضی اُس شخص سے حاصل دعوے پر قسم لیگا کہ واللہ مجھپر اس مدعی کے اسقدر دام یا کچھ اسمین سے نہین واجب ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور ایسا ہی خصاف نے ذکر کیا ہے اور شمس الائمہ حلوانی نے بیان کیا کہ سبب پر قسم لینی چاہیے حاصل دعوی پر نہ لینی چاہیے اور یہی صحیح ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میری بکری یا گاے ذبح کر ڈالی یا میرے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور وہ سواے اسکے اور کسی وجہ سے مر گیا یا میرے چوپایہ کی آنکھ پھوڑ دی یا میرے کسی مال مین نقصان کردیا اور وہ چیز حاضر نہین ہے تو قاضی دریافت کریگا کہ اسکا نقصان کس قدر ہے پس اُسی پر قسم لیگا اور سبب پر قسم نہ لیگا کیونکہ سبب پر قسم لینے سے مدعا علیہ کا ضرر ہے اور حاصل دعوی پر قسم لینے سے مدعی کا نقصان نہین ہے کذا فی شرح ادب القاضی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے میری دیوار پر اپنی بلّی رکھ لی یا میری چھت پر پانی بہایا یا میرے گھر مین پرنالہ جاری کیا یا میری چہار دیواری مین دروازہ نکالا ہے یا میری دیوار پر عمارت بنائی ہے یا میری زمین مین مٹی یا بالو ڈلوائی یا کوئی مردہ جانور ڈال دیا ہے یا میری زمین مین درخت لگا دیے یا کوئی فعل کیا ہے کہ جس سے زمین مین نقصان آتا ہے اور زمین کے مالک کو اُسکے دور کرنے کی ضرورت ہے اور اسنے صحت دعوے کے واسطے دیوار کا طول و عرض و موضع بیان کردیا اور زمین کے حدود و موضع کو بیان کردیا پس اگر مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا تو قاضی سبب پر قسم لیگا اور اگر یہ صورت ہو کہ دیوار پر بلی رکھنے والا مدعی ہو اس طرح کہ میری ایک بلی اس شخص کی دیوار پر تھی وہ گر گئی یا مین نے درست کرنے کے واسطے اُسکو اُٹھا لیا تھا اب یہ شخص مجھے رکھنے نہین دیتا ہے تو بدون تصحیح دعوے کے سماعت نہوگی اور تصحیح اس طرح ہوگی کہ بلی کی جگہ بیان کرے اور یہ بیان کرے کہ مجھے ایک دو بلیاں رکھنے کا حق تھا اور بلی کی موٹائی بیان کرے پھر جب دعوی صحیح ہوا اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو قاضی حاصل دعوے پر قسم لیگا کہ واللہ اس شخص کو ایسی ایسی بلی رکھنے کا اس دیوار پر اس مقام پر حق واجب حاصل نہین ہے پس اگر اسنے انکار کیا تو اُسپر ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اس نے میری زمین مین ایک گڈھا کھود دیا کہ جس سے زمین مین نقصان ہوا اور نقصان کی درخواست دی پس اگر زمین کے حدود اور گڈھے کا مقام و مقدار اور نقصان بیان کیا تو قاضی مدعا علیہ سے حاصل دعوے پر قسم لیگا کہ واللہ اس شخص کا اس قدر نقصان مجھپر نہین واجب ہے کہ جسکا یہ دعوی کرتا ہے اور سبب پر قسم نہ لیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی پر دعوی کیا کہ میرا حق ہے کہ اسکے گھر سے میرے گھر کا پانی بہے یا اسکے گھر سے میرا راستہ ہے تو حاصل دعوے پر قسم لیجائیگی کہ واللہ اس گھر مین اس شخص کو یہ حق جسکا دعوی کر رہا ہے حاصل نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ اسنے عمداً میرے بیٹے یا غلام یا ذمی کو ایسے آلہ سے قتل کیا کہ جس سے قصاص واجب ہوتا ہے اور قصاص کا دعوی کیا یا یہ دعوی کیا کہ اسنے میرا ہاتھ یا میرے نابالغ بیٹے کا ہاتھ عمداً کاٹ ڈالا ہے یا سر کے زخم یا جراحت کا دعوی کیا کہ جس مین بدلا واجب ہوتا ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اُس سے قسم لے سکتا ہے پھر قتل پر قسم لینے مین دو روایتین

له یعنی اس دیوار کی بابت مین شہتیر کے مانند وضع کی ہوئی ہے ۱۲

ہیں ایک روایت میں آیا ہے کہ حاصل[۵۱] دعوے پر قسم لیجاوے کہ واللہ مجھپر اسکے فلان بیٹے یا فلان غلام یا فلان ولی کا خون نہیں ہے اور نہ میری جانب کوئی حق ہے بسبب اس خون کے کہ جو یہ دعوی کرتا ہے اور ایک روایت میں آیا ہے کہ سبب پر قسم لیجاوے کہ واللہ میں نے فلان بن فلان اس شخص کے ولی کو عمداً قتل نہیں کیا ہے اور ماسوائے قتل کے زخم و جراحت وغیرہ میں جن میں قصاص آتا ہے یہ ہے کہ حاصل دعوے پر قسم لیجاوے کہ واللہ مجھپر اسکے اس زخم کا بدلا نہیں ہے اور نہ اسوجہ سے میری طرف اسکا کوئی حق ہے پس اگر اسنے قسم کھالی تو بری ہو گیا اور اگر انکار کیا تو قتل کی صورت میں صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک دیت دینے کا حکم کیا جائیگا اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک قید کیا جائیگا یہانتک کہ قسم کھاوے یا اقرار کرے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر کسی پر دعوی کیا کہ اسنے میرے بیٹے یا ولی کو خطا سے قتل کیا یا خطا سے اسکا ہاتھ کاٹا یا خطا سے سر زخمی کیا یا کوئی ایسے فعل کا دعوی کیا جس میں دیت یا ارش[۵۲] لازم آتا ہے تو حاصل پر قسم لیجاوے کہ واللہ اس شخص کا مجھپر یہ ارش یا دیت جسکا دعوی کرتا ہے جس جہت سے دعوی کرتا ہے نہیں ہے اور نہ اسمیں سے کچھ ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ جو حق غیر مدعی علیہ پر واجب ہو مثل قتل خطا کہ اسکی دیت مددگار برادری پر ہے اور وہ جرم کہ جسکے عوض ارش واجب ہوتا ہے تو اسمیں اسطرح سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے اس شخص کے فلان بیٹے کو قتل نہیں کیا اور واللہ نہ اسکو یہ زخم دیا ہے اور جس جرم کا عوض اسی مدعا علیہ پر واجب ہو اسمیں حاصل دعوی پر قسم لیجائیگی شرح ادب القاضی میں ہے اگر غلام پر دعوی ہو پس اگر نفس کے جرم کا دعوے ہو اور عمداً ہو تو خصم اس باب میں وہی غلام ہے اُس سے قسم لیجائیگی اور خطا سے جرم نفس کا دعوی ہو تو خصم اُسکا مالک ہے اُسپر قسم آویگی ولیکن قسم علم پر لیجائیگی اور اگر نفس سے کم جرم ہو تو خصم اُسکا مالک قرار پاویگا خواہ عمداً ہو یا خطا رہو ولیکن اُس سے علم پر قسم لیجاویگی یہ محیط میں ہے۔ اگر دعوی ہر وجہ سے فعل مدعا علیہ کا ہو تو اُس سے علی البتات یعنی قطعی طور سے قسم لیجاویگی علم پر قسم نہ لیجاویگی مثلاً دعوے کیا کہ تو نے میری یہ چیز چورائی ہے یا غصب کر لی ہے اور اگر ہر وجہ سے فعل غیر مدعا علیہ کا دعوی ہو تو علم پر قسم لیجائیگی مثلاً اگر کسی میت پر دین[۵۳] کا دعوی اسکے وارث کی حاضری میں بسبب استہلاک کے کیا یا یہ دعوی کیا کہ تیرے باپ نے میری یہ چیز چورائی یا غصب کر لی ہے تو وارث سے اُسکے علم پر قسم لیجاویگی اور یہی ہمارا مذہب ہے کذا فی الذخیرہ اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ یہ قاعدہ ہر جگہ ٹھیک پڑتا ہے سوائے رد بالعیب کے مثلاً مشتری نے دعوی کیا کہ یہ غلام بھگوڑا ہے اور بائع سے قسم لینی چاہی تو قطعی قسم لیجائیگی حالانکہ بھاگنا غیر کا فعل ہے اور قطعی اسواسطے لیجاتی ہے کہ بائع ضامن ہوا ہے کہ مبیع کو تمام عیبوں سے پاک سپرد کر دے تو یہ قسم اُسکی ضمان کی طرف راجع ہے اور اسواسطے کہ فعل غیر پر علمی قسم اُسوقت لیجاتی ہے کہ جب منکر نے کہا کہ مجھے اسکا علم نہیں ہے اور جب بائع نے علم کا دعوی کیا تو اُس سے قطعی قسم لیجائیگی کیا تو نہیں دیکھتا ہے کہ اگر مودع نے کہا کہ مالک ودیعت نے ودیعت پر قبضہ کر لیا ہے تو اُس سے قطعی قسم لی جاتی ہے اور بھی وکیل نے جب دعوی کیا کہ موکل نے ثمن پر قبضہ کر لیا ہے تو اس سے قطعی قسم لی جاتی ہے کیونکہ مدعی علم ہے کذا فی التبیین۔ اگر دعوی ایسے فعل پر ہوا جو ایک وجہ سے مدعا علیہ کا فعل ہے اور ایک وجہ سے فعل غیر ہے مثلاً کہا کہ تو نے مجھ سے خریدی

[۵۱] حاصل دعوی یعنی جس سبب سے دعوی کیا ہے اُسکا جو کچھ مقصود و حاصل مطلب ہے اور دوم یہ کہ سبب پر قسم ہو کہ میں نے یہ سبب نہیں کیا جس سے [۴] اس کا نقصان ہوا لیکن ایسی عبارت سے قسم ہو کہ تاویل کی گنجائش نہ رہے ۱۲ [۵۲] ارش جرمانہ اور دیت خون بہا ۱۲ [۵۳] یعنی اس وارث کے مورث نے اسقدر مال تلف کر دیا تو اسقدر مال اسپر قرضہ ہوا جو اسکے ترکہ سے دلایا جاوے ۱۲

یا قرض لی یا کرایہ لی تو قطعی قسم لی جائیگی کذا فی المحیط - اگر ایک شخص دوسرے کو قاضی کے پاس لایا کہ اسکے باپ نے انتقال کیا اور میرے اسپر ہزار درم چاہیے ہیں تو قاضی کو چاہیے کہ مدعا علیہ سے دریافت کرے کہ تیرا باپ مرگیا اگر اُسنے کہا کہ ہان تو مدعی کے دعوے کو دریافت کرے پس اگر اقرار کیا کہ میرے باپ پر اسکا قرضہ ہے تو اُسکے حصہ مین[1] سے لیکر مدعی کو دلاوے اور اگر انکار کیا اور مدعی نے گواہ سُنائے تو مقبول ہونگے اور مال ڈگری تمام ترکہ مین سے وصول کرا دیا جائیگا نہ خاص اس وارث کے حصہ مین سے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے استحلاف کی درخواست کی تو اس مدعا علیہ وارث سے علی العلم قسم لی جائیگی یہی ہمارے علما کا قول ہے یعنی واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ پر اس مدعا علیہ کا ہزار درم قرض یا اس مین سے کچھ ہے جیسا کہ یہ دعوی کرتا ہے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو رہا ہوگیا ورنہ اُسکے حصہ ترکہ سے دلایا جاویگا پس اگر اُسنے کہا کہ مجھے باپ کے ترکہ سے کچھ نہین ملا ہے پس اگر مدعی نے اسکی تصدیق کی تو اُسکو کچھ نہ ملیگا اور اگر تکذیب کی تو وارث سے قطعی قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھے باپ کے ترکہ سے ہزار درم یا اسمین سے کسی قدر کچھ نہین ملا ہے پس اگر قسم نہ کھائی تو اُسپر ڈگری ہوجائیگی اور اگر قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین ہے یہ حکم اسوقت ہے کہ پہلے قرضہ پر قسم دلائی پھر وصول پر قسم دلائی اور اگر پہلے وصول پر قسم دلائی اور مدعی اُس سے قرضہ ہونیکی قسم نہین لے چکا ہے پھر قرضہ پر قسم لینا چاہی اور وارث نے کہا کہ مجھپر قسم نہین آتی ہے تو یہ قول مقبول نہوگا اور علم پر قسم لیجائیگی اور اگر پہلے اُس سے قرضہ پر قسم لینی چاہی پس وارث نے کہا کہ مجھے میراث مین سے کچھ نہین ملا ہے اور مجھپر قسم نہین آتی ہے پس اگر مدعی نے باوجود اسکے تصدیق کرنے کے قرضہ پر قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے اور اگر تکذیب کی اور قرضہ پر اور ترکہ ملنے دونون پر قسم لینی چاہی تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے اور عامہ مشائخ کے نزدیک دو مرتبہ اُس سے قسم لیجائیگی ایک مرتبہ ترکہ وصول ہونے پر قطعی قسم لی جائیگی اور دوسری بار قرضہ پر علمی قسم لیجائیگی یہ حکم اسوقت ہے کہ اُسنے اپنے باپ کے انتقال کا اقرار کیا اور اگر انکار کیا اور قرضخواہ نے اُس سے اس طرح قسم طلب کی تو عامہ مشائخ کے نزدیک دوبارہ قسم لیجائیگی ایک مرتبہ باپ کے مرنے پر علم پر قسم لیجائیگی اور دوسری مرتبہ ترکہ وصول نہونے پر قطعی قسم لیجائیگی پس اگر وہ قسم سے باز رہا یہانتک کہ موت ثابت ہوگئی تو قرضہ پر علم پر[2] قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسپر کچھ نہین ہے اور اگر قسم سے باز رہا تو اُسپر ڈگری ہوگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف - ایک شخص نے ایک مال معین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور مدعا علیہ سے قسم طلب کی پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال میرے قبضہ مین میراث سے آیا ہے اور قاضی اسکو جانتا ہے یا نہین جانتا ہے اور مدعی نے اسکا اقرار کیا یا نہین کیا ولیکن مدعا علیہ نے اسکے گواہ سنائے تو ان سب صورتون مین علم پر قسم دلائی جاویگی اس طرح کہ مدعا علیہ قسم کھاوے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ مجھپر اس مال معین کا سپرد کردینا اس مدعی کو واجب ہے اور اگر قاضی کو حقیقت حال معلوم نہوئی اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا اور نہ مدعا علیہ نے اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی اُس سے قطعی قسم لیگا پس اگر مدعا علیہ نے درخواست کی کہ مدعی سے قسم لیجاوے کہ اسکو میراث سے نہین ملی ہے تو قاضی مدعی سے اسکے علم پر یون قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسکو میراث سے ملی ہے پس اگر مدعی نے اس طرح قسم کھالی تو مدعا علیہ کو میراث کی

[1] اس کے حصہ کی خصوصیت اس وجہ سے ہے کہ شاید دوسرے وارث منکر ہون اور اگر سب نے اقرار کیا تو سب نے کردیا جاوے پھر جس نے

جہت سے وصول ہونا منتفی ہو گیا اُسوقت اُس سے قطعی قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو اس بات کا مقر ہو گیا کہ اسکو میراث سے ملی ہے اُسوقت مدعا علیہ سے علم پر قسم لی جائیگی یہ محیط مین لکھا ہے۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ مال عین مجھے فلان شخص کی طرف سے خریدنے یا ہبہ یا صدقہ کی وجہ سے ملا ہے تو اُس سے قطعی قسم لیجائیگی کہ واللہ مجھپر یہ مال عین اس مدعی کو سپرد کرنا واجب نہین ہے اور اگر مدعا علیہ نے اپنی ملک مطلق[۱] ہونیکا دعوی کیا تو بھی اس سے قطعی قسم لیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسپر ایک شخص نے آکر دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے اور قابض کہتا ہے کہ مین نے فلان شخص سے خریدا ہے اور اپنے قبضہ مین لے لیا ہے تو موافق ظاہر الروایت کے مدعی سے دعوی حاصل پر قسم لیجاویگی کہ واللہ یہ مال عین اس قابض کا نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی یا دوسری چیز خریدی پھر ایک شخص نے اُسپر دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی بائع سے اس شخص کے خریدنے سے پہلے خریدی ہے تو قابض سے سبب پر علمی قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ باندی میرے خریدنے سے پہلے بائع سے اس مدعی نے خریدی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے پس اگر مدعا علیہ نے قاضی سے عرض کیا کہ آدمی کبھی کوئی چیز خریدتا ہے پھر اقالہ وغیرہ کی وجہ سے باہم بیع ٹوٹ جاتی ہے اور وہ اس خوف سے اقرار نہین کرسکتا ہے کہ اُسکے کچھ ذمہ لازم آجاوے تو قاضی مدعا علیہ سے یون قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ ان دونون مین اس باندی کی بیع اس ساعت قائم ہے اور امام رکن الاسلام علی سغدیؒ سے منقول ہے کہ انھون نے فرمایا کہ پورا لحاظ تو اس طرح قسم لینے مین ہے کہ واللہ یہ شے اس مدعی کی جسکی وجہ سے دعوی کرتا ہے نہین ہے۔ پھر جو کچھ مذکور ہوا امام ابو یوسفؒ کے قول کے موافق ہوسکتا ہے ولیکن ظاہر الروایت کے موافق تو ہر حال مین حاصل دعوے پر قسم لی جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر مرتہن کے قبضہ مین رہن ہو پھر راہن و مرتہن سے کسی دوسرے شہر مین ملاقات ہوئی اور مرتہن نے راہن سے اپنا قرضہ طلب کیا تو مرتہن کو اُسکا مال دینے کا حکم راہن کو کیا جائیگا پس اگر راہن نے دعوی کیا کہ رہن اسکے پاس تلف ہو گیا ہے اور مرتہن نے اس سے انکار کیا تو اُس سے قطعی قسم لی جائیگی کہ واللہ رہن تلف نہین ہوا ہے اور اگر دونون نے رہن کسی عادل کے ہاتھ مین رکھوا دیا تھا اور دونون نے اسکے تلف ہونے مین اختلاف کیا تو مرتہن سے اُسکے علم پر قسم لیجائیگی کذا فی الفصول العمادیہ۔ ایک شخص کے پاس ایک چوپایہ ودیعت رکھا وہ اُسپر سوار ہو گیا پھر چوپایہ ہلاک ہو گیا پس مستودع نے کہا کہ جب مین اُسپر سے اُتر آیا ہون تب ہلاک ہوا ہے اور مودع نے کہا کہ نہین تیرے اُترنے سے پہلے مرا ہے تو قسم لیکر مودع کا قول لیا جائیگا اور قسم علم پر ہوگی اس طرح کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اُس کے اُتر آنے کے بعد مرا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر دو شخصون نے آج کے روز کی خریدی چیزون مین یا اس مہینے کی خریدی چیزون مین یا اس سال کی خریدی چیزون مین شرکت کی اور خصوصیت[۲] تجارت کی کردی خواہ وقت بیان کیا یا نہ کیا تو ایسی شرکت جائز ہے پس اگر ایک نے کہا کہ مین نے ایک متاع خریدی تھی وہ تلف ہو گئی اور دوسرے شریک سے آدھا ثمن لینا چاہا اور شریک نے انکار کیا تو شریک مدعی کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور خریدنے کے منکر سے قسم لی جائیگی کہ

[۱] ملک مطلق کا یہ معنی ہیں یا صدقہ وغیرہ کسی سبب کو بیان نہ کیا بلکہ یون کہا کہ یہ میری ملک ہے ۱۲ [۲] خصوصیت یعنی خاص فلان فلان قسم کی چیز و شرکت ہے ۱۲

واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے یہ مال خریدا تھا اور حاکم ابو محمدؒ کہتے تھے کہ اس قسم مین اس قدر زیادہ کرنا واجب ہے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے ہم دونون کی شرکت[1] مین یہ چیز خریدی تھی یہ محیط مین ہے واضح ہو کہ جس مقام پر قطعی قسم آتی ہے اور اُسنے علم پر قسم کھالی تو معتبر نہو گی اور نہ نکول[2] پر ڈگری کی جائیگی اور نہ قسم اُس سے ساقط ہو گی اور جس مقام پر علم پر قسم آوے اور اُسنے قطعی قسم کھالی تو قسم معتبر ہو گی یہانتک کہ قسم اُس سے ساقط ہو جائیگی اگر اُسنے نکول کیا کیونکہ قسم قطعی زیادہ موکد ہے پس مطلقاً معتبر ہو گی بخلاف عکس کے یہ تبیین مین ہے

تیسری فصل جن پر قسم آتی ہے اور جن پر نہین آتی ہے اور جنکو قسم پر اقدام حلال ہے اور جنکو نہین حلال ہے اُن لوگون کے بیان مین ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ مدعا علیہ نے اپنی نابالغ بیٹی کا نکاح حالت صغر مین میرے ساتھ کر دیا ہے اور مدعا علیہ یعنی دختر کے باپ نے انکار کیا ہے اور مدعی نے اُس سے قسم طلب کی پس اگر خصومت کے وقت لڑکی نابالغ ہے تو امام اعظمؒ کے نزدیک باپ سے قسم نہین لی جا سکتی ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک لی جا سکتی ہے اور اگر اسوقت لڑکی بالغ ہے تو بالاتفاق قسم باپ سے نہ لی جائیگی اور صاحبین کے نزدیک عورت سے مدعی کے دعوے پر قسم لی جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ۔ اگر ایک شخص پر دعوی کیا کہ اسنے اپنی باندی میرے ساتھ بیاہ دی ہے تو صاحبینؒ کے نزدیک مالک سے قسم لی جائیگی اگرچہ وہ باندی بالغ ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے ۔ ایک شخص پر مال کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مدعی سے اس امر کی قسم لے کہ وہ حق پر ہے یا اس امر کی قسم لے کہ اسکے گواہون نے حق گواہی دی تو یہ قسم نہ لی جائیگی اسی طرح ہر جگہ جہان خلاف شرع درخواست قسم ہو منظور نہو گی اور اگر گواہ سے یہ قسم طلب کی کہ واللہ مین نے حق گواہی دی ہے تو یہ قسم نہ لی جائیگی کذا فی الخلاصہ ۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ (این شاہد مقر آمدہ است پیش ازین گواہی کہ این محدود ملک من ست) اور گواہ و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لی جاسے گی اسیطرح اگر گواہ نے گواہی سے انکار کیا تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اسی طرح اگر کہا (این شاہد[3] این محدود را دعوی کردہ است برمن پیش ازین گواہی) اور اُس سے و مدعی سے قسم لینی چاہی تو قسم نہ لی جائیگی ۔ اسی طرح اگر مدعی نے قاضی سے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے یہ قسم لے کہ مین نے یہ قسم سچی کھائی ہے تو قاضی منظور نہ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے ۔ باپ جو کچھ اپنے نابالغ لڑکے پر دعوی کرے اسمین اُسپر قسم نہین آتی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت دعوی کیا کہ یہ میری ہے اور قابض نے کہا کہ یہ فلان نابالغ لڑکے کی ہے تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجائیگی اور اگر قسم طلب کی گئی اور اُسنے نکول کیا تو نکول صحیح نہین ہے پس اگر مدعی نے کہا کہ اُسنے میرا گھر تلف کیا بسبب اسکے کہ اسنے اپنے نابالغ لڑکے کی ملک ہونیکا اقرار کیا پس نکول کے وقت ضامن ہو گا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُس سے حلف نہ لیا جائیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک قسم لی جائیگی کیونکہ اُنکے نزدیک غصب سے عقار کی ضمان ہوتی ہے اور امام ابوبکر محمد بن فضلؒ نے فرمایا کہ اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اقرار کر دینے سے قسم اُس سے

---

[1] کیونکہ شاید اس نے خاص اپنے لیے خریدی ہو ۱۲ [2] نکول قسم کھانے سے باز رہنا ۱۲ [3] یعنی یہ گواہ اپنی اس گواہی دینے سے پہلے مرسے

ساقط نہوگی اور امام ابو علی نسفیؒ نے فرمایا کہ نابالغ کے واسطے اقرار کرنے سے قسم اُسکے ذمہ سے ساقط ہو جائیگی خواہ یہ نابالغ اُسکا بیٹا ہو یا غیر کا ہو- اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرے بالغ بیٹے فلان غائب کا ہے تو یہ صورت اور اگر کسی اجنبی کی ملک ہونے کا اقرار کرے تو یہ صورت دونون یکسان ہین کہ اس سے قسم اُس سے ساقط نہوگی پس اگر اُس سے قسم لی گئی اور اُسنے انکار کیا تو دار مدعی کو دلایا جائیگا پھر اگر غائب حاضر ہوا اور اُسکی تصدیق کی کہ یہ گھر میرا ہے تو وہ اس گھر کو لے سکتا ہے کیونکہ اُسکی ملک ہونے کا اقرار سابق ہے ایسا ہی نابالغ لڑکے کی ملک ہونے کا اقرار کرنے مین جسکے نزدیک قسم ساقط نہین ہوتی قسم لی جائیگی اگر اُسنے قسم سے نکول کیا تو گھر مدعی کو دیا جائیگا پھر جب وہ نابالغ لڑکا بالغ ہوا اور اُسنے دعوی کیا تو اُسکو دلا دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے کسی نے شفعہ جوار کا دعوے کیا اور قاضی نے مدعا علیہ سے جواب مانگا تو اُسنے کہا کہ یہ دار میرے اس نابالغ لڑکے کا ہے تو اقرار صحیح ہے پس اگر شفیع نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ مین اسکا شفیع نہین ہون تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور اگر شفیع نے خرید واقع ہونے پر گواہ قائم کرنے کا ارادہ کیا تو لڑکے کا باپ اُسکا خصم قرار دیا جائیگا اور گواہی اُسکے مقابلہ مین سنی جاویگی یہ فصول عمادیہ مین ہے- ایک غلام دوسرے کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ غلام فلان غائب کا ہے اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہے پس اگر اُسنے دعوے پر گواہ نہ قائم کیے یہانتک کہ خصم قرار پایا تو مدعی کو اُس سے قسم لینے کا اختیار ہے پس اگر اُسنے دعوے پر قسم کھالی تو خصومت سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی پس اگر مقر لہ یعنی جسکے واسطے مدعا علیہ نے اقرار کر دیا ہے حاضر ہوا تو وہ غلام کو مدعی سے لے سکتا ہے ولیکن مدعی سے کہا جائیگا کہ تجھ کو اس مقر لہ پر نالش کرنے کا اختیار ہے پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہے تو لے لیگا اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو اس مقر لہ مدعا علیہ سے قسم لیجائیگی پس اگر اُسنے قسم کھالی تو مدعی کے دعوے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو مدعی کی ڈگری غلام کی اُسپر کر دی جائیگی اور یہ اُس صورت مین ہے کہ مدعا علیہ نے مقر لہ کے ملک ہونیکا اقرار کیا پھر مدعی کے واسطے قسم سے نکول کیا اور کچھ نہ کہا یہانتک کہ مدعی نے اس سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا اور مدعی کی ڈگری کر دی گئی پھر اُسنے کسی غیر کی ملک ہونیکا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہین ہے اور اس غیر کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ محیط مین ہے- ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہے اُسنے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہے اور اُسکے گواہ سنا دیے مگر مدعی نے کہا کہ تیرے پاس ودیعت رکھنے کے بعد اُسنے فروخت یا ہبہ کر دی ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ اُسنے تیرے ہاتھ فروخت نہین کی یا تجھے ہبہ نہین کی ہے یہ ذخیرہ مین ہے- لڑکا اگر محجور[له] ہو پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو اُسکو قاضی کے دروازہ پر اُسکے حاضر کرنے کا استحقاق حاصل نہین ہے کیونکہ اُسپر قسم آتی ہی نہین ہے کیونکہ اگر وہ قسم سے باز رہا تو اُسکے نکول سے اُسپر ڈگری نہین ہوتی ہے اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہون اور اُسنے دعوی کیا کہ اس لڑکے نے تلف کر دیا ہے تو اُسکو لڑکے کے حاضر کرنیکا استحقاق حاصل ہے کیونکہ لڑکے سے اُسکے افعال کا مواخذہ ہوتا ہے اور گواہ اُسکی طرف اشارہ کرنے کی ضرورت رکھتے ہین ولیکن اُسکے ساتھ اُسکا باپ حاضر ہوگا تاکہ اگر لڑکے پر کوئی چیز لازم کی جاوے تو باپ کو اُسکے ادا کرنیکا حکم ہوگا کہ اُسکے مال سے ادا کرے یہ محیط سرخسی مین ہے اور جو لڑکا ماذون ہے یعنی تصرفات کی اجازت اُسکو حاصل ہے وہ مثل بالغ کے قسم لایا

[له] محجور وہ ہے جسکو تصرفات کی اجازت حاصل نہو ۱۲

جائیگا اور ہم اسکو لیتے ہین اور ایسے ہی مکاتب اور غلام تاجر کا حکم ہے اور غلام محجور قسم دلائے جانے کے حق مین مثل غلام ماذون کے ہے پھر اگر مال بسبب تلف کر دینے کے اُسکے ذمہ ثابت ہوا تو اسکی وجہ سے فروخت کیا جائیگا اور اگر ایسا مال ثابت ہوا جسکا مواخذہ اُس سے بعد آزاد ہونے کے ہوگا جیسے بلا اجازت مالک کے اُسنے نکاح کر لیا اور اُسکا دین مہر واجب ہوا یا بلا اجازت مالک کے اُسنے کفالت کر لی تو قسم دلائی جاویگی اگر اُسنے قسم کھا لی تو بری ہو گیا اگر نکول کیا یا اقرار کیا تو بعد آزاد ہونے کے اُس سے مواخذہ ہوگا یہ ذخیرہ کردری مین ہے میعادی قرض کے دعوے مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے کہ قسم کس وقت لی جائیگی اور اصح یہ ہے کہ میعاد آجانے سے پہلے اُس سے قسم نہ لیجاویگی کذا فی الخلاصۃ ۔ اگر زید نے دعوی کیا کہ عمرو مر گیا اور اُسنے بکر یعنی اُس مدعا علیہ کو وصی مقرر کیا ہے اور بکر نے کہا کہ مجھے وصی نہین مقرر کیا ہے تو اُس سے قسم نہ لی جائیگی ایسے ہی اگر کسی پر دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا وکیل ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اسیطرح اگر کاریگر نے کسی پر یہ دعوی کیا کہ اس شخص نے مجھ سے کہا تھا کہ یہ چیز مجھے بنا دے تو مدعا علیہ سے قسم نہ لیجائیگی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف ۔ ایک شخص نے کسی شخص سے کوئی چیز بنوائی پھر اُس شئے مصنوع[1] مین دونون نے اختلاف کیا بنوانے والے نے کہا کہ جیسی مین نے کہی تھی ویسی تو نے نہین بنائی ہے اور کاریگر نے کہا کہ ویسی ہی بنائی ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ دونون مین سے کسی سے دوسرے کی درخواست پر قسم نہ لی جائیگی کذا فی فتاوے قاضی خان ۔ کسی نے میت کے ترکہ پر قرض کا دعوی کیا اور وصی کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے پاس گواہ نہین پس اگر وصی وارث ہے تو اُس سے قسم لی جائیگی ورنہ نہین لی جائیگی کذا فی الذخیرہ ۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسپر ہزار درم بنام بکر بن خالد مخزومی کے ہین اور یہ مال میرا ہے اور بکر بن خالد مخزومی نے بھی اقرار کیا ہے کہ یہ مال جو اُسکے نام سے ہے میرا ہے اور اسکا نام مستک مین عاریتاً ہے اور بکر بن خالد جسکے نام سے یہ مال ہے اُسنے مجھے یہ مال وصول کرنے اور اس مین خصومت کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے پس اگر مدعا علیہ نے اُسکے دعوے کی تصدیق کی تو حکم دیا جائیگا کہ یہ مال اسکو دیدے اور یہ قضا علی الغائب نہوگی حتی کہ اگر بکر بن خالد جو غائب ہے حاضر ہوا اور اُسنے وکالت سے انکار کیا تو مدعا علیہ سے اپنا مال لے لیگا اور یہ شخص زید سے واپس لے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے ۔ اور اگر مدعا علیہ نے تمام دعوے سے انکار کیا پس قاضی سے مدعی نے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو قاضی مدعی کو حکم دیگا کہ اپنے دعوے پر گواہ لاوے کہ بکر نے مال کا اقرار کیا ہے اور مدعی کو اُسکے وصول کرنے کا وکیل کیا ہے اور شرط یہ ہے کہ اُسکے گواہ سنا دے کہ مین بکر بن خالد کا وکیل ہون تاکہ اسکا خصم ہونا ثابت ہو پس اگر اُسنے قائم کیے تو اُسکا خصم ہونا ثابت ہو گیا پھر اسکے بعد اگر مال پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عمرو سے مال لے سکتا ہے اور یہ حکم غائب پر جاری ہو جائیگا حتی کہ اگر بکر بن خالد غائب آیا اور اُسنے انکار کیا تو عمرو سے اپنا مال نہین لے سکتا ہے اور اگر زید کے پاس مال کے گواہ نہون اور اُسنے عمرو سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے یون قسم لیگا کہ واللہ مجھ پر بکر بن خالد مخزومی کا یا اُسکے نام سے یہ مال کہ جسکو زید بن نعیم بیان کرتا ہے اور وہ ہزار درم ہین نہین ہے اور نہ اس سے کم ہے اور اگر مدعی کے پاس وکیل کرنے کے گواہ بھی نہون اور اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ عمرو جانتا ہے کہ مجھے بکر بن خالد نے کہ جسکے نام سے مال ہے اس مال کے وصول کرنے کے

[1] مصنوع یعنی بنوائی ہوئی ۱۲

واسطے وکیل کیا ہے پس اس سے اس امر پر قسم لے تو قاضی اُس سے قسم لیگا کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اس زید کو
بکر بن خالد مخزومی نے موافق اُسکے دعوے کے وکیل کیا ہے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر قسم سے باز رہا
تو وکالت کا مقر اور مال کا منکر قرار پاویگا - اور اگر مدعی نے یعنے زید نے اس امر کے گواہ دیے کہ بکر بن خالد نے یہ
مال میری ملک ہونے کا اقرار کیا ہے اور توکیل کے گواہ اسکے پاس نہین ہین تو زید و عمر کے درمیان خصومت قائم نہین
ہوسکتی ہے پس اگر اُسنے قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لیوے تو جیسا ہم نے بیان کیا اُسی طرح قسم لے گا پس
اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا دور ہوا اور اگر قسم سے باز رہا تو مقر وکالت اور منکر مال قرار پاویگا اور اگر صریحًا یا قسم سے نکول
کے ضمن مین وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا تو مال پر قسم لینے اور اُس سے وصول کرنیکے حق مین مدعی اسکا خصم
قرار پاویگا اور حق خصومت مین خصم نہوگا حتی کہ اگر مدعی نے مدعا علیہ پر مال ثابت کرنے کے واسطے مال پر قسم لائی جانے
سے پہلے یا بعد گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہوگی اور نظیر اسکی یہ مسئلہ ہے کہ ہمارے اصحابؒ نے فرمایا کہ اگر زید نے
دعوی کیا کہ مجھے بکر بن خالد مخزومی نے اپنے ہر حق کے طلب کرنے کے واسطے جو اسکا اس عمرو پر آتا ہو وکیل کیا ہے اور
اُسکے اُسپر ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا اور مال سے انکار کیا پس مدعی نے کہا کہ مین گواہ قائم کرتا ہون
کہ اُسپر اسکا یہ مال ہے تو اس اثبات مین خصم قرار نہ پاویگا - اور اگر کسی شے کا اُسنے اقرار کر لیا تو قاضی اُسکو حکم کریگا کہ
وکیل کو دیدے اور اگر کچھ اقرار نہ کیا اور وکیل نے استحلاف کا ارادہ کیا تو قاضی اُسکو قسم دلاویگا پس اگر غائب
اُسکے بعد آیا اور وکالت سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا پس ایسا ہی مسئلہ سابقہ مین ہے ولیکن اگر مال کا
اقرار کیا اور وکالت سے انکار کیا پس اگر وکالت پر اُسنے گواہ قائم کر دیے تو مطلقًا خصم قرار پاویگا اور مدعا علیہ کو حکم کیا
جائیگا کہ مال اسکے سپرد کر دے اور اگر اسکے پاس گواہ نہون اور قسم لینے کا ارادہ کیا تو قسم لی جائیگی جیسا کہ ہم نے بیان کیا
پس اگر مدعا علیہ نے قسم کھالی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر نکول کیا تو وکالت مال لینے کے حق مین ثابت ہوگی نہ حق
خصومت مین اور نہ قضاء علی الغائب مین ہکذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید - ایک شخص کو کسی نے اپنے
شفعہ کے طلب کے واسطے وکیل کیا پس مشتری نے وکیل پر دعوی کیا کہ اسکے موکل نے مجھے شفعہ سپرد کر دیا ہے اور
قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لی جاوے تو قاضی وکیل سے قسم نہ لیگا اور اگر یہ دعوی کیا کہ وکیل نے سپرد
کیا ہے پس اگر غیر مجلس حکم مین سپرد کرنے کا دعوی کیا تو وکیل سے قسم نہ لی جاویگی اور اگر مجلس حکم مین سپرد کر دینے کا
دعوی کیا اور وکیل انکار کرتا ہے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُس سے قسم لیجائیگی اور امام محمدؒ کے نزدیک
نہین لی جائیگی یہ محیط مین ہے - ہر جگہ جہان اقرار کرنے سے اُسکے ذمہ حق لازم ہوتا ہو جب انکار کرے گا تو وکیل سے
قسم لی جائیگی مگر تین مسئلون مین ایک یہ کہ وکیل خرید نے اگر مبیع مین عیب پایا اور بسبب عیب کے واپس کرنا
چاہا اور بائع نے ارادہ کیا کہ اُس سے یون قسم لے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ موکل عیب پر راضی ہو گیا ہے تو قسم
نہ لی جاویگی اگرچہ ایسا ہے کہ اگر وکیل رضاے موکل کا اقرار کرے تو مبیع اسکو لازم ہوا اور واپس کرنیکا حق باطل ہو جائے
دوسرے یہ مسئلہ ہے کہ اگر موکل پر رضامندی کا دعوے ہوا تو قسم اُس سے نہ لی جائیگی اگرچہ ایسا ہے کہ اگر اقرار

کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہو جاوے اور تیسرے یہ مسئلہ ہے کہ قرض وصول کرنے کے وکیل پر اگر قرضدار نے دعوی کیا کہ موکل نے مجھے قرض سے بری کر دیا ہے اور وکیل سے اُسکے علم پر طلب کی تو اُسکو قسم نہ دلائی جاویگی اگرچہ ایسا ہے کہ اگر اقرار کرے تو اُسکے ذمہ لازم ہو کذا فی الخلاصہ - اگر مسلمان نے کسی ذمی پر شراب معین کا دعوی کیا تو صحیح ہے اور اگر اُسنے انکار کیا تو قسم لی جائیگی اور اگر ذمی پر شراب تلف کر دینے کا دعوی کیا تو اُس سے قسم نہ لی جاسئے گی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی - ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے انکار کیا پھر دوسری مجلس مین اُسپر دعوی کیا کہ تونے مجھ سے اس مال کے بارے مین مہلت لی تھی اور مال کا اقرار کر لیا تھا اور مدعا علیہ مال اور مہلت لینے دونون سے انکار کرتا ہے تو مال پر قسم لی جائیگی مہلت لینے پر قسم نہ لی جائیگی کیونکہ مہلت لینے پر قسم سے وہ مال کا مقر قرار پاتا ہے اور اقرار مدعی کی دلیل ہے اور مدعا علیہ سے مدعی کی دلیل پر قسم نہین لی جاتی اس لیے اس طرح اس سے قسم نہین لی جاتی ہے کہ واللہ مدعی کے پاس دلیل و گواہ نہین ہین - اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہے کہ آدمی سے صرف اُسکے خصم کے حق پر یا سبب حق پر قسم لیجائیگی اور یہ قول امام ابو یوسف کا ہے اور حجت خصم پر قسم نہ لیجائیگی کذا فی الذخیرہ - ایک شخص پر بحکم شرکت مال کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس شرکت کی وجہ سے تیرا اس قدر مال تھا ولیکن مین نے تجھے دیدیا پس مدعی نے دینے اور وصول پانے سے انکار کیا پس اگر مدعا علیہ نے شرکت سے اور اپنے قبضہ مین مال ہونے سے بالکل انکار کیا مثلاً کہا کہ میرے اور تیرے درمیان بالکل شرکت نہ تھی اور بحکم شرکت مین نے تجھ سے کچھ لیا تھا تو مدعی سے کچھ وصول پانے پر قسم نہ لی جاویگی اور اگر مدعا علیہ نے وقت انکار کے کہا کہ مال شرکت سے میرے پاس کچھ نہین ہے تو مدعی سے قسم لی جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر مضارب یا شریک نے مال دیدینے کا دعوی کیا اور رب المال یا شریک نے وصول پانے سے انکار کیا تو مضارب یا اُس شریک سے جسکے قبضہ مین مال تھا قسم لی جائیگی - اگر مدعی نے ثمن ادا کر دینے کا دعوی کیا اور بائع نے انکار کیا تو قاضی بائع سے اُسوقت قسم لیگا کہ جب مشتری اسکا دعوی کرے اور اگر قاضی نے بدون درخواست مشتری کے اُس سے قسم لی پھر مشتری نے دوبارہ اُس سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار حاصل ہوگا پھر اگر بائع نے یہ قسم کھائی کہ مین نے دام نہین وصول پائے اور مشتری نے کہا کہ مین اس امر کے گواہ لاتا ہون کہ اسنے دام وصول پائے ہین تو قاضی مشتری کو ادائے ثمن پر مجبور نہ کریگا بلکہ تین روز کی مہلت دیگا بشرطیکہ گواہ لانے کا دعوی کرے اور اگر یون کہا کہ میرے گواہ غائب ہین تو اُسکو حکم کریگا کہ مال ادا کر دے اور مہلت نہ دیگا یہ خزانۃ المفتیین مین ہے مال شرکت یا مضاربت یا ودیعت کا دعوی کیا پس اُسنے کہا کہ رسانیدہ ام تو قسم کے ساتھ اُسکا قول مقبول ہوگا اور اگر رب المال یا مودع[ا] یا دوسرے شریک نے یہ قسم کھائی کہ نیافتہ ام تو اُسکا اعتبار نہوگا - اور اگر ثمن مبیع یا قرض کا دعوی کیا اور اُسنے کہا کہ رسانیدہ ام تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور بائع اور مقرض کی قسم معتبر ہوگی کہ مین نے نہین پایا ہی پس حاصل یہ ہو کہ جہان مدعا علیہ کے ہاتھ مین مال امانت ہو تو دیدینے کے باب مین قسم سے اُسکا قول معتبر ہوگا اور اُسی کی گواہی بھی مقبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ پر ضمانت ہو تو ادا کر دینے پر گواہی اسی کی لی جائیگی مگر قول اُسکا قسم سے معتبر نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی -

[ا] مودع ودیعت رکھنے والا ۱۲

ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اسنے میرا مال تلف کردیا اور قاضی سے قسم دلانے کی درخواست کی تو قاضی اس سے قسم نہ لیگا اور اسیطرح اگر کہا کہ یہ میرا شریک ہے اور اسنے نفع مین خیانت کی اور مین نہین جانتا ہون کہ کس قدر خیانت کی تو اُسپر التفات نہ کیا جائیگا۔ اسیطرح اگر کہا کہ مجھے خبر پہونچی ہے کہ فلان بن فلان نے میرے لیے کچھ وصیت کی تھی اور مجھے اُسکی مقدار نہین معلوم اور قاضی سے درخواست کی کہ وارث سے قسم لیجاوے تو قاضی منظور نہ کریگا اسی طرح اگر قرضدار نے کہا کہ کچھ قرض مین نے ادا کردیا ہے اور مجھے نہین معلوم کہ کس قدر ادا کیا ہے یا مین اُسکی مقدار بھول گیا اور چاہا کہ طالب سے قسم لی جاوے تو اُسپر التفات نہ کیا جائیگا شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ جہالت قدر جس طرح قبول بینہ کی مانع ہے اسی طرح قبول استحلاف کی بھی مانع ہے ولیکن اگر قاضی کے نزدیک وصی یتیم یا قیم وقف متہم ہوا اور اُسپر کسی شے معلوم کا دعوی نہ ہو تو بلحاظ وقف و یتیم کے اُس سے قسم لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ منزل پر دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے اُسنے غصب کرلی اور وہ مجھ کو میری ملک سے منع کرتا ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ منزل بجہت معلوم وقف ہے تو وہ وقف ہو جائیگی اور مدعا علیہ پر قسم آویگی اگر قسم کھالی تو بری ہوگیا ورنہ اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور منزل اُسکو نہ دی جائیگی و اسی طرح اگر مدعا علیہ نے گواہ سنائے کہ یہ جہت معلوم پر وقف ہے اور وقف کرنے والے کو ذکر نہ کیا تو قسم اُس سے مندفع نہوگی اور اُسکے اقرار سے وقف ہو جائیگی اور گواہ پیش کرنا ایک امر زائد ہے کہ اُسکی کچھ حاجت نہین ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ کہا کہ یہ وقف ہے اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے اسکو وقف کیا ہے و مدعی نے اُس سے قسم طلب کی تو امام محمدؒ کے نزدیک بخلاف امام اعظمؒ و امام ابویوسف رحمہ اللہ کے اُس سے قسم لی جائیگی اور اگر اسواسطے قسم دلانی چاہی کہ مین اس منزل کو لے لون تو بالاتفاق قسم نہ لی جائیگی اور فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہے کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک کپڑا غصب کر لینے کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکا اقرار کیا پھر دونون نے اس کی قیمت مین اختلاف کیا پس مدعی نے کہا کہ میرے کپڑے کی قیمت سو درم ہین اور غاصب نے کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسکی کیا قیمت ہے ولیکن اتنا جانتا ہون کہ سو درم نہین ہے تو قسم کے ساتھ غاصب کا قول مقبول ہوگا اور بیان کے واسطے حکم کیا جائیگا پس اگر اُسنے بیان نہ کی تو اُس سے مغصوب منہ کے دعوے پر جو زیادتی کا دعوی کرتا ہے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی اور مغصوب منہ کا دعوی ثابت نہوا تو کتاب الاستحلاف مین مذکور ہے کہ مغصوب منہ سے یہ قسم لیجائیگی کہ اُسکی قیمت سو درم تھی یہ محیط مین ہے۔ بائع نے اگر ثمن پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے وصول نہین پایا اور مشتری سے قسم طلب کی تو استحساناً تصدیق کرکے اُس سے قسم لیجائیگی اور یہ امام ابویوسف کے نزدیک ہے اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قیاساً قسم نہ لیجاویگی اور اس مقام پر پانچ مسئلہ ہین ایک تو یہی جو مذکور ہوا دوسرا یہ کہ ایک شخص نے اپنا گھر فروخت کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے بیع کا اقرار کیا ولیکن فروخت نہین کیا اور مشتری سے قسم طلب کی تیسرا یہ کہ مشتری نے مبیع پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے نہین قبضہ کیا چوتھا یہ کہ قرضدار نے کہا کہ مین نے قرضہ پر قبضہ کرنے کا اقرار کیا ولیکن قبضہ نہین کیا تھا پانچوان یہ کہ واہب نے کہا کہ مین نے ہبہ کردینے کا اقرار کیا

ولیکن ہبہ نہین کیا اور موہوب لہ سے قسم طلب کی پس ان سب مسائل مین ایسا ہی اختلاف ہے۔ اور امام محمدؒ سے مروی ہے کہ انھون نے امام ابو یوسفؒ کے قول کی طرف رجوع کیا امام سرخسیؒ نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ کا قول لینے مین احتیاط ہے اور ہمارے مشائخ نے اُن مسائل مین جو قضا سے متعلق ہین امام ابو یوسف کا قول لیا ہے کذا فی الخلاصۃ قرضخواہ نے اگر قرضدار سے قرضہ وصول پانے کا اقرار کیا اور گواہ کر لیے پھر قبضہ سے انکار کیا اور قرضدار سے قسم طلب کی تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قسم لے گا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ مین نے یہ مال معین فلان شخص کو ہبہ کر دیا اور اُسنے قبضہ کر لیا پھر دعوی کیا کہ اُسنے مجھ سے لیکر قبضہ نہین کیا اور مین نے قبضہ کا اقرار جھوٹ کیا تھا اور موہوب لہ سے قسم طلب کی تو شیخ الاسلام خواہر زادہ نے کتاب المزارعہ مین لکھا کہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک قسم نہ لی جائیگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لیجائیگی اور ایسا ہی ہر جگہ ہے جہان اپنے اقرار مین دعوی کیا کہ مین نے جھوٹ اقرار کیا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے اقرار کا ایک اقرار نامہ نکالا پس مقر نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے اس مال کا اقرار کیا تھا ولیکن تو نے میرا اقرار رد کر دیا تو مقر لہ سے قسم لیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے وارث پر مال کا دعوی کیا اور ایک اقرار نامہ اُسکے مورث کے اقرار مال کا نکالا پس وارث نے دعوی کیا کہ مدعی نے اسکا اقرار رد کر دیا یا مدعی سے قسم طلب کی تو اُسکو قسم دلانے کا اختیار ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر اقرار کر نیوالا مر گیا اور اُسکے وارثون نے دعوی کیا کہ اُسنے تلجیہ کے طور پر اقرار کیا تھا تو مقر لہ سے قسم لیجائیگی کہ واللہ اُسنے میرے واسطے صحیح اقرار کیا تھا ایسا ہی زعفرانی نے بیان کیا ہے اور اگر مقر لہ مر گیا تو کیا اُسکے وارث سے قسم لیجائیگی یا نہین پس بعض مشائخ بخارا کی تعلیق مین ہے کہ وارث سے علم پر قسم لیجائیگی اور مین نے اپنے والد سے سنا کہ نہین لی جائیگی اور منجملہ ان مسائل کے ہے کہ جن مین مورث سے قسم لی جاتی ہے اور وارث سے نہین لی جاتی ہے چنانچہ اگر اُس شخص نے جسکے پاس ودیعت تھی ودیعت واپس کر دینے یا اُسکے تلف ہو جانے کا دعوی کیا اور قبل قسم لیے جانے کے مر گیا تو اُسکے وارث سے قسم نہ لی جائیگی یہ جامع کبیر مین صریح مذکور ہے یہ ذخیرہ کردری مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مر گیا پس وارثون نے کہا کہ ہمارے باپ نے مال کا جھوٹا اقرار کیا تھا پس اقرار صحیح نہین ہوا اور مقر لہ سے کہا کہ تجھ کو یہ بات معلوم ہے اور اُس سے قسم لینے کا قصد کیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ اُس سے قسم لیوین یہ محیط مین ہے۔ اگر بائع نے بیع اور ثمن وصول کر لینے پر گواہ کر لیے پھر دعوی کیا کہ بیع تلجیہ تھی تو کتاب الاستحلاف مین مذکور ہے کہ بائع کی درخواست سے مشتری سے بالاجماع قسم لی جائیگی کہ واللہ مین نے شرط نہین کی تھی کہ یہ بیع جو ہم دونون مین واقع ہوئی ہے تلجیہ ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے مین نے سات روز ہوے کہ اسکو فلان شخص سے خرید ا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ میری ملک ہے مین نے دس روز ہوے کہ اُسی سے خرید ا ہے پس مدعی نے کہا کہ جو بیع تم دونون مین واقع ہوئی تھی وہ تلجیہ تھی تو اُسکو اختیار ہے کہ قسم دلا دے یہ خلاصہ و ذخیرہ مین ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر ایک شخص کے گھر کے پہلو

مین دوسرے کا گھر تھا اُسنے وہ دیوار جو پڑوسی کے گھر سے متصل تھی کسی شخص کو صدقہ دیدی پھر جس کو صدقہ دی تھی اُسنے باقی گھر اس سے خرید لیا تو پڑوسی کو اُس مین شفعہ نہین پہونچتا ہے پس اگر پڑوسی نے بائع یا مشتری سے قسم طلب کی کہ واللہ مین نے دیوار کو ضرر رسانی یا شفعہ سے فرار کے واسطے بروجہ تلجیہ وابطال شفعہ نہین فروخت کیا ہے تو قاضی اس طور سے قسم لیگا اور مراد امام محمدؒ کی اس قول سے واللہ اعلم یہ معلوم ہوتی ہے کہ پڑوسی نے کہا کہ دیوار کا صدقہ کرنا تلجیہ کے طور پر تھا اور تو نے درحقیقت تمام گھر فروخت کیا اور مشتری سے خصومت کی خواہ گھر اُس کے قبضہ مین ہو یا نہو یا بائع سے خصومت کی بشرطیکہ گھر اُسکے قبضہ مین ہو اور بائع یا مشتری سے اس امر کی قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھالی تو دیوار صدقہ کرنے مین تلجیہ ثابت نہوا اور خصومت منقطع ہوگئی اور اگر نکول کیا تو تلجیہ ثابت ہوا اور پڑوسی کو شفعہ پہونچیگا۔ یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اُسکو فلان سے خریدا ہے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ میرے پاس اُسنے رہن کی ہی یا بعوض ہزار درم کے اجارہ پر دی ہے اور مدعا علیہ نے پہلے رہن کرنے یا اجارہ دینے کا اقرار کیا پس مدعی خرید نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ اسنے میرے ہاتھ فروخت نہین کی تو اُس سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو جھگڑا ختم ہوا اور اگر نکول کیا تو بیع ثابت ہوگی اور مشتری کے واسطے خیار ثابت ہوگا اگر چاہے تو فک رہن یا فسخ اجارہ تک صبر کرے یا بیع فسخ کرے! اور اگر اُسنے پہلے مدعی کے ہاتھ فروخت کرنے کا اقرار کیا پھر مرتہن[له] یا مستاجر نے کہا کہ اس سے قسم لیجاوے کہ مین نے اسکو رہن نہین کیا یا اجارہ پر نہین دیا ہے تو اُسپر قسم نہ آویگی۔ اسیطرح اگر دونون اجارے کے مدعی ہون اور مدعا علیہ ایک کے واسطے اقرار کر دیا تو دوسرے کے واسطے اُس سے قسم نہ لی جائیگی یہ محیط سرخسی مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر یا اسباب یا حیوان ہے اُسکو دو شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو مالک[عه] سے اسنے کو خریدا ہے پس مدعا علیہ نے ایک شخص خاص کے واسطے دونون مین سے اقرار کیا کہ مین نے اسکے ہاتھ فروخت کیا ہو اور دوسرے سے انکار کیا پس اسنے قاضی سے درخواست کی کہ میرے ہاتھ نہ بیچنے کیواسطے اس سے قسم لیجاوے تو قسم نہ لیجاویگی اسیطرح اگر مدعا علیہ نے دونون کے دعوے سے انکار کیا اور قاضی نے ایک کے واسطے قسم لی اور اُسنے نکول کیا اور بسبب نکول کے ڈگری کر دی گئی پھر دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے قسم لیجاوے تو نہ لی جاویگی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر یا اسباب ہے اُسکو دو شخص قاضی کے پاس لائے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ قابض نے مجھے ہبہ کر دیا اور قبضہ دیدیا ہے پس قابض نے ایک معین کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے اُسکی قسم طلب کی تو قسم نہ لی جاویگی۔ اسی طرح اگر قاضی نے اُس سے ایک کے واسطے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو پھر دوسرے کے واسطے قسم نہ لیجاویگی۔ اسیطرح اگر ہر ایک نے دعوی کیا کہ اسنے بعوض ہزار درم کے میرے پاس رہن کر کے قبضہ کرا دیا ہے اور اُسنے ایک کے واسطے اقرار کیا یا ایک کے واسطے قسم لیا گیا اور اُسنے قسم سے نکول کیا تو دوسرے کے واسطے قسم اُس سے نہ لیجاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین باندی یا غلام یا کوئی اسباب ہے پھر دو شخصون نے دعوی کیا ہر ایک کہتا ہی کہ قابض نے میرے پاس سے غصب کر لیا ہے یا یہ میری ہے مین نے اسکو ودیعت دی ہے اور قاضی نے اُس سے دریافت کیا

[له] مرتہن جسکے پاس مال گرو رکھا گیا ہو ۱۲ — [عه] یعنی ملک مطلق کا دعوی کیا ۱۲ —

پس اگر اُسنے کسی کے واسطے اقرار کیا تو اُسکو دیدینے کیواسطے حکم کیا جائیگا پھر اگر دوسرے نے اُس سے قسم طلب کی تو اُسکی کوئی راہ نہین ہے بلکہ اُسکی خصومت مقرلہ کے ساتھ ملک مطلق کے دعوے مین ہوگی پس اگر دوسرے نے کہا کہ مدعاعلیہ نے اس شخص کے واسطے اقرار کردیا ہے کہ مجھپر سے قسم دفع ہو پس میرے واسطے اس سے قسم لینی چاہیے تو صورت یہ ہے کہ قسم نلی جاویگی اور ایسا ہی ودیعت مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور غصب مین قسم لی جائیگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ودیعت مین بھی ایسا ہی ہے اور اگر اُسنے دونون کے واسطے اقرار کیا تو دونون کو دیدینے کا حکم کیا جائیگا اور کسی کے واسطے کچھ ضامن نہوگا پس اگر ایک نے یا ہر ایک نے دونون مین سے یہ درخواست کی کہ نصف مین میری ملکیت ذاتی کے واسطے ملک مطلق کے دعوے مین اس سے قسم لیجائے تو قسم نلیجاویگی اور ایسا ہی ودیعت مین امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور غصب مین قسم لی جاویگی اور امام محمدؒ کے نزدیک ودیعت مین بھی لی جائیگی۔ اور اگر دونون کے دعوے سے اُسنے انکار کیا اور ہر ایک نے قاضی سے اُسکے قسم کی درخواست کی تو قاضی اُس سے یون قسم نہ لیگا کہ واللہ یہ غلام ان دونون کا نہین ہے ولیکن ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لیگا پھر مشائخؒ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ دونون کے واسطے ایک ہی قسم اس طور سے لیگا کہ واللہ یہ غلام ان دونون کا نہین ہے نہ اسکا ہے اور نہ اُسکا ہے اور ہر ایک کے واسطے علیحدہ قسم نہ لیگا اور بعضون نے کہا کہ ہر ایک کیواسطے علیحدہ علیحدہ قسم لیگا اور قاضی کو یہ اختیار ہوگا کہ چاہے اپنی راے کے موافق کسی سے شروع کرے یا دونونکے نام قرعہ ڈال کر جسکے نام پہلے نکلے اُس سے قسم لیوے تاکہ دونون کا دل خوش رہے اور قاضی کی طرف کسی طرح تہمت کا شبہہ نہو پھر اگر ہر ایک کے واسطے قاضی نے علیحدہ قسم لی تو مسئلہ کی تین صورتین ہین اول یہ کہ ہر ایک کے واسطے قسم کھا گیا کہ اسکا نہین ہے اور اس صورت مین دونون کے دعوے سے بری ہوگیا اور یہ ظاہر ہے دوسرے یہ کہ ایک کے دعوے پر قسم کھالی اور دوسرے سے نکول کیا تو پہلے کے دعوے سے بری ہوا اور دوسرے کے واسطے پوری چیز کے واسطے ڈگری کردی جائیگی گویا تنہا اُسی نے دعوی کیا تھا اور اگر پہلے کے دعوے سے نکول کیا تو قاضی پہلے کے واسطے ڈگری نہ کریگا بلکہ دوسرے کے واسطے قسم لیگا کہ اُسمین کیا حال ہوتا ہے اور اگر قاضی نے پہلے کی قسم سے نکول پر پہلے کے واسطے ڈگری کردی حالانکہ اُسکو ایسا کرنا نہ چاہیے تو حکم قاضی نافذ ہو جائیگا اور اگر دونون کے دعوے سے یکبارگی نکول کیا مثلاً قاضی نے بعض مشائخؒ کے قول کے موافق اُس سے ایک ہی قسم لی اور اُسنے نکول کیا یا دونونکے دعوے سے قسم مین آگے پیچھے نکول کیا مثلاً قاضی نے موافق بعض مشائخؒ کے علیحدہ علیحدہ قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو دونون صورتون مین ایک ہی حکم ہے ملک مطلق کے دعوے مین مال عین کا دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور دعوے غصب مین مال عین دونون مین و قیمت دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا اور دعوے ودیعت مین مال عین دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک کچھ قیمت کی ڈگری نہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے کہ اُسکو اپنے باپ سے میراث ملا ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا

ہے مین نے اسکے باپ کے پاس ودیعت رکھا تھا اور قابض نے انکار کیا تو قابض سے اسکے حکم پر اس دعوے کی قسم لی جائیگی اگر قسم کھاتی تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو اُسپر ڈگری کر کے حکم کیا جائیگا کہ غلام مدعی کے سپرد کرے پھر بعد سپرد کر دینے کے اگر مدعا علیہ پر دوسرے شخص نے مثل پہلے شخص کے دعوی کیا اور قسم لینی چاہی تو اُسپر قسم دینے کا حکم نہوگا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ وارث کے ہاتھ مین باپ کے ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہو اور اگر سوائے اسکے اور بھی کچھ مال ہو تو دوسرے مدعی کے واسطے بھی قسم لی جاویگی پس اگر نکول کیا تو اُسپر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر ایسا دعوی غصب مین ہو تو بھی دوسرے کے واسطے قسم نہ لی جائیگی جبکہ اسکے قبضہ مین ترکہ سے سوائے اس غلام کے کچھ نہو اور اگر ہو تو قسم لی جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر دو شخص نے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور اُسکو قاضی کے پاس لائے پس ایک کے واسطے اُسنے اقرار کیا اور دوسرے کے واسطے انکار کیا پس دوسرے نے کہا کہ میرے واسطے اس سے قسم لیجاوے تو قاضی قسم نہ لیگا اور یہ بالاتفاق ہے کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور شوہر مقرلہ سے استحلاف ہونے مین فخر الاسلام بزدوی نے ذکر کیا کہ مشائخ کا اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ استحلاف نہوگا اور بعضون نے کہا کہ استحلاف ہوگا پس اگر اُسنے قسم کھائی تو پھر عورت سے قسم نہ لی جائیگی اور اگر نکول کیا تو اُسوقت عورت سے قسم لیجائیگی اگر عورت نے بھی نکول کیا تو دوسرے کے نکاح کی نسبت حکم کیا جائیگا اور نکاح اول کا باطل ہو گیا کذا فی المحیط۔ اگر عورت نے دونون کے دعوے سے انکار کیا پس قاضی نے ایک کے واسطے موافق قول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے قسم لی اور عورت نے نکول کیا اور اُسکے نکاح کا حکم ہو گیا تو بالاتفاق دوسرے کے واسطے قسم نہ لی جاویگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور دونون نے باہم قبضہ کر لیا پھر بسبب عیب کے بائع کو بسبب اسکے کہ بائع نے قسم سے نکول کیا قاضی نے واپس کرا دی پھر بائع نے آکر دعوی کیا کہ یہ باندی مجھے واپس دی گئی حالانکہ وہ حمل سے تھی پس اگر مشتری نے اقرار کیا تو اُسکے ذمہ ڈالی جائیگی اور بائع سے پہلے عیب کا نقصان واپس لیگا اور اگر انکار کیا تو قاضی باندی کو عورتون کو دکھلا دیگا اگر عورتون نے کہا کہ یہ حاملہ ہے تو مشتری سے قسم لیگا کہ واللہ یہ حمل میرے پاس نہین پیدا ہوا ہے پس اگر اُسنے قسم کھائی تو جھگڑا دفع ہوا اور اگر نکول کیا تو بائع کو اختیار ہے چاہے باندی کو رہنے دے اور مشتری سے کچھ نہ لیگا یا باندی مع نقصان عیب اول مشتری کو پھیر دے کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر مشتری نے قاضی سے کہا کہ یہ حمل بائع کے پاس تھا تو بائع سے قسم لی جائیگی اور مشائخ نے فرمایا کہ یون قسم لینی چاہیے کہ واللہ مین نے یہ باندی بحکم اس بیع کے مشتری کو سپرد کر دی درحالیکہ اُس مین یہ عیب نہ تھا۔ اور اگر باندی مشتری کے پاس ہو اور اُسنے بائع سے عیب کی بابت جھگڑا کیا پھر جب حاکم نے باندی بائع کو واپس کر دینے کا حکم کیا تو بائع نے کہا کہ حاملہ ہے اور یہ حمل مشتری کے پاس پیدا ہوا ہے اور مشتری نے کہا کہ نہین بلکہ بائع کے پاس کا ہے تو قاضی بائع کو اسکی قسم دلا دیگا مشتری کو نہین دلا دیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص پر قسم آئی اُسنے کہا کہ مدعی نے مجھ سے فلان شہر کے قاضی کے پاس اسی دعوے مین قسم لی ہے اور چاہا کہ مدعی سے اس امر پر قسم لی جاوے تو قاضی مدعی سے قسم لیگا کہ واللہ مین نے اسکو قسم نہین

دلائی ہے پس اگر نکول کیا تو اسکو مدعا علیہ سے قسم لینے کا اختیار نہو گا اور اگر قسم کھائی تو مدعا علیہ سے مال پر قسم لے سکتا ہے کذا فی فتاوےٰ قاضی خان ۔ اگر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ اسنے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہے اور قاضی سے درخواست کی کہ اس سے قسم لی جاوے کہ اسنے مجھے اس دعوے سے بری نہین کیا ہے تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا اور حکم دیگا کہ اپنے خصم کی جواب دہی کرے پھر جو چاہے اُسپر دعویٰ کر اور یہ بخلاف اُسکے ہے کہ مدعا علیہ نے کہا کہ اُسنے مجھے ان ہزار درمون سے بری کر دیا ہے کیونکہ اس صورت مین مدعی سے قسم لی جائیگی اور مشائخ مین سے بعض نے کہا کہ صحیح یہ ہے کہ دعوے سے بری کر دینے کے دعوے پر قسم لی جائیگی جیسا کہ قسم و لاچکنے کے دعوے پر قسم لی جاتی ہے اور اسی طرف شمس الائمہ حلوائی نے میل کیا ہے اور اسی پر ہمارے زمانے کے قاضیون کا معمول ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے ۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے مدعی نے اس دعوے سے بری کیا ہے پس حاکم کو توہم ہوا کہ یہ قول مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہے پس مدعی سے برارت کے دعوے پر قسم لی اور اُسنے قسم کھالی تو کیا مدعا علیہ سے پھر بعد کو مال پر قسم لیجائیگی یا نہین پس خصاف رحمہ اللہ تعالیٰ اور امام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا کہ مدعا علیہ سے قسم لی جائیگی اور اُسکا یہ کہنا کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کر دیا ہے مال کا اقرار نہین ہے ۔ اور قاضی پر واجب تھا کہ مدعی سے دریافت کرتا کہ تیرے پاس مال کے گواہ ہین پس اگر وہ مال کے گواہ قائم کرتا تو اسکے بعد مدعی سے قسم لیتا کہ تونے مدعا علیہ کو موافق اُسکے دعوے کے بری نہین کیا ہے اور اگر مدعی کے پاس مال کے گواہ نہوتے تو پہلے مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لیتا اور اُسکا قول کہ مجھے مدعی نے بری کیا ہے اقرار مال نہین ہے پس اگر مدعا علیہ قسم کھا لیتا تو بری ہو گیا اور اگر نکول کرتا تو پھر مدعی سے قسم لیتا کہ تونے مدعا علیہ کو بری نہین کیا ہے ۔ اور ہمارے اصحاب متقدمین نے فرمایا کہ مدعا علیہ کا یون دعویٰ کرنا کہ مجھے مدعی نے دعوے سے بری کر دیا ہے مال کا اقرار نہین ہے اور یہی اصح ہے ۔ امام اجل ظہیر الدین نے فرمایا کہ پہلے مدعی سے برارت پر قسم لینی چاہیے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہے ۔ اگر وارثون پر قسم آوے تو ایک شخص کا قسم کھا لینا سب کا قائم مقام نہو گا حتی کہ سب سے قسم لی جائیگی اور اگر انکی طرف سے دوسرون پر قسم آئی تو ایک کا قسم لے لینا مثل سب کے قسم لے لینے کے ہے اور صورت مسئلہ کی یہ ہے کہ اگر ایک شخص نے میت پر کسی حق کا دعویٰ کیا اور وارثون پر قسم آئی تو سب وارثون سے قسم لی جائیگی ایک وارث کی قسم پر کفایت نہ کی جائیگی پس اگر وارثون مین سے بعض نابالغ اور بعض غائب ہون اور میت پر حق کا دعویٰ ہوا تو باقی وارثان حاضرین سے قسم لیجائیگی اور نابالغ کو تاخیر دی جائیگی کہ بالغ ہو جاوے اور غائب کو تاخیر دی جائیگی کہ حاضر ہو جاوے پھر ان دونون سے قسم لیجائیگی ۔ اور اگر وارثون نے کسی شخص پر میت کے حق کا دعویٰ کیا اور ایک وارث نے اُس شخص سے قسم لے لی تو باقی وارث اُس سے قسم نہین لے سکتے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر دو شریک عنان یا دو شریک مفاوضہ مین سے ایک شریک نے کسی شخص پر حق شرکت کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے قسم کھائی تو دوسرا شریک اُس سے قسم نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین لکھا ہے ۔ اور اگر کسی شخص نے دو شریکون مین سے ایک پر حق شرکت کا دعویٰ کیا تو وہ دونون شریکون سے قسم

لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک جماعت نے دوسرے پر خرید کا دعوی کیا اور ایک نے مدعا علیہ سے قسم لی تو باقی مدعی لوگ اُس سے قسم لے سکتے ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے ایک عورت اور اُس کی لڑکی سے دو عقدون مین نکاح کیا پھر کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ پہلی کون سی ہے تو ہر ایک کے واسطے اُس سے قسم لی جائیگی کہ واللہ قبل دوسری کے مین نے اس عورت سے نکاح نہین کیا ہے اور قاضی کو اختیار ہے کہ جس عورت سے چاہے شروع کرے اور اگر چاہے تو دونون مین قرعہ ڈالے پس اگر ایک عورت کی نسبت یہ قسم کھالی تو دوسری عورت کا نکاح ثابت ہوگیا اور اگر پہلی عورت کے قسم سے نکول کیا تو اُسی کا نکاح لازم ہوا اور دوسری کا نکاح باطل ہوگیا بشرطیکہ ہر ایک دونون عورتون سے دعوی کرتی ہو کہ میرا نکاح پہلے واقع ہوا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے باپ کی میراث کی زمین ہبہ کرکے موہوب لہ کے سپرد کردی پھر میت کی چور وارثون نے آکر موہوب لہ پر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہے اس لیے کہ وارثون نے بعد زمین سپرد کیے ہبہ کرنے کے ترکہ تقسیم کیا تو یہ زمین میرے حصہ مین آئی ہے اور موہوب لہ نے دعوی کیا کہ یہ زمین میری ہی کیونکہ ہبہ کرنے سے پہلے وارثون نے ترکہ تقسیم کرلیا تھا اور یہ زمین واہب کے حصہ مین آئی تھی اور موہوب لہ گواہ قائم نہ کرسکا اور عورت نے اس امر پر قسم کھالی تو اُسکو باقی وارثون سے قسم لینے کا اختیار نہین ہوا اور حکم کیا جائیگا کہ زمین واپس کردے یہ ذخیرہ مین ہے۔ مدعی نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ اگر تو اِس بات کی قسم کھالے کہ تیرے مجھپر اس قدر درم ہین تو مین تجھے دیتا ہون پس اگر اُسنے قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُسے ادا کردیے پس اگر اس شرط پر جو بیان کی گئی ہے ادا کیے تو اُسکو اختیار ہے کہ یہ درم مدعی سے واپس کرلے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک اسباب ہے کہ وہ یقیناً جانتا ہے کہ اسمین کسی کا حق نہین ہے پھر ایک شخص نے آکر اس اسباب مین دعوی کیا تو قابض کو گنجائش اس قطعی قسم کی ہی کہ واللہ اسکا اسمین کچھ حق نہین ہے اور اگر مدعی و مدعا علیہ ساتھ ہون پھر دونون نے دعوی مدعی سے باہمی صلح چند درمون پر کرلی پھر مدعا علیہ نے حق مدعی سے انکار کیا تو اُسکو اس طرح قسم کی گنجائش نہین ہے کہ اسکا میری طرف کچھ حق نہین ہی جبتک کہ اُسکو یہ بات یقینی معلوم نہو جائے کہ اس شے مین اُسکا کچھ حق نہین ہے۔ ایک شخص نے اپنے کسی قرضدار کو جسکے ہزار درم قرض مین کسی پر اُترا ئے پھر محتال لہ محیل کو قاضی کے پاس لایا اور اُسکے نزدیک حوالہ موجب برارت اصیل نہین ہوتا ہے اور یہ فعل قبل اسکے کہ محتال علیہ انکار کرے یا مفلس قرار دیا جائے اُسنے کیا تو محیل کو حلال ہی کہ یون قسم کھالے کہ اسکا مجھپر کچھ حق نہین ہے بشرطیکہ اُسکے مذہب مین حوالہ موجب برارت اصیل ہو اور اگر قاضی نے یہ حکم دیا کہ محتال لہ[1] محیل سے مطالبہ کرے اور حوالہ بمنزلہ کفالت کے قرار دیا گیا پھر محیل نے اپنے بری ہونے پر قسم کھانی چاہی تو اُسکو جائز نہین ہے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص پر دوسرے کا قرض ہی اور اُسکا رہن اس قدر ہی کہ قرض کو وفا کرتا ہی پھر قرض خواہ نے رہن سے انکار کیا اور قسم کھالی تو مدعا علیہ یعنی راہن کو جائز ہے کہ یون قسم کھائے کہ واللہ اسکا مجھپر یہ قرض جسکا دعوی کرتا ہی نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص سے سو درم قرض لیے اور اُسکے پاس کچھ رہن کردیا اور اُسکو یہ خوف ہے کہ اگر قرض

کا اقرار کردن اور مرتہن رہن سے انکار کرے تو ڈانڈ پڑجائے گا پس قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ ان سو درم کے عوض جسکا دعوی کرتا ہے کچھ رہن بھی ہو یا نہیں ہے پس اگر اسنے رہن کا اقرار کیا تو خود بھی مال کا اقرار کرے اور اگر رہن سے انکار کیا تو قسم کھائے کہ مجھپر ایسا کچھ قرض نہیں ہے کہ جسکے عوض رہن ہو پس بلا حنث قسم ممکن ہے کذا فی الوجیز للکردری واللہ اُسکا میری طرف کچھ نہیں ہے کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ جانتا ہے کہ یہ قرضہ اُدھار ہے مگر خوف کرتا ہے کہ اگر قرض کا اقرار کرے اور میعاد کا دعوے کرے تو اکثر میعاد سے انکار کرکے فی الحال مطالبہ قائم ہو جاتا ہے تو حیلہ یون ہے کہ قاضی سے درخواست کرے کہ اس سے دریافت کیا جاوے کہ یہ درم نقد ہین یا اُدھار ہین پس اگر مدعی نے کہا کہ نقد ہین تو مدعا علیہ کو بوقت استحلاف جائز ہے کہ یون قسم کھائے کہ واللہ مجھپر اسکے یہ درم جسکا دعوی کرتا ہے نہیں ہین اور اگر یون قسم کھالی کہ واللہ مجھپر ان درمون کا ادا کرنا جنکا دعوی کرتا ہے نہیں واجب ہے تو بھی اپنی قسم مین سچا ہوگا اور اگر وہ تنگدست ہے اور اُسپر یہ درم فی الحال ادا کرنے ہین تو یون قسم نہیں کھاسکتا ہے کہ واللہ اسکے مجھپر یہ ہزار درم جنکا دعوی کرتا ہے نہیں ہین حتی کہ اگر طلاق پر اسطرح قسم کھائی کہ مجھپر یہ ہزار درم نہیں ہین حالانکہ وہ تنگدست ہے تو طلاق واقع ہو جاوے گی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسکے زعم مین یہ ہے کہ اسمین سے یک چند میرا ہے خواہ اُسکی مقدار اُسکو معلوم ہے یا نہین معلوم ہے پھر ایک شخص نے اسمین اپنے حق معلوم مثلاً ثلث یا ربع کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے قاضی سے کہا کہ مین جانتا ہون کہ مدعی کا اسمین حق ہے ولیکن مین اُسکی مقدار نہیں جانتا ہون جس قدر چاہے اُسکو دلادے تو قاضی کو نہ چاہیے کہ اسمین کچھ تعرض کرے ولیکن مدعا علیہ سے مدعی کے دعوے پر قسم لے پس اگر قسم سے نکول کیا تو اُس مقدار کا مقر یا باذل ٹھہرا اور جو کچھ اس مین سے ہو وہ بحصہ ہے اور اگر اس مقدار معیّن پر وہ قسم کھا گیا یعنے اس قدر نہیں ہے تو قاضی مدعی کو مدعا علیہ کے ساتھ اُس گھر مین بسا دیگا کیونکہ اُسنے اقرار کیا ہے کہ مدعی کا اس مین کچھ حق ہے کذا فی المحیط۔

باب چہارم - تحالف یعنے باہم ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھانے کے بیان مین - اگر دونون خرید و فروخت کرنیوالون نے مقدار ثمن یا مبیع مین باہم اختلاف کیا مثلاً مشتری نے کسی قدر ثمن کا دعوے کیا اور بائع نے اُس سے زیادہ کا دعوی کیا یا بائع نے کسی قدر مقدار مبیع کا اقرار کیا اور مدعی نے اُس سے زیادہ کا دعوی کیا یا شوہر و زوجہ نے باہم اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ مین نے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور زوجہ نے کہا کہ دو ہزار پر نکاح کیا ہے پس جو شخص گواہ قائم کرے اُسکی ڈگری کی جائیگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو زیادتی کی ثابت کرنیوالی گواہی اولی ہے۔ اور اگر ثمن و مبیع دونون مین اختلاف کیا مثلاً ایک ہی حالت مین جس قدر ثمن کا مشتری اقرار کرتا ہے اُس سے زیادہ کا بائع مدعی ہے اور جس قدر مبیع کا بائع اقرار کرتا ہے اُس سے زیادہ کا مشتری مدعی ہو تو بائع کے گواہونکی گواہی ثمن میں اولی اور مشتری کی گواہی مبیع مین اولی ہے اور اگر دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہون تو مشتری سے کہا جائیگا کہ یا تو بمقدار دعوی بائع جو بائع کہتا ہے تو راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کردینگے اور بائع سے

کہا جائیگا کہ یا تو اس قدر مبیع پر جو مشتری دعوی کرتا ہے راضی ہو ورنہ ہم بیع فسخ کردینگے پس اگر دونون راضی نہوئے تو قاضی ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیگا اور صحیح قول کے موافق مشتری کی قسم سے شروع کرے اور یہی امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ سے مروی ہے اور یہی امام محمدؒ و زفرؒ کا قول ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ مال عین بعوض دین کے فروخت کیا ہو اور اگر مال عین[1] بعوض عین کے یا ثمن بعوض ثمن کے فروخت کیا ہو تو قاضی قسم لینا جس سے چاہے شروع کرے کذا فی الکافی اور قسم اس طرح لی جاوے کہ بائع قسم کھاوے کہ واللہ مین نے اسکو ہزار درم کو نہین بیچا ہے اور مشتری قسم کھاوے کہ واللہ مین نے اسکو ہزار درم کو نہین خریدا ہی اور یہی اصح ہی یہ ہدایہ مین ہی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو قاضی بیع فسخ کردیگا بشرطیکہ دونون یا ایک اسکی درخواست کرے اور یہی صحیح ہے اور جو شخص دونون مین سے قسم سے باز رہا اُسپر دوسرے کا دعوی لازم ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر دونون کا اختلاف قصداً بدل مین نہو بلکہ دوسری شئے کے ضمن مین ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے سے کسی قدر گھی جو ایک مشک مین ہی خریدا اور اسکا وزن سو رطل ہے پھر مشک کو لیکر آیا کہ واپس کردے اور اُسکا وزن بیس رطل ہی پس بائع نے کہا کہ یہ میری مشک نہین ہے اور مشتری نے کہا کہ یہی تیری مشک ہے تو مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ ہر رطل کا ثمن علیحدہ بیان کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ تبیین مین ہی۔ اور باہمی قسم نہ لی جائیگی اگر میعاد مین اختلاف کیا خواہ اصل میعاد ہونے مین اختلاف ہو یا مقدار میعاد مین کہ کس قدر مدت ہے اختلاف ہو ایسا ہی اگر شرط خیار مین اصل یا مقدار مین اختلاف ہو تو بھی باہمی قسم نہو گی۔ اسی طرح اگر ثمن و مبیع پر قبضہ واقع ہونے مین اختلاف کیا یا دام گھٹا دینے یا بری کردینے مین اختلاف کیا یا مسلم فیہ کے سپرد کرنے کی جگہ مین اختلاف کیا تو بھی تحالف نہین ہے ولیکن ان صورتون مین جو شخص منکر ہو اُسی سے قسم لیجائیگی کذا فی شرح ابی المکارم للنقایہ۔ اگر اصل بیع مین اختلاف کیا تو باہم قسم نہ لیجائیگی اور منکر بیع کا قول معتبر ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر جنس عقد مین اختلاف کیا مثلاً ایک نے عقد بیع کا دعوی کیا اور دوسرے نے ہبہ واقع ہونے کا دعوی کیا یا جنس ثمن مین اختلاف کیا کہ ایک نے مثلاً درم اور دوسرے نے دینار کا دعوی کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے جامع مین ذکر فرمایا کہ باہم قسم نہ لی جائیگی اور ہمارے مشائخؒ نے فرمایا کہ یہ جو جامع مین مذکور ہی امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک باہم قسم لیجائیگی اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مبیع تلف ہوگئی پھر دونون نے اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک باہم قسم نہ لی جاویگی اور مشتری کا قول معتبر ہوگا اور ایسا ہی اگر مبیع مشتری کی ملک سے نکل گئی یا ایسی صورت ہوگئی کہ اُسکو بسبب عیب کے واپس نہین کرسکتا ہے تو بھی تحالف نہوگا اور قول مشتری مقبول ہوگا اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ ثمن دین ہو اور اگر ثمن مال معین ہو تو باہم قسم لیجاویگی پھر اگر مبیع مثلی ہے تو اُسکا مثل اور اگر مثلی نہین ہے تو اُسکی قیمت واپس کی جاویگی یہ ہدایہ مین ہے۔ ایک شخص نے دو غلامون کو ایک ہی صفقہ مین خریدا اور دونون پر قبضہ کرلیا پھر ایک غلام مرگیا پھر دونون نے ثمن مین اختلاف کیا تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مشتری کا قول قسم کے ساتھ معتبر ہوگا الا اس

[1] قولہ عین یعنی مال معین دونون طرف سے ہے تو دونون برابر ہین ثمن سے مراد مال دین ہی جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتا جیسے اشرفی و روپیہ پس اس صورت مین

صورت مین کہ بائع چاہے کہ زندہ غلام کو لے لے اور کچھ اُسکو نہ ملیگا اور مشائخ نے اس قول کے معنی مین کہ اور کچھ اُسکو نہ ملیگا اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ مراد یہ ہے کہ مرے ہوے غلام کی قیمت جس قدر مشتری نے اقرار کی اس سے زیادہ بائع کو کچھ نہ ملیگا اور یہی صحیح ہے اور مشائخ نے اس مین بھی تکلم کیا ہے کہ یہ استثنار باہمی قسم لیے جانے کی طرف راجع ہے یا مشتری کی قسم کی طرف راجع ہے پس بعضون نے فرمایا کہ تحالف کی طرف ہے اور معنی یہ ہین کہ دونون سے باہمی قسم نہ لیجاویگی الا اس صورت مین کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اُس وقت دونون سے باہم قسم لیجائیگی کیونکہ زندہ غلام اُسوقت مین تمام معقود علیہ ہو گیا کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اور یہی اظہر ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور کفایہ مین لکھا ہے کہ یہی عامہ مشائخ کا قول ہے کذا فی شرح ابی المکارم لمختصر الوقایہ اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ استثنار مشتری کے قسم کی طرف راجع ہے اور معنی یہ ہین کہ قسم کے ساتھ مشتری کا قول معتبر ہوگا الا اُس صورت مین کہ بائع زندہ غلام کو لینا چاہے تو اُس وقت مشتری سے قسم نہ لی جائیگی اور یہی صحیح ہے کیونکہ جو کچھ مذکور ہے وہ مشتری کی قسم مذکور ہے ترک تحالف مذکور نہین ہے اور استثنار کا قاعدہ یہ ہے کہ مذکور کی طرف راجع ہوتا ہے کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ اگر ایک غلام خریدا اور بعد قبضہ کرنے کے اُسکا نصف فروخت کر دیا پھر بائع اول نے مشتری اول سے غلام کے ثمن مین اختلاف کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک باہم قسم نہ لیجائیگی بلکہ قسم لیکر مشتری کا قول معتبر ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُس نصف مین جو مشتری کی ملک مین باقی ہے باہم قسم لیجائیگی بشرطیکہ بائع اُس نصف کے قبول کرنے پر راضی ہو اور امام محمدؒ کے نزدیک سب مین تحالف ہوگا۔ اور جب دونون نے باہم قسم کھائی تو مشتری بائع کو آدھے غلام کی قیمت اور آدھا غلام جو اُسکی ملکیت مین ہے واپس دیگا بشرطیکہ اس نصف کو وہ قبول کرے اور اگر بسبب عیب شرکت کے قبول نہ کرے تو اس نصف کی بھی قیمت دیگا کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر دونون نے بیع کا اقالہ کر لیا پھر دونون نے ثمن مین اختلاف کیا تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور پہلی بیع عود کریگی اور اگر بائع نے بعد اقالہ کے بیع پر قبضہ کر لیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تحالف نہوگا کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو دس درم ایک کر گیہون کی سلم مین دیے پھر دونون نے اقالہ کیا پھر دونون نے راس المال مین اختلاف کیا تو مسلم الیہ کا قول مقبول ہوگا اور سلم عود نہ کریگی کذا فی شرح الجامع الصغیر۔ ایک شخص نے دو غلام ایک صفقہ یا دو صفقہ مین خریدے ایک کے دام ہزار درم نقد اور دوسرے کے ہزار درم ایک سال تک اُدھار قرار پائے پھر ایک کو بسبب عیب کے واپس کیا پھر مشتری نے کہا کہ اسی کے نقد ٹھہرے تھے اور بائع نے کہا کہ اسکے دام اُدھار تھے تو بائع کا قول مقبول ہوگا باہم قسم نہ لیجائیگی۔ اسی طرح اگر دونون کو سو درم مین ایک صفقہ مین خریدا اور دونون پر قبضہ کیا پھر ایک مر گیا اور دوسرے کو بسبب عیب کے واپس کیا اور واپس کیے ہوئے کی قیمت مین اختلاف ہوا تو بائع کا قول مقبول ہوگا اور تحالف نہوگا اور اگر ایک کے دام درم ہون اور دوسرے کے دینار ہون اور بائع نے دونون کے دام وصول کر لیے پھر مشتری نے ایک کو بسبب عیب کے واپس کر دیا پھر باقی کے دامون مین اختلاف ہوا مشتری نے کہا کہ باقی کے دام درم ہین پس تو مجھے دینار واپس کر دے اور بائع نے اُسکے برعکس دعوی کیا تو قسم کے

ساتھ مشتری کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ دونوں مرگئے ہوں اور بائع و مشتری دونوں سے باہم قسم نہ لیجائیگی بخلاف امام محمدؒ
کے کہ اُنکے نزدیک تحالف ہے۔ اور اگر دونوں غلام قائم موجود ہوں تو بالاجماع باہم قسم لیجائیگی اسی طرح اگر صفقہ میں اختلاف
کیا پس بائع نے اتحاد ثمن کا دعوی کیا اور مشتری نے ثمن جدا جدا ہونے کا دعوی کیا تو مشتری کا قول مقبول ہوگا
کذا فی الکافی اگر اس امر میں اختلاف کیا کہ ثمن مال عین ہے یا مال دین ہے پس ایک نے کہا کہ عین ہے اور دوسرے نے
کہا کہ دین ہے یعنی درم و دینار میں سے ہے پس اگر معین ہونے کا مدعی بائع ہو چنانچہ اُسنے کہا کہ مین نے یہ باندی اپنی
بعوض تیرے اس غلام کے بیچی ہے اور مشتری کہتا ہے کہ مین نے تجھ سے ہزار درم کو خریدی ہے پس اگر باندی قائم
موجود ہو تو باہم قسم لی جائیگی اور باہم ایک دوسرے کو واپس کردین اور اگر باندی مشتری کے پاس مرگئی ہو تو امام
اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک تحالف ساقط ہوگیا اور مشتری کا قول لیا جائیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک باہم قسم
لی جائیگی اور اگر ثمن مال عین ہونے کا مدعی مشتری ہو مثلاً کہا کہ مین نے تیری یہ باندی بعوض اپنے اس غلام
کے خریدی ہے اور بائع نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم یا سو دینار کو فروخت کی ہے پس اگر باندی قائم ہو تو
باہم قسم لیجاویگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینگے اور اگر باندی مرگئی ہو تو بھی بالاجماع باہم قسم کے بعد قیمت
ایک دوسرے سے واپس کرین یہ شرح طحاوی مین ہے۔ ایک باندی خریدی اور وہ بعد قبضہ کرنے کے مرگئی پس
مشتری نے کہا کہ مین نے ہزار درم اور اس وصیف کے عوض جسکی قیمت پانچسو درم ہین خریدی ہے اور بائع نے
کہا کہ دو ہزار درم مین خریدی ہے تو دو تہائی باندی مین مشتری کا قول قسم کے ساتھ قبول ہوگا اور ایک تہائی
باندی مین جو بمقابلہ وصیف کے ہے دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور ہر ایک سے تمام باندی پر قسم لی جائیگی پس
مشتری قسم کھائیگا کہ واللہ مین نے یہ باندی دو ہزار درم مین نہین خریدی اور بائع قسم کھائیگا کہ واللہ مین نے
یہ باندی بعوض ہزار درم اور اس وصیف کے نہین فروخت کی ہے پس بعد قسم کے مشتری ہزار درم کے ساتھ باندی
کی تہائی قیمت ملا کر دیدیگا اور وصیف کو لے لیگا اور امام محمدؒ کے نزدیک سب مین باہم قسم لی جائیگی یہ محیط سرخسی
مین ہے۔ اگر بائع نے دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی ہزار درم اور اس وصیف کے عوض بیچی ہے اور مشتری نے دعوی
کیا کہ مین نے دو ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی مشتری کے پاس ہلاک ہوگئی ہے تو قسم سے مشتری کا قول مقبول
ہوگا اور کسی قدر مین بھی باہم قسم نہین لی جائیگی۔ اور اگر بجاے وصیف کے کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو تو بھی یہی حکم
ہے کذا فی الکافی۔ اگر بائع نے دو ہزار درم پر بیع کا دعوی کیا اور مشتری نے سو دینار و وصیف پر دعوی کیا تو باندی
سو دینار و وصیف پر تقسیم ہونے کے بعد حصۂ دینار مین قسم سے مشتری کا قول مقبول ہوگا اور حصۂ وصیف مین
دونوں سے باہم قسم لی جائیگی اور سو دینار کے ساتھ اُسکی قیمت ملا کر مشتری ادا کریگا مشتری نے ہزار درم و سو دینار
سے خریدنے کا دعوی کیا اور بائع نے دو ہزار درم کے عوض بیچنے کا دعوی کیا تو قسم لے کر مشتری کا قول مقبول
ہوگا اسی طرح اگر درمون کے ساتھ کوئی کیلی یا وزنی یا عددی غیر معین ملا دی تو وہ بھی بمنزلہ ثمن کے ہوگی اور
اگر معین ہو تو وہ مبیع ہے تو بائع سے اُسکی مقدار پر بالاجماع قسم لی جاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک غلام کا

ہاتھ کاٹا گیا اور وہ بائع کے پاس تھا پس بائع نے کہا کہ بیع سے پہلے مشتری نے اُسکا ہاتھ کاٹا ہے اور اسپر میری آدھی قیمت چاہیے اور پورا ثمن چاہیے اور مشتری نے کہا کہ بعد بیع کے بائع نے اُسکا ہاتھ کاٹا ہے اور مجھے خیار حاصل ہے چاہے اُسکو آدھے ثمن میں لے لون یا ترک کر دون اور دونون کے پاس گواہ نہیں ہین تو دونون سے باہم قسم لی جاویگی پس اگر دونون نے قسم کھالی تو اُسکو مشتری پورے دامون مین سے لیگا یا ترک کر دیگا اور اگر دونون نے گواہ پیش کیے تو مشتری کے گواہ اولی ہونگے اور اگر دونون نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ہاتھ کاٹنے والا بائع ہے یا مشتری ہے یا کوئی اجنبی ہے ولیکن بائع نے قبل بیع کے ہاتھ کٹنے کا دعوی کیا اور مشتری نے بعد بیع کے دعوی کیا تو قول بائع کا معتبر ہوگا اور گواہ مشتری کے مقبول ہونگے کذا فی الکافی۔ اگر بائع نے کہا کہ وہ باندی جو مین نے فروخت کی ہے اس شخص کی ملک تھی اسنے مجھے اُسکے فروخت کرنیکے واسطے وکیل کیا تھا اور اُس شخص یعنی مقرلہ نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ سو دینار کو فروخت کی تھی اور تو نے اُسپر قبضہ کر لیا تھا پھر اپنے واسطے تو نے فروخت کی ہے تو باندی مشتری کی ہوگی پس اگر وہ باندی مقرلہ کی مشہور نہ ہو تو دونون سے باہم قسم لی جائیگی اور مقر کی قسم سے شروع کیا جاویگا پس اگر دونون نے قسم کھالی تو مقر اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر باندی مقرلہ کی مشہور ہو تو صحیح یہ ہے کہ مقر سے قسم لی جاویگی نہ مقرلہ سے اور امام محمدؒ نے آخر اس باب مین صریح فرمایا ہے کہ مقر اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر وہ چاہے تو دام دے لے ورنہ وہ بائع کے پاس مقرلہ کی تصدیق کرنے تک متوقف رہیگی پس جسوقت اُسکی تصدیق کریگا تو ثمن لے سکتا ہے اور اگر باندی ہلاک ہوگئی ہو تو مقرلہ کو قیمت دینی لازم ہوگی خواہ وہ باندی اُسکی مشہور ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُس باندی کو مکاتب یا آزاد یا مدبر کر دیا یا ام ولد بنایا پھر مقر اور مقرلہ سے باہم قسم لی گئی پس اگر وہ باندی مقرلہ کی مشہور نہ تھی تو مقر اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر مشہور تھی تو سب صورتون مین ضامن نہوگا اور کتابت یعنی مکاتب کرنا بسبب ادا کر دینے سے عاجز ہونیکے باطل ہو جائیگی اور اگر ام ولد بنایا تو مقر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور مقرلہ کے مرنے سے آزاد نہوگی اور اگر مدبر ہوگئی تو آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی انمین سے مرے مقر یا مقرلہ اور اگر آزاد ہوئی ہے تو ولا موقوف رہے گی۔ اور اگر مقر نے کہا کہ میرے پاس اسکی ودیعت تھی اسنے مجھے اُس کے فروخت کی اجازت دی اور وہ مر گئی یعنے مشتری کے پاس مر گئی تو مقر ہر حال مین اُس کی قیمت کا ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے خود اس تعدی کا یعنے ودیعت غیر کو سپرد کرنے کا اقرار کیا کذا فی الکافی۔ اگر معقود علیہ کے حاصل کر لینے سے پہلے اجارہ مین اختلاف کیا تو باہم قسم لی جائیگی اور ایک دوسرے کو واپس کر دینگے پس اگر اجرت مین اختلاف ہوا تو مستاجر سے قسم شروع کی جائیگی اور اگر منفعت مین اختلاف ہوا تو اجرت پر دینے والے سے قسم شروع کی جاویگی اور جو شخص دونون مین سے قسم سے نکول کریگا اُسپر دوسرے کا دعوی لازم ہوگا اور جو شخص دونون مین سے گواہ لاوے اُسکی گواہی مقبول ہوگی اور اگر دونون نے گواہ سنائے تو اُجرت پر دینے والے کے گواہون کی گواہی اولی ہے بشرطیکہ اجرت مین اختلاف ہو اور اگر منفعت مین اختلاف ہو تو مستاجر کی گواہی اولی ہوگی اور اگر دونون با تون

مین اختلاف ہو تو ہر ایک کے گواہ زیادتی کے دعوے مین مقبول ہونگے مثلاً یہ ایک مہینے کی اجرت پر بحساب دس درم ماہواری کے دینے کا دعوی کرتا ہے اور مستاجر کہتا ہے کہ پانچ درم پر دو مہینے کیواسطے مین نے کرایہ لیا ہے تو دو مہینے کے واسطے دس درم اجرت پر ہونے کا حکم کر دیا جائیگا۔ اور اگر معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد اختلاف کیا تو باہمی قسم نہ لی جاویگی اور مستاجر کا قول مقبول ہوگا اور اگر کچھ معقود علیہ حاصل کرنے کے بعد اختلاف ہوا تو باہم قسم لی جاویگی اور مابقی مین عقد فسخ ہوگا اور گذشتہ مین مستاجر کا قول مقبول ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اگر مولی اور مکاتب نے بدل کتابت کی مقدار مین اختلاف کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک باہم قسم نہ لی جائیگی اور قسم سے غلام کا قول مقبول ہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ باہم قسم لی جاویگی اور کتابت[1] فسخ کر دی جائیگی کذا فی الکافی۔ اور اگر ایک نے اپنے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اگر دونون نے قائم کیے تو مولے کے گواہ اولی ہونگے ولیکن اگر اپنے اس قدر مال مولی کو ادا کیا جسپر گواہ قائم کیے ہین تو آزاد ہو جائیگا یہ تبیین مین لکھا ہے۔ اگر شوہر و جورو نے مہر مین اختلاف کیا پس شوہر نے دعوی کیا کہ مین نے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ مجھسے دو ہزار درم پر اسنے نکاح کیا ہے پس دونون مین جو اپنے گواہ سنائے مقبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو عورت کی گواہی اولی ہوگی بشرطیکہ اسکا مہر مثل اسکے دعوے سے کم ہو اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو امام اعظمؒ کے نزدیک باہم قسم لی جاویگی اور نکاح فسخ نہ ہوگا ولیکن مہر مثل کا حکم کیا جائیگا پس اگر مہر مثل اس قدر ہو کہ جتنا شوہر دعوی کرتا ہے یا اس سے کم ہو تو شوہر کے قول پر ڈگری ہوگی اور اگر مہر مثل عورت کے دعوے کے برابر یا اس سے زیادہ ہو تو عورت کے دعوے کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر مہر مثل شوہر کے اقرار سے زیادہ اور عورت کے دعوے سے کم ہو تو مہر مثل کی ڈگری ہوگی پہلے تحالف[2] کا ذکر کیا پھر تحکیم کا ذکر کیا ہے اور یہی کرخی کا قول ہے کذا فی الہدایہ اور رازی کے قول مین تحلیف سوائے ایک صورت کے نہین ہے اور وہ یہ صورت ہے کہ مہر مثل کسی کے قول کے موافق نہو اور باقی صورتون مین قسم سے شوہر کا قول معتبر ہوگا بشرطیکہ مہر مثل اسکے قول کے برابر یا کم ہو یا قسم سے عورت کا قول معتبر ہوگا اگر مہر مثل اسکے دعوے کے برابر یا زیادہ ہو اور نہایہ مین لکھا ہے کہ یہی اصح ہے اور بعض شروح مین ہے کہ فقہا نے فرمایا کہ کرخی ہی کا قول صحیح ہے کذا فی العنایہ اور امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک شوہر کی قسم سے شروع کیا جاویگا۔ اگر شوہر نے اس غلام پر نکاح کا دعوی کیا اور عورت نے اس باندی پر دعوی کیا یعنی مہر مین یہ باندی قرار پائی ہے تو یہ مسئلہ مثل مسئلہ سابقہ ہے ولیکن باندی کی قیمت اگر مثل مہر کے برابر ہو تو عورت کے واسطے باندی کی قیمت واجب ہوگی بعینہ باندی نہ واجب ہوگی کذا فی الہدایہ

باب پنجم۔ ان لوگون کے بیان مین جو دوسرے کے ساتھ خصم ہونے کی صلاحیت رکھتے ہین اور جو نہین رکھتے ہین اور دعوے کے بعد حکم قضا سے پہلے جو امر پیدا ہو اسکی سماعت کے واسطے کن کن لوگونکا حاضر ہونا شرط ہے اور کنکا شرط نہین ہے۔ اگر راہن مین یہ دعوی ہو تو راہن اور مرتہن کا حاضر ہونا شرط ہے اور عاریت اور اجارہ مثل رہن کے ہے اور زمین کے دعوے مین کاشتکار کے حاضر ہونے کا یون حکم ہے کہ اگر بیج کاشتکار کا ہو تو وہ مثل مستاجر کے ہے اسکا

[1] مترجم کہتا ہے کہ یہ اسوقت ہے کہ دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے دعوے [illegible] ١٢ [illegible]

حاضر ہونا شرط ہے اور اگر بیج کاشتکار کا نہ ہو پس اگر کھیتی اُگی ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر نہیں اُگی تو شرط نہیں ہے
یہ حکم اسوقت ہے کہ زمین پر مالک مطلق کا دعوی ہو اور اگر کسی پر یہ دعوی کیا کہ اسنے میری یہ زمین غصب کرلی ہو اور وہ
کاشتکار کے ہاتھ مین ہو تو اُسکا حاضر ہونا شرط نہیں ہو کیونکہ مدعی اُسپر فعل کا دعوے کرتا ہو اور اگر بعد بیع کے گھر بائع کے
قبضہ مین ہے پھر کسی مستحق نے آکر دعوی کیا تو اُسکی ڈگری بدون بائع ومشتری کی موجودگی کے نہوگی کذا فی الخلاصہ
بطور بیع فاسد کے اگر کسی نے کوئی چیز خریدی اور اُسپر قبضہ کرلیا تو مشتری مدعی کا مخاصم قرار پاسکتا ہے اور بدون قبضہ
کے مخاصم صرف بائع ہوگا۔ اور اگر کوئی چیز بشرط خیار خریدی اور اُسپر کسی مدعی نے دعوی کیا تو امام اعظم کے نزدیک
بائع ومشتری کا حاضر ہونا شرط ہے اور جس نے کوئی چیز بطور بیع باطل کے خریدی وہ کسیطرح مستحق کا مخاصم نہیں ہوگا
یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرے اور فلان بن
فلان غائب کے درمیان شرکت عنان ایک ہزار درم مین ہو اُسنے مال شرکت سے یہ باندی خریدی پس آدھی میری ہو
اور آدھی اُسکی ہے پس قابض نے کہا کہ ہان مین جانتا ہون کہ اُسنے مال مشترک سے خریدی اور آدھی تیری اور آدھی اُسکی
ہے ولیکن اُس فلان غائب نے مجھے حکم دیا ہے کہ مین یہ باندی بغداد لیجا کر فروخت کرون تو امام ظہیر الدین نے فرمایا کہ
مدعی اُسکو بغداد لیجانے سے منع نہین کرسکتا ہے اسیطرح اگر وہ غائب مدعی کا مضارب ہو تو بھی ایسا ہی حکم ہو اور ہر وہ
شخص جسکو حق تصرف حاصل ہے اسی حکم مین شامل ہو اور اگر باہم دونون مین شرکت ملک ہو نہ شرکت عقد تو مدعی کو اختیار
ہے کہ مدعا علیہ کو باندی کے ساتھ سفر کرنے اور اُس مین تصرف کرنے سے منع کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک
شخص نے تین ٹٹو کرایہ کیے پھر ٹٹو والے نے ایک ٹٹو کسی دوسرے کو کرایہ دیا اور دوسرا عاریت دیا اور تیسرا ہبہ کیا یا بیع کیا پس
مستاجر نے ٹٹو اُنکے ہاتھون مین دیکھے پس اگر ٹٹو والے نے بسبب عذر کے فروخت کیا تو بیع جائز ہے اور اگر بلا عذر بیچا تو
مستاجر کو اختیار ہے کہ لے لے اور جب اُسنے لے لیا تو مشتری کو اختیار ہے چاہے اس قدر صبر کرے کہ اجارہ کی
مدت گذر جاوے پھر اُسکو لے لیوے یا بیع فسخ کردے اور اگر ٹٹو والے نے اُسکو کسی غیر کو مانگے دیدیا یا ہبہ کیا یا
کرایہ دیا پس اگر پہلا کرایہ دینا معروف ہو تو اُسکو اختیار ہوگا کہ ان لوگون سے لے لے اور اگر پہلا اجارہ معروف نہو
اور گواہ قائم کرنے چاہے پس اگر موہوب لہ کے پاس ہو تو اُسکو اختیار ہے کہ گواہ قائم کرکے اُسکو لے لے اگرچہ
ہبہ کرنے والا غائب ہو پس اگر مستاجر نے لے لیا اور اجارہ کی مدت گذر گئی تو موہوب لہ کو لے لینے کا اختیار نہین ہے
اسی طرح اگر ٹٹو مشتری کے قبضہ مین ہو تو مشتری خصم قرار پاویگا پس مستاجر کو اختیار ہے کہ اُسپر گواہ قائم کرے اور اگر
دوسرے مستاجر یا مستعیر کے قبضہ مین ہو اور مستاجر نے چاہا کہ ان دونون پر گواہ قائم کرے اور دوسرے کو اجارہ
دینا یا عاریت دینا خواہ ظاہر ہے یا نہین ظاہر ہے اور دوسرے مستعیر یا مستاجر نے اپنی عاریت یا اجارہ لینے کے گواہ
قائم کیے اور ٹٹو والا غائب ہے تو پہلے مستاجر کے گواہ ان دونون پر مقبول نہونگے یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک ٹٹو کرایہ
لیا اور اُسپر قبضہ کرلیا اور مالک غائب ہوگیا پھر دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ مین نے اس سے پہلے کرایہ لیا
اور گواہ پیش کیے تو فخر الاسلام بزدوی نے فتوی دیا کہ گواہ مقبول ہونگے اور یہی قریب الصواب ہے اور بعض

سنے کہا کہ یہ مستاجر مدعا علیہ نہیں ہو سکتا ہے تا وقتیکہ اسپر کسی فعل کا دعوی نہو مثلاً یون کہے کہ ٹٹو والے سنے میرے سپرد کیا تھا اور تو نے مجھ سے لے کر اپنا قبضہ کر لیا اور اگر یون کہا کہ مالک نے دوسرے اجارہ پر تیرے سپرد کیا میرے سپرد نہیں کیا تو گواہی مقبول نہو گی اور اسی پر امام ظہیر الدین سنے فتوی دیا ہو امام سرخسی سنے فرمایا کہ صحیح یہ ہو کہ وہ خصم قرار نہیں پاویگا جیسا کہ مالک[۱] سے عاریت لینے والا نہیں قرار پاتا ہے اور اسی طرح رہن و عاریت کے دعوے مین مستاجر خصم نہیں قرار پائیگا اور مشتری اور موہوب لہ ہر ایک کے واسطے مدعا علیہ خصم قرار پاسکتے ہین اور اسی طرف امام ابوبکرؒ کا میلان پایا جاتا ہے یہ وجیز کردری مین ہی اگر ایک شخص نے ایک گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہو دعوے کیا کہ یہ میرے کرایہ مین ہے مجھے فلان شخص نے کرایہ پر دیا ہو اور قابض سنے کہا کہ یہ میرے اجارہ مین ہو مجھے فلان شخص نے ایک دوسرے شخص کا نام لیا کہ اُسنے کرایہ پر دیا ہے تو مدعی کے دعوے کی سماعت ہو گی اور قابض اُسکا خصم قرار پائیگا بخلاف اسکے اگر مدعی سنے ملک مطلق کا دعوی کیا اور قابض نے اجارہ کا دعوی کیا تو سماعت نہو گی اور اگر مستاجر نے بدون موجودگی اجرت دہندہ کے دعوی کیا تو سماعت ہو گی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ گھر فلان غائب زید کا تھا اس سے اس شخص نے جو قابض ہی یعنی عمرو نے خرید ا اور قبضہ کر لیا اور مین اُسکا شفیع ہون شفعہ طلب کرتا ہون اور عمرو کہتا ہے کہ یہ گھر میرا ہی مین نے اُس سے نہیں خرید ا ہی یا یون کہا کہ یہ تیرا گھر ہے تو نے فلان کے ہاتھ فروخت کیا اور اُسکے سپرد نہیں کیا ہے اور مین شفعہ طلب کرتا ہون تو امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک مقبول نہو گا حتی کہ پہلی صورت مین بائع حاضر ہو اور دوسری صورت مین مشتری حاضر ہو تو مقبول ہو گا اور امام ابو یوسفؒ نے قابض کو خصم قرار دیا اور اسپر شفعہ کا حکم دیدیا اور اس حکم کو جو قابض پر کیا ہے بائع پر اور مشتری پر حکم شفعہ قرار دیا ہے اور ثمن لینے اور اُسکو عادل[۲] کے پاس رکھنے کا حکم کیا۔ اور اگر مشتری حاضر ہو کر خریدنے سے انکار کرتا ہو تو امام محمدؒ نے شفیع کے واسطے شفعہ کا حکم کیا اور عہدہ مشتری پر رکھا اور ثمن اُسکو دلا دیا کذا فی الوجیز الکردری گھر خریدنے کے وکیل نے اگر اُسکو خرید کر قبضہ کر لیا پھر شفیع آیا اور وکیل سے اُسنے گھر کو شفعہ مین لے لینا چاہا تو لے سکتا ہی موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہی اور اگر وکیل نے گھر پر قبضہ نہیں کیا تو شفیع اُسکو نہیں لے سکتا ہی تاوقتیکہ موکل یا اُسکا وکیل یا بائع یا اُسکا وکیل حاضر نہو اور علی ہذا اگر مبیع مین وکیل کے پاس استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کی ڈگری ہونے کے واسطے موکل کا حاضر ہونا شرط نہیں ہو صرف وکیل کا حاضر ہونا کافی ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنا گھر کرایہ دیکر سپرد کر دیا پھر مستاجر سے کسی غصب کرنے والے نے غصب کر لیا تو بدون موجودگی مستاجر کے غاصب پر ملکیت کا دعوی صحیح نہیں ہو یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ایک گھر خریدا اور اسپر ہنوز قبضہ نہیں کیا تھا کہ بائع کے پاس سے کسی نے غصب کر لیا پس اگر مشتری نے ثمن دیدیا یا ثمن کی میعاد مقرر ہے تو خصم مشتری ہو گا ورنہ بائع خصم ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہی مشتری نے ہنوز دام نہیں دیے تھے کہ بائع نے مبیع کو کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا تو موافق ظاہر الروایت کے پہلے مشتری کا دعوی دوسرے مشتری پر مسموع ہو گا کیونکہ وہ اپنی ملک ہونے کا مدعی ہے اور قابض اُسکو روکتا ہے ولیکن بدون دام ادا کر دینے کے اُسکو قابض کے ہاتھ سے نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی

[۱] یعنی جب طالب پر دعوی کیا جاوے [illegible] ۱۲

[۲] عادل یعنی دونوں کے اعتماد کا [illegible] کے پاس رکھا ۱۲

[illegible] ۱۲

ہزار درم کو خریدی اور دام نہیں دیے اور بلا اجازت بائع کے اُس پر قبضہ کر لیا اور دوسرے شخص کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا اور پہلا مشتری غائب ہو گیا اور اُسکا بائع حاضر ہی اُسنے دوسرے مشتری سے واپس کرنی چاہی پس اگر دوسرے مشتری نے اقرار کیا کہ بات یہی ہی جو پہلا بائع بیان کرتا ہی تو پہلے بائع کو اُس سے واپس لے لینے کا اختیار ہے اور اگر دوسرے مشتری نے بائع اول کی تکذیب کی یا یہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ سچ کہتا ہے یا جھوٹ کہتا ہی تو ان دونون مین خصومت نہو گی تا وقتیکہ پہلا مشتری حاضر نہو یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُسنے میرے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور غلام زندہ موجود ہے تو بدون غلام کی موجودگی کے دعوی اور گواہی کی سماعت نہو گی اور اگر غلام زندہ نہین ہے تو دعوے کی سماعت ہو گی اور گواہی پر آنکھ پھوڑنے کا ارش اُسکو دلایا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر غلام نابالغ ہے کہ اپنے حال کو بیان نہین کر سکتا ہے تو اُسکا موجود ہونا شرط نہو گا قاضی مدعی کے واسطے جرمانہ کی ڈگری آنکھ پھوڑنے والے پر کر دیگا اور اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ مین نے غلام کی آنکھ پھوڑ دی اور وہ غلام اسی مدعی کا ہی حالانکہ غلام غائب ہے تو قاضی اُسپر ارش کی ڈگری مدعی کے واسطے کر دیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اسنے میری ویسی گھوڑی کی آنکھ پھوڑ دی تو گواہی مقبول ہو گی اور دعوے کے صحت کے واسطے گھوڑا قاضی کو دکھلانا شرط نہین ہی حتی کہ اگر حاضر ہو تو واجب ہے کہ قاضی کو دکھا دے کہ اسنے آنکھ پھوڑی ہے یا نہین پھوڑی ہی اور اگر ایک شخص آنکھ پھوٹا ہوا گھوڑا لایا اور کہا کہ یہ گھوڑا میرا ہی تو اُرش کی ڈگری نہو گی جب تک کہ اس امر کے گواہ نہ قائم کرے کہ یہ میری ملک ہے اور مدعا علیہ نے اسکی آنکھ پھوڑ دی اور اسی وقت بھی یہ میری ملک ہے تو اُسکا ارش لے سکتا ہے اگر مالک نے اُسکے گواہ سنائے کہ یہ میری ملک ہے اور میری ملک کی حالت مین مدعا علیہ نے اسکی آنکھ پھوڑی اور پہلے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا گھوڑا ہے اور قابض نے اسکی آنکھ پھوڑ دی ہے تو اُسکے گواہ ہونگی گواہی اولی ہو گی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی چوپایہ کے زخم دینے یا کپڑے مین خرق کر دینے کا دعوی کیا تو گواہی کی سماعت کے واسطے چوپایہ اور کپڑے کا حاضر کرنا شرط نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے تین ہزار درم چھوڑے اور ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اُسکی گواہی کی وارث پر سماعت کریگا اور وصیت کی ڈگری کر دیگا پس اگر وارث نے تہائی مال موصی لہ کو دیدیا پھر دوسرے شخص نے آکر دعوی کیا کہ میت نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور وارث غائب ہو گیا تھا پس مدعی نے موصی لہ کو قاضی کے پاس حاضر کیا تو قاضی موصی لہ کو خصم قرار دیکر اُسکے مقابلہ مین گواہونکی سماعت کریگا اور حکم دیگا کہ نصف مال اس دوسرے مدعی کو دے پس اگر پہلے موصی لہ کے پاس کچھ نہو مثلاً جو کچھ اُسکو ملا تھا اُسنے تلف کر دیا یا تلف ہو گیا اور وہ بالکل نادار ہے اور دوسرے موصی لہ نے وارث کو قاضی کے سامنے حاضر کیا اور وارث کے پاس سے لینا چاہا اور وارث نے اُسکی وصیت سے انکار کیا تو دوسرے مدعی کو دوبارہ گواہ سنانے کی ضرورت نہو گی اور وہ وارث سے جو کچھ وارث کے پاس ہی اُسکا پانچوان حصہ لے سکتا ہے پھر دوسرا مدعی اور وارث دونون پہلے موصی لہ کے دامنگیر ہو کر نصف اُس مال کا

جو اُسنے لیا ہے وصول کرینگے اور وصول کرکے پانچ حصہ کرینگے ایک حصہ موصی لہ ثانی کو اور چار حصے وارث کو ملینگے اور جس قاضی کے پاس پہلے موصی لہ نے نالش کی تھی اُسکے پاس نالش کرنا یا دوسرے قاضی کے پاس نالش کرنا یکسان ہے اور اگر پہلا موصی لہ غائب ہوا اور دوسرے مدعی نے وارث کو حاضر کیا تو قاضی وارث پر ڈگری کریگا اور وارث پر ڈگری کرنا پہلے موصی لہ پر ڈگری کرنا شمار ہوگی۔ اور اگر قاضی نے پہلے موصی لہ کے واسطے ڈگری کردی اور ہنوز وارث نے اُسکو کچھ نہیں دیا تھا کہ دوسرے مدعی نے دعوی کیا اور وارث غائب ہے پس اگر اسی قاضی کے پاس جسنے پہلے مدعی کی ڈگری کردی ہے نالش کی تو یہ قاضی پہلے موصی لہ کو خصم قرار دیگا اور اگر دوسرے قاضی کے پاس نالش کی تو وہ موصی لہ کو خصم قرار نہ دیگا۔ اور اگر پہلا موصی لہ غائب ہوا اور وارث حاضر ہے اور پہلے موصی لہ کو قاضی نے کچھ نہیں دلایا ہے تو وارث دوسرے موصی لہ کا خصم ہوگا اگر پھر دوسرے قاضی کے پاس نالش کرے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ پہلے موصی لہ نے اقرار کیا کہ جو مال میرے پاس ہے وہ میت کی وصیت سے ملا ہے یا قاضی کو خود معلوم ہوا اور اگر ان مین سے کوئی بات نہوا اور پہلا موصی لہ کہتا ہے کہ یہ میرا مال ہے مین نے اپنے باپ کی میراث سے پایا ہے اور میت نے مجھے کچھ وصیت نہین کی تھی اور نہ مین نے اُسکے مال سے کچھ لیا ہے تو یہ شخص دوسرے موصی لہ کا خصم قرار پاویگا اور اگر پہلے مدعی نے کہا کہ یہ مال میرے پاس فلان میت کی ودیعت ہے جسکی طرف سے دوسرا مدعی وصیت کا دعوی کرتا ہے یا کہا کہ مین نے اُس سے غصب کرلیا ہے تو ان دونون مین کچھ خصومت نہین قائم ہوسکتی ہے اور اگر یون کہا کہ یہ میرے پاس فلان شخص کی ودیعت ہے یعنی سوائے میت کے دوسرے کا نام لیا یا کہا کہ مین نے فلان شخص سے غصب کرلیا ہے تو وہ خصم قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اپنے قول پر گواہ لاوے تو خصم قرار نہ پاویگا یہ محیط مین ہے ایک شخص مرگیا اور اُسنے مال اور ایک وارث چھوڑا پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہین پس قاضی نے وارث پر اُسکی ڈگری کردی اور وارث نے اُسکو یہ مال دیدیا اور وارث غائب ہوگیا پھر دوسرا قرضخواہ ہزار درم کا آیا اور اُسنے میت پر دعوی کیا تو پہلا قرضخواہ اُسکا خصم نہین ہوگا اور اگر پہلا قرضخواہ غائب ہوا اور دوسرے نے وارث کو حاضر کیا تو وہ اُسکا خصم قرار پاویگا پس اگر قاضی نے وارث پر دوسرے قرضخواہ کی ڈگری کردی درحالیکہ گذرا کہ جو کچھ وارث کو ملا تھا سب تلف ہوگیا تو دوسرا قرضخواہ پہلے قرضخواہ کو پکڑیگا اور جو کچھ اُسنے لیا ہے اُس مین سے آدھا وصول کرلیگا پھر دونون اپنے باقی مال کے واسطے وارث کے پیچھے پڑینگے اور اگر پہلا شخص جس نے ہزار درم وصول کیے ہین قرضخواہ نہو بلکہ موصی لہ ہوا اور اُسنے مال وصیت لیکر قبضہ کرلیا پھر ایک شخص نے میت پر ہزار درم قرض کا دعوی کیا اور وارث غائب ہے تو موصی لہ اُسکا خصم نہین ہوسکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک میت کے وارث پر گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے بعینہ اس باندی کی وصیت کی ہے اور وہ باندی اُسکا تہائی مال ہے اور قاضی نے اُسکی ڈگری کرکے اُسکو دلادی اور وارث غائب ہوگیا اور دوسرے نے پہلے موصی لہ پر گواہ قائم کیے کہ میت نے اس باندی کی میرے واسطے وصیت کی تھی پس اگر گواہون نے یہ بیان کیا کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کرلیا تھا تو قاضی تمام باندی دوسرے کو دلادیگا اور اگر گواہون نے یہ نہ ذکر کیا تو آدھی باندی دوسرے کو دلادیگا اور یہ ڈگری وارث پر بھی نافذ ہوگی خواہ وہ حاضر ہو یا غائب ہو حتی کہ اگر پہلے موصی لہ نے اپنا حق خود باطل کردیا تو پوری

باندی دوسرے مدعی کو ملے گی پس اگر قاضی نے باندی پہلے کو دلادی اور وہ غائب ہوا اور وارث حاضر ہے تو دوسرے موصی لہ کا خصم یہ وارث نہو گا خواہ پہلے قاضی کے پاس نالش ہو یا کسی دوسرے قاضی کے پاس ہو اور اگر قاضی نے پہلے مدعی کے واسطے باندی کا حکم دیدیا اور ہنوز دی نہیں گئی تھی کہ دوسرے نے وارث پر دعوی کیا پس اگر پہلے قاضی کے پاس نالش کی تو وہ اُسکو خصم نہ بنا دیگا اور اگر دوسرے کے پاس نالش کی تو خصم قرار دیگا پھر اس صورت مین اگر قاضی دوسرے مدعی کے گواہ وارث پر سنے تو دوسرے کے واسطے آدھی باندی کی ڈگری کر دیگا خواہ اُسکے گواہون نے پہلی وصیت سے رجوع کرنا ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو پس جب پہلا مدعی حاضر ہوا پس اگر دوسرے مدعی نے پہلی وصیت سے رجوع کرنیکے گواہ سنائے تو کل باندی لے لیگا ورنہ آدھی لیگا اور اگر پہلے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے تہائی مال کی مجھے وصیت کی تھی اور قاضی نے اُسکو دلا دیا پھر دوسرے نے پہلے پر گواہ قائم کیے کہ میت نے پہلی وصیت سے رجوع کر کے دوسرے مدعی کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہے تو قاضی پہلے مدعی سے تہائی مال لیکر دوسرے کو دیدیگا اور اگر وارث ہی حاضر ہو تو قاضی دوسری وصیت کا حکم کر دیگا اور پہلی وصیت سے رجوع کرنے کا حکم نہ دیگا۔ اور اگر پہلے کے واسطے ایک معین غلام کی وصیت کی تھی اور وہ بحکم قاضی اُسکو دیدیا گیا پھر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے واسطے اپنے مال سے سو درم کی وصیت کی ہے تو جسکو غلام دینے کی وصیت کی تھی وہ اسکا خصم نہین قرار پا دیگا اور اگر وارث حاضر ہوا اور پہلا موصیٰ لہ[1] غائب ہے تو وارث دوسرے کا خصم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم قرض یا غصب یا ودیعت ہین اور وہ بعینہ غاصب یا مستودع کے پاس قائم ہین پس ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مرگیا جس کا یہ مال ہے اور میرے لیے اس مال کی وصیت کر گیا ہے اور وہ شخص جسکے پاس مال ہی مال کا مقر ہی ولیکن یہ کہتا ہے کہ مین نہین جانتا ہون کہ فلان شخص مالک مال مر گیا ہے یا نہین مرا ہی تو دونون مین خصومت قرار نہ دیگا تا وقتی کہ میت کا کوئی وارث یا وصی حاضر نہ کرے اور اگر قابض مال نے کہا کہ یہ مال میرا ہے اور میرے پاس میت کا کچھ مال نہین ہی تو مدعی کے واسطے خصم قرار دیا جائیگا اور جو کچھ مدعا علیہ کے پاس ہی اُسکی تہائی کی ڈگری مدعی کیواسطے کر دیگا ولیکن اگر مدعی نے اس امر کے گواہ دیئے کہ میت نے سوائے ان ہزار درم کے دو ہزار درم اور چھوڑے ہین اور وارثون نے اُنکو وصول کر لیا ہی تو اُسوقت قاضی پورے ہزار درم کی ڈگری اسکو دیدیگا پھر اگر اسکے بعد وارث نے آکر کہا کہ مین نے مال میت سے کچھ نہین پایا تو اُسپر التفات نہو گا اور اگر بجائے موصی لہ کے کوئی قرضخواہ ہو تو جسکی طرف مال آتا ہے وہ اس قرضخواہ کا خصم قرار نہ پا دیگا خواہ قابض مال مقر ہو یا منکر ہو پس اگر اس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص مرگیا اور کوئی وارث یا وصی نہین چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول کر کے میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا اور اُسپر مدعی کے گواہون کی گواہی کی سماعت کریگا پس جب اُسنے ایسا کیا تو قرض پر اُسکی گواہی مقبول کریگا اور جسکی طرف مال آتا ہی اُسکو حکم دیگا کہ قرضخواہ کو مال ادا کر دے بشرطیکہ جسکی طرف مال آتا ہے وہ اس مال کا مقر ہو کذا فی الذخیرہ۔ اگر موصی لہ نے گواہ سنائے کہ فلان شخص مرگیا اور کوئی وارث نہین چھوڑا اور میرے واسطے ان ہزار درم کی جو فلان شخص کی طرف اُسکے غصب یا ودیعت کی وجہ سے آتے ہین وصیت کر دی ہے یا گواہون نے کہا کہ ہم کوئی وارث نہین جانتے ہین اور جسکی طرف مال ہی وہ مال کا

[1] وہ شخص جسکے واسطے وصیت کنندہ نے وصیت کی ۱۲

اقرار کرتا ہے تو قاضی موصی لہ کے واسطے مال کی ڈگری کردیگا یہ محیط مین ہے - اور خصم اثبات وصایت مین میت کا وارث ہوتا ہے یا موصی لہ یا قرضدار کہ جسپر میت کا کچھ قرض ہو یا قرضخواہ کہ جسکا میت پر کچھ قرض ہو یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص مرگیا اور اسکے دو بیٹے ہین ایک ان مین سے غائب ہے پس حاضر نے دعوے کیا کہ میرا میرے باپ پر ہزار درم قرضہ ہے اور میت کا ایک شخص پر ہزار درم کے سوا سے کچھ مال نہین ہے تو امام رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اجنبی پر مال ثابت کرنے کے واسطے اس بیٹے کی گواہی قبول کرونگا اور اسکے باپ پر اس کا قرضہ ثابت کرنے کے واسطے قبول نہ کرونگا اور ان ہزار درم مین سے جو مین نے اجنبی پر ڈگری کیے ہین اس لڑکے کے واسطے کچھ دینے کا حکم نہ دونگا اور توقف کرونگا یہانتک کہ اسکا بھائی جو غائب ہے حاضر ہو جاوے کذا فی المحیط - ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ فلان شخص غائب نے تجھ سے میرے واسطے خرید اہے اور قابض نے بیع سے انکار کیا تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہو گی اسی طرح اگر مشتری حاضر ہو اور خرید سے انکار کرتا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور بمنزلہ اسکے ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خرید اہے اور فلان شخص نے تجھ سے خرید اتھا - اور منتقی کے کتاب الدعوی مین ہے کہ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر قابض نے کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ جسکو تو اپنا وکیل بتلاتا ہو فروخت کیا تھا اور فلان شخص غائب ہے تو مدعی اور قابض مین خصومت نہین ہو گی اسی طرح اگر کہا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ جس سے خریدنے کا تو گمان کرتا ہے فروخت کیا تھا اور ثمن وصول ہونے تک یہ میرے قبضہ مین ہے یا کہا کہ میرے پاس ودیعت ہے تو بھی ان دونون مین خصومت نہو گی یہ فصول عمادیہ مین ہے - عمرو کا روپیہ بکر پر چاہیے اسکے نام کا تمسک زید بکر کے پاس لایا اور کہا کہ جو روپیہ اس تمسک مین عمرو کے نام سے تجھپر ہے اس روپیہ کا عمرو نے میرے واسطے اقرار کیا ہے اور اسکے گواہ میرے پاس ہین پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ فلان غائب یعنی بکر کا کچھ روپیہ مجھپر نہین چاہیے تو وہ خصم قرار پا دیگا اور اس مدعی زید کی گواہی بکر پر سنی جاویگی اور ڈگری کردی جائیگی اور اگر بکر نے عمرو کا روپیہ ہونیکا اقرار کیا تو جبتک عمرو حاضر نہو زید کے گواہون کی گواہی بکر پر سنی نجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو حکم کیا کہ میرے واسطے دس دینار سو درم کو خرید دے اسنے ایسا ہی کیا اور درم دیکر دینار لے لیے پھر ایک شخص نے آکر دینارون پر دعوی کیا تو مشتری اسکا خصم ہو گا اور مشتری کی یہ دلیل کہ فلان شخص نے مجھے حکم کیا تھا اور مین نے اسکے واسطے خریدے ہین مقبول نہو گی اور اگر دینارون کے مدعی نے اسکا اقرار کرلیا تو ان دونون مین خصومت نہو گی یہ محیط مین ہے - زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے یہ غلام اسکے مالک بکر کے حکم سے فروخت کیا اور یہ اسکے ہاتھ مین بضاعت تھا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے بلا حکم اسکے مالک کے فروخت کیا ہو تو وہ خصم قرار دیا جائیگا اور حکم ہو گا کہ غلام مشتری کو دیدے یہ ذخیرہ مین ہے - ایک شخص نے ایک مملوک کا دعوی کیا اور زعم کیا کہ میرا ہے اور کہا کہ آج وہ میرے قبضہ مین نہین ہے اور مملوک نے کہا کہ مین فلان شخص کا غائب غلام ہون پس اگر مملوک اپنے دعوے پر گواہ لایا تو اسکے اور مدعی کے درمیان خصومت نہو گی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہ اسپر سنے

لہ یعنی اثبات وصیت موصی لہ کے ثابت کرنے میں ۱۲

نہوگی اور مدعی کی ڈگری اُسپر کردی جاویگی پھر اگر مقر لہ اسکے بعد آیا تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہوگی لیکن اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی اور پہلے مدعی پر اُسکی ڈگری کردی جائیگی کذا فی المحیط - اگر ایک شخص نے ایک غلام پر دعوی کیا کہ اسکے قبضہ مین جو غلام ہے وہ میرا ہے یا اُسپر کچھ قرض کا دعوی کیا یا اُس سے کوئی چیز خریدنے کا دعوی کیا تو غلام مدعی کا خصم ہوگا ولیکن اگر مدعی اقرار کرے کہ یہ غلام مجور ہے تو ان دونون مین خصومت نہوگی کذا فی الذخیرہ منتقی مین ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا گھر ہے اور اُس شخص نے ایک مہینہ ہوا کہ میرے پاس یہ گھر بعوض اُن ہزار درم کے جو میرے اُسپر آتے ہین رہن کیا اور مجھے دیدیا مین نے اُسپر قبضہ کرلیا پھر اُسنے مجھ سے مستعار مانگا مین نے اُسے دیدیا اور اُسپر گواہ قائم کرکے سنا دیے اور گھر کا مالک غائب ہے اور قابض نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ گھر میرا ہے مین نے اسکو کل کے روز اُسی غائب سے جسکی مدعی رہن کا دعوی کرتا ہے خرید اہے یا کہا کہ دس روز ہوے کہ اُس سے خریدا ہے تو مدعی رہن اُسکا مستحق ہے اور خرید کے مدعی کو جبتک بائع غائب ہے بیع توڑنے کا اختیار نہین ہے اسیطرح اگر بجاے رہن کے اجارہ لینے کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر بجاے مرتہن و مستاجر کے کوئی شخص ملک کا مدعی ہو کہ مین نے اسکو ایک مہینہ ہوا جب سے مالک سے خریدا ہے اور اُسکی خرید قابض کی خرید سے پہلے واقع ہوئی تو اُسکے نام گھر کی ڈگری کردی جائیگی اور دوسری بیع ٹوٹ جائیگی اور مدعی سے دام لے لیے جائینگے اور امانت رہینگے اور گھر اُسکے سپرد کیا جائیگا بشرطیکہ مدعی کے گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ بائع نے دام وصول کر لیے ہین یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ہشام رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مین نے امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور اُسپر قبضہ کرلیا اور مجھ سے ایک شخص نے استحقاق ثابت کرکے قاضی کے حکم کی ڈگری کرائی پس مین نے اُس شخص کو جسنے فروخت کی تھی حاضر کیا اُسنے کہا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین کہ جسنے تجھ سے استحقاق مین لی ہے اُسنے میرے ہاتھ فروخت کی یا میری ملک ہونے کا اقرار کیا ہے تو قاضی مشتری کو اختیار دیگا چاہے خود متولی خصومت ہو یا ورکے بائع سے اپنا ثمن لے لے اور اگر مشتری نے کہا کہ مین اپنے کام مین توقف کرتا ہون اور بائع بذات خود خصومت کرے تو یہ اختیار اسکو نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے - ایک شخص نے دوسرے پر ایک غلام معین کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور انکا ہنوز تزکیہ ہوا تھا یا نہین ہوا تھا کہ قابض نے اقرار کردیا کہ وہ حر ہے یا دوسرے کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کردیا تو مدعی کے حق مین آزاد کرنا صحیح نہوگا ولیکن مقر[1] کے حق مین سب تصرفات صحیح ہین حتی کہ اگر گواہون کا عادل ہونا ثابت نہوا تو اُسکے اقرار پر عمل کیا جائیگا - اور اگر مدعی نے ایک ہی گواہ ہنوز قائم کیا تھا کہ مدعا علیہ نے ایسے تصرفات کیے تو بھی مدعی کے حق مین جائز ہونگے جیسے دو گواہ قائم کرنے کی صورت مین جائز نہ تھے اور اگر مدعا علیہ نے یہ تصرفات نہ کیے ولیکن مدعی کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کردیا کہ یہ غلام مدعی کا ہے تو کتاب الاقضیہ مین لکھا ہے کہ قاضی اسکے اقرار پر حکم کردیگا اور جامع کبیر مین لکھا ہے کہ گواہون پر حکم کریگا یہ خلاصہ مین ہے - ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے انکار کیا پس ہنوز مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم نہین کیے

بلکہ مدعاعلیہ نے اُسکو کسی کے ہاتھ فروخت کردیا اور گواہ کرلیے پھر جب مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیئے اور قاضی نے اُسکی ڈگری کردی تو مشتری نے اُسپر گواہ قائم کیے کہ یہ میری ملک ہے اور اسکے قبضہ مین ناحق ہے پس اُس کی ڈگری ہو گئی پھر اُسنے یعنے مشتری نے اپنے بائع کے ہاتھ فروخت کردی یا ہبہ کردی تو یہ جائز ہے اور یہ ایک حیلہ ہے کہ اسکو لوگ کیا کرتے ہین تاکہ ظلم سے بچین ولیکن یہ حیلہ اُس وقت صحیح ہے کہ مشتری نے پہلے مدعاعلیہ سے خریدنے کا دعوی نہ کیا بلکہ صرف ملک مطلق کا دعوی کیا اور اگر خریدنے کا دعوے کیا تو مشتری کی سماعت ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ کتاب الاقضیہ مین ہے کہ ایک شخص کے نصف دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوی کیا اور مدعاعلیہ نے اُسکی ملک ہونے کا اقرار کردیا اور دیا نہین اور غائب ہوگیا پھر ایک دوسرے شخص نے اسی نصف پر دعوی کیا تو پہلا مدعی اُس کا خصم نہوگا اور اگر پہلا مدعی غائب ہوگیا اور مدعاعلیہ حاضر رہا تو وہ اس دوسرے مدعی کا خصم ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک دار مقبوضہ کی نسبت اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا ہے اور یہ شخص غائب ہے اور اُسکی غیبت منقطعہ ہے اور اُسنے ایک شخص کے قبضہ مین حفاظت کرنے کے واسطے دیا تھا اُس شخص نے میرے قبضہ مین دیا ہے اور وہ مرگیا تو یہ شخص قابض ہر شخص کا جو اس دار کا دعوی کریگا خصم قرار پاویگا مگر اُس صورت مین قرار نہ پاویگا کہ جب غائب کو خوب شناخت کرادے کہ وہ فلان بن فلان ہے اُسنے یہ گھر اس شخص کے قبضہ مین جو مرگیا ہے دیا تھا اور اُسنے مجھے دیا تھا پھر اصل مالک غائب ہوگیا پس جب اس طرح اسنے گواہ قائم کیئے تو اسکے اور مدعیون کے درمیان خصومت نہوگی اور امام محمدؒ کے قول مین وہ وصی نہ کیا جائےگا مگر خاصۃً اسی دار کے حق مین اور بقیاس قول امام اعظم رحمہ اللہ کے ہر چیز مین وصی ہونا چاہیے۔ ایک شخص نے دعوے کیا کہ میرے فلان شخص پر ہزار درم ہین اور وہ مجھے یہ درم ادا کرنے سے پہلے مرگیا اور اُس کے تیرے پاس ہزار درم ہین اور مطالبہ کیا کہ اس مال سے میرا قرض ادا کردے تو قاضی اس کے دعوے وگواہی کو قبول نہ کریگا اور اگر قاضی سے درخواست کی کہ مدعاعلیہ سے قسم لے تو قاضی اُس سے قسم نہ لیگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ اگر مال مضاربت[1] مین استحقاق ثابت ہوا اور اُسمین نفع بھی ہے تو نفع مین مضارب خصم ہوگا اور رب المال کا حاضر ہونا شرط نہین ہے اور اگر نفع نہین ہے تو رب المال خصم قرار پاویگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ہشام ؒ نے فرمایا کہ مین نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے مسلمانون کے راستون مین سے کسی راستہ مین جو نافذ ہے عمارت بنائی یا اُسمین کھیتی لگادی پھر نکل کر ایک شخص کو دیدی پھر راستہ والون نے آکر جھگڑا کیا پس قابض نے گواہ قائم کیے کہ مجھے فلان شخص نے وکیل کرکے میرے قبضہ مین دیدی ہے پس اگر وہ راستہ ایسا مشتبہ ہو کہ بدون گواہون کے معلوم نہوتا ہو کہ یہ راستہ ہے تو ان دونون مین خصومت نہین ہے اور اگر مشتبہ نہو بلکہ راستہ معلوم ہو تو قابض خصم قرار پاویگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ابراہیم رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایک غلام آزاد کیا اور وہ شخص مرگیا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ غلام اس میت کا جسنے اسکو آزاد کیا ہے بیٹا ہے اور اُس میت کا کوئی وصی نہین ہی پس کیا یہ غلام آزاد خصم قرار

[1] مال مضاربت [illegible] ۱۲

دیا جائیگا یا نہین تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر حالت مرض مین آزاد کیا ہی تو خصم ہوگا اور اگر حالت صحت مین آزاد کیا ہی تو نہین ہوگا
یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور باہم قبضہ نہین کیا تھا کہ ایک شخص نے اسپر دعویٰ کیا اور
مدعی بیع کا اقرار کرتا ہے پس اُسنے بائع و مشتری کو حاکم کے پاس حاضر کیا اور کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پس
حاکم نے دونون سے قسم لی پس بائع قسم کھا گیا اور مشتری نے نکول کیا تو مشتری غلام کو ثمن کے عوض لے لیگا اور جب
اُسنے ثمن ادا کر دیا تو غلام مدعی کو دلایا جائیگا اور اگر مشتری نے قسم کھالی اور بائع نے نکول کیا تو بائع کو اُسکی تمام
قیمت مدعی کو دینی پڑیگی ولیکن اگر مدعی نے بیع کی اجازت دیدی تو صرف ثمن دینا ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے
قبضہ مین ایک گھر ہے اور وہ اقرار کرتا ہے کہ یہ فلان شخص کا ہی وہ مر گیا اور اُسنے فلان فلان وارث چھوڑے اُن مین سے
بعض غائب ہین اور غائبون سے اُسنے حقوق خرید لینے کا دعویٰ کیا اور درخواست کی کہ اُن لوگون کے حاضر ہونے تک میرے
قبضہ مین چھوڑ دیا جاوے تو نہ چھوڑا جاویگا پس اگر اپنے خریدنے کے گواہ سنائے تو اُنکی سماعت نہوگی ولیکن بیع
غائب پر نافذ نہوگی اور نہ غائب پر ڈگری ہوگی ولیکن گھر اُسکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور غائب کے آنے تک اُس سے
کفیل لے لیا جائیگا اور جب غائب آیا تو دوبارہ مقدمہ پیش ہوگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے دو شخصون کو ایک شخص کی
خصومت کے واسطے وکیل کیا پس مدعی نے ایک وکیل پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو یہ جائز ہی اسیطرح
اگر ایک وکیل پر ایک گواہ اور موکل پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہی اسیطرح اگر زندہ پر ایک گواہ اور دوسرا گواہ بعد موت
کے اُسکے وارثون پر قائم کیا تو بھی جائز ہے کذا فی الذخیرہ۔ ہشام رحمہ اللہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ
ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے پس قابض نے ایک شخص سے کہا کہ یہ گھر تیرا ہی تو نے اپنے فلان بھائی سے ورثہ
پایا ہی اور مقر لہ نے کہا کہ نہین یہ گھر فلان شخص کا ہے اُسنے اپنے بھائی سے میراث پایا ہی تو دوسرے مقر لہ کی ڈگری کردی
جائیگی بشرطیکہ مقر لہ کا کلام مقر کے کلام سے ملا ہوا ہو پس اگر پہلا مقر لہ غائب ہوگیا اور دوسرا مقر لہ قابض کے پاس آیا اور گواہ
قائم کیے کہ تو نے فلان غائب کے واسطے اقرار کیا اور اُس غائب نے میری ملک ہونے کا اقرار کیا ہے تو اُسکی گواہی مقبول
نہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کوئی چیز بعوض مردار یا خون یا شراب یا سور کے خریدی اور مشتری نے قبضہ کر لیا پھر اُس
مبیع کو کسی شخص نے گواہ قائم کرکے استحقاق مین ثابت کیا تو مردار و خون کے خریدنے کی صورت مین مشتری خصم نہوگا
اور نہ اسپر گواہی کی سماعت ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور شراب و سور کے عوض خریدنے کی صورت مین مشتری خصم قرار
پاویگا اور گواہی اُسپر سنی جائیگی کذا فی المحیط۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے
ایک چاندی کی ابریق بعوض دو دینار کے خریدی اور ابریق پر قبضہ کر لیا اور ایک دینار ادا کیا پھر دوسرا دینار دینے
سے پہلے دونون جدا ہوگئے یہانتک کہ آدھی ابریق کی بیع فاسد ہوگئی تو یہ فساد باقی آدھی مین متعدی نہوگا پھر کسی نے آکر دعویٰ
کیا کہ آدھی ابریق میری ہے تو مشتری اُسکا خصم قرار دیا جائیگا پھر اگر بائع اُسوقت حاضر ہوا کہ جب مستحق نے آدھی ابریق پر اپنی
ملک ہونے کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے آدھی کی ڈگری اُسکو دیدی تو مشتری بائع پر جو تھائی ابریق واپس کردیگا اور بائع
مشتری کو آدھا حصہ اسقدر کا کہ جسکا وہ سبب صحیح کے ساتھ مالک ہوا ہے واپس دیگا اور مشتری کو خیار ثابت نہوگا

اگرچہ بائع ابریق مین اسکا شریک ہوا۔ اسی طرح اگر کسی شخص سے ایک غلام ایک ہی صفقہ مین یون خریدا کہ نصف
غلام سو دینار نقد کو اور نصف غلام باقی بعوض سو دینار کے بوعدہ عطا رکے لیا اور مشتری نے غلام پر قبضہ کرلیا اور بائع
غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے حاضر ہو کر گواہ قائم کیے کہ آدھا غلام میرا ہے تو اسکا بھی یہی حکم ہے یہ ذخیرہ مین ہے
اگر کسی نے آدھا غلام بیچا اور آدھا اُسکے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہو گیا پھر ایک شخص نے آدھے غلام کا دعوی
کیا تو مشتری اُسکا خصم نہو گا اور اگر مشتری کے ہاتھ آدھا غلام فروخت کیا اور آدھا اُسکے پاس دوسرے نے
ودیعت رکھا پھر آدھے غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو چوتھائی غلام کی ڈگری کردی جائیگی اور وہ خریدے ہوے کا
آدھا ہوگا اور مشتری بائع سے آدھا ثمن واپس کرلیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے آدھا غلام
خریدا پھر باقی آدھا بھی خریدا اگر ایک بیع صحیح اور دوسری فاسد ہے یا دونون صحیح ہین یا دونون فاسد ہین پھر ایک
شخص نے آکر مشتری پر آدھے غلام کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مشتری اُسکا خصم ہوگا اور اُس آدھے کی ڈگری کردی
جائیگی جو بیع ثانی سے خریدا ہے اور اگر پہلی بیع صحیح ہو اور دوسری بیع بعوض مردار یا خون یا شراب کے ہو تو مستحق
اور مشتری مین خصومت نہوگی یہانتک کہ بائع حاضر ہو کیونکہ جو چیز بعوض خون یا مردار یا شراب کے خریدی جاوے
وہ بالاتفاق مملوک نہین ہوتی ہے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے غلام کا ہاتھ خطا
سے کاٹ ڈالا اور اُسپر آدھی قیمت یعنی پانچسو درم واجب ہین یا یہ دعوی کیا کہ اسنے میری باندی فلان کے ساتھ اپنے غلام
کا نکاح کیا اور اسپر مہر واجب ہے اور غلام اور باندی دونون زندہ ہین اور غائب ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہان لیکن
مین تجھے ارش یا مہر اس خوف سے نہ دونگا کہ غلام اور باندی حاضر ہون پس تیرے مملوک ہونیکا انکار کرین اور مجھسے
ضمان لے لین تو قاضی اُسکے اقرار سے مہر وارش اُسکے ذمہ لازم کریگا اور اگر مہر عروض مین سے ہو تو بھی یہی جواب ہے
اور اگر غلام کے ہزار درم اس شخص کے پاس ودیعت ہون یا اسنے غصب کرلیے ہون یا قرض یا بیع کے ہون پس
جس شخص کے پاس مال ہے اُسنے اقرار کیا کہ جسنے مجھے مال دیا ہے وہ اس مدعی کا غلام ہے اور مدعی نے اُسکی تصدیق
کی تو مدعی کو اس مال لینے کی کوئی راہ نہین ہی۔ اسی طرح اگر اس شخص نے جسکے پاس مال ہی یہ اقرار کیا کہ یہ مال مدعی کا ہی
اسکے غلام نے اس سے غصب کرکے میرے پاس دیدیا ہے اور مقر لہ یعنی مدعی نے اسکی تصدیق کی تو بھی مال نہین لے سکتا ہی
اسیطرح اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس شخص نے اپنے غلام کو اپنی باندی بیچنے کا حکم کیا تھا اُسنے میرے ہاتھ فروخت کردی اور
دام نہین لیے ہین اور غلام کے مالک نے اسکی تصدیق کی تو اس شخص پر جبر نہ کیا جائیگا کہ دام مولی کو دیدے یہ سب
اس صورت مین ہے کہ مال مقر کے پاس قائم ہو اور اگر تلف کردیا ہو تو مقر لہ کو اُسکے ماخوذ کرنے کا اختیار ہی پس اگر
غائب آیا اور اُسنے فلان کا غلام ہونے سے انکار کیا یا اس سے انکار کیا کہ مین نے اسکی کچھ چیز غصب نہین کی ہو تو
اُسکو اختیار ہوگا کہ مقر سے اس قدر مال کی ضمان لے جسکا اُسنے اقرار کیا ہی پھر مقر اپنے مقر لہ سے لے سکتا ہی یا نہین پس
اس صورت مین کہ مقر لہ نے مقر سے ارش یا مہر لیا ہے پھر غائب نے آکر مقر لہ کے مملوک ہونے سے انکار کیا تو مقر اُس سے واپس
لیگا اور باقی صورتون مین واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مقر نے ان سب مسئلون مین یہ کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ

[حاشیہ: [illegible] ١٢]

کہ غائب تیرا غلام ہے یا نہیں ہے تو مولی کی گواہی اس امر پر کہ غائب میرا غلام ہے مقبول نہوگی اور مقر پر اُسکی کچھ ڈگری نہوگی یہانتک کہ غلام حاضر ہو اور مدعا علیہ سے دعوے مدعی پر کہ غائب میرا مملوک ہے قسم نہ لی جائیگی اور ارش اور مہر مین قسم لی جائیگی کہ واللہ جس ارش یا مہر کا دعوی کرتا ہے میری طرف نہین چاہیے ہے اور مال کے دعوے مین کسی سے قسم نہ لی جاویگی مگر جبکہ مدعی یہ دعوی کرے کہ میرے غلام نے ہزار درم لیکر اس شخص کو قرض دیئے ہین یا اسنے مجھسے ہزار درم لیے تھے اُس سے اس شخص نے غصب کر لیے اور تلف کر دیے پس اگر مدعی نے یہ دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے ہزار درم قرض دیے یا مین نے اُسکے غصب کر لیے اور تلف کر دیے اور مین نہین جانتا ہون کہ وہ اس شخص کا غلام ہے یا نہین تو اُس سے قسم لی جائیگی کہ واللہ تیری طرف یہ مال نہین چاہیے جسکا یہ دعوی کرتا ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ مین ہین تیرے ہین کیونکہ مین نے تیرے غلام سے غصب کر لیے ہین اسواسطے کہ تیرے غلام کا مال تیرا مال ہے یا اسواسطے تیرے ہین کہ تیرے غلام نے مجھے ودیعت دیے ہین اور مولی نے کہا کہ ہزار درم میرے ہین اور تو نے میرے غلام سے غصب نہین کیے ہین تو وہ درمون کو لے لیگا مگر اس صورت مین نہین لے سکتا ہے کہ مقر نے غصب و ودیعت کے گواہ قائم کیے پس اگر اُسکے پاس گواہ نہ ہوئے اور مولی نے مال پر قبضہ کر لیا پھر غلام آیا اور اُسنے مقر لہ کے مملوک ہونے سے انکار کیا اور مولی کے پاس گواہ نہین ہین تو وہ مقر غلام کے واسطے ہزار درم کا ضامن ہوگا بشرطیکہ غصب کا اقرار کیا ہے اور اگر ودیعت کا اقرار کیا ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک کچھ ضامن نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دونون صورتون مین ضامن ہوگا۔ اور اگر اُس شخص نے جسکے قبضہ مین مال ہے کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس تیرے غلام نے ودیعت رکھے ہین یا مین نے اُس سے غصب کر لیے ہین اور یہ تیرے ہین کیونکہ تیرے غلام کا مال تیرا ہے تو مولی اُن درمون کو لے لیگا مگر پہلے قسم کھالیگا جبتک معلوم نہو کہ فلان شخص نے اُسکو ودیعت دیا ہے یا اُسنے اُس سے غصب کر لیا ہے پھر اگر غائب حاضر ہوا اور اُس شخص کے غلام ہونے سے انکار کیا تو ہزار درم مولی سے لے لیگا اور مولی کو حکم کیا جائیگا کہ اگر تیرا حق ہے تو گواہ قائم کر اور مقر کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر مقر نے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے غلام فلان شخص کے میرے ہاتھ مین غصب یا ودیعت کے طور پر ہین اور مولا نے کہا کہ وہ فلان میرا غلام ہے اور درم میرے ہین تو مقر سے نہین لے سکتا ہے مگر اُس صورت مین لے سکتا ہے کہ گواہ قائم کرے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر یہ دعوی کیا کہ میری باندی کا مہر اسپر چاہیے یا میرے غلام کا ارش اُسکے ذمہ ہے یا میرے غلام کی ودیعت یا غصب وغیرہ اُسکے قبضہ مین ہے پس کہا کہ غلام مر گیا ہے اور مدعا علیہ نے اُسکی تصدیق کی تو حکم کیا جائیگا کہ یہ مدعی کو دیدے پس اگر مدعا علیہ نے کہا کہ غلام پر میرا قرض ہے تو التفات نہ کیا جائیگا۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ نے اسمین سے کچھ اقرار نہ کیا اور مولی نے اسپر گواہ قائم کیے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی مختصر الجامع الکبیر۔ ایک شخص کے قبضہ مین مال ہے اس قابض سے ایک شخص نے کہا کہ مجھ سے تیرے غلام نے یہ مال غصب کر کے تیرے پاس ودیعت رکھا ہے اور قابض نے کہا کہ تو نے سچ کہا

ولیکن مین تجھے اسواسطے نہ دونگا کہ مبادا میرا غلام میرے غلام ہونے سے انکار کر جاوے تو اُسکے قول پر
التفات نہ کیا جائیگا اور اُسپر جبر کیا جائیگا کہ مال مقرلہ کے حوالہ کرے پھر جب اُسنے دیدیا پھر غائب آیا اور مقرلہ
کے غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور جو مال مقرلہ لے لیا ہے وہ اُسکو دلانے کا حکم کریگا
بشرطیکہ وہ قائم ہو الا یہ کہ مقرلہ فی الحال اُس بات کے گواہ قائم کرے کہ یہ مال میرا ہے اور اگر مقرلہ نے یہ مال
تلف کر دیا اور غائب نے اُس مقر سے جسکے قبضہ مین یہ مال تھا ضمان لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہوگا۔ اور اگر مقر نے
کہا کہ یہ مال میرے پاس میرے فلان غلام نے ودیعت رکھا ہے اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ یہ مال تیرا ہی یا نہین ہی پس
مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا مال ہی تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور مال اُسکو دلایا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور مقر کے
غلام ہونے سے انکار کیا تو اپنا مال لے لیگا اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ پیش کر ورنہ تیرا حق نہین ہی
اور اگر مقر قابض مال نے کہا کہ یہ مال تیرا ہی تیرے واسطے میرے پاس فلان شخص نے ودیعت رکھا ہی اور فلان شخص
میرا غلام نہین ہی پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص تیرا غلام ہی تو اُن دونون مین خصومت نہوگی اور گواہی
مقبول نہوگی یہ محیط مین لکھا ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے غلام کو کوئی چیز ہبہ کر دی پھر واپس لینی چاہی اور غلام
کا مالک غائب ہے پس اگر اُس غلام کو تصرفات کی اجازت ہو تو واپس کر دینے کی اُسپر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر
اُسکو تصرفات کی اجازت نہو تو بدون موجودگی مالک کے اُسپر واپسی کی ڈگری نکی جائیگی پس اگر غلام نے کہا کہ
مین مجور ہون اور واہب نے کہا کہ نہین تو ماذون ہی تو قسم کے ساتھ واہب کا قول مقبول ہوگا اور اگر غلام
نے اپنے مجور ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے پس اگر مالک حاضر ہوا اور غلام غائب ہوا اور جو چیز ہبہ
کی گئی ہے وہ غلام کے پاس ہو تو مالک خصم قرار نہ پاویگا اور اگر وہ چیز مالک کے قبضہ مین ہو تو خصم قرار پاویگا
یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر مولی نے کہا کہ مجھے میرے فلان غلام نے یہ ودیعت رکھنے کو دی ہے اور مین
نہین جانتا ہون کہ آیا اُسے ہبہ کر دی گئی ہے یا نہین پس مدعی نے ہبہ پر گواہ قائم کیے تو مالک اُسکا مخاصم
ہوگا پھر جب قاضی نے واہب کے واسطے باندی دینے کی ڈگری کر دی اور واہب کے پاس وہ موٹی ہو گئی پھر
موہوب لہ آیا اور غلام ہونے سے انکار کیا تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور باندی کو واپس لے سکتا ہے
پھر واہب کو یہ اختیار نہوگا کہ ہبہ پھیر لے اور اگر باندی واہب کے پاس مرگئی تو موہوب لہ کو اختیار ہوگا کہ چاہے مستودع
سے ضمان لے یا واہب سے ضمان لے پس اگر اُسنے مستودع سے قیمت ڈانڈ بھر لی تو مستودع واہب سے نہین لے سکتا
ہے اور اگر واہب سے ضمان لے لی تو واہب بھی مستودع سے نہین لے سکتا ہی اور اگر مولی نے کہا کہ مجھے معلوم ہی کہ تو نے
یہ باندی اُس شخص کو ہبہ کر دی جسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہے ولیکن وہ شخص میرا غلام نہین ہی اور مدعی نے
گواہ قائم کیے کہ فلان غائب اسکا غلام ہے تو ایسی گواہی مقبول نہوگی بشرطیکہ غلام زندہ ہو اور اگر واہب نے
کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین ولیکن مستودع سے قسم طلب کی تو قاضی اُس سے اس طرح قسم لیگا کہ واللہ فلان
غائب میرا غلام نہین ہے پس اگر قسم کھا گیا تو جھگڑے سے بری ہو گیا اور اگر قسم سے باز رہا تو جھگڑا اُسکے پیچھے

لازم رہا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مولی نے اقرار کیا ہو کہ فلان شخص میرا غلام ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور واپس کر دینے کی ڈگری کر دی جائے گی اور اگر مدعی نے اُسکے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور وہ مر گیا تو گواہی مقبول ہوگی اور قابض حال اُسکا مخاصم قرار پائیگا۔ اور اگر مدعی نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ غائب اس شخص کا غلام تھا اور اُسنے اُس غلام کو فلان شخص کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا تو گواہی مقبول نہ ہوگی اور ہبہ سے رجوع نہین کر سکتا ہے اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ قابض باندی نے اقرار کیا ہے کہ مین نے فلان غائب کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا اور گواہون نے یہ گواہی نہ دی کہ اُسنے اقرار کیا ہو کہ غائب میرا غلام تھا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا پس قابض کو خصم قرار نہ دیگا یہ محیط مین لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہو کہ وہ اپنے غلام ہونیکا اقرار کرتا ہے پھر غلام نے دعوی کیا کہ فلان غائب نے مجھ کو میرے اس مالک سے ہزار درم مین خرید لیا اور دام دیدیے ہین تو اُسکا قول مقبول نہوگا اور اگر یہ دعوی کیا کہ فلان غائب نے مجھے میرے مالک سے خریدا ہے اور مجھے خصومت کرنے اور اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے تو اُسکے گواہون کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ غلام اپنی ذات کے قبضہ کرنے کے واسطے خصم ہو سکتا ہے اور اگر غلام نے کہا کہ مین فلان شخص کا غلام تھا اسنے مجھے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور مجھے دام وصول کرنے کا وکیل کیا ہو اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے مگر اُسکے مالک کو اختیار ہے کہ اُسکو خصومت کرنے سے ممانعت کر دے اور اگر منع نہ کیا تو وکالت جائز ہے اور دام وصول کر سکتا ہے اور مالک اُسکے درم لے لینے سے بری ہو جائیگا۔ اور اگر غلام نے کہا کہ مین فلان شخص کا غلام ہون اُسنے مجھے اپنی ذات کے بارہ مین تجھ سے خصومت کے واسطے وکیل کیا ہے اور گواہ قائم کیے تو گواہی مقبول ہوگی کذا فی فتاوے قاضی خان

چھٹا باب۔ کن صورتون مین دعوے مدعی دفع کیا جاتا ہے اور کب دفع نہین ہوتا ہو۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ میرے پاس دفعیہ ہے تو قاضی اُسکو مہلت دیگا کہ دوسری مجلس مین حاضر ہو اور اُسپر ڈگری نہ کر دیگا اور اُسکا یہ کلام مدعی کیواسطے اقرار نہوگا اور مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قاضی کو چاہیے کہ دفعیہ کو دریافت کرے اگر صحیح ہو تو اُسکو مہلت دے اور اگر فاسد ہو تو مہلت نہ دے اور نہ اُسپر التفات کرے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے پس قابض نے کہا کہ یہ فلان غائب کا ہو میرے پاس ودیعت یا عاریت یا اجارہ یا رہن یا غصب کی وجہ سے ہے اور اُسکے گواہ قائم کیے یا اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے اقرار کیا ہو کہ یہ فلان شخص کا غلام ہے تو مدعی کی خصومت اُس سے دفع ہو جائیگی۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر قابض مرد صالح ہو تو گواہ قائم کرنے سے خصومت اُس سے دفع کی جائیگی اور اگر حیلہ بازی مین مشہور ہو تو دفع نہوگی امام ابو یوسفؒ نے اس قول کی طرف اُسوقت رجوع کیا کہ جب قاضی مقرر ہوئے اور لوگون کا حال دیکھا تو کہا کہ حیلہ گر آدمی کبھی کسی کا مال لیکر

پوشیدہ کسی کے پاس رکھدیتا ہی اور اس سے کہدیتا ہے کہ شہر سے غائب ہو جاوے پھر گواہ لاکر مجھے ودیعت دیدے حتی کہ جب مالک نے آکر اپنی ملکیت ثابت کرنی چاہی تو قابض گواہ پیش کر دیتا ہی کہ فلان شخص نے مجھے ودیعت دی ہی پس مالک کا حق باطل ہو جاتا ہی اور اسکی خصومت دفع ہو جاتی ہی کذا فی الکافی - اور اگر گواہ نہ قائم ہوئے تو ظاہر الروایۃ کے موافق وہ خصم ہوگا کذا فی المحیط - پس اگر قاضی نے مدعی کی ڈگری کر دی اور غائب حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ مین اسکا مالک ہون مین نے قابض کو ودیعت دی تھی تو قاضی اس حاضر کی ڈگری کر دیگا یہ محیط مین ہی - اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہون پر اسکی ڈگری نہ کی یہانتک کہ مقر لہ[له] حاضر ہوا اور اسنے قابض کے قول کی تصدیق کی اور قابض نے غلام اسکو دیدیا اور قاضی نے مدعی کے گواہون پر اسکی ڈگری کر دی تو یہ فیصلہ قابض پر نافذ ہوگا پھر اگر مقر لہ نے مدعی پر اپنے گواہ اس امر کے قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور اسکی ڈگری ہو جائیگی اور مدعی کی گواہی باطل ہوگی ایسا ہی امام محمد رح نے جامع مین ذکر فرمایا ہی اور قاضی ابو الہیثم نے قضاۃ ثلثہ سے نقل کیا ہی کہ یہ حکم مذکور صحیح نہین ہی اور صحیح یہ ہے کہ غلام آدھا آدھا اس مقر لہ اور مدعی کے درمیان مشترک ہونے کا حکم دیا جائیگا اور قاضی ابو الہیثم نے یہ بھی ذکر کیا کہ ابن سماعہ رح نے امام محمد رح کو یہ مسئلہ لکھا اور حکم دریافت کیا تو امام محمد رحمہ اللہ نے لکھ بھیجا کہ غلام دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا - پھر جب مقر لہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے اور مدعی کے گواہ باطل ٹھہرے تو قاضی مدعی سے کہیگا کہ اپنے گواہ دوبارہ حاضر پر پیش کر ورنہ تیرا حق نہین ہے یہ محیط مین ہی - اگر قابض کے گواہون نے کہا کہ اسکے پاس ایک شخص نے ودیعت رکھا ہی کہ ہم اسکو بالکل نہین پہچانتے ہین تو قاضی ایسی گواہی مقبول نہ کریگا اور بالاجماع مدعی کی خصومت اس سے دفع نہوگی کذا فی الکافی اور اگر گواہون نے کہا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو صورت سے پہچانتے ہین اسکا نام و نسب نہین جانتے ہین تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک انکی گواہی جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اور اگر مدعا علیہ کے گواہون نے بیان کیا کہ ہم ودیعت رکھنے والے کو نام و نسب سے پہچانتے ہین اسکی صورت سے نہین پہچانتے ہین تو اس صورت کو امام محمد رح نے ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ ایسی گواہی سے خصومت دفع نہوگی اور بعضون نے کہا کہ دفع ہو جائیگی اور ایسا ہی کتاب الاقضیہ مین مذکور ہے کہ قاضی مدعی سے دریافت کریگا کہ کیا اسکا یہی نام و نسب ہے پس اگر اسنے کہا کہ نہین تو ظاہر ہوگا کہ وہ مودع نہین ہی کذا فی المحیط - اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اسکی شناخت کیواسطے تین طور ہین نام و نسب اور صورت اور ائمہ رحمہ اللہ نے امام محمد رح کے قول پر اعتماد کیا ہی یہ وجیز کردری مین ہی اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہے ایک معروف و مشہور آدمی کا نام لیا اور گواہون نے گواہی دی کہ اسکو ایک آدمی نے ودیعت رکھنے کو دیا ہی تو مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی غیر مقبول ہے کذا فی المحیط اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایک شخص نے ودیعت دیا ہے کہ مین اسکو نہین پہچانتا ہون پھر گواہون نے گواہی دی کہ اسکو ایک شخص نے ودیعت دیا ہی اور دونون بھی اسکو نہین پہچانتے ہین تو قابض مدعی کا خصم قرار دیا جائیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے ایسے شخص نے ودیعت دیا ہے کہ مین اسے نہین پہچانتا ہون اور گواہون نے گواہی دی کہ اسکو فلان بن

[له] وہ شخص جسکے واسطے اقرار کرنے والا اقرار کرتا ہے ۱۲ -

فلان نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو خصافؒ نے ذکر کیا کہ قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور قابض کے ذمہ سے جھگڑا دفع نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر مدعی نے اقرار کیا کہ ایک شخص نے اسکو دی ہی اور مدعی اسکو نہین پہچانتا ہی تو ان دونون مین خصومت نہوگی اسی طرح اگر قابض کے گواہون نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ مدعا علیہ کو ایک شخص نے دی ہی کہ مین اسکو نہین پہچانتا ہون تو قاضی مدعا علیہ کو خصم قرار نہ دیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی اور اگر گواہون نے کہا کہ اسکو ایسے شخص نے ودیعت دی ہی کہ جسکو ہم تینون طریقون سے پہچانتے ہین ولیکن ہم اسکو نہ بتلا دینگے اور نہ گواہی دینگے تو خصومت دفع نہوگی اور اگر اس امر پر برہان لایا کہ مجھے ایک شخص معروف نے دی ہے ولیکن گواہون نے دینے والے کی ملک ہونا صاف نہ بیان کیا تو خصومت دفع ہو جائیگی اور اگر گواہون نے کہا کہ اسکو فلان شخص نے ودیعت دی ہی ولیکن ہم نہین جانتے ہین کہ یہ چیز کسکی ہی یا یون کہا کہ یہ چیز فلان شخص کے قبضہ مین تھی جو غائب ہی ولیکن یہ نہین معلوم کہ اُسنے اس شخص کو دی ہی یا نہین اور قابض نے کہا اُسنے مجھے دی ہی تو خصومت دفع ہو جائیگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر مدعا علیہ کے گواہون نے بیان کیا کہ مدعی نے اقرار کیا ہی کہ یہ چیز فلان شخص غائب کی ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت دی ہی یا گواہون نے مدعی کے اس اقرار کی گواہی دی اور مدعا علیہ نے نہ کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت دی ہے تو مشائخ نے کہا کہ خصومت اُس سے دفع ہو جائیگی اسیطرح اگر مدعی نے قاضی کے پاس اقرار کر دیا کہ فلان غائب نے اسکو دی ہی تو قابض کے ذمہ سے خصومت دفع ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز فلان غائب کے ہاتھ مین تھی پھر مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے اسکو دی ہی یا نہین اور قابض نے کہا کہ مجھے اُسی نے دی ہے تو ان دونون مین خصومت نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ گواہون نے گواہی دی کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ چیز فلان غائب کے پاس تھی مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے اسکو دی ہی یا نہین تو ان دونون مین خصومت نہوگی۔ اگر قابض کے گواہون نے گواہی دی کہ یہ باندی فلان غائب کی ہی اور یہ گواہی نہ دی کہ فلان شخص نے اس قابض کو ودیعت دی ہے تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا اور نہ خصومت اُس سے دفع ہوگی اور اگر مدعی نے بطور قابض کے گواہی دفع کرنے کے یہ گواہ سنائے کہ قابض نے اس باندی پر اپنی ملک ہونیکا دعوے کیا تھا تو قابض سے ودیعت رکھنے کے گواہ اصلا مقبول نہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر گواہون نے کہا کہ یہ گھر فلان غائب کا ہے اُسنے اس مدعا علیہ کو اسمین بسایا اور ہمکو گواہ کر لیا اور اُس روز یہ گھر اُس غائب کے قبضہ مین تھا یا کہا کہ مدعا علیہ کے قبضہ مین تھا یا کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ اُس روز یہ گھر کسکے قبضہ مین تھا لیکن ہم جانتے ہین کہ آج اس لینے والے کے قبضہ مین ہی یا بالکل اسکا ذکر نہ کیا کہ اُس روز گھر کسکے قبضہ مین تھا تو گواہی مقبول اور خصومت دفع ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر گواہون نے کہا کہ گھر اُس روز کسی ثالث کے قبضہ مین تھا تو خصومت دفع نہوگی چنانچہ اگر یون کہین کہ فلان شخص نے اسکو بسایا ولیکن قبضہ اسکو کسی دوسرے نے دیا تو غیر مقبول ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مدعی برہان لایا کہ جس روز ان گواہون کو گواہ کیا تھا اُسدن یہ گھر لینے والے اور بسانے والے دونون کے سوائے تیسرے کے قبضہ مین تھا اور وہ فلان شخص ہے تو گواہی غیر مقبول ہی اور اگر یہ فلان شخص آیا اور مدعی نے اس طرح

لفظی مدعی: مدعا علیہ سے اسطرح کسی شخص کے قبضہ مین تھا ١٢

گواہ پیش کیے تو بھی غیر مقبول ہونگے اور یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر مدعاعلیہ نے کہا کہ آدھا گھر میرا ہے اور آدھا میرے پاس فلان شخص کی ودیعت ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو خصومت کل گھر سے دفع ہو جائیگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے۔ اگر قابض نے ودیعت کا دعوی کیا اور اسکا اثبات اس سے ممکن نہوا یہانتک کہ قاضی نے مدعی کی ڈگری کردی تو اسکا حکم نافذ ہو جائیگا پھر اسکے بعد اگر اسنے ودیعت کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر غائب حاضر ہوا تو وہ اپنی حجت پر باقی ہی اور اگر قابض نے ودیعت پر گواہ پیش کیے یہانتک کہ خصم ٹھہرایا گیا اور مدعی نے ایک گواہ سنایا یا دونون سنائے مگر قاضی نے ہنوز حکم نہین دیا پھر قابض نے اپنے دعوے کے گواہ پائے تو مقبول ہونگے کیونکہ حکم قضا سے پہلے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ یہ شخص مدعاعلیہ مخاصم نہین ہی کذا فی الجامع الاسبیجابی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور قابض نے کہا کہ فلان نے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہے پس مدعی نے کہا کہ فلان شخص نے تیرے پاس ودیعت رکھا تھا ولیکن پھر اسنے تجھے ہبہ کر دیا یا تیرے ہاتھ فروخت کر دیا تو قاضی مدعاعلیہ سے قسم لیگا کہ اسنے مجھے ہبہ نہین کیا اور نہ میرے ہاتھ بیع کیا پس اگر قسم سے باز رہا تو خصم قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مدعی نے گواہ سنائے کہ فلان شخص نے اسکے ہاتھ فروخت کر دیا ہی تو مقبول ہونگے اور مدعاعلیہ خصم ٹھہرایا جائیگا اور اگر مدعاعلیہ نے ودیعت کا دعوی کیا اور مدعی نے اسکی قسم طلب کی تو قاضی اس سے قسم لیگا کہ واللہ میرے پاس فلان شخص نے ودیعت رکھا ہے اور قسم قطعی لی جائیگی نہ علم پر اگرچہ یہ قسم فعل غیر پر ہی ولیکن اس فعل کا تمام ہونا اسکے فعل سے ہے یعنے قبول کرنا پس قطعی قسم لی جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص کے پاس کسی کی ودیعت ہے اسکے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ مین ودیعت وصول کرنے کے واسطے مودع کا وکیل ہون اور اسکے گواہ قائم کیے اور مستودع نے گواہ سنائے کہ صاحب ودیعت نے اسکو وکالت سے برطرف کر دیا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ وکیل کے گواہ غلام ہین تو بھی مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ایک گھر کا دعوی کیا قابض نے کہا کہ میرے پاس یہ فلان شخص کی ودیعت ہے اور اسکے گواہ سنا دیے حتی کہ خصومت اس سے دفع ہوگئی پھر غائب حاضر ہوا اور اس شخص نے ودیعت اسکے سپرد کر دی پھر مدعی نے دوبارہ اپنا دعوی پیش کیا اسنے یہی جواب دیا کہ یہ جو میرے قبضہ مین ہے فلان شخص کی ودیعت ہے اور گواہ قائم کیے تو مثل پہلے شخص کے اس شخص سے بھی خصومت دفع ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا تھا پھر اسکے بعد کہا کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے یا اسکے برعکس کہا یعنے پہلے ودیعت رکھنے کو کہا پھر دوبارہ اقرار کیا پس اگر ودیعت رکھنے کے گواہ قائم کیے تو خصومت اس سے دفع ہو جائیگی اور اگر اسکے پاس گواہ نہون پس اگر پہلے مدعی کے واسطے اقرار کیا ہی پھر ودیعت رکھنے کا دعوی کیا تو مدعی کو دینے کا حکم دیا جائیگا پس اگر غائب حاضر ہوا اور اسکی تصدیق کی تو مدعی کے ہاتھ سے گھر نہ نکالا جائیگا کیونکہ اسکا حق سابق ہے ولیکن مقر سے کہا جائیگا کہ اس امر کے گواہ لا دے کہ تمام گھر اسکا ہے اور اگر پہلے ودیعت رکھنے

کا دعوی کیا اور پھر اقرار کیا تو گھر مدعی کے سپرد کرنے کا حکم دیا جائیگا کیونکہ مدعی کا حق ثابت ہوا اور غائب کا حق موہوم ہے کیونکہ مدعی کی اُسنے تصدیق کی اور شاید غائب اُسکی تکذیب کرے اور تکذیب کی صورت مین غائب کا حق ثابت نہوگا اور اگر قابض نے ودیعت رکھنے پر گواہ قائم نہ کیے ولیکن قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اسکے پاس ودیعت رکھا ہے تو دونون مین خصومت نہ قرار دیگا ایسا ہی اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر قاضی کو یہ معلوم ہوا کہ یہ مدعی کا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ فلان غائب نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو ان دونون مین خصومت نہوگی یہانتک کہ غائب حاضر ہو۔ اور اگر قاضی کو معلوم ہوا کہ غائب نے اس مدعی سے غصب کر لیا ہے اور قابض کے پاس ودیعت رکھا ہے تو قابض سے لیکر مدعی کے سپرد کر دیگا اور باب الیمین مین مذکور ہے کہ اگر قابض نے کہا کہ میرے پاس غائب نے ودیعت رکھا ہے اور اُسکے پاس گواہ نہین ہین تو قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو دعوی لازم ہوگا اور اگر پہلا مقر لہ آیا تو وہ مدعی سے لے سکتا ہے پھر دوسرے مقر لہ سے کہا جائے گا کہ تو پہلے مقر لہ پر نالش کر سکتا ہے اور اگر اُسنے گواہ قائم کیے تو لے لیگا۔ اور اگر گواہ نہوے تو قسم لیجائیگی اگر پہلا مقر لہ قسم کھا گیا تو بری ہوگیا اور اگر نکول کیا تو اُسکے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے یہ گھر غائب سے خرید اہے تو خصم قرار پاویگا یہ ہدایہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ گھر پر ملک مطلق کا دعوی کیا یا ایک سال سے خریدنے کا دعوی کیا یا شفعہ کا دعوی کیا پس قابض نے کہا کہ یہ گھر میرا تھا مین نے اسکو فلان شخص کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر کے اسکے سپرد کر دیا پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو وہ خصومت سے بری نہوگا ولیکن اگر مدعی اُسکی تصدیق کرے تو بری ہوگا یا قاضی کو یہ بات معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص سچ کہتا ہے تو خصومت اُس سے دفع ہو جائیگی پس اگر اس مین سے کوئی بات نہو لیکن قابض نے بیع کے گواہ سنائے تو مقبول نہون گے پس اگر اُسپر ڈگری ہوگئی پھر غائب آیا اور قابض سے خریدنے کے وقت اپنے گواہ لایا تو مقبول نہون گے اور اگر ملک مطلق کے گواہ لایا تو مقبول ہون گے اور اگر غائب نے مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے ملک مطلق کے گواہ دیے تو وہ مدعی کے ساتھ متل دو مدعیون کے ہوگیا کہ دونون نے گواہ قائم کیے پھر اگر غائب نے قابض سے ایک مہینہ سے خریدنے کا دعوی کیا تو مدعی کی گواہی کے ابطال کے واسطے مقبول ہون گے اور مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تجھے منظور ہو تو مقر لہ پر اپنے گواہ دوبارہ پیش کر اور اگر مدعی نے کہا کہ یہ فلان شخص کے ہاتھ مین تھا ولیکن مجھے معلوم نہین ہے کہ اُس نے اُسکو دیا ہے یا نہین اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص نے دیا ہے تو ان دونون مین خصومت نہوگی کذا فی الکافی۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر اپنے مالک ہونیکا دعوی کیا پس اُس سے گواہ طلب کیے گئے پس جب دونون مدعی و مدعا علیہ قاضی کے پاس سے چلے گئے تو قابض نے غلام کو تیسرے کے ہاتھ فروخت کیا اور باہم قبضہ ہوگیا پھر مشتری نے بائع کے پاس ودیعت رکھا اور غائب ہوگیا پھر مدعی گواہ لایا پس اگر قاضی کو قابض کی یہ حرکت معلوم ہوگئی یا مدعی نے اسکا اقرار کر دیا تو قابض پر مدعی کے گواہون کی سماعت نہوگی۔ اگر قاضی کو علم نہوا اور نہ مدعی نے اسکا اقرار کیا تو مدعی کے گواہون کی سماعت ہوگی اور اگر قابض نے اپنے اس فعل کے گواہ سُنائے تو مسموع نہون گے ولیکن اگر گواہون

نے یہ گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو سماعت ہوگی اور قابض سے خصومت دفع کی جائے گی۔ اور ہبہ کے ساتھ اگر قبضہ ہوگیا اور صدقہ اس حکم میں بمنزلہ بیع کے ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ اگر ایک گھر پر دعوی کیا اور ایک گواہ سنایا پھر دونوں قاضی کے پاس سے چلے گئے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس آئے اور مدعی دوسرا گواہ لایا اور قابض نے اس امر کے گواہ دیے کہ قاضی کے پاس سے اٹھ کر میں نے یہ گھر فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا ہبہ کر دیا اور اس کے سپرد کر دیا ہے پس اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی اس سے آگاہ ہوا یا قابض کے گواہوں نے گواہی دی کہ مدعی نے اسکا اقرار کیا ہے تو ان دونوں میں خصومت نہوگی اور اگر ان میں سے کوئی بات نہ ہو اور قابض نے اپنے فعل کے گواہ دیے تو قاضی سماعت نہ کریگا اور خصومت اس سے دفع نہوگی۔ اور اگر مدعی نے دعوے کے وقت دونوں گواہ قائم کیے اور ان کی تعدیل ہوگئی پھر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونوں قاضی کے پاس سے اٹھے پھر دیر کے بعد قاضی کے پاس جا کر قابض نے دعوی کیا کہ میں نے یہ گھر قاضی کے پاس سے جا کر فلاں شخص کے ہاتھ فروخت یا ہبہ کر کے اس کے سپرد کر دیا پھر اس نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے اور غائب ہوگیا ہے پس مدعی نے اسکا اقرار کیا یا قاضی کو اسکا علم ہوا تو قابض سے خصومت دفع نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعوے کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے اس کو فلاں شخص غائب کے ہاتھ فروخت کیا ہے تو اس کا دعوی باطل ہوگیا اسی طرح اگر کہا کہ فلاں شخص کے ہاتھ فروخت کیا اور فلاں نے میرے ہاتھ فروخت کیا اور فلاں کا اس کے ہاتھ بیع کرنا اس سے ثابت نہوسکا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ میں نے فلان کے ہاتھ فروخت کیا یا یہ فلاں شخص کی ملک ہے تو مقبول ہونگے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک شخص کے دار مقبوضہ پر ایک شخص نے دعوی کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے دعوی کے دفعیہ میں کہا کہ میں نے اس کو فلاں شخص سے خریدا اور تو نے اس بیع کی اجازت دی ہے تو یہ مدعا علیہ کی ملک کا اقرار نہیں ہے اور نہ اس سے مدعی کا دعوی دفع ہوگا یہ محیط میں لکھا ہے۔ اگر کسی نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر اپنے ملک ہونیکا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے پس قابض نے گواہ سنائے کہ یہ دار فلاں غائب کا ہے اس نے مدعی سے خریدا ہے اور مجھے اسکا وکیل کیا ہے تو منتقی میں مذکور ہے کہ قابض کی گواہی مقبول ہوگی اور وہ وکیل قرار دیا جائیگا اور اس سے خصومت دفع کی جائیگی اور غائب کے ذمہ خریداری لازم کی جائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہے کہ اسنے خریدا ہے اور شفیع نے شفعہ طلب کیا پس مشتری نے کہا کہ میں نے فلاں شخص کے واسطے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے اور اس امر کے گواہ دیے کہ فلاں شخص نے مجھے اس کے خریدنے کے واسطے ایک سال سے وکیل کیا ہے تو فرمایا کہ میں اسکے گواہوں کی گواہی قبول نہ کرونگا یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی مال معین کے تلف ہونے کے بعد اسمیں دعوے واقع ہوا اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ چیز میرے پاس ودیعت یا رہن تھی یا بطور مضاربت یا شرکت کے تھی تو مدعا علیہ کی گواہی قبول نہوگی پھر جب مدعا علیہ پر مدعی کے واسطے قیمت کی ڈگری کر دی گئی اور اس نے قیمت لے لی پھر جب غائب حاضر ہوا اور مدعا علیہ کے قول کی تصدیق کی تو ودیعت اور رہن واجارہ ومضاربت وشرکت کی

صورت مین جو مدعا علیہ نے ضمان دیا ہو وہ غائب سے لیگا اور عاریت و غصب و سرقہ کی صورت مین نہین لے سکتا ہے اور اگر غائب نے قابض کے اقرار کی کہ مجھے ان وجوہات مذکورہ سے پہونچی ہی تکذیب کی تو قابض اُس غائب سے کچھ نہین لے سکتا ہے تا وقتیکہ اجارہ یا ودیعت یا رہن یا شرکت یا مضاربت مین سے جسکا دعوی کیا ہی اُس کے گواہ قائم نہ کرے۔ اور اگر غلام بھاگ گیا پھر مدعی نے اُس شخص پر جس کے ہاتھ سے بھاگا ہی دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے ان وجوہ مذکورہ سے اپنے قبضہ مین ہونیکا دعوی کیا تو اسکا حکم مثل مال معین تلف ہو جانے کے حکم کے ہی۔ پھر اگر غلام لوٹ کر آ گیا تو ودیعت و رہن و اجارہ و شرکت و مضاربت کی صورت مین غائب کی ملک مین واپس آ ئیگا اور چوری و غصب و عاریت کی صورت مین اُس شخص کی ملک مین آ دیگا جسکے قبضہ مین تھا کیونکہ ڈانڈ اُسپر مقصود نہین ہے کذا فی خزانۃ المفتین اور اگر غلام قائم ہو اور اُس کی ایک آنکھ جاتی رہی اور اُس کا ارش لے لیا اور گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہے تو غلام اور ارش مین خصومت نہین ہو سکتی ہی کذا فی الکافی۔ اور اگر باندی تھی وہ بچہ جنی پھر وہ

یعنی اس مدعا علیہ کے ساتھ نہیں ہو سکتی ۱۲

مر گئی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میری باندی ہو میری ملک مین جنی ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ قبل بچہ جننے کے میرے پاس فلان غائب نے ودیعت رکھی ہے تو مدعی کے واسطے باندی کی قیمت کی ڈگری کی جائیگی اور بچہ کی بابت کچھ حکم نہو گا یہانتک کہ غائب حاضر ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص کے غلام مقبوضہ پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کی طرف سے میرے پاس ودیعت ہے پس مدعی نے کہا کہ غلام مجھے دے اور اُس شخص کو حاضر کرتا کہ مین اُسپر گواہ پیش کرون پس غلام دیدیا اور فلان شخص کو بلانے گیا پس غلام مدعی کے قبضہ مین مر گیا پھر وہ شخص غائب آیا اور گواہ لایا کہ غلام میرا ہے مین نے قابض کے پاس ودیعت رکھا تھا اور مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو غائب کی گواہی معتبر ہو گی اور اگر غلام زندہ ہوتا تو مدعی کو حکم کیا جاتا کہ غلام اس غائب کے سپرد کرے پھر اُسپر گواہ قائم کرے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے ہاتھ مین ایک باندی تھی اُس کو ایک غلام نے قتل کیا پس اُس کے عوض دیا گیا اور ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ باندی میری تھی اور قابض نے ودیعت کے گواہ سنائے تو مدعی سے کہا جائیگا کہ اگر تو غلام طلب کرتا ہے تو تجھکو حق خصومت نہین ہی اور اگر قیمت مانگتا ہی تو خصومت کر سکتا ہے یہ کافی مین لکھا ہے۔ اگر قاضی نے قابض پر باندی کی قیمت کی ڈگری کر دی اور مدعی نے قابض سے وصول کر لی پھر غائب آیا اور اُس نے ودیعت کا اقرار کیا تو غلام قابض سے لیگا اور قابض غائب سے وہ مال لیگا جو اُس نے مدعی کو ڈانڈ دیا ہے یعنی باندی کی قیمت۔ اور اگر باندی کو غلام نے قتل نہین کیا بلکہ اُس کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور غلام اُس کے عوض دیدیا گیا تو جبتک غائب حاضر نہو قابض و مدعی مین خصومت نہو گی نہ غلام مین اور نہ باندی مین یہ محیط مین ہی۔ اگر قابض پر اُس کے فعل کا دعوی کیا مثلاً یون کہا کہ تو نے میرے پاس سے باندی غصب کر لی یا مین نے تجھے اجارہ پر دی یا ہبہ کی ہے اور قابض نے کہا کہ مجھے فلان غائب نے ودیعت رکھنے کو دی ہے یا عاریت دی ہے یا مثل اسکے کوئی امر بیان کیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو خصومت اُس سے دفع نہو گی پس اگر غائب حاضر ہوا اور اُس نے اس امر پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ

اپنے دعوے پر نہ قائم کیے اور یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہوگا کذا فی المحیط - ایک شخص نے ایک دار پر اپنی
ملک کا دعویٰ کیا اور یہ کہا کہ قابض نے میرے قبضہ سے غصب کر لیا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرے باپ کا ہی میرے
پاس ودیعت ہے تو خصومت اُس سے دفع نہوگی پس اگر مدعی نے اپنے گواہ قائم کیے اور پھر مدعا علیہ نے اس امر کے
گواہ دیے کہ یہ میرے باپ کا ہے اُس نے مدعی سے خریدا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ مدعا علیہ کے گواہ قبول نہون گے
یہ فتاوی قاضی خان مین ہی - اور اگر مدعی نے کہا کہ تو نے میرے پاس سے چورا لیا ہی یا اس نے چورا لیا ہے تو بھی
خصومت دفع نہوگی اگرچہ قابض نے ودیعت پر گواہ دیے ہون پھر اگر اُس پر ڈگری کردی گئی اور غائب حاضر ہوا
اور اپنی ملک پر گواہ لایا تو مقبول ہون گے یہ کافی مین ہی اور جس صورت مین کہ مدعی نے کہا کہ اس نے میرے پاس سے
چورالی ہی تو قیاس یہ چاہتا ہے کہ قابض سے خصومت دفع ہو جاے بشرطیکہ اپنے دعوے پر گواہ قائم کرے اور یہی قول امام
محمدؒ کا ہی اور استحساناً دفع نہوگی اور یہی قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا ہی یہ محیط مین لکھا ہی - اگر مال معین کا دعوی کیا اور
کہا کہ اس نے غصب کر لیا یا میرے پاس سے لے لیا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرے پاس فلان غائب کی طرف سے
پہونچا ہی بالاجماع خصومت دفع ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُس نے گواہ سنائے
کہ مین اسی قابض کا غلام تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہی اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان شخص کا غلام ہی اُس نے میرے
پاس ودیعت رکھا ہے تو قاضی غلام کی آزادی کا حکم دیگا اور مدعا علیہ سے اس گواہی قائم کرنے سے جو اُس نے قائم
کی ہی خصومت دفع نہوگی یہ ذخیرہ مین ہی پھر اگر مدعا علیہ پر ڈگری ہو گئی پھر غائب آیا اور دعوی کیا تو التفات نہ کیا
جائیگا کیونکہ قضا دونون پر نافذ ہو گئی کذا فی الکافی والمحیطین ذخیرہ کے دعوی العتق مین لکھا ہی کہ ایک غلام نے
ایک شخص پر دعوی کیا کہ مین اس کی ملک تھا اس نے مجھے آزاد کر دیا ہی پس مالک نے کہا کہ مین نے جس وقت اُس کو
آزاد کیا اُس وقت یہ میری ملک نہ تھا کیونکہ مین نے اس کو فلان شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا پھر اُس سے خرید لیا
اور آزاد کرنے سے پہلے بیع کرنے کے گواہ قائم کر دیے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون جھگڑا پیش ہوا کہ مالک نے کہا کہ
مین نے خریدنے سے پہلے تجھے آزاد کر دیا ہے اور غلام نے کہا کہ نہین بعد خریدنے کے آزاد کیا ہی تو غلام کا قول مقبول
ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر قابض پر ایسے فعل کا دعوی کیا کہ جسکے احکام پورے نہین ہوئے ہین مثلاً اُس سے ہزار درم
مین خریدنے کا دعوی کیا اور درم دیدینا اور قبضہ کر لینا بیان نہ کیا پس قابض نے گواہ دیے کہ یہ فلان غائب کا ہے
مجھے اُس نے ودیعت دیا ہے یا مین نے غصب کر لیا ہی تو بالاتفاق خصومت اُس سے دفع نہوگی اور اگر ایسے عقد کا دعوے
کیا کہ جسکے احکام پورے ہو چکے ہین مثلاً خریدنے کے دعوے مین دام دیدینا اور مبیع پر قبضہ کر لینا بیان کر دیا پھر مدعا علیہ نے
گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان غائب کا ہے اُس نے مجھے ودیعت دیا ہے تو اس مین اختلاف ہے بعض نے کہا کہ خصومت دفع
ہو جائے گی اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ مین نے اس کو قابض
سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ مجھے فلان شخص نے ودیعت دیا ہے تو خصومت اُس سے
دفع نہوگی پھر اگر قاضی نے ہنوز مدعی کی ڈگری نہ کی تھی کہ مدعا علیہ کا مقر لہ یعنی غائب حاضر ہوا اور قابض کی

تصدیق کی تو قاضی غلام اُس کو دلوا دیگا پھر اسپر مدعی کی ڈگری کر دیگا اور مدعی سے دوبارہ گواہ پیش نہ کرائے گا
کہ مقرلہ پر دوبارہ پیش کرے اور اگر مالک غلام نے اُس کے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی مین نے اس کو ودیعت دیا
تھا یا ودیعت دینا نہ کہا تو اُس کے گواہ مقبول ہون گے اور مدعی کے گواہ باطل ہو جائین گے پس اگر مالک غلام
نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے اور مدعی نے مالک غلام پر گواہ قائم کیے کہ یہ غلام قابض کا تھا مین نے اس سے اتنے
کو خریدا اور دام دیے ہین پس اگر مالک غلام کی ڈگری ہونے کے بعد مدعی نے یہ گواہ پیش کیے تو مقبول نہون گے اور اگر
ڈگری ہونے سے پہلے پیش کیے تو مقبول ہون گے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر مدعی خرید نے قابض سے خریدنے پر ایک گواہ پیش
کیا اور قابض نے اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہی اُس نے مجھے ودیعت دیا ہے پھر ہنوز مدعی نے دوسرا گواہ قائم نہ کیا تھا
کہ فلان شخص غائب حاضر ہوا اور اُس نے قابض کی تصدیق کی اور قاضی نے قابض کو حکم دیا کہ غائب کو سپرد کر دے
پھر مدعی نے خرید کرنیکا دوسرا گواہ قائم کیا تو اُس کی ڈگری کر دی جائیگی اور فلان شخص پر پہلا گواہ دوبارہ پیش کرنے
کی تکلیف اُسکو نہ دیجائیگی اور اس صورت مین جس پر ڈگری ہوئی وہ قابض ہوگا نہ یہ شخص غائب جو حاضر ہوا ہی یہ محیط
مین ہی۔ مدعی خرید نے اگر قابض پر گواہ نہ قائم کیے یہانتک کہ قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہی پھر مقرلہ حاضر ہوا
اور اُس کے قول کی تصدیق کی اور غلام اُس کو دلایا گیا پھر خرید کے مدعی نے مقرلہ پر گواہ قایم کیے اور ڈگری ہوگئی
تو اس صورت مین جسپر ڈگری ہوئی وہ مقرلہ ہوگا یہ خلاصہ مین ہی ایک شخص نے ایک شخص پر ایک کپڑا جو اُس کے ہاتھ
مین ہے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے میرے پاس سے فلان غائب نے چرا لیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ
یہ میرے پاس فلان غائب کی ودیعت ہے تو قابض سے خصومت دفع نہوگی اور مدعی کی ڈگری کر دی جائے گی اور یہ حکم
استحسانا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ کپڑے پر دعوی کیا کہ یہ میرا کپڑا ہی مجھ سے فلان غائب نے
غصب کر لیا ہے اور اسپر گواہ پیش کیے اور قابض نے کہا کہ میرے پاس اسی فلان غائب نے ودیعت رکھا ہے تو ان
دونون مین خصومت نہوگی اگرچہ قابض نے اپنے پاس ودیعت ہونے کے گواہ نہ پیش کیے ہون یہ محیط مین ہی ایک
شخص نے دعوی کیا کہ مین نے یہ غلام فلان شخص سے خریدا ہی اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی فلان شخص نے ودیعت دیا
تو صرف اُس کے قول سے بدون گواہون کے خصومت دفع ہوگئی ولیکن اگر مدعی گواہ لا دے کہ اُس فلان شخص نے مجھے
اسکے وصول کرنیکا وکیل کیا ہی تو ہو سکتا ہے پس اگر مدعی نے قابض سے ودیعت رکھنے پر قسم طلب کی تو قطعی قسم لی جائیگی
اور اگر قابض نے کہا کہ مجھے فلان شخص کے وکیل نے ودیعت دیا ہی تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی یہ کافی
مین ہے اگر گواہون نے گواہی دی کہ عمرو نے یہ باندی اس کے پاس ودیعت رکھی ہی اور کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ عمرو کو
کس نے دی ہی اور قابض نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے دی ہی تو مدعی و مدعا علیہ مین خصومت نہوگی اور قابض پر قسم
نہ آویگی اور اگر گواہون نے کہا کہ باندی عبد اللہ نے عمرو کو دی ولیکن ہم نہین جانتے ہین کہ اُس قابض کو کس نے دی ہی
اور قابض نے کہا کہ مجھے عمرو نے دی ہے تو خصومت دفع نہوگی پس اگر اُس نے کہا کہ مدعی سے قسم لیجاوے کہ مجھے عمرو نے
اسکو ودیعت نہین دی ہی تو علم پر قسم لیجاوے گی اور اگر مدعی نے درخواست کی کہ مدعا علیہ سے قسم لیجائے کہ عمرو نے اُسکو

لہ قولہ حاضر ہوا اشارہ ہے کہ حاضر ہونے کی حاجت ہے اگر گواہ لاوے تو قبول ہوسکتا ہے ۱۲ م سلہ یعنی دعوی غائب جیسے واسطے قابض نے اقرار کیا کہ یہ فلان غائب کا ہے ۱۲ م

ودیعت دی ہو تو اُس سے قطعی قسم لی جاویگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر غلام نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہو اور قابض نے کہا کہ مجھے اسی شخص مذکور نے ودیعت رکھنے کو یہ غلام دیا ہے تو مقبول ہون گے اور غلام کی گواہی باطل ہو جائیگی اور قیاساً غلام و قابض کے درمیان حیلولہ نہ کیجائیگی اور استحساناً فرق کیا جائیگا اور غلام سے اُس کے نفس کا کفیل لیا جائیگا تا کہ بھاگ نہ جاوے اور جب غائب حاضر ہوا اور غلام نے دوبارہ اُسپر گواہ پیش کیے تو آزاد ہو جائیگا ورنہ وہ غلام کا غلام رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اسی طرح اگر قابض نے گواہ سنائے کہ مجھے فلان دوسرے شخص نے ودیعت رکھنے کو دیا ہے تو بھی وہی حکم ہے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر غلام نے دعوی کیا کہ مین اصلی آزاد ہون تو غلام کا قول معتبر ہوگا پس اگر قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ مملوک ہے اور فلان شخص نے میرے پاس ودیعت رکھا ہی تو مقبول ہون گے اور اگر فقط ودیعت رکھنے کے گواہ سنائے تو مقبول نہون گے بخلاف گھر کی صورت کے کہ اگر ایسا خلاف ہو تو اس کے برخلاف حکم ہی اور اگر قابض نے مملوک ہونے اور ودیعت رکھنے کے گواہ دیے اور غلام نے اصلی آزاد ہونے کے گواہ دیے تو غلام سے کفیل[1] لیکر دونون مین جدائی[2] کر دیجاویگی یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہی پس ایک شخص نے دعوی کیا کہ اس نے میرے ولی کو خطا سے قتل کیا ہی اور قابض نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے اُس نے مجھے ودیعت دیا ہے تو خصومت اس سے دفع ہو جائیگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک شخص پر دعوی کیا کہ مین نے تجھ سے یہ غلام اتنے دامون کو خرید اہے اور بائع بیع سے انکار کرتا ہے پس مدعی نے خرید پر گواہ قائم کیے پس بائع نے دفعیہ مین کہا کہ تو نے یہ غلام بسبب عیب کے مجھے واپس کر دیا اور اس پر گواہ قائم کیے تو ایسا دفعیہ اُسکی طرف سے صحیح ہے اور اُسکے گواہون کی سماعت ہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے میرے ہاتھ یہ باندی فروخت کی اُس نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہرگز نہین فروخت کی پس مشتری نے خریدنے کے گواہ قائم کیے پھر اسکی ایک انگلی زائد پائی اور رد واپس کرنا چاہی پس بائع نے گواہ قائم کیے کہ مین نے تمام عیب سے برارت کر لی ہے تو بائع کے گواہ مقبول نہون گے اور خصاف رحمہ اللہ نے آداب القاضی مین یہ مسئلہ ذکر کر کے کہا کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہون گے کذا فی شرح الجامع للصدر الشہید۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک محدود چیز ہے اُس پر ایک شخص نے دعوی کیا اور کہا کہ یہ میری ملک ہے میرے باپ نے تیرے ہاتھ میرے بالغ ہونے کی حالت مین فروخت کی ہو اور قابض نے کہا کہ تیری نابالغی کی حالت مین فروخت کی ہے تو مدعی کا قول معتبر ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے اپنے[3] سے ایک گھر خرید ا اور اس کے گواہ کر لیے اور لڑکا بالغ ہوا اُس کو نہین معلوم کہ باپ نے کیا کیا ہی پھر باپ نے یہ گھر کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر کے اُس کے سپرد کر دیا پھر اُس لڑکے نے یہ گھر مشتری سے کرایہ پر لیا پھر اُسکو معلوم ہوا کہ باپ نے میرے واسطے خرید ا تھا پس مشتری پر ملک کا دعوی کیا اور کہا کہ میرے باپ نے میری نابالغی مین میرے واسطے یہ گھر اپنے سے خرید دیا تھا اور یہ میری ملک ہے اور اُس کے گواہ سنا دیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوے

[3] یعنی خود بائع ہوا اور میری طرف سے بطور نیابت و ولایت کے مشتری ہوا پس وہی بائع و مشتری ہوا ۱۲ م

[1] یعنی ضامن تا کہ جب حاکم طلب کرے تو وہ اُسکو حاضر کرے اور اگر وہ بھاگ جائے تو اُس سے اُسکا ضمان لے ۱۲ [2] قولہ جدائی یعنی مقدمہ کے فیصلہ

خود ڈھونڈتا ہی کہ تو نے مجھ سے کرایہ پر لیا ہی اور تیرا مجھ سے کرایہ پر لینا یہ اس امر کا اقرار ہی کہ گھر تیرا نہین ہے پھر اپنی ملک
ہونے کا دعوے کرنا تناقض ہے پس یہ مسئلہ ایسا ہے کہ فتوی کے واسطے پیش ہوا تھا اور ایسا واقعہ واقع ہوا تھا پس جواب
مفتیون کے باہم مختلف ہوئے اور صحیح یہ ہے کہ اس قدر سے مدعی کا دعوی دفع نہوگا اور دعوی صحیح ہے اگرچہ
تناقض ثابت ہوتا ہے مگر ایسی چیز مین تناقض ہے کہ جس مین خفاء ہی کذا فی الذخیرہ ایک گھر پر بسبب فلان شخص سے
خریدنے کے ملک کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے بھی اسی فلان شخص سے خریدا ہی اور گواہ قائم کیے
ولیکن مدعی کی تاریخ خرید اس سے سابق ہی پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا دعوی باطل ہی کیونکہ جس تاریخ تو نے خریدنیکا دعوے
کیا ہی اس وقت یہ فلان شخص کے پاس رہن تھا اور وہ تیرے خریدنے پر راضی نہین ہوا اور نہ اجازت دی اور میرا
خرید ناصحیح ہی اسلیئے کہ اسکے بعد جب فک [1] رہن ہو گیا تب مین نے خریدا ہی اور گواہ کیے تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہی یہ فصول عمادیہ
مین ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ مال معین فلان شخص کا ہے اس نے اس قدر درمون کو میرے پاس رہن کیا اور
مین نے اسپر قبضہ کر لیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس سے اس کو خریدا ہے
اور دام دیے ہین تو یہ اس دعوی رہن کا دفعیہ ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی مجموع النوازل مین ہے کہ
ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے مجھ سے باندی خریدی اور وہ ایسی ایسی تھی اتنے دامون کو خریدی اور اسپر
قبضہ کیا اور اس کو ہلاک کر دیا اور اسپر دام ادا کردینا واجب ہین اور یہ اقرار کر چکا ہی اور گواہون نے مدعا علیہ پر اسکے انکار کے بعد ایسی
ہی گواہی دی پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہی کہ ہلاک کرنیکا دعوی کرتا ہی حالانکہ وہ باندی زندہ فلان شہر مین فلان شخص
کے پاس موجود ہی اور گواہ قائم کیے کہ انھون نے گواہی دی کہ ہم نے اس باندی کو زندہ فلان شہر مین موجود دیکھا ہی تو فرمایا کہ اس سے
دفعیہ نہین ہو سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر نسبت ایک دار کے جو اس کے قبضہ مین تھا بشرائط خرید
خریدنیکا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ مین نے اس دار کو اس مدعی سے خریدا تھا پس مدعی نے
اس کے دفعیہ مین بیان کیا کہ جو بیع میرے اور اس کے درمیان قرار پائی تھی ہم نے اسکا اقالہ [2] کر لیا تو یہ دفعیہ صحیح ہی۔ اسی طرح
اگر مدعی نے ابتدا سے مدعا علیہ قابض پر ملک مطلق کا دعوی کیا اور باقی مسئلہ کی یہی صورت ہوئی تو بھی دفعیہ صحیح ہی اور
اسی طرح اگر مدعی نے مدعا علیہ کے جواب مین کہا کہ تو نے اقرار کیا ہی کہ تو نے مجھ سے نہین خریدا تو بھی دفعیہ صحیح ہی کذا فی المحیط
ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر اپنی ملک کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے مدعی سے خریدا ہی اور میرے پاس
اسکے گواہ موجود ہین تو امام محمد رح نے استحسانًا فرمایا کہ مدعا علیہ کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور کفیل لے لیا جائے گا اور
تین دن کی مہلت دیجائیگی پس اگر مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو خیر ورنہ حکم اسپر دیدیا جائیگا یہ فتاوے
قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اس سے پہلے
اقرار کیا ہے کہ تو نے یہ دار میرے ہاتھ فروخت کیا ہے اور مدعی سے قسم لینے کا قصد کیا تو اسکو اختیار ہی اور اگر مدعی کے اس
اقرار پر گواہ دیے تو بھی مقبول ہون گے اور دعوی مدعی مندفع ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک دار پر دعوی کیا کہ میری
ملک ہے کیونکہ مین نے اس کو فلان شخص سے خریدا ہے پس قابض نے کہا کہ نہین میری ملک ہے کیونکہ مین نے

[1] فک رہن ہو گیا یعنی راہن نے مرتہن سے زر رہن دیکر چھوڑا لیا ۱۲ [2] یعنی وہ عقد بیع جو باہم قرار پائی تھی وہ قائم نہ رہی بلکہ توڑ دی گئی ۱۲ م۔

بھی اُسی سے خریدا ہے پس مدعی نے کہا کہ تم دونون کی بیع فسخ ہوگئی تھی پھر مین نے اسکے بعد خریدا ہے اور گواہ قائم کیے تو سماعت
ہوگی اور اگر یہ دعوے مال منقول مین ہو تو بعد بیع کے فسخ ہونے کے دوسری بیع کے واسطے قبضہ شرط ہے (یعنی فلان کے ہاتھ بیع و قابض کے درمیان جو بیع واقع ہوئی ۱۲) - اگر ایک مال
معین کا جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ مین نے سات روز ہوئے کہ فلان شخص سے خریدا ہے اور قابض نے
کہا کہ میری ملک مین ہے مین نے دس روز ہوئے کہ جب سے اسی شخص سے جس سے مدعی خریدنے کا دعوی کرتا ہے خریدا ہے
اور گواہ قائم کیے تو یہ چیز معین اُس شخص کی ہوگی جس کی تاریخ سابق ہو اور اگر پچھلی تاریخ والے نے اُس سے کہا کہ تیری بیع
بطور تلجیہ[له] تھی اور میری بیع بعد اسکے صحیح ہے اور دوسرا اس سے انکار کرتا ہے تو اُسکو قسم لینے کا اختیار ہے یہ فصول عمادیہ
مین ہے - ایک شخص برہان لایا کہ یہ چیز میرے باپ سے مجھے میراث ملی ہے پس مطلوب برہان لایا کہ اس کے باپ نے
زندگی مین اقرار کیا کہ اُس کا اس مین کچھ حق نہین ہے یہ مدعی کے اس اقرار کے گواہ لایا کہ اس نے اپنے باپ کی زندگی
یا موت کے بعد اقرار کیا کہ یہ چیز میرے باپ کی نہ تھی تو مدعی کا دعوے و برہان باطل ہوگی اسی طرح اگر مطلوب نے برہان
پیش کی کہ مدعی نے قبل اپنے دعوے کے اقرار کیا کہ یہ اُسکی نہین ہے یا اُس کی نہ تھی یا اقرار کیا کہ اُسکا اسمین کچھ حق نہین ہے
یا کبھی اُسکا حق نہ تھا اور وہان اُس چیز کا مدعی موجود ہے تو مدعی کی گواہی باطل ہوگی اور اگر وہان کوئی داعیہ دار نہو تو
باطل نہوگی یہ دجیز کردری مین ہے ایک وارث نے اپنے باپ سے میراث پہونچنے کا دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرے باپ نے
اپنی زندگی اور صحت مین فلان شخص کے ہاتھ اسکو بیچا ہے اور مین نے اُسی شخص سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے
تو بعض مشائخ نے کہا کہ صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص نے دار مقبوضہ پر میراث یا ہبہ کی وجہ سے
دعوے کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ اس طرح کیا کہ مین نے اس کو مدعی سے خرید لیا ہے اور مدعی نے اس طور سے دفعیہ
کیا کہ ہم نے اقالہ کر لیا ہے تو دفعیہ کا دفعیہ صحیح ہے یہ وجیز کردری مین ہے - ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُس پر ایک
شخص نے آکے دعوی کیا کہ اُسکا باپ مرگیا اور یہ دار اُس کے واسطے میراث چھوڑا ہے اور گواہ قائم کیے انھون نے گواہی دی
کہ اس مدعی کا باپ مرا درحالیکہ یہ گھر اُس کے قبضہ مین تھا (یعنی میت اسکے باپ ۱۲) پھر اس مدعا علیہ نے اُسکی وفات کے بعد اُس کے ترکہ سے لے لیا
یا اُسکی زندگی مین لے لیا اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ وارث یا اُس کے باپ نے اقرار کیا کہ یہ دار اُسکا نہین ہے تو قاضی حکم
دیگا کہ گھر اس وارث کو دیا جاوے یہ محیط مین ہے - **قال المترجم** عفا اللہ تعالی عنہ اس مسئلہ مین گواہون نے مدعی کے
باپ کی موت کے وقت بظاہر اس کا قبضہ بیان کیا اور ملک نہین کہی لہذا وارث کو دلانا شاید قبضہ کا حکم ہوگا نہ ملک کا واللہ اعلم -
ایک شخص کے قبضہ مین ایک چیز معین ہے اُس پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کی تھی اس نے انتقال کیا اور
میرے واسطے میراث چھوڑی اور قابض نے کہا کہ تیرے باپ نے مجھے ودیعت دیا ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ تیرا باپ
مرگیا یا نہین تو منتقی مین مذکور ہے کہ خصومت دفع نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص نے دوسرے پر زمین
کا دعوے کیا اور یون کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی تھی وہ مرگیا اور میری فلان بہن کے واسطے میراث چھوڑی پھر وہ بہن
میری مرگئی اور مین اُسکا وارث ہون اور گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی پس اگر مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ فلان
عورت اُس شخص مورث سے پہلے مرگئی ہے تو دفعیہ صحیح ہے یہ خلاصہ مین لکھا ہے - عورت نے اپنے شوہر کے وارثون پر

[له] تلجیہ وہ بیع جو فقط ظاہر دکھلانے کے واسطے ہو خواہ بیع یا اقرار یا ہبہ یا مہر ہو ۱۲

میراث اور مہر کا دعوی کیا پس وارثون نے اُس کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ ہمارے باپ نے اپنی موت سے دو برس پہلے اس کو اپنے اوپر حرام کیا ہے اور عورت نے اُنکے دفعیہ مین کہا کہ شوہر نے اپنے مرض الموت مین اقرار کیا ہے کہ مین اُسپر حلال ہون تو یہ دفعیہ صحیح ہے یہ محیط مین ہے ایک عورت نے ایک شخص کے بیٹے پر دعوی کیا کہ مین اس کے باپ کی جورو تھی اُس کے مرتے دم تک اُس کے نکاح مین رہی اور میراث طلب کی اور بیٹے نے انکار کیا پس عورت نے اپنے نکاح کے گواہ قائم کیے پھر لڑکے نے گواہ قائم کیے کہ میرے باپ نے اسکو تین طلاق دیدی تھین اور اُسکے مرنے سے اُسکی عدت گذر گئی تو اس مین اختلاف ہے اور صحیح یہ ہے کہ بیٹے کی گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دعوے کیا کہ میرے باپ کا اسقدر مال تھا اُس نے اس مین سے کچھ نہین لیا اور مر گیا اور یہ سب مال میری میراث مین آیا کیونکہ میرے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ قرضہ جسکا تو دعوی کرتا ہے مجھپر تیرے باپ کا فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا اور فلان شخص نے تیرے باپ کی زندگی مین تمام قرض اُسکو ادا کر دیا اور مدعی نے تصدیق کی کہ قرضہ فلان شخص کی طرف سے کفالت کرنے کی وجہ سے تھا ولیکن فلان شخص کے قرض ادا کر دینے سے انکار کیا پس مدعا علیہ نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیرے باپ نے اپنی زندگی مین کفالت سے باہر کر دیا تھا یا تو نے اُس کے مرنے کے بعد مجھے کفالت سے خارج کیا اور اس قول پر گواہ لایا تو مدعی کا دعوی دفع ہوگا یہ محیط مین ہے۔ دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ میرے باپ کا تجھپر اس قدر مال تھا اُس نے اس مین سے کچھ وصول نہین کیا تھا کہ مر گیا اور یہ سب مجھے میراث مین ملا اس واسطے کہ میرے باپ کا سوا میرے کوئی وارث نہین ہے اور مدعا علیہ نے دفعیہ[1] مین کہا کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی مین فلان شخص کو مجھپر اُترا دیا تھا اور مین نے حوالہ قبول کر لیا اور جو کچھ مجھپر تھا وہ مین نے محتال لہ کو دیدیا اور محتال لہ[2] نے اس سب کی تصدیق کی تو خصومت دفع نہوگی جب تک کہ حوالہ کے گواہ قائم نہ کرے پھر بعد گواہ قائم کرنے کے دعوے و خصومت دفع ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر کسی قدر دینار کا دعوے کیا اس وجہ سے کہ میرے باپ نے تجھے اجارہ مین یہ مال دیا تھا پھر اجارہ فسخ ہو گیا اور میرے باپ نے تجھ سے مال وصول نہین کیا اور مر گیا وہ سب مجھے میراث ملا ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اپنے باپ کی موت کے بعد اقرار کیا ہے کہ تیرے باپ نے مجھ سے یہ مال وصول کر لیا ہے اور گواہ قائم کیے پس گواہون نے گواہی دی کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ میرے باپ نے یہ مال بھر پایا ولیکن بعد موت کے یہ اقرار کرنا بیان نہ کیا تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ اپنی جورو کے ترکہ سے میراث کا دعوی کیا اور کہا کہ اپنے مرتے دم تک وہ میری جورو تھی اور عورت کے وارثون نے اس امر کے گواہ سنائے کہ مدعی نے یون کہا کہ اگر یہ عورت جو مر گئی میری جورو ہوتی تو مین اسکا وارث ہوتا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر وارثون نے یون کہا کہ اس نے اُس عورت کو طلاق دیدی تھی تو دفعیہ صحیح نہین ہے کیونکہ احتمال ہے کہ طلاق رجعی ہو اور رجعی طلاق سے زوجیت قطع نہین ہوتی ہے پس وارث ہو سکتا ہے یہ وجیز کردری و خلاصہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر مہر مقرر کا دعوے کیا اور شوہر نے دفعیہ مین کہا کہ اس عورت نے اقرار کیا ہی کہ نکاح بدون مہر کے

[1] یعنی مدعی کے دعوے دفع کرنے کے وقت بیان کیا ہی ۱۲ [2] وہ شخص جسکے واسطے کسی نے حوالہ یعنی اترائی قبول کی ہو ۱۲

واقع ہوا تو دفعیہ صحیح ہے کذا فی الخلاصہ قلت[1] لانہا ادعت المہر المسمی۔ ایک شخص کے باپ کی جورو کے قبضہ مین ایک گھر ہی
(اور اگر مطلقاً مہر کا دعوی کرتی تو صحیح نہوتا فافہم ۱۲ م)
اُسپر دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کا ترکہ ہے اور عورت نے کہا کہ یہ تیرے باپ کا ترکہ ہے ولیکن قاضی نے میرے ہاتھ مین
بعوض میرے مہر کے فروخت کیا ہے اور تو نابالغ تھا تو یہ دفعیہ صحیح ہے بشرطیکہ گواہون سے یہ امر ثابت ہو یہ محیط مین ہے
ایک شخص مرگیا اور مال اور ایک بیٹی چھوڑی پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ وہ اُسکا غلام تھا اُسے اُسنے آزاد کردیا تھا
پس میت کی ولاء[2] اُسکو پہونچتی ہے اور بیٹی گواہ لائی کہ یہ شخص اصلی آزاد ہے تو دلارالاصل مین مذکور ہے کہ یہ لڑکی کی گواہی
مقبول ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ کہ ایک شخص مرگیا اور دو نابالغ لڑکے چھوڑے اور ہر لڑکے کا قیم علیحدہ ہے
اور ایک قیم کے قبضہ مین ایک گھر ہے کہ اُسکے زعم مین یہ گھر اُس نابالغ کا ہے جو اُس کی ولایت مین ہے اُسپر دوسرے
نابالغ کے قیم نے دعوی کیا کہ یہ دار جو تیرے قبضہ مین ہے اُسکا آدھا اس نابالغ کا ہے جسکا مین قیم ہون بسبب اس کے
کہ یہ سب گھر دونون نابالغون کے باپ کا تھا وہ مرگیا اور دونون کے واسطے میراث چھوڑا ہے پس تو آدھا میرے
حوالہ کرتا کہ مین اپنے نابالغ کی طرف سے اُسکی حفاظت کرون پس قیم مدعا علیہ نے گواہ پیش کیے کہ ان دونون نابالغون
کے باپ نے اپنی زندگی مین اقرار کیا کہ یہ گھر سب اسی نابالغ کی ملک ہے جسکا مین متولی ہون تو مدعی کا دعوی دفع ہو جائیگا پھر
اگر مدعی قیم نے دفعیہ مین اس امر کے گواہ پیش کیے کہ تو نے اس سے پہلے آدھے گھر کا اپنے نابالغ کے واسطے بسبب میراث کے
دعوے کیا تھا اور اب تمام گھر کا اُس کے واسطے اور وجہ سے دعوی کرتا ہے تو بسبب تناقض کے مدعا علیہ قیم کا دعوی دفع ہو جائے گا
یہ ذخیرہ مین ہے۔ نجم الدین نسفیؒ سے دریافت کیا گیا کہ چچا زاد اولاد نے عصبہ ہونے کی جہت سے کسی میت کی میراث کا دعوی
کیا اور دادا تک نام بنام نسب ذکر کرکے اس کے گواہ پیش کیے اور نسب و میراث کے منکر نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ میت
کا دادا فلان شخص ہے علاوہ اُسکے جسکو مدعی نے ثابت کیا ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر مدعی کی گواہی پر حکم قاضی
ہوچکا ہے تو نافذ ہو جائیگا اور مدعی کی گواہی باطل نہوگی اور نہ دعوی دفع ہوگا اور اگر حکم نہین ہوا ہے تو بسبب
تعارض کے قاضی کسی گواہی پر فیصلہ نہ کریگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے میت کی میراث کا دعوی کیا اور بیان کیا کہ مدعی
میت کے باپ کی طرف سے چچا کا بیٹا ہے اور جد اعلیٰ تک نام نسبی ذکر کیے پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی کا باپ اپنی
زندگی مین کہتا تھا کہ مین فلان شخص کا ماں کی طرف سے بھائی ہون نہ باپ کی طرف سے تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول نہوگی
ولیکن اگر مدعا علیہ اس امر کے گواہ قائم کرے کہ کسی قاضی نے ماں کا نسب سوائے اُس شخص کے جسکو مدعی کہتا ہو دوسرے
سے ثبوت کا حکم کیا ہے تو حکم اسکے برخلاف ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے کہ ایک شخص نے کسی دار پر اپنے باپ سے
ارث پہنچنے کی وجہ سے دعوے کیا پھر کسی قدر مال معین پر صلح کرلی پھر مدعا علیہ نے دعوی کیا کہ میرے باپ نے یہ گھر تیرے
باپ سے خریدا ہے تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک انگور کا باغ جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر دعوی کیا کہ یہ
میری ماں کو میرے نانا سے میراث پہونچا ہے اور کہا کہ میرا نام محمد ہے اور میری ماں کا نام حرہ ہے اور اُسکا باپ محمد
بن الحارث بن ساؤج ہو پس مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ پہلے اس سے مدعی کہتا تھا کہ مین عائشہ بنت علی بن الحسین کا
بیٹا ہون تو شمس الاسلام اوزجندی ایسے مسائل مین یہ فتوے دیتے تھے کہ اس سے مدعی کا دعوی مندفع نہوگا اور

[1] مترجم کہتا ہے کہ یہ دفعیہ صحیح اسوجہ سے ہوا کہ عورت مذکورہ نے مہر مسمی کا دعوی کیا ۱۲
[2] یعنی مین اُسکا مولی ہون تو حق ولایت مجھکو حاصل ہی ۱۲ —

مدعا علیہ کی گواہی اُس کے دعوے پر غیر مقبول ہوگی اور اُن کے زمانہ کے بعض مشائخ نے اُن کی تبعیت کی ہی اور ایسا ہی ظہیر الدین مرغینانی فتوے دیتے تھے اور یہی ہمارے نزدیک صواب ہے یہ فصول عمادیہ و محیط و ذخیرہ مین ہے اور علی ہذا اگر کسی شخص نے دعوے کیا کہ میرے باپ علی بن قاسم بن محمد کا تجھ پر اس قدر مال تھا اور اُس نے اُسمین سے کچھ نہین وصول کیا اور مرگیا اور جو کچھ تجھ پر تھا وہ سب مجھے میراث پہونچا اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تیرے زعم مین قاسم کا باپ محمد ہے اور درحقیقت قاسم کا باپ احمد ہے تو یہ مدعی کے دعوے کا دفعیہ نہوگا اور اسی کو شمس الاسلام اور اُن کے زمانہ کے بعض مشائخ نے اختیار کیا ہے اور یہ مسئلہ واقعہ فتوے سے ہے یہ محیط مین ہے - ایک شخص نے اپنے بھائی پر ایک گھر کے نسبت جو اُس کے قبضہ مین ہے شرکت میراث پدری کا دعویٰ کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس گھر مین کچھ حق نہ تھا پھر مدعا علیہ نے دعویٰ کیا کہ مین نے یہ گھر اپنے باپ سے خریدا ہے یا یہ دعویٰ کیا کہ باپ نے یہ گھر میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہے تو اُسکا دعویٰ صحیح ہے اور گواہی مسموع (یعنی مقبول ہی ۱۲) ہے اور اگر کہا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اُسکا اس مین حق نہ تھا تو پھر اُسکا دعویٰ کہ مین نے اپنے باپ سے خریدا ہے مسموع نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے - ایک شخص کے مقبوضہ گھر پر دعویٰ کیا کہ یہ میرے باپ کی میراث ہے پس مدعا علیہ نے مدعی کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ مین نے تیری نابالغی مین باطلاق قاضی اسکو خریدا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے بشرطیکہ یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ بیع نابالغی کی ضرورت یا میت کے قرض ادا کرنے کے واسطے تھی یہ محیط مین ہے - ایک گھر پر دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تیری نابالغی مین یہ گھر تیرے وصی سے اس قدر دامون کو خریدا ہے اور وصی کا نام نہ لیا یا فلان شخص نے تیری نابالغی مین باطلاق قاضی میرے ہاتھ فروخت کیا ہے اور قاضی کا نام نہ لیا تو اُس کے دفعیہ ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہے اور اگر قاضی یا وصی کا نام لے لیا تو بالاتفاق دفعیہ صحیح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - اگر مدعی نے میراث کے دعوے مین کہا کہ میرے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا بھائی اور بہن موجود ہے اور تو نے کہا کہ میرے سواے اُسکا کوئی وارث نہین ہے تو قاضی شمس الاسلام اوزجندی کا فتویٰ مقبول ہے کہ اگر مدعی نے اسکا اقرار کیا تو دعوے اور گواہی دونون باطل ہوگئی اور اگر مدعا علیہ نے اس کو گواہون سے ثابت کرنا چاہا تو گواہون کی سماعت نہوگی اور کتاب الجنایات مین مذکور ہے کہ سماعت ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے فتاوے رشید الدین مین مذکور ہے کہ ایک گھر پر اپنے باپ سے میراث پانے کی وجہ سے ملک کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ تیرے باپ نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ گھر میری یعنی مدعا علیہ کی ملک ہے تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی پس اگر مدعی نے گواہ دیے کہ تو نے اقرار کیا ہے کہ یہ گھر تیرے باپ کی ملک اور اُسکا حق ہے تو اس دفعیہ کی بھی سماعت ہوگی اور دونون دفعیہ جب معارض ٹھہرے تو میراث کی گواہی بلامعارض قبول ہوگی اور اگر مدعا علیہ نے مورث کے اقرار مین تاریخ کا ذکر کیا اور مدعی نے مدعا علیہ کے اقرار مین تاریخ کا ذکر نہین کیا تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص نے ایک محدود پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعویٰ کیا کہ محدود مجھے اور میرے فلان بھائی کو

جو غائب ہے باپ کے ترکہ سے میراث پہونچی ہے پس مدعاعلیہ نے مدعی کے دفعیہ مین کہا کہ تیرے مورث فلان شخص نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ میری یعنی مدعاعلیہ کی ملک ہے تو بعض نے کہا کہ یہ دفعیہ صحیح ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ مین ہی پھر اگر مدعی کا بھائی غائب آیا اور جو دفعیہ مدعاعلیہ نے پیش کیا تھا اسکو اس طور سے دفع کیا کہ مدعاعلیہ نے ہمارے باپ کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہے کہ یہ شے محدود ہمارے باپ کا ترکہ ہے تو یہ مدعاعلیہ کے دعوے کا دفعیہ ہے۔ اور اگر مدعاعلیہ نے ابتدا سے مورث کا اقرار اپنے ملک ہونیکا دعوی نہ کیا بلکہ یہ دعوے کیا کہ وارث نے یہ محدود میری ملک ہونیکا اقرار کیا ہے تو اسکے حکم مین بھی اختلاف ہے بعض مشائخ کے نزدیک یہ دفعیہ ہے اور بعضون نے کہا کہ اس مین تفصیل ضرور ہے یعنی اگر یون کہا کہ تو نے میری ملک ہونیکا اقرار کیا اور مین نے تیری تصدیق کی تو دفعیہ صحیح ہی اور اگر یہ نہ کہا کہ مین نے تیری تصدیق کی تو دفع صحیح نہین ہی پھر اگر دوسرا بھائی غائب آیا اور دعوی کیا کہ مدعاعلیہ نے ہمارے باپکے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ یہ شے محدود ہمارے باپ کا ترکہ ہے تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت نے دعوے کیا کہ مین اس میت کی بیٹی ہون مجھے اس کے ترکہ مین سے اسقدر پہونچتا ہے پس میت کے وارثون نے کہا کہ تو جھوٹی ہے تو نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا کہ (بندہ این مردہ بودم وے مرا آزاد کردہ است) تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک زمین ہے اس پر ایک شخص نے دعوے کیا کہ تو نے مجھ سے یہ زمین خریدی ہے اور مین اسکی بیع اور سپرد کرنے پر مجبور کیا گیا تھا اور اس پر گواہ قائم کرکے زمین واپس لینی چاہی پس مدعاعلیہ نے کہا کہ بات یہی تھی جو تو نے کہی ولیکن جب یہ اکراہ و زبردستی دور ہوگئی تو تو نے یہ بیع میرے ہاتھ اس قدر دامون کو خوشی و رضامندی سے فروخت کردی اور اسپر گواہ قائم کیے تو قاضی مدعاعلیہ کے گواہون پر ڈگری کردیگا اور مدعی کا دعوی دفع ہو جائیگا یہانتک کہ وہ واپس نہین کرسکتا ہے یہ محیط مین ہے ایک شخص نے دوسرے پر ایک زمین کا دعوی کیا کہ مین نے اس سے خریدی ہے اور آخر دعوے مین کہا کہ ایسا ہی مدعاعلیہ نے میرے ہاتھ فروخت کرنیکا اقرار کیا ہے اور مدعاعلیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین اس اقرار بیع مین مجبور کیا گیا تھا تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور ایسا ہی امام ظہیر الدین مرغینانی فتوی دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ اسمین احتمال ہی کہ خوشی سے اس نے بیع کی ہو اور بیع کے اقرار مین مجبور کیا گیا ہو اور مجبوری اگر بیع کے اقرار مین ہو تو اس خوشی سے بیع مین کچھ خلل نہین آتا ہے حتی کہ اگر اسنے بیع اور اقرار دونون مین مجبور کیے جانے کے گواہ دیے تو مقبول ہونگے اور دفعیہ صحیح ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مجبوری سے بیع و سپرد کرنیکا دعوی کیا پس مشتری نے اسکے دفعیہ مین کہا کہ تو نے مجھ سے دام خوشی سے لے لیے یا ہبہ مین زبردستی و اکراہ کا دعوی کیا پس موہوب لہ[1] نے کہا کہ تو نے عوض ہبہ مجھ سے بخوشی لے لیا تو دفعیہ صحیح ہے کذا فی الذخیرہ مجمع النوازل مین ہے کہ شیخ الاسلام عطار بن حمزہ سُغدی سے دریافت کیا گیا کہ ایک نے دوسرے پر یہ بات ثابت کی کہ تو نے خوشی سے میرے واسطے اسقدر مال میرے ملک ہونیکا اقرار کیا ہے اور مدعاعلیہ نے اسکے دفعیہ مین گواہ دیے کہ مین نے مجبوری سے اقرار کیا تھا تو شیخ الاسلام نے فرمایا کہ یہ دفعیہ صحیح ہے اور مجبوری کے گواہون کا قبول ہونا اولی ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعوے کیا پھر کہا کہ ایسا ہی مدعاعلیہ نے

[1] وہ شخص جسکے واسطے ہبہ کرنیوالے نے کوئی چیز ہبہ کی ہو ۱۲

اقرار کیا ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے مجبوری سے اقرار کیا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور مجبور کرنے والے کا نام ونسب ذکر کرنا شرط نہین ہے یہ خلاصہ مین ہے اگر خوشی سے اقرار کرنیکا دعوے کیا اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس تاریخ میرا اقرار مجبوری سے تھا تو مدعا علیہ کی گواہی مقبول ہوگی اور اگر دونون نے تاریخ نہ لکھی یا لکھی مگر دونون مین تفاوت ہے تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ تاتارخانیہ مین ناصری سے منقول ہے ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ بسبب اسکے کہ اسنے فلان شخص کی طرف سے اُسکے حکم سے یا بلاحکم کفالت کی تھی دعویٰ کیا پھر اصیل آیا اور دعویٰ کیا کہ یہ مال مجھپر واجب نہین ہے کیونکہ مین اس مال کے اقرار کرنے پر مجبور کیا گیا تھا تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی ولیکن اگر کفیل نے دعویٰ کیا کہ اصیل نے یہ مال ادا کر دیا یا مدعی نے اس کو بری کر دیا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہی یہ خلاصہ مین ہے ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ کی طرف سے ایک شخص نے کفالت کر لی پھر کفیل نے گواہ سُنائے کہ جن ہزار درم کا مکفول عنہ[1] پر دعویٰ کیا تھا وہ شراب کے دام ہین تو مقبول نہون گے اور اگر اسکے گواہ دیے کہ مکفول لہ نے ایسا اقرار کیا ہے حالانکہ وہ انکار کرتا ہے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر طالب سے قسم لینی چاہے تو التفات نہ کیا جائیگا اور کفیل نے اگر مال ادا کر دیا پھر مکفول عنہ سے لینا چاہا اور طالب غائب ہے پس مکفول عنہ نے کہا کہ یہ مال قمار یا شراب کے دام یا مردار کے دام یا مانند اسکے تھا اور کفیل پر اسکے گواہ قائم کرنے چاہے تو گواہی مقبول نہوگی اور کفیل کو مال ادا کر دینے کا حکم مطلوب کو دیا جائیگا اور اُس سے کہا جائیگا کہ اپنے خصم کو تلاش کر اور اُس سے جھگڑا کر پس اگر طالب مذکور کفیل سے مال لینے سے پہلے حاضر ہوا اور قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ یہ مال شراب کے دام یا اسکے مثل ہی تو کفیل واصیل دونون بری ہوجائینگے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے قرض کے دعوے مین کہا کہ مین دفعیہ پیش کرون گا پس قاضی نے کہا کہ دفعیہ تو ابراء سے ہوتا ہے یا ایفاء سے تو اس مین سے کس کا دعویٰ کرتا ہے اُس نے کہا کہ دونون کا تو شیخ نجم الدین نسفیؒ سے منقول ہی کہ اس مین تناقض نہین ہے بشرطیکہ توفیق کی وجہ بیان کر دے اور وجہ توفیق کی یہ ہی کہ یون کہے کہ تھوڑا مین نے ادا کیا اور تھوڑا اُس نے مجھے معاف کر دیا یا یون کہے کہ مین نے اس کو سب ادا کر دیا تھا پس یہ انکار کر گیا تو مین نے سفارش اُٹھائی پس اس نے مجھے بری کر دیا یا یون کہے کہ اس نے مجھے بری کر دیا تھا یا پھر انکار کر گیا تو مین نے اسکو ادا کر دیا اور بعض نے کہا کہ اس مین تناقض نہین ہے دعویٰ باطل نہوگا اگرچہ توفیق نہ بیان کرے کذا فی الذخیرہ۔ اگر عورت نے شوہر کے وارثون پر مہر مسمیٰ کا دعویٰ کیا اور گواہ پیش کیے اور وارثون نے اُس کے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اقرار کیا تھا کہ نکاح بلا تقرر مہر ہوا تھا اور مہر مثل واجب ہے اور اب تو مہر مسمیٰ[2] کا دعویٰ کرتی ہی ان دونون مین تناقض ہی تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ دفع صحیح نہین ہی اور یہی اصح ہی یہ محیط مین ہے۔ فتاویٰ رشید الدین مین ہی کہ شوہر کے وارثون پر عورت نے مہر کا دعویٰ کیا اور وارثون نے اصل نکاح سے انکار کے بعد خلع واقع ہونے کا دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیرا کچھ مجھپر نہ تھا یا تیری کوئی چیز مجھپر نہ تھی پس مدعی نے مال پر گواہ دیے پھر مدعا علیہ نے ابراء یا ایفاء کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی پس اگر اسکے گواہ دیے تو ثبوت ہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ تیرا کبھی کچھ مجھپر نہ تھا اور مین تجھے نہین پہچانتا ہون اور

[1] وہ شخص جسکی جانب سے کفیل ضامن ہوا ۱۲ [2] یعنی مہر بعدد معین مثلاً دس بیس یا سو پچاس وغیرہ ۱۲ -

باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی اور قدوری نے ہمارے اصحاب سے روایت کیا کہ سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر قرض کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے گواہ قائم کیے کہ تو نے مجھ سے اس مال کے واسطے دس روز کی مہلت لی تھی اور یہ امر تیری طرف سے اس مال کا اقرار ہے اور مدعا علیہ نے کہا کہ تو نے بیس روز ہوئے کہ مجھے اس مال سے بری کر دیا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ نہوگا یہ محیط میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دس دینار کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اس نے کہا کہ (مرا جز سہ دینار در خواست نیست) تو اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ خلاصہ میں ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر سو درم کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے اس مین سے پچاس درم دیدیے ہین تو یہ دفعیہ نہوگا جبتک گواہ گواہی نہ دین کہ اسنے یہ پچاس درم دیے ہین یا ادا کر دیے ہین یہ جواہر الفتاویٰ مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ جس مال کا تو مجھپر دعوےٰ کرتا ہے وہ مال قمار یا ثمن شراب ہے تو سماعت ہوگی اور اگر گواہ دیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہے کسی دوسرے پر کسی قدر دیناروں یا درمونکا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے ادا کر دینے کا دعوےٰ کیا اور گواہ لایا کہ جنھون نے یہ گواہی دی کہ اس مدعا علیہ نے مدعی کو اسقدر درم دیے ہین ولیکن ہمین نہین معلوم کہ کس وجہ سے دیے ہین تو ہمارے بعض مشائخ سے روایت ہے کہ اس سے مدعی کا دعویٰ دفع ہوگا اور قاضی اسکو قبول کریگا اور یہی اشبہ و اقرب الی الصواب ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوےٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے سمرقند کے بازار مین ادا کر دیے ہین اور جب اُس سے گواہ طلب ہوے تو اُس نے کہا کہ میرے پاس گواہ نہین ہین پھر بعد اسکے کہا کہ مین نے فلان گانون مین ادا کیے ہین اور اسکے گواہ سُنائے تو مقبول ہون گے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ کیا کہ مدعی نے مجھے اس دعوے سے بری کیا ہے اور اسکے گواہ دیے پھر مدعی نے دوبارہ دعوےٰ کیا کہ اس نے میرے بری کر دینے کے بعد پھر مال کا اقرار کیا ہے تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر مدعا علیہ نے یون کہا کہ تو نے مجھے اس دعوے سے بری کیا اور مین نے تیری برارت کرنے کو قبول کیا یا تصدیق کی تو پھر مدعی سے دفع الدفع صحیح نہین ہے یعنی دوبارہ مدعا علیہ کے اقرار کا دعویٰ صحیح نہین ہے اور اگر مدعا علیہ نے یہ نہین کہا کہ مین نے برارت قبول کر لی تھی تو مدعی سے دوبارہ دعوےٰ صحیح ہی یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ ایک شخص پر گواہ پیش کیے کہ مین نے دس درم اسکو دیے تھے اُس نے کہا کہ اسواسطے دیے تھے کہ مین فلان شخص کو دیدون پس مین نے فلان شخص کو دیدیے تو یہ دفعیہ صحیح ہی یہ ذخیرہ کردری مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر پچاس دینار کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ مدعا علیہ نے ہر دینار کے عوض پچاس عدالی کے حساب سے عدالی دے لیکن مین نے خط بعوض دیناروں کے لے لیا تو دفعیہ صحیح ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ مجھے تو نے تمام دعوون سے فلان سنہ مین بری کر دیا ہے تو بھی دفعیہ صحیح ہے یہ محیط مین ہے ایک ترکہ مین قرضہ کا دعویٰ کیا پس وارث نے کہا کہ اس نے کچھ ترکہ نہین چھوڑا ہے پس مدعی برہان لایا کہ فلان مال معین ترکہ کے اموال معینہ مین سے اسکے قبضہ مین ہے پس وارث نے

برہان پیش کی کہ میرے باپ نے اسکو ایک شخص غائب کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے تو دفعیہ صحیح ہے اگرچہ مشتری کا نام و نسب ذکر نہ کیا ہو یہ ذخیرہ و جیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے میت کے ترکہ مین دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر جس پر گواہ قائم کیے تھے اُس کے سوا اور دوسرے وارث نے مدعی سے بعض دعوے پر صلح کر لی مثلاً دعویٰ سو دینار کا تھا اور صلح میں دینار پر ہوئی پھر جب بدل صلح کا مطالبہ کیا تو اُس نے کہا کہ مین گواہ دیتا ہون کہ میرے مورث نے تجھے وہ مال ادا کر دیا ہے پس تیرا دعویٰ صحیح نہین ہے باطل ہے پس اگر دفعیہ کا مدعی سوا اُس شخص کے ہے جس نے صلح ٹھہرائی تھی تو سماعت ہوگی اور اگر وہی ہے جس نے صلح کی تھی تو سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک شخص وصی میت کو لایا اور دعویٰ کیا کہ میرے پچاس درم میت پر ہین اور میت نے اپنی زندگی مین میرے پچاس درم قرض لازم ہونیکا اقرار کیا تھا پس وصی میت نے اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا کہ میرے یہ پچاس درم میت پر اس سبب سے ہین کہ مین نے اسکے ہاتھ اپنے سو درم جو کسی شخص ثالث پر تھے فروخت کیے تھے تو وصی کی برہان قبول ہوگی اور یہ دعویٰ مدعی کا دفعیہ ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ تیرے باپ نے میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہی اور مدعا علیہ نے اس سے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعوے پر گواہ دیے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی مین اس وصیت سے رجوع کیا یا یون کہا کہ میرے باپ نے اپنی زندگی مین کہا کہ مین نے ہر وصیت سے جو مین نے وصیت کی تھی رجوع کر لیا تو بعض مشائخ نے کہا کہ اس کی سماعت ہوگی اور یہی صحیح ہے اسیطرح اگر اس امر کے گواہ دیے کہ میرے باپ نے زندگی مین اس وصیت سے انکار کیا ہے تو موافق روایت مبسوط کے یہ دفعیہ ہے اور جامع مین مذکور ہے کہ وصیت کا انکار کرنا وصیت سے رجوع کرنا نہین ہوتا ہے پس بعض مشائخ نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے کہا کہ جو جامع مین مذکور ہے وہ قیاس ہے اور روایت مبسوط کی استحسان ہے یہ محیط مین ہی۔ ترکۂ میت مین اپنے نابالغ کے واسطے تہائی مال کی وصیت کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پس قاضی نے میت کے وارثون پر ڈگری کر دی پھر وارثون نے بطریق دفع کے مدعی پر گواہ قائم کیے کہ اسنے حکم قاضی سے پہلے اقرار کیا ہے کہ میت پر اس قدر قرض ہے کہ تمام ترکہ کو گھیرے ہوے ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور قاضی کا حکم و فرمان باطل ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کے دو لڑکون کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی اور ایک بالغ ہی اور دوسرا نابالغ ہے اور دونون کا باپ زندہ ہے پھر وصیت کرنے والا مرگیا پس نابالغ کے باپ نے وارث موصی پر دعویٰ کیا کہ میت نے اُس کے واسطے وصیت کی ہے اور بالغ نے خود وصیت کا دعوے کیا اور وارث نے دونون کی وصیت سے انکار کیا اور دونون کے دعوے کے دفعیہ مین کہا کہ اس بالغ نے میت کے مرنے کے بعد اقرار کیا ہی کہ میت نے کچھ وصیت نہین کی اسیطرح اس نابالغ کے باپ نے اقرار کیا ہے کہ میت نے میرے نابالغ کے واسطے کچھ وصیت نہین کی تھی پس بعض نے فرمایا کہ یہ بالکل دفعیہ نہین ہے اور یہی اظہر و اشبہ بالفقہ ہے یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی چوپایہ پر بسبب نتاج کے دعویٰ کیا یعنی یہ میری ملک مین بچہ پیدا ہوا ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہے اس لیے کہ تو نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے تو یہ دعویٰ مدعی کا دفعیہ ہے کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ مین نے فلان شخص سے فلان محدود اجارہ طویلہ پر کرایہ لی اور اسپر قبضہ کر لیا اور

حدود بیان کر دیے اور بعد قبض کے مدعا علیہ کے ہاتھ بالمقطعہ اجارہ پر دی اور شرائط ذکر کیے اور اُس سے مال اجارہ کی
درخواست کی پس مستاجر مدعا علیہ نے دفع کیا کہ مین نے یہ محدود دوسرے سے بخیار خریدی ہے اور مدت گذرنے کی وجہ سے
بیع نافذ ہوگئی اور اُجرت ساقط ہوگئی تو کرایہ پر دینے والے کی غیبت مین یہ دفعیہ صحیح نہین ہے یہی مختار ہے کذا فی الخلاصۃ۔
تاک انگور کے دعوے مین اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے مدعی کو اس باغ مین کام کرنے کے واسطے مزدور کیا تھا
تو دفعیہ صحیح ہے اور یہ مدعی کی طرف سے اقرار ہوگا کہ میری ملک یہ تاک نہین ہے اسیطرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مدعی
نے یہ گھر مجھسے کرایہ لیا یا زمین کھیتی کے واسطے لی اور گواہ قائم کیے کہ اس نے کہا کہ (این خانہ رامین اجارہ دہ تا بگیرم) یا
اسنے کہا کہ (این زرد رامین بزرگری دہ) تو یہ دفعیہ ہو سکتا ہے اور یہ اس بات کا اقرار ہوگا کہ اس مین مدعی کی کچھ ملک
نہین ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ابن سماعہ نے فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس نے مجھ سے اس قدر
مال لے لیا ہے اور اُس کو اس طرح بیان کیا کہ شناخت ہوگئی پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ مال
مجھ سے فلان شخص دوسرے نے یعنی سوا اسے مدعا علیہ کے کسی نے لے لیا ہے اور مدعی اس سے انکار کرتا ہے تو یہ دعوے
مدعی کا ابطال نہین ہے اور نہ اُس کے گواہون کا اکذاب ہے اور اگر مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ اس مدعی نے اقرار
کیا ہے کہ فلان وکیل مدعا علیہ نے مجھ سے یہ مال لیا ہے تو یہ دعوی مدعی کا ابطال اور اُسکے گواہون کا اکذاب ہے مشائخ نے فرمایا
کہ مسئلہ مین وکیل سے مراد وہ وکیل ہے جو موکل صاحب قدرت کیطرف سے نہو ورنہ اگر موکل صاحب قدرت ہے تو ضمان مال
موکل پر آویگی اور وہی مدعا علیہ ہے پس وکالت سے مراد امر ہے نہ حقیقت وکالت کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے دوسرے
پر دعوے کیا کہ اس نے میری باندی کے پیٹ مین مارا اور وہ اس ضرب سے مرگئی پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ وہ باندی
بعد مارنے کے بازار کیطرف نکلی تھی تو دفعیہ صحیح نہین ہے ہان اگر یہ امر گواہون سے ثابت کیا کہ بعد مارنے کے وہ صحت پا گئی تھی تو
صحیح ہے اور اگر اس نے اُسکے صحت پانیکے اور اُس نے بعد ضرب کے مرجانے کے گواہ قائم کیے تو گواہان صحت کا قبول ہونا اولی
ہے کذا فی الخلاصۃ۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے میرے باپ کو لات ماری اور وہ اس سے مرگیا اور
اسکے گواہ سُنائے اور ضارب نے گواہ سُنائے کہ وہ اس ضرب سے اچھا ہوگیا تھا تو یہ دعوی مدعی کا دفعیہ صحیح ہے اور بعض نے
کہا کہ اس مین تفصیل ہونا واجب ہے یعنی اگر مدعی نے یہ دعوے کیا تھا کہ اس نے ایک لات ماری اور اس لات کی ضرب سے
وہ مرگیا اور گواہون نے بھی ایسی ہی گواہی دی تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح ہے اور اگر اُس نے یون دعوی کیا کہ اس نے
اسکو لات ماری اور لات کی ضرب سے وہ مرگیا تو یہ دفعیہ مدعا علیہ کا صحیح نہین ہے اور اُسپر ضمان بھرنیکا حکم کیا جائے گا یہ
یعنی دیت جان ۱۲
محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے کیا کہ اس نے میرا بیچ کا اوپر کا دانت توڑ دیا ہے پس مدعا علیہ نے
دفع کیا کہ اسکا یہ دانت تھا ہی نہین تو اس کی سماعت نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک معین مال
ہے اسپر ایک شخص نے ملک[1] مطلق کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے یون دفع کیا کہ یہ معین مال میری ملک ہے اور تو نے
مجھ سے اسکو خریدا تھا پھر ہم نے بیع کا اقالہ کر لیا اور اب آج کے روز یہ میری ملک ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو یہ دفعیہ
نہین ہے کیونکہ مدعی نے ملک مطلق کا دعوی کیا ہے اور ایسی صورت مین مدعی کے گواہون کی گواہی مقبول ہوتی ہے

[1] یعنی یون کہا کہ یہ میری ملک ہے اور اسکے ساتھ اور اسباب لفظ سے بیان نہ کیا جس سے ظاہر ہو کہ اس کی ملک کس طرح سے ہوئی آیا بطور میراث یا ہبہ کے یا بائع کی طرف سے ۱۲

یہ محیط مین ہے ایک شخص ایک مملوک کو لایا اور کہا کہ یہ میری ملک ہے مگر اُس نے تمرد اختیار کیا ہے اور مملوک نے کہا کہ مین
فلان غائب کی ملک ہون تو منتقی مین مذکور ہے کہ اگر غلام اپنے قول پر گواہ لایا تو اُس کے اور مدعی کے درمیان خصومت
نہو گی اور اگر گواہ نہ لایا تو مدعی کے گواہون کی سماعت ہو گی اور اُس کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر غائب آیا تو اُس کو
غلام لینے کی کوئی راہ نہو گی ولیکن اگر اُس نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو پہلے مدعی پر جسکی ڈگری ہو چکی ہے اس
غائب کی ڈگری کر دی جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا اس شخص پر سو من تلی کا
تیل بسبب صحیح واجب ہے پس مدعا علیہ نے دفعیہ مین کہا کہ تو جھوٹا ہے مین نے تجھکو اس تیل کے عوض مین ایک دینار
سُرخ کھرے سونے بخاری سکہ کا دیا ہے تو یہ دفعیہ نہو گا جبتک کہ تیل واجب ہونیکا سبب معلوم نہو کیونکہ جائز ہے کہ تیل
بسبب سلم کے واجب ہوا ہو وے پھر جب اُس کے عوض دینار دیا تو مسلم فیہ کا معاوضہ قبضہ سے پہلے کیا اور یہ جائز نہین
ہے اور اگر تیل بیع ہو اس طرح کہ یہ مقدار معین تیل خرید اہو وے پس جب اُس کے عوض دینار سونے کا دیا حالانکہ وہ
بعینہ قائم ہے تو گویا بیع کو قبضہ سے پہلے فروخت کیا اور یہ بھی جائز نہین ہے پس دفعیہ صحیح نہو گا یہ محیط مین ہی ایک شخص
نے اپنی عورت سے کہا کہ اگر تجھکو فلان وقت نفقہ نہ پہونچے تو تیرا کام ایک طلاق مین تیرے اختیار مین ہی یعنی ایک
طلاق تو اپنے آپ کو دے سکتی ہے پھر شوہر نے کہا کہ مین نے اُس وقت تک اس کو نفقہ پہونچا یا ہے اُس نے دفعیہ کیا
کہ اس نے اقرار کیا ہے کہ اس عورت کو نفقہ نہین پہونچا تو سماعت ہو گی اور اگر عورت نے دفع کیا کہ اس نے اقرار
کیا ہے کہ مین نے نہین دیا تو سماعت نہو گی یہ خلاصہ مین ہی۔ فتاوے نسفی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر دعوے
کیا کہ مین نے تیرے پاس فلان شے معین کہ جسکا نام و وصف یہ ہے اتنے کو رہن کی تھی اور درخواست کی کہ یہ شے معین
حاضر کرے تاکہ مین قرض ادا کر کے اپنے مال کو لے لون اور مدعا علیہ رہن رکھنے اور رہن کرنے دونون سے انکار کرتا ہی
پس مدعی دو گواہ رہن کے لایا اور مدعا علیہ دو گواہ لایا کہ انھون نے گواہی دی کہ مدعی نے اس کے ہاتھ یہ شے معین
اس قدر دامون کو فروخت کی اور دام وصول کر کے بیع اسکے سپرد کر دی تو شیخ رح نے فرمایا کہ یہ دعوی مدعی کا دفعیہ ہے
اور قابض کی گواہی پر حکم ہو گا کیونکہ وہ زیادہ ثبت ہے بسبب اسکے کہ خرید کرنا رہن سے زیادہ موکد ہے یہ محیط مین ہی
ایک شخص نے دوسرے کا چوپایہ لے لیا وہ اُسکے قبضہ مین مر گیا پس چوپایہ کا مالک قاضی کے پاس آیا اور لینے والے
پر دعوی کیا کہ اس نے میرا چوپایہ ناحق لے لیا اور وہ اُسکے پاس مر گیا اور لینے والے نے دفع کیا کہ مین نے چوپایہ حق سے
لیا کیونکہ وہ میری ملک تھا اور اس کے قبضہ مین ناحق تھا تو یہ دفعیہ صحیح ہی اور اگر چوپایہ مرا نہو بلکہ قائم ہو اور مدعی نے
مثل مذکور کے دعوی کیا اور لے لینے والے نے گواہ سُنائے کہ مین نے اُسے لے لیا اس واسطے کہ وہ میری ملک ہے تو گواہی
مقبول ہو گی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ مین بسبب تین طلاق کے اسپر حرام ہون اور
اسکے گواہ پیش کیے پس شوہر نے دفع کیا کہ اس عورت نے خود اقرار کیا ہے کہ مجھے اس نے تین طلاق دین اور میری عدت
گذر گئی اور مین نے دوسرے خاوند سے نکاح کیا اور اُس نے میرے ساتھ وطی کی پھر اُس نے طلاق دی اور پھر مین نے
اس کے ساتھ نکاح کیا ہے اور اب یہ میرے واسطے حلال ہے تو صحیح قول یہ ہی کہ اس طرح کا دفعیہ صحیح ہی یہ محیط مین ہے۔

اگر ایک نے عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ سُنائے اور عورت نے دفعیہ کے طور پر گواہ سُنائے کہ مین نے اس سے خلع[1] کرا لیا تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک نے تاریخ نہ بیان کی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی پس اگر خلع کی تاریخ پیشتر ہو تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہے اور عورت کی گواہی رد کردی جائیگی! اور اگر کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور وہ دعویٰ کرتی ہے کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ یہ عورت مجھپر حرام ہی تو دفعیہ صحیح ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے خلع کے دعوی سے دفع کیا تو صحیح ہی۔ اگر کسی عورت سے نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے دفع کیا کہ مین فلان غائب کی منکوحہ ہون تو یہ دفعیہ صحیح نہین ہے یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر ایک عورت نے کسی مرد پر نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ قائم کیے تو مرد نے گواہ سنائے کہ مجھسے اس نے خلع کرایا ہے پس اُس کے گواہ مقبول ہون گے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے عورت نے نکاح کا دعویٰ کیا اور مرد نے اصل نکاح سے انکار کیا پھر عورت نے گواہ دیے اور نکاح کا حکم ہوگیا پھر اسکے بعد مرد نے گواہ دیے کہ اسنے خلع کرالیا ہے تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عورت کا دعویٰ دفع نہوگا اسلیے کہ مرد کے کلام مین تناقض ہے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ قاضی نے شوہر پر نفقہ فرض کیا اُس نے کہا کہ یہ عورت مجھپر حرام تھی جسوقت کہ نفقہ فرض ہوا ہے تو یہ غیر مسموع ہے اور اگر مرد نے مہر پر خلع کا دعویٰ کیا اور نفقہ عدت کا دعویٰ ہوا تو مسموع ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا اور قبضہ کرلیا پھر ایک شخص نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ پیش کرکے استحقاق مین لے لیا تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کرسکتا ہے پھر قبل اسکے کہ قاضی دام واپس کردینے کا حکم کرے بائع نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے تو بائع کا دعویٰ مسموع نہوگا۔ اور اگر بائع نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مین نے مستحق سے خرید کر پھر مشتری کے ہاتھ فروخت کیا یا اس امر کے کہ یہ غلام میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر مستحق پر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور حکم قاضی جو مستحق کے واسطے ہوچکا ہے باطل ہو جائیگا اور اگر مشتری پر قائم کیے ہین پس اگر اُس وقت قائم کیے کہ جب قاضی نے مشتری کے واسطے ثمن کی ڈگری کردی ہی تو یہ گواہی بائع کی مقبول نہوگی اور اگر اُسوقت قائم کیے کہ مشتری نے بائع سے دام لے لیے مگر قاضی نے حکم نہین دیا ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی۔ اگر غیر مجلس قاضی مین اقرار کیا کہ یہ شے معین میری ملک ہے بسبب اس کے کہ مین نے فلان شخص سے خریدی ہے پھر قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے دفع کیا کہ اسنے ایک بار اقرار کیا ہی کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے تو دفعیہ صحیح ہے پس اگر گواہون سے یہ امر قاضی کے نزدیک ثابت کردے تو مدعی کا دعویٰ دفع ہو جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے قاضی کے سامنے ایک شے معین کا دعویٰ ایسے سبب سے کیا کہ جسکو وہ ثابت نہ کرسکا پھر مدعا علیہ نے یہ شے فروخت کرکے مشتری کے سپرد کردی پھر ایک زمانہ کے بعد مدعی نے اسی شے معین کا دعوے مشتری پر اُسی قاضی کے یا دوسرے قاضی کے سامنے ملک مطلق کے ساتھ کیا پس مشتری نے دفعیہ کیا کہ تو نے میرے بائع پر اس شے معین کا دعوے بسبب خرید کے کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہی تو یہ دفعیہ صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی ایک شخص نے دوسرے پر ایک شے معین کا دعوے بسبب ملک مطلق کے کیا اور مدعا علیہ نے اُسکے دفعیہ مین کہا کہ تو نے اس شے

[1] یعنی عورت نے مال دیکر طلاق کی درخواست کی اور شوہر نے منظور کرکے طلاق دیدی ۱۲ ۔

معین کا دعویٰ اس سے پہلے سبب کے ساتھ کیا تھا اور اب ملک مطلق کا دعویٰ کرتا ہے پس مدعی نے کہا کہ اب بھی مین اُسی سبب کے ساتھ دعوے کرتا ہون اور ملک مطلق کے دعوے کو ترک کرتا ہون تو دوبارہ اُسکا دعویٰ مسموع ہوگا اور مدعا علیہ کا دفعیہ دور ہو جائے گا یہ فصول عمادیہ مین ہے شفعہ کے دعوے مین اگر مشتری نے گواہ سُنائے کہ جس ملک کی وجہ سے مدعی شفعہ کا دعویٰ کرتا ہے وہ فلان شخص کی ملک ہے تو سماعت نہوگی اور اگر اس امر کے گواہ سنائے کہ اسنے اقرار کیا ہے کہ فلان شخص کی ملک ہے پس سماعت ہوگی یہ خلاصہ مین ہے ایک شخص نے ایک گھر پر دعویٰ کیا کہ میرا ہے اور مدعا علیہ کے مورث نے ناحق اسپر اپنا قبضہ کیا پھر مرگیا اور لینے اس وارث مدعا علیہ کے قبضہ مین چھوڑ گیا اور لینے دعوے پر گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے گواہ سُنائے کہ میری مورث فلان نے اس مدعی سے یہ گھر اقالہ رداموں کو قطعی بیع کے ساتھ خریدا تھا اور باہمی قبضہ ہو گیا تھا پھر وہ مرگیا اور مجھے میراث ملا ہے پھر مدعی نے اسکا یون دفعیہ کیا کہ مورث مدعا علیہ نے اقرار کیا تھا کہ میرے اور مدعی کے درمیان جو بیع ہوئی تھی وہ بیع وفا تھی جب دام واپس کرے تو بیع واپس دینی چاہیے اور اسکے گواہ قائم کیے تو امام اجل ظہیر الدین نے فرمایا کہ اس دفعیہ کی سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے بائع سے ہبہ مانگنا یا مول مانگنا صحیح قول کے موافق بائع کی ملک کا اقرار ہے اور زیادات مین لکھا ہے کہ اقرار نہین ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی خزانۃ المفتین زیادات قاضی علاء الدین مین ہے کہ روایت جامع کی صحیح ہے اور مول مانگنے یا ہبہ یا ودیعت یا اجارہ مانگنے پر اقدام کرنا باتفاق الروایات اس امر کا اقرار ہے کہ اس مین اُس کی ملک نہین ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شے معین جو کسی کے قبضہ مین ہے اُسپر دعویٰ کیا کہ یہ میری ہے اور قابض نے میرے واسطے اسکا اقرار کیا ہے پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس نے مجھ سے یہی شے معین ہبہ مین طلب کی تھی تو یہ دفعیہ دعویٰ مدعی کا ہوگا کذا فی المحیط اور جامع مین مذکور ہے کہ اگر مشہود علیہ نے گواہ سنائے کہ مدعی نے دعوے سے پہلے یہ شے مجھ سے خریدنے کے طور پر چکائی تھی تو گواہ مقبول ہون گے اور مدعی کی گواہی باطل ہو جائیگی کیونکہ اس طرح چکانا بائع کی ملک کا اقرار ہے اور چکانے والے کا اقرار ہے کہ میری اس مین ملکیت نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر مدعی نے اس طرح توفیق دینی چاہی کہ یہ شے میری ملک تھی ولیکن اس نے اُسپر قبضہ کر لیا اور مجھے نہ دی پس مین نے اس سے خریدنے کے واسطے چکائی تو اس کی سماعت نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے اس طرح گواہ قائم کرنے کے بعد یون گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے یہ چیز مول لینے کے واسطے چکائی تھی تو یہ گواہی مقبول ہو گی اور پہلا دفعیہ باطل ہو جائیگا کیونکہ جامع کی روایت مین چکانا اُس شخص کے ملک کا اقرار ہوتا ہے جس سے چکاوے پس مدعی نے اس دفعیہ مین یہ دعویٰ کیا کہ مدعا علیہ قابض نے اقرار کیا ہے کہ یہ مدعی کی ملک ہے اور تناقض تصدیق خصم کی وجہ سے باطل ہو گیا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ دونون مین سے ہر ایک نے اپنے اقرار کی تاریخ لکھی ہو اور اگر نہ لکھی ہو تو بھی ہر ایک کا اقرار دوسرے کے اقرار سے مندفع ہوگا پس مدعی کی گواہی ملک مطلق پر باقی رہ گئی اور اس روایت کے موافق جس مین چکانا اس امر کا اقرار ہے کہ اس مین میری ملک نہین ہے تو بھی دفع صحیح ہے کیونکہ قابض کا اقرار ہوا کہ میری ملک نہین ہے اور کوئی اپنی ملک کا مدعی نہین ہے پس مدعی کی ملک کا اقرار ہوا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے غیر مدعا علیہ سے مول مانگنا اس باب مین کہ یہ مدعی کا اقرار ہے کہ میری ملک نہین ہے مدعلیہ سے مول مانگنے کی نظیر ہے حتی کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مدعی نے اس کو فلان شخص سے مول مانگا تھا تو دفعیہ ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک کپڑا استعارہ لیا پھر دعویٰ کیا کہ میری نابالغ

ف یعنی خود اس امر سے عیب کی وجہ سے گھر کو پھیر دیا تھا ۱۲

بیٹی کا ہے تو امالی میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مذکور ہے کہ دعوے کی سماعت ہوگی اور گواہی مقبول ہوگی اور مولف کہتا ہے کہ یہ اُس روایت کے موافق ہے کہ مستعار لینا جس سے لیا ہے اس کی ملک کا اقرار نہیں ہوتا ہے صرف اس امر کا اقرار ہوتا ہے کہ لینے والے کی ملک نہیں ہے یہ فتاوے قاضی خان میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ نخل پر دعوے کیا پس مدعا علیہ نے دفعیہ میں کہا کہ اس نے اس درخت کے پھل خریدنا چاہے تھے تو یہ دفعیہ نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور عقار[1] کے دعوے میں اگر مدعا علیہ نے ایک یا دو بار انکار کیا پھر کہا کہ یہ زمین جو میرے قبضہ میں ہے اُس کی یہ حدیں نہیں ہیں تو یہ دفعیہ صحیح نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ محدود پر دعوی کیا اور اسکی حدود بیان کر دیں پس مدعا علیہ نے کہا (این محدود کہ مدعی دعوی میکند باین حدود ملک من است وحق من است) پھر مدعی نے دوسری مجلس میں بعینہ ان حدود کے ساتھ دوبارہ دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا (در حدود خطا کردہ داین محدود کہ درست من است باین حدود نیست کہ دعوی کردہ) پھر مدعی نے تیسری بار تیسری مجلس میں دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا (آن محدود کہ تو دعوی میکنی بفلان فروختہ بودی پیش ازانکہ دعوی میکردی ومن ازان فلان خریدہ ام) پس بعض نے کہا کہ یہ قول دعوی مدعی کا دفعیہ نہیں ہے اور اُسکا تیسرا قول اُس کے دوسرے قول سے ٹوٹتا ہے اور دوسرا کلام اُسکا تیسرے کلام کے توڑنے کے واسطے معتبر ہے اگرچہ دعوے مدعی کے دفع کے واسطے معتبر نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک گھوڑا مستعار لیا اور وہ مستعیر کے نیچے مر گیا اور اُس کے مالک نے عاریت دینے سے انکار کیا اور مستعیر نے مال دیکر صلح کرلی تو جائز ہے پھر اگر مستعیر نے اسکے بعد عاریت دینے کے گواہ سُنائے تو مقبول ہوں گے اور صلح باطل ہو جائے گی اور اگر اُس نے عاریت دینے والے سے قسم لینا چاہی تو اُسکو اختیار ہے۔ اور منتقی میں چند مسائل مذکور ہیں کہ جو عدم قبول گواہی پر دلالت کرتے ہیں ازانجملہ یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر اپنے باپ سے میراث پہونچنے کا دعوی کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کرلی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے یہ گھر مدعی کے باپ سے اُس کی زندگی میں خریدا ہے یا اس امر کے گواہ دیے کہ اس کے باپ سے فلاں شخص نے خریدا ہے اور میں نے فلاں شخص سے خریدا ہے تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور منتقی میں ہے کہ اگر کسی مدعا علیہ نے کپڑے کے دعوے سے دس درم دیکر صلح کرلی پھر گواہ لایا کہ مدعی نے اقرار کیا ہے کہ میرا اس کپڑے میں کچھ حق نہیں ہے پس اگر گواہوں نے صلح سے پہلے اُس کے اس اقرار کی گواہی دی تو گواہی باطل اور صلح جائز ہے اور اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے بعد صلح کے اُسکا یہ اقرار بیان کیا کہ میرا کپڑے میں کچھ حق نہ تھا تو صلح باطل ہوگی پس اگر قاضی کو یہ بات معلوم ہو کہ اس شخص نے میرے پاس اقرار کیا تھا صلح سے پہلے کہ یہ کپڑا میرا نہیں ہے تو صلح باطل ہے اور قاضی کا علم اس مقام پر بمنزلہ صلح کے بعد اُسکے اقرار کرنے کے ہے بشرطیکہ دعوی ملک واحد سے ہو اگر مثلاً قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ کپڑا ہرگز میرا نہ تھا اور نہ میں نے اپنے باپ سے میراث پایا پھر بعد اسکے آیا اور اپنے باپ سے میراث پانے کا اقرار کیا اور دعوے سوائے وراثت کے کسیطرح ملک کا کیا تو قاضی اس اقرار کی وجہ سے صلح باطل نہ کریگا یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوے کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ ہرگز تیرے مجھپر ہزار درم نہ تھے اور تو نے مجھپر

[1] اراضی و زمین پر اسکا اطلاق ہوتا ہے ۱۲

ہزار درم کا دعویٰ کیا تھا پس مین نے تجھے کل کے روز دیدیے پس مدعی نے کہا کہ تجھپر میرے ہزار درم ہین اور مین نے کچھ وصول نہین کیا پس اُس کے دعوے سے پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اس کے بعد گواہ قائم کیے اُنھون نے گواہی دی کہ ہم نے دیکھا کہ مدعا علیہ نے کل کے روز مدعی کو ہزار درم دیے تو گواہی پر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ صلح جو واقع ہوئی وہ قسم کا فدیہ ہے اور اگر مدعا علیہ نے مدعی سے وقت دعویٰ کے کہا کہ تو نے سچ کہا کہ تیرے ہزار درم مجھپر تھے ولیکن مین نے تجھے کل کے روز ادا کر دیے پس مدعی نے کہا کہ تو نے کچھ نہین ادا کیا ہے پس مدعا علیہ نے ہزار درم اُسکو دیدیے یا ہزار سے پانچ سو درم پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اُنھون نے گواہی دی کہ اس نے ہزار درم کل اسکو دیے ہین تو گواہی جائز ہے اور صلح باطل ہو گئی اور مدعی نے جو دوبارہ لیا ہے وہ واپس دیوے کیونکہ اس صورت مین جب صلح سے پہلے ادا کرنے کا دعوے کیا تو قسم مدعی پر آوے گی اور صلح مدعی کی طرف سے قسم کا فدیہ نہ تھی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ہر مال وصول کرنے کے وکیل نے اگر گواہی سے وکالت ثابت کی اور قاضی نے وکالت کا حکم دیدیا پھر مطلوب نے دعویٰ کیا کہ طالب اس وکیل کے دعویٰ کرنے سے پہلے مر گیا اور یہ وصول نہین کر سکتا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اگر گواہ قائم ہون تو دعوئے مدعی مندفع ہو گا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ایک شخص نے دوسرے پر دعویٰ کیا کہ فلان بن فلان کا تیرے پاس اس قدر مال ہے اور وہ نابالغ ہے اور قاضی نے فلان بن فلان کو اس لڑکے کا وصی مقرر کیا ہے اور وہ لڑکا اُسی قاضی کی ولایت مین ہے پھر اُس وصی نے مجھے تجھ سے نابالغ کا مال وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا ہے اور وہ مال اس قدر ہے اور قاضی نے مدعی کے وکیل ہونے کا بشرائط حکم دیدیا اور مدعی نے مال وصول کر لیا پھر اس کے بعد مدعا علیہ نے ایک روز اسی وکیل پر دعویٰ کیا کہ وہ لڑکا اب بالغ ہو گیا اور اُس نے مجھے وکیل کیا ہے کہ مین تجھ سے وہ مال وصول کرون جو تو نے وصول کیا ہے پس اُس وکیل نے کہا کہ مین نے وہ مال وصی کے پاس بھیجدیا تو بعض نے فرمایا کہ اُس کی تصدیق نہ کی جاویگی یہ محیط مین ہے۔ایک شخص کے قبضہ سے ایک دوکان گواہون سے استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی اور مشتری نے اپنے بائع سے گواہ پیش کر کے اپنے دام لے لیے پھر بائع نے اُس کے اور مستحق[1] کے سامنے گواہ پیش کیے کہ مستحق نے اقرار کیا ہے کہ یہ دوکان بائع کے باپ کی ہے وہ مر گیا ہے اور بائع کے واسطے میراث چھوڑی کہ اس کے سوائے اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور اُس کے باپ نے اپنی زندگی و صحت مین کہا کہ یہ تمام دوکان بسبب صحیح میری ملک ہے اور مستحق نے اقرار کیا کہ میرے قبضہ مین اجارہ کی وجہ سے ہے کچھ میری ملک اس مین نہین ہے اور مین نے تیرے اقرار کی تصدیق کی تھی پھر مین نے اس مشتری کے ہاتھ اس کو فروخت کر دیا اور حکم قاضی مستحق کے واسطے باطل واقع ہوا ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے اور اگر بائع نے یہ نہ کہا بلکہ یون کہا کہ مدعی نے دوکان پر دعویٰ کرنے سے پہلے کہا تھا کہ یہ دوکان جو فلان کے قبضہ مین ہے فلان بن فلان کی ملک ہے اور اب تو دوکان پر اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے اور یہ تناقض ہے تو یہ دفعیہ صحیح ہے کذا فی الذخیرۃ بائع نے مشتری سے دام طلب کیے اس نے کہا کہ تیرا دعویٰ جھوٹا ہے کیونکہ تو نے آزاد کو فروخت کیا ہے کیونکہ تو نے قسم کھائی تھی کہ جب مین کوئی غلام خریدون تو وہ آزاد ہے پھر تو نے قسم کے بعد یہ غلام خریدا پس وہ آزاد ہے حالانکہ تو نے میرے

[1] اپنا حق بیان کرنے والا دعویدار ۱۲

ہاتھ فروخت کیا پس اگر گواہون سے یہ ثابت ہو تو یہ دفعیہ صحیح ہے اسیطرح اگر یون کہا کہ تو نے یون قسم کھائی تھی کہ ہر غلام کہ جو مین خریدون پس وہ آزاد ہے پھر تو نے قسم کے بعد یہ غلام خریدا اور وہ آزاد ہوگیا پھر تو نے میرے ہاتھ فروخت کیا اسیطرح اگر کہا کہ تو نے اس غلام کو میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے آزاد کر دیا ہے تو بھی دفعیہ صحیح ہے اور پچھلی صورت کو زیادات مین بلا ذکر خلاف بیان کیا ہے اور دوسرے مقام پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالی و امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے نقل کیا کہ بائع پر مشتری کی یہ گواہی مقبول نہو گی یہانتک کہ بائع سے ثمن واپس نہین لے سکتا ہے ولیکن غلام مشتری کے اس اقرار کی وجہ سے اسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین لکھا ہی۔

ساتوان باب۔ اُن صورتون کے بیان مین جو مدعاعلیہ کی طرف سے جواب شمار ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین ایک شخص نے دعوے کیا کہ یہ زمین[لہ] میری ملک ہے پس مدعاعلیہ نے جواب دیا کہ تامل کنم و نگاہ کنم تو یہ جواب نہین ہے قاضی اُسکو جواب دہی پر مجبور کریگا کذا فی المحیط۔ اور اگر کہا کہ بہ بنیم یا کہا کہ مرا علم نیست یا کہا کہ نہین جانتا ہون کہ میری ملک ہے یا نہین یا ندانم این مدعی بہ حق من است ترا دروی حق نیست یہ سب جواب نہین ہین کذا فی الخلاصہ اور اگر کہا کہ نہین جانتا ہون کہ یہ چیز ملک اس مدعی کی ہے تو یہ جواب نہین ہے قاضی اسکو جواب دہی پر مجبور کریگا اگر اُس نے جواب نہ دیا تو اُسکو منکر قرار دیگا اور اُسپر گواہی کی سماعت کریگا کذا فی المحیط اور اگر مدعاعلیہ نے کہا کہ این محدود مرا بتو سپردنی نیست یا کہا بتو تسلیم کردنی نیست پس بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہے اور یہی اصح ہے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ایک زمین جو دو شخصون کے قبضہ مین ہے اُسکا دعوی کیا پس دونون نے کہا ده تیر از سہ تیر از زمین ضیاع[ع] ملک ماست و در دست ماست و یک تیر ملک فلان غائب ست و در دست ما امانت است پس یہ جواب تام ہے ولیکن غائب کے حصہ کی خصومت اُن سے دفع نہو گی جبتک کہ ودیعت پر گواہی قائم نہ کرین جیسا کہ معلوم ہوا یہ محیط مین ہے۔ عقار کے دعوے مین ہے اگر کہا کہ یہ محدود میری ملک ہے اور یہ نہ کہا کہ مدعاعلیہ کے قبضہ مین ناحق ہے تو مدعاعلیہ کو جواب دینا لازم نہین ہے اور اگر کہا کہ میری ملک ہے اور مدعاعلیہ کے قبضہ مین مدعی کی ملک اسی کے واسطے ہے پس مدعاعلیہ نے جواب دیا کہ این محدود ملک تو نیست پس اس کی دو صورتین ہین یا یون کہا کہ در دست من است ملک تو نیست تو یہ جواب ہے اور اگر یہ نہ کہا کہ در دست من است تو بعض نے کہا کہ یہ جواب ہے اور یہی اشبہ بالفقہ ہے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا کہ میری ملک ہے مجھ سے اس قابض نے غصب کر لیا ہے پس قابض نے کہا کہ چلگی این خانہ در دست من است بسبب شرعی و مرا باین مدعی سپردنی نیست تو یہ جواب انکار غصب کے حق مین پورا ہے اور حق ملک مین پورا نہین ہے یہ محیط مین ہی۔ ایک منزل پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا پس مدعاعلیہ نے کہا کہ عرصہ ملک من ست تو یہ جواب نہو گا جبتک یہ نہ کہے کہ این عرصہ من است اسیطرح اگر گواہون نے کہا کہ عرصہ اسکی ملک ہے تو یہ کافی نہین ہی جبتک یون نہ کہین کہ یہ عرصہ اسکی ملک ہے یہ دجیز کردری مین ہی۔ ایک شخص نے ایک دار پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا پس مدعاعلیہ نے کہا کہ یہ میرا دار ہے پھر کہا کہ یہ وقف ہے تو یہ جواب تام ہے مدعاعلیہ کی گواہی مقبول ہو گی اسیطرح اگر ابتدا مین کہا کہ یہ دار وقف ہے اور میرے قبضہ مین ولی کے طور پر ہے تو بھی جواب پورا ہے

[لہ] زمین و اراضی کو کہتے ہین ۱۲ –

یہ محیط مین ہی - قرض کے دعوے مین اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مرا تبو چیزی دادنی نیست تو بعض مشائخ کے نزدیک یہ جواب ہے اور یہی اشبہ بالفقہ ہے اور اگر قرض کے دعوے مین جواب یا کہ (مرا علم نیست مرا خبر نیست) یہ جواب نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہی - اگر بیع یا کسی ایسے سبب سے قرضہ کا دعوی کیا اور جواب مین مدعا علیہ نے کہا کہ مرا این مبلغ بدین سبب دادنی نیست تو بعض نے کہا کہ یہ جواب نہین ہے اور بعض نے کہا کہ یہ اصل قرض کا انکار ہے پس وہ اصل قرض کے باب مین خصم قرار پاویگا یہ محیط مین ہی - اگر رب المال کے وارث نے مضارب پر قاضی کے پاس دعوی کیا پس مضارب نے جواب دیا کہ مرا بدین دعوی کہ وے میکند یدی وبکلان وسے چیزے دادنی نیست تو یہ جواب کافی ہے اور قاضی کو اسپر بیان کے واسطے جبر کرنیکا اختیار نہین ہی پس اگر وارثون نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے مورث نے اسکو اسقدر مال مضاربت دیا ہے اور اسنے قبضہ کیا ہے تو اسپر کچھ لازم نہوگا اسیطرح ہر امین کا حال ہی مثل مستودع ومستعیر ومستاجر ووکیل ومستبضع کے ولیکن اسوقت ایسا نہوگا کہ جب ایسی چیز کا دعوی کرے کہ امین پر اسکی ضمان واجب ہو گئی ہی یہ ملتقط مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اس نے کہا کہ من زن این مدعی نیم پس اگر عورت نے اس مدعی کیطرف اشارہ کیا تو جواب ہے ورنہ نہین اور بعض نے کہا کہ جواب ہے یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے دس دینار اپنی بیٹی کے مہر کا دعوی کیا پس شوہر نے کہا انچہ بودہ است دادم تو یہ جواب نہین ہے کیونکہ مدعی نے مقدار معین کا دعوی کیا ہے لیکن قاضی کو شوہر سے کہنا چاہیے کہ جسقدر تو نے ادا کیا ہے اسکے گواہ لا پس جب گواہ لاویگا تو مقدار بیان کرنے کی ضرورت ہوگی تاکہ گواہی صحیح ہو اسیطرح اگر بیع کے دام کا دعوی کیا پس مشتری نے کہا انچہ بودہ است دادم تو اسکا بھی یہی حکم ہے کذا فی الفصول العمادیہ -

آٹھوان باب اُن امور کے بیان مین جنسے دعوے مین تناقض پیدا ہوتا ہے اور جنسے نہین ہوتا ہے - اگر حاکم کے نزدیک مدعی کی طرف سے دو قول متعارض متناقض ثابت ہوے تو دعوے کی سماعت ممنوع ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی تناقض کی وجہ سے جسطرح اپنے واسطے دعوی صحیح نہین رہتا ہی اسیطرح غیر کے واسطے بھی صحیح نہین ہوتا ہے مثلاً اگر کسی نے کوئی مال معین زید کے واسطے ہونیکا اقرار کر دیا پھر جسطرح اپنی ملک ہونیکا دعوی نہین کر سکتا ہی اسی طرح عمرو کے واسطے وکالت وغیرہ کے وسیلہ سے دعوی نہین کر سکتا ہے اور یہ اُس وقت ہے کہ اس شخص سے کوئی ایسا قول پایا جاوے جس سے زید کی ملکیت اُس شے پر ثابت ہوتی ہی اور اگر اُس نے زید کو تمام دعوون سے بری کیا پھر عمرو کیطرف سے وکالت یا وصایت کی وجہ سے دعوی کیا تو سماعت ہوگی یہ خزانۃ المفتیین مین ہی - ایک شخص کے مقبوضہ مال معین پر اپنی ملک کا دعوی کیا پھر اسکے بعد دعوی کیا کہ یہ فلان شخص کا ہے اُس نے مجھے اس مال کی خصومت کے واسطے وکیل کیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور تناقض نہین ہی اور اگر پہلے دعوی کیا کہ یہ چیز فلان شخص کی ملک ہے اُس نے مجھے اسکی خصومت کے واسطے وکیل کیا ہی پھر دعوی کیا کہ یہ میری ہے اور اس کے گواہ قائم کیے تو تناقض ہوگا اور گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر توفیق دے اور کہے کہ یہ پہلے فلان شخص کی تھی کہ اُسنے مجھے وکیل خصومت کیا پھر مین نے اُس سے خرید لی اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے یہ ظہیریہ مین ہی - دعوی کیا کہ یہ شے فلان شخص کی ملک ہے اُس نے مجھے خصومت کے واسطے وکیل کیا ہے پھر دعوی کیا کہ یہ دوسری فلان شخص کی ہی اُس نے مجھے وکیل خصومت مقرر کیا ہی تو دعوی مقبول نہوگا ولیکن جبکہ توفیق دے

اور کہے کہ یہ فلان شخص کی ملک تھی اُس نے مجھے وکیل خصومت کا کیا تھا پھر اُس نے دوسرے کے ہاتھ بیچی اُس نے بھی مجھے اسی واسطے وکیل کیا اور تدارک اسطرح ممکن ہو کہ مجلس سے غائب ہوا پھر ایک مدت کے بعد آیا اور اس امر پر برہان پیش کی چنانچہ حصیری نے اسکو صریح صاف بیان کیا ہے کما فی الجامع کذا فی الوجیز للکردری اور دین اس باب میں مثل مال عین کے ہے کذا فی الظہیریہ وکیل خصومت نے اگر غیر مجلس قضا میں اپنے موکل کیطرف سے یہ اقرار کردیا کہ اُسنے قرضہ وصول کرلیا اور اُسکا کچھ حق اس شخص پر نہیں ہی پھر اسی شخص پر اپنے موکل کے قرض کا دعویٰ کیا تو مقبول نہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اگر وصی نے نابالغ کے بالغ ہونے پر مال اسکے سپرد کردیا پس اس بالغ نے اپنے اوپر گواہ کردیے کہ مین نے جو کچھ اس شخص کے قبضہ میں میرے والد کا ترکہ تھا سب وصول کرلیا اور اُس کے قبضہ مین ترکہ والد سے کچھ قلیل وکثیر باقی نہین رہا بلکہ مین نے اسکو وصول کرلیا پھر اسکے بعد دعویٰ کیا کہ یہ چیز جو اس کے قبضہ مین ہی میرے والد کا ترکہ ہے اور اسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے سب کچھ جو لوگون پر تھا وصول کرلیا پھر ایک شخص پر میت کے قرضہ کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی ایسے ہی اگر اسطرح وارثنے اقرار کیا پھر میت کا قرضہ کسی پر ہونیکا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان میں ہی۔ اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے پھر دعویٰ کیا کہ مین نے اُس سے ہزار درم مین خریدا ہی اور تاریخ نہ بیان کی تو سماعت ہوگی اور اگر یون ملاکر بولا کہ یہ غلام فلان کا ہے کل کے روز مین نے اُس سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے تو استحساناً مقبول ہونگے اور اگر جدا کرکے کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہی پھر چپ ہو رہا پھر کہا کہ کل کے روز مین نے اُس سے خریدا ہے تو سماعت نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا غلام ہی پھر اس قدر توقف کیا کہ اُس سے خرید لینا ممکن ہی پھر گواہ قائم کیے کہ مین نے اُس سے خریدا ہی اور گواہون نے تاریخ نہ بیان کی تو گواہی مقبول ہوگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ فلان شخص کا غلام ہی میرا اس مین کچھ حق نہین ہی پھر کچھ توقف کیا پھر دعویٰ کیا کہ مین نے اُس سے خریدا ہے اور گواہ قائم کیے اگر گواہون نے وقت بیان کیا کہ اس نے اقرار کے بعد خریدا ہی تو گواہی قبول ہوگی ورنہ نہین اسیطرح اگر اقرار کیا کہ یہ غلام فلان شخص کا تھا میرا اس مین حق نہین پھر گواہون نے گواہی دی کہ اس نے اُس سے خریدا ہے پس اگر گواہون نے وقت مقرر کیا کہ بعد اقرار کے خریدا ہے تو جائز ہے ورنہ نہین جائز ہے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک کپڑا دوسرے کے قبضہ مین ہے اُسنے اقرار کیا کہ فلان شخص کا ہی پھر سکوت کے بعد کہا کہ مین نے اسکو اُس کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہے اور اُس شخص نے کہا کہ یہ میرا ہے بدون بیع کے تو گواہی مقبول ہوگی اور اسکا اقرار گواہون کا اکذاب[لہ] نہین ہوگا اور اگر مقر نے کلام ملاکر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے مین نے اُس کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہے تو اُسکا قول مقبول ہوگا اور اُس کے قبضہ سے نہین نکل سکتا مگر اسیطرح جسطرح اُسنے بیان کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک گھر ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسکی نسبت ایک دوسرے شخص نے اقرار کیا اور ملاکر کہا کہ یہ گھر اُسی کا ہی جسکے قبضہ مین ہی مین نے اُس کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کردیا ہے اور قابض نے خریدنے سے انکار کیا اور کہا کہ یہ گھر بدون خریدنے کے میری ملک ہے پس مقر نے اپنے مالک ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور اگر اُس نے کلام ملاکر نہین کہا تو اُسکے گواہ ملکیت پر مقبول نہون گے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے قاضی کے پاس اقرار کیا کہ یہ غلام یا گھر فلان شخص کا ہی ایک ایسے شخص کو بتلایا جو سوا اسکے قابض کے ہے پھر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے مین نے اسکو قابض سے قبل اقرار کے خریدا ہی تو گواہ مقبول نہون گے یہ فتاویٰ

[لہ] اکذاب جھٹلانا دروغ ٹھہرانا ۱۲

قاضی خان مین ہے اگر کہا کہ یہ غلام فلان شخص کا ہے میرا اسمین کچھ حق نہین ہی یا اُسکا چلا آتا ہے میرا اسمین حق نہین ہے پھر کچھ مدت بعد اُس سے خرید لینے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہون گے ولیکن اگر گواہون نے بیان کیا کہ بعد اقرار کے خریدا ہی تو مقبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ تیرا غلام ہے اور مقر لہ نے کہا کہ میرا نہین ہی پھر کہا کہ یہ میرا ہی تو اصل مین مذکور ہے کہ اُسکا نہین ہی اور اگر گواہ پیش کیے تو مقبول نہون گے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کہا کہ مین اپنا حق نہین جانتا ہون مگر بحجت پھر حق کا دعوے کیا یا حجت لایا تو مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر قابض نے کہا کہ یہ میری نہین ہے یا میری ملک نہین ہے یا نہ اسمین میرا حق ہی یا میرا اسمین حق نہین یا میری نہ تھی یا مثل اسکے کہا اور اُسوقت مین اسکا کوئی جھگڑا کرنیوالا نہین ہی پھر ایک شخص نے اس چیز پر دعوی کیا پس قابض نے کہا کہ یہ میری ہی تو صحیح ہی اور اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر قابض کے یہ الفاظ کہتے وقت کوئی تنازع کرنے والا تھا تو روایت جامع کے موافق یہ الفاظ کہنا تنازع کی ملکیت کا اقرار ہی اور روایت اصل کے موافق تنازع کی ملک کا اقرار نہین ہی ولیکن قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ کیا یہ مدعی کی ملک ہے پس اگر اقرار کیا تو سپرد کر دینے کا حکم دیگا اور اگر انکار کیا تو مدعی کو گواہ قائم کرنیکا حکم کریگا۔ اور اگر سوائے قابض کے کسی شخص نے ایسا اقرار کیا تو شیخ الاسلام نے شرح الجامع مین ذکر کیا کہ یہ قول اُسکا کہ یہ میری ملک نہین ہی یا یہ میری ملک کبھی نہ تھی آیندہ اسکو دعوی کرنے سے مانع ہی کیونکہ تناقض لازم آتا ہی اور یہ کہنا کہ قابض کو اسواسطے دعوی ملک کا مانع نہوا کہ اُسکا قبضہ موجود تھا شرح جامع مین یون مذکور ہی کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے مدعی کے اس اقرار کے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میری ملک نہین ہی یا میرا نہ تھا تو (یعنے اوپر مذکور ہوا کہ اس کا ملک کا دعوی بعد ان الفاظ کہنے کے صحیح ہے ۱۲) مدعی کی گواہی دفع ہو جائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی شوہر نے کہا کہ یہ لڑکا میرا نہین ہی اُسکی نفی کی پھر قاضی نے دونون سے لعان کرایا اور نسب لڑکے کا ملاعن سے منقطع ہوگیا پھر کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی تو اُس کی تصدیق کی جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی جامع مین ہی کہ وارث نے اقرار کیا کہ یہ شے معین میرے مورث کی ملک نہ تھی بلکہ اُس کے پاس فلان شخص کی ودیعت تھی پھر برہان لایا کہ یہ میرے مورث کی ہی اُسکے مرنے کے بعد یا زندگی مین اس مدعا علیہ نے لے لی ہی تو وارث کو دلائی جائیگی بشرطیکہ وہ امین ہو یہانتک کہ ودیعت رکھنے والا آوے ورنہ کسی عادل کے قبضہ مین دے دیجائیگی اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ کسی معلوم کی ملک ہونیکا اقرار کیا ہو اور اگر یون کہا کہ یہ شے میرے مورث کی نہین ہی پھر اپنے مورث کی ملکیت ہونے کا اقرار کیا تو وارث کو دیجائیگی جبکہ اُسکا کوئی مطالبہ کرنیوالا نہ پیدا ہو یہ وجیز کردری مین ہی ہشام نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ ایک شخص نے کہا کہ صوبہ رے مین کسی دار یا زمین مین میرا کچھ حق نہین ہی پھر رے کے کسی گھر پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے دعوی کیا کہ یہ میرا ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ گواہ مقبول ہونگے (یعنے اتنی مدت تک غالب گمان ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی مطالبہ کرنیوالا ہوتا تو آتا ۱۲) اور اگر یون کہا کہ رے کے فلان گاؤن مین فلان شخص کے قبضہ مین میرا کوئی دار یا زمین نہین ہی اور نہ میرا حق اور نہ دعوی ہی پھر گواہ قائم کیے کہ یہ چیز اُسی گاؤن مین اُسی شخص کے قبضہ مین میری ہی تو گواہ مقبول نہون گے ولیکن اُسوقت مقبول ہون گے کہ گواہ یہ گواہی دین کہ اُس شخص نے اپنے اقرار کے بعد اُس سے یہ چیز لے لی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر یون کہا کہ میرا فلان شخص کے قبضہ مین نہ کوئی گھر ہی نہ حق ہے نہ بیت ہے اور کسی گاؤن یا قصبہ کی طرف نسبت نہ کیا پھر دعوی کیا کہ میرا اسی شخص کیطرف رے کے فلان گاؤن مین حق ہی تو گواہی مقبول نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی اور نوادر ہشام مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ میرا اس دار مین نہ حق ہی نہ خصومت نہ مطالبہ ہے پھر آیا اور بیان کیا کہ مین فلان شخص کیطرف سے اس دار کے دعوے کا

وکیل ہون تو مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے ایک شخص پر دوسرے نے دعوی کیا کہ اس گھر مین میرا حق شرکت ہے کیونکہ یہ باپ کی میراث ہے پس مدعا علیہ نے انکار کیا اور کہا کہ میرے باپ کا اس مین کچھ حق نہ تھا پھر خود دعوی کیا کہ مین نے اسکو اپنے باپ سے خرید لیا ہے یا باپ نے میرے ملک ہونیکا اقرار کیا ہے تو دعوے صحیح اور گواہی مسموع ہوگی کیونکہ وہ کہہ سکتا ہے کہ بعد میرے خرید لینے کے میرے باپ کا اسمین کچھ حق نہ تھا اور اگر یون کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا تو پھر باپ سے خریدنیکا دعوی مسموع نہوگا کیونکہ اسمین تناقض[1] ہے اور باپ نے اس کے لیے اقرار کیا تو یہ دعوی مسموع ہوگا کہ اسمین تناقض نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اس کے قبضہ مین اس قدر مال شرکت ہے پھر مدعا علیہ نے شرکت سے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے یہ مال مدعی کو دیدینے کا دعوی کیا پس اگر بالکل شرکت سے انکار کیا تھا کہ ہمارے اسکے شرکت بالکل نہ تھی اور نہ مین نے کچھ مال اسکو دیا ہے تو پھر مال دیدینے کا دعوی بسبب تناقض کے مسموع نہوگا اور اگر فی الحال شرکت مال سے انکار کیا کہ ہمارے تیرے شرکت نہین اور نہ میرے پاس تیرا مال شرکت موجود ہے تو پھر مال دیدینے کا دعوی مسموع ہوگا کیونکہ یہان تناقض نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص پر دوسرے نے دعوی کیا کہ مین تیرا بھائی ہون اور اسپر نفقہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میرا بھائی نہین ہے پھر مدعی مر گیا اور مدعا علیہ نے میراث کا دعوی کیا اور کہا کہ وہ میرا بھائی تھا تو یہ مقبول نہ ہوگا اور اگر بجاے بھائی کے دعوے کے بیٹے ہونیکا دعوی ہو یا باپ ہونیکا دعوی ہو تو مقبول ہوگا اور میراث کا حکم دیا جائیگا[2] یہ فتاوے صغری مین ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ مین نے قابض کے باپ سے یہ دار خریدا تھا اور قابض نے کہا کہ میرے باپ کا اسمین کچھ حق نہ تھا پھر جب مدعی نے میت سے یہ دار خریدنے کے درحالیکہ میت مالک تھا گواہ سنائے تو قابض نے اپنے باپ سے یہ دار خریدنے کے گواہ سنائے تو اس کے گواہ مقبول ہون گے اور اگر قابض نے یون کہا تھا کہ یہ میرے باپ کا کبھی نہ تھا یا کبھی اس مین اسکا حق نہ تھا اور پھر مدعی کے گواہ پیش کرنے پر موافق مذکور کے اسنے بھی خریدنیکے گواہ پیش کیے تو اسکے گواہ مقبول نہون گے اور اگر اسکے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسکے باپ نے اسکے ملک ہونیکا اپنی زندگی مین اقرار کیا ہے تو مقبول ہون گے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اس نے کہا کہ تیرا ہرگز مجھپر کچھ نہ تھا پھر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو ادا کر دیا تو مقبول ہون گے اور اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کسی شے مین کچھ معاملہ نہ تھا تو ادا کردینے کے گواہ مقبول نہون گے۔ اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر کہا کہ میرے تیرے درمیان کوئی معاملہ نہین پڑا ولیکن میرے ان گواہون نے مجھے خبر دی کہ اس نے تجھپر حق کا دعوی کیا پھر کہا کہ گواہ رہو کہ مین نے اسکو بری کیا اور میرے اسکے درمیان معاملہ نہین پڑا تو مقبول ہون گے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مدعا علیہ نے اولاً کہا کہ اسکا مجھپر ہرگز کبھی نہ تھا اور مین اسکو نہین پہچانتا ہون پھر جب مدعی نے گواہ مال قائم کیے تو اس نے ادا سے مال کے گواہ دیے تو موافق ظاہر الروایت کے مقبول نہون گے کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے میرے ہاتھ یہ باندی ہزار درم کو بیچی اور قابض نے کہا کہ مین نے ہرگز نہین بیچی پھر مدعی نے گواہ خرید قائم کرکے ڈگری کرائی پھر اسکی ایک انگلی زائد پاکر بائع کو پھیرنا چاہی پس اس نے کہا کہ مین نے ہر عیب سے بریت کر لی ہے تو اس امر پر اسکی گواہی مقبول نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص پر نکاح کا دعوی کیا پس مرد نے کہا کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین ہے پھر جب عورت نے نکاح

[1] یعنی قول اول قول ثانی سے ٹوٹتا باطل ہوتا ہے ۱۲ [2] صورت اول مین نسب کی نسبت غیر کی جانب ہے اور صورت ثانی مین نسب کی نسبت خود اسی کی ذات کی طرف ہے نہ غیر کی طرف ۱۲

کے گواہ دیے تو مرد نے خلع کرا لینے کے گواہ دیے تو مرد کے گواہ مقبول ہون گے اور اگر مرد نے اپنے انکار مین یون کہا کہ ہمارے درمیان کبھی نکاح نہ تھا یا کہا کہ مین نے اس سے ہرگز کبھی نکاح نہین کیا پھر جب عورت نے نکاح کے گواہ دیے تو اس نے خلع کرا لینے کے گواہ دیے تو مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مثل بیع کے اسکا حکم ہونا چاہیے چنانچہ بیع مین ایسے انکار کے بعد برات عیب کے گواہ نامقبول ہین اسیطرح خلع بھی ہمارے نزدیک طلاق ہے اور طلاق چاہتا ہے کہ سابق مین نکاح ہو پس بعد انکار اصل نکاح کے خلع کا دعوےٰ کرنا تناقض ہے مسموع نہو گا کذا فی فتاوےٰ قاضی خان - ایک عورت نے مرد پر دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ سے نکاح کیا ہے اور مرد نے انکار کیا پھر مرد نے اس سے نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ دیے تو قبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر عورت نے خلع کے بعد تین طلاق دیدینے کے گواہ سنائے تو اسکو بدل خلع پھیر لینے کا اختیار ہو گا اگرچہ دعوے مین تناقض ہے اسیطرح اگر مرد نے اپنی جورو کے بھائی سے اسکی میراث تقسیم کرالی اور بھائی نے اقرار کیا کہ یہ شخص اس عورت کا وارث ہے پھر بھائی نے گواہ دیے کہ اسنے عورت کو تین طلاق دیدی تھین تو مقبول ہون گے اور جو کچھ مرد نے لیا ہے وہ عورت کا بھائی واپس لیگا - اسیطرح اگر باندی مکاتبہ نے بدل کتابت دیدیا پھر گواہ دیے کہ مالک نے کتابت سے پہلے اسکو آزاد کر دیا تھا تو مقبول ہون گے اور یہی حکم غلام مکاتب کا ہے - اسیطرح عورت نے اگر وارثان شوہر سے میراث تقسیم کرالی اور وہ سب بالغ ہین انھون نے اقرار کیا ہے کہ یہ عورت میت کی زوجہ ہے پھر انھون نے گواہ پائے کہ مرد نے اپنی صحت زندگی مین اسکو تین طلاق دی تھین تو وہ لوگ عورت سے تمام حصہ میراث جو اس نے لیا ہے واپس لینگے یہ فصول عمادیہ مین لکھا ہے چند لوگون نے اپنے باپ کی میراث مین ایک گھر پایا اور باہم رضامندی سے بانٹ لیا پھر ایک نے انمین سے دعویٰ کیا کہ باپ نے اسقدر گھر مجھے صدقہ کر دیا یا میرے نابالغ لڑکے کو صدقہ دیا تھا اور وہ نابالغ مر گیا اور مین اسکا وارث ہوا تو اس کا دعویٰ و گواہی باطل و مردود ہے اور اگر اپنے باپ پر قرضہ کا اسطرح دعویٰ کیا تو دعویٰ صحیح و گواہی مقبول ہو گی یہ ذخیرہ مین ہے اگر وارثون نے گھر تقسیم کر لیا اور عورت اسکی مقر ہے اور اسکو آٹھوان حصہ پہونچا پس اسکے واسطے کچھ زمین جدا کر دی پھر عورت نے دعویٰ کیا کہ شوہر نے اپنی صحت مین مجھے یہ زمین صدقہ دی یا مین نے اپنے مہر کے عوض اس سے خرید لی ہے تو اسکی گواہی نامقبول ہے اسیطرح اگر وارثون نے زمین تقسیم کر لی اور ہر ایک کو کسی قدر زمین ملی اور یہی تمام میراث ان کے باپ کی ہے پھر ایک نے دوسرے کے حصہ مین کسی درخت یا عمارت کا دعویٰ کیا اور زعم کیا کہ مین نے ہی اسکو بنایا یا بویا ہے اور اسکے گواہ دیے تو قبول نہون گے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہے - اگر کسی ایک وارث نے اقرار کیا کہ یہ شے محدود ہمارے باپ کی میراث ہے پھر دعویٰ کیا کہ باپ نے میرے فلان لڑکے کے واسطے اسکی وصیت کر دی ہے اور اسکے گواہ دیے تو بعض نے کہا گواہی نامقبول ہے اور وہ تناقض ہو گا اور یہی اظہر ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ فلان شخص مر گیا اور یہ دار یا زمین میراث چھوڑی بعد اسکے دعویٰ کیا کہ میرے واسطے تہائی مال کی وصیت کی ہے اور گواہی گذرانی تو مقبول ہو گی اور میراث کے اقرار کرنے سے وصیت کے دعوے سے باہر نہو گا اسیطرح اگر میت کیطرف کچھ قرض کا دعوےٰ کیا تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح اگر سب وارثون نے اقرار کیا کہ یہ مواضع ہمارے درمیان ہمارے باپ کیطرف سے میراث ہین پھر ایک نے دعویٰ کیا کہ اسمین سے تہائی کی باپ نے میرے فلان نابالغ بیٹے کے واسطے وصیت کی ہے اور گواہ اسکے دیے تو مقبول ہون گے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہے

ایک شخص نے دوسرے سے باجارہ طویلہ مرسومہ ایک شے محدود اجارہ پر لی اور دوسرے کو بالمقطع اجارہ پر دی اور دوسرے متاجر نے قبضہ کا اقرار کیا پھر پہلے متاجر اور دوسرے متاجر نے باہم اجارۂ ثانیہ فسخ کرلیا اور پہلے متاجر نے دوسرے سے بالمقطع جسپر اجارہ قرار پایا تھا طلب کیا پس دوسرے متاجر نے کہا کہ یہ محدود دوسرے اجارہ سے آج تک پہلے متاجر کے قبضہ مین ہے مجھپر مال مقطع واجب نہین ہے اور گواہ قائم کیے تو صحیح مذہب یہ ہے کہ یہ دعویٰ غیر صحیح اور گواہی غیر مقبول ہوگی کیونکہ تناقض واقع ہوا ہے اور اگر پہلے متاجر نے دوسرے متاجر کے اس محدود پر قبضہ کرنے کے گواہ دیے اور دوسرے نے اس امر کے گواہ دیے کہ پوری مدت یہ چیز پہلے متاجر کے قبضہ مین رہی ہے تو پہلے متاجر کے گواہ اولی ہین۔ شیخ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک میت کے ترکہ مین قرض کا دعویٰ کیا اور وارث نے تصدیق کرکے ایفاے قرض کی ضمانت کرلی پھر وارث نے اسکے بعد دعویٰ کیا کہ میت نے اپنی زندگی مین یہ مال ادا کردیا ہے اور اس کو گواہون سے ثابت کرنا چاہا تو شیخ رح نے فرمایا کہ دعویٰ صحیح ہے اور گواہی غیر مسموع ہے یہ محیط مین لکھا ہے۔ امام ظہیر الدین سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے اپنی عورت سے خلع کیا اور اسی مجلس مین کہا کہ مرا اندرین خانہ ہیچ چیز نیست پھر کسی شے کا متاع بیت یا قماش سے دعویٰ کیا تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر مدعی کہتا ہے کہ وقت اقرار کے یہ چیز اس گھر مین تھی تو دعوے کی سماعت نہوگی اور اگر کہتا ہے کہ نہین تھی تو سماعت ہوگی۔ جامع مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین قلیل وکثیر وغلام ومتاع سے ہے سب فلان شخص کی ہے تو اقرار صحیح ہے پھر اگر مقرلہ آیا اور کسی غلام کو مقر کے ہاتھ سے لینا چاہا اور دونون مین اختلاف ہوا مقرلہ نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے ہاتھ مین تھا اور مقر نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے بعد اقرار کے اسکو خریدا ہے تو مقر کا قول لیا جائیگا ولا اس صورت مین کہ مقرلہ اسکے گواہ لاوے کہ اس کے ہاتھ مین اقرار کے وقت تھا اور موافق روایت جامع کے مذکور ہے کہ جو کچھ میری دوکان مین ہے فلان شخص کا ہے پھر بعد چند روز کے دوکان مین کسی شے کا دعویٰ کیا کہ مین نے اسکو بعد اقرار کے دوکان مین رکھدیا ہے تو تصدیق کی جائیگی اور بعض روایت مین ہے کہ تصدیق نہ کی جائیگی مولانا رضی نے فرمایا کہ یہ روایت جامع کی روایت کے مخالف ہے اور مشائخ نے اس دوسری روایت کی تاویل یون بیان کی ہے کہ یہ اس صورت مین ہے کہ اقرار کے بعد صرف اتنا عرصہ گذرا کہ ایسی چیز اتنے عرصہ مین یقیناً دوکان مین نہین لاکر رکھ سکتا ہے تو اس دعوے مین اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اور مسئلہ جامع مین ہے کہ اگر مقر نے اس قدر زمانے مین اپنی ملک پیدا ہوجانے کا دعویٰ کیا کہ اتنی دیر مین ملک پیدا ہوجانا متصور نہین ہے تو اسکا یہ قول کہ مین بعد اقرار کے مالک ہوا ہون مقبول نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر دعویٰ کیا کہ یہ چیز میری ہے اور کچھ نہ کہا تو دعوے کی سماعت ہوگی جبکہ اسکا دعویٰ اس مجلس مین نہو مولانا رضی نے فرمایا کہ جامع کبیر مین مذکور ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ فلان شخص کی طرف میرا کچھ حق نہین ہے یا کہا کہ فلان شخص کے قبضہ مین میرا کچھ حق نہین ہے پھر اس نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام جو مقرلہ کے قبضہ مین ہے وہ اس نے مجھ سے غصب کرلیا ہے یا اسپر قرض کا دعویٰ کیا تو گواہی مقبول نہوگی جبتک کہ گواہ یہ گواہی نہ دین کہ اس نے اقرار کے بعد غصب کیا یا اقرار کے بعد قرض پیدا ہوا ہے اسیطرح اگر کسی نے دوسرے کو برات نامہ لکھدیا کہ میرا کچھ حق تیری طرف کسی عین یا دین یا ترکہ مین نہین ہے پھر گواہ قائم کیے کہ مین نے یہ غلام اس شخص سے خریدا ہے یعنی اس شخص کا نام لیا جسکو بری کیا تھا یا اسپر ہزار درم قرض کا دعویٰ

کیا تو مقبول نہون گے مگر جبکہ اقرار کے بعد کی تاریخ مین ایسا ہونے کا دعویٰ کرے مولانا رضؓ نے فرمایا کہ علیٰ ہذا چاہیے کہ شوہر کا دعویٰ بعد اقرار کے مسموع نہو مگر جبکہ یہ دعویٰ کرے کہ یہ متاع اقرار کے وقت گھر مین موجود نہ تھی ولیکن اگر مطلقاً دعویٰ کرے تو سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہی قلیل و کثیر سب فلان شخص کا ہے پھر چند روز توقف کیا پھر فلان شخص اُسکو حاضر لایا تا کہ جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہی سب لے لیں مدعا علیہ نے ایک غلام پر جو اُسکے قبضہ مین ہی اپنی ملک ہونیکا دعویٰ کیا کہ بعد اقرار کے مین اُسکا مالک ہوا ہون اور مدعی نے کہا کہ اقرار کے وقت تیرے قبضہ مین تھا تو مدعا علیہ کا قول لیا جائیگا اور غلام اُسی کا ہوگا مگر اُس صورت مین کہ مدعی گواہ دے کہ یہ غلام اسکے قبضہ مین اقرار کے وقت موجود تھا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین پھر کہا کہ مین نے قبل اقرار کے اُسکو ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول نہون گے اور اگر اپنے اقرار کے ساتھ ملا کر اُس نے دعویٰ کیا کہ مین نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین تو استحساناً گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہی - اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم تھے پھر اقرار سے ملا کر یا الگ یہ دعویٰ کیا کہ مین نے قبل اقرار کے ادا کر دیے ہین اور اُسپر گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے یہ ذخیرہ مین ہی - ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص پر دس ہزار درم کا دعویٰ کیا گیا تھا اُس نے انکار کیا پھر مدعی سے حاکم نے دریافت کیا کہ تو نے کچھ اسمین سے وصول کیا ہے پس اُس نے دس ہزار درم وصول کرنیکا اقرار کیا پس حاکم نے مدعا علیہ کو دس ہزار درم سے بری کیا پھر جب دونون حاکم کے پاس سے نکلے تو مطلوب نے کہا کہ واللہ تو نے مجھ سے یہ درم وصول نہین کیے ہین پھر طالب نے اُسکے اس کلام کے گواہ لا کر پیش کیے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ طالب کی گواہی قبول کرونگا اور مطلوب پر اُسکے ہزار درم کی ڈگری کرونگا اور اگر طالب نے مال ثابت کرنے کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہون گے اور اگر مطلوب نے کہا کہ مین نے تو صرف یہ کہا ہے کہ تو نے مجھ سے وصول نہین کیے اور مین گواہ دیتا ہون کہ تو نے میرے وکیل سے وصول کیے ہین تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر مطلوب نے اسکے گواہ سنائے کہ ایک شخص اجنبی نے یہ مال مطلوب کیطرف سے بدون اُسکے حکم و وکالت کے احسان کر کے تجھے ادا کر دیا ہے تو یہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مطلوب نے کہا کہ اسکو فلان شخص نے وصول نہین کیا ہے تو یہ قول مطلوب کی ذات اور وکیل و اجنبی سبکو شامل ہی اور پھر اسکے گواہ مقبول نہون گے کہ اجنبی سے اُس نے وصول کیا ہے یہ محیط مین ہے ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے پھر گواہ قائم کرنے کے بعد کہا کہ مین نے اس مال سے اسقدر وصول کر لیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر اُس نے کہا کہ مین نے اس مال سے اسقدر وصول پایا ہے یا فارسی مین کہا کہ چندین یافتہ بودم تو اسکے گواہون کی گواہی باطل ہو جائیگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر گواہ قائم کیے کہ میرے فلان شخص پر چار سو درم ہین پھر مدعی نے اقرار کیا کہ مدعا علیہ کے مجھپر سو درم ہین تو ابو القاسمؒ کے نزدیک منکر سے تین سو درم ساقط ہو جائینگے اور احمد بن عیسیٰ بن نصیر کے نزدیک ساقط نہون گے اور اسی پر فتویٰ ہے کذا فی الملتقط - ایک شخص نے دوسرے پر دس درم فی الحال ادا کرنے کا جو قرض ہی - دعویٰ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ بارا بتو این دہ درم باید داد ولیکن بارا از تو ہزار درم می باید درحال تو یہ دعوے ثانیہ صحیح نہین ہے جبکہ دونون مال ایک ہی جنس کے ہون کذا فی الذخیرہ - اگر مدعا علیہ نے جسپر قرض کا دعویٰ ہوا ہے یون کہا کہ این مبلغ مال کہ دعویٰ میکنی بتو رسانیدہ ام پھر کہا کہ فلان شخص پر مین نے اُترا دیے تھے

اُسنے دیدیے ہین تو بعض مشائخ نے کہا کہ دوسرا قول مسموع نہوگا اور بعض نے کہا کہ مسموع ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار کو چکایا پھر یہ بات لایا کہ مین نے فلان شخص مالک دار سے اسکو خریدا ہے تو گواہ نامقبول ہونگے ولیکن جبکہ بعد چکانے کے خریدنیکا دعوی کرے یا جس سے چکایا ہے اسکو فلان کیطرف سے وکیل بیع ثابت کرے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک کپڑا خریدا یا اسکو چکایا یا ہبہ طلب کی پھر دعوی کیا کہ قبل خریدنے یا چکانے یا ہبہ طلب کرنیکے یہ میری ملک تھا یا یہ دعوی کیا کہ چکانے کے دن یہ کپڑا میرے باپ کی ملک تھا وہ مرگیا اور میرے واسطے میراث چھوڑا ہے یا ہبہ کردیا ہے تو دعوے کی سماعت نہوگی ولیکن اگر چکانے کے وقت تصریح کرکے یون بیان کرے کہ یہ کپڑا میرے باپ کی ملک ہے اُسنے تجھے فروخت کرنیکا وکیل کیا ہے بس میرے ہاتھ فروخت کردے پھر دونون مین بیع نہوئی پھر اپنے باپ سے میراث پانیکا دعوی کیا تو دعوی مقبول ہوگا کیونکہ تناقض نہین ہے اسیطرح اگر دعوے کے وقت کہا کہ یہ میرے باپ کا تھا اُس نے بائع کو اسکے بیع کے واسطے وکیل کیا تھا مین نے اس سے خرید لیا پھر میرا باپ مرگیا اور اسکا ثمن میرے واسطے میراث چھوڑا تو سماعت ہوگی اور ثمن کا اُس کے واسطے حکم ہو جائیگا کیونکہ تناقض نہین ہے یہ کافی مین ہے۔ اگر ایک طیلسان[1] کا دعوی کیا اور اُسکو چکایا پھر اپنے بھائی کے ساتھ دعوی کیا کہ خریدنے اور چکانے سے پہلے اُسکا مالک تھا یا یون دعوی کیا کہ چکانے کے روز میرے باپ کی ملک تھی وہ مرگیا اور ہم دونون کے واسطے میراث چھوڑی ہے تو اُسکے حصہ کا دعوے مسموع نہوگا اور اُسکے ساتھی کے حصہ مین مسموع ہوگا اور آدھی طیلسان مین اُسکو خیار[2] حاصل ہوگا کیونکہ صفقہ متفرق ہوگیا ہے اور اگر فقط اُسی نے خریدی خواہ قبضہ کیا یا نہین خریدی ولیکن چکائی تھی پھر اُسکا باپ آیا اور دعوی کیا کہ طیلسان میری ہے تو سماعت ہوگی اور مشتری بائع سے اپنے دام لے لیگا اسیطرح اگر باپ کے واسطے ڈگری ہوگئی مگر اُس نے ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ مرگیا اور بیٹے کے واسطے میراث چھوڑی تو طیلسان اُسکو دیدی جائیگی اور اپنے دام بائع سے واپس لیگا ولیکن اگر قاضی نے کچھ حکم نہین دیا یہانتک کہ اُسکا باپ مرگیا تو بیٹے کے واسطے یہ ڈگری نہوگی یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک شخص نے ایک کپڑا خریدنیکا دعوی کیا اور دو گواہون نے مدعا علیہ سے خریدنے کی اسکی طرف سے گواہی دی اور ہنوز ڈگری ہوئی تھی یا نہین کہ انمین ایک گواہ نے زعم کیا کہ یہ کپڑا میرا ہے یا میرے باپ کا ہے کہ مجھے اُس سے میراث پہونچا ہے تو اُسکی سماعت نہوگی اور اگر اس گواہ نے گواہی کے وقت یہ کہا کہ بائع نے اس کے ہاتھ بیچا ہے مگر یہ میرا ہے یا میرے باپ کا ہے کہ مجھے اُس سے میراث پہونچا ہے تو بیع کی ڈگری کردی جائیگی اور گواہ کے دعوے کی سماعت ہوگی پھر اگر اُس نے اپنے دعوے کے گواہ دیے تو بسبب عدم تناقض کے اُس کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر دونون گواہون نے کلام کیا اور وہ کلام گواہی ادا کرنے مین شمار نہین ہے پھر گواہ نے دعوی کیا کہ میرا ہے یا میرے باپ کا ہے اُس نے مجھے اس کی طلب کا وکیل کیا ہے تو گواہ کے گواہون کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہے۔ دوسرے کی مقبوضہ باندی کے بچہ یا درخت کے پھل یا زمین کے درختون کو چکایا پھر گواہ قائم کیے کہ یہ باندی یا درخت یا زمین میری ہے تو سوائے بچہ اور پھل درخت کے ان چیزونکی اس کی ڈگری کردیجائیگی اور اگر باندی مع بچہ یا درخت مع پھل یا زمین مع درخت کا دعوی کیا تو درخت و پھل و بچہ کا دعوی مسموع نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اسیطرح اگر باندی حاملہ تھی بس اسکے قبضہ مین جنی پھر بعد گواہ قائم کرنے کے قبل اسکے کہ باندی کی اُسکی ڈگری ہو جاوے بچہ کو چکایا تو بھی یہی حکم ہے

[1] ایک قسم کی چادر ہوتی ہے ۱۲
[2] یعنی اسکو اختیار رد کا حاصل ہے ۱۲

اسیطرح اگر گواہون نے کہا کہ بچہ مدعا علیہ کا ہے یا ہم کو نہین معلوم کہ کسکا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا اور اسی طرح اگر مدعی کے
پاس گواہ نہون اور مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ باندی بدون بچہ کے مدعی کی ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ ۔
اگر مجلس قضا مین اپنے وکیل سے چکانے کے گواہ پیش کر دیے تو وکیل ور موکل دونون خصومت سے بری ہو گئے اور اگر
غیر مجلس قضا مین ایسا ہوا تو وکیل فقط بری ہوا اور اگر موکل نے گواہ دیے کہ مین نے وکیل کو اس طرح وکیل کیا تھا
کہ اسکا اقرار مجھپر جائز نہین ہے پس مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ وکیل نے اقرار کیا ہے تو موکل اپنے دعوے پر باقی ہے
اور وکیل خصومت سے خارج ہوا یہ وجیز کردری مین ہے ۔ اگر ایک باندی جسکے چہرے پر نقاب پڑی ہوئی تھی خریدی پھر جب
اسنے نقاب اُٹھایا تو مشتری نے کہا کہ یہ تو میری باندی ہے مین نے نقاب کی وجہ سے اسکو نہین پہچانا تو اسکا دعویٰ و گواہی
مقبول نہوگی اور اگر کوئی متاع جو تھیلے مین بھری ہوئی تھی یا کوئی کپڑا جو رومال مین لپٹا ہوا تھا خریدا پھر جب اسکو
نکالا تو کہا کہ یہ میری متاع ہے مین نے اسکو نہین پہچانا تھا تو دعویٰ و گواہی مقبول ہوگی امام محمدؒ نے فرمایا کہ جو چیز چکاتے
وقت پہچانی جا سکتی ہے جیسے نقاب ڈالی ہوئی باندی اُسکے سامنے کھڑی ہو تو اُس مین نہ پہچاننے کا دعویٰ صحیح نہوگا اور جس
چیز کا چکاتے وقت پہچاننا نہین ہو سکتا ہے جیسے کپڑا رومال مین لپٹا ہوا ہے یا باندی اسطرح چادر ڈھانپی ہوتی بیٹھی ہے
کہ اسکا کچھ نظر نہین آتا ہے تو اسمین نہ پہچاننے کا دعویٰ و گواہی مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے غلام ماذون نے اگر کوئی
غلام خریدا اور قبضہ کیا پھر اقرار کیا کہ یہ غلام مین نے جب سے خریدا ہے اُسنے فروخت سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہے مین نے اسکو آزادی کی حالت
مین خریدا ہے اور بائع نے انکار کیا تو وہ غلام علی حالہ غلام ہے اور ماذون کے اقرار کی تصدیق بائع پر نہوگی اور اگر
ماذون نے ایسا اقرار نہ کیا بلکہ یہ اقرار کیا کہ بائع نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ غلام فلان شخص کے ہاتھ فروخت
کیا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی مگر بائع نے تکذیب کی تو ماذون کے اقرار کی بائع پر تصدیق نہوگی حتی کہ دام
اُس سے واپس نہین لے سکتا ہے ولیکن اپنے حق مین تصدیق کیجائیگی حتی کہ حکم کیا جائیگا کہ یہ غلام فلان شخص کو دیدے اور اگر
ماذون کے دعویٰ کا بائع نے اقرار کیا تو ماذون اپنے دام بائع سے واپس کریگا اسیطرح اگر ماذون نے اپنے دعوے پر گواہ قائم
کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اُس نے نکول کیا تو ماذون اپنا ثمن بائع سے واپس لیگا پس امام محمد رحمہ اللہ نے تین صورتون مین یعنی
بائع نے دعویٰ ماذون کا اقرار کیا یا ماذون نے گواہ قائم کیے یا بائع کو قسم دلائی اور اُسنے نکول کیا ان تینون صورتون مین
یہ حکم دیا کہ بائع سے دام واپس لیگا اور یہ حکم اقرار کی صورت مین تو ظاہر ہے ولیکن گواہ قائم کرنے یا قسم لینے کی صورت مین اشکال
ہے اور چاہیے یہ تھا کہ گواہی مقبول نہوتی اور قسم دلانے کا حق ماذون کو حاصل نہوتا اور اسی مسئلہ کو امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے
زیادات اور جامع مین بجاے ماذون کے آزاد آدمی کو فرض کر کے بیان کیا ہے اور ذکر کیا کہ اگر مشتری نے گواہ دیے کہ بائع
نے میرے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے اسکو غیر کے ہاتھ بیچا ہے تو دعوے کی سماعت نہوگی اور اگر بائع سے قسم لینی چاہی تو اسکو
یہ اختیار نہ ہوگا پس ماذون مین جو مذکور ہے اسکو بعض مشائخ نے صحیح نہین کہا ہے اور بعض نے تصحیح کی ہے اور باہم اختلاف کیا ہے
بعض نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین جامع اور زیادات کی روایت مین گواہی غیر مسموع اور بائع کو قسم نہین دلا سکتا
اور ماذون کی روایت کے موافق گواہی مسموع اور قسم دلا سکتا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ زیادات و جامع کی روایت

موافق قیاس ہے اور ماذون کی روایت موافق استحسان ہے یہ محیط میں ہے ایک شخص ایک شہر میں آیا اور ایک مکان کرایہ لیا اور کسی نے اس سے کہا کہ یہ تیرے باپ کا گھر ہے اُسنے تیرے واسطے میراث چھوڑا ہے اُسنے کہا کہ میں اسکو نہیں جانتا تھا پھر گھر پر اپنی ملک کا دعوی کیا تو بسبب تناقض کے سماعت نہوگی یہ ذخیرہ میں ہی۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک گھر ہے اس سے دوسرے نے کہا کہ مجھے دیدے میں اسمین رہونگا اُسنے دینے سے انکار کیا پھر سائل نے دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہے تو دعوی کی سماعت ہوگی اسیطرح اگر کہا کہ مجھے یہ گھوڑا دیدے میں اُسپر سوار ہونگا یا یہ کپڑا مجھے دے میں اسکو پہنونگا تو بھی یہی حکم ہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھے اس گھر مین بسا دے یا عاریت دے یا یہ کپڑا یا گھوڑا عاریت دے پھر اپنی ملک کا دعوی کیا تو سماعت نہوگی یہ فتاوے قاضی خان میں ہی۔ نوادر ہشام میں ہے کہ میں نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر دعوی کیا کہ میں نے اس کو ایسے شخص سے خرید اہے جو اسکا مالک تھا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ میں اس امر پر اُسکی گواہی قبول نہ کرونگا جبتک گواہ یون نہ بیان کرین کہ اُس نے نکاح کرنے کے بعد اُسکو ایسے شخص سے خرید اہے جو اسکا مالک تھا یہ محیط میں ہی منتقی میں ہی کہ بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے کہ دو گواہوں نے ایک شخص پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنی عورت کو تین طلاق دی اور قاضی نے اُنکی گواہی قبول کر لی اور حکم نافذ کردیا پھر ایک گواہ نے دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہے میں نے اسکو طلاق دینے والے سے پہلے اپنے نکاح میں لیا ہے اور میرے پاس اسکے گواہ نہیں اور عورت اس سے انکار کرتی ہی تو یہ دعوی مقبول نہوگا اسیطرح اگر دونوں نے یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے بلکہ یون کہا کہ اسنے اس عورت کو تین طلاق دی ہین تو بھی یہی حکم ہے اور ایسا ہی یہ حکم عتق و بیع وغیرہ میں جاری ہے جبکہ بائع کے گواہ سکے دعوے سے انکار کرے اور کہے کہ یہ متاع میری ہی۔ اسی طرح اگر گواہ نے کہا کہ ہم نے اسکو بیع کا حکم کیا تھا خواہ بائع منکر بیع ہو یا مشتری منکر خرید ہو تو بھی ایسا ہی ہی اور اگر دونوں نے گواہی دی اور حاکم نے اُن کی گواہی رد کردی پھر دونوں نے اپنی ملک ہونیکا دعوی کیا یا اپنی ذات کے واسطے دعوی کیا تو اس میں دونوں کا دعوی نہیں چل سکتا ہے پس اگر حاکم کے پاس اسکی گواہی نہ ادا کی ولیکن بیعنامہ یا کاغذ خرید پر گواہی یا مہر کردی اور کچھ اقرار زبانی نہیں کیا تو بھی انکا دعوی نہیں چل سکتا ہے اور بھی منتقی میں امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اس نے اس عورت کو طلاق دی ہے اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ اسکی عورت ہے اور قاضی نے اس کی گواہی جائز رکھی پھر گواہ نے دعوی کیا کہ یہ میری عورت ہے اور کہا کہ میں نے اُسکو نہیں پہچانا تھا اور میں نے اس سے وطی نہیں کی تھی تو گواہی قبول ہوگی اور اسیطرح اگر دونوں گواہوں نے عورت کے اقرار پر کہ میں اس شخص کی جورو ہون گواہی دی اور یہ گواہی نہ دی کہ یہ عورت اسکی جورو ہی اور قاضی نے اسکے اقرار کو جائز کر کے اُس شخص کی جورو ہونیکا حکم کیا پھر گواہ نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس عورت سے ایک سال سے نکاح کیا ہے اور میں نے اسکو پہچانا نہیں تھا تو گواہی مقبول ہوگی اور حکم قاضی باطل ہو جائیگا اور وہ عورت اس گواہ کو واپس دیجائیگی پس اس مسئلہ میں امام محمدؒ و امام ابو یوسفؒ میں اختلاف ثابت ہوا یہ ذخیرہ میں ہی۔ دوسرے کے مقبوضہ مال عین پر ملک مطلق کا دعوی کیا پھر دوسرے وقت اسی شخص پر اسی قابض کے یہان اس عین کا بسبب ملک حادث کے دعوی کیا تو دعوی صحیح ہی اور اگر پہلے کسی سبب سے ملک کا دعوی کیا پھر اسی شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعوی کیا تو دعوی صحیح نہیں ہی یہ محیط میں ہی۔ اور اسی پر

له یعنی کلام سابق کے کلام ثانی مخالف ہے جو مستلزم تناقض ہوگی ۱۲

فتویٰ ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے اور اگر ایک شخص پایہ برا اس سبب سے دعویٰ کیا کہ یہ میری ملک میں پیدا ہوا ہے پھر اسکے بعد اسی قاضی کے پاس کسی سبب حادث سے ملک کا دعویٰ کیا تو دوسرا دعویٰ صحیح نہونا چاہیے بخلاف اسکے اگر پہلے ملک مطلق کا دعویٰ کیا پھر اسی قاضی کے پاس کسی سبب سے دعویٰ کیا تو صحیح ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر نصف دار معین کا دعویٰ کیا پھر بعد اسکے سب دار کا دعویٰ کیا تو سماعت نہوگی اور اگر اسکے برعکس ہو تو سماعت ہوگی یہ خلاصہ میں ہے۔ اور صواب اور صحیح یہ ہے کہ دونوں صورتوں میں سماعت ہوگی ولیکن اگر آدھے کے دعوے کے وقت یہ کہا کہ سوائے اس نصف کے میرا کچھ حق نہیں ہے تو اسوقت اُسکے دعوے کی بالکل سماعت نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر کسی کے دار مقبوضہ پر بسبب خرید کے دعویٰ کیا اور ظاہر ہوا کہ دعوے کے روز جس گھر پر دعویٰ کیا ہے وہ مدعا علیہ کے قبضہ میں نہ تھا بلکہ غیر کے قبضہ میں تھا پھر مدعی نے دوسری مجلس میں اسی دار کے قابض پر ملک مطلق کی وجہ سے دعویٰ کیا تو بعض نے کہا کہ سماعت نہوگی اور یہی اصح ہے اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ پہلے خرید کا دعویٰ کیا اور قبضہ ذکر نہ کیا اور اگر خرید تامع قبضہ کے بیان کیا پھر بعد اسکے اس شخص پر اسی قاضی کے پاس ملک مطلق کا دعویٰ کیا تو بعض نے کہا کہ اس میں بھی اختلاف مشائخ ہونا چاہیے چنانچہ اگر خرید مع قبضہ کا دعویٰ کیا اور گواہوں نے ملک مطلق کی گواہی دی تو مشائخ کا اختلاف ہے کذا فی الفصول العمادیہ۔ ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہے کہ وہ زعم کرتا ہے کہ میں نے اسکو فلاں شخص سے خریدا ہے پھر ایک شخص نے آکر غیر قاضی کے پاس دعویٰ کیا کہ یہ گھر میرا ہے مجھے اُس شخص نے جس نے قابض کے ہاتھ بیچا ہے صدقہ میں دیا ہے پھر ایک مہینہ یا ایک برس کے بعد اُس مدعی نے جس کے قبضہ میں گھر ہے قاضی کے پاس مرافعہ کیا کہ یہ گھر میرا ہے میں نے اُس شخص سے خریدا ہے جس سے قابض اپنا خریدنا بیان کرتا تھا پس اگر خریدنے کی تاریخ صدقہ کی تاریخ سے پہلے بیان کی تو گواہی قبول نہوگی اور اگر بعد تاریخ صدقہ کے تاریخ خرید بیان کی تو مقبول ہوگی یہ کتاب الاقضیہ میں مذکور ہے اور اگر تاریخ ذکر نہ کی تو گواہوں کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ صدقہ میں خواہ قبضہ بیان کرے یا نہ کرے کچھ پروا نہیں ہے امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر بعد تاریخ خرید کے صدقہ کا دعویٰ کیا تو بائع سے دام نہیں واپس کر سکتا ہے یہ ذخیرہ و محیط میں ہے۔ اگر اپنے باپ سے گھر خریدنے کا دعویٰ کیا پھر میراث کا دعویٰ کیا تو سماعت ہوگی اور اگر پہلے میراث کی وجہ سے دعویٰ کیا پھر خریدنے کا دعویٰ کیا تو مقبول نہیں اور تناقض ثابت ہوگا یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ عورت نے مہر مثل کا دعویٰ کیا پھر مہر مسمّی کا دعوے کیا تو دوسرے دعوے کی سماعت ہوگی اور اگر پہلے مہر مسمّی کا دعویٰ کیا پھر مہر مثل کا دعویٰ کیا تو دوسرے دعوے کی سماعت نہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا پس شوہر نے ایکبار کہا کہ میں نے اسکو ادا کر دیا ہے پھر کہا کہ میں نے اس کے باپ کو ادا کر دیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ تناقض نہیں ہے یہ فصول استروشنیہ میں ہے فتویٰ اس طرح طلب ہوا مردے زنے را کہ خدمت میکرد بشوہرے داد بعد ازاں دعویٰ میکند کہ آن زن در نکاح من بودہ است و من طلاق ندادہ ام تو استروشنی نے فرمایا کہ اسکی سماعت نہونی چاہیے کیونکہ تناقض ظاہر ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک عورت نے ایک انگور کا باغ فروخت کر دیا پس اسکے نابالغ لڑکے نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مجھے اپنے باپ کی میراث میں ملا ہے اور عورت فروخت شدہ نے اُس کی تصدیق کی اور کہا کہ میں وصیہ نہیں ہوں تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر وقت

بیع کے اُسنے وصیہ ہونیکا دعوی کیا تھا تو پھر بعد اسکے اُسکا قول کہ مین وصیہ نہ تھی مقبول نہوگا اور اُسپر نابالغ کے واسطے قیمت باغ کی لازم آویگی کیونکہ خود اُس نے اقرار کیا کہ مین نے بیع و تسلیم کر کے اُس کو تلف کیا ہے اور نابالغ کے گواہون کی گواہی بدون اجازت اُس شخص کے جو اسکا ولی ہو مقبول و مسموع نہ ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسپر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ یہ میرا گھر ہے مین نے ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور گواہ دیے کہ مین نے دو برس سے قابض سے خریدا ہے اور مدعی بھی ایسا ہی کہتا ہے جیسا گواہون نے بیان کیا تو قاضی ایسی گواہی قبول نہ کریگا لیکن اگر مدعی نے اس طرح توفیق دی کہ مین نے دو برس ہوئے کہ قابض سے خریدا تھا جیسا گواہون نے بیان کیا پھر مین نے اپنے باپ کے ہاتھ فروخت کیا پھر ایک سال سے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور گواہون نے گواہی دی تو گواہی مقبول ہوگی اور مدعی کے واسطے گھر کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر ہبہ یا صدقہ کا بجائے خرید کے دعوی کیا تو مثل خرید کے حکم کے اسکا بھی حکم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی کیا پھر دو مہینہ سے خریدنیکا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے ولیکن اگر توفیق دی کہ اس نے مجھے صدقہ مین دیا تھا اور مین نے قبضہ کیا پھر کسی سبب سے اسکے ہاتھ مین پہونچا اور اسنے صدقہ سے انکار کر دیا پس مین نے خرید لیا اور بیان کر دیا کہ صدقہ تو سبب ہے اور خرید لینا اپنی ملک کی تخلیص کے واسطے ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک سال سے صدقہ کا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ ایک مہینہ سے اسنے خرید ا ہے تو گواہی مقبول نہوگی لیکن اگر اس طرح توفیق دی کہ مجھے اسنے ایک سال سے صدقہ مین دیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ کسی سبب سے پہونچ گیا اور اسنے صدقہ سے انکار کیا تو ایک مہینہ ہوا کہ مین نے خرید لیا اور اسکو گواہون سے ثابت کیا تو گواہی مقبول ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے ہبہ کر دیا ہی اور صدقہ مین نہین دیا ہی اور گواہ صدقہ دینے پر قائم کیے اور کہا کہ کبھی مجھے ہبہ نہین کیا ہے حالانکہ قاضی کے سامنے ہبہ کا دعوی کیا تھا تو اُس نے اپنے گواہون کو جھٹلایا پس گواہی مقبول نہوگی اسیطرح اگر دعوی کیا کہ میراث مین ملا ہے مین نے ہرگز نہین خریدا ہے پھر اس کے بعد آکر بیان کیا کہ مین نے اس کو خریدا ہی ہرگز مجھے میراث مین نہین ملا ہے پھر ایک سال سے خریدنے پر دو گواہ لایا تو دعوی باطل ہی پس اگر ہبہ کا دعوے کیا اور یہ کہا کہ مجھے کبھی صدقہ مین نہین دیا ہے پھر صدقہ کے گواہ لایا اور کہا کہ جب اس نے ہبہ سے انکار کیا تو مین نے درخواست کی کہ مجھے صدقہ دیدے اس نے ایسا ہی کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر کہا کہ مین اس کا بسبب میراث کے مالک ہوا تھا اُس نے میراث سے انکار کیا پھر مین نے اس سے خرید لیا اور خریدنے کے دو گواہ لایا تو جائز ہے اور اگر پہلے خرید کا دعوے کیا پھر اُس کے گواہون نے گواہی دی کہ اسنے اپنے باپ سے میراث پایا ہے تو اسکا حکم اس کے برخلاف ہے یہ مبسوط مین ہی اگر دعوی کیا کہ مین نے یہ گھر باپ سے میراث پایا ہی پھر دوسرے کے ساتھ دعوی کیا کہ ہم دونون نے اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور دونون نے گواہ پیش کیے تو مقبول ہونگے یہ خلاصہ مین ہی۔ ایک لڑکے کے چند عقار موروثی ہین اُسنے اپنے کسی عقار کا بعد بالغ ہونے کے مشتری پر دعوی کیا کہ میرے وصی نے اُسکے ہاتھ بجبر ی و زبردستی سے فروخت کر کے سپرد کیا تھا پس اُسکو واپس کرنا چاہا پھر دوبارہ اسی عقار کا دعوی کیا کہ میرے

وصی نے اسکو نہایت خسارہ سے فروخت کیا ہو تو قاضی اول سے دوسرے دعوے کی سماعت کریگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا پھر بائع نے دعوی کیا کہ مین بیع مین فضولی تھا اور مشتری سے غلام واپس کرنا چاہا اور مشتری نے انکار کیا یا مشتری نے دعوی کیا کہ بائع اس بیع مین فضولی تھا اور دام واپس لینے کا قصد کیا تو دعوی صحیح نہین ہوا اور اگر اپنے گواہ پیش کرنے چاہے تو سماعت نہو گی اسیطرح اگر گواہ نہون اور دوسرے سے قسم لینا چاہی کہ وہ فضولی تھا تو قسم نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ چیز میری ہے پھر دعوی کیا کہ مجھپر وقف کیگئی ہے تو سماعت ہو گی اور اگر پہلے وقف کا دعوی کیا پھر اپنی ملک کا دعوی کیا تو سماعت نہو گی یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے ایک زمین بیچی پھر دعوی کیا کہ یہ مجھپر اور میری اولاد پر وقف کیگئی ہے تو بسبب تناقض کے سماعت نہو گی اور اگر مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی ہے تو قسم نہین لیسکتا ہے اور اگر گواہ قائم کیے تو قبول ہون گے اور بعض نے کہا کہ نہ قبول ہونا اصوب واحوط ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اجناس مین ہے کہ زمین کے مشتری نے اگر اقرار کیا کہ یہ زمین خریدی ہوئی مقبرہ یا مسجد ہے اور قاضی نے اسکے مخاصم کے سامنے اسکے اقرار کو نافذ کیا پھر مشتری نے بائع پر دام پھیر لینے کیواسطے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ جو زمین تو نے میرے ہاتھ فروخت کی وہ فلان مسجد پر وقف ہے تو فقیہ ابو جعفرؒ نے فرمایا کہ مقبول ہے اور بیع ٹوٹ جائیگی اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ ہم اسی کو لیتے ہین اور بعض نے کہا کہ مقبول نہین اور راول صحیح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے اگر مدعا علیہ کے قبضہ مین کسی مال کا بسبب شرکت کے دعوی کیا پھر اُسپر یہی قرض ہونیکا دعوی کیا تو سماعت ہو گی اور اسکے برعکس سماعت نہو گی کیونکہ مال شرکت کبھی بسبب انکار کے قرض ہو جاتا ہے اور قرض کبھی مال شرکت نہین ہو جاتا ہے یہ فصول استروشنیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ تجھپر فلان شخص کا اتنا مال تھا اور وہ مرگیا اور وہ مال مجھے میراث مین چاہیے پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے یہ مال اُسکو تو ادا کر دیا ہے اور گواہ لانے گیا مگر نہین لایا پھر مدعی نے دوسری مجلس مین اپنے دعوے کا اعادہ کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مجھے تیرے وارث ہونیکا علم نہین ہے تو اُسکی سماعت ہو گی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اول سے نکاح کیا ہے اور اُس نے انکار کیا پھر وہ شخص مرگیا پھر عورت نے اگر اُسکی میراث کا دعوی کیا تو اُسکو میراث ملیگی یہ محیط کی فصل نہم مین ہے اگر عورت نے نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا پھر عورت مرگئی پس مرد نے اُسکی میراث طلب کی اور زعم کیا کہ مین نے اُس سے نکاح کیا تھا تو اسکو میراث ملے گی ایسا ہی امام ابو یوسفؒ سے نوادر مین مذکور ہے کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اگر ایک عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ اس نے مجھے تین طلاق دی ہین اور شوہر نے اسکا انکار کیا پھر شوہر مرگیا اور عورت نے اُسکی میراث طلب کی تو میراث نہ ملے گی اسیطرح اگر اُس نے اپنے کو جھٹلایا اور کہا کہ مجھے قبل موت کے اُسنے طلاق نہین دی تھی تو بھی میراث ملیگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک مملوک ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میرا مملوک ہے اور قابض اس سے انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا ہے پس قاضی نے اُس سے قسم لی کہ واللہ یہ اُس مدعی کا نہین ہے پس اُس نے قسم سے انکار کیا پس قاضی نے بسبب نکول کے اُسپر ڈگری کر دی پس قابض نے کہا کہ مین نے خصومت سے پہلے یہ مملوک مدعی سے خریدا تھا اور اسکے گواہ دیے تو مقبول ہون گے اور غلام کا اُسکے واسطے حکم ہو گا اور اُسکا قسم سے باز رہنا اپنے گواہون کا کذاب نہوگا اور اگر اپنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے پھر گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو فلان شخص

[illegible]

سے سواے مدعی کے خریدا ہے تو گواہ مقبول نہون گے یہ ذخیرہ مین ہی۔ نوادر عیسی بن ابان مین ہی کہ تین شخصون نے ایک شخص پر کسی مال کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ ہمارے باپ کی میراث سے ہمکو ملا ہے ہے اور قاضی نے اُن کی ڈگری کر دی پھر اُن مین سے ایک نے کہا کہ یہ مال جو قاضی نے ہمکو دلایا ہے اسمین میرا کچھ حق نہین ہی یہ صرف دونون میرے بھائیون کا ہے تو اس کہنے سے مدعا علیہ سے کچھ کم نہو گا ولیکن اگر یون کہا کہ اصل مین میرا اسمین کچھ نہین ہی صرف میرے دونون بھائیون کا ہے تو بقدر اُسکے حصہ کے باطل ہو جائیگا اور اگر قاضی کے حکم دینے سے اُسنے کہا کہ میرا اس مال مین کچھ حق نہین ہی یہ صرف میرے دونون بھائیونکا ہی تو اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ تم سبنے میراث پدر کا دعوی کیا ہی پھر کیا وجہ ہی کہ تیرا نہین ہی اور انکا ہو گیا پس اگر ایسی کوئی وجہ معقول بیان کی کہ جس سے اسکو تخرج ہو سکتا ہی تو مقبول ہو گی اور اگر یہ کہکر وہ مر گیا تو قاضی دو تہائی دونون بھائیون کو دلا دیگا اور اسکا حصہ چھوڑ دیگا اور اگر ایسا ہو کہ جن لوگون نے گواہ قائم کیے ہین وہی لوگ باہمی معاملہ رکھتے ہین اور میراث کی وجہ سے مال کا دعوی نہ کیا بلکہ کسی شے کے فروخت کرنیکا دعوی کیا پھر ایک نے کہا کہ میرا اسمین کچھ حق نہین ہی یہ صرف انھین دونون کا ہے تو تمام مال اُن دونون کو دلایا جائیگا مدعا علیہ سے کچھ کم نہ کیا جائے گا یہ محیط مین ہے۔

نوان باب۔ دو شخصون کے دعوے کے بیان مین اور اسمین چار فصلین ہین۔

فصل اول۔ مال عین مین ملک مطلق کے دعوے کے بیان مین امام محمد رحمہ اللہ نے کتاب الاصل مین ذکر فرمایا ہی کہ ایک نے دوسرے مقبوضہ دار یا عقار[1] یا کسی مال منقول پر دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو ہمارے علماے ثلثہ کے نزدیک غیر قابض کے گواہون پر ڈگری کیجائیگی۔ یہ حکم اسوقت ہے کہ دونون نے تاریخ ذکر نہ کی اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی پس اگر دونون کی تاریخ ایک ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی اور دوسرے قول امام ابو یوسف کے موافق اُسکی ڈگری ہو گی جسکی تاریخ پہلے ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو مدعی کی ڈگری امام اعظمؒ کے نزدیک کی جائیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین اس دار کا ایک سال سے مالک ہوا ہون اور قابض نے گواہ دیے کہ مین نے دو برس ہوے کہ اسکو فلان شخص سے خریدا ہے درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مین نے قبضہ کر لیا ہے تو مدعی کی ڈگری کر دی جائیگی یہ ظہیریہ مین ہی اگر مدعی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اس کو ہزار درم پر مکاتب کیا ہی اور اُسکے گواہ سُنائے اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہے مین نے اسکو ہزار درم پر مکاتب کیا ہے اور اسکے گواہ دیے تو غلام دونون مین مکاتب قرار دیا جائیگا کہ دونون کو مال کتابت ادا کرے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک نے کہا کہ مین نے اسکو مدبر کیا ہی اور مین اسکا مالک ہون اور اسپر گواہ سُنائے اور دوسرے نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو مکاتب کیا ہے اور مین اسکا مالک ہون تو مدبر کرنے کے گواہ اولی ہین کذا فی المحیط اگر دو شخصون نے تیسرے کی مقبوضہ چیز پر ملک مطلق کا دعوی کیا اور دونون نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کہی تو دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہو گی کذا فی الخلاصہ و اگر دونون نے تاریخ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو موافق ظاہر الروایت کے امام اعظمؒ اور دوسرے قول امام ابو یوسفؒ و اول قول امام محمدؒ کے اسی کی ڈگری ہو گی جسکی تاریخ سابق ہو اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو ظاہر الروایت امام اعظمؒ سے دونون مین برابر ڈگری ہو گی

[1] اس لفظ کا اطلاق زمین پر ہوتا ہے ۱۲

اور یہی صحیح ہی اور صاحبین سے روایات مختلف ہین اور شیخ الاسلام خواہر زادہ رح نے کہا کہ صحیح بنا بر اول قول امام ابو یوسف رح
و دوسرے قول امام محمد رح کے یہ ہے کہ مثل قول امام اعظم رح کے دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین
ہی ایک دار یا مال منقول دو شخصون کے قبضہ مین ہی اور ہر ایک نے اپنے اپنے دعوے کے گواہ سنائے پس اگر دونون نے تاریخ
نہ کہی یا برابر ایک ہی تاریخ کہی تو دونون مین نصفا نصف ہونیکا حکم ہوگا اور اگر دونون مین سے ایک کی تاریخ پہلی ہو تو امام
اعظم رح کے نزدیک اور موافق دوسرے قول امام ابو یوسف رح اور اول قول امام محمد رح کے جسکی تاریخ پہلی ہی اسکی ڈگری ہوگی اور
اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے کہی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور
صاحبین رح کے نزدیک موافق اس روایت کے کہ تاریخ معتبر نہین رکھتے ہین ایسا ہی حکم ہے اور موافق اس قول کے کہ
تاریخ کا اعتبار کرتے ہین پس امام ابو یوسف رح کے نزدیک تاریخ کہنے والے کی ڈگری اور امام محمد رح کے نزدیک نہ کہنے والے
کی ڈگری ہوگی کیونکہ جسنے نہ کہی اُسی کی تاریخ سابق ہی کذا فی المحیط - ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہی اُسپر ایک شخص
نے دعوی کیا کہ میرا غلام ہی مجھ سے اس نے غصب کر لیا یا کرایہ لیا یا مستعار لیا یا رہن لیا ہی اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ
یہ میرا ہی مین نے اسکو آزاد یا مدبر کیا ہی - یا باندی تھی کہ قابض نے گواہ دیے کہ مین نے اسکو ام ولد بنایا ہی تو مدعی کی گواہی
اولی ہی اُسی کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ - ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسپر دوسرے نے
گواہ قائم کیے کہ یہ میرا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا ہے مجھ سے اُس دوسرے مدعی نے غصب کر لیا ہی
تو جسکے گواہون نے غصب کی گواہی دی ہی اُسی کی ڈگری ہوگی اسیطرح اگر بجاے دعوے غصب کے ودیعت رکھنے
کا دعوی ہو تو بھی ایسا ہی ہی یہ محیط مین ہی - بکر نے ایک گھر پر جو سعد و زید کے ہاتھ مین ہی دعوی کیا کہ میرا ہے اور
اُن دونون مین سے ہر ایک نے گواہ گذرانے کہ میرا ہے تو آدھا بکر کو ملیگا اور آدھا اُن دونون کو ملیگا اور اگر بکر نے
سعد پر غصب یا ودیعت کا دعوی کیا تو چوتھائی زید کو اور باقی بکر کو ملیگا اور قاعدہ یہ ہے کہ غیر قابض دو مدعیون نے
اگر ایک مال معین[1] مین تنازع کیا اور ایک نے دوسرے پر غصب کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ گذرانے تو قاضی غصب کے
دعوی کرنیوالے کی ڈگری کریگا اور مدعا علیہ کی ڈگری اُن کے گواہون پر نہ کریگا ایسا ہی اس مقام پر ہی اور اگر بکر نے
سعد پر غصب کا دعوی کیا اور سعد نے اسپر یہی دعوی کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعوی کیا تو آدھا بکر کا ہوگا اور آدھا اُن
دونونکا ہوگا اور بکر نے سعد پر اور سعد نے زید پر دعوی کیا اور زید نے ملک مطلق کا دعوی کیا تو چوتھائی زید کا اور باقی بکر کا
ہوگا اور اگر بکر نے سعد پر اور سعد نے زید پر اور زید نے بکر پر دعوی کیا تو زید کو وہ آدھا ملیگا جو سعد کے قبضہ مین ہی اور
جو زید کے قبضہ مین ہی وہ بکر کو ملیگا اور اگر دونون نے بکر پر غصب کا دعوی کیا اور بکر نے سعد پر تو زید کو آدھا ملیگا جو
سعد کے قبضہ مین ہی اور جو زید کے قبضہ ہے وہ بکر و سعد کے درمیان تقسیم ہوگا کذا فی الکافی - اگر سعد نے گواہ دیے کہ
یہ میرا گھر ہی مجھ سے زید نے غصب کر لیا ہی اور زید نے گواہ دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد نے غصب کر لیا ہے اور بکر نے گواہ
دیے کہ میرا ہے مجھ سے سعد و زید نے غصب کر لیا ہی تو بکر کو آدھا گھر اور باقی آدھا سعد و زید مین نصف نصف تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی -

فصل ثانی

مال عین[1] مین بسبب ارث یا خرید یا ہبہ یا اسکے مثل سبب ملک کا دعوی کرنیکے بیان مین - ایک دار ایک شخص کے

[1] لہ یعنی ظاہر ... ۱۲

قبضہ مین ہی اُسپر دو شخصون نے دعویٰ کیا ہر ایک دعویٰ کرتا ہی کہ مین نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے پس اگر دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا دونونکی تاریخ یکسان ہی تو وارد دونون کو نصف نصف دلا یا جائیگا اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی مگر ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہے تو موافق قول آخر امام اعظمؒ کے جیسا کہ منتقی مین ہی اور موافق قول آخر امام ابویوسفؒ کے جیسا کہ اصل مین ہی اور موافق اول قول امام محمدؒ کے جیسا کہ ابن سماعہ نے اُن سے روایت کی ہی اُس شخص کی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہی کذا فی الذخیرہ اسیطرح اگر ملک مورثین کی تاریخ ذکر کی تو بالاجماع اسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ سابق ہو کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہین کی تو بالاجماع دونون مین دو حصہ برابر ہونگے کذا فی الکافی اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ مدعی کو ملیگا ولیکن جبکہ تاریخ قابض کی سابق ہو تو امام اعظمؒ و امام ابویوسفؒ کے نزدیک وہی اولیٰ ہی اور امام محمدؒ کے نزدیک مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے نہ کہی تو وہ بالاجماع مدعی کا ہی اور اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین بالاجماع برابر تقسیم ہوگا ولیکن اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہ اولیٰ ہے کذا فی الخلاصہ۔ اگر دونون نے دو شخصون سے خریدنیکا دعویٰ کیا ہر ایک نے دعویٰ کیا کہ فلان شخص سے مین نے خریدا اور وہ اُسکا مالک تھا اور دوسرے نے کہا کہ مین نے فلان دوسرے سے خریدا اور وہ مالک تھا اور گواہ قائم کیے تو قاضی دونون مین برابر تقسیم کردیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی خواہ دونون نے خرید کی تاریخ بیان کی ہو یا نہ بیان کی ہو یہ محیط مین ہی اور اگر دونون نے وقت بیان کیا تو ظاہر الروایت کے موافق پہلے وقت والا اولیٰ ہی اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے تاریخ بیان کی تو بالاتفاق دونون مین برابر تقسیم ہوگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور اگر دونون نے ایک ہی سے خریدنیکا دعویٰ کیا اور تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ ذکر کی تو دونون پر برابر تقسیم ہوگا کذا فی الکافی اور ہر ایک کو خیار حاصل ہوگا پھر اگر قاضی نے ہر ایک کو خیار دیا پس ایک لینے پر راضی ہوا اور دوسرا نہوا تو رضامند کو آدھے سے زیادہ نہ ملیگا کذا فی المحیط۔ اور اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو بالاتفاق اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ ذکر کی اور دوسرے نے ذکر نہ کی تو بالاتفاق تاریخ کہنے والے کو ملیگا اور اگر مال معین دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین تقسیم ہوگا ولیکن اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو سابق والیکو ملے گا اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو قابض کا ہی خواہ اُس نے تاریخ کہی ہو یا نہ کہی ہو ولیکن اگر دونون نے تاریخ ذکر کی اور مدعی کی تاریخ قابض سے پہلے ہے تو اُسی کو دلا یا جائیگا کذا فی الکافی۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام اور دار ہی اُسپر دو شخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک نے گواہ دیے کہ مین نے اس سے یہ دار بعوض اس غلام کے جو اسکے پاس ہی خریدا ہی اور قابض دونون کے دعوے سے منکر ہی تو قاضی دار کے دونون مین برابر اور غلام کے دونون مین برابر ہونے کا حکم کریگا اور اُن دونون کو خیار ہوگا پس اگر دار کا لینا اختیار کیا تو دار دونون اور غلام دونون مین برابر کردیگا اور اگر فسخ کرنا اختیار کیا تو غلام دونون مین اور قیمت غلام دونون مین برابر لگا دیگا اور اگر ایک نے تمام دار لینے کا قصد کیا حالانکہ قاضی دونون مین برابر کی ڈگری کر چکا ہے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دار دونون مدعیون کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر ایک مدعی کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دار قابض کا ہوگا اور اسکو خیار نہوگا اور تمام غلام دوسرے کا ہوگا کذا فی المحیط اور اگر

دار اُس کے قبضہ مین نہو ولیکن اُس کے گواہون کے بیان سے ثابت ہوا کہ اس نے دار پر قبضہ کیا ہے تو قاضی دار کی ڈگری اسی کے نام کر دیگا کذا فی فتاوے قاضی خان۔ اور اگر مدعا علیہ نے قابض سے کہا کہ دار کا عوض مجھے سپرد نہین ہوا بلکہ دوسرے خصم کے گواہون سے اس مین استحقاق پیدا ہو گیا پس مین تجھ سے دار واپس لونگا تو اسپر التفات نہ کیا جائیگا کیونکہ غلام مین اسطرح استحقاق ثابت ہوا کہ جو قابض کے لیے حجت نہین ہی کیونکہ قابض کی حجت کو دوسرے پر ترجیح ہی پس استحقاق قابض کے حق مین ظاہر نہوا بلکہ ایسا ہوا کہ گویا مدعا علیہ کے اقرار سے استحقاق پیدا ہوا ہے یہ حکم اُسوقت مین ہی کہ دونون نے مطلقاً خرید کا دعوی کیا اور اگر دونون نے تاریخ بیان کر کے دعوی کیا اور گواہ دیے اور ایک کی تاریخ سابق ہی تو غلام دوسرے کو دلایا جائیگا کذا فی المحیط اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہی تو تاریخ والے کے واسطے گھر کی اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ کہی ہوا اور دوسرے کا قبضہ یا معائنہ ہو گیا ہو یا گواہون سے ثابت ہو تو ڈگری کے پانے کے واسطے یہی اولی ہوگا کذا فی الکافی۔ اگر اُس کے گواہون نے جس نے تاریخ نہین ذکر کی ہی یہ گواہی دی کہ بائع نے اسکے خریدنے اور قبضہ کرنیکا اقرار کیا تو تاریخ بیان کرنے والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک کا قبضہ گواہون سے ثابت ہوا اور دوسرے کا قبضہ معائنہ ہوا ہو تو یہی اولی ہی کذا فی المحیط اور اگر دار دونون کے قبضہ مین ہو پس ایک نے تاریخ کہی اور دوسرے نے چھوڑ دی تو دار و غلام دونون مین برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک کے گواہون نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا قبضہ مین بائع کے اقرار کرنے کی گواہی دی اور ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی ہی اور دوسرے نے نہین بیان کی ہی پس اگر دار بائع کے قبضہ مین ہو تو تاریخ والا اولی ہوا اور اگر اُسکے قبضہ مین ہو جسکے گواہون نے تاریخ نہین بیان کی ہی تو وہ اولی ہی جسکے گواہون نے قبضہ و معائنہ کی گواہی ادا کی ہی مگر تاریخ کی گواہی نہین دی ہی اور اگر دار مشتری کے قبضہ مین ہو اور دونون نے گواہ قائم کیے جنھون نے خریدنے اور قبضہ کے معائنہ کی گواہی دی یا بائع کے قبضہ ہونے کے اقرار پر گواہی دی اور ایک کے گواہون نے تاریخ قبضہ بیان کی اور دوسرے کے گواہون نے نہین بیان کی تو دار دونون مین برابر تقسیم ہونے کی ڈگری ہوگی اور غلام بھی دونون مین ہوگا اور دونون کو خیار بھی ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ قبضہ کی تاریخ یہان بمنزلہ تاریخ خرید کے ہے حتی کہ اگر گھر بائع کے قبضہ مین ہوا اور ہر ایک کے گواہون نے خرید اور قبضہ کی گواہی دی اور قبضہ کی تاریخ بدون تاریخ خرید کے بیان کی اور ایک کی تاریخ پہلی ہی تو جسکی تاریخ قبضہ سابق ہی اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر گھر پچھلی تاریخ قبضہ والے کے قبضہ مین ہو تو بھی پہلے تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ قبضہ بیان کی دوسرے نے نہ بیان کی اور دار بائع کے قبضہ مین ہی تو تاریخ والے کی ڈگری ہوگی اور اگر دار اسکے قبضہ مین ہو جسنے تاریخ نہین بیان کی تو وہی اولی ہی قلت[۵] ینبغی ان یکون فی مثل ہذا خلاف الامام الثانی۔ یہ سب اُس صورت مین ہے کہ غلام مدعا علیہ کے قبضہ مین ہوا اور اگر غلام دونون مدعیون کے قبضہ مین ہوا اور دار مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دار و غلام دونون مین برابر برابر اور دونون کو خیار ہوگا پس اگر بیع تمام کر دین تو دار دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیع فسخ کر دین تو غلام دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور مدعا علیہ غلام کی قیمت دونون کو ڈانڈ نہ دیگا کذا فی المحیط۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہی اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ مین نے یہ غلام اس قابض کے ہاتھ بعوض ہزار درم و ایک رطل خمر کے فروخت کیا ہے

اور مین مالک ہون اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مین نے اسکو قابض کے ہاتھ بعوض ہزار درم و ایک سور کے فروخت کیا ہے درحالیکہ مین مالک غلام ہون اور قابض دونون کے دعوے سے انکار کرتا ہے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ غلام دونون مدعیون کو نصف نصف واپس کیا جائیگا اور قابض ہر ایک کو آدھی قیمت غلام کی ڈانڈ دیگا اور اگر ہر ایک مدعی نے یہ گواہ دیے کہ مین نے اس قابض کے ہاتھ بطور بیع فاسد فروخت کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر غلام مشتری کے ہاتھ مین مر گیا تو ایسے دو قیمتین واجب ہون گی یہ محیط مین ہے اور یہ حکم اسوقت ہے کہ اس امر کے گواہ سنائے کہ قابض نے ایسا اقرار کیا ہے اور اگر ہر ایک نے بیع کے معائنہ اور قبضہ کے گواہ دیے پس اگر غلام بعینہ قائم ہے تو غلام لیکر دونون کو برابر دیدیا جائیگا اور سوائے اسکے انکو کچھ نہ ملیگا اور اگر غلام مستہلک ہے تو غلام کی ایک قیمت دونون کو برابر ملیگی اور سوائے اسکے کچھ نہ ملیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصون نے دعویٰ کیا اور ہر ایک نے گواہ دیے کہ مین نے اس مشتری قابض کے ہاتھ سو دینار کو اس شرط پر فروخت کیا ہے کہ مشتری کے واسطے ایک وقت معلومہ تک خیار ہے اور قابض دونون کے دعوے سے انکار کرکے اپنی ملک کا دعویٰ کرتا ہے تو قابض کو خیار ہوگا کہ غلام دونون مین سے جسکو چاہے دیدے اور دوسرے کو دام دینے پڑین گے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسپر دو شخصون نے دعویٰ کیا ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام تھا مین نے اسکو قابض کے ہاتھ اس شرط پر فروخت کیا ہے کہ مجھے تین روز تک خیار ہے پس اگر دونون نے بیع تمام کر دی یا ایک نے تمام کی اور دوسرا راضی ہو گیا تو مشتری کو لینا پڑیگا اور ہر ایک کو ہزار درم دینے پڑینگے اور اگر ایک نے بیع تمام کی اور دوسرے نے توڑ دی تو اجازت دینے والے کو آدھا ثمن اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا اور اگر دونون نے بیع تمام نہین کی تو غلام لیکر آدھا آدھا کرلین اور اسکے سوائے کچھ نہ ملیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم نہ کیے مگر قابض نے دونون کی تصدیق کی اور یہ معلوم نہین کہ پہلا کون ہے پس اگر دونون نے بیع تمام کر دی تو ہر ایک ہزار درم لے لیگا اور اگر تمام نکی اور مدت گذر گئی تو غلام دونون مین برابر مشترک ہوگا اور مشتری ہر ایک کو آدھی قیمت ڈانڈ دیگا اور اگر ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے نہ دی تو اجازت دینے والا پورے ہزار درم لے لیگا اور دوسرے کو پورا غلام ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ مین نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسپر ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مین نے قابض سے ایک سال سے ہزار درم کو خریدا ہے اور دوسرے نے دعویٰ کیا کہ مین نے قابض سے پانچ مہینہ سے سو دینار کو خریدا ہے اور قابض کہتا ہے کہ مین نے سو دینار والے کے ہاتھ بیچا ہے پس قاضی نے ہزار درم والے کی ڈگری کر دی اور غلام اسکے سپرد کیا پھر مشتری نے اسمین عیب پاکر مدعا علیہ کو بحکم قاضی واپس کر دیا اور سو دینار والا آیا اور کہا کہ مین غلام لیے لیتا ہون کیونکہ تو نے میرے ہاتھ بیچنے کا اقرار کیا ہے اور قابض انکار کرتا ہے اور کہتا ہے کہ قاضی نے میرے تیرے درمیان کا عقد فسخ کر دیا تو مالک غلام کے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور ہزار والے کی ڈگری کر دینے سے سو دینار والے کی فسخ بیع کا حکم نہوا اور سو دینار والے کو اختیار ہے کہ بائع کے اقرار کی وجہ سے کہ مین نے سو دینار والے کے ہاتھ بیچا ہے ہزار درم والے کے ہاتھ نہین بیچا ہے اس غلام کو لے لے اور اگر بائع نے سو دینار والے سے کہا کہ غلام کو لے لے اس نے انکار کیا تو بائع اسکے ذمہ لازم کر سکتا ہے اور اگر سو دینار والے نے ہزار والے کی ڈگری ہونے کے وقت مجلس قاضی سے اٹھکر کہا کہ مین نے بیع فسخ کر دی تو بیع فسخ نہوگی مگر اس صورت مین فسخ ہوجائیگی کہ بائع قبول کرے یا قاضی دونون کی بیع فسخ کر دے یہ محیط مین ہے

اگر مدعی اور قابض نے کسی سبب سے ایک ہی وجہ سے ملکیت حاصل کرنیکا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا دونوں نے ایک ہی تاریخ کہی یا صرف ایک نے تاریخ کہی تو قابض اولیٰ ہے اور اگر دونوں نے تاریخ کہی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولیٰ ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر دار ایک شخص کے قبضہ میں ہو اُسپر مدعی نے دعویٰ کیا کہ مین نے زید سے یہ دار خریدا ہے۔ اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ مین نے زید سے خریدا ہے اور مدعی کی تاریخ سابق ہے تو اُسی کی ڈگری ہوگی پس بعد ڈگری کے اگر دونوں کا ثمن ادا کردینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا تو مدعی کو گھر سپرد کردیا جائے گا اور قابض کو اختیار نہوگا کہ اپنے دام وصول کرنے تک دار کو روک سکے اور اگر کسی کا ثمن ادا کرنا اسطرح ثابت نہوا تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا یہانتک کہ اُس سے دام وصول کرلے اور اگر ایک شخص کا ثمن ادا کردینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا پس اگر مدعی کی طرف سے ثابت ہوا تو گھر اُسکو دیدیا جائیگا اور اگر قابض کا ثمن دیدینا ثابت ہوا اور مدعی کا نہ ثابت ہوا تو قاضی مدعی کو گھر نہ دیگا جب تک کہ دام وصول نہ کرلے اور اگر دونوں دام دو جنس مختلف کے ہوں تو جو کچھ مدعی سے وصول کیا اُس مین سے قابض کو کچھ نہ دیگا کیونکہ بائع اگر حاضر ہوا تو قابض کو بدون اُسکی رضامندی کے اس مین سے لینا روا نہین ہے اسیطرح جب غائب ہو تو قاضی اُسکو نہین دے سکتا ہے اور اگر ایک ہی جنس کے ہوں تو جو مدعی سے وصول ہوا ہے اُس مین سے قابض کا پورا حق دیدیگا پھر اگر اس مین سے کچھ بچ رہا تو بائع کے لیے رکھ لیگا اور اگر کم پڑا تو بائع کے ذمہ پڑے گا اگر حاضر ہے تو اُسکا پیچھا پکڑا جائیگا یہ اُسوقت ہے کہ قابض کا ادا کردینا بائع کے اقرار یا قاضی کے معائنہ سے ثابت ہوا اور اگر قابض نے اپنے ثمن ادا کردینے پر گواہ قائم کرنے چاہے تو سماعت نہوگی۔ اور اگر یہ دار قابض کے پاس ہبہ یا صدقہ کی وجہ سے ہو یا بیع کی وجہ سے ہو کہ دام نہین ادا کیے ہین اور مدعی نے گواہ دیے کہ مین نے اس سے پہلے زید سے خریدا ہے تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور دام لیکر بائع کو دیے جائین گے اور مدعی کو گھر دیا جائیگا اور قابض کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط مین ہے اور اگر دونوں نے دو شخصوں کیطرف سے ملک حاصل کرنیکا دعویٰ کیا تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی کذا فی المحیط والذخیرہ۔ اگر قابض و مدعی سے ایک کی طرف سے ملک حاصل ہونیکا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ نہ کہی یا ایک ہی تاریخ کہی یا ایک نے بدون دوسرے کے کہی تو دونوں مین دار کی برابر ڈگری ہوگی اور ایک کی تاریخ دوسرے سے پہلے ہے تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دو کیطرف سے ملک حاصل کرنیکا دعویٰ کیا تو بھی اسی تفصیل سے حکم ہے کذا فی الذخیرہ مدعی و قابض نے اگر دو شخصوں سے خریدنیکا دعویٰ کیا اور دونوں نے تاریخ بیان کی مگر ایک کی تاریخ مین جہالت ہے مثلاً مدعی نے کہا کہ مین نے ایک سال سے زید سے خریدا ہے اور گواہ دیے اور قابض نے گواہ سنائے کہ مین نے ایک سال سے زیادہ سے عمرو سے خریدا ہے اور گواہوں کو زیادتی یاد نہین ہے تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی اسیطرح اگر مدعا علیہ کے گواہوں نے کہا کہ اسنے عمرو سے ایک سال یا دو سال ہوئے خریدا ہے اور گواہوں نے اس مین شک کیا تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسپر مدعی نے دعویٰ کیا کہ مین نے قابض سے خریدا ہے اور قابض نے دعویٰ کیا کہ مین نے مدعی سے خریدا ہے اور دونوں نے گواہ قائم کیے اور تاریخ کسی کے پاس نہین ہے تو دونوں گواہیاں ساقط کردی جائینگی خواہ قبضہ کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو اور بلا حکم قابض کے قبضہ مین وہ دار چھوڑ دیا جائیگا اور یہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے پھر اگر دونوں فریق گواہوں نے دام ادا کردینے کی گواہیاں دین تو دونوں

اولا بدلا ہو جائیگا اور اگر یہ نہ دی تو امام محمدؒ کے نزدیک بسبب وجوب ثمن کے بدلا ہو جاتا ہے کذا فی الکافی اگر دونون فریق گواہون نے عقار مین وقت بیان کیا اور قبضہ نہ ثابت کیا اور مدعی کا وقت سابق ہو تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قبضہ ثابت کیا تو قابض کی ڈگری ہوگی اور اگر قابض کی تاریخ ثابت ہو تو دونون وجھونمین مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الہدایہ۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک گھر ہے اسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ میرا گھر ہے مین نے قابض کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا ہے مین نے مدعی کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے تو بر قیاس قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے دونون گواہیان ساقط ہو جائینگی یہ محیط مین ہے ایک گھر زید کے قبضہ مین ہے اسپر عمرو برہان لایا کہ مین نے بکر کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور بکر برہان لایا کہ مین نے عمرو کے ہاتھ سو دینار کو فروخت کیا ہے اور زید نے ان سب سے انکار کیا تو دونون مدعیون مین دار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونون ثمنون کی کچھ ڈگری نہوگی کذا فی الکافی۔ ایک گھر محمد نامے کے قبضہ مین ہے بکر نامے ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم کو خریدا ہے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ مین نے بکر سے ہزار درم کو خریدا ہے اور قابض نے بکر سے ہزار درم کو خریدنے کے گواہ دیے اور گواہون نے قبضہ و تاریخ نہ ذکر کی تو محمد کی گواہی مقبول ہے اور حکم کیا جائیگا کہ اس نے بکر سے خریدا ہے اور امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بکر اور عورت کی گواہیان باطل ہین اور اگر گھر بکر کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محمد کی ڈگری ہوگی اور بکر و عورت کی گواہیان ساقط ہون گی اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو دونون امامون کے نزدیک کچھ حکم نہوگا اور دار اسی کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر گواہون نے عقد و قبضہ کی گواہیان دین اور گھر محمد کے قبضہ مین ہے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک محمد کے خریدنے کی ڈگری ہوگی اور عورت و بکر کی گواہیان ساقط ہونگی اور اگر بکر کے قبضہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بکر و محمد کی گواہیان مقبول ہون گی اور عورت کی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک آزاد کے قبضہ مین ایک غلام ہے اسپر ایک مکاتب[1] نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اس عورت کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا ہے اور عورت نے مکاتب کے ہاتھ دس کر گیہون کے عوض بیچنے کے گواہ دیے اور حر نے مکاتب سے اسیطرح خریدنے کے گواہ دیے اور قبضہ ذکر نہ کیا تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک حر کی ڈگری ہوگی اور مکاتب و عورت کی گواہیان باطل ہونگی اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ مین ہو تو بھی امام اول و ثانی کے نزدیک یہی حکم ہے اور یہی امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو امام اولؒ و امام ثانیؒ کے نزدیک کچھ حکم نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر گواہون نے عقد و قبض کی گواہی دی اور وہ غلام آزاد کے قبضہ مین ہے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت و مکاتب کی گواہیان باطل ہین اور حر کی گواہی مکاتب پر مقبول ہے اور اگر غلام مکاتب کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر غلام عورت کے قبضہ مین ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو دونون امامون کے نزدیک مکاتب کی گواہی عورت پر باطل ہے اور عورت و آزاد کی گواہیان مکاتب پر جائز ہین کذا فی المحیط اور اگر آزاد دعوے کرتا ہے کہ سو دینار کو مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور غلام آزاد کے قبضہ مین ہے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے اور گواہون نے قبضہ ذکر نہ کیا تو دونون امامونکے نزدیک

[1] وہ غلام جسکے مالک نے اس سے کہا کہ اگر تو اسقدر مال ادا کرے تو آزاد ہے ۱۲

آزاد کے بیع کرنے کا حکم ہوگا اور ایسا ہی امام محمدؒ کے نزدیک ہے اور مکاتب کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون امامون کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو حکم ہوگا کہ حُر نے مکاتب کے ہاتھ فروخت کیا ہے اور اگر گواہون نے قبضہ ذکر کیا اور غلام حُر کے قبضہ مین ہے تو دونون امامون کے نزدیک یہ حکم ہوگا کہ مکاتب کے ہاتھ آزاد نے فروخت کیا اور اُس کو دلایا جائیگا اور اگر مکاتب کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون امامون کے نزدیک یہی حکم ہے اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو اُسکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور عورت و مکاتب کی گواہیان ساقط ہون گی اور یہ ڈگری ہوگی کہ مکاتب ثمن آزاد کو ادا کردے اور یہ دونون امامون کے نزدیک ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ دو شخصون نے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو کسی کی ڈگری نہوگی مگر جبکہ عورت کسی کے ساتھ اقرار کردے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون نے تاریخ نہ بیان کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی اور اگر ایک تاریخ دونون مین سے پیشتر ہے تو وہ اولی ہوگا اور اگر دونون کی تاریخ ایک ہی ہے مگر ایک کا اُسپر قابو ہے تو وہی اولی ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولی ہے اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے کا قابو ہے تو جسکا قابو ہے وہی اولی ہے اور اگر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا اور دوسرے نے تاریخ بیان کی تو جسکے لیے اقرار کیا ہے اُسی کی ڈگری ہوگی اور یہ سب حکم عورت کی زندگی مین ہے اور اگر وہ مرگئی پس اگر ایک کی تاریخ سابق ہو تو اُسکی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کی تاریخ برابر ہو یا تاریخ ہی نہو تو دونون مین نکاح کی ڈگری ہوگی اور ہر ایک پر نکاح کے وجہ سے آدھا مہر واجب ہوگا اور دونون کو ایک شوہر کی میراث ملیگی اور اگر بچہ پیدا ہو تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور ہر ایک سے اُسکو پورے بیٹے کی میراث ملے گی اور اُن دونون کو لڑکے کے مال سے ایک باپ کی میراث ملے گی کذا فی الخلاصہ مدعی و قابض نے ہر ایک سے اگر بلا تاریخ کے گواہ نکاح پیش کیے تو قابض کو ڈگری ہوگی یعنی جسکے قابو مین عورت ہے اُسکی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی نے مدعی کے گواہون پر اُسکی ڈگری کردی پھر قابض نے گواہ پیش کیے تو اُنکی سماعت مین مشائخؒ کا اختلاف ہے بعضون کے نزدیک سماعت نہوگی اور بعضون کے نزدیک ہوگی اور سماعت ہونے پر اگر پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے قابض سے پہلے اس عورت سے نکاح کیا ہے تو اُسکی ڈگری ہوجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور وہ دوسرے کے پاس ہے پس عورت نے مدعی کے واسطے اقرار کردیا پھر دونون نے بدون تاریخ کے گواہ پیش کیے تو بعض مشائخ نے کہا کہ بسبب اقرار کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور بعض نے کہا کہ قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہے۔ اگر ایک عورت پر نکاح کا دعوی کیا اور وہ عورت کسی ایک کے قبضہ مین نہین ہے اور اُس نے ایک کے واسطے اقرار کردیا تو مقرلہ کو ملے گی پھر اگر دوسرے نے اپنے نکاح پر گواہ قائم کیے تو وہی اولی ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے حالانکہ وہ ایک کے واسطے اقرار کرچکی ہے پس اگر دونون کے گواہون مین تاریخ ہے تو جسکی تاریخ سابق ہے وہ اولی ہے اور اگر تاریخ بیان نکی تو جسکی گواہی کی تعدیل ہوجاوے وہ اولی ہے اور اگر دونون کے گواہ عادل نہ ٹھہرے یا عادل ٹھہرے تو بعض مشائخ کے نزدیک جسکے واسطے سابق مین نکاح کا اقرار کیا ہے اُس کی ڈگری ہوگی اور یہی قیاس ہے اور بعضون کے نزدیک کسی کی ڈگری نہوگی اور اسی طرف کتاب ادب القاضی مین باب الشہادت علی النکاح مین اشارہ کیا ہے کذا فی الفصول العمادیہ

اگر ایک عورت کے نکاح کا دو مدعیون نے دعویٰ کیا اور وہ کسی کے پاس نہین ہے اور دونون نے بلا تاریخ گواہ پیش کیے اور عورت سے دریافت کیا گیا اُسنے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہان تک کہ دونون گواہیان ساقط ہوگئین پھر ایک مدعی نے اس امر کے گواہ دیے کہ میرے ساتھ نکاح کرنے کا اُس عورت نے اقرار کیا ہے تو اُسکی ڈگری ہو جائیگی جیسا کہ اگر بعد گواہیان پیش کرنے کے وہ کسی ایک کے ساتھ نکاح کا اقرار ظاہر کرتی تو بھی یہی حکم تھا اور اگر دونون نے ایک عورت کے نکاح کا دعویٰ کیا حالانکہ وہ عورت انکار کرتی ہو اور کسی کے پاس بھی نہین ہے پھر ایک نے نکاح کے گواہ دیے اور دوسرے نے نکاح کے اور اس امر کے کہ عورت نے میرے ساتھ نکاح کا اقرار کیا ہے دونون نے گواہ دیے تو عورت کے اقرار کرنے کے گواہون کو دوسرے پر ترجیح نہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہو اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے پھر ایک مر گیا اور عورت نے اقرار کیا کہ میرا نکاح میت کے ساتھ ہوا تھا تو اقرار صحیح ہو اور اُسکے لیے مہر اور میراث کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر دونون نے نکاح اور دخول کے گواہ قائم کیے پھر عورت نے ایک کے واسطے اقرار کیا کہ اس نے مجھ سے پہلے وطی کی ہو تو وہی اولیٰ ہو اور اگر عورت نے اقرار نہ کیا تو دونون مین جدائی کرا دی جائیگی اور ہر ایک پر بسبب دخول کے مہر مسمّٰی اور مہر مثل سے جو کم ہو وہ واجب ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اگر ایک نے تنہا دعویٰ کیا اور عورت منکر ہو پس اُسنے گواہ قائم کیے اور ڈگری ہوگئی پھر دوسرے نے دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو اُسکی ڈگری نہوگی ولیکن اگر دوسرے کے گواہون نے تاریخ سابق بیان کی تو اُسکی ڈگری ہوگی۔ اسیطرح اگر عورت ایک شوہر کے پاس ہو اور اُسکا نکاح ظاہر ہو تو دوسرے مدعی کے گواہ مقبول نہون گے مگر اسی صورت مین مقبول ہو سکتے ہین کہ تاریخ سابق بیان کرین یہ ہدایہ مین ہو۔ اگر دو مدعیان نکاح مین سے ایک کے گواہون نے بیان کیا کہ اسنے اس عورت سے دخول کیا ہے تو وہ اولیٰ ہوگا اور اگر عورت کسی ایک کے گھر مین ہو یا ایک کے گواہون نے دخول کی گواہی دی اور دوسرے کے گواہون نے بیان کیا کہ اسنے اس سے پہلے نکاح کیا ہو تو سابق اولیٰ ہو۔ اور اگر دو بہنین ہین کہ ہر ایک دعویٰ کرتی ہو کہ اس مرد نے مجھ سے نکاح کیا ہو اور وہ مرد انکار کرتا ہے پس ایک بہن نے گواہ قائم کیے کہ اس مرد نے اقرار کیا ہو کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور دوسری بہن نے گواہ دیے کہ اسنے اقرار کیا ہو کہ مین نے اس سے سو دینار پر نکاح کیا ہو اور اس سے دخول کیا ہو پھر دونون فریق گواہون کی تعدیل ہوگئی تو قاضی دونون مین جدائی کرا دیگا اور جسقدر مال کے گواہون نے مرد کے اقرار کی گواہی دی وہ استحساناً ہر ایک عورت کو دلا دیگا اور اگر ایک عورت نے دونون بہنون مین سے اس امر کے گواہ دیے کہ اس شخص نے نکاح و دخول کا اس عورت کے ساتھ اقرار کیا اور دوسری نے صرف نکاح کے گواہ دیے دخول کے گواہ نہ دیے اور مرد سب سے منکر ہے تو قاضی اُس عورت کے نکاح کی صحت کا حکم دیگا جسکے ساتھ دخول کی گواہی گذری ہو کیونکہ دخول دلیل ہو کہ نکاح اُسکا سابق ہوا اور جسقدر گواہون نے مہر بیان کیا اُسکی ڈگری کر دیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے اقرار دخول یا نفس دخول کے گواہ قائم نہ کیے تو قاضی مرد اور ان دونون بہنون مین جدائی کر دیگا اور نصف مال کی ڈگری دونون کے واسطے کر دیگا کہ درم سے مہر کے دعویٰ کرنے والی کو چوتھائی مہر درم دلائے جاوین اور دینار سے مہر کے دعویٰ کرنے والی کو جتنے دینار مہر کے ٹھہرے ہین اُنکی چوتھائی دلائی جاوے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور ایک عورت نے کہا کہ مین نے زید سے نکاح کیا بعد اسکے کہ مین نے عمرو سے نکاح کیا اور زید و عمرو دونون نکاح کے مدعی ہین تو وہ زید کی عورت ہوگی اور یہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور اسی پر فتوی ہو کذا فی الفصول العمادیہ

اور یہی صحیح ہی کیونکہ اُسکا یہ کہنا کہ مین نے زید سے نکاح کیا یا اقرار نکاح ہی پس اقرار صحیح ہو گیا پھر جو اُسنے کہا کہ بعد اسکے کہ مین نے
عمرو سے نکاح کیا اس سے اُسکی غرض یہ ہے کہ پہلے اقرار کو باطل کردے اور یہ اُسکو اختیار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک عورت
پر دو شخصون نے ہر ایک نے یہ گواہ دیے کہ اس عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس شخص سے ہزار درم پر خلع کرایا ہی۔ اور گواہون نے
وقت بیان نہ کیا تو عورت پر واجب ہے کہ ہر ایک کو اُسکا مال دعوی ادا کرے اور اگر وقت بیان کیا تو پہلے وقت والے کو ادا کرنا
واجب ہے اور دوسرے کا مال باطل ہو جائیگا ولیکن اگر دونون وقتون مین اسقدر وقت کا فاصلہ ہو کہ پہلے سے خلع کرانے
کے بعد عدت گذر جاوے اور دوسرے سے نکاح کرے تو البتہ اُسپر دونون کا مال واجب ہوگا اور اگر اُسکے ساتھ کسی ایک نے
دخول نہ کیا تو دونون مال لازم ہونگے خواہ وقت بیان کرین یا نہ کرین یہ محیط مین ہی۔ فتاوے نجم الدین نسفی مین مذکور ہے
کہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ میری یہ عورت وحلالہ ہے اور عورت دعوی کرتی ہی کہ مین اُسکی عورت تھی ولیکن اُس
طلاق دیدی اور عدت گذر گئی اور مین نے اس دوسرے شوہر کے ساتھ نکاح کرلیا اور وہ اُسی دوسرے کے پاس ہی اور دوسرا
شوہر دعوی کرتا ہی کہ مین نے اس سے نکاح کیا اور پہلے کے نکاح وطلاق سے انکار کرتا ہے تو عورت سے کہا جائیگا کہ طلاق کے
گواہ لاوے پس اگر گواہ لانے سے عاجز ہوئی تو پہلے شوہر کو طلاق پر قسم دلائی جائیگی اور عورت ودوسرے شوہر مین جدائی
کرادیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر اُس سے کہا کہ مجھ سے پہلے تیرا ایک شوہر تھا
اُسنے تجھے طلاق دیدی اور عدت گذر گئی پھر مین نے تجھ سے نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مجھے پہلے طلاق نہین دی ہے تو دونون
مین جدائی نہ کرائی جاویگی پھر اگر غائب اسکے بعد حاضر ہوا اور طلاق سے انکار کیا تو عورت اُسی کی ہوگی اور اگر پہلے نے نکاح
اور طلاق کا اقرار کیا اور عورت نے طلاق مین اُسکی تکذیب کی تو اُس وقت سے اُسپر طلاق واقع ہوگی اور اسی وقت سے
عدت مین بیٹھے گی اور اُسکے اور دوسرے شوہر کے درمیان جدائی کرادیجائیگی اور اگر عورت نے اُسکے تمام قول کی تصدیق کی
تو دوسرے شوہر کی عورت قرار پاویگی اور اگر اُسنے پہلے شوہر کے نکاح وطلاق کے اقرار سے انکار کیا تو دوسرے کی قرار پاویگی
یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر مرد نے کہا کہ مجھ سے پہلے تیرا دوسرا شوہر تھا اُسنے تجھے طلاق دی اور تیری عدت گذر گئی
اور عورت نے طلاق سے انکار کیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ مین ہی اُسکا پہلا شوہر ہون اور دوسرے شوہر نے انکار کیا
تو دوسرے شوہر کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا پھر ایک شخص نے آکر دعوی کیا
کہ یہ میری عورت ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ تیری عورت تھی ولیکن تو نے دو برس سے اُسکو طلاق دیدی اور اُسکی عدت گذر گئی
پھر مین نے اُس سے نکاح کیا اور مدعی نے طلاق دینے سے انکار کیا تو مدعی کے سپرد کردینے کا حکم دیا جائیگا اور اگر مدعی نے
کہا کہ ہان طلاق دیدی تھی ولیکن پھر مین نے اُس سے نکاح کرلیا اور مدعا علیہ باز خواستن وی را منکر است قلت یعنی مدعا علیہ
اُسکے دوبارہ نکاح مین لانیکا انکار کرتا ہے عورت مدعا علیہ کے قبضہ مین چھوڑ دیجائیگی اور اگر مدعی نے طلاق کا انکار کیا اور
مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے دو برس ہوے کہ اُس عورت کو طلاق دیدی اور مین نے اُس سے نکاح کیا اور قاضی نے طلاق
کا حکم کیا تو عورت کی عدت طلاق کے وقت سے ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہے ایک عورت ایک شخص کے گھر مین ہے
وہ کہتا ہے کہ یہ میری عورت ہے اور ایک مدعی دعوی کرتا ہے کہ یہ میری عورت ہے اور عورت مدعی کی تصدیق کرتی ہی

تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جسکے گھر مین ہے اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک مدعی نے گواہ پیش کیے کہ یہ عورت میری منکوحہ ہے اور اس شخص کے پاس بلاحق ہی اور قابض کہتا ہے کہ میری عورت ہے اور عورت بھی قابض کی تصدیق کرتی ہی تو مدعی کی ڈگری کی جائیگی اور اگر قابض نے بدون تاریخ کے نکاح کے گواہ قایم کیے تو اُسی کی گواہی مقبول ہوگی یہ وجیز کردری مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ تجھے تیرے باپ نے میرے ساتھ بیاہ دیا اور تو نابالغ تھی اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ جب بیاہ دیا ہے تو مین بالغ تھی اور مین راضی نہ تھی تو عورت کا قول مقبول ہوگا اور گواہی مرد کی مقبول ہو گی یہ فتاوی قاضی خان و محیط مین ہی - عورت بالغہ نے اگر گواہ پیش کیے کہ مین نے بالغ ہوتے ہی نکاح رد کر دیا اور شوہر نے گواہ پیش کیے کہ بعد بالغ ہونیکے خاموش ہو رہی تو عورت کی گواہی مقبول ہوگی یہ فصول استروشنیہ مین ہی - اگر جورو و شوہر نے بعد بچہ ہو جانے کے نکاح کے صحیح ہونے و فاسد ہونے مین جھگڑا کیا پس شوہر نے فساد کا دعوی کیا اور جورو نے صحیح ہونے کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو فساد کے دعوی کرنے والے کے گواہ مقبول ہون گے اور جب فساد کے گواہ مقبول ہوے تو عدت کا نفقہ ساقط ہو جائیگا اور بچہ کا نسب ہر صورت مین ثابت ہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک مرد و عورت دونون کے قبضہ مین ایک دار ہے پس عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ مرد میرا غلام ہی اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری جورو ہی مین نے ہزار درم پر اس سے نکاح کیا ہی اور اسکو دیدیے ہین اور اسکے گواہ نہ دیے کہ مین حرؔ ہون تو عورت کی ڈگری ہو جائیگی اور گھر اُسی کو ملیگا اور مرد اُسکا غلام ہوگا اور اگر مرد نے گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو عورت اُسکی جورو ہوگی اور وہ آزاد قرار دیا جائیگا اور گھر کی ڈگری عورت کے نام ہو گی اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو گھر مرد کا ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - بشرؒ نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہی کہ ایک مرد و عورت نے عورتون کے زیور وغیرہ مین اختلاف کیا عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ متاع میری ہی اور یہ شخص میرا غلام ہی اور مرد نے گواہ قائم کیے کہ متاع میری ہی اور یہ عورت میری جورو ہی مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کرکے اسکو مہر دیدیا ہے تو عورت کی ڈگری کیجائیگی کہ متاع عورت کی اور یہ شخص عورت کا غلام ہی پس اگر مرد نے اپنے اصلی آزاد ہونیکے گواہ قائم کیے تو حکم دیا جائیگا کہ عورت اسکی جورو ہے اور متاع مرد کی ہی ایسا ہی مشائخ نے ذکر کیا ہی اور مسئلہ دار پر قیاس کرکے چاہیے کہ متاع کی عورت کے واسطے ڈگری کیجاوے اور اگر اس مین اختلاف کیا اور یہ متاع عورت کے قبضہ مین ہی اور مثل اسکے مرد کے قبضہ مین ہے تو نکاح کی ڈگری ہو جائیگی اور مرد آزاد ہو جائیگا اور حکم دیا جائیگا کہ جو ہر ایک کے قبضہ مین ہے وہ دوسرے کا ہے خواہ عورتون کا اسباب ہو یا مردون کا اسباب ہو یا دونون کا ہو اور اگر متاع صرف ایک کے قبضہ مین ہو دوسرے کے قبضہ مین نہو تو مدعی کی گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی - ابن شجاع نے نوادر مین ذکر کیا کہ اگر مرد نے گواہ دیے کہ یہ دار میرا ہے اور یہ عورت میری باندی ہی اور عورت نے گواہ سُنائے کہ گھر میرا ہے اور یہ شخص میرا غلام ہے اور گھر دونون کے قبضہ مین نہین ہی تو دونون مین آدھے آدھے کی ڈگری ہو گی اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو اُسی کے ہاتھ مین چھوڑا جائیگا اور دونون کی آزادی کا حکم ہوگا اور کسی کی طرف سے دوسرے کے مملوک ہونے کی گواہی مقبول نہو گی قال رضی اللہ تعالی عنہ کہ جب دار ایک کے قبضہ مین ہو تو مدعی کی ڈگری ہونی چاہیے کیونکہ قابض کی برہان ملک مطلق مین مدعی کی برہان کی معارض

لہ یعنی آزاد ہون کسی کا غلام نہون ۱۲

نہین ہوتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - ایک شخص نے ایک عورت پر اپنی جورو ہونیکا دعوی کیا اور دوسرے شخص نے
اپنی باندی ہونیکا دعوی کیا اور عورت نے گواہ دیے کہ یہ دونون میرے غلام ہین تو قیاس چاہتا ہے کہ دونون پر عورت کی
گواہی مقبول ہو اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے گواہ نہ قائم کیے تو قسم نہ لیجائیگی اور نہ قسم سے باز رہنے پر ڈگری کیجائیگی
یہ جواہر الفتاوے مین ہی - اگر ایک شخص غلام نے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا پھر دعوی کیا کہ مالک نے مجھے نکاح کی اجازت
نہین دی تھی اور عورت نے کہا کہ اجازت دی تھی تو دونون مین جدائی کرادیجائیگی اور غلام کی تصدیق مہر کے باطل کرنے
مین نہوگی اگر اُسکے ساتھ وطی کر لی ہی تو غلام پر سعی کرنا واجب ہوگی اور جب تک عورت عدت مین ہو اُسکا نفقہ واجب ہوگا
اور اگر وطی نہین کی تھی تو آدھا مہر لازم ہوگا[ا] اور اگر کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ مجھے مالک نے اجازت دی تھی یا نہین دی
تھی تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الفصول العمادیہ

مسائل متصلہ ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہے اور اُسپر گواہ قائم کیے اور عورت
نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھ سے نکاح کیا ہی اور وہ منکر ہے تو مرد مدعی کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی الذخیرہ
ایک شخص نے ایک عورت پر نکاح کرنے کے گواہ قائم کیے اور عورت کی بہن نے اس مرد پر گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھ سے نکاح کیا ہی
تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ مرد کی گواہی مقبول ہوگی اور عورت کی مقبول نہوگی اور اگر عورت کے گواہون نے تاریخ بیان کی
اور مرد کے گواہون نے نہ بیان کی تو مرد کا دعوی جائز ہے اور اُس عورت سے نکاح ثابت ہوگا جسکا مرد دعوی کرتا ہے
اور عورت مدعیہ کا دعوی باطل ہوگا اور شوہر پر عورت کا آدھا مہر واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک عورت پر
نکاح کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور عورت نے گواہ قائم کیے کہ میری بہن اس مدعی کی جورو ہی اور مرد انکار کرتا ہے اور
کہتا ہے کہ وہ میری جورو نہین ہے تو قاضی حکم دیگا کہ یہ عورت جو حاضر ہے مدعی کی جورو منکوحہ ہے اور غائب عورت کے
نکاح کی ڈگری نہ کریگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اسیطرح اگر حاضر عورت نے مدعی کے اس اقرار کے گواہ دیے کہ غائب عورت
سے مین نے نکاح کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ قاضی توقف کریگا اور حاضر عورت کے نکاح کی ڈگری نہ کریگا
یہ فصول عمادیہ مین ہی اگر ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے پس عورت نے دعوی کیا کہ اس نے میری مان یا بیٹی
سے نکاح کیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ صورت اور بہن سے نکاح کرنیکے دعوے کی صورت یکسان ہے اور اگر حاضر عورت نے
اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اس شخص نے میری مان سے نکاح کیا اور اُس سے وطی کی یا بوسہ لیا یا شہوت سے اُسکا مساس کیا
یا شہوت سے اُسکی فرج کی طرف نظر کی ہی تو قاضی اس حاضر عورت اور مدعی کے درمیان جدائی کردیگا اور غائب عورت کے
ساتھ نکاح ہونے کی ڈگری نہ کریگا یہ فصول استروشنیہ مین ہی ایک شخص کی صغری و کبری دو بیٹیان ہین پس ایک نے اُسپر گواہ
قائم کیے کہ اسنے اپنی کبری بیٹی کا نکاح میرے ساتھ کردیا ہے اور باپ نے گواہ قائم کیے کہ مین نے صغری کا نکاح اسکے ساتھ کیا ہی
تو شوہر کی گواہی مقبول ہوگی کذا فی المحیط اگر ایک عورت نے کہا کہ مین نے اس شخص سے کل کے روز نکاح کیا ہی پھر کہا کہ مین نے
اس دوسرے شخص سے ایک سال سے نکاح کیا ہی تو یہ عورت اُسکی ہوگی جسکے واسطے کل کے روز نکاح کا اقرار کرچکی ہی اور اگر
گواہون نے گواہی دی کہ اسنے دونون کے ساتھ ایکبارگی نکاح کا اقرار کیا ہے اور وہ عورت منکر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ

[ا] یعنی اُسکا مہر و نفقہ و عدت کیواسطے غلام کو مشقت کرکے ضرورت مذکورہ میں اجرت دینا ہوگا ۱۲ -

اُسنے فرمایا کہ مین گواہون سے دریافت کرونگا کہ کس کے ساتھ اقرار شروع کیا تھا اُسی کی ڈگری کرونگا اور اگر عورت نے
یون کہا کہ مین نے دونون سے نکاح کیا اس سے کل کے روز اور دوسرے سے ایک سال سے تو کل کے روز والے کی جورو
قرار دیجائیگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے ایک عورت کے نکاح کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا اور ایک دوسرے مرد حاضر کے
ساتھ نکاح کا اقرار کیا اور اُس شخص نے عورت کے اقرار کی تصدیق کی تو مدعی کو گواہ قائم کرنے کی ضرورت ہوگی پس اگر گواہ
قائم کیے اور ثبوت ہوگیا تو مقرلہ کو ضرورت ہوگی کہ اس شخص مدعی پر عورت کے سامنے گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے قائم کیے
تو بسبب اسکے کہ گواہ بھی ہین اور عورت بھی اقرار کرتی ہے وہی اولی اور اُسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہے ابن سماعہ
نے امام محمدؒ سے روایت کی ہے اگر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا ہے اور
عورت نے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھ سے سو دینار پر نکاح کیا ہے اور عورت کے باپ نے جو شوہر کا غلام ہے یہ گواہ قائم کیے
کہ اسنے میرے رقبہ پر اس سے نکاح کیا ہے اور عورت کی ماں نے جو شوہر کی باندی ہے یہ گواہ قائم کیے کہ اسنے میرے رقبہ پر
اس سے نکاح کیا ہے تو باپ اور ماں کے گواہ مقبول ہونگے اور دونون کے آدھے آدھے رقبہ پر نکاح جائز ہوگا اور اگر
قاضی نے عورت کے لیے سو دینار مہر کی ڈگری کردی پھر باپ نے گواہ قائم کیے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو قاضی پہلا حکم باطل کرکے
یہ حکم دیگا کہ باپ کی آزادی اسکا مہر ہے اور باپ اسی عورت کے مال سے آزاد ہوگا اور اگر شوہر نے گواہ قائم کیے کہ مین نے
اس عورت سے اسکے باپ کے رقبہ پر نکاح کیا ہے اور باپ نے اس امر مین اسکی تصدیق کی اور قاضی نے حکم دیدیا پھر عورت
نے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھ سے سو دینار مہر پر نکاح کیا ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور سو دینار عورت کو دلائے جاوینگے اور
باپ جو آزاد ہوا وہ شوہر کے مال سے آزاد ہوا اور اُسکی ولا شوہر کو ملیگی اور اگر باپ نے گواہ قائم کیے کہ اسنے
عورت سے میرے رقبہ پر نکاح کیا ہے اور عورت نے گواہ دیے کہ سو دینار پر اور مرد نے گواہ دیے کہ ہزار درم پر نکاح کیا ہے
تو باپ کی گواہی پر حکم ہوگا اور اپنی بیٹی کے مال سے آزاد قرار دیا جائیگا پھر اگر عورت کی ماں نے گواہ قائم کیے کہ
میری گردن پر نکاح کیا ہے تو مقبول نہ ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر دو بہنون نے ہر ایک نے ایک ہی مرد پر
دعوی کیا کہ اسنے مجھ سے اولاً نکاح کیا ہے تو یہ شوہر کے اختیار مین رہا اگر اسنے ایک سے پہلے نکاح ہونے اور اپنی جورو
ہونے کی تصدیق کی تو وہی اُسکی جورو ہوگی اور دوسری کے گواہ باطل ہونگے اور اُسکو کچھ مہر نہ ملیگا بشرطیکہ
دوسری کے ساتھ دخول نہین کیا ہو اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے دونون مین سے کسی کے ساتھ نکاح نہین کیا ہے یا
دونون کے ساتھ نکاح کیا ہے اور پہلی مجھے معلوم نہین ہے تو کتاب مین مذکور ہے کہ دونون سے شوہر کی جدائی کرادیجائیگی
اور دونون کو آدھا مہر ملیگا اگر کسی کے ساتھ اُسنے وطی نہین کی ہے اور مشائخ نے کہا کہ یہ حکم اُسوقت مین ہے کہ شوہر نے کہا
کہ مین نے دونون سے نکاح کیا ہے اور پہلی مجھے معلوم نہین ہو اور اگر کہا کہ مین نے کسی سے نکاح نہین کیا ہے تو کچھ مہر واجب
نہونا چاہیے اور اصح یہ ہے کہ یہ حکم دونون صورتون مین یکسان ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اگر ایک عورت نے کسی مرد
پر نکاح کا دعوی کیا اور مرد نے انکار کیا پھر باہم دونون نے راستی کے ساتھ کہا کہ نکاح واقع تھا تو نکاح ثابت نہوگا چنانچہ
ابتدا مین اگر دونون راستی سے کہتے کہ ما زن وشوئیم تو نکاح ثابت نہوتا یہ فصول استروشنیہ مین ہے مرد نے عورت پر نکاح کی

یہان تک قائم کردی عورت نے کہا کہ میرا شوہر فلان بن فلان بغداد مین ہے تو عورت کے قول پر التفات نہوگا مرد کے گواہون پر ڈگری ہوجائیگی یہ ذخیرہ کبریٰ مین ہو اگر کسی نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور عورت نے انکار کیا ولیکن کسی دوسرے کے ساتھ اقرار نہین کیا پھر دوسری مجلس مین قاضی کے سامنے اسی مدعی کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہو اور سماعت ہوگی اور اگر کسی دوسرے کے ساتھ نکاح کا اقرار کیا پھر مدعی کے ساتھ اقرار کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی - ایک عورت نے ایک شخص پر نکاح کا دعویٰ کیا پس مرد نے کہا کہ مین نے ایسا نہین کیا پھر کہا کہ ہان کیا ہی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے ایک عورت نے ایک مرد سے نکاح کرنیکا دعویٰ کیا اور اُس شخص نے انکار کیا پھر اُس شخص نے اسکے بعد نکاح کا دعویٰ کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے ایک مرد نے ایک عورت پر دعویٰ کیا کہ مین نے اس سے ہزار درم پر نکاح کیا ہے عورت نے انکار کیا پس مرد نے دو ہزار درم پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور دو ہزار درم پر نکاح کی ڈگری ہوجائیگی اور اگر خاص غلام پر نکاح ہونے کے گواہ قائم کیے تو بھی مقبول ہونگے یہ فتاوے قاضی خان مین ہی مرد نے ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا پس عورت نے کہا کہ مین نے اس سے نکاح کیا تھا ولیکن مجھے اسکی وفات کی خبر ملی پھر مین نے عدت بیٹھنے کے بعد اس مرد سے نکاح کرلیا تو وہ مدعی کی جورو قرار دیجائیگی اور اگر عورت نے کہا کہ مین اس شخص کی جورو ہون ولیکن پہلے مین اس مدعی کی جورو تھی اور قصہ بیان کیا تو وہ دوسرے شخص کی جورو قرار دیجائیگی یہ ذخیرہ کبریٰ مین ہی واضح ہو کہ موت کا دن حکم قاضی مین داخل نہین ہوتا ہی مثلاً ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ میرا باپ فلان روز مرگیا اور قاضی نے حکم دیا تو موت کا حکم ہوگا یہ دن داخل حکم نہوگا پھر اگر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اس میت نے مجھ سے بعد اس روز کے نکاح کیا ہی تو سماعت ہوگی و نکاح کا حکم ہوجائیگا اور قتل کا روز حکم قضا مین داخل ہوتا ہی حتی کہ اگر کسی دوسرے پر دعویٰ کیا کہ اس نے میرے باپ کو فلان روز قتل کیا ہو اور قاضی نے ڈگری کردی پھر کسی عورت نے دعویٰ کیا کہ اسکے باپ نے مجھ سے اس تاریخ کے بعد کسی دن نکاح کیا تو سماعت نہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک عورت پر نکاح کا دعویٰ کیا اور کہا کہ تیرے فلان شوہر نے تجھے طلاق دی اور تیری عدت گذرگئی پھر مین نے تجھ سے نکاح کیا پس عورت نے کہا کہ میرے فلان شوہر نے مجھے طلاق نہین دی پس مدعی نے فلان شخص کے طلاق دینے کے گواہ قائم کیے تو نامقبول ہون گے پھر اگر شوہر آیا اور مدعی نے اوس کے طلاق دینے کے قائم کیے تو مقبول ہونگے پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر گواہون نے عدت کے بعد نکاح کی گواہی دی تو نکاح ثابت ہوگا کذا فی الاصول الاسترو شینیہ

اگر دو شخصون نے ایک چوپایہ کے اپنی ملک مین پیدا ہونیکے گواہ دیے اور تاریخ دونون نے بیان کی تو اُسکی ڈگری ہوگی جسکی تاریخ چوپایہ کے سن کے موافق ہو خواہ چوپایہ دونون کے قبضہ مین ہو یا ایک کے یا تیسرے شخص کے قبضہ مین ہو [illegible] ہوتے [illegible] اگر پیدایش کا دعویٰ [illegible] قبضہ مین [illegible] ڈگری ہوگی اور اگر [illegible] ڈگری ہوگی اور اگر تیسرے کے قبضہ مین ہو تو بھی دونون کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون تاریخون سے چوپایہ کے سن کے موافقت مین اشکال ہو تو دونون کی ڈگری ہوگی اگرچہ چوپایہ دونون کے قبضہ یا تیسرے کے قبضہ مین ہو کذا فی التبیین اور اگر معلوم ہو کہ چوپایہ کا سن ایک مدعی کی تاریخ سے مخالف ہے اور دوسرے کی تاریخ سے موافق کرنے مین اشکال ہو یعنی مشتبہ ہی تو اُسکی تاریخ سے اشتباہ ہے اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے تاریخ نہ کہی اور دوسرے نے تاریخ کہی مگر اُسکی تاریخ چوپایہ کے سن سے مشتبہ ہے تو اگر تیسرے کے قبضہ مین ہو تو دونون کے درمیان مشترک ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے قبضہ مین ہی تو انھین کے قبضہ مین چھوڑا جائیگا

یہ محیط مین ہے اور اگر ایک کے قبضہ مین ہو تو قابض کی ڈگری ہو گی اور اگر جوپایہ کا سن دونون تاریخون سے مخالف ہو تو دونون کی گواہیان باطل ہون گی اور قابض کے پاس چھوڑ دیا جائیگا کذا فی التبیین عامہ مشائخ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اصح یہ ہے کہ دونون کی گواہیان باطل نہون گی بلکہ دونون کی ڈگری ہو گی بشرطیکہ دونون غیر قابض ہون یا قابض ہون اور اگر ایک قابض ہو تو اُسی کی ڈگری ہو گی کذا فی التبیین خواہ قابض نے اپنے دعوے کے گواہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہونے سے پہلے قائم کیے ہون یا بعد کو قائم کیے ہون کذا فی المحیط اور اگر غیر قابض مدعی نے گواہ دیے کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے اور یہ میرے بائع کی ملک مین پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ سنائے کہ یہ غلام میرا ہے مین نے اسکو فلان دوسرے شخص سے خریدا ہے اور یہ اسی کی ملک مین پیدا ہوا ہے تو قابض کی ڈگری ہو گی اسی طرح اگر غیر قابض مدعی نے اپنے بائع کی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ سنائے اور قابض نے اپنی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ سنائے تو قابض اولی ہے اسیطرح اگر قابض کے وارث یا وصی یہ گواہ قائم کیے کہ یہ غلام مجھے ایک شخص سے ہبہ ملا اور مین نے قبضہ کیا اور یہ اسی شخص کی ملک مین پیدا ہوا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہو گا یہ مبسوط مین ہے ایک بکری ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بکری میری ہے میری ملک مین پیدا ہوئی اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ میری ہے مین فلان شخص کیطرف سے اسکا مالک ہوا ہون اور یہ بکری اسی فلان شخص کی ملک مین پیدا ہوئی ہے تو قابض کے لئے اس کا حکم قضا ہو گا کذا فی الذخیرہ اور اصل مین مذکور ہے کہ قاضی مدعی دوم کے واسطے حکم منسوخ کرکے پہلے کی ڈگری کر دیگا اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اگر دونون مین سے ایک نے ملک کے اور دوسرے نے نتاج کے گواہ دیے تو نتاج والا اولی ہے کوئی ہو اسیطرح اگر دو شخص غیر قابض ایسا دعوی کرین تو نتاج والے مدعی کی گواہی اولی ہے اور اگر قابض نے نتاج کا دعوے کیا اور اسکی ڈگری ہو گئی (قابض ہو یا غیر ۱۲) پھر تیسرے نے نتاج کے گواہ دیے تو اُسکی ڈگری ہو جائیگی مگر یہ اُس صورت مین کہ قابض اپنی ملک مین پیدا ہونے کے گواہ دوبارہ پیش کرے کذا فی الکافی اور اگر قابض کو دوبارہ گواہ پیش کرنیکی قدرت نہوئی اور قاضی نے تیسرے کی ڈگری کر دی پھر قابض نے گواہ سنائے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو اُسکی ڈگری ہو گی غلام اُسکو ملیگا اور اگر قابض دوبارہ گواہ نہ لایا بلکہ چوتھے نے حاضر ہو کر گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو قاضی تیسرے سے کہے گا کہ اپنے ابرا مرکے گواہ لا کہ یہ تیرا غلام ہے تیری ملک مین پیدا ہوا ہے اس شخص چوتھے کے سامنے دوبارہ پیش کریں اگر تیسرے نے گواہ پیش کیے تو وہی چوتھے سے زیادہ حقدار ہو گا پھر اگر پہلا مدعی حاضر ہوا اور گواہ لایا کہ یہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو اُسکی گواہی مقبول نہو گی کیونکہ ایک مرتبہ اُسپر اُسی غلام کی ڈگری ہو چکی ہے اس واسطے پھر اُسکے گواہ اس غلام کی بابت کسی پر مقبول نہون گے اور یہ قول امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کا ہے اور یہی قیاس قول امام اعظمؒ ہے کذا فی المحیط ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور ایک دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے اور قاضی نے دونون مدعیون کے درمیان نصف نصف غلام کی ڈگری کر دی پھر تیسرا شخص آیا اور اُسنے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو تمام غلام کی ڈگری اُسکے نام کر دی جائیگی اگر پہلے دونون مدعیون ڈگری داردن نے دوبارہ اپنی ملک نتاج کے گواہ نہ پیش کیے پس اگر ایک نے بدون دوسرے کے دوبارہ گواہ پیش کیے تو جس نے نہین پیش کیے اُسکے حصہ کی

ف: نتاج ظہور ملک بولادت ۱۲

ڈگری تیسرے کے نام ہو جائیگی اور جس نے دوبارہ پیش کیے ہین اُس مین تیسرے کا حق نہو گا پھر اگر پہلے مدعا علیہ نے جسپر ڈگری ہو چکی اور جسکے قبضہ مین غلام تھا یہ گواہ پیش کیے کہ غلام میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور قاضی کے سامنے پیش کیے تو اُس کی ڈگری ہو جائیگی کیونکہ اگر وہ پہلے روز اس امر کے گواہ دیتا تو اُسکی گواہی اولی تھی ایسا ہی اگر بعد اسکے پیش کیے تو اُسکے گواہ اولی ہین کذا فی الذخیرہ۔ اگر قابض وغیر قابض نے ملک مطلق کے دعوے پر گواہ قائم کیے اور قابض پر مالک مدعی کی ڈگری ہو گئی پھر اس قابض نے جسپر ڈگری ہوئی ہے ملک نتاج کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہون گے اور پہلا حکم قضا باطل ہو گا یہ کافی مین ہے ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسنے گواہ دیے کہ میرا غلام ہے مین نے اپنی ملک مین اُسکو آزاد کر دیا ہے اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہے تو ملک مین پیدا ہونے کے گواہ اولی ہین کذا فی فتاوے قاضیخان قابض اور غیر قابض دونون نے اگر غلام کے نتاج کے گواہ پیش کیے اور خارج کے دعوے مین آزاد کرنا بھی ہے تو وہی اولی ہے اسیطرح اگر دونون مدعیون نے دعوی کیا درحالیکہ غلام تیسرے کے قبضہ مین ہے اور ایک مدعی آزاد کر دینے کا بھی دعوے کرتا ہے تو وہی اولی ہے کیونکہ نتاج مع عتق کی گواہی زیادہ ثابت ہے کہ اسپر استحقاق اصلا نہین ہو سکتا ہے اور گواہی قابض ثبت ملک اگرچہ ہے مگر ایسا استحقاق اُسپر آسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر غیر قابض مدعی نے نتاج کے ساتھ مدبر کرنیکا دعوی کیا اور قابض نے فقط نتاج کا دعوے کیا تو اس صورت مین روایات مختلف ہین ابو سلیمان کی روایت مین ہے کہ غیر قابض مدعی کی ڈگری ہو گی اور مدبر کرنے کو بمنزلہ آزاد کرنے کے شمار کیا اور ابو حفص کی روایت مین بمنزلہ مکاتب کرنے کے شمار کیا اور قابض کی ڈگری ہو گی کذا فی المحیط اور اگر مدعی نے نتاج کے ساتھ مدبر کرنے یا ام ولد بنانے کا دعوی کیا اور قابض نے نتاج کے ساتھ قطعی آزاد کرنیکا دعوی کیا تو قابض کی گواہی اولی ہے اور اگر قابض نے نتاج کے ساتھ مدبر کرتے یا ام ولد بنانے کا دعوی کیا اور مدعی نے عتق قطعی کا دعوی کیا تو مدعی اولی ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر قابض نے نتاج کا دعوی کیا اور مدعی نے دعوی کیا کہ میری ملک ہے مجھ سے قابض نے غصب کر لیا ہے تو مدعی کی گواہی اولی ہے اور اسیطرح اگر قابض نے نتاج کا دعوی کیا اور مدعی نے کہا کہ میری ملک ہے مین نے اسکو اجرت پر یا عاریت یا ودیعت دی ہے تو مدعی کی گواہی اولی ہے یہ محیط مین ہے ایک باندی پر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہے میرے واسطے فلان شہر کے قاضی نے اس شخص پر جسکے قبضہ مین ہے ڈگری کر دی ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ میری ہے میری ملک مین پیدا ہوئی ہے پس اگر مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے مدعی کی ڈگری ایسے گواہون پر کر دی جنھون نے اُسکے پاس یہ گواہی دی کہ مدعی نے قابض سے اسکو خریدا ہے یا قابض نے اسکو صدقہ یا ہبہ مقبوضہ دیا ہے یا یہ گواہی دی کہ اس قاضی نے اس مدعی کی ڈگری کر دی اور کوئی سبب نہ بیان کیا تو یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کر کے باندی مدعی کو دلا دیگا اور اگر یہ گواہی دی کہ مدعی کے گواہون نے اُس قاضی کے سامنے گواہی دی تھی کہ یہ باندی مدعی کی ہے اسکی ملک مین پیدا ہوئی ہے اس سبب سے قاضی نے اسکی ڈگری کر دی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ قاضی بھی اس حکم کو نافذ کریگا اور امام محمدؒ کے نزدیک توڑ دیگا اور اگر مدعی کے گواہون نے قاضی کے سامنے یہ گواہی دی کہ ہمارے سامنے قاضی فلان نے یہ اقرار کیا ہے کہ مین نے اس باندی کی ڈگری اس مدعی کے نام اس سبب سے کر دی کہ میرے پاس اُسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہ باندی مدعی کی ہے یا اسکی ملک مین پیدا ہوئی ہے تو شیخ الاسلام نے فرمایا ہے

کہ دوسرا قاضی بالاجماع اسکو توڑدیگا یہ ذخیرہ مین ہی اگر باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی نے قابض پر باندی کی اُسکے نام ڈگری کردی ہی اور گواہون نے سبب قضا و بیان نہ کیا اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ پیش کیے تو قاضی کے حکم والا اولی ہی اور اگر پہلے مدعی کے گواہون نے بیان کیا کہ فلان قاضی نے اس سبب سے ڈگری کردی ہی کہ اسکے سامنے گواہون نے گواہی دی تھی کہ یہ باندی اسی کی ہی اور دوسرے مدعی نے نتاج کے گواہ دیے تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حکم قضا والا اولی ہی اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ نتاج کا مدعی اولی ہی کذا فی المحیط اگر مدعی خارج نے گواہ دیے کہ یہ باندی میری ہی میری ملک مین یہ غلام جنی ہی اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری باندی کی ہوگی کیونکہ باندی مین دونون ملک مطلق کا دعویٰ کرتے ہین پس مدعی کی ڈگری ہوگی پھر غلام باندی کی تبعیت مین باستحقاق اُسی کے پاس جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص کے قبضہ مین ایک بکری ہی اُسپر ایک مدعی نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میری ہی اور میری ملک مین یہ صوف اس بکری سے حاصل ہوئی ہی اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو بکری و صوف مدعی کو قضاءً دلائے جائینگے یہ ذخیرہ مین ہی اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہی اُسنے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی میری ملک مین میری باندی و غلام سے پیدا ہے اور ایک مدعی نے اُسپر ایسے گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور یہ حکم جو قابض کے واسطے غلام کی ملک کا ہوا ہی یہ ملک و نسب دونون مین ہی یعنی یہ غلام قابض کی باندی و غلام کے نسب سے قرار پاویگا نہ مدعی کے غلام و باندی کے نسب سے یہ تلخیص یا فی المحیط ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی میری و س باندی اور اس غلام سے میری ملک مین پیدا ہوا ہی اور دوسرے مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو دونون کی ڈگری نصف نصف کی ہوگی اور یہ غلام قضاءً دونون غلامون اور دونون باندیون کے نسب سے قرار پاویگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر ایک شخص نے دعویٰ کیا اور گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہی میری ملک مین پیدا ہوا ہے اور باندی کا نام نہ لیا اور دوسرے مدعی نے دعویٰ کیا کہ میری ملک ہے اور میری اس باندی بریرہ سے پیدا ہوا ہے اور گواہ دیے تو اسی دوسرے کی ڈگری ہوگی پس اگر قابض نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہی میری ملک مین میری اس باندی حریرہ سے پیدا ہوا ہی تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی کبریٰ مین ہی کہ دو شخصون مین سے ہر ایک کے قبضہ مین ایک بکری ہی ہر ایک نے گواہ سنائے کہ جو بکری دوسرے کے ہاتھ مین ہی وہ میری ہی میری اس بکری سے جو میرے قبضہ مین ہی پیدا ہوئی ہی تو دعوی الاصل مین مذکور ہی کہ دونونکی گواہیان مقبول ہو کر ہر ایک کی ڈگری دوسرے کی مقبوضہ بکری پر ہوگی اور اسی پر فتویٰ ہی کذا فی المضمرات اور دونون گواہیاں اسوقت مقبول ہونگی کہ جب بکریون کے سنون مین ایسا اشتباہ پڑا ہو کہ ایک بکری دوسری بکری کی ماں ہونے کا احتمال رکھتی ہو اور اگر کوئی بکری دوسرے کی ماں نہو سکتی ہو تو دونونکی گواہیان یکبارگی مقبول نہونگی اور اگر یون گواہ قائم کیے کہ میرے قبضہ کی بکری میری ہی میری ملک مین پیدا ہوئی ہی اور دوسرے کی بکری کو اُسکے پاس کی بکری نے جنا ہے اور دوسرے کے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اُسکی مقبوضہ بکری کی ڈگری ہوجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی ہر وہ سبب جو متکرر[۱] نہو وہ نتاج کے معنی مین ہی جیسے بننا اُس کپڑے کے حق مین جو صرف ایک مرتبہ بنا جاتا ہے جیسے روئی کے کپڑے اور روئی کاتنا اور دودھ دوھنا یا جستہ بنانا اور نمدہ بنانا اور مرعزی تیار کرنا اور ریشم کاٹنا

[۱] یعنی دوبارہ نہین ہوسکتا ہے بلکہ ایک ہی مرتبہ واقع ہوتا ہے ۱۲ ۔

اور جو سبب مکرر ہوتا ہو وہ نتاج کے معنی مین نہین ہو تو ایسے سبب مین مثل ملک مطلق کے دعوے کے مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی مثل زراعت گندم و حبوب و بنا عمارت وغیرہ اور اگر اشتباہ و اشکال واقع ہو جاوے تو اس کام کے خبرداروں سے دریافت کیا جائیگا کذا فی الکافی ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو بنایا ہے یا تلوار کے پھل کا دعویٰ کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو ڈھالا ہے اور اسپر گواہ قائم کئے اور قابض نے بھی ایسے گواہ قائم کیے پس اگر قاضی کو قطعًا معلوم ہے کہ ایسا کپڑا یا پھل صرف ایک بار کے سوائے نہین تیار ہوتا ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی اور قطعًا معلوم ہوا کہ بار بار بنتا ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر قاضی کو اشکال و اشتباہ پیش آیا تو اسکے جاننے والون سے جو عادل ہین دریافت کرے اور ایک کافی ہو اور اگر دو ہون تو احتیاط زیادہ ہو اور اگر جاننے والون مین بھی باہم اختلاف پڑا یہانتک کہ اشکال ویسا ہی رہا تو دو روایتین ہین ایک روایت یہ ہو کہ مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اسیطرح اگر اہل صناعت مختلف ہون تو بھی یہی حکم ہو کذا فی الوجیز الکردری اگر دو عورتون نے روئی کے سوت مین جھگڑا کیا ہر ایک کہتی ہے کہ مین نے اسکو کاتا ہے تو قابضہ کی ڈگری ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر بجاے اسکے صوف کے سوت مین ایسا جھگڑا ہوا تو عورت مدعیہ کی ڈگری اولی ہو کذا فی الظہیریہ ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر جھگڑا ہوا قابض نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا مین نے بنا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ دیے کہ اسکا آدھا مین نے بنا ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر دونون آدھے پہچان پڑتے ہین تو ہر ایک کو اسکا بنا ہوا آدھا دیدیا جاوے اور اگر نہین پہچانے جاتے ہین تو سب کپڑا مدعی کا ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اگر ایک شخص کے پاس بکری کی اون ہو وہ کہتا ہے کہ مین نے اپنی بکریون سے کاٹی ہو اور اسکے گواہ قائم کیے اور ایک مدعی نے خود دعویٰ کیا اور ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الذخیرہ اگر ایک شخص کے مقبوضہ گھی یا روغن زیتون یا تلی کے تیل پر دعویٰ کیا کہ میرا ہو مین نے اسکو متھا یا پیرا ہو اور گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی مثل اسکے گواہ دیے تو قابض کی ڈگری ہوگی اور یہی حکم آٹے اور ستوون مین ہو کذا فی المحیط۔ اگر چیستہ مین جھگڑا ہوا اور مدعی اور قابض مین سے ہر ایک نے گواہ دیے کہ یہ چیستہ میرا ہے مین نے اسکو اپنی ملک مین بنایا ہو تو وہ قابض کا ہوگا اسیطرح اگر دودھ کے حالاب مین جھگڑا ہوا اور اسی طرح ہر ایک نے گواہ پیش کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الکافی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ جس دودھ سے یہ چیستہ بنا ہے وہ میرا تھا تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے کہ دودھ میری بکری سے میری ملک مین دوہا گیا ہے اور اس سے یہ چیستہ بنایا گیا تو قابض کے لیے چیستہ کا حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے یہ گواہ دیے کہ جس بکری سے دودھ دوہکر یہ چیستہ بنا ہو وہ میری ملک ہے تو مدعی کے لیے حکم ہوگا اور اگر ہر ایک نے یہ گواہ پیش کیے کہ جس بکری سے دودھ دوہکر دودھ سے یہ چیستہ بنایا گیا ہو وہ میری بکری سے پیدا ہوئی ہو تو چیستہ کے قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اور اگر مدعی قابض نے کہا کہ یہ چیستہ میرا ہو مین نے اسکو اپنی بکری کے دودھ سے بنایا ہو اور غیر قابض مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو بکری کی ڈگری غیر قابض کے واسطے ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر کسی زیور کا دعویٰ کیا کہ میرا ہو مین نے اسکو اپنی ملک مین ڈھالا ہو تو یہ دعویٰ نتاج نہین ہو اسیطرح اگر دعویٰ کیا کہ یہ گیہون میرے ہین مین نے خود انکو بویا ہو تو بھی یہی حکم ہو یہ ظہیریہ مین ہو اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ مین ہو اسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے دادا کا گھر ہو مین نے

اسکو میراث مین پایا ہی اور تمام صورت میراث کو بیان کیا یہانتک کہ حصہ اُس تک پہونچا اور قابض نے بھی اسیطرح گواہ دیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط - اگر زمین و درخت خرما ایک شخص کے مقبوضہ ہین اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین و درخت میرے ہین اور مین نے یہ درخت اس زمین مین لگائے ہین اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی خارج کی ڈگری ہوگی اور ایسے ہی تاک انگور اور دوسرے درختونکا حکم ہی کذا فی الکافی - اگر زمین مین کھیتی ہو اور قابض و مدعی مین سے ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہی اور کھیتی اسمین مین نے لگائی ہی تو زمین و کھیتی کی ڈگری مدعی کو دیجائیگی کذا فی المحیط اسیطرح اگر عمارت مین اختلاف کیا اور ہر ایک نے گواہ دیے کہ مین نے اپنی زمین مین عمارت بنائی ہی تو بھی مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی محیط السرخسی اگر کسی کے پاس قبا بھری کی ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میری ہی مین نے اسکو اپنی ملک مین قطع کیا اور بھروایا ہے اور قابض نے بھی اسکے مثل گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی ایسے ہی جو جبہ بھرا ہوا ہے اور پوستین اور ہر چیز کپڑے کی جو قطع کی جاتی ہی اور بچھونے فرش اور دسترخوان اور تکیہ ایسے ہی عصفر یا زعفران یا ورس سے رنگائے ہوئے کپڑے مین اگر مدعی و قابض نے اس طرح گواہ قائم کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی الظہیریہ بزیادۃ التوضیح ایک کھال ایک شخص کے پاس ہی اسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری ہی مین نے اپنی ملک مین اُسکو کھینچا ہی اور قابض نے گواہ اسکے مثل قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر ذبح کی ہوئی کھال کھینچی ہوئی ایک بکری ایک شخص کے قبضہ مین ہی اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا کہ یہ میری ہی مین نے اسکو ذبح کیا اور کھال کھینچی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی اگر ہر ایک نے دونون مین سے یہ گواہ پیش کیے کہ بکری میری ہی میری ملک مین پیدا ہوئی ہی مین نے اسکو ذبح کیا ہی اور اسکا سر و کھال و سقط میرا ہی تو کل کے قابض کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی اگر قابض و مدعی نے بھنے ہوئے گوشت یا بھنی ہوئی مچھلی مین جھگڑا کیا ہر ایک نے دعوی کیا کہ مین نے اپنی ملک مین اسکو بھونا ہی تو مدعی کی ڈگری ہوگی اور ایسا ہی مصحف مین ہر ایک نے اگر گواہ قائم کیے کہ میرا ہی مین نے اپنی ملک مین لکھا ہی تو مدعی کی ڈگری ہوگی کیونکہ کتابت مکررات مین سے ہی مکتوب دوبارہ مکتوب ہوتی ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی - اگر پیتل کا کوزہ یا طشت یا برتن لوہے یا تانبے یا پیتل کا ہو یا برنجی یا رانگ کا ہو یا دونون کو اڑسا کھوے کے ہون یا پیالے یا تابوت یا تخت یا محمل یا قبہ یا موزہ یا ٹوپی ہو تو مدعی غیر قابض کی ڈگری ہوگی بشرطیکہ مکرر مصنوع ہوتے ہون ورنہ قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی الخلاصہ اگر ایک شخص کی مقبوضہ کچی اینٹون پر دعوی کیا کہ میری ہین مین نے انکو اپنی ملک مین تیار کیا ہی اور اسکے گواہ قائم کیے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ پیش کیے تو غیر قابض مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر بجائے کچی اینٹون کے پکی اینٹین یا گچ یا چونہ ہو تو قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط ایک کھال کھینچی ہوئی بکری ایک شخص کے قبضہ مین ہی اور اُسکی کھال و سقط دوسرے کے قبضہ مین ہی پس بکری کے قابض نے گواہ دیے کہ بکری اور کھال و سقط سب میرا ہے اور کھال اور سقط کے قابض نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے اسکی مقبوضہ چیز کی ڈگری کر دی جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر ایک شخص کے قبضہ مین کبوتر یا مرغی یا کوئی ایسا پرندجانور ہی جو انڈے سے نکلتا ہی اور اسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرا ہے میری ملک مین پیدا ہوا ہی اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری کر دیجائیگی کذا فی الذخیرہ اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ وہ انڈا کہ جسمین سے یہ مرغی پیدا ہوئی ہی میرا تھا

[illegible]

تو اُسکے نام مرغی کی ڈگری نہ کیجائیگی ولیکن مرغی کے مالک پر اُسکے مثل یک انڈا انڈے کے مالک کو دینے کا حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہی غصب کی ہوئی مرغی نے دو انڈے دیے ایک انڈے کو مرغی نے اپنے نیچے رکھکر سیا اور اُسمین سے بچہ نکلا اور دوسرے انڈے کو غاصب نے دوسری مرغی کے نیچے بٹھا لکر بچہ نکلوایا تو مرغی اور جو بچہ اُسکے نیچے نکلا ہے وہ مغصوب منہ کو دیا جائیگا اور جو بچہ غاصب نے نکلوایا ہے وہ اُسی کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے صوف و درخت کے پتے اور پھل بمنزلہ نتاج کے ہین اور درخت کی شاخین اور گیہون بمنزلہ نتاج کے نہین ہین یہانتک کہ اگر مدعی نے گواہ پیش کیے کہ یہ صوف میری بکری کا ہے یا یہ پھل یا پتے میرے درخت کے ہین اور یہ شاخین میرے درخت کی ہین اور یہ گیہون اُس گیہون کے ہین جو مین نے اپنی زمین مین بوے تھے اور قابض نے بھی ایسے ہی گواہ دیے تو شاخ اور گیہون کی صورت مین مدعی کی ڈگری ہوگی اور صوف اور پھل اور پتے کی صورت مین قابض کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط اگر ایک شخص کے مقبوضہ کپڑے پر دعویٰ کیا کہ یہ میرا ہے مین نے اُسکو بنا ہے اور گواہ قائم کیے مگر گواہون نے اُسکے بننے کی گواہی دی اور اُسکے ملک ہونے کی گواہی نہ دی تو مدعی کی ڈگری نہوگی اسیطرح اگر یون بیان کیا گواہی دی کہ یہ اسی کے پاس پیدا ہوا ہے یا یہ باندی اسی کے پاس پیدا ہوئی ہے اور یہ گواہی نہ دی کہ اسی کی ملک ہے تو بھی مدعی کی ڈگری نہوگی اسیطرح اگر یون گواہی دی کہ یہ باندی اسکی باندی کی بیٹی ہے مگر ملک نہ بیان کی تو بھی مدعی کی ڈگری نہوگی اسیطرح اگر کپڑے مین یون گواہی دی کہ یہ کپڑا فلان شخص کے سوت کا ہے مگر ملک کی گواہی نہ دی تو فلان کے واسطے حکم نہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر انھون نے بیان کیا کہ اس نے فلان شخص کی مملوکہ روئی سے سوت کاتا اور اس سے یہ کپڑا بنا ہے تو غصب کرنے والے پر اُسکے مثل روئی دینی پڑیگی اور کپڑا غاصب کا ہوگا ولیکن اگر مالک یون کہے کہ مین نے اسکو کاتنے اور بننے کا حکم کیا تھا تو بعینہ وہی کپڑا اُسے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر گواہون نے گواہی دی کہ یہ چھوارے اس مدعی کے درخت کے ہین تو چھوہارون کی ڈگری مدعی کے نام ہو جائیگی یہ محیط مین ہے اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ گیہون اُس کھیتی کے ہین جو فلان شخص کی زمین مین لگی تھی یا یہ چھوارے اُس درخت کے ہین جو فلان شخص کی زمین مین تھا یا یہ انگور خشک فلان شخص کی زمین کے تاک کے ہین تو اُس فلان شخص کی ڈگری نہوگی ولیکن اگر قابض نے فلان شخص کی ملک ہونے کا اقرار کر دیا تو اسکے اقرار پر فلان شخص کو دلائے جائینگے اور اگر یون گواہی دی کہ یہ غلام فلان شخص کی باندی نے جنا ہے تو غلام مالک کنیز کا ہوگا اور اگر گواہی دی کہ یہ گیہون اس شخص کی کھیتی کے ہین تو گیہون اُسکو دلائے جائینگے اسی طرح اگر گواہی دی کہ یہ انگور خشک فلان شخص کے تاک کے ہین تو انگور کی ڈگری فلان شخص کے نام ہوگی یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اور اگر گواہی دی کہ زید نے یہ آٹا عمرو کے گیہون سے پیسا ہے اور عمرو اُسکا مالک تھا تو زید پر ان گیہون کے مثل گیہون کے دینے کی ڈگری ہوگی اور اگر عمرو نے کہا کہ مین نے زید کو پیسنے کا حکم کیا تھا تو آٹا لے لیگا کذا فی المبسوط۔ ایک شخص کے ہاتھ مین ایک عصفر کا رنگا ہوا کپڑا ہے اُسپر گواہون نے گواہی دی کہ یہ عصفر جس سے یہ کپڑا رنگا ہے اس مدعی کا ہے اس سے مدعا علیہ نے یہ رنگا ہے اور رنگنے والا دعویٰ کرتا ہے کہ کپڑے کے مالک نے خود رنگا ہے اور مالک اس سے منکر ہے تو مالک کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے ایک باندی اور اسکی بیٹی دوسرے کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک مدعی نے دعویٰ کیا کہ یہ باندی میری ہے اور گواہ قائم کیے اور قاضی نے باندی کی ڈگری اُسکے نام کر دی تو یہ باندی کی بیٹی کو نہین لے سکتا ہے اگرچہ باندی کو ملک مطلق کے استحقاق سے

لے لیا ہے اور اگر باندی کی بیٹی مدعا علیہ کے قبضہ مین ہو تو باندی مع بیٹی کے لے سکتا ہے اور اگر ایک شخص کے قبضہ مین چھوہارے
کا درخت ہے اُسپر ایک شخص نے دعوی کر کے اپنے نام ڈگری کرالی اور اس درخت کے چھوہارے دوسرے کے قبضہ مین ہین تو وہ
چھوہارے بھی لے لیگا اور پھلون خرما کا حکم بچہ کے مانند نہین ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ہشام رح کہتے ہین کہ مین نے امام
محمد رح سے دریافت کیا کہ ایک زمین ہے اُس مین گیہون کی کھیتی بوئی ہے ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ زمین میری ہے اور
گواہون نے بیان کیا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ یہ کھیتی کس کی ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ جب کھیتی کا حال معلوم نہو تو وہ
زمین کے تابع کیجائیگی پھر مین نے پوچھا کہ اگر قابض نے کہا کہ کھیتی مین نے بوئی ہے اور اسکے گواہ دیے تو کیا کھیتی اُسکو
دلائی جائیگی کہا کہ ہان پھر مین نے کہا کہ اگر کھیتی کاٹی یا روندی ہوئی ہو اور گواہون نے کھیتی کی نسبت کسی کی ملکیت کی
گواہی نہ دی تو فرمایا کہ کھیتی اُسکی ہوگی جسکے ہاتھ مین زمین ہے کذا فی المحیط اگر مدعی نے ملک مطلق کے گواہ دیے اور
قابض نے اُس سے خریدنے کے گواہ دیے تو قابض کی گواہی اولی ہے کذا فی الہدایہ اگر دو مدعیون مین سے ایک نے
ہبہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے خرید کا ایک ہی شخص کی طرف سے دعوی کیا اور یہ مال معین تیسرے کے قبضہ مین موجود ہے
اور دونون نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ برابر ایک ہی کہی تو خرید کی گواہی اولی ہے اور اگر ایک نے تاریخ کہی دوسرے نے نہ کہی
تو تاریخ بیان کرنے والا اولی ہے خواہ کوئی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہو تو وہی اولی ہے اور اگر
وہ شے معین دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ اولی ہے الا یہ کہ دونونکی تاریخ بیان کرنے مین مدعی غیر قابض کی تاریخ
سابق ہو تو اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر وہ چیز دونون کے قبضہ مین ہو تو دونون مین مشترک ہوگی الا اس صورت مین کہ
دونون کی تاریخ مین سے ایک کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے صدقہ مع قبضہ کا اور دوسرے نے
خرید کا دعوی کیا تو اُسکا بھی حکم اسیطرح ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک شے معین ہے اُسپر ایک مدعی نے دعوی
کیا کہ مین نے زید سے ہزار درم کو خریدی دوسرے نے دعوی کیا کہ بکر نے مجھے ہبہ مقبوضہ دی تو دونون مین مشترک کا حکم ہوگا
اسیطرح اگر تیسرے نے پدر سے میراث کا اور چوتھے نے خالد سے صدقہ کا دعوی کیا تو سب مین چار حصون پر تقسیم ہوگی اگر مال معین
دو مین سے ایک کے قبضہ مین ہو تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی ولیکن اگر کسی کی تاریخ سابق ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون
کے قبضہ مین ہو تو دونونکی ڈگری ہوگی اور یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ وہ شے ایسی ہو کہ جسکی تقسیم سے ٹکڑے نہین کیے جاتے ہین
جیسے گھوڑا و غلام وغیرہ اور اگر ایسی چیز ہو کہ جسکے ٹکڑے کیے جاتے ہین جیسے دار وغیرہ تو خرید کے مدعی کی ڈگری ہوگی کذا فی
محیط السرخسی اور صحیح یہ ہے کہ جو غیر منقسم کہ محتمل قسمت ہے اور جو نہین ہے اس حکم مین یکسان ہے کذا فی المحیط والذخیرہ۔ ہبہ
و صدقہ کے دعوے مین اگر دونون مین قبضہ ہو تو یکسان ہین اور یہ حکم ایسی چیز دن مین جو محتمل قسمت نہین ہین بلا خلاف ہے
اور جو محتمل قسمت ہین اُن مین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ صحیح نہین ہے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون فریق گواہون نے
وقت بیان نہ کیا اور کسی کا قبضہ بھی نہین ہے اور اگر دونون نے وقت بیان کیا تو سابق الوقت اولی ہے اور اگر دونون نے
وقت نہ بیان کیا ولیکن ایک کا قبضہ ہے تو وہی اولی ہے ایسے ہی اگر قابض مدعی نے وقت بیان کیا تو بھی وہی اولی ہے کذا فی
التبیین اور اگر ایک کے گواہون نے وقت بیان کیا تو وہ اولی ہے کذا فی المحیط ایک شخص کے مقبوضہ مال عین پر دو مدعیون نے

دعوی کیا ایک نے زید سے خریدنے کا اور دوسرے نے زید سے رہن رکھکر قبضہ کرنیکا دعوی کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے اور دونون نے تاریخ بیان نہ کی یا ایک ہی تاریخ بیان کی تو خرید اولی ہو اور اگر ایک نے تاریخ بیان کی اور دوسرے نے نہ بیان کی تو تاریخ والا اولی ہے کوئی ہو اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو وہی اولی ہو اور اگر مال عین کسی ایک کے قبضہ مین ہو تو وہ اولی ہے ولیکن اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور مدعی غیر قابض کی تاریخ سابق ہے تو غیر قابض کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر قابض کیطرف سے ایک نے رہن و قبضہ کا اور دوسرے نے ہبہ و قبضہ کا دعوی کیا اور دونون نے گواہ دیے مگر کسی کے گواہون نے تاریخ یا قبضہ نہ بتلایا تو رہن اولی ہی اور یہ استحسان ہو کذا فی التبیین۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ دونون کا دعوی ایک ہی شخص کی طرف سے ملک کا ہو اور اگر دو شخصونکی طرف سے ہو تو دونون برابر ہین یہ سراج الوہاج مین ہی پس اگر تاریخ یا قبضہ کی سبقت کی وجہ سے ترجیح رکھتا ہو تو اسی کی ڈگری ہوگی یہ فصول عمادیہ مین ہی یہ حکم اسوقت ہے کہ ہبہ بشرط عوض نہو اور اگر بشرط عوض ہو تو یہ اولی ہے کذا فی السراج والہدایہ۔ اگر مدعی نے غلام کی نسبت خریدنیکا دعوی کیا اور مدعا علیہ کی جورو نے دعوی کیا کہ میرا نکاح اسپر ہوا ہے تو دونون مدعی یکسان ہین غلام کی ڈگری دونون مین نصف نصف ہوگی یہ اُس صورت مین کہ دونون نے تاریخ نہ کہی یا تاریخ ایک ہی کہی ہو اور یہ قول امام ابو یوسفؒ کا ہو اور امام محمدؒ کے نزدیک خرید اولی ہو اور اگر دونون کی تاریخ مین ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق التاریخ اولی ہے یہ غایت البیان مین ہی پھر ابو یوسفؒ کے نزدیک عورت کو آدھا غلام ملیگا اور آدھے کی قیمت شوہر پر واجب ہوگی اور مشتری کو آدھا غلام اور آدھے غلام کا ثمن آدھا بائع سے ملسکتا ہے اگر چاہے ورنہ بیع فسخ کردے اور امام محمدؒ کے نزدیک عورت کو تمام غلام کی قیمت شوہر سے ملے گی یہ تبیین مین ہی اگر نکاح اور ہبہ اور رہن و صدقہ جمع ہو تو نکاح اولی ہو کذا فی المحیط۔ دو گواہون نے قرض کی گواہی دی اور دو گواہون نے مضاربت کی تو مدعی قرض کی گواہی اولی ہو کذا فی محیط السرخسی۔

متفرقات۔ منتقی مین ہو کہ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر ایک شخص نے دعوی کیا اور گواہ دیے کہ مین نے اس دار کا دعوی کیا تھا اور قابض نے مجھ سے سو درم پر صلح کر لی تھی اور قابض نے گواہ دیے کہ مدعی نے مجھکو اس دار کے دعوے مین اپنے حق سے بری کر دیا تھا تو صلح کے گواہ اولی ہین کذا فی الذخیرہ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ مین نے یہ باندی اس قابض سے ہزار درم کو خرید کے آزاد کر دی ہو اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قابض پر گواہ قائم کیے کہ مین نے یہ باندی قابض سے ہزار درم کو خریدی اور آزاد کرنیکا ذکر نہ کیا تو آزاد کرنے والے کے گواہ اولی ہین اور یہ ذکر نہین کیا کہ اگر مدعی خرید نے قبضہ ذکر کیا تو کیا حکم ہے پس اگر اُسنے قبضہ کر لیا ہے تو وہ اولی ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کا غلام ہی غلام نے اپنے مولی پر گواہ قائم کیے کہ اس نے مجھے آزاد یا مدبر کر دیا ہو اور ایک مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو اسکے مالک سے ہزار درم کو خرید اہے پس اگر مشتری نے قبضہ نہین کیا ہے تو غلام کے گواہ اولے ہین اور اگر قبضہ کر لیا ہو تو مشتری کے گواہ مقبول ہون گے اور اگر دونون نے تاریخ بیان کی اور ایک کی تاریخ سابق ہے تو سابق التاریخ اولی ہے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک باندی نے اپنے مولی پر دعوی کیا کہ میری اس سے اولاد ہوئی ہے اور اسکے گواہ قائم کیے اور دوسرے

مدعی نے گواہ دیے کہ مین نے یہ باندی اسکے مالک سے خریدی ہے تو باندی کے گواہ اولی ہین خواہ باندی مشتری کے قبضہ مین ہو یا نہو اور اگر مشتری کے گواہون نے بچہ جننے سے تین برس پہلے خریدنے کا وقت بیان کیا تو مشتری کے گواہ اولی ہونگے یہ محیط مین ہے ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اسنے گواہ قائم کیے کہ مین نے اسکو مدبر کر دیا درحالیکہ اسکا مالک ہون اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ مجھ سے میری ام ولد ہو گئی ہے اور مین اسکا مالک ہون اور تیسرے نے بھی ایسے ہی گواہ قائم کیے تو قابض کی ڈگری ہو گی یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اگر غلام نے گواہ کیے کہ فلان شخص نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور فلان شخص اس سے منکر ہے یا مقر ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہے تو اس دوسرے مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اسی طرح اگر غلام کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ فلان شخص نے اسکو آزاد کیا درحالیکہ یہ اسکے قبضہ مین تھا یا یہ کل کے روز اسکے قبضہ مین تھا تو بھی یہ گواہی مقبول نہو گی کذا فی المبسوط اور اگر غلام کے گواہون نے گواہی دی کہ فلان شخص نے اسکو آزاد کیا درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مدعی کے گواہون نے گواہی دی کہ یہ مدعی کا غلام ہے تو آزادی کے گواہون پر ڈگری ہو گی کذا فی المحیط اور اگر مولی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو آزاد کیا اور دوسرے نے کہا کہ یہ اسکا غلام ہے تو آزادی کے گواہون پر حکم ہوگا اسیطرح اگر غلام کے گواہون نے گواہی دی کہ اسکو فلان شخص نے مدبر کر دیا ہے درحالیکہ وہ اسکا مالک ہے اور ایک مدعی نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے تو مدبر کرنے کے گواہون کی ڈگری ہو گی چنانچہ اگر خود مولی نے مدبر کرنے کے گواہ دیے اور مدعی نے اپنے غلام ہونے کے گواہ سنائے تو مولی کے گواہون پر حکم ہوگا کذا فی الذخیرہ اور اگر غلام نے گواہ سنائے کہ فلان شخص نے اسکو مکاتب کیا ہے درحالیکہ وہ اسکا مالک ہے اور دوسرے نے گواہ سنائے کہ یہ میرا غلام ہے تو اس دوسرے کے گواہون پر غلام ہونے کی ڈگری ہو گی اور اگر قابض نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہے مین نے اسکو مکاتب کیا ہے اور دوسرے مدعی نے گواہ سنائے کہ میرا غلام ہے تو دوسرے مدعی کے غلام ہونے کی ڈگری ہو گی یہ محیط مین ہے ایک غلام زید کے قبضہ مین ہے عمرو نے گواہ دیے کہ یہ میرا غلام ہے مین نے اسکو آزاد کیا ہے اور بکر نے گواہ سنائے کہ یہ اصلی حر ہے اور مین نے اس سے عقد موالات کی ہے تو بکر کے گواہون پر ڈگری ہو گی کذا فی الذخیرہ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے تو قابض نے گواہ سنائے کہ مین نے اسکو آزاد کیا ہے درحالیکہ مین اسکا مالک تھا اور ایک مدعی نے بھی ایسے ہی گواہ سنائے پس اگر غلام نے ایک کی تصدیق کی تو اسی کی ڈگری اولی ہو گی اور اگر دونکی تکذیب کی تو حکم کیا جائیگا کہ غلام کی ولا دونون مین نصف نصف منقسم ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر دونون مین سے ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے اسکو ہزار درہم پر آزاد کر دیا ہے درحالیکہ مین اسکا مالک تھا تو غلام کی تصدیق کرنے اور تکذیب کرنے پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور ڈگری ہو جائیگی کہ غلام کی ولا دونون مین منقسم اور ہر ایک کے اسپر ہزار درہم واجب ہین اور اگر ایک فریق گواہون نے مال ذکر کیا اور دوسرے فریق نے ذکر نہ کیا تو گواہی مدعی مال کی مقبول ہو گی اور اسی کی ولا ہو گی اور غلام کی تصدیق یا تکذیب کرنے کی پروا نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک غلام ہے اسپر اسکے بیٹے نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ میرے باپ نے مجھے صدقہ دیا ہے حالانکہ وہ لڑکا صغیر اسکی پرورش مین ہے اور غلام نے گواہ دیے کہ اسکے باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے بالغ فقیر لڑکے کو غلام صدقہ یا ہبہ کیا ہے اور اسنے قبضہ کیا اور ہم نے اسکے قبضہ کو معائنہ کیا اور

[illegible]

غلام کے گواہوں نے گواہی دی کہ باپ نے اسکو آزاد کیا ہے اور وقت بیان نہ کیا تو صدقہ جائز رکھونگا اور عتق باطل کرونگا
منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے غلام کو آزاد کر دیا ہی درحالیکہ وہ مریض تھا اور وارث نے کہا
گواہوں کے آنے کے وقت وہ ہذیان بکتا تھا اور وارث نے آزاد کر دینے کا اقرار نہ کیا تو فرمایا کہ وارث کا قول مقبول ہوگا
جبتک گواہ یہ گواہی نہ دین کہ وہ شخص اسوقت صحیح العقل تھا اور اگر وارث نے آزاد کرنے کا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ وہ ہذیان بکتا تھا
تو غلام کا قول مقبول ہوگا جبتک کہ وارث اس امر کے گواہ قائم نہ کرے کہ ہذیان بکتا تھا کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے ایک باندی
آزاد کی اور اسکا ایک بچہ ہے پس باندی نے دعوی کیا کہ مجھے تونے قبل ولادت کے آزاد کیا ہے پس بچہ آزاد ہے اور مولی نے
کہا کہ نہین بلکہ بعد ولادت کے آزاد کیا ہے اور بچہ غلام ہی تو عیون مین مذکور ہے کہ بچہ اگر باندی کے پاس ہو تو اُسی کا قول مقبول
ہوگا اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ بچہ اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو بھی باندی کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم
کیے تو باندی کے گواہ مقبول ہونگے اور یہی حکم مکاتب کرنے کے دعوے مین ہی ولیکن مدبر کرنے کے دعوی مین مولی کا قول قبول
ہوگا منتقی مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ اگر بچہ خود اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے تو اسی کا قول لیا جائیگا اور اگر نہین بیان
کر سکتا ہے تو جسکے قبضہ مین ہی اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو باندی کے گواہ اولی ہین اور یہی
حکم کتابت مین ہی اگر اپنی باندی آزاد کر دی پھر کچھ دنون بعد اُسکے بچہ مین جھگڑا کیا باندی نے کہا کہ مین بعد آزاد ہونے کے
جنی تھی مگر تونے مجھ سے لے لیا اور مولی اسنے کہا کہ قبل آزادی کے جنی تھی اور مین نے تجھ سے لے لیا اور بچہ کچھ بیان کرنے کے
لائق نہین ہے تو مولی پر واجب ہے کہ بچہ اُسکی مان کو واپس کرے اور یہی حکم ہی مکاتب کرنے مین اور مدبر کرنے اور ام ولد مین مولی
کا قول قبول ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے کہ وہ حریت کا دعوی کرتا ہی اور قابض نے
کہا کہ یہ میرا غلام ہے پس اگر غلام اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہے تو قابض کا قول لیا جائیگا کیونکہ غلام مثل متاع کے ہے اور اگر تعبیر
کر سکتا ہی یا بالغ ہی تو غلام کا قول لیا جائیگا اور اگر ہر ایک نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجیز کردری
مین ہی۔ ایک شخص ایک شہر مین آیا اور اُسکے ساتھ مرد اور عورتین اور لڑکے ہین کہ اُسکی خدمت کرتے ہین اور سب اُسکے قبضہ مین
ہین پس اُسنے دعوی کیا کہ یہ سب میرے مملوک ہین اور اُنھون نے دعوی کیا کہ ہم سب آزاد لوگ ہین تو اُنھین لوگون کا قول
لیا جائیگا جبتک خود یہ لوگ اُسکی ملکیت کا اقرار کلام یا بیع سے نہ کرین یا وہ شخص اُن پر اپنے ملک کے گواہ قائم نہ کرین اگرچہ ہندیا
سندھ یا ترک یا روم کے کیون نہون اور مشائخ نے اسکی تاویل یون فرمائی یعنی اُن کو مقہور کرکے نہ لایا ہو اور اگر کسی وجہ سے
یہ لوگ مقہور کرکے لائے گئے ہون تو انکا قول کہ ہم آزاد لوگ ہین مقبول نہوگا کذا فی المحیط ایک شخص نے اصلی آزاد ہونیکا
دعوی کیا اور اپنے مان و باپ کا نام اور اُنکی حریت بیان نہ کیا تو جائز ہی کذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص مر گیا اور اُسپر قرضے ہین
اور کچھ ترکہ نچھوڑا سوا ایک باندی کے کہ اُسکی گود مین لڑکا ہے پس باندی نے دعوی کیا کہ مین میت کی ام ولد ہون اور
یہ لڑکا میت کا ہے تو اُسکا قول مقبول نہوگا جبتک اسکے گواہ نہون کہ میت نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ باندی میری
ام ولد ہے اور اگر وارثون نے گواہی دی کہ یہ اُسکی ام ولد ہے تو اُن کی گواہی مقبول ہوگی اور قرضخواہون کو اس باندی
کے لینے کی کوئی راہ نہوگی کذا فی المحیط۔ ایک شخص کے مقبوضہ غلام پر دو شخصون نے گواہ قائم کیے ہر ایک دعوی کرتا ہی کہ مین نے

اس کو ودیعت دیا ہے پس اُس نے ایک کے واسطے اقرار کیا تو اتنی صورتوں سے خالی نہیں یا تو دونوں کے گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا یا پہلے یا پھر ایک کے ایک ایک گواہ قائم کرنے کے بعد یا ایک کے دونوں گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا پس اگر ساعت کے بعد قبل اسکے کہ گواہوں کی گواہی پر حکم ہو کسی کے واسطے اقرار کیا تو غلام اُسکو دیا جائیگا اور اگر دونوں فریق گواہوں کی تعدیل ہوگئی تو دونوں میں نصف نصف کی ڈگری ہوگی اور مقرلہ کی گواہی باطل نہوگی اور اگر قبل گواہ قائم کرنے کے ایک کے واسطے اقرار کیا پھر گواہ قائم ہوے تو غیر مقرلہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے ایک گواہ قائم کرنے کے بعد اقرار کیا تو مقرلہ کو دیا جائیگا اور دوسرے سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ قائم کرے پس اگر اُسنے قائم کیا تو اُسکی ڈگری ہو جائیگی اور اگر ہنوز ڈگری نہوئی تھی کہ مقرلہ دوسرا گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور اگر ہنوز ڈگری نہوئی تھی کہ غیر مقرلہ نے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا دو مستقل گواہ قائم کیے تو تمام غلام کی اُسی کے نام ڈگری ہوگی پھر اگر مقرلہ نے غیر مقرلہ پر اپنے پہلے گواہ کا اعادہ کیا یا مستقل گواہ سنائے خواہ اُسکے نام ڈگری ہوگئی ہو یا نہیں ہوئی تو سماعت نہوگی اور اگر غیر مقرلہ نے کہا کہ میرا پہلا گواہ مرگیا یا غائب ہے تو اُس سے کہا جائیگا کہ دوسرا گواہ لا پھر اگر سواے اُسکے دوسرا لایا تو کل غلام کی اُس کے نام ڈگری ہوگی ولیکن اگر مقرلہ دوسرا گواہ لایا یا دو مستقل گواہ لایا تو دونوں کی ڈگری ہوگی اور ایک روایت میں ہو کہ یا غیر مقرلہ اگر دو مستقل گواہ لایا تو کل غلام کی اُسکے نام ڈگری ہوگی۔ اور اگر قابض نے کسی کے واسطے اقرار نہ کیا یہانتک کہ دونوں کے نام ڈگری ہوگئی پھر ایک نے گواہ دیے کہ میرا غلام ہی تو سماعت نہوگی اور اگر ایک کے گواہوں کی تعدیل نہوئی یا گواہی قائم نہوئی یہانتک کہ دوسرے کی ڈگری ہوگئی پھر اُسنے جسکے گواہ نہ تھے گواہ عادل قائم کیے کہ غلام میرا ہی تو جسکی ڈگری ہوچکی ہی اُسپر اُسکی ڈگری کردی جائیگی اور اگر ایک نے گواہ قائم کیے اور دوسرے نے قائم نہیں کیے اور قابض نے اس دوسرے کے واسطے جسنے گواہ نہیں قائم کیے ہیں اقرار کردیا تو اسی کو دیدیا جائیگا اور غیر مقرلہ کے گواہوں پر ڈگری کردی جاتی گی بدون اس کے کہ اسکو دوبارہ گواہ پیش کرنیکی تکلیف دیجاوے اور یہ ڈگری مقر پر ہوگی مقرلہ پر نہوگی حتی کہ اگر مقرلہ نے گواہ پیش کیے کہ یہ غلام میرا ہی میں نے اس مقر کے پاس ودیعت رکھا تھا تو اُسکے نام ڈگری ہوجائیگی اور اگر اُسکے نام ڈگری نہونے پائی تھی کہ غیر مقرلہ نے اپنے گواہوں کا اعادہ کیا تو مقرلہ کے گواہ باطل ہوجائینگے اور دوسرے کے واسطے غلام کی ڈگری ہوجائیگی یہ محیط سرخسی میں ہو۔ اور اگر ایک شخص کے قبضہ میں ایک دار ہی اُسپر دو شخصوں نے دعویٰ کیا ہر ایک دعویٰ کرتا ہو کہ یہ میرا ہی میں نے قابض کو دس درم ماہواری پر کرایا پر دیا ہی اور اسپر گواہ قائم کیے اور قابض اُسمیں ایک مہینہ رہا ہو اور وہ ان دونوں کے دعوے سے منکر ہی تو دونوں کے نام اُس دار کی ڈگری نصف نصف ہوگی اور یہی دس درم لیکر نصف نصف باہم تقسیم کرلینگے یہ محیط میں ہی تو ادر بشر میں امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خرید کر اُسپر قبضہ کرلیا اور دام دیدیے پھر اُسکے بعد بائع کے واسطے ہونے کا غلام کا اقرار کردیا اور کہدیا کہ یہ غلام فلان شخص یعنی بائع کا ہی اور بائع نے اُسپر قبضہ کرلینا چاہا اور کہا کہ غلام میرا ہی پس مقر یعنی مشتری نے کہا کہ میں نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو بیچا ہی تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اسیطرح ایک شخص زید نے کل ایک غلام کا عمرو کے واسطے اقرار کردیا اور آج عمرو نے اُسی غلام کا زید کے واسطے اقرار کردیا پس زید نے کہا کہ یہ غلام میرا ہے پس عمرو نے اُس سے کہا کہ میں نے آج تیرے واسطے تو اس وجہ سے اقرار کردیا کہ میں نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کردیا ہی اور تیرے ہی پاس سے مجھے پہونچا تھا تو عمرو ہی کا

له یعنی یہ ثابت ہوا کہ یہ عادل ہیں یا غیر عادل ۱۲

قول مقبول ہوگا اور زید اُسکو بلا ثمن نہین لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ ایک شخص کے قبضہ مین ایک کپڑا ہے اُس سے دوسرے نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ پچاس درم کو یہ کپڑا بیچا ہے اُس قابض نے کہا کہ تو نے تو مجھے ہبہ کر دیا ہے تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اُسپر پچاس درم لازم نہونگے کذا فی المحیط۔

تیسری فصل ایک قوم در ہط کے دعویٰ کرنیکے بیان مین در حالیکہ انکا دعویٰ مختلف ہے اقول رہط دس سے کم۔ القوم جماعت۔ اگر ایک دار ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر دو شخصون نے دعویٰ کیا ایک نے کل دار کا دوسرے نے نصف دار کا دعویٰ کیا اور دونون نے گواہ قائم کیے تو کل والے کو تین چوتھائی اور نصف والے کو ایک چوتھائی امام اعظمؒ کے نزدیک ملیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا کذا فی الہدایہ۔ اور اگر دونون مدعیون کے پاس گواہ نہون تو قابض سے قسم لیجائیگی پس اگر ہر ایک کے دعوے پر اُسنے قسم کھا لی تو دونونکی خصومت سے بری ہوگیا اور دار اسی کے قبضہ مین جیسا تھا ویسا ہی چھوڑ دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر دار دو شخصوں کے قبضہ مین ہوا اور ایک نصف کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا کل کا۔ پس اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو کل کے مدعی پر قسم نہین ہے اور نصف کے مدعی سے قسم لیجائیگی پس اگر اُس نے قسم کھا لی تو دار اُن دونونکے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور آدھا آدھا دونون کا ہوگا اور اگر نکول کیا تو دوسرے کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو کل کے مدعی کے لیے کل دار کی ڈگری ہو جائیگی آدھا تو گواہون کی گواہی پر اور آدھا دوسرے کے اقرار پر دلایا جائیگا یہ شرح طحاوی مین ہے۔ نوادر ہشام مین ہے کہ مین نے امام محمدؒ سے سنا کہ فرماتے تھے کہ ایک گھر دو بھائیون کے قبضہ مین ہے ایک بھائی تو کل گھر کا دعویٰ کرتا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ یہ ہم دونون باپ کی میراث ہے تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ کل کے مدعی کو تین چوتھائی دلایا جائیگا آدھا جو اُسکے قبضہ مین ہے اور آدھا اُسمین سے جو اُسکے بھائی کے قبضہ مین ہے اور دوسرے کو چوتھائی دلایا جائیگا اور اگر دونون نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو جو نصف کہ مدعی تمام کے ہاتھ مین ہے وہ میراث ہوگا اور دونون برابر تقسیم ہوگا اور مدعی نصف کے قبضہ مین جو تھا رہا وہ مدعی کل کو ملیگا پس مدعی کل کو تین چوتھائی سب ملا اور مدعی نصف کو ایک چوتھائی ملا پھر اگر کسی شخص نے یہ گھر استحقاق ثابت کر کے لیا پھر مدعی تمام کو ہبہ کر دیا تو مدعی میراث کو اُسمین سے کچھ نہ ملیگا اور اگر مدعی میراث کو ہبہ کیا تو دوسرا بھائی اُسمین سے آدھا لے لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مدعی میراث کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ گھر ان دونوںمین آدھا آدھا ہے ان دونون نے اسکو فلان شخص سے نصفا نصف خریدا ہے اور دوسرے کے گواہون نے تمام گھر کی گواہی دی تو گھر دونوںمین مساوی تقسیم ہوگا کذا فی محیط السرخسی ایک گھر زید کے قبضہ مین ہے اُسپر عمرو نے کل کا دعویٰ کیا اور بکر نے دو تہائی کا اور خالد نے نصف کا اور سب نے گواہ قائم کیے تو امام اعظمؒ کے نزدیک عمرو کو بارہ حصون مین سے سات حصے اور بکر کو تین اور خالد کو دو حصے بطریق منازعت کے تقسیم ہونگے اور صاحبینؒ کے نزدیک بطریق عول و مضاربت کے تیرہ حصہ ہو کر عمرو کو چھ اور بکر کو چار اور خالد کو تین حصہ ملینگے اور اگر گھر ان سب کے قبضہ مین ہے اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی پس اگر سب نے قسم کھا لی تو تینون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر عمرو نے قسم کھا لی اور باقی دونون نے نکول کیا تو کل گھر عمرو کو ملیگا اور اگر بکر نے قسم کھا لی اور باقی دونون نے نکول کیا تو بکر تہائی اپنے قبضہ کا اور چھٹا عمرو سے اور چھٹا خالد سے لے لیگا اور اگر خالد نے قسم کھا لی اور دونون نے نکول کیا تو اپنے قبضہ کے تہائی کے ساتھ بارھوان حصہ عمرو سے اور بارھوان بکر سے لیگا اور اگر دو شخصون نے قسم کھا لی اور ایک نے نکول کیا پس اگر عمرو و بکر نے قسم کھا لی اور خالد نے نکول کیا

تو اُسکے قبضہ کا گھر امام اعظمؒ کے نزدیک بطریق منازعت کے چار حصوں میں تقسیم ہوگا اور صاحبینؒ کے نزدیک بطور عول و مضاربت کے تین حصہ ہوکر دو عمرو کو اور ایک بکر کو دیا جائیگا اور اگر بکر نے نکول کیا اور دونوں نے قسم کھالی تو امام اعظمؒ کے نزدیک بکر کے مقبوضہ کے آٹھ حصے ہوکر سات عمرو کو اور ایک خالد کو دیا جائیگا اور صاحبینؒ کے نزدیک پانچ حصے ہوکر ایک خالد کو اور چار عمرو کو ملینگے اور اگر عمرو نے نکول کیا اور اُن دونوں نے قسم کھالی تو اُسکے مقبوضہ کے چار حصے ہوکر خالد کو ایک اور دو بکر کو دیے جائینگے اور ایک حصہ عمرو کے پاس بلا منازعت باقی رہجائیگا اور یہ سب اُس صورت میں ہے کہ اُن کے پاس گواہ نہوں یا نکول کیا ہو اور اگر سب نے گواہ قائم کیے یا سب نے نکول کیا تو خالد کو آٹھواں اور بکر کو چوتھائی اور عمرو کو پندرہ حصے چوبیس حصوں میں سے ملینگے اور یہ قول امام اعظمؒ کا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک ایکسو اسی حصہ ہوکر خالد کو ستائیس حصے اور بکر کو پچاس حصے اور عمرو کو ایکسو تین حصے ملینگے کذا فی محیط السرخسی۔ اگر دار تین شخصوں کے قبضہ میں ہو پس عمرو نے اُن میں سے آدھے کا اور بکر نے تہائی اور خالد نے چھٹے حصے کا دعوی کیا اور ہر ایک نے دوسرے کے دعوے سے انکار کیا پس اگر ہر ایک کے قبضہ میں تہائی ہو تو خالد کے مقبوضہ میں سے آدھا اُسکا اور آدھا موقوف رہیگا پھر اگر عمرو نے گواہ قائم کیے تو باقی دونوں سے بارھواں حصہ لیگا کذا فی المبسوط۔ ایک دار میں سے ایک منزل عمرو کے قبضہ میں ہے اور دوسری منزل بکر کے قبضہ میں ہے پس عمرو نے دعوی کیا کہ کل دار میرا ہے اور بکر نے دعوی کیا کہ ہم دونوں میں نصف نصف ہے اور کسی کے پاس گواہ نہیں ہیں تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لیجائیگی پس اگر دونوں نے قسم کھالی تو جو منزل عمرو کے قبضہ میں ہے وہ اسی کے قبضہ میں چھوڑ دی جائیگی اور بکر کی آدھی اسکو دلائی جائیگی اور آدھی بکر کے قبضہ میں چھوڑ دیجائیگی اور میدان صحن دونوں میں مشترک رکھا جائیگا کہ دونوں برابر تصرف کریں اور اگر اسی صورت میں دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی گواہی دوسرے کے مقبوضہ پر مقبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک کے قبضہ میں ایک بیت ہے اور دوسرے کے قبضہ میں چند بیت ہیں اور صحن دونوں کے قبضہ میں ہے اور ہر ایک کل کا مدعی ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں اور دونوں نے قسم کھالی تو ہر ایک کا مقبوضہ اُسکے قبضہ میں چھوڑ دیا جائیگا اور صحن دونوں میں مشترک ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے مقبوضہ کی ڈگری دوسرے کے نام ہوگی اور صحن دونوں میں برابر تقسیم ہوگا کذا فی شرح الطحاوی ایک دار کا نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ میں ہے اور بالاخانہ بکر کے قبضہ میں ہے اور بالاخانہ کا راستہ صحن میں ہے پھر ہر ایک نے دعوی کیا کہ دار میرا ہے تو نیچے کے مالک کو دار ملیگا سوائے بالاخانہ اور اُسکے راستہ کے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر بالاخانہ زید کے قبضہ میں ہے اور نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ میں اور صحن دونوں کے قبضہ میں ہے اور ہر ایک کل کا مدعی ہے اور دونوں کے پاس گواہ نہیں ہیں اور دونوں نے قسم کھالی تو بالاخانہ زید کے اور نیچے کا مکان عمرو کے قبضہ میں چھوڑا جائیگا اور صحن ایک روایت میں عمرو کو ملیگا مگر زید کو اُس میں مرور کا حق حاصل ہوگا اور ایک روایت میں صحن دونوں میں برابر تقسیم ہوگا اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو بالاخانہ عمرو کو اور نیچے کا مکان زید کو دیا جائیگا اور میدان صحن نیچے والے کو یعنی زید کو دلایا جائیگا کذا فی شرح الطحاوی ایک گھر زید کے قبضہ میں ہے اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ میرا ہے اور بکر نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا اور زید کا ہے ہم دونوں نے خالد سے خرید کر قبضہ کیا ہے درحالیکہ خالد اسکا مالک تھا تو گھر کی ڈگری دونوں مدعیوں کے نام اس طرح ہوگی کہ دو تہائی عمرو کے نام اور ایک تہائی بکر کے نام ڈگری دیجائیگی اور اگر کسی اجنبی نے کل گھر کا دعوی کیا اور قابض کے بھائی نے کہا کہ ہمارا باپ مرگیا اور ہمارے دونوں بھائیوں کے درمیان میراث چھوڑ گیا ہے اور دونوں مدعیوں نے گواہ

قائم کیے تو اجنبی کے نام تین چوتھائی اور بھائی مدعی کے نام ایک چوتھائی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس اگر قابض نے چاہا کہ اپنے بھائی کے چوتھائی مین شریک ہون اور کہا کہ تو نے اقرار کیا ہی کہ باپ کا حصہ ہم دونون مین مشترک ہے پس جسقدر بعد استحقاق ثابت ہوکر نکل گیا وہ سب کا گیا اور جو باقی رہا وہ سب کا باقی رہا تو اُسکو یہ اختیار نہوگا کذا فی المحیط۔ اور اگر قابض نے بعد دونون کے گواہ قائم کرنے اور وراثت کے انکار کرنے کے یون اقرار کیا کہ مین نے باپ سے وراثت پایا ہے تو عدم اقرار کی صورت کا اور اسکا حکم یکسان ہے تین چوتھائی اجنبی کو اور چوتھائی بھائی مدعی کو دیا جائیگا اور اگر اقرار وراثت دونون کے گواہ قائم کرنے سے پہلے ہوا پھر گواہ قائم کیے تو کل دار کی ڈگری اجنبی کے نام ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر قابض نے ابتدا سے اقرار کیا اور دعوی کیا کہ یہ دار میرے باپ کا ہے وہ مرگیا اور میرے اور میرے فلان غائب بھائی کے درمیان میراث چھوڑا پس کسی اجنبی مدعی کے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ دار اس اجنبی کا ہی اس نے اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور قاضی نے اجنبی کے گواہون پر دار کی ڈگری کر دی پھر قابض کا بھائی حاضر ہوا اور گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا وہ مرگیا اور اُس نے میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی مقبول نہ کریگا اور اگر قابض نے اُسوقت میراث کا اقرار کیا کہ میرے اور میرے فلان بھائی کے درمیان مشترک میراث ہے جبکہ اجنبی گواہ قائم کرچکا ہی کہ مین نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا اور قاضی نے کل گھر کی اجنبی کے نام ڈگری کردی پھر قابض کے بھائی نے آکر گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرے باپ کا تھا اور وہ مرگیا اور میرے اور میرے بھائی قابض کے درمیان میراث چھوڑا تو قاضی اُسکی گواہی قبول کریگا کذا فی المحیط ٭ ٭ ٭

فصل چوتھی قبضہ مین نزاع واقع ہونے کے بیان مین۔ دو شخصون نے ایک گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک کہتا ہی کہ یہ میرے قبضہ مین ہی پس اگر قاضی کو کسی کے قبضہ مین ہونا معلوم ہو تو اسی کو قابض قرار دیگا اور اگر نہین معلوم ہی مگر یہ معلوم ہے کہ ان دونون کے سواے تیسرے کے قبضہ مین نہین ہی تو ہر ایک دونون مین مدعی و مدعاعلیہ ہی پس اگر دونون نے اپنے قبضہ کے گواہ قائم کیے تو دونون کے نام گھر کی ڈگری ہوگی اور گھر دونون کے قبضہ مین کر دیا جائیگا اور اگر قاضی نے وہ گھر تیسرے کے قبضہ مین پایا تو ان دونون کی درخواست پر اُس کے قبضہ سے نکال لیگا اور قبل درخواست کے نہ نکالیگا اور اگر ایک ہی کے گواہ قائم ہوے تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون یا ایک کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر قسم لی جائیگی پس اگر دونون نے قسم کھائی تو ہر ایک دوسرے کے دعوے سے بری ہوگیا اور قاضی حقیقت حال ظاہر ہونے تک گھر کو موقوف رکھیگا کسی کے قبضہ مین نہ دیگا اور اگر ایک نے قسم سے نکول کیا اور دوسرے نے قسم کھالی تو قسم کھانے والے کے قبضہ مین نہ دیگا ولیکن نکول کرنے والے کو گھر مین تعرض کرنے سے منع کر دیگا اور اگر قاضی نے تیسرے کے قبضہ مین پایا تو اُسکے قبضہ سے نہ نکالیگا کذا فی المحیط اگر ایک شے معین پر دو شخصون نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے اپنے قبضہ کے گواہ دیے یہانتک کہ دونون کے قبضہ مین قرار دی گئی پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شے معین میری ملک ہے تو اُسی کے نام اُس آدھے کی ڈگری ہوگی جو دوسرے کے قبضہ مین ہے اور جو اُسکے قبضہ مین ہی وہ بحالہ چھوڑ دی جائیگی ایسا ہی بعض مواضع مین مذکور ہے اور بعض مواضع مین لکھا ہی کہ اگر دونون نے قبضہ کے گواہ قائم کر دیے پھر ایک نے گواہ دیے کہ یہ شے معین میری ملک ہے تو اُسکے نام کل شے کی ڈگری ہو جائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ نے سیر مین لکھا ہی کہ اگر ایک مسلمان دار الحرب سے نکلا اور اُسکے ساتھ ایک مستامن ہی اور دونون کے قبضہ مین ایک خچر ہے کہ

اُسپر مال لدا ہوا ہے پھر ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا مال ہے اور میرے قبضہ مین ہے اور ایک نے دعوی پر مسلمان گواہ قائم
کیے تو قاضی اُسی کے نام مال کی ڈگری کر دیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے کتاب الاقضیہ مین لکھا ہے کہ دو شخصون نے ایک
گھر کی بابت جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہے کہ یہ میرے قبضہ مین ہے اور گواہ قائم کیے پھر ایک نے کہا کہ مین اس سے بڑھکر دعوی پر گواہ
لاتا ہون مین اس امر کے گواہ دیتا ہون کہ میرا باپ مرگیا اور اسکو میرے واسطے میراث چھوڑا اور میرے سوا اُسکا کوئی وارث
نہین ہے اور اسپر گواہ لایا تو مقبول ہونگے پس یہ ڈگری اُسپر ہوگی جس سے اس سے خصومت کی تھی اور یہ جو کتابت مین ہے کہ مین
اس سے بڑھکر دعوی پر گواہ لاتا ہون یہ پہلے گواہون سے اعراض ہے حتی کہ یہ شخص مدعی غیر قابض قرار پاگیا پس اسکے گواہ ملک
مقبول ہونگے کذا فی المحیط امام ظہیر الدین مرغینانی سے دریافت کیا گیا کہ دو شخصون نے ایک گھر کی نسبت جھگڑا کیا ایک
دعوی کرتا ہے کہ یہ میری ملک ہے اور میرے قبضہ مین ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میرے قبضہ مین ہے اور مین دوسرون سے اسکا استحقاق
زیادہ رکھتا ہون کیونکہ فلان شخص کیطرف سے میرے پاس کرایہ پر تھا اور وہ مرگیا پس بعوض مال کرایہ کے میرے پاس رُکا ہوا ہے
تو امام موصوف نے فرمایا کہ دونون کے قبضہ مین چھوڑ دیا جائیگا اور اُن کے زمانہ کے بعض مشائخ نے فتوی دیا ہے کہ اجارہ کے
مدعی کے قبضہ مین دیا جائیگا کذا فی الظہیریہ۔ کتاب الاقضیہ مین ہے کہ دو شخصون نے ایک گھر کی نسبت نزاع کیا ہر ایک کہتا ہے کہ میرے
قبضہ مین ہے پھر ایک نے گواہ دیے کہ انھون نے میرے جانورون اور غلامون کو اسمین آتے جاتے دیکھا ہے تو قاضی ایسی گواہی پر
قبضہ کا حکم نہ دیگا جبتک کہ یہ بیان نہ کرین کہ یہ جانور اور غلام اسمین رہتے تھے اور اگر یہ گواہی دی تو اسی کے قبضہ کی ڈگری ہوگی
یہ محیط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ دو فریقون نے اجمہ[1] یا غیضہ مین جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہے کہ میری ہے اور میرے
قبضہ مین ہے اور گواہون نے ایک فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ اسکے قبضہ مین ہے یا دونون فریق کے واسطے یہ گواہی دی کہ
دونون کے قبضہ مین ہے پس اگر قاضی نے گواہون سے تفسیر دریافت نہ کی اور انھون نے اس سے زیادہ بیان نہ کیا تو گواہی
مستقیم ہے اور اگر تفسیر دریافت کی تو اولی و احسن ہے پھر فرمایا کہ غیضہ پر قبضہ اسطرح پہچانا جاتا ہے کہ اُسکے درخت کا ٹکڑا کاٹکر فروخت
کرے یا اُس سے نفع مناسب اُٹھاوے اور اجمہ مین اسطرح کہ نرکل کاٹکر اپنی ذاتی حاجت کے صرف مین لاوے یا فروخت کر دے
یا اسی کے مانند تصرف کرے کذا فی الظہیریہ۔ دو شخصون نے ایک غلام مین جھگڑا کیا ہر ایک مدعی ہے کہ یہ میرا غلام ہے اور وہ دونون کے
قبضہ مین ہے پس اگر غلام اس قدر چھوٹا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہے تو قاضی کسی کی ملک ہونے کا حکم نہ دیگا جبتک
گواہ قائم نہون ولیکن دونون کے قبضہ مین قرار دیگا اور اگر غلام بالغ ہو کہ کلام کرتا اور اسکو سمجھتا ہو عقل رکھتا ہو یا نابالغ
ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اُسنے کہا کہ مین آزاد ہون تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور قاضی اُن دونون کے واسطے
ملک یا قبضہ کسی کی ڈگری نہ کریگا تاوقتیکہ اسکے گواہ قائم نہون اور اگر اُسنے کہا کہ مین دونون مین سے ایک کا غلام
ہون تو اُسکی تصدیق نہ کی جائیگی اور وہ دونون کا غلام ہوگا کذا فی المحیط۔ اگر غلام نے قابض کے سوا کسی
دوسرے کی نسبت کہا کہ مین اُسکا غلام ہون حالانکہ یہ غلام ایسا ہے کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہے پس قابض نے کہا کہ
یہ میرا غلام ہے تو قابض ہی کا غلام قرار پاویگا کذا فی الکافی۔ اگر ایک غلام ایک شخص کے قبضہ مین ہے اور وہ اپنی ذات سے
تعبیر نہین کر سکتا ہے اور قابض نے کہا کہ میرا غلام ہے تو اُسی کا قول معتبر ہوگا اور اُسی کی ملک ہونے کی ڈگری ہو جائیگی

[1] اجمہ نیستان و غیضہ درختون کا جنگل [illegible] بعض نسخون مین [illegible] ۱۲

پھر اگر غلام نے بالغ ہو کر کہا کہ مین اصلی آزاد ہون تو بلا حجت اُسکی تصدیق نہو گی کیونکہ وہ چاہتا ہی کہ جس ملک کے واسطے حکم قضا جاری ہو چکا ہی اُسکو باطل کرے اسیطرح اگر کہا کہ مین لقیط ہون تو یہ مثل اصلی آزادی کے دعوی کے ہے پھر اگر قابض نے اپنے غلام ہونے کے گواہ دیئے اور غلام نے اپنی اصلی آزادی کے گواہ دیئے تو غلام کی گواہی اولی ہی کذا فی الذخیرہ۔ قاضی امام شمس الاسلام محمود اوزجندی سے دریافت کیا گیا کہ ایک زمین زید کے قبضہ مین ہی عمرو نے بطریق تغلب کے اُس پر اپنا قبضہ کر لیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ زمین میری ہی عمرو نے بطور تغلب کے مجھ سے چھینکر اپنا قبضہ کر لیا ہی تو شمس الاسلام نے فرمایا کہ اُسکی گواہی قبول کرونگا اور زمین کی اُسکے نام ڈگری کر کے عمرو سے چھینکر اُسکے سپرد کر دونگا اور اگر زید کے پاس گواہ نہوے اور اُس نے عمرو سے یہ قسم لینی چاہی کہ واللہ یہ زمین اس مدعی کے قبضہ مین نہ تھی اور نہ مین نے بطور تغلب کے اُس سے لی ہے تو فرمایا کہ اسکو یہ قسم لینے کا اختیار ہے اسیطرح اگر عمرو کے اقرار کا دعوی کیا کہ اس نے اقرار کیا ہی کہ زمین زید کے قبضہ مین تھی اور اسپر عمرو سے قسم لینی چاہی تو بھی فرمایا کہ اُسکو اختیار ہے کذا فی المحیط فوائد شمس الاسلام مین ہی کہ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ یہ شے محدود میرے قبضہ مین دس برس سے ہے عمرو نے اب اسپر اپنا قبضہ کر لیا تو زید کی ڈگری ہو جائیگی اور قاضی عمرو کو حکم دیگا کہ اسکو سپرد کر دے ولیکن مدعا علیہ عمرو مقضی علیہ[1] قرار نہ پاویگا حتی کہ اگر اُس نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میری ملک ہے تو گواہ مقبول ہونگے اور اگر مدعی نے یہ گواہ قائم کیے کہ یہ محدود میرے قبضہ مین دس برس سے تھی یا دس برس کا نام نہ لیا تو اس سے کچھ استحقاق ثابت نہوگا اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایسی گواہی مقبول ہوگی اور بالاجماع اگر گواہون نے گواہی دی کہ مدعا علیہ نے اقرار کیا ہی کہ کل کے روز یہ زمین مدعی کے ہاتھ مین تھی تو قاضی مدعا علیہ کو حکم دیگا کہ مدعی کو واپس دے اسیطرح اگر گواہون نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نے مدعی سے لی ہی تو بھی یہی حکم ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ واقعات ناطفی مین ہی کہ اگر ایک شخص نے مقبوضہ غلام کے واسطے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام تھا میرے پاس دس برس سے تھا یہانتک کہ اسنے جو قابض ہی غصب کر لیا اور قابض نے گواہ دیے کہ یہ بیس برس سے میرا غلام ہی تو قابض کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی عیون مین ہی کہ ایک شے مین دو شخصون نے جھگڑا کیا ایک شخص نے گواہ دیے کہ یہ شے میرے پاس ایک مہینہ سے تھی اور دوسرے نے گواہ دیے کہ میرے ہاتھ مین اس دم موجود ہی تو اُسی کی ڈگری ہوگی کیونکہ پہلے کا قبضہ منقبض[2] ہوا اور قبضہ منقبضہ امام اعظمؒ و امام محمدؒ کے نزدیک غیر معتبر ہے اور اگر ایک نے گواہ دیے کہ ایک مہینہ سے میرے پاس تھی اور دوسرے نے کہا کہ میرے جمعہ سے ہے تو اُسی کی ڈگری ہوگی کذا فی المحیط۔ ایک شخص زید کے قبضہ مین عمرو کی زمین ہی زید نے اُسکو اُجرت پر دیدیا ہی پس عمرو نے کہا کہ تو نے میرے حکم سے دی ہی اور اُجرت میری ہی اور زید نے کہا کہ مین نے تجھ سے غصب کر لی تھی پھر خود اُجرت پر دی ہی پس اُجرت میری ہی تو عمرو کا قول معتبر ہوگا اور اگر زید نے اُس زمین مین عمارت بنائی پھر اجارہ پر دی پس عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے حکم دیا تھا کہ اس مین میرے لیے عمارت بنا کر کرایہ دیدے اور زید نے کہا کہ مین نے غصب کر کے پھر عمارت بنائی پھر کرایہ پر دی تو اُجرت یون لگائی جاوے کہ زمین کو ایک مرتبہ عمارت بنائی ہوئی فرض کرین اور ایک مرتبہ بغیر عمارت فرض کرین اور اُجرت دونون پر تقسیم کرین تو جسقدر عمارت کے پڑتے مین پڑے وہ زید کو ملیگی اور جو زمین کے پڑتے مین پڑے وہ عمرو کو ملے گی اور اگر عمرو نے کہا کہ تو نے عمارت بنی ہوئی مجھ سے غصب کر لی تھی تو اُسی کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو غاصب کے گواہ اولی ہین یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تیرے

[1] شخص محکوم علیہ [illegible]

[2] منقبضی ۲؎ منقبض

ایک ہزار درم غصب کر لیے ہین اور اُس مین دس ہزار کا نفع اُٹھایا اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے اسکا حکم کیا تھا تو عمرو
کا قول مقبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے ہزار درم اور دس ہزار درم غصب کر لیے تو زید کا قول مقبول ہوگا اور اگر
زید نے کہا کہ مین نے تیرا کپڑا غصب کر لیا اور بلا حکم تیرے اُسکو قطع کرا کے قمیص سلائی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے قمیص
غصب کی تھی یا مین نے تجھے سلانے کا حکم کیا تھا تو عمرو کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی قصار نے چار ٹکڑے کرپاس کے ان کے
مالک کے پاس اُسکے تلمیذ کے ہاتھ روانہ کیے وہ تین ٹکڑے لایا اور قصار نے کہا کہ مین نے تجھکو چار ٹکڑے دیے اور تلمیذ نے کہا کہ
دیے تھے اگر مجھے نہین گن دیے تھے تو مالک سے کہا جائیگا کہ جسکی چاہے تصدیق کرلیں اگر اُسنے ایلچی کی تصدیق کی تو وہ بری
ہو گیا اور کندی کرنے والے پر قسم آئی اگر اُس نے قسم کھائی تو بری ہو گیا اور اگر نکول کیا تو ضامن ہوگا اور قصار بھی
مالک کے پاس سے اُجرت کی قسم لے سکتا ہی پس اگر مالک نے قسم کھا لی تو اس ٹکڑے کی اُجرت سے بری ہو گیا - اسی طرح اگر مالک
کرپاس نے قصار کی تصدیق کی تو وہ بری ہو گیا اور قسم ایلچی پر آئی اور اُسپر قصار کی اُجرت ہو گی اور اگر قصار نے اُسپر
قسم کھا لی یا کرپاس کے مالک نے اُسکی تصدیق کی یہ وجیز کردری مین ہی ایک شخص کا چہار دیواری کا باغ ہی اور اُسکے کچھ درخت نہر
کے کنارے لگے ہوے تھے اُنکی جڑون سے دوسری طرف نہر کے کچھ درخت اُگے اور اس دوسری طرف ایک شخص کا انگور کا باغ
اور تاک اور نہر کے درمیان راستہ ہی پس تاک کے مالک نے ان درختون کا دعوی کیا اور دوسرے نے دعوی کیا کہ یہ میرے
درختون کی جڑون سے نکلے ہین میرے ہی ہین پس اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ اسی درختون کی جڑون سے پیدا ہوے ہین تو اُسی کے ہونگے
اور اگر یہ معلوم نہوا اور نہ اُسکا کوئی بونے والا معلوم ہو تو ان درختونکا کوئی مالک نہین ہی ان دونون مین سے کوئی مستحق نہوگا یہ
خلاصہ مین ہے اگر کسی کی زمین مین بغیر کسی کے اُگائے کھیتی جمی تو مالک زمین کی ہو گی بخلاف ایسے تنکا رسے کے جو کسی
کی زمین مین گھس جاوے تو وہ پکڑنے والے کا ہوگا یہ وجیز کردری مین ہی - زید نے عمرو پر کسی قدر زمین بلا عمارت کا
بسبب میراث کے دعوی کیا اور گواہ قائم کر کے ڈگری کرالی پھر مقضی لیعنی زید اور مقضی علیہ یعنی عمرو مین باہم درختون اور
گھرون کی بابت اختلاف ہوا اور کسی کے پاس گواہ نہین ہین کہ یہ کس کے ہین تو بعض نے کہا کہ عمرو کا قول اور بعض نے
کہا کہ زید کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی - جامع صغیر مین ہی کہ ایک شخص زید کی نہر ہی اُس کے پہلو مین بند آب ہے اور بند
آب کے نیچے دوسرے شخص عمرو کی زمین ملی ہوئی ہی اور بند آب دونون مین سے کسی کے قبضہ مین نہین ہی مثلاً نہ تو عمرو کے
اُسکے کنارے درخت ہین اور نہ زید کی اُس کے کنارے مٹی پڑی ہوئی ہی اور دونون نے اُسکا دعوی کیا تو امام اعظم رح
کے نزدیک عمرو کی ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ حریم زید کی ملک کیچڑ مٹی پھینکنے و چلنے وغیرہ کے واسطے ہوگا اور اس اختلاف
کا فائدہ دو مقام پر ظاہر ہوتا ہے ایک یہ کہ اگر بند آب کے کنارے ایسے درخت ہون کہ اُنکا بونے والا معلوم نہو تو امام رح کے نزدیک
عمرو کے ہون گے اور صاحبین رح کے نزدیک نہر کے مالک کے ہون گے اور دوسرے یہ کہ بند آب پر درخت لگانے کا اختیار
امام کے نزدیک زمین کے مالک کو ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نہر کے مالک کو ہی اور کیچڑ مٹی پھینکنے مین بعض نے کہا کہ یہی اختلاف
ہی اور بعض نے کہا کہ نہر کے مالک کو یہ اختیار ہے جبتک کہ مضر نہو اور یہی صحیح ہی اور اگر نہر کے مالک نے اُسپر مرور کا قصد
کیا تو بعض نے کہا کہ امام کے نزدیک ایسا نہین کر سکتا ہی مگر اشبہ یہ ہی کہ اگر اسمین ضرر نہو تو ممانعت نہ کیجا دے گی فقیہ ابو جعفر رح

قولہ قصار دھوبی / کندی [illegible] ۱۲

سنے فرمایا کہ درخت لگانے کی صورت مین ہم امام کا قول لیتے ہین اور کیچڑ پھینکنے کے حکم مین صاحبینؒ کا قول لیتے ہین کذا
فی الکافی فی کتاب حیاء الموات سیل گرمٹی یا کیچڑ بہا لائی اور کسی کی زمین یا نہر مین لا ڈالی تو وہ زمین یا نہر کے مالک کی
ہوگی کذا فی الخلاصہ اور جو طاحونہ[1] مین پیسنے کی وجہ سے اُڑ کر جمع ہو جاوے وہ طاحونہ کے مالک کی ہے اور اصح یہ ہے
کہ وہ اُس شخص کا ہے جسکے ہاتھ مین پہلے ہو جاوے اور یہی حکم ہر اُس چیز مین ہے جو اجزا اسے زمین سے نہو جیسے راکھ
اور گوبر وغیرہ - ایک گلی کے لوگ راکھ و گوبر ایک شخص کی زمین مین پھینکتے ہین وہان گھورا جمع ہو گیا تو وہ اسکا ہی جسنی
لے لیا اسیطرح اگر ایک شخص نے مربط یا اصطبل بنایا کہ اُس مین جانور جمع ہوتے ہین اور وہان گوبر اکٹھا ہوا تو جو چاہے لے
لے اُسی کا ہوگا اور بعض نے کہا کہ اسمین اعتبار جگہ مقرر کر دینے کا ہے اور ایسا ہی امام ابو یوسفؒ سے دربارہ دلیمے کی چیز کے منقول ہی
کہ دلیمون مین جو چیز لوٹائی گئی اور ایک آدمی کی گود مین گری اور دوسرے نے اسکو لے لیا پس اگر اول نے اپنا دامن یا گود اسی واسطے
تیار کی ہو تو لینے والے سے واپس کرے ورنہ نہین ولیکن دامن یا گود لوٹائی چیز کے گرنے کے لیے مہیا نہ کرنیکی صورت مین اگر چیز اسکے دامن
مین گری اور اُس نے احراز کر لی بانیطور کہ مثلاً پھیلا ہوا دامن بعد اس چیز کے گرنے کے بقصد احراز سمیٹ لیا پھر دوسرے نے لی تو بھی
واپس ہو سکتا ہی اور اسی کے مؤید ہی وہ مسئلہ جو فتاوے مین مذکور ہی کہ ایک شخص نے اپنا دار کرایہ دیا پس مستاجر نے اپنے اونٹ اسمین
رکھے کہ جنکی مینگنیان وہان جمع ہوتی ہین تو یہ لید جو جمع ہو گئی اُسکی ہو جائیگی جسکا ہاتھ پہلے اسپر پہونچ جاوے ولیکن اگر کرایہ
دینے والے نے یہ قصد کیا تھا کہ اس دار مین لید و مینگنیان جمع کراوے تو یہ اسی کو ملیگی یہ دجیز کردری مین ہی ایک شخص مر گیا اسنے ایک
لڑکی اور بھائی اور اسباب چھوڑا پس لڑکی نے کہا کہ تمام اسباب میرا ہی میری اجازت سے میرے مال سے میرے باپ نے خریدا ہی اور بھائی
کہتا ہی کہ تمام اسباب میت کا ہی تو بھائی کا قول معتبر ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی - ایک چوپایہ یا قمیص مین دو آدمیون نے جھگڑا کیا اور ایک اُسپر
سوار یا اسکو پہنے ہوئے ہے اور دوسرا اسکی لگام یا آستین پکڑے ہوئے ہی تو قابض ہونے کے حق مین سوار یا پہننے والا اولی ہی یہ کافی
مین ہی - اور اگر ایک زین پر سوار ہو اور دوسرا اُسکی ردیف مین بیٹھا ہو تو زین سوار اولی ہی بخلاف اسکے کہ اگر دونون زین سوار
ہون تو دونون کے قبضہ کا حکم ہوگا کذا فی الہدایہ اگر ایک شخص چوپایہ کا قائد[2] ہی اور دوسرا سائق ہی تو قائد کی ڈگری ہوگی اور اگر
ایک اُسکی لگام پکڑے ہو اور دوسرا دم تو مشائخ نے فرمایا کہ لگام پکڑنے والے کی ڈگری ہونی چاہیے کذا فی المحیط اگر دو آدمیون نے
ایک اونٹ مین جھگڑا کیا اور ایک کا اُسپر بوجھ لدا ہوا ہی تو بوجھ والا اولی ہی کذا فی الہدایہ - اگر ایک گھوڑے مین دو شخصون نے
جھگڑا کیا ایک کا اُسپر بوجھ لدا ہی اور دوسرے کا کوزہ یا توبڑا اسمین لٹکا ہوا ہی تو بوجھ والا اولی ہی کذا فی الکافی - ایک شخص ایک قطار
اونٹون کا قائد ہی اسمین سے ایک اونٹ پر ایک شخص سوار ہی پھر سوار و قائد دونون مین سے ہر ایک نے تمام اونٹون کا دعویٰ کیا پس
اگر اونٹ پر سوار کا بوجھا لدا ہوا ہے تو سب اونٹ سوار کے ہونگے اور قائد مزدور ہوگا اور اگر ننگی پیٹھ ہو تو سوار کا وہی اونٹ
ہوگا جسپر وہ سوار ہی اور باقی قائد کے ہونگے کذا فی الذخیرہ - ہشامؒ نے امام محمدؒ سے روایت کی کہ ایک قطار اونٹونکی ہی اُنمین سے اول
ایک اونٹ پر سوار ہی اور ایک شخص درمیان مین سوار ہی اور ایک آخر کے اونٹ پر سوار ہی پھر ہر ایک شخص نے تمام اونٹون کا دعویٰ کیا
تو ہر ایک کو وہ اونٹ ملیگا جسپر وہ سوار ہے اور پہلے اور بیچ کے درمیان کے اونٹ اول سوار کو اور درمیانی اور اخیر کے درمیان کے
اونٹ اول سوار اور درمیانی سوار کے درمیان نصف نصف تقسیم ہونگے اور اخیر سوار کو سوا اسکے جسپر سوار ہی کچھ نہ ملیگا

[1] طاحونہ چکی جس سے آٹا وغیرہ پیستے ہین ۱۲ [2] وہ شخص جو جانور کو آگے کی جانب سے کھینچتا ہے اور سائق جانور کو پیچھے سے ہانکنے والے کو بولتے ہین اور جو اندھے آدمی کو پکڑ کر لیجاتا ہی اُسکو بھی قائد بولتے ہین ۱۲ - ؔ

اور اگر سب نے گواہ قائم کیے تو ہر ایک کی سواری کا اونٹ و پچھلون مین نصف نصف اور پہلے و درمیانی کے درمیان کے اونٹ درمیانی و اخیر کے درمیان نصف نصف اور درمیانی و اخیر کے درمیان کے اونٹ آدھے اخیر کو اور آدھے اول و درمیانی کے درمیان نصف نصف تقسیم ہون گے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر کپڑا ایک کے قبضہ مین ہوا اور اُسکا کوئی کنارہ دوسرے کے ہاتھ مین ہو تو دونون مین برابر تقسیم ہوگا کذافی الہدایہ - قدوری مین ہی کہ اگر کوئی درزی کسی کے گھر مین کپڑا سیتا ہو اور کپڑے مین دونون نے اختلاف کیا تو گھر والے کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اگر درزی اور کپڑے کے مالک نے اختلاف کیا پس مالک نے کہا کہ مین نے اسکو سیا ہی اور درزی نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے سیا ہی پس اگر کپڑا درزی کے پاس ہو تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور کپڑے کے مالک پر سلائی واجب ہوگی اور اگر مالک کے پاس ہو تو اُسیکا قول لیا جائیگا اور اگر دونون کے قبضہ مین ہو تو قسم سے درزی کا قول مقبول ہوگا اور مالک پر اُجرت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی کپڑا کھینچنے یا سینے کے واسطے ایک مزدور کیا پس مزدور نے اپنے قبضہ کے کپڑے پر دعوی کیا کہ یہ میرا ہے اور متاجر نے کہا کہ میرا ہی پس اگر متاجر کی دوکان مین ہو تو قسم سے اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر محلہ یا مزدور کے گھر مین ہو تو مزدور کا قول مقبول ہوگا خواہ وہ آزاد ہو یا غلام ماذون ہو یا مکاتب ہو کذافی الوجیز للکردری ماذون کبیر مین ہی کہ اگر اپنا غلام کندی کرنے والے یا نانوائی وغیرہ کو اُجرت پر دیا پھر مالک نے راستہ مین اُسکے پاس متاع پائی اُس متاع مین مالک و متاجر نے اختلاف کیا تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ اگر یہ متاع متاجر کی ساخت سے ہو تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اُسکی صناعت سے نہو تو مولی کا قول لیا جائیگا اور اگر متاجر کے منزل مین ایسا واقع ہوا تو دونون صورتون مین اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی - ایک شخص دوسرے کے گھر سے نکلا اُسکی گردن پر کچھ متاع لدی ہوئی تھی اُسکو ایک قوم نے دیکھا پس اُنھون نے گواہی دی کہ ہم نے اسکو دیکھا کہ اسکے گھر سے نکلا اور اُسکی گردن پر یہ متاع لدی ہوئی تھی اور گھر کے مالک نے کہا کہ متاع میری ہی اور نکلنے والا اپنی ملک ہونے کا مدعی ہی پس اگر یہ شخص اُٹھانے والا ایسی چیزون کے فروخت کرنے مین معروف ہو مثلاً بزاز وغیرہ ہو تو وہ حمال کی ہوگی اور اگر معروف نہو تو وہ گھر کے مالک کی ہوگی یہ واقعات حسامیہ مین ہی - نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص دوسرے کے گھر مین گیا پھر اُسکے پاس کچھ مال نکلا گھر کے مالک نے کہا کہ میرا ہی تو نے میرے گھر سے اُٹھا لیا ہی تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ گھر کے مالک کا قول لیا جاوے گا اور اندر جانے والا کسی قول مین تصدیق نہ کیا جائیگا کہ مین نے نہین لیا مگر اُن کپڑون مین جو پہنے ہے بشرطیکہ وہ پہننے کے ہون اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر جانے والا کسی چیز کی صناعت مین معروف ہو مثلاً زیتون کا تیل لیے پھرتا ہو اور وہ گیا تیل کا لیے ہوے اُسکے گھر مین گیا یا پنیر والا ہو کہ اُسکو بیچا کرتا ہی یا بازارون مین اسباب لیے بیچتا پھرتا ہے تو اسی کا قول مقبول ہوگا اور مالک مکان کی تصدیق نہ ہوگی یہ محیط مین ہی ہشامؒ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ اگر ایک جھاڑو دینے والا دو شخصون کے گھر مین ہی اور اُس کی گردن پر کملی وغیرہ پڑی ہے اُسپر دونون نے دعوے کیا تو یہ اُسکی ہوگی جسکی منزل مین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ایک حمال پر کارہ ہے اور وہ ایک شخص کے گھر مین ہی پس گھر والے نے دعوی کیا کہ کارہ میرا ہے اور حمال نے کہا کہ نہین بلکہ میرا ہی تو حمال کا قول مقبول ہوگا بشرطیکہ حمال کپڑے اُٹھاتا ہو اور کارہ ایسا ہو کہ اُسکے اُٹھائے جانے کا احتمال ہو یہ واقعات حسامیہ مین ہے اگر ایک بساط مین دو شخصون نے دعوی کیا ایک اُسپر بیٹھا ہوا اور دوسرا اُسکو پکڑے ہے یا دونون اُسپر بیٹھے ہین تو وہ دونون مین مشترک ہے مگر نہ بطریق حکم قضا کے یہ عنایہ مین ہی -

ایک دار مین دو شخص بیٹھے ہین اور ہر ایک اُسپر اپنا دعویٰ کرتا ہے تو دونون مین حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک کشتی پر ایک شخص سوار ہے دوسرا اُسکے سکان کو پکڑے ہوئے ہے تیسرا جاذف ہے اور چوتھا اُسکو کھینچتا ہے سب نے اسپر دعویٰ کیا تو کشتی سوار و سکان اور جاذف کو ملیگی اور کھینچنے والے کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک مالدار آدمی کے غلام کی گردن مین ایک موتی پڑا ہے کہ اُسکی قیمت موتی کے برابر ہے اور یہ غلام ایک مفلس کے گھر مین کہ جو سوائے بوریا کے کسی چیز کا مالک نہین ہے موجود ہے اُسنے دعویٰ کیا کہ یہ موتی میرا ہے اور مالک غلام نے کہا کہ میرا ہے تو مالک غلام کا قول مقبول ہوگا یہ وجیز کردری مین ہے۔ دو آدمی ایک کشتی مین ہین اور کشتی مین آٹا رکھا ہے پس ہر ایک نے کشتی کا اور جو کچھ اُسمین ہے دعویٰ کیا اور ایک اُن مین سے آٹا فروخت کرنے مین مشہور ہے اور دوسرا ملاح مشہور ہے تو آٹا اُس شخص کا جو اُس کے بیچ مین مشہور ہے اور کشتی ملاح کی ہوگی۔ امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کے دار سے ایک پرند شکار کیا پس اگر اس امر پر اتفاق کیا کہ یہ اپنی اصلی اباحت پر ہے تو وہ پرند شکاری کا ہے خواہ ہوا سے شکار کیا ہو یا درخت سے اور اگر اختلاف کیا پس گھر والے نے کہا کہ مین نے تجھ سے پہلے شکار کیا ہے یا وارث ہوا ہون اور شکاری نے انکار کیا پس اگر اُسکو ہوا سے پکڑا ہے تو شکاری کا ہے اور اگر مالک مکان کے درخت یا مکان سے پکڑا ہے تو مالک مکان کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مستاجر دوکان نے دوکان کا سکنی کسی کے ہاتھ فروخت کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر دوکان کے مالک نے آکر مشتری کے ہاتھ سے استحقاق ثابت کر کے لے لیا پس اگر سکنی عمارت دوکان سے متصل ہو اور وہ آلات صناعت مستاجر سے نہین ہے تو قسم سے مالک دوکان کا قول مقبول ہوگا اور جب اُس نے قسم کھالی تو مشتری مستاجر سے ثمن سکنی واپس وصول کرلیگا اور اگر آلات صناعت مستاجر سے ہے تو مستاجر کا قول قبول ہوگا اور مالک دوکان کو سکنی لینے کی کوئی راہ نہوگی یہ محیط مین ہے۔

دسوان باب۔ دیوار کے دعوے کے بیان مین۔ اگر دو دارون کے بیچ مین ایک دیوار ہے اُسپر دونون کے مالک زید عمرو دعویٰ کرتے ہین پس اگر وہ دیوار دونون کی عمارت سے بطور تربیع یا ملازقہ کے متصل ہو تو دونون مین مشترک ہونے کا حکم ہوگا کیونکہ دونون کا قبضہ مساوی ہے اور اگر ایک کی عمارت سے بطور تربیع اور دوسرے کی عمارت سے بطور ملازقہ متصل ہو تو صاحب تربیع اولیٰ ہے کیونکہ اُسکو باوجود اتصال کے ایک طرح کا استعمال حاصل ہے اور اگر ایک کی عمارت سے بطور تربیع یا ملازقہ متصل ہو اور دوسرے کی عمارت سے اتصال ہی نہو تو صاحب اتصال اولیٰ ہے اور اگر ایک کی عمارت سے اتصال ہو اور دوسرے کے شہتیر اُسپر ہون پس اگر اتصال بطور تربیع کے ہو تو وہی اولیٰ ہے اور شہتیر والے کو فقط موضع شہتیر ملیگا اور اگر اتصال بطور ملازقہ کے ہو تو شہتیر والا اولیٰ ہے اتصال تربیع کی صورت یہ ہے کہ اینٹ بعض داخل بعض ہو اگر دیوار خام ہے اور خشت پختہ مین یہ صورت ہے کہ آدھے ایک دیوار کے اینٹ کے دوسری دیوار مین داخل ہون اگرچہ ایک کا راس ساحت دوسرے کی ساحت سے مرکب ہو اور اگر نقب کر کے اینٹ پر دو دیجا دے تو تربیع نہین ہے اور ابو الحسن کرخیؒ سے روایت ہے کہ اتصال تربیع یہ ہے کہ دیوار متنازع فیہ کی دونون طرفین دو دیوارون سے موصول ہون کہ وہ دونون دیوار دار سے متصل ہون قلت کرخیؒ نے تربیع سے تربیع مساحت مراد لی ہے نہ تربیع خشت۔ اور اگر اتصال ایک طرف سے ہو تو صاحب جذوع (شہتیر ۱۲) اولیٰ ہے اور طحاوی نے ذکر کیا کہ اگر ایک ہی طرف سے اتصال ہو تو بھی اُسی کو ترجیح ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ روایت طحاویؒ کی ہی

صحیح ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر دیوار دونون کی عمارت سے متصل نہو اور کسی کے اوپر شہتیر وغیرہ ہون تو دونون کے قبضہ مین چھوڑ دینے کا حکم ہوگا بشرطیکہ دونون کے قبضہ مین ہونا معلوم ہو اور اگر دونون کے قبضہ مین ہونا معلوم نہو اور ہر ایک نے اپنے ملک ہونے اور اپنے قبضہ مین ہونیکا دعویٰ کیا تو دونون کے قبضہ مین کردی جائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر ایک شخص کے اُسپر حرادی[۱] یا بواری پڑے ہون اور دوسرے کا کچھ نہو تو دونون مشترک ہونے کا حکم ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر دونون کی حرادی یا بواری اُسپر ہون تو دونون مین مشترک ہونیکا حکم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ایک کا اُسپر ایک شہتیر ہو اور دوسرے کے حرادی دیواری ہون یا کچھ نہو تو صاحب جذع کو ملیگی یہ فتاوے قاضیخان مین ہی۔ اگر ایک کے اُسپر جذوع ہون اور دوسرے کے حرادی ہون تو صاحب جذوع کی ڈگری ہوگی مگر حرادی دُور کرنے کا حکم نہ دیا جائے گا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک کے اُسپر جذوع ہون اور دوسرے کا اُسپر سترہ یا دیوار ہو تو نیچے کی دیوار متنازع فیہ صاحب جذوع کی اور سترہ صاحب سترہ کا ہوگا اور سترہ والے کو اُسکے دُور کرنے کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن اگر مدعی دیوار اپنا استحقاق گواہون سے ثابت کرے تو البتہ سترہ والے کو اُسکے دُور کردینے کا حکم کیا جائے گا یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اور اگر دیوار اور سترہ دونون مین جھگڑا کیا تو دونون صاحب جذوع کے ہون گے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر ایک کا سترہ ہو اور دوسرے کا حرادی تو صاحب سترہ کی دیوار ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک مدعی کا دیوار متنازع فیہ پر کچی یا پکی اینٹون کا ازج[۲] بنا ہو تو وہ بمنزلہ سترہ کے ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر ایک کی دیوار پر دس لکڑیان ہون اور دوسرے کی تین سے زیادہ ہون دس تک تو دیوار دونون مین مشترک ہوگی اور یہ ظاہر الروایت کا حکم ہے اور یہی صحیح ہے کذا فی المحیط اور اگر ایک کا اُسپر ایک یا دو شہتیر یعنی تین سے کم ہون اور دوسرے کے تین یا زیادہ جذوع ہون تو نوازل مین مذکور ہے کہ دیوار تین یا زیادہ والے کی ہوگی اور کم والے کو مواضع جذوع ملین گے اور فرمایا کہ یہ استحسان ہے اور یہی دوسرا قول امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کا ہے اور امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ قیاس چاہتا ہے کہ دیوار دونون مین نصف نصف ہو اور امام اعظمؒ بھی اول مین ایسا ہی کہتے تھے پھر دونون نے استحسان کی طرف رجوع کیا اور شمس الائمہ سرخسی نے دعوی الاصل مین ذکر کیا ہے کہ اگر ایک کی دیوار پر دس[۳] لکڑیان رکھی ہون اور دوسرے کی ایک ہی لکڑی ہو تو ہر ایک کو اپنی لکڑی کے نیچے کی جگہ ملے گی اور یہ دیوار دونون مین برابر تقسیم نہوگی اور استحسان ایسا ایک یا دو لکڑیون کی صورت مین ہے ایسا ہی صلح الاصل مین مذکور ہے اور کتاب الاقرار مین مذکور ہے کہ تمام دیوار دس لکڑیون والے کو ملے گی سوائے ایک لکڑی رکھنے کی جگہ کے کہ وہ اسکو ملے گی اور یہ لکڑی دور کرنیکا حکم نہ دیا جائیگا شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ ان لکڑیون کی درمیانی جگہ کا حال کتاب مین مذکور نہین ہی ہمارے بعض اصحاب نے فرمایا کہ اسکے گیارہ حصے کیے جائینگے دس حصہ دس لکڑیون والے کو اور ایک حصہ ایک والے کو ملیگا پس درمیانی جگہ کا حکم وہی ہے جو ہر لکڑی کے نیچے کی دیوار کا حکم ہے حتیٰ کہ اگر دیوار گرجاوے تو اُسکی زمین تقسیم کرلین گے

---

[۱] حرادی بفتح اول مغرب مین بارہوز سے ہی اور ابن السکیت صاحب صحاح کے نزدیک بھی اور صاحب دیوان نے حاء حطی و بارہوز دونون کے ساتھ صحیح کہا ہی جیسا کہ قاموس مین ہی اور ازہری نے کہا کہ روایت اصل مین ایسا ہی واقع ہوا ہی اور کافی مین حاء حطی کے ساتھ ہی اور صغیر اور شرح کافی مین فقط بارہوز کے ساتھ ہی اور مراد آسمٰ

اور اکثر اصحاب نے فرمایا کہ دس لکڑیون والے کو دلائی جاوینگی سوائے بقدر ایک لکڑی کی جگہ کے کہ یہ موضع اُس ایک لکڑی والے کی ملک ہوگا اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ یہی صحیح ہے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اگر دیوار طول مین ہو اور دونون مین سے ہر ایک کی کچھ کچھ دیوار اس سے متصل ہے اور جذوع رکھے ہین تو ہر ایک کے نام اس قدر دیوار کی ڈگری ہوگی جو اسکے ساخت کے متوازی ہے اور جذوع کی تعداد پر لحاظ نہ کیا جائیگا اور اسی پر قاضی عبد اللہ ضمیری فتویٰ دیتے تھے اور جو جگہ دونون کے درمیان ہے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے امام اسبیجابیؒ نے شرح طحاوی مین فرمایا کہ اگر دیوار کا رخ ایک کی طرف ہو اور پشت دوسرے کیطرف تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی اور رُخ والے کی ڈگری نہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ اس صورت مین اُسی کی ڈگری ہوگی جسکی طرف دیوار کا رخ ہے بشرطیکہ اصل عمارت کے وقت یہ رُخ رکھا گیا ہو اور اگر بعد بنانے کے نقش یا کہگل سے اُس طرف رُخ کر دیا گیا ہو تو بالاجماع اس سے دیوار کا استحقاق نہوگا کذا فی غایۃ البیان۔ دو دار کے درمیان ایک خص ہے کہ اُسکا قمطہ ایک کیطرف ہے اور دونون مالک دار اُسکے مدعی ہین تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ دونون مین خص مشترک ہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ جسکی طرف قمطہ ہے اسی کی ڈگری ہوگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہے اگر ایک دروازہ مین جو دو دارون کی دیوار کے درمیان لگا ہوا ہے جھگڑا کیا اور دروازہ کا غلق ایک کی طرف ہے تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ غلق اور دروازہ کی دونون مین برابر ڈگری ہوگی اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ جسکی طرف غلق ہے اُسی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون طرف غلق ہو تو بالاجماع دونون کی ڈگری ہوگی یہ غایۃ البیان شرح طحاوی مین ہے۔ اگر ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے پس کسی مدعی نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ اس مدعا علیہ نے اقرار کیا ہے کہ دیوار میری ہے تو اُسکے نام حصۂ دیوار کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہے کچھ جذوع ایک شخص کے گھر کی طرف نکلے ہوئے ہین تو گھر والے کو اُسپر بنا نہ بنانیکا اختیار بدون مالک دار کی رضامندی کے نہین ہے اور اگر انپر عمارت بنانا ناممکن ہو تو مالک دار کو انکا قطع کرنا بھی جائز نہین ہے اور اگر ممکن نہو مثلاً جذوع صغار ہیا ایک ہی جذع ہو تو لحاظ کیا جائیگا کہ اگر اُسکا کاٹ ڈالنا باقی جذوع کو کمزور کرتا ہے تو قطع نہین کرسکتا اور اگر مضر نہین ہے تو مالک سے اُسکے قطع کرا لینے کا مطالبہ کرے اور اگر صاحب دار نے ان شہتیرون کے کنارے پر کوئی چیز معلق کرنی چاہی تو اُسکو اختیار نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک دیوار دو شخصون کے درمیان ہے کہ ہر ایک کا اُسپر کچھ بوجھ ہے مگر ایک کا بوجھ ثقیل ہے تو دیوار کی عمارت دونون مین مساوی ہوگی اور اگر ایک کا اُسپر بوجھ ہے اور دوسرے کا نہین ہے حالانکہ دیوار دونون مین مشترک ہے تو فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ دوسرے کے مثل یہ بھی اُسپر بوجھ رکھ سکتا ہے بشرطیکہ دیوار اُسکی متحمل ہو جاوے آیا تو نہین دیکھتا ہے کہ ہمارے اصحاب نے کتاب الصلح مین فرمایا کہ اگر ایک کے جذوع زائد ہون تو دوسرا بھی اُن کے برابر بڑھا سکتا ہے بشرطیکہ دیوار متحمل ہو اور اُسمین قدیم وجدید کا کچھ ذکر نہین کیا ہے کذا فی الخلاصۃ۔ اگر دونون کی اُسپر لکڑی نہو پھر ایک نے رکھنی چاہی تو رکھ سکتا ہے اور دوسرا اُسکو منع نہین کرسکتا ہے اُس سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے تو بھی اسیطرح رکھ لے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر دیوار پر ایک کے جذوع ہون دوسرے کے نہون مگر اُس نے رکھنے چاہے اور دیوار دونون کے جذوع کی متحمل نہین ہوسکتی ہے اور دونون اس بات کے مقر ہین کہ دیوار ہم دونون مین مشترک ہے تو جذوع والے سے کہا جائیگا کہ یا تو اُسپر سے جذوع دور کر دے کہ تم دونون برابر ہو جاؤ یا اس قدر کم کر دے کہ دوسرے کو رکھنا ممکن ہو کہ دیوار اُٹھا سکے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک دیوار دو شخصون مین

مشترک ہے اُسپر ایک کی عمارت ہے اسنے چاہا کہ اپنے جذوع کی جگہ بدلے پس اگر بائین سے دائین یا دائین سے بائین بدلنی چاہی تو یہ اختیار نہین ہے اور اگر جذوع نیچے کرنے چاہے تو کرسکتا ہے اور اگر اونچے کرنے چاہے تو نہین کرسکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے ایک دیوار دو نون مین مشترک ہے اور دونون کے جذوع اُسپر ہین تو نیچے جذوع والے کو اختیار ہے کہ دوسرے کے جذوع کے برابر اونچے کرلے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہو اور اگر ایک نے اپنے جذوع اکھاڑنے چاہے تو کرسکتا ہے بشرطیکہ دیوار کو ضرر نہو یہ فصول عمادیہ مین ہے اور اگر ایک کے جذوع اونچے اور دوسرے کے نیچے رکھے ہین پس اُسنے چاہا کہ دیوار مین نقب کردے تاکہ اُس سے لکڑی اُتر آوے تو بعض نے کہا کہ ایسا نہین کرسکتا ہے اور ابوعبداللہ جرجانی فتوی دیتے تھے کہ کرسکتا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر دیوار کمزور ہوتی ہو تو نہین کرسکتا ہے ورنہ کرسکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے ایک نے چاہا کہ کچھ عمارت بڑھا دے تو نہین بڑھا سکتا ہے خواہ شریک کو ضرر ہو یا نہو ولیکن اگر شریک اجازت دے تو ہو سکتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ابوالقاسمؒ نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک تھی اُس کا ایک کونا گر گیا اور کھلا کہ یہ دیوار دو طاقین متلازقین ہے پس ایک نے اپنی دیوار اس زعم پر دور کرنی چاہی کہ باقی ہم دونون مین پردہ کے واسطے کافی ہے اور دوسرے نے زعم کیا کہ اگر ایک ہی تہ باقی رہی تو ڈھلکر منہدم ہو جائیگی پس اگر اس امر کے ظاہر ہونے کے پہلے کہ یہ دیوار دوہری تھی اُن دونون نے کوئی اقرار کیا تھا کہ یہ دیوار ہم دونون مین مشترک ہے تو دونون دیوارین مشترک ہونگی کسی ایک کو بدون دوسرے کی اجازت کے اُس مین کوئی فعل کرنیکا اختیار نہوگا اور اگر یہ اقرار کیا کہ ہر ایک اپنی اپنی دیوار کا مالک ہے تو ہر ایک کو اپنی دیوار مین اختیار ہے جو چاہے کرے یہ فتاوے صغری مین ہے دو شخصون کی درمیانی دیوار مشترک ہل گئی پس ایک نے اُسکی اصلاح کرنی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو چاہیے کہ اُس سے کہدے کہ مین فلان وقت دیوار اُٹھواؤنگا تو اپنے بار کو ستونون پر روک لے اور اس امر پر^1 گواہ کرلے پس اگر اُسنے ایسا کیا تو خیر ورنہ یہ شخص دیوار کو اُٹھا دے اگر اُسکا بار گر جاویگا تو یہ ضامن نہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ امام ابوالقاسمؒ سے منقول ہے کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے ایک کا اسپر بار ہے دوسرے کا کچھ نہین ہے پس دیوار اُسکی طرف جھکی جسکا کچھ بار نہین ہے پس اُس نے گواہون کے سامنے بوجھ والے سے دور کرنے کو کہا اُسنے اسکے بعد باوجود دور کرنا ممکن ہونے کے دور نہ کیا یہانتک کہ دیوار گر پڑی اور کچھ نقصان ہوا تو امام ابوالقاسمؒ نے فرمایا کہ اگر گواہ کرتا اور وقت گواہ کرنے کے تخویف ثابت^2 ہوئی تو مشہود علیہ^3 نصف قیمت اُس شے کی جو گرنے سے فاسد ہو گئی ہے ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے ایک شخص کا اُسپر غرفہ^4 ہے اور دوسرے کی بیت کی چھت ہے وہ دیوار نیچے سے ڈھل گئی اور دونون نے اوپر اسطوانون سے اُٹھا لیا پھر دونون نے اتفاق کرکے اسکو بنایا پھر جب وہ بنکر اس شخص کی چھت تک پہونچی تو اسکے بعد چھت والے کو اختیار ہے چاہے اور زیادہ اونچی کرانے مین ساتھ دے یا نہ دے اُسپر ساتھ دینے کا جبر نہ کیا جائیگا قال ابوالقاسم کما فی الصغری ایک شخص کا بیت^5 ہے اور بیت کی دیوار اسکے اور پڑوسی کے درمیان مشترک ہے پس صاحب بیت نے چاہا کہ اپنے بیت پر ایک غرفہ بنا دے اور اس دیوار پر کوئی لکڑی نہ رکھے تو ابوالقاسمؒ نے فرمایا کہ اگر دیوار مشترک پر لکڑی

^1 یعنی اس قسم کا اظہار ہوا تھا کہ ہمین اس ضرر کا خوف ہے ۱۲ ^2 وہ شخص جسکے اوپر گواہ کیے گئے یعنی جسکے ذمہ گواہ ہوں کی گواہی سے کوئی حق لازم ہوا ۱۲

^3 بالاخانہ جو کوٹھا ان کے اوپر بنایا جاتا ہے ۱۲

نہ رکھی اپنی ذاتی حد مین بنانا چاہی تو پڑوسی منع نہین کرسکتا ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ ایک شخص کا ساباط ہے اس ساباط کے کڑیون کے ایک سرے دوسرے کے گھر کی دیوار پر رکھے ہین پس دونون نے اس رکھنے مین اختلاف کیا گھر کے مالک نے کہا کہ تیری کڑیان میری دیوار پر بلاحق ہین اُن کو دور کردے اور ساباط والے نے کہا کہ بحق واجب ہین تو شیخ تقفی نے کتاب الحیطان مین ذکر کیا کہ قاضی اُسکو کڑیان دور کرنے کا حکم کریگا صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہوگا اور اگر دیوار مین جھگڑا کیا تو ظاہر مذہب اصحاب حنفیہ کے موافق صاحب دار کی ڈگری ہوگی کیونکہ دیوار ملک صاحب دار سے متصل ہے اور اتصال سے قبضہ ثابت ہوتا ہے ولیکن یہ اُس صورت مین ہوسکتا ہے کہ اتصال تربیع ہو اور اگر اتصال ملازقہ ہو تو صاحب ساباط اولی ہے یہ محیط مین ہے دو گھرون کے درمیان کی دیوار منہدم ہوگئی اور ایک شخص کی لڑکیان و عورتین ہین اُس نے اُسکا بنانا چاہا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا بعضون نے کہا کہ اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور فقیہ ابو اللیث نے کہا منکر پر ہمارے زمانہ مین جبر کیا جائیگا کیونکہ دونون مین پردہ ہونا ضرور ہے مولانا رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جواب مین اسطرح تفصیل ہونا چاہیے کہ اگر اصل دیوار محتمل قسمت ہے کہ ہر ایک اپنے حصہ مین سترہ بنا سکتا ہے تو منکر پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر محتمل قسمت اس طور سے نہین ہے تو منکر کو بنانے کا حکم دیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے وہ گر گئی پس ایک نے عرصہ دیوار کی تقسیم چاہی اور دوسرے نے انکار کیا یا ایک نے بدون درخواست قسمت کے ابتدا سے بنانا ہی چاہا پس اگر اُسپر کسی کا بار بالکل نہو اور ایک نے عرصۂ حائط کو تقسیم کرنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا تو بعض مواضع مین مطلقاً مذکور ہے کہ مجبور نہ کیا جائیگا اور اسی کو بعض مشائخ نے لیا ہے اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر قاضی کی رائے مین سوائے قرعہ کے تقسیم نہین ہوسکتی ہے تو تقسیم نہ کریگا اور اگر بدون قرعہ تقسیم اُسکا مذہب ہے تو دونون مین تقسیم کردے بشرطیکہ عرصہ دیوار اس قدر چوڑا ہو کہ جس قدر ہر ایک کے حصہ مین آئیگا وہ دیوار بنانے کے لائق ہوگا اور ہر ایک کا حصہ اُس کے دار کے متصل کرے تاکہ اُسکو نفع کامل حاصل ہو اور بعض نے فرمایا کہ اگر عرصۂ دیوار عریض ہو تو قاضی منکر پر ہر حال مین تقسیم کے واسطے جبر کریگا اور اسیطرف خصاف نے اشارہ کیا ہے اور اسی پر فتوی ہے اور اگر بدون درخواست تقسیم کے ابتدا ایک نے دیوار بنانے کا قصد کیا اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا پس اگر عرصۂ دیوار اتنا چوڑا ہو کہ تقسیم سے ہر ایک کے حصہ مین اس قدر آجاوے کہ وہ اپنی دیوار بنا سکے تو دوسرا مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر عریض نہو تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسیطرف امام جلیل ابو بکر محمد بن الفضل و امام اجل شمس الائمہ نے میل کیا ہے اور یہی اشبہ ہے اور اگر اس مین سے کچھ نہو ولیکن ایک نے بدون اذن دوسرے کے دیوار بنالی تو آیا دوسرے سے کچھ لے سکتا ہے یا نہین اس مین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعض نے کہا کہ ہر حال مین کچھ نہین لے سکتا ہے ایسا ہی کتاب الاقضیہ مین ہے اور ایسا ہی فقیہ ابو اللیث نے نوازل مین ہمارے اصحاب سے ذکر کیا ہے اور بعض نے کہا کہ اگر عرصۂ دیوار عریض ہو جیسا بیان کیا تو کچھ نہین لے سکتا ہے ورنہ لے سکتا ہے۔ اگر دیوار پر کسی کا بار ہو پس اگر دونون کی اسپر کڑیان ہون اور ایک نے قسمت کی درخواست کی تو بدون دونون کی رضامندی کے تقسیم نہوگا اگرچہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو اور اگر ایک نے دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے شرکت سے انکار کیا تو شمس الائمہ سرخسی نے بدون تفصیل ذکر کیا کہ مجبور کیا جائیگا اور اسی پر فتوی ہے اور اگر ایک نے بدون دوسرے کے اذن کے بنالی تو بعض مشائخ نے فرمایا کہ اگر عرصہ دیوار موافق

تفسیر مذکور سے عریض ہو تو دوسرے شریک سے قیمت بنا رسے کچھ نہیں لے سکتا ہی اور بنانے مین متطوع شمار ہوگا ایسا ہی
خصاف نے نفقات مین ذکر کیا ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ متطوع نہوگا اور اسیطرف کتاب الاقضیہ مین اشارہ ہی اور ایسا ہی ابن
سماعہ نے بھی نوادر مین روایت کی ہی یہی اصح ہی کذا فی المحیط اور اگر باجازت اُسکے بنائی تو اُسکو تصرف سے منع نہین کرسکتا ہی
ولیکن جو خرچ کیا ہی اُسکا آدھا لے لیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی اور اگر ایک کا دیوار پر بار ہو اور اُسی نے تقسیم کی درخواست
کی اور دوسرے نے انکار کیا تو منکر مجبور کیا جائیگا بشرطیکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے عریض ہو یہی صحیح ہی اسی پر فتوے
ہی - اور اگر اُس شخص نے جسکا دیوار پر بار ہی بنانے کا ارادہ کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو صحیح یہ ہی کہ اُسپر جبر کیا جائیگا اور اگر
صاحب بار نے بنالی تو صحیح یہ ہی کہ وہ دوسرے سے حصہ رسدی لیگا اور اگر دوسرے نے بنائی حالانکہ عرصہ دیوار موافق تفسیر مذکور کے
عریض ہی تو متبرع[1] شمار ہوگا - پھر جن صورتون مین بنانے والا متبرع نہین ہوتا ہی مثلاً اُسکا یا دونون کا اُسپر بار ہی تو بنانے
والے کو اختیار ہی کہ دوسرے کو دیوار سے نفع اُٹھانے سے ممانعت کرے یہانتک کہ جو خرچ ہوا ہی وہ دے یا قیمت بنا ادا
کرے بنابر اختلاف مشائخ کے اس امر مین - پس اگر دوسرے نے کہا کہ مین اس بنا دیوار سے نفع نہ لونگا تو آیا اس صورت مین
بنانے والا اُس سے لے سکتا ہی یا نہین مشائخ نے اختلاف کیا بعض نے کہا کہ نہین لے سکتا ہی اسی طرف قاضی امام ابو عبد اللہ
دامغانی نے شرح کتاب الحیطان مین اور امام خواہر زادہؒ نے میل کیا ہی اور بعض نے کہا کہ لے سکتا ہی اسیطرف امام جلیل ابو بکر محمد
بن الفضل نے میل کیا ہی اور اسی کو صدر الشہیدؒ نے اختیار فرمایا ہی پھر اگر اُس نے لیا تو کیا لے گا فاضل اسبیجابی نے شرح
مختصر الطحاوی مین مسئلہ علو و سفل کتاب الصلح مین بیان کیا کہ صاحب علو بنی ہوئی سفل کی قیمت صاحب سفل سے لیگا نہ جو
اُسنے خرچ کیا ہی ایسا ہی شیخ امام نے شرح کتاب المزارعت مین ذکر کیا ہی اور فتاوے فضلی مین دیوار مشترک مین ذکر کیا کہ
آدھا خرچ لیگا اور علو و سفل مین صاحب[2] سفل سے لیگا اور بعض متاخرین مشائخ نے استحساناً فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنائی تو خرچ
لیگا اور اگر بلا حکم قاضی بنائی تو قیمت بنا لیگا پھر جس صورت مین قیمت بنا لیتا ہی تو وہ قیمت لیگا جو بنانے کے دن تھی یا وہ جو واپس
لینے کے روز ہے پس بعض نے کہا کہ واپسی کے روز کی قیمت لیگا اور اسی پر امام ابو عبد اللہ دامغانی فتوی دیتے تھے اور بعض نے
کہا کہ بنانے کے روز کی قیمت لیگا اور اسی پر صدر الشہید حسام الدین فتوی دیتے تھے - یہ سب اُس صورت مین ہی کہ دیوار گر گئی ہو
اور اگر دونون نے گرا دی تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہے جو مذکور ہوا اور اگر ایک نے گرائی تو وہ بنانے پر مجبور کیا جائیگا
یہ محیط مین ہے - صلح النوازل مین ہے کہ ایک دیوار دو شخصون[3] مین مشترک ہے اور ہر ایک کا اُسپر بار ہے وہ گر گئی اور
ایک غائب ہے دوسرے نے اُسکو بنایا اگر پہلے دیوار کی ٹوٹن سے بنایا تو متطوع شمار ہوگا اور دوسرے غائب کو اُسپر
بار رکھنے سے منع نہین کرسکتا ہے اور اگر اینٹ لکڑی اپنے پاس سے لگائی تو جبتک غائب سے نصف قیمت نہ لے اُس کو
تصرف سے منع کرسکتا ہے یہ خلاصہ مین ہی فتاوی فضلی مین ہی کہ اگر ایک شریک نے مشترک دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے روکا پس
اُسنے کہا کہ جو کچھ تیرے بیت مین سے منہدم ہو جائیگا مین اُسکا ضامن ہون پس ضمانت کر لی پھر شریک کی اجازت سے دیوار توڑی تو
مضمون[4] لہ کو ضمان اُسکی منہدم کی کچھ نہ دینا پڑیگی چنانچہ اگر کہا کہ جو تیرا مال تلف ہو مین اُسکا ضامن ہوا تو نہین دینا پڑتا ہی یہ فتاوے
صغرے مین ہی دو شخصون کی مشترک دیوار منہدم ہو گئی اور ایک غائب ہے پس دوسرے نے اپنی ملک مین لکڑی کی دیوار بنائی اور

[1] متبرع تبرع و احسان کرنیوالا ۱۲ [2] قولہ صاحب سفل یعنی ورثہ و بحق الاصول کما ہو ظاہر بلا صاحب سفل یعنی صاحب سفل ۱۲ [3] دو شخص جنکے واسطے دیوان دیوار واسطے ۱۲

دیوار کی جگہ چھوڑ دی پھر غائب آیا اور بجاے دیوار قدیم دیوار بنانی چاہی اور دوسرے نے اسکو منع کیا تو فقیہ ابوبکر نے
فرمایا کہ اگر اُس نے موضع دیوار کی متصل طرف بنانی چاہی تو جائز ہے اور اگر یہ قصد کیا کہ دیوار کی نیو کا میدان اپنی طرف
کرلے تو یہ اختیار نہیں ہے اور اگر یہ قصد کیا کہ جیسی دیوار پہلے تھی ویسی ہی بنائے یا اُس سے باریک کر دونو طرف کچھ کچھ برابر
چھوڑ دے تو اُسکو اختیار ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ دو شخصون کے دو باغ انگور کے بیچ کی دیوار منہدم ہو گئی پس ایک
نے اُسکو بنانیکا قصد کیا مگر جب دوسرے نے انکار کیا تو اُس نے سلطان سے استمداد کی پس سلطان نے ایک معمار کو
برضا مستعدی یہ حکم کیا کہ دیوار کو دونون سے مزدوری لیکر بنا دے اُس نے بنائی تو دونون سے مزدوری لے سکتا ہے یہ فصول
عمادیہ میں ہے کتاب الاقضیہ میں ہے کہ ایک دیوار دو شخصون میں مشترک ہے ایک نے دیوار کو توڑنا چاہا اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر
دیوار کے حال سے گرنے کا خوف نہو تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر گرنے کا خوف ہو تو امام ابوبکر محمد بن الفضل سے روایت ہے کہ مجبور
کیا جائیگا۔ اگر دونون نے گرا دی اور ایک نے بنانی چاہی اور دوسرے نے انکار کیا پس اگر نیو دار کی چوڑی ہے کہ بعد تقسیم کے وہ
اپنے حصہ میں دیوار بنا سکے تو شریک پر جبر نہ کیا جائیگا اور اگر نہ بنا سکے تو جبر کیا جائیگا ایسا ہی امام ابوبکر محمد بن الفضل سے منقول ہے
اور اسی پر فتوی ہے اور جبر سے یہان یہ معنی مراد ہین کہ اگر شریک بنانے مین اتفاق نہ کرے تو یہ شخص اُس کو بنا دے اور جو کچھ خرچ
پڑے اُسکا آدھا شریک سے لے لے یہ خلاصہ مین ہے اگر مشترک دیوار کو دونون نے گرایا پھر ایک نے اپنے خرچ سے اُسکو بنوایا
اور دوسرے نے اُسکو خرچ نہ دیا اور کہا کہ مین اس دیوار پر اپنا بار نہ رکھونگا تو بنوانے والا اُس سے آدھا خرچ لے لیگا اگرچہ
وہ اپنا بار نہ رکھے یہ فتاوی صغری مین ہے اگر دیوار گرنے کا خوف ہوا اور ایک نے گرا دی تو شریک پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور
اگر دیوار درست ہو پھر ایک نے شریک کی اجازت سے اُسکو گرایا تو بلا شک بنانے والا بنانے پر مجبور کیا جائیگا اگر دوسرا بنانے کا
قصد کرتا ہے جیسا دونون کے گرا دینے کی صورت مین تھا۔ اور اگر بلا اجازت شریک کے گرایا پس اگر مٹی کی کوئی قیمت نہو
اور زمین کی قیمت دیوار بنانے سے نہ بڑھتی ہو تو شریک کے حصہ دیوار کی قیمت کا جس قدر ہو ضامن ہوگا اور اگر مٹی کی قیمت
ہو تو حصہ شریک سے مٹی کی قیمت رفع کریگا الا اُس صورت مین کہ وہ اختیار کرے کہ مٹی اُسکے پاس چھوڑ دے اور
اُسکی قیمت کی ضمان لے تو اُس وقت مین بقدر حصہ قیمت خاک کی رفع نہ کریگا اور اگر زمین کی قیمت بنا رحائط سے زائد
ہو جاتی ہو تو زمین دیوار مع بنا رکے اندازہ کی جاویگی پھر اُس سے بقدر زمین کے بدون بنا رکے رفع کی جاویگی پس حصہ
شریک مین باقی بنا رکا ضامن ہوگا کذا فی الخلاصہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے ہر ایک کے اُسپر بار ہین وہ ڈھل گئی
پس ایک نے اُسکو اُٹھایا اور اپنے مال سے بنوایا اور دوسرے کو موافق بیان سابق کے بار رکھنے سے منع کیا تو فقیہ ابوبکر
اسکافی نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا اگر عرض موضع دیوار ایسا ہے کہ بعد تقسیم کے ہر ایک کے حصہ مین اس قدر آتا ہے کہ وہ اپنی
دیوار بنا کر اُسپر بار اسطرح رکھ لے جیسا کہ قدیم مین تھا تو بنانے والا متبرع ہوگا دوسرے کو بار رکھنے سے ممانعت نہین کر سکتا
ہے اور اگر تقسیم سے اس قدر نہین پہونچتا ہے تو اُسکو منع کرنے کا اختیار ہے جبتک کہ شریک اُسکو نصف خرچہ ادا
نہ کرے اور شیخ امام ابوبکر محمد بن الفضل نے فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنایا ہے تو نصف خرچہ لیگا ورنہ نصف قیمت عمارت لے لیگا یہ
فتاوی قاضی خان مین ہے۔ شروط النوازل مین ہے کہ ابوبکرؒ نے فرمایا کہ ایک دیوار دو شخصون مین مشترک ہے کہ ایک کا بیت

اسفل ہی اور دوسرے کا ایک یا دو گز اعلی ہی پس اگر دیوار گر گئی پس نیچے والے نے نیچے والے سے کہا کہ میرے واسطے میرے بیت کی دیوار پھر میرا بیت سب بنا دے تو اسکو یہ اختیار نہین ہی بلکہ دونون ملکر نیچے سے اوپر تک بناوین فقیہ ابو اللیث نے فرمایا کہ اگر ایک کا بیت بقدر چار گز یا اسکے مثل کہ جتنے مین دوسرا بیت بن سکتا ہی نیچا ہو تو اسکی صلاح صاحب اسفل پر ہی یہانتک کہ دوسرے بیت کی جگہ پر پہونچ جاوے کیونکہ وہ بمنزلہ دو دیوار کے نیچے اوپر سے ہے اور بعض نے کہا کہ دونون پر ہے اور یہی قول ابو القاسم کا ہی پھر اس سے رجوع کیا اور کہا کہ وہان تک بنا دے جہانتک اسکی ملک اُسپر ہے پھر آیندہ دونون شریک ہون یہ فصول عمادیہ مین ہی نیچے والے نے اگر اپنا اسفل مکان گرا دینا چاہا تو ایسا نہین کر سکتا ہی اگرچہ سفل خالص اسکی ملک ہو حتی کہ اگر فروخت کرے تو تمام ثمن اسکا ہو کذا فی المحیط. بالاخانہ ایک شخص کا ہے اور نیچے کا مکان دوسرے کا تو نیچے والے کو اختیار نہین ہی کہ بدون بالاخانہ والے کی رضامندی کے اُسمین کوئی میخ گاڑے یا روشندان بناوے اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک جبتک بالاخانہ والے کو مضر نہو تب تک کر سکتا ہی یہ کافی مین ہی بالاخانہ ایک شخص کا اور سفل دوسرے کا تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ بالاخانہ والے کو اختیار نہین ہی کہ بدون رضامندی صاحب سفل کے اُسپر کوئی عمارت بنا دے یا میخ گاڑے اور مختار فتوے کے واسطے یہ ہی کہ اگر نیچے والے کو ضرر پہونچنا یقینی ہو تو ممانعت کی جائیگی اور اگر مشتبہ ہو تو ممانعت نہو گی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی سفل اور علو[1] دونون گر پڑے تو صاحب سفل پر بنانے کا جبر نہ کیا جائیگا اور بالاخانہ والے کو سفل بنا دینے کا اختیار ہے اور صاحب سفل کو اُسمین رہنے سے روک دے جبتک کہ وہ قیمت نہ دے اور جب قیمت دیدی تو عمارت کا مالک ہے اور طحاوی سے روایت ہے کہ جبتک خرچہ نہ دے اور بعض متاخرین نے استحساناً فرمایا کہ اگر بحکم قاضی بنایا ہی تو خرچہ لے سکتا ہی اور اگر بغیر حکم قاضی بنایا ہی تو عمارت کی قیمت لے سکتا ہے اور اسی پر فتوی ہی یہ محیط سرخسی مین ہے پھر جب بالاخانہ والے کو اختیار رہا کہ قیمت عمارت نہ دینے تک سفل والے کو نیچے رہنے سہنے سے منع کر سکتا ہے جیسا کہ ظاہر الروایت مین ہی پس اگر سفل والے نے قیمت دینے سے انکار کیا تو اُسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ محیط مین ہے اور اگر صاحب سفل نے خود ہی گرا دیا تو بنانے پر مجبور کیا جائیگا بخلاف اسکے کہ اگر کسی اجنبی نے گرا دیا تو وہ بنانے پر مجبور نہ کیا جائیگا بلکہ سفل و علو کی قیمت کا ضامن ہوگا اور اگر علو و سفل والون نے جذوع سفل و حرادی و بواری و طین وانرج مین خلاف کیا تو یہ سب صاحب سفل کو ملیگی اور صاحب علو کو اُسپر چلنے اور علو رکھنے کا اختیار رہی اور اگر چھت یا چھت کی بالائی دیوار مین جھگڑا کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ دیوار صاحب سفل کو ملیگی اور بعض نے کہا کہ صاحب سفل کے نام دیوار کی ڈگری نہو گی اور اسی پر فتوی ہی اور اگر سفل مین کوئی روشندان ہوا اور بالاخانہ والے کا اُسپر راستہ ہو پس دونون نے روشندان مین جھگڑا کیا تو روشندان نیچے والے کا اور اوپر والا اُسپر سے گذر سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی تین شخص ہین ایک کا سفل دوسرے کا علو تیسرے کا علو پر علو ہی پھر سب گر گیا پھر ہر ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ علو میرا اور سفل تیرا ہے پس اگر کسی کے پاس گواہ ہون تو اسکے گواہون پر ڈگری کر دی جائیگی اور اگر دو شخصون کے پاس ہون تو دونون کی ڈگری ہو گی اور علو مع حصہ زمین کے دونون پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر کسی کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک دوسرے کے دعوے پر قسم کھاوے پھر کیفیت قسم مین اختلاف ہے صاحب کتاب المحیطان نے فرمایا کہ ہر ایک یون قسم کھاوے کہ قسم

[1] علو بلندی کا درجہ اور سفل پستی کا درجہ ۱۲

اُس اللہ پاک کی جسکے سواے کوئی معبود نہیں ہے کہ مجھپر اس سفل کا بنانا کہ جسکے بنا پر علو اسکا قائم ہو واجب نہیں ہی اور دوسرے اصحاب حنفیہؒ نے سواے صاحب کتاب الحیطان کے فرمایا کہ یون قسم لی جاوے کہ قسم اُس اللہ پاک کی جسکے سواے کوئی معبود نہیں ہے کہ یہ زمین میری ملک نہیں ہے اور نہ مجھپر اس کی عمارت واجب ہے صدر الشہید نے فرمایا کہ اسی پر فتوی ہی اور صحیح میرے نزدیک وہ ہے جو امام عتابی نے ذکر کیا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعوے پر یون قسم لی جاوے کہ واللہ اس شخص کا میرے جانب یہ حق نہیں ہی کہ اگر میرا سفل بنا ہو تو یہ اسپر اپنا علو بنا دے پھر جب سب نے قسم کھالی تو ہر ایک سے کہا جائیگا کہ اگر تیرا جی چاہے کہ سفل کو بنا دے تو بنالے پھر جو اُسپر تو دعوی کرتا ہے یعنی علو وہ بنانا اور دوسرے کو انتفاع سے منع کرنا جبتک تیرا خرچہ ادا نہ کرے ورنہ چھوڑ دے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔

گیارھوان باب. طریق ومسیل کے دعوے کے بیان مین۔

قلت طریق خاص راستہ مسیل پانی بہنے کا راستہ علی العموم زید نے عمرو پر حق مرور کا دعوی کیا اور ممر یعنی راستہ کا رقبہ عمرو کی دار مین ہی تو صاحب دار کا قول لیا جائیگا اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ مین اس دار مین ہو کر گذرتا تھا تو اس سے کوئی استحقاق ثابت نہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اور اگر گواہون نے یہ گواہی دی کہ زید کا اس دار مین راستہ ہی تو گواہی جائز ہے اگرچہ راستہ کو محدود نہ کیا ہو اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ بعض روایات مین مذکور ہے کہ جبتک گواہ نہ بیان کرین کہ راستہ مقدم دار مین ہی یا مؤخر مین اور طول راستہ کا وعرض ذکر نہ کرین گواہی مقبول نہوگی اور فرمایا کہ یہی صحیح ہی اور یہ جو بعض روایت مین آیا ہی کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ راستہ کو محدود نہ کرین یہ اُس صورت مین رکھی جائین گی کہ جب مدعا علیہ نے راستہ کا اقرار کیا ہو اور گواہون نے اُس کے اس اقرار کی گواہی دی ہو اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح یہ ہی کہ گواہی مقبول ہوگی اگرچہ موضع طریق اُسکی مقدار مذکور نہ کرین کیونکہ جہالت مانع قبول شہادت اُسی صورت مین ہی کہ حکم قضا جہالت سے متعذر ہو اور اس مقام پر متعذر نہین ہی کیونکہ بڑے دروازہ کا چوڑان اس راستہ کی مقدار پہچاننے مین حکم ہی کذا فی فتادی قاضیخان اور اصح یہ ہی کہ یہ گواہی ہر حال مین مقبول ہی یہ محیط مین ہی اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ اسکا باپ مرگیا اور یہ راستہ اسکے واسطے میراث چھوڑا ہے گواہی جائز ہے یہ فتاوے قاضیخان مین ہی اگر کسی شخص کے دار کا دروازہ کسی زقاقؔ کی دیوار مین مفتوح ہو اور اہل زقاق منکر ہوے کہ ہمارے زقاق مین اسکو گذرنے کا حق حاصل نہین ہی تو اُن کو ممانعت کا اختیار ہی ولیکن اگر مدعی کے گواہ قائم ہون کہ مدعی کا راستہ زقاق مین ہو کر ثابت ہے تو نہین منع کر سکتے ہین یہ محیط مین ہی اگر ایک پرنالہ کسی شخص کے دار کیطرف نصب ہو اور دونون مین اختلاف ہو اکہ پانی جاری کرنے کا حق حاصل ہی یا نہین پس اگر حالت ایسی ہی کہ پانی جاری نہین ہی اور اختلاف کیا تو پانی بہانے کا حق بدون گواہون کے قائم کرنے کے حاصل نہوگا کذا فی محیط السرخسی اور دار والے کو بھی پرنالہ توڑ دینے کا اختیار نہین ہی کذا فی المحیط اور فقیہ ابو اللیث نے نقل کیا کہ مشائخ نے استحسان کیا ہے کہ پرنالہ اگر قدیمی ہو اور چھت کا رُخ بھی مدعا علیہ کے دار کی طرف ہو اور معلوم ہو کہ یہ چھجکا و چھت کا بھی قدیمی ہے نیا نہین ہے تو اُسکو پانی بہانے کا حق دیا جائیگا اور اگر پانی بہنے کی حالت مین اختلاف کیا تو بعض مشائخ نے کہا کہ پرنالہ والے کا قول مقبول ہوگا اور پانی جاری کرنے کا استحقاق حاصل ہوگا اور بعضون نے کہا کہ مستحق نہوگا اور اگر پانی بہانے کے استحقاق پر گواہ قائم کیے اور اُنھون نے بیان کیا کہ یہ مینھ کے پانی

بہنے کا پرنالہ ہی تو مینھ کے پانی کے واسطے قرار دیا جائیگا اور غسل و وضو کا پانی اُس سے نہین بہا سکتا ہی اور اگر وضو و غسل کے پانی کے
واسطے بیان کیا تو وہ اسی واسطے ہوگا مینھ کا پانی نہین بہا سکتا ہی اور اگر فقط پانی بہانے کے حق کی گواہی دی اور تفصیل بیان
کی تو صحیح ہی اور اس امر مین کہ مینھ کے پانی کے واسطے ہے یا غسل کے پانی کے واسطے ہے صاحب دار کا قول قسم سے معتبر ہوگا
اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ ایسی گواہی مسیل کے بارہ مین مقبول نہوگی اور راستہ کے باب مین مقبول ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور
اگر مدعی کے پاس اصلاً گواہ نہون تو صاحب دار سے قسم لیجاویگی اگر اُسنے نکول[1] کیا تو نکول پر ڈگری بحق مدعی ہو جائیگی کذا فی الحاوی
نوادر ہشام مین ہی کہ مین نے امام محمدؒ سے دریافت کیا کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے پانی کا مجری اسکی بستان مین سے ہے
اور خصومت کے روز اسمین سے پانی جاری نہین ہی پس دو گواہون نے گواہی دی کہ اسکے بستان سے ہوکر کل کے روز پانی جاری
تھا تو امام محمد رحہ نے فرمایا کہ امام ابو یوسفؒ ایسی گواہی جائز رکھتے تھے اور امام ابو حنیفہ رحہ نہین جائز رکھتے تھے تاوقتیکہ
ملک وحق کی گواہی نہ دین اور یہی قول امام محمد رحہ کا ہے اور اگر گواہون نے مدعا علیہ کے ایسے اقرار کی گواہی دی تو
بالاتفاق جائز ہی کذا فی المحیط۔ زید نے دعوی کیا کہ عمرو کے نہر پر کل میرا ناودق[2] رکھا تھا پس آئی اور اُسکو اُکھاڑ کر پھینکدیا
تو امام محمد رحہ نے فرمایا کہ اگر گواہون نے ایسی گواہی دی تو اعادہ ناودق کا حکم دونگا جیسا رکھا تھا پھر اگر اُس نے پانی بہانے کا
قصد کیا اور نہر والے نے اُسکو منع کیا اور انکار کیا کہ اسکو پانی بہانے کا حق حاصل نہین ہی تو امام محمد رحہ نے فرمایا کہ منع کر سکتا
ہے تاوقتیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ زید کو یہ حق حاصل ہے پھر امام محمد رحہ سے دریافت کیا گیا کہ ممانعت مین کیا کرے فرمایا
کہ صاحب نہر کو اسمین پانی بہانے کے واسطے جاسکتا ہے تو مزدور مقرر کرلے اور یہ جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک نہر زید کی
زمین مین ہو کہ اُس سے پانی جاری ہی اُسمین اختلاف کیا تو پانی والے کا قول مقبول ہوگا ولیکن اگر مالک زمین گواہ لادے کہ نہر
میری ملک ہے تو اُسکی ڈگری ہوگی اسیطرح اگر وقت خصومت کے پانی جاری نہو ولیکن معلوم ہو کہ اس نہر سے اس شخص کی
زمین مین پانی جاری تھا تو پانی والے کا قول مقبول ہوگا اور اُسکی ڈگری ہوگی ولیکن اگر زمین کا مالک گواہ دے کہ نہر میری
ملک ہے تو نہین اور اگر وقت خصومت کے پانی اس شخص کی زمین کی طرف جاری نہو اور نہ اسکا جاری ہونا اس سے پہلے معلوم
ہو تو زمین کے مالک کی ڈگری ہوگی مگر اُس صورت مین نہوگی کہ پانی والا گواہ لادے کہ نہر میری ملک ہے یہ محیط مین ہی منتقی
مین ہے کہ ہشام کہتے ہین کہ مین نے امام محمد رحہ سے دریافت کیا کہ ایک بڑی نہر چند گاؤن والون کے شرب کے واسطے
ہی کہ ان لوگون کی تعداد گنتی کی نہین ہے اُس نہر کو چڑھاؤ کی طرف سے ایک قوم نے نیچے والون سے روک لیا اور کہا کہ یہ
ہماری ہے ہمارے قبضہ مین ہے اور نیچے والون نے کہا کہ یہ سب ہماری ہی تمہارا اسمین کچھ حق نہین ہے تو امام محمد رحہ نے
فرمایا کہ اگر خصومت کے روز وہ نہر نیچے والونکی طرف بہتی تھی تو جیسے جاری تھی ویسے ہی اپنے حال پر چھوڑ دیجائیگی اور سب
اسمین سے سینچین جیسے سینچتے تھے اور چڑھاؤ والون کو اُسکے بند کرنے کا اختیار نہین ہی اور اگر اُس روز پانی جاری
نہو مگر معلوم ہو کہ پہلے نیچے والون کی طرف جاری تھا اُسکو اوپر والون نے روک دیا ہے یا نیچے والون نے گواہ دیئے کہ نہر
پہلے ہماری طرف جاری تھی پھر اوپر والون نے روک دی تو اوپر والونکو حکم ہوگا کہ روک دور کر دین یہ ذخیرہ مین ہی ایک
گھر کوچہ غیر نافذہ مین واقع ہے اُس کوچہ مین ایک نہر ہی پس صاحب دار نے چاہا کہ اسکا پانی اپنے دار مین داخل کرکے لیجائے

[1] نکول انکار کرنا و منکر ہونا ۱۲ [2] ناودق معرب ناؤ ۱۲ اور وہ لکڑی یا لوہے وغیرہ کے مثل نل کے ہوتی ہی ۱۲

بستان مین جاری کرے تو پڑوسی لوگ اُسکو منع کرسکتے ہین اور وہ بھی پڑوسیون کو ایسی حرکت سے منع کرسکتا ہے اور جس نے
پہلے جاری کرلیا ہے اور اقرار کرتا ہے کہ قدیمی نہین ہے تو اُسکو بھی منع کرسکتے ہین اور اگر یہ امر قدیمی ہو تو منع نہین کرسکتے ہین
یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ ایک دار مین چند وارث شریک ہین بعض نے اقرار کیا کہ فلان شخص کا اِس مین راستہ یا پانی
کی مسیل ہے تو وہ شخص مرد نہین کرسکتا اور نہ پانی بہا سکتا ہے تا وقتیکہ سب متفق نہون ولیکن دار تقسیم کیا جائے گا پس
اگر تقسیم مین وہ راستہ و مسیل اقرار کنندہ کے حصہ مین پڑا تو مقر لہ اُسکو کام مین لاسکتا ہے اور اگر غیر اقرار کنندہ کے حصہ مین پڑا تو مقر لہ اقرار
کرنیوالے کے حصہ مین قیمت راہ چلنے و مسیل بہانے کا شریک ہوگا اور مقر کو اپنے حصہ مین سواے اِس قیمت کے سب ملیگا اسطرح وہ حصہ ان
دونون مین مشترک ہوگا کیونکہ مقر نے اِس شخص کیواسطے حق مرور و تسییل کا اقرار کیا ہے رقبہ مسیل و طریق کا اقرار نہین کیا ہے اور اگر رقبہ کا اقرار
کرے تو مقر لہ کو بقدر ذراع طریق کی شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کے حساب سے گز ناپ ملینگے سواے اِس راستہ کے گزون کے کہ اسقدر
منہا کیے جائینگے اور یہ حکم واجب ہے کہ امام اعظمؒ و امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہو اور امام محمدؒ کے قول پر مقر لہ کو نصف طریق و مسیل کی
شرکت ہوگی اور مقر کو اپنے حصہ کی تمام قیمت کی شرکت ہوگی سواے قیمت نصف طریق و مسیل کے جو اُسنے دوسرے کے واسطے
اقرار کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر ایک شخص کا پانی کا راستہ دوسرے کے دار مین ہو کر کاریز[1] کے طور پر ہے جو اسنے کاریز کو پرنالہ بنانا
چاہا تو بدون رضامندی صاحب دار کے نہین بنا سکتا ہے اور اگر پہلے پرنالہ تھا پھر اُسکو کاریز بنانا چاہا پس اگر اسمین صاحب
دار کو ضرر ہو تو ایسا نہین کرسکتا ہے الا برضاء مالک دار اور اگر ضرر نہو تو روا ہے اور اگر دونون صورتون مین ضرر یکسان ہو
تو کرخی نے ذکر کیا کہ کاریز کو میزاب و میزاب کو کاریز بنا لے سکتا ہے اور بعض متاخرین مشایخ نے کہا کہ امام محمدؒ نے جو کتاب مین
لکھا ہے اُس صورت پر محمول ہے کہ جب اِس شخص کو صرف پانی بہانے کا حق حاصل ہو اور اگر وہ جگہ جسمین سے پانی بہتا ہے اسی کی
ملک ہو تو اسکو اختیار ہے جیسی چاہے ویسی بنا دے قال فی الکتاب پس اگر پرنالہ ہوا مین ہو تو قنات نہین بنا سکتا ہے اور اسمین
ضرر و عدم ضرر کی تفصیل جو سابق مین ہے بیان نہین فرمائی اور اگر یہ چاہا کہ اپنے پرنالہ سے لانبا یا چوڑا یا چھوٹا پرنالہ بنا دے یا دوسری
چھت کا پانی اِس پرنالہ سے بہا دے تو بدون رضامندی مالک دار کے نہین بنا سکتا ہے کذا فی المحیط اور اگر اہل دار نے چاہا کہ ایک
دیوار بنا کر اُسکا پانی کا بہاؤ روک دین یا میزاب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ کر دین یا اونچا یا نیچا کر دین تو نہین کرسکتے ہین اور
اگر دار والون نے ایک چھان بنا دی کہ پرنالہ اسی پر بہے تو اُنکو اختیار ہے کذا فی البدائع اور اگر ایک شخص کا راستہ
دوسرے کے دار مین ہے پھر دار والون نے چاہا کہ میدان صحن مین ایسی چیز بنا دین کہ جس سے اسکا راستہ بند ہو جاوے
تو نہین بنا سکتے ہین اور لازم ہے کہ ساحت دار مین بقدر عرض باب دار کے چھوڑ دین کذا فی الخلاصۃ منتقی مین امام محمدؒ سے
روایت ہے کہ ایک کاریز جاری ہے کہ اُس سے بعض آبار کسی شخص کے دار مین یا کسی شخص کی زمین مین کھودے گئے
ہین کہ اُنکو دیوار محیط ہے پھر کاریز والے نے دعوی کیا کہ زمین آبار[جمع بیر بمعنی کنوان ۱۲] کی میری ہے اور مالک دار یا زمین نے اپنی ملک
ہونے کا دعوی کیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ جو آبار[الخ] دار مین ہون اُنکی زمین صاحب دار کی ہے اور جو زمین مین ہون وہ

[1] قولہ کاریز الخ اقول صورت مسئلہ کا حاصل یہ ہے کہ ایک شخص کے باغ یا دار وغیرہ مین پانی اس طرح آتا ہے کہ دوسرے کے دار مین ہو کر زمین کے اندر بند کاریز مثل
نل کے بنی ہے اُس سے بہکر آتا ہے پھر باغ والے نے چاہا کہ اسکو کھلا ہوا مثل پرنالہ کے بنا دے تو اُسکا حکم کتاب مین مذکور ہے اور پرنالہ سے یہ غرض نہین ہے کہ چھت

صاحب کاریز کی ہے بشرطیکہ اُسکا قابض معلوم نہو اور اگر صاحب زمین نے اُسمین کھیتی کرکے اُسکو کاٹ کر اُٹھا لیا
تو وہ قابض قرار پائیگا کیونکہ زراعت سے اُسکا قبضہ ثابت ہوگیا کذا فی الحاوی ایک شخص کی خالصہ کاریز ہے اُسپر ایک
قوم کے درخت لگے ہوے ہین اور کاریز والے نے چاہا کہ اپنی کاریز اِس نہر سے ہٹاکے دوسری جگہ کھودے تو اُسکو یہ
اختیار نہین ہے اور اگر کاریز والے نے کاریز کو فروخت کیا تو درختون کے مالک کو شفعہ جوار پہونچیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی

بارھوان باب ۔ دعوی دین کے بیان مین ۔ اگر عورت نے اپنے شوہر پر بقیہ مہر ثابت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہے
اگرچہ اُسکو فی الحال باقی مہر کے مطالبہ کا اختیار نہو اسی طرح جس شخص کا قرضہ میعادی ہے اگر اُس نے ثابت کرنا چاہا تو
اختیار رہے اگرچہ فی الحال مطالبہ نہ کرسکتا ہو یہ محیط مین ہی ۔ اگر ایک عورت نے وارث شوہر پر اپنے مہر مثل سے زائد کا
دعوی کیا پس اگر وارث نکاح کا اقرار کرتا ہو تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ کیا اِسکا مہر اسی قدر رہی یعنی مہر مثل سے زائد
پس اگر وارث نے کہا کہ نہین تو دریافت کریگا کہ کیا اِسقدر رہی یعنی مہر مثل سے زائد مگر پہلے مرتبہ سے کم کرکے پوچھے پھر اگر اُسنے
کہا کہ نہین تو اور کم کرکے دریافت کرے یہانتک کہ مہر مثل تک نوبت پہونچے پس اگر اُسنے مہر مثل پر بھی کہا کہ نہین تو قاضی مہر
مثل اِسپر لازم کریگا اور زیادتی پر قسم لیگا اور یہ حکم اُس صورت مین ہی کہ قاضی کو اُسکا مہر مثل معلوم ہو اور اگر نہ معلوم ہو تو امینون
کو مہر مثل[1] دریافت کرنے کے واسطے مقرر کریگا کہ جنکو معلوم ہے اِس سے دریافت کرلادین یا عورت سے اُسکے دعوے پر گواہ
طلب کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے عورت نے اپنے شوہر کے ترکہ سے مہر کا دعوی کیا اور وارثون نے نکاح سے انکار
کیا پس عورت نے مہر و نکاح دونون کے گواہ دیے تو دونون ثابت ہونگے پھر اگر وارثون نے گواہ سُنائے کہ اِسنے شوہر کو
مرنے سے پہلے مہر سے بری کردیا ہے تو بسبب تناقض کے دعوے قبول نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک عورت نے زید کو
قاضی کے دربار مین حاضر کیا اور کہا کہ میرے فلان بن فلان شوہر پر اسقدر مہر باقی تھا اور تو نے اُسکی طرف سے اِس
مہر کی ضمانت کرلی تھی کہ تو ضامن ہے اگر وہ مجھے تین طلاق دیکر اپنے اوپر حرام کرلے اور مین نے تیری ضمانت کی اجازت دے دی تھی
اور اب مجھے اُس نے تین طلاق دیدی ہین پس باقی مہر مجھپر بسبب ضمانت کے وقوع فرقت کے بعد واجب الادا رہے
اور ادا کرا اسنے کا مطالبہ کیا پس مدعا علیہ نے ضمانت کا اقرار کیا ولیکن انکار کیا کہ مین اِس حرمت طلاق سے واقف نہین ہون
پس عورت کے گواہون نے گواہی دی کہ عورت کو اُسنے تین طلاق دی ہین پس باقی مہر کی ڈگری زید پر اور وقوع حرمت کے
احکام غائب پر نافذ کریگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے ہشام رح نے اپنے نوادر مین لکھا ہے کہ مین نے امام محمد رح سے کہا کہ میرے
زید پر ہزار درم آتے ہین اور زید کے ایک عورت پر ہزار درم ہین پس اُن دونون نے جھگڑا کیا اور میری غیبت مین
عورت نے دو گواہ سُنائے کہ مین نے اقرار کیا ہے کہ میرے جو درم زید پر آتے ہین وہ سب اِس عورت کے ہین میرا
اُسمین سے کچھ نہین ہے اور میرے نام اِس سبب سے ہین کہ مین نے اُس عورت کے واسطے اُس کا ایک غلام فروخت
کیا تھا اور زید کو جو عورت سے مطالبہ کرتا ہے وہ میرے ہزار درم کے قرضدار ہونیکا مقر ہے یا منکر ہے پس عورت نے
گواہ سُنائے کہ میرے یعنی ہشام کے زید پر ہزار درم ہین اور مین نے اقرار کیا ہے کہ یہ درم اُس عورت کی ملک ہین میرا نام
اُسمین عاریۃ ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ امر جائز ہے اور گواہی قطعی ہی یہ محیط مین ہی وارث یا وصی کی حاضری مین میت پر

[1] مہر مثل وہ مقدار جو عورت کے کنبہ والی عورتون کے مہر کی ہو ۱۲

قرضہ ثابت کرنا جائز ہے اگرچہ ان دونون کے قبضہ مین ترکہ مین سے کچھ نہو یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک وارث کی حاضری مین میت پر قرضہ کا دعوی کیا پس اِس وارث نے اقرار کرلیا تو صحیح ہے اور تمام قرض اُسی کے حصہ میراث سے دلایا جائیگا اور شمس الائمہ رح نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ اِس وارث کے اقرار کے ساتھ حکم قاضی بھی موافق اسکے اقرار کے جاری ہوا ہو اور اگر محض وارث کا اقرار ہے تو اُسکے حصہ مین قرضہ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی فتاوی افضلی مین ہے کہ بعض نے وارثون مین سے مورث پر قرض کا دعوی کیا اُسکے بعض وارثون نے تصدیق کی اور بعضون نے تکذیب کی تو فرمایا کہ تصدیق کرنیوالون کے حصہ میراث سے یہ قرضہ پورا ادا کیا جائیگا مگر اِس مدعی کے حصہ کا قرضہ اِسمین سے طرح دیدیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک وارث کو حاضر کرکے میت پر قرضہ کا دعوی کیا اور گواہ دیے تو سبکے حق مین قرضہ ثابت ہوگا اِسی طرح اگر کسی وارث نے میت کا قرضہ کسی شخص پر ثابت کیا اور گواہ دیے تو سبکے حق مین ثبوت ہوگا اور وہ قرضہ لیکر قاضی تقسیم کرکے اِس مدعی حاضر کا حصہ اُسکو دیدیگا اور غائبون کا حصہ اُسکو نہ دیگا بلکہ مدعاعلیہ کے پاس چھوڑ دیگا اور صاحبین رح نے فرمایا کہ ایک عادل کے پاس رکھوا دیگا اور اگر قابض قرضدار قرض کا اقرار کرتا ہو تو بالاجماع غائبون کے حصے اُس کے پاس سے نہ لیگا اور یہ عقار مین ہے اور مال منقول مین اگر منکر ہو تو لیکر عادل کے پاس رکھیگا اور اگر مقر ہے تو اُسی کے پاس رہنے دیگا اور جب غائب لوگ حاضر ہون تو اُن کو دوبارہ گواہ پیش کرنے کی ضرورت نہوگی یہی اصح ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہے کتاب الاقضیہ مین ہے زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے خالد پر ہزار درم ہین اور خالد نے عمرو کو حکم دیا ہے کہ میرے ہزار درم جو تیرے پاس ودیعت ہین وہ زید کو دیدے اور عمرو نے اِس حکم سے انکار کیا پس مدعی نے ہزار درم ودیعت ہونے اور حکم دینے کے گواہ سنائے اور قاضی نے مدعی کی ڈگری کردی تو یہ حکم غائب یعنی خالد پر بھی جاری ہوگا اور عمرو اُسکی طرف سے خصم قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص مرگیا اور اُسپر چند قرضے ہین اور اُسنے ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس بیٹے نے کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے پاس زید کے ودیعت ہین پھر زید آیا اُسنے دعوی کیا اور قرضخواہون نے زید کی اِس امر مین تصدیق کی کہ اِسی کے ہین یا تکذیب کی کہ میت کے ہین یا تصدیق و تکذیب کچھ نہ کی کہا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ یہ درم کس کے ہین تو قاضی یہ ہزار درم میت کی طرف سے قرضخواہون کو ادا کردیگا اور مدعی ودیعت کے لیے قرار نہ دے گا ولیکن صورت اُولی مین قرضخواہون نے جبکہ تصدیق کی ہی کہ یہ ہزار درم زید کے ہین زید بعد ڈگری ہونے کے قرضخواہون سے بسبب اُنکے اقرار کے واپس لیگا یہ حکم اُس صورت مین ہے کہ بیٹے نے اقرار کیا اور ایسے ہی اگر انکار کیا اور کہا کہ یہ ہزار درم میرے باپ کے ہین یا اقرار و انکار کچھ نہ کیا اور کہا کہ مین نہین جانتا ہون کسکے ہین تو یہ صورت و صورت اول یکسان ہین اور اگر مدعی ودیعت نے انکار کی صورت مین بیٹے سے قسم طلب کی تو اُسپر قسم نہین آتی ہی۔ اور جو کچھ ودیعت مین معلوم ہوا وہی مضاربت و بضاعت واجارہ و عاریت و رہن مین ہے جبکہ میت کے پاس کوئی مال عین ہوا اور وارثون نے کسی امر کا اُنمین سے اقرار کیا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر میت پر قرض کا دعوی کیا درحالیکہ وارثان بالغ غائب ہین اور نابالغ حاضر ہین تو قاضی کو اختیار ہی کہ نابالغ کی طرف سے ایک وکیل مقرر کرے کہ جسپر دعوی دائر ہو پھر اگر وکیل پر کچھ ڈگری ہوئی تو سب وارثون پر یہ حکم جاری ہوگا ایسا ہی رشید الدین نے ذکر کیا ہے مین کہتا ہون کہ قرضخواہ کو اگر بالغون کے حصہ سے اپنا قرضہ وصول کرنیکی قدرت نہوئی تو

نا بالغ کے حصہ سے سب وصول کریگا پھر جب بالغ وارث حاضر ہوے تو نا بالغ اُن سے بقدر حصہ رسد کے واپس کریگا یہ فصول عمادیہ مین ہی اور اگر وارث حاضر بالغ ہو اُسنے اپنے مورث پر قرضہ کا اقرار کر لیا پھر مدعی نے باوجود اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ تمام ترکہ مین اُسکا حق ثابت ہو جاوے تو قاضی مقر پر اُسکے گواہون کی سماعت کریگا اور ڈگری کر دیگا اور یہ حکم جو بمقابلہ وارث مقر کے ہوا ہے سب وارثون پر جاری ہوگا۔ اسیطرح اگر وصی میت یا وکیل خصومت پر بعد اقرار کے گواہ قائم کرنے چاہے تو مدعی کے گواہون کی سماعت ہوگی یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی اگر میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا پس تمام وارثون نے اقرار کر لیا پھر مدعی نے گواہ قائم کرنے چاہے تو مقبول ہونگے کیونکہ مدعی کو اپنا قرضہ ثابت کرنے کی وارثون وغیر وارثون کے حق مین ضرورت ہے کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہی کہ میت کا کوئی دوسرا قرضخواہ آیا اور اُسکا حق قرض ظاہر ترہی اور اِس مدعی کا قرض جسکا وارثون نے اقرار کر دیا ہے دوسرے قرضخواہ کے حق مین ظاہر نہوگا اس باعث سے اُسکی گواہی مقبول ہوگی اِسی طرح اگر سب وارثون نے وصیت کا اقرار کیا و باوجود اقرار کے گواہ قائم کئے تو مقبول ہونگے یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص زید کو لایا کہ وہ مدعی ہی کہ مین عمرو غائب کی طرف سے وکیل خصومت ہون اِس وکیل پر دعویٰ کیا کہ میرا عمرو پر اِس قدر قرض ہے پھر مدعا علیہ نے وکالت کا اقرار کیا تو زید کا اقرار صحیح نہین ہے حتی کہ اگر مدعی نے عمرو پر اپنا قرضہ ہونے کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اور اسیطرح اگر میت پر قرضہ کا دعویٰ کیا بمقابلہ ایک مرد کے جسنے اقرار کیا کہ مین میت کا وصی ہون تو بھی گواہان مدعی نامقبول ہونگے یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہی اگر وکیل حاضر ہوا اور دعوے کیا کہ مین فلان بن فلان کی طرف سے وکیل اسواسطے مقرر ہوا ہون کہ اِس مدعا علیہ سے وہ قرضہ جو مؤکل کا اسپر ہی اور وہ مال عین جو اُسکا اِسکے پاس ودیعت ہے وصول کرون اور مدعا علیہ نے اِس سبکی تصدیق کی تو مدعا علیہ کو قرض کا مال دیدینے کا حکم ہوگا اور مال عین ودیعت دینے کا حکم نہ دیا جائیگا اور اگر وصی نے حاضر ہو کر دعویٰ کیا کہ فلان بن فلان میت کا مین وصی ہون اُسنے مجھے وصیت کی تھی کہ اِس مدعا علیہ کے ذمہ جو اُسکا قرض ہی اور جو مال عین ودیعت ہی سب وصول کرون اور مدعا علیہ نے اُسکی تصدیق کی تو مدعا علیہ کو دونون چیزون کے دیدینے کا حکم دیا جائیگا کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اور اگر اُسنے قرضدار پر گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے اور اُس سے مال قرض نہین لے سکتا ہی ولیکن اگر قاضی کے نزدیک میت کے ترکہ مین قرض ثابت ہوا اور کسی نے قاضی کے سامنے اقرار کیا کہ میت کا مجھپر اِسقدر قرض ہی تو اُسکو رب الدین کو دیدینے کے واسطے حکم کریگا اور عیون مین ہی کہ اگر اِس شخص نے جسپر میت کے ہزار درم ہین بعوض اُس قرض ہزار درم کے جو میت پر آتا ہی ادا کر دیے بلا حکم وصی کے جو میت کا ہے تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اگر اُس نے ادا کرنے کے وقت کہا کہ یہ ہزار درم مین وہ ادا کرتا ہون جو میت کے مجھپر چاہیے تھے بعوض اُن ہزار درمون کے جو تیری میت پر آتے ہین تو جائز ہی اور اگر یہ نہ کہا بلکہ میت کی طرف سے ادا کر دیے تو احسان کرنے والا شمار ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر وارثون مین اطفال و بالغ ہون پس بالغون نے اپنے باپ پر قرض کا اقرار کر لیا تو قرضخواہ کو نابالغون پر قرض ثابت کرنے کے واسطے گواہ پیش کرنے چاہیے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی ایک شخص نے وارث کی حاضری مین میت پر قرض کا دعویٰ کیا اور کہا کہ میت نے اِس قرض کی جنس سے وارث کے قبضہ مین اِسقدر چھوڑا ہی کہ جس سے یہ قرض ادا کر سکتا ہی اور اِسپر گواہ قائم کیے تو اِسمین شک نہین ہے

کہ اس قدر اس امر کے واسطے کافی ہی کہ وارث کو حکم کیا جاوے کہ یہ مال حاضر کرے تاکہ موجودگی مین گواہ گواہی دین کہ یہ میت کا مال ہی اور اگر ڈگری کرنے کے واسطے اسی قدر پر اکتفا کیا جاوے تو جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ گواہ لایا کہ میت پر قرضہ ہے اور ترکہ اسقدر ہے کہ ادا ہو سکتا ہی تو ضرور ہے کہ ترکہ کو بیان کرے اگر عقار ہی تو حدود بیان کرنا چاہیے اور اگر وارثون کے اقرار کے گواہ لایا کہ ترکہ سے قرض ادا ہو سکتا ہے تو بیان ترکہ کی حاجت نہین ہے اور اصح یہ ہے کہ خصومت بلا بیان ترکہ مقبول ہوتی اور اسی پر فتوی ہی اور اگر قرضخواہ میت نے وفاے ترکہ کے گواہ دیے اور ترکہ بیان کیا اور استیفا کر لیا پھر دوسرے قرضخواہ نے قرض کو ثابت کیا تو بلا خلاف اثبات ترکہ و وفا کے لائق ہونے کے اثبات کی حاجت نہین ہی اور اگر وارثون نے دوسرے قرضخواہ کے قرض سے انکار کیا اور پہلے قرضخواہ نے اسکی تصدیق کی تو دوسرا پہلے کا شریک ہو گا کیونکہ اسنے خود شرکت کا اقرار کیا ہی یہ دجیز کردری مین ہی۔ اگر ایک شخص مر گیا پھر ایک قوم قاضی کے پاس آئی اور کہا کہ فلان شخص مر گیا اور ہمارے اموال اُسپر ہین اور اُسنے جو کچھ مال چھوڑا ہی۔ اُسپر وارثون نے قبضہ کیا اور وہ لوگ اُسکو متفرق و تلف کیے ڈالتے ہین اور قاضی سے درخواست کی کہ ترکہ ابھی بٹنے سے موقوف رکھا جاسے تاکہ ہم اپنے حقوق قاضی کے سامنے ثابت کرین تو قاضی پر واجب نہین ہی کہ وارثون کے مقبوضہ سے تعرض کرے پس اگر قوم نے کہا کہ ہمارے گواہ حاضر ہین ہم اسی مجلس مین یا دوسری مجلس مین پیش کرین گے اور وارث کی ذات سے اسراف بیجا اور تلف کرنے کا خوف ہے یا یہ مشہور ہے کہ فلان شخص مر گیا اور اُسکے قرضخواہ بہت ہین یا قاضی کو مدعی لوگ صالح اور نیک بخت معلوم ہوے یا اُسکے دلمین آیا کہ یہ لوگ سچے ہین اور وارث کی ذات سے خوف اسراف و اتلاف ہے تو استحساناً کچھ مضائقہ نہین ہی کہ چند روز ترکہ متوقف رکھا جاوے۔ اسیطرح اگر کسی میت کی طرف سے اپنے حق مین کسی قدر وصیت کرنے کا دعوی کیا اور یہ صورت پیدا ہوئی تو اُسکی بھی یہی راہ نکل سکتی ہی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر تین آدمیون کا مشترک قرض کسی پر ہو پھر دو شخص غائب ہو گئے اور تیسرا حاضر رہا اُسنے اپنا حصہ قرضدار سے طلب کیا تو قرضدار دینے پر مجبور کیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر زید عمرو کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ میرا باپ فلان مر گیا اور کوئی وارث میرے سواے نہین چھوڑا اور اُسکا اس عمرو پر اسقدر مال ہے تو قاضی مدعا علیہ سے اسکو دریافت کریگا پس اگر اُسنے سب دعوے کا اقرار کر لیا تو اقرار صحیح ہی اور حکم کیا جائیگا کہ یہ مال دین[2] عین اسکے سپرد کرے اور اگر اُسنے انکار کیا پس اگر مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور مدعا علیہ کو حکم دیا جائیگا کہ سب دین و عین اس کے سپرد کرے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون اور اُسنے اپنے دعوی پر مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تو خصاف نے ذکر کیا کہ بعض اصحاب سے روایت ہے کہ قسم نہ لیجائیگی اور ایک قول یہ بھی روایت ہے کہ لیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ رب الدین[3] نے اگر گواہ پیش کیے کہ وارثون نے ترکہ مین سے ایک غلام فروخت کیا حالانکہ ترکہ قرض مین دبا ہوا ہے پس وارثون نے اس امر کے گواہ دیے کہ ہمارے باپ نے اپنی زندگی مین یہ غلام فروخت کر کے ثمن لیا ہی تو رب الدین کے گواہ اولی ہین یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ ترکہ اگر قرض مین ڈوبا ہوا ہو اور کسی دوسرے قرضخواہ نے آکر گواہون سے اپنا قرض ثابت کیا تو اُسکے گواہ وارث پر مقبول ہونگے نہ دوسرے قرضخواہ پر ولیکن وارث سے قسم نہ لیجائیگی ایسا ہی تمام کتب

[1] جسکو ہمارے عرف مین بھر پائی بولتے ہین یعنی پوری طرح وصول ہو گیا ۱۲ [2] دین بفتح دال قرض مین شے معین ۱۲ [3] رب الدین یعنی قرضخواہ جسکو ہمارے عرف مین مہاجن کہتے ہین ۱۲ - ع ع ع

مین مذکور ہے اور کسی کتاب مین نہین مذکور ہی کہ وارث کا اقرار اسکے حق مین صحیح ہی یا نہین ہی تا کہ اگر میت کا کوئی اور مال ظاہر ہو تو اس وارث مقر کے حصہ سے یہ قرض وصول کیا جاوے تو لائق یہ ہی کہ صحیح ہو ولیکن اقرار ضمنی کے واسطے قسم نہ لیجائیگی کہ یہ فائدہ محض موہوم ہی یہ محیط مین ہی فتاوی رشید الدین مین مذکور ہی کہ ترکہ اگر غیر مستغرق ہو اور قرضخواہ نے کسی ایک وارث پر اپنا قرضہ ثابت کیا تو حاضر اپنے حصہ کو فروخت کرے اور جسقدر قرض اسکے حصہ رسد پڑا ہی اسکو ادا کردے اور دوسرون کے حصے فروخت کرنیکا دہ والی نہین ہی تا کہ قرضہ پورا ادا کردے اور اگر ترکہ قرض مین ڈوبا ہوا ہو تو بدون رضامندی قرضخواہون کے اسکو فروخت نہین کرسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر ترکہ تین ہزار اور قرض ایک ہزار ہو اور ترکہ تین بیٹون مین تقسیم ہو گیا تو قرضخواہ ہر ایک بیٹے سے تہائی ہزار لے لیگا بشرطیکہ سب پر قاضی کے حضور مین قابو پا گیا اور اگر کسی ایک شخص پر قابو پایا تو اُس سے سب جو اُسکے ہاتھ مین ہی لے لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ وارثون کو قرض ادا کرکے ترکہ چھوڑا لینے کا اختیار ہی اور ایسے ہی ایک کو بھی اگر باقی انکار کرین اور اگر سب نے ترکہ چھوڑانے اور قرض ادا کرنے سے انکار کیا تو مجبور نہ کیے جائینگے ولیکن قاضی میت کی طرف سے وصی مقرر کرے گا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر میت کے ایک وارث پر وارثون مین سے دعوے کرکے قرض ثابت کیا اور ترکہ کسی اجنبی کے قبضہ مین ہے تو مدعا علیہ کو اجنبی سے ترکہ طلب کرنے کا اختیار ہی کذا فی القنیہ ایک شخص ایک شہر مین مرگیا وہین ایک اجنبی کے پاس اُسکا مال و ترکہ ہے اور اُسکے وارث دوسرے شہر مین ہین پس ایک قوم نے اُسپر اپنے حقوق واموال کا دعوی کیا پس اگر وہ شہر جسمین وارث ہین اِس شہر سے منقطع ہو یعنی غالب آمد و رفت منقطع ہو تو قاضی میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اُسکی حاضری مین وہ لوگ اپنے حقوق ثابت کرینگے اور اگر انقطاع نہو تو قاضی اُسکا وصی مقرر نہ کریگا بلکہ مدعیون کے گواہون کی سماعت کرکے جو کچھ امور اُسکے نزدیک ثابت ہونگے وہ اُس شہر کے قاضی کو لکھیگا جسمین وارث موجود ہین تا کہ وہ حکم کرے پھر وہ قاضی اِس قاضی کاتب کو تحریر کریگا تا کہ ترکہ سے قرضہ مدعیون کے سپرد کرا دے کذا فی السراجیہ اگر میت نے کوئی وصی نہین مقرر کیا اور اُسکے وارث نابالغ ہین ایسا کوئی نہین ہی جو قیام امور وحجت کے لائق ہو تو قاضی اِسکی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اِن نابالغون کے کام مین درستی کرے پس اگر قرضخواہون نے اِس وصی کی حاضری مین اپنے حقوق ثابت کیے اور درخواست کی کہ اِسکو حکم دیا جاوے کہ میت کے مال سے ہمارے حقوق ادا کرے تو قاضی کو چاہیے کہ ہر ایک سے قرض ادا کرنے سے پہلے قسم لے کہ واللہ مین نے اِس مال سے جو میرا فلان کی طرف ثابت ہوا کچھ وصول نہین کیا اور نہ مجھے اُسکی طرف سے کسی نے ادا کیا اور نہ میرے حکم سے کسی نے وصول کیا اور نہ مین نے اِس مال سے بری کیا اور نہ اِسمین سے کچھ مال سے بری کیا اور نہ مجھے یہ مال یا اِسمین سے کچھ کسی پر اُترا یا اور نہ مین نے فلان میت سے اِس مال یا اِسمین سے کچھ مال کے عوض کچھ رہن لیا اگرچہ وصی اِس قسم کی درخواست نکرے پس وہ جب قسم کھا جاوے تو اُسکو اُسکا قرض دینے کا حکم کرے اور اگر نکول کرے تو اُسکو کچھ دینے کا حکم نکرے اسیطرح اگر کوئی مرگیا اور کوئی وصی نہین مقرر کیا اور نہ کوئی وارث چھوڑا اور اُسپر ایک قوم نے اموال و حقوق کا دعوی کیا تو قاضی اُسکی طرف سے وصی مقرر کریگا اور مدعیون کے گواہون کی سماعت کرکے اگر حق ثابت ہوا تو دینے سے پہلے اسی طور سے جو مذکور ہوا قسم لیگا

کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ ایک شخص نے برہان پیش کی کہ میرا میت پر اسقدر مال ہو تو اُس سے قسم لیجائیگی کہ واللہ میں نے یہ مال یا اسمین سے کچھ نہیں پایا اگرچہ وارث اُسکے بھر پانیکا دعوی نہ کرین اور فتاوی مین ہو کہ اگرچہ وارث لوگ قسم دلانے سے انکار کرین تو بھی قسم لیجائیگی یہ ذخیرہ کردری مین ہو اگر زید وعمرو دونون کے بکر پر ہزار درم قرض ہین اور دونون اُسمین شریک ہین اور بکر قرض سے انکار کرتا ہے پھر زید حاضر ہوا اور دونون کے قرضہ کے گواہ قائم کیے اور عمرو غائب ہے تو منتقی مین مذکور ہو کہ امام اعظمؒ کے نزدیک پانچسو درم کی حاضر کی ڈگری کیجائیگی اور جب عمرو آوے تو دوبارہ گواہ پیش کرنیکا حکم دیا جائیگا اور زید حاضر عمرو کی طرف سے کسی وجہ سے خصم نہیں ٹھہرایا جائیگا مگر درصورتیکہ یہ ہزار درم دونوں ایک شخص کی میراث مشترک ہو اور اگر عمرو آیا اور گواہون کے پیش کرنے پر قادر نہوا تو جسقدر اُسکے شریک نے پانچسو لیا ہو اُسمین شریک ہو جاویگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہو۔ زید کا عمرو وبکر دونون پر کچھ مال دستاویز مین تحریر ہو اُسکا زید نے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے اور ایک غائب ہے اور دوسرا مدیون حاضر ہو اور وہ حاضر منکر ہو تو موافق مختار کے حاضر پر نصف مال کی ڈگری ہوگی مگر درصورتیکہ یہ حاضر بحکم غائب اُسکی طرف سے کفیل ہو تو حاضر پر کل مال کی ڈگری کیجائیگی یہ خزانۃ المفتین مین ہو۔ ایک شخص دوسرے پر قرض کا دعوی کرتا ہو اور مدعا علیہ نے دو وکیل خصومت کیواسطے مقرر کیے پس مدعی نے ایک گواہ ایک وکیل کے سامنے پیش کیا اور دوسرا گواہ دوسرے کے سامنے پیش کیا تو جائز ہو اسیطرح اگر ایک گواہ موکل پر اور دوسرا گواہ وکیل پر پیش کیا تو بھی جائز ہے یا ایک گواہ مدعا علیہ پر اور دوسرا اُسکے وصی یا وارث پر قائم کیا یا میت کیواسطے دو وصی تھے پس ایک وصی پر ایک گواہ اور دوسرے پر دوسرا گواہ قائم کیا تو بھی جائز ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو وصی نے اگر ترکہ پر قرض کا دعوے کیا تو قاضی دوسرا وصی مقرر کریگا تاکہ اُسپر دعوے دائر ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو۔ ایک شخص مرا اور دو بیٹے چھوڑے پس ایک بیٹے نے دعوے کیا کہ ہمارے باپ کے اسپر ہزار درم بیع کے ثمن ہین اور دوسرے نے دعوے کیا کہ یہ درم قرض کے ہین اور ہر ایک نے اپنے دعوے پر گواہ قائم کیے تو ہر ایک کے واسطے پانچسو درم کی ڈگری ہوگی اور ایک کو دوسرے کے مال مقبوضہ مین شرکت نہیں پہونچتی ہے کہ جو کچھ اُسنے وصول کیا ہو اُسمین شریک ہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ کتاب الاملاء مین امام محمدؒ سے روایت ہے کہ ایک شخص مرگیا اور اُسنے دوسرے کے قبضہ مین اپنا مال درم یا دینار یا عقار یا رقیق وغیرہ چھوڑا پس زید نے دعوی کیا کہ یہ مال میرا حق ہو کہ مین نے اسکو میت کے پاس ودیعت رکھا تھا یا اُسنے مجھسے غصب کرلیا ہو اور قابض مال نے اسکی اِس قول مین تصدیق کی اور یہ کہا کہ نہیں معلوم میت نے کوئی وارث نابالغ چھوڑا ہو یا بالغ چھوڑا ہو کہ وہ غائب ہے تو قاضی قابض کی تصدیق سے مدعی کو کچھ نہ دیگا اور بعد انتظار کے بیت المال مین داخل کردیگا یہ فصول عمادیہ مین ہو اگر تقسیم کرنے والے وارثون مین سے بعض نے میت پر قرض کا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور تقسیم ٹوٹ جاویگی اور تقسیم کرنا قرض سے بری کردینے مین شمار نہوگا بخلاف اسکے اگر مال معین کا اعیان ترکہ مین سے دعوی کیا تو دعوی مقبول نہوگا کذا فی الصغری

تیرھوان باب

وکالت وکفالت وحوالہ کے دعوے کے بیان مین۔ قاضی کے وکیلون مین سے ایک وکیل نے قاضی سے دعوے پیش کیا کہ مین فلان بن فلان غائب کی طرف سے لوگون پر اُسکے حقوق و قرضے ثابت کرنے کے واسطے وکیل

ہون اور اُس غائب مؤکل کے اِس مدعا علیہ پر دس درم قرض ہین پس اِسکو حکم دے کہ مجھے سپرد کرے پس مدعا علیہ نے کچھ جواب نہ دیا ولیکن باب القاضی کے ایک دوسرے وکیل نے مدعا علیہ کی حاضری مین جواب دیا کہ میرا موکل کہتا ہی کہ مجھپر یہ درم دس قرض نہین ہین اور نہین اِس وکالت کو جانتا ہون پس وکیل نے دو گواہ توکیل کے قائم کیے اور قاضی سے حکم کی درخواست کی قاضی نے اُسکی وکالت ثابت ہونے کی ڈگری کردی اور مدعا علیہ ہنوز خاموش ہی کوئی اُسنے جواب نہین دیاہی اور جسنے اسکی طرف سے جواب دیاہی اُسکا وکیل مقرر کرنا مدعا علیہ کی طرف سے ثابت نہین ہی تو کیا یہ حکم صحیح ہے اور توکیل ثابت ہوگی یا نہین پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ نہین اور اِسی پر امام ظہیر الدین فتوے دیتے تھے اور یہ واقعہ عموماً ہوتا ہے پس یاد رکھنا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ زید نے دعوی کیا کہ مین عمرو کی طرف سے بکر سے قرضہ وصول کرنے کا وکیل ہون اور اُسکو مجلس حکم مین لایا پس مدیون بکر نے دعوی کیا کہ مجھے عمرو نے بری کردیا یا مین نے ادا کردیا اور وکیل نے کہا کہ مجھے مؤکل نے معزول کردیا ہی پس اگر یہ توکیل خصم کی التماس سے تھی تو اِس دعوے کی سماعت نہوگی کیونکہ مؤکل اُسکے معزول کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہے اور اگر توکیل خصم کی التماس سے نہ تھی تو سماعت ہوگی ولیکن عزل اُسوقت ثابت ہوگا کہ عزل پر گواہ لاوے اور بدون گواہون کے ثابت نہوگا اور اگر اِسیطرح نہ کہا بلکہ یون کہا کہ مین وکیل نہین ہون اور خصم نے اُسکی تصدیق کی تو صحیح نہین ہی اور اثر اِسکا یہ ہی کہ اگر اُسنے خصم سے صلح کرلی پھر کہا کہ مین وکیل نہین ہون اور جو دیا ہے اُسکو پھیرنا چاہا اور خصم نے تصدیق کی تو سماعت نہوگی کذا فی الخلاصۃ۔ ایک شخص نے اپنا قرض یا ودیعت وصول کرنیکا وکیل کیا اور ودیعت رکھنے والے یا قرضدار نے وکیل کی تصدیق کی باوجود اِس کے وکیل نے اپنی وکالت پر گواہ سنائے تو ہوسکتا ہے اور فائدہ اِسکا یون ظاہر ہوگا کہ اگر اُس نے زید کو حاضر کرکے گواہون سے اپنی وکالت ثابت کی پھر عمرو کو حاضر لایا تو دوبارہ گواہ وکالت لانے کی ضرورت نہین ہی اور اگر خاص حق پر اپنی وکالت کے واسطے گواہ پیش کیے پھر وکیل غائب ہوا اور مؤکل یا دوسرا اُسکا وکیل اِسی حق کے طلب کرنے کے واسطے آیا تو دوبارہ گواہ لانے کی ضرورت نہین ہے اِسی طرح اگر ایک گواہ اِس قرضدار پر پیش کیا اور دوسرا دوسرے قرضدار یا اِس کے وارث پر قائم کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ جنیز کردری مین ہے۔ ایک شخص مجلس قضا مین حاضر ہوا اور دوسرے کو اپنے ہر حق کے واسطے جو شہر بخارا مین ہی وصول کرنے اور خصومت کرنے کا وکیل کیا اور اُن دونون کے ساتھ کوئی ایسا شخص نہین ہی جسپر موکل کچھ حق آتا ہو پس اگر قاضی موکل کو نام ونسب سے پہچانتا ہے تو وکالت قبول کرلیگا یہانتک کہ اگر بعد غیبت موکل کے وکیل نے کسی شخص کو حاضر کیا اور اُسپر موکل کے حق کا دعوی کیا تو سماعت کریگا اور وکیل کو وکالت پر گواہ پیش کرنے کی تکلیف نہ دیگا اور اگر موکل کو نام ونسب سے نہین پہچانتا ہی تو وکالت قبول نہ کریگا پس اگر موکل نے کہا کہ مین گواہ پیش کرتا ہون کہ مین فلان بن فلان ہون تاکہ آپ میرے اِس شخص کے وکیل کرنے کو قبول کرین تو قاضی گواہون کی سماعت نہ کریگا یہ فتاوے صغری مین ہے۔ زید عمرو کو قاضی کے پاس لایا اور کہا کہ خالد بن بکر کے اُسپر ہزار درم ہین اور اُسنے مجھے اِن درمون اور تمام حقوق مین خصومت کرنے اور وصول کرنیکا وکیل کیاہی اور اِس سب پر اکٹھا گواہ قائم کیے تو امام اعظمؒ نے فرمایا کہ مین مال کے گواہ قبول نہ کرونگا جبتک کہ اپنی

وکالت کے گواہ نہ لاوے اور اگر وکالت و قرض پر اکٹھا گواہ قائم کیے تو وکالت ثابت ہونیکا حکم ہوجائیگا اور قرض کے گواہ دوبارہ پیش کرے اور امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ اگر سب پر گواہ پیش کیے تو سب کا حکم ہوجائیگا اور قرض کے واسطے دوبارہ پیش کرنے کی ضرورت نہین ہے اور یہ استحسان ہے اور امام محمد رح نے استحسان ہی کو بسبب لوگون کی ضرورت کے لیا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اسی طرح وصی مین کہ اگر اُسنے قرض و وصی ہونے دونون پر گواہ قائم کیے اور اسی طرح وارث مین کہ اگر اُسنے نسب و موت مورث و دین پر گواہ قائم کیے تو ایسا ہی اختلاف ہے یہ فتاوےٰ قاضی خان مین ہے زید نے عمرو پر گواہ قائم کیے کہ بکر بن حماد نے مجھے اور سعید بن زبیر کو وہ مال وصول کرنے کے واسطے جو بکر کا عمرو پر آتا ہے وکیل کیا ہے پس عمرو نے قرض و وکالت دونون کا یا فقط وکالت کا انکار کیا پس زید نے وکالت و قرض دونون پر اکٹھا گواہ سنائے امام محمد رح کے نزدیک دونون وکیلو نکی وکالت اور قرض سب کا حکم ہوجائیگا اور گواہی قبول ہوگی اور امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک گواہی نامقبول ہوگی - اور جب اُسنے وکالت و قرض ثابت کرلیا تو جب تک دوسرا وکیل غائب حاضر نہو تب تک قرض وصول نہین کرسکتا ہے - اور اگر اس وکیل نے گواہ قائم کیے کہ صاحب مال نے مجھے اور فلان غائب کو فلان شخص پر نالش کرنے یا اُس سے قرض وصول کرنے کا وکیل کیا ہے اور جو کچھ ہر ایک ہم مین کرے اُسکو جائز رکھا ہے تو حاضر کی وکالت کا حکم ہوگا اور غائب کے واسطے نہوگا اور اگر وصی نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے مجھے اور فلان غائب کو وصی کیا ہے تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک اُسکے اور غائب کے وصی ہونے کا حکم ہوگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک فقط اسی کے وصی ہونے کا حکم کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہے - اگر وکیل نے وکالت پر گواہ قائم کیے پھر قبل اسکے کہ گواہان وکالت کی تعدیل ہو قرضدار پر قرض کے گواہ پیش کیے تو سماعت ہوگی اور اُسوقت ڈگری ہوگی کہ جب گواہان وکالت کی تعدیل ہوکر وکالت پہلے ثابت ہوجاوے اور تمام اہل بلد کے حق مین وکیل شمار کیا جائیگا بشرطیکہ وکالت عام ہو اسی طرح اگر وصی یا وارث نے وصایت یا وراثت پر گواہ قائم کیے پھر گواہون کی تعدیل ہونے سے پہلے حق کے گواہ پیش کیے پھر پہلے گواہون کی تعدیل ہوگئی تو صحیح ہے اور اگر وکالت یا وصایت کے گواہون کی تعدیل نہوئی تو حق کے گواہ بھی باطل ہوگئے یہ تاتارخانیہ مین ہے ایک شخص پر دعویٰ کیا کہ تو نے مال اجارہ کی کفالت بتعلیق فسخ قبول کرلی تھی اور ہم نے اجارہ فسخ کیا پس تجھپر مال اجارہ لازم ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور اجارہ دینے والا غائب ہے تو گواہی مقبول ہوگی اور اور یہ حکم غائب پر جاری ہوگا اور یہ کفیل اُسکی طرف سے خصم قرار پاویگا اور جب کفیل نے مال اجارہ ادا کردیا تو اجارہ دینے والے سے واپس لیگا بشرطیکہ کفالت اُسکے حکم سے ہو اور اگر اُسکے بلاحکم تھی تو واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر اجارہ دینے والا قبل اسکے کہ مدعی کفیل سے کچھ لیوے حاضر ہوگیا اور فسخ اجارہ سے انکار کیا تو اُسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور فسخ کا حکم جاری رہیگا یہ محیط مین ہے - اس امر پر گواہ لایا کہ میرے غائب پر ہزار درم ہین اور یہ شخص اُسکی طرف سے کفیل ہے پس اگر کفالت مبہم کا دعویٰ کیا مثلاً کفیل سے کہا کہ تو نے یون کفالت کی تھی کہ جو کچھ تیرا فلان شخص پر ہے اُس سب کا مین کفیل ہوا اور میرے اُسپر ہزار درم ہین اور گواہون نے بھی ایسے ہی گواہی دی اور صریح بیان کیا کہ اسنے اس کفالت کو قبول کرلیا ہے تو حاضر و غائب دونون پر ڈگری ہوگی مدعی جس سے چاہے

مطالبہ کرے اور اصیل کے حاضر ہونے کے بعد اگر اُس سے مطالبہ کرے تو گواہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے اور اگر کفالت کا مقر کیا اور کہا کہ تو نے میرے ہزار درم کی جو غائب پر ہیں کفالت کی تھی اگر بیان کیا کہ اُسکے حکم سے تھی اور اُسکے گواہ پیش کیے تو موافق مذکورہ بالا کے دونوں پر ڈگری ہو گی اور اگر اصیل کے حکم سے ہونا بیان کیا اور گواہ دیے تو خاص کفیل ہی پر ہو گی پھر اگر غائب حاضر[1] ہوا تو گواہ دوہرانا ضرور ہونگے یہ وجیز کردری میں ہے۔ دوسرے شخص پر دعوے کیا کہ اسنے میرے لیے کفالت کی تھی کہ اگر فلان شخص تیری ودیعت کی تجہیل کے ساتھ مرا اور وہ ودیعت اسقدر ہے تو اُسکی ضمان مجھپر ہے اور اب فلان شخص تجہیل ودیعت کے ساتھ مر گیا اور اسپر گواہ قائم کیے تو بعض نے کہا کہ اِس دعوے کی سماعت ہو گی اور دعوے کفالت میں ضرور یون کہنا چاہیے کہ مجلس کفالت میں میں نے اُسکی کفالت کی اجازت دی تھی اور اسی پر امام ظہیرالدینؒ فتوے دیتے تھے اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ شرط نہیں ہے دعویٰ کفالت متضمن ذکر اجازت ہے چنانچہ دعوے بیع متضمن شرا ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک کو حاضر کر کے اسپر گواہ پیش کیے کہ میرے اسپر اور فلان غائب پر ہزار درم ہیں اور یہ شخص اُس غائب کی طرف سے اُسکے حکم سے کفیل ہے تو دونوں پر ہزار درم کی ڈگری ہو جائیگی اور اگر یہ دعویٰ کیا کہ غائب اس حاضر کی طرف سے کفیل ہے تو فقط حاضر کے حصہ کی اُسپر ڈگری ہو گی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ ہر ایک دوسرے کی طرف سے کفیل ہے تو حاضر پر پانچسو درم اصالۃً اور پانچسو درم کفالۃً ثابت ہونگے اور غائب پر پانچسو فقط اصالۃً ثابت ہونگے اور حاصل یہ ہے کہ کفالت غائب پر نہیں ثابت ہوتی ہے اصالت ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ کفالت حاضر پر غائب کیطرف سے اُسکے حکم سے ثابت ہو اور اگر بدون حکم ثابت ہو تو نہیں یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ دو شخصون کے ہاتھ کوئی متاع فروخت کی اور ہر ایک نے دوسرے کی طرف سے اُسکے حکم سے کفالت کر لی پھر بائع کو ایک ملا اُسپر اُسنے دعویٰ کر کے گواہ پیش کیے تو اُسپر ہزار درم کی ڈگری آدھے کی اصالۃً اور آدھے کی کفالۃً کر دیجائیگی اور اگر ہنوز اِس سے کچھ وصول نہ کیا تھا کہ دوسرے مشتری کو پایا تو بلا اعادہ گواہوں کے اُس سے مطالبہ کر سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ زید نے عمرو پر دعوے کیا کہ اسنے اور بکر نے میرے لیے خالد کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کر لی اور ہر ایک دوسرے کا کفیل ہے اور گواہ قائم کیے تو حاضر پر ہزار کی ڈگری ہو جائیگی اور دونون میں جس سے چاہے مواخذہ کرے اور اگر غائب کو پایا تو اسپر گواہ دوہرانے کی ضرورت نہو گی یہ خلاصہ میں ہے۔ عمرو پر دعویٰ کیا کہ یہ بکر کی طرف سے میرے لیے ہزار درم کا کفیل ہے اور ڈگری ہو گئی پھر کفیل کو کفالت سے بری کر دیا پھر معلوم ہوا کہ دعویٰ وحکم میں فساد تھا پس چاہا کہ صحیح طور پر اسی کفیل پر دعویٰ کا اعادہ کرے تو صحیح نہیں ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ ایک عورت نے زید پر دعویٰ کیا کہ اسنے میرے مہر کے دینارون کی میرے فلان شوہر کیطرف سے اس شرط پر کفالت کی تھی کہ اگر میرے اور شوہر کے درمیان فرقت ہو جاوے تو زید ان دینارون کا جو شوہر پر آتے تھے ضامن ہے اور فرقت واقع ہو گئی کیونکہ شوہر نے مجھے اختیار دیا تھا کہ جب شوہر مجھسے ایک مہینہ کی غیبت اختیار کرے تو میرا کام میرے ہاتھ میں ہے یعنی مجھے اپنے کو طلاق دینے کا اختیار ہے اور وہ ایک مہینہ غائب رہا پس میں نے اُسی مجلس اختیار میں اپنے آپکو طلاق دیدی اور کفیل کے سامنے اسکے شوہر کے غائب ہونے اور اسکو اختیار دینے اور طلاق دے لینے کے گواہ قائم کر دیے تو مقبول ہون گے اور اگر شوہر اُسوقت بھی غائب ہو تو کفیل اُسکی طرف سے خصم قرار پاویگا کذا فی الخلاصہ۔ ایک غلام ہزار درم کو خریدا

[1] قولہ حاضر ہوا الخ یعنی جب غائب [illegible] ۱۲

اور بائع کی اجازت سے اُسپر قبضہ کر لیا اور بائع نے ثمن طلب کیا پس مشتری نے کہا کہ مین نے تو تجھے فلان شخص کو آزاد پایا تھا حالانکہ یہ فلان شخص غائب ہے اور اُسکے گواہ پیش کیے تو گواہ مقبول ہون گے اور یہ حکم غائب کی طرف متعدی ہوگا اور ایسی صورتون مین غائب کی طرف سے حاضر خصم ہو جاتا ہی کذا فی المحیط

چودھوان باب۔ دعوے نسب کے بیان مین اور اسمین پندرہ فصلین ہین۔

فصل اول۔ مراتب نسب و اُسکے احکام و انواع دعوت کے بیان مین۔ ثبوت نسب کے واسطے تین مرتبے ہین اوّل نکاح صحیح کے ساتھ یا جو اسکے ہم معنی یعنی نکاح فاسد کے ساتھ اور ایسی صورت مین نسب ثابت ہو جاتا ہی کچھ دعوت کی ضرورت نہین ہی اور مجرد نفی کرنے سے منتفی نہین ہوتا ہی ہان اگر نکاح صحیح مین سوائے فاسد کے نفی کے ساتھ لعان واقع ہو تو نسب منتفی ہو جائیگا یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور وہ نفی و انکار اُسوقت تک کر سکتا ہے کہ صریح نسب کا اقرار نہ کیا ہو یا اُس سے کوئی ایسا فعل ظاہر نہ ہوا جو اقرار مین شمار ہے مثلاً تہنیت قبول کر لینا یا زچہ کی ضروریات چیزونکو خریدنا یا باوجود ولادت سے آگاہی کی طول مدت ہو جاوے یا انکار نسب سے بے پروائی ہو جاوے یا اسکے نسبت ایسا کوئی حکم واقع ہو کہ جو شکست یا باطل نہین ہو سکتا ہے مثلاً اس بچہ نے کوئی جرم کیا اور قاضی نے عاقلہ پدر پر یعنی باپ کے مددگار برادری پر ارش کا حکم کیا تو باپ اس بچہ کے نسب سے انکار نہین کر سکتا ہے کیونکہ یہ حکم شکست و بطلان کے قابل نہین ہی اور طول مدت کا پہچاننا عرف و عادت پر ہے مثلاً اسقدر مدت گذر گئی کہ نسب سے انکار کرنے والون کی عادت سے معلوم ہے کہ اگر انکار کرتے ہین تو اسی مدت کے اندر گذرتے ہین اور اسنے انکار نہ کیا تو پھر اسکے بعد انکار نہین کر سکتا ہی اور یہ ایک روایت امام اعظمؒ سے ہی اور دوسری روایت اُنسے یہ ہے کہ قاضی کی راے پر ہے اور امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ سے روایت ہے کہ دونون نے مدت طویلہ کی مقدار ایک چلہ بیان کی ہی اور بعد چلہ کے انکار نسب صحیح نہین ہے یہ محیط مین ہی اگر ایک شخص نے اپنی عورت کے لڑکے کے نسب سے انکار کیا حالانکہ وہ مر چکا ہے یا زندہ تھا مگر لعان سے پہلے مر گیا تو وہ بچہ اُسی کا ہوگا اُسکے نسب سے انکار نہین کر سکتا ہی اسیطرح اگر قتل کیا گیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص کی عورت ایک بچہ جنی اُس نے نسب سے انکار کیا اور ہنوز لعان نہوا تھا کہ کسی اجنبی نے عورت کو بچہ کی نسبت قذف و تہمت لگائی پھر اُس اجنبی کو حد قذف کی سزا دی گئی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور دونون مین لعان نہوگا یہ محیط مین ہی مرتبہ دوم ام ولد کے بچہ کا نسب ہے اور اُسکا حکم یہ ہی کہ بدون دعوت کے ثابت ہوتا ہی بشرطیکہ ایسی صورت ہو کہ مولی کو اُس سے وطی کرنا حلال ہو اور اگر ایسی حالت ہو کہ مولی کو اُس سے وطی حلال نہین ہی تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہوگا کیا تو نہین دیکھتا ہے کہ اگر مالک نے اُسکو مکاتب کر دیا پھر اُسکے بچہ ہوا تو بدون دعوت مولی کے مالک سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور مالک کو اُسکے نسب سے انکار کا اختیار ہے جبتک کہ باوجود ولادت سے آگاہی کے طول مدت نہو جاوے اور نہ صریح اقرار کیا ہو اور نہ اسکے انکار کرنے سے بے پروائی ہو گئی ہو اور نہ اُس بچہ کی نسبت کوئی ایسا حکم ہو گیا ہو جو شکست و بطلان کے قابل نہین ہی کذا فی المحیط۔ ایک شخص کی باندی کے بچہ ہوا اُسنے انکار نسب نہ کیا یہانتک کہ بچہ مر گیا تو اُسکا نسب اِس شخص سے ثابت ہے اُسکے نسب سے انکار کی مجال نہین رکھتا ہے پس اس مسئلہ کی تاویل کی ہے کہ باندی سے مراد ام ولد ہی اسیطرح اگر اُسنے کوئی ایسا جرم کیا کہ عاقلہ پدر پر قاضی نے عوض جرم کا

حکم کیا تو پھر اُسکی نفی نہین کرسکتا ہی اسیطرح اگر اُسپر ایسا جرم ہوا کہ جسمین قصاص یا ارش کا حکم ہوا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط اور امام الولدین مبارکبادی قبول کرنے کی صورت مذکور نہین ہے اور شک نہین ہے کہ مبارکبادی قبول کرنا اقرار ہے اور فتاوے مین مذکور ہے کہ اگر مولی کو باندی کے بچہ کی مبارکبادی دی گئی اور وہ خاموش رہا تو مبارکبادی قبول کرلینے کا اقرار ہے اگر کسی شخص نے اپنی ام ولد کو دوسرے کے ساتھ بیاہ دیا پھر اُسکا شوہر مرگیا یا طلاق دیدی اور عدت گذر گئی پھر عدت گذرنے سے چھ مہینے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ مالک کا بیٹا ہوگا اور اُسکو اختیار رہیگا کہ نسب سے انکار کرجاوے تاوقتیکہ اِن باتون مین سے کوئی بات جو پیشتر مذکور ہوئی ہین نہ پائی گئی ہو کذا فی المحیط اور اگر اس باندی کو اپنے اوپر حرام کرلیا تھا یا قسم کھائی تھی کہ مین اِس سے قربت نہ کرونگا تو بھی اُسکے بچہ کا نسب اِسکو لازم ہوگا جبتک کہ انکار نہ کرے یہ محیط سرخسی مین ہے ابن سماعہ نے اپنے نوادر مین امام ابویوسف و امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ ایک ام ولد نے اپنے مالک کے بیٹے کا بوسہ لیا پس مالک نے اُسکو آزاد کردیا پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا تو مالک کو لازم نہوگا مگر اُس صورت مین کہ چھ مہینے سے کم مین جب سے حرام ہوئی ہی پیدا ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مسلمان کی ام ولد مجوسی یا مرتد ہو تو اُسکا بچہ اسکو لازم نہین ہے مگر درصورت کہ اُسکا دعوی کیا یا بعد مرتد ہونے کے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا ہو تو لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر حیض یا نفاس یا صوم یا احرام کی وجہ سے حرام ہوئی ہی تو اُسکا نسب مالک سے ثابت ہوگا اور اگر مولی نے اُسکا نکاح کردیا پھر بچہ ہوا تو شوہر کا ہوگا اور اگر مالک نے اُسکا دعوی کیا تو بھی اِس سے نسب ثابت نہوگا اسی طرح اگر نکاح فاسد ہوا اور شوہر نے وطی کرلی تو بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی ام الولد وہ باندی ہی کہ مرد نے بملک یمین اس سے استیلاد کیا یا ملک نکاح سے پھر اُسکو خرید کیا یا کسی اور سبب سے اُسکا مالک ہوا یا بشبہہ اس سے استیلاد کیا پھر اُسکو خرید لیا یا کسی دوسرے سبب سے مالک ہوا۔ اگر کسی کی باندی کے پیٹ گرا کہ اُسکی پوری خلقت یا بعض خلقت ظاہر ہوتی ہے تو وہ اِسکی ام ولد ہوجائیگی اور اگر کچھ خلقت ظاہر نہین ہوتی ہی تو نہو گی اور امام ابویوسف سے روایت ہے کہ اگر کسی نے کہا کہ میری اِس باندی کا مجھسے پیٹ گرا ہے تو یہ اِس امر کا اقرار ہی کہ یہ میری ام ولد ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اقرار کیا کہ میری باندی مجھسے بچہ جنی یا ایسا پیٹ ڈال گئی ہی کہ جسکی خلقت ظاہر تھی پھر بعد چھ مہینے کے وہ باندی بچہ جنی اور یہ شخص غائب یا مریض ہے تو جبتک اُسکی نفی نہ کرے نسب اُس سے ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو فقط نفی کرنے سے ہمارے نزدیک نفی ہوجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہی اُسمین بچہ ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا پھر دوسرا جنی تو بدون دعوت لازم نہوگا اور اگر ایک نے دعوی کیا تو اُسکو لازم ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک ماں و بچہ دونون سے حصہ شریک کا ضامن ہی اور امام اعظم رح کے نزدیک نہین یہ محیط سرخسی مین ہی تیسرا مرتبہ باندی ہے اور اِسکے بچہ کا نسب بدون دعوت مالک کے ثابت نہین ہوتا ہے خواہ اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی بعد پیدائش کے کرے یا پیٹ مین ہونے کی صورت مین مدعی ہو کہ اسکے پیٹ کا بچہ میرا ہی دونون برابر ہین اصل مین ہی کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہے اُسنے کہا کہ اگر اسکے پیٹ کا بچہ لڑکا ہے تو میرا ہے اور اگر لڑکی ہے تو فلان کی ہی یا میری نہین ہی پھر چھ مہینے سے کم مین باندی لڑکا و لڑکی دونون جنی تو دونون کا نسب اس سے ثابت ہوگا یہ محیط مین ہی ایک شخص نے اپنی باندی سے ماسوائے فرج کے مباشرت کی اور اُسکو انزال ہوگیا پس باندی نے اُسکی منی کسی چیز مین لیکر اپنی فرج مین داخل کرلی اور اُسکو پیٹ

لہ یعنی باندی کو ام ولد بنایا ۱۲

رکھیا تو امام اعظم رح سے روایت ہے کہ بچہ اُسی مرد کا ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی کذا فی فتاوے قاضی خان
قلت کانت الائمۃ احصوا الصیانۃ النسب صورۃ یمکن العلوق بہا علی دلالۃ الشرع وان نحا لفتہم سے فی ذلک شرذمۃ من الاطبا
واللہ اعلم - اگر باندی سکے بچہ پیدا ہوا اور موسلے کو مبارکی دی گئی وہ چپ ہو رہا تو یہ قبول نہیں ہے کذا فی الذخیرہ اور
اگر موسلے سنے مبارکی قبول کی تو اقرار ہے کذا فی المحیط - اگر مولی نے اپنی باندی کو محفوظ رکھا اور اُس سے وطی کی پھر اُس
سے بچہ پیدا ہوا تو مستحب ہے کہ اسکے نسب کا دعوی کرے کیونکہ ظاہر اُسی کا ہے ولیکن جب تک دعوی نہ کیا تب تک نسب
اُس سے ثابت نہ ہوگا اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جب اُسکو معلوم نہو کہ حقیقت مین میرا ہے اور اگر یہ معلوم ہو تو اُسپر واجب ہے کہ اسکا
دعوے کرے اور انکار و نفی نہ کرے اور اگر باندی کو محفوظ نہین کیا ہے تو چاہے انکار کرے یہ محیط مین ہے۔ ابراہیم نے امام محمدؒ
سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی باندی سے وطی کی اور اسکو کسی گھر مین نہین بسایا اور نہ محفوظ کیا تو امام ابوحنیفہ رح نے
فرمایا کہ اُسکے بچہ سے انکار اور اُسکو فروخت کرسکتا ہے اور میرے قول مین مستحب یہ ہے کہ باندی سکے بچہ کو آزاد کردے اور
باندی سے نفع اُٹھاوے جب مرے تو باندی کو آزاد کردے یہ محیط مین ہے۔ ایک باندی بچہ جنی اور دعوے کیا کہ موسے
نے اسکا اقرار کیا ہے مگر مولی نے انکار کیا پس ایک گواہ نے گواہی دی کہ مولی سنے اقرار کیا ہے اور دوسرے نے گواہی
دی کہ یہ بچہ اسی شخص سکے بستر سے پیدا ہوا ہے تو گواہی مقبول نہوگی کذا فی المبسوط اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق
گواہی دی کہ مولی سنے اقرار کیا ہے کہ مجھسے پیدا ہوا ہے تو مقبول ہوگی اسیطرح اگر اسکے بستر سے پیدا ہونیکی گواہی گواہون نے دی
تو بھی قبول ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر مولی ذمی ہو اور باندی مسلمان ہو پس باندی کے دعوے پر دو ذمیون سنے
اُسکے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہے اور اگر ذمی مدعی ہو اور باندی منکر ہو تو ذمیون کی گواہی باندی مسلمہ پر جائز نہین
ہے اور مراد اس مسئلہ مین یہ ہے کہ باندی ذمی کے مملوک ہونے سے انکار کرتی ہے کیونکہ اگر مملوک ہونے کی مقر ہے
تو موسے کو دعوت نسب مین تنہا حق حاصل ہے باندی کی تکذیب کا اعتبار نہوگا اور اگر دونون مسلمان ہین اور مولی منکر ہے پس
مولی کے باپ نے تنہا گواہی دی تو جائز نہین ہے اور اگر موسے کے دو بیٹون نے گواہی دی درحالیکہ مولی منکر ہے تو جائز ہے
یہ مبسوط مین ہے۔ دعوت یعنی نسب کو اپنی طرف منسوب کرنا تین طرح کی ہوتی ہے دعوت استیلاد و دعوت تحریر یعنے دعوت
ملک اور دعوت شبہہ ملک پس دعوت استیلاد یہ ہے کہ دعوی کرے کسی ایسے بچہ کے نسب کا کہ اُسکا اصل نطفہ قرار پانا معلوم
ہو کہ اسکی ملک مین واقع ہوا اور یہ ملک دغیر ملک مین صحیح ہے اور وقت علوق نطفہ کیطرف مستند ہوگا اور جو عقود درمیان مین
عمل مین آئے ہین اُن کے فسخ کی یہ دعوت موجب ہے بشرطیکہ بچہ محل نسب ہو اور محل فسخ عقد ہو اور یہ مدعی سرا مرمین مقر
قرار دیا جائیگا کہ وقت علوق نطفہ سے اسنے اپنی باندی سے وطی کی ہے اور باندی کا ام ولد ہونا بسبب ثبوت نسب بچہ کے
بالتبع ثابت ہو جائیگا۔ اور دعوت تحریر یہ ہے کہ ایسے بچہ کا نسب کا دعوے کرے کہ اُسکا نطفہ قرار پانا اسکی ملک مین نہ
تھا اور یہ صرف ملک مین صحیح غیر ملک مین نہین صحیح ہے اور مدعی وطی کا مقر شمار نہوگا اور نہ اس سے فسخ عقد واجب
ہوتا ہے اور جن صورتون مین عتق کا ثابت کرنا ممکن ہے وہان یہ دعوی صحیح ہے ورنہ نہین حتی کہ اگر کوئی حاملہ باندی
خریدی پھر مشتری سنے بچہ کا دعوے کیا تو یہ دعوت تحریر مین داخل ہے اور دعوت شبہ ملک یہ ہے کہ اپنے بیٹے کی باندی کے

لہ یعنی باندی [illegible] ۱۲

بچہ کا دعوی کرے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اس دعوی کی شرط صحت یہ ہے کہ باپ کے واسطے اپنے لڑکے کی باندی کی وقت نطفہ قرار پانے سے وقت دعوی تک کوئی تادیل ملک ہو اور بھی اُسوقت سے اُسوقت تک ولایت ملک حاصل ہو اور باندی بھی ایسی ہو کہ ایک ملک سے دوسری ملک مین منتقل ہوسکتی ہو کذا فی المحیط۔ اگر دو قسم کی دعوتین مجتمع ہون تو دعوت استیلاد اولی ہے دعوت تحریر سے اور اگر دعوت تحریر سابق ہو تو وہی اولی ہی اور دعوت تحریر اولے ہی دعوت شبہہ ملک سے اور دعوت نکاح خواہ صحیح ہو یا فاسد سے اولی ہی یہ محیط سرخسی مین ہی

فصل ثانی مشتری و بائع کے دعوت کے بیان مین۔ ایک باندی بیچی وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی اور بائع نے بچہ کا دعوی کیا یا دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اسکو اپنے نطفہ سے ہونے کا اقرار کیا ہے تو نسب اسکا بائع سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی اُم ولد ہوجائیگی اور بیع ٹوٹ جائیگی اور مشتری کے دام اسکو واپس کرے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مشتری نے دعوی کیا تو صحیح ہی اور نسب مشتری سے ثابت ہوگا اور باندی اسکی ام ولد ہوجائیگی اور مشتری کی دعوت دعوت تحریر ہوگی یہانتک کہ مشتری کی ولا اور ولد یہ ہوگی کذا فی المحیط اور اگر دونون نے معًا اُسکا دعوی کیا تو دعوت بائع اولی ہے اور اگر آگے پیچھے دعوی کیا تو سابق اولی ہی کوئی ہو یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے یا زیادہ دو برس تک بچہ جنی اور یہ معلوم ہے پس اگر فقط بائع نے بچہ کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہے الا یہ کہ اسکے ساتھ مشتری اُسکی تصدیق کرے اور اگر فقط مشتری نے اسکا دعوی کیا تو صحیح ہی اور واجب ہے کہ مشتری کی دعوت دعوت استیلاد ہو یہانتک کہ بچہ اصلی آزاد ہوگا اور مشتری کو ولا کا حق ہی نہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر اس صورت مین ایک ساتھ یا آگے پیچھے دونون نے دعوی کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہے بائع کی صحیح نہین ہے اور اگر دو برس سے زیادہ مین بچہ جنی تو بائع کی دعوت صحیح نہین ہے مگر مشتری کی تصدیق کے ساتھ صحیح ہی پس اگر مشتری نے تصدیق کی تو بائع سے نسب ثابت ہوگا اور بیع نہ ٹوٹیگی اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور بچہ مشتری کی ملک باقی رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر فقط مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور یہ دعوت دعوت استیلاد ہے کذا فی المحیط اور اگر دونون نے ایک ساتھ یا آگے پیچھے دعوی کیا تو مشتری کی دعوت صحیح ہی اور یہ سب اُس صورت مین ہی کہ جب مدت ولادت معلوم ہوا اور اگر بعد بیع کے مدت ولادت معلوم نہو پس اگر مدت مین اختلاف کیا تو دعوت بائع کی بدون تصدیق مشتری کے صحیح نہین ہی اور مشتری کی دعوت صحیح ہی اور اگر دونون نے ایک ساتھ دعوی کیا تو کسی کی دعوت صحیح نہین ہی اور اگر مشتری نے پہلے دعوی کیا تو اُسکی دعوت صحیح ہی اور اگر بائع نے سبقت کی تو کسی کی دعوت صحیح نہوگی خواہ بائع ذمی یا مکاتب ہو اور مشتری آزاد یا مسلمان ہو اور اگر بائع نے قبل ولادت کے دعوی کیا تو دعوت موقوف رہیگی پس اگر زندہ بچہ پیدا ہوا تو اُسوقت نافذ ہوگی اور اگر اصل حمل بائع کے پاس نہو مثلاً اُسنے حاملہ خرید کر فروخت کردی تھی تو اُسکی دعوت صحیح نہین ہی اور اس باب مین کہ حمل کس کے پاس کا ہے بائع کا یہ قول لیا جائیگا کہ میرے پاس کا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص کی ملک مین ایک باندی حاملہ ہوئی اسنے فروخت کردی پھر مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین وقت بیع سے بچہ جنی پس بائع نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا حالانکہ مشتری اُسکی مان کو آزاد کرچکا ہے تو یہ بچہ بائع کا بیٹا ہوگا اور اُسکی آزادی کا حکم کیا جائیگا اور باندی کے حق مین دعوت

ف ام ولد ہونیکا دعوے کرسکا ۱۲

صحیح نہین ہی حتی کہ وہ اُسکی اُم ولد قرار نہ دیجائیگی اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد کر دیا ہے تو بائع کی دعوت بچہ یا ماں کسی کے حق مین صحیح نہین ہے اور جس صورت مین کہ ماں کو آزاد کیا ہی اُس صورت مین صاحبینؒ کے نزدیک بچہ کا حصۂ ثمن واپس کرے اور امام کے نزدیک صحیح روایت کے موافق کل ثمن واپس کرے اور مبسوط مین ہی کہ بالاتفاق بچہ کا ثمن بدون ماں کے ثمن کے واپس کرے یہ کافی مین ہی اور اگر مشتری نے باندی کو مدبر یا ام ولد بنایا پھر بائع نے بچہ کا دعویٰ کیا تو بلا خلاف بائع پر واجب ہے کہ بچہ کا حصۂ ثمن واپس کرے ماں کا حصۂ ثمن واپس نہ کریگا اور اگر مشتری نے بچہ کو مدبر کر دیا تو بائع کی دعوت صحیح نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ماں مرگئی پھر بائع نے بچہ کے نسب کا دعوے کیا تو دعوت صحیح ہے اور امام اعظمؒ کے قول مین بائع تمام ثمن واپس کردیگا اور اگر مشتری نے باندی کو فروخت یا ہبہ یا رہن کیا یا اجرت پر دیا یا مکاتب کیا تو یہ سب عقود باطل کرکے بائع کو واپس کردیجائیگی یہ مبسوط مین ہے اور اگر بچہ مشتری کے پاس مرگیا یا قتل کیا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت وصول کرلی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعویٰ باطل ہے اسیطرح اگر مشتری نے اپنی ملک سے اُسکو باہر کر دیا اور جسکے پاس گیا اُسنے اُسکو آزاد یا مدبر کیا یا اُسکے پاس مرگیا تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مشتری نے اُسکو بیع یا رہن یا اجرت پر دیا یا مکاتب کیا تو یہ عقود نقض کرکے نسب ثابت رکھا جائیگا کذا فی الحاوی اگر بچہ کا ہاتھ کاٹا گیا پس مشتری نے اُسکی نصف قیمت لے لی پھر بائع نے دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہے ولیکن ارش بالکل مشتری کے پاس رہیگا پس باندی مع بچہ کے بائع کو واپس دیگا اور تمام ثمن سواے حصہ ہاتھ کے واپس لیگا اسیطرح اگر ہاتھ کاٹنا باندی مین واقع ہوا ہو تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط اور اگر بچہ کی دونون آنکھین پھوڑ دی گئین پس مشتری نے اُسکو دیکر اُسکی قیمت بھر لی پھر بائع نے دعوے کیا تو صحیح ہی اور تمام ثمن واپس کرے اور آنکھ پھوڑنے والا مشتری سے اپنی قیمت لے لیگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک مجرم پر ارش نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک باندی کسی شخص کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کر دی اور دام لے لیے پھر چھ مہینے سے کم مین مشتری کے پاس جنی پس بائع نے دعویٰ کیا اور مشتری نے تکذیب کی پھر اِسکے بعد وہ بچہ قتل کیا گیا یا عمدًا یا خطائً اُسکا ہاتھ کاٹا گیا تو مجرم پر اس صورت مین وہی دیت آویگی جو آزادون پر جرم کرنے سے آتی ہی اور اگر اس بچہ کی ماں پر کوئی جرم کیا تو مجرم پر وہ حکم ہوگا جو ام ولد عورتون پر جرم کرنے کی سزا ہوتی ہے اور اگر بچہ نے خود جرم کیا تو مثل جرم آزادون کے قرار دیا جائیگا اور اُسکی ماں کا جرم مثل ام ولد کے جرم کرنے کے ہوگا اگرچہ قاضی نے اُسکی آزادی و اُم ولد ہونیکا حکم نہ کیا ہو اور قبل دعوت بائع کے ان دونون سے جرم صادر ہوا تو یہ بائع پر پڑیگا مشتری پر نہوگا اور وہ مختار ہوگا اگر اس سے آگاہ ہو کذا فی الحاوی۔ اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور وہ بچہ بڑا ہوا اور مشتری کے پاس اُسکے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر پہلا لڑکا مرگیا اور اُسکے بیٹے کا بائع نے دعویٰ کیا تو صحیح نہین ہے اور جس عورت سے شوہر سے لعان واقع ہو اُسکا لڑکا اگر جوان ہوا اور ایک لڑکا چھوڑ کر مرگیا پھر شوہر ملاعن نے اِسکا دعویٰ کیا تو دعوت صحیح ہی یہ محیط مین ہی اگر باندی مشتری کے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی پھر دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اِس بچہ کے نسب کا وقت پیدائش کے دعویٰ کیا ہی اور بائع انکار کرتا ہی پس اگر مشتری اِسکا مدعی ہو تو گواہی مقبول ہے اور اگر مشتری مدعی نہین ہی پس اگر یہ بچہ مؤنث ہی تو بھی یہی حکم ہے کہ گواہی مقبول ہوگی اور اگر مذکر ہے تو بھی امام ابو یوسفؒ و امام محمدؒ کے نزدیک یہی حکم ہے ولیکن امام اعظمؒ کے قول کے موافق

مقبول نہونی چاہیے نہ حق ولد مین اسلیے کہ غلام کی آزادی پر گواہی بدون دعوے کے امام کے نزدیک مقبول نہین ہوتی ہی اور نہ باندی کے حق مین کیونکہ باندی کا حق آزادی اِس باب مین بچہ کا تابع ہی اور اسیطرف بعض مشائخ نے میل کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام کے نزدیک بھی مقبول ہوگی کیونکہ یہ گواہی اگرچہ غلام کی آزادی پر قائم ہوئی ولیکن حرمت فرج کی متضمن ہی حتی کہ اگر باندی مرگئی ہو تو امام کے نزدیک مقبول نہوگی اور اسی طرف شیخ الاسلام خواہر زادہ نے میل کیا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ گواہی امام اعظمؒ کے نزدیک مقبول ہی اگرچہ باندی مرگئی ہو کیونکہ غلام کی آزادی اس سے مقصود نہین ہی بلکہ صرف ثبوت نسب مقصود ہے اور آزاد ہوجانا اُسپر مبنی ہوتا ہی اور یہ جائز ہی کہ نسب گواہی سے بدون دعوے کے ثابت ہو اور اسیطرف شمس الائمہ حلوائی نے میل کیا ہی یہ ذخیرہ مین ہی اگر باندی کسی کے پاس حاملہ ہوئی اُسنے فروخت کردی پھر قبل پیدا ہونے کے پیٹ کے بچہ کا دعوی کیا اور مشتری نے کہا کہ اسکو پیٹ نہین ہی پھر دائیونکو دکھایا اُنھون نے کہا کہ حاملہ ہے تو بائع کی دعوت کی جبتک وضع حمل نہو اجازت نہوگی اسی طرح اگر مشتری نے حمل ہونے کی تصدیق کی ولیکن کہا کہ تیرا نہین ہی تو بھی جبتک وضع حمل نہو دعوت کی تصدیق نہوگی پس اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو اُسکا بیٹا ہی اور اگر زیادہ مین پیدا ہوا تو تصدیق نہ کیجائیگی کذا فی الحاوی اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا پس مشتری نے کہا کہ اصل حمل تیری ملک مین نہین قرار پایا بلکہ تونے حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہین اصل حمل میری ملک مین قرار پایا ہی تو بائع کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ دیے تو بائع کی گواہی اولی ہے اور بلاشک یہ قول امام ابو یوسفؒ کے موافق ہی اور امام محمدؒ کے موافق مشائخؒ نے اختلاف کیا ہی بعض نے کہا کہ انکا قول بھی یہی ہی اور بعض نے کہا کہ اُن کے موافق مشتری کی گواہی اولی ہی اور اسکی اصل اس صورت مین ہی کہ دونون نے تاریخ خرید مین اختلاف کیا اور باندی بعد بیع کے دوسرے روز مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے اسکا دعوی کیا کہ میرا نسب ہے اور مشتری نے کہا کہ تیرے پاس حاملہ نہین ہوئی تونے بیچنے سے ایک مہینہ پیشتر حاملہ خریدی تھی اور بائع نے کہا کہ نہین ایکسال پیشتر خریدی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ دیے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک بائع کی گواہی مقبول ہوگی اور امام محمدؒ کے نزدیک مشتری کی گواہی مقبول ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنی باندی فروخت کی پس وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پس بائع نے کہا کہ ایک مہینہ ہوا مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی ہی بچہ میرا ہے اور مشتری نے کہا کہ چھ مہینے سے زیادہ ہوا کہ تونے میرے ہاتھ فروخت کی ہی بچہ تیرا نہین ہے تو بالاتفاق مشتری کا قول لیا جائیگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک مشتری کے گواہ مقبول اور امام محمدؒ کے نزدیک بائع کے مقبول ہونگے یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص نے ایک باندی خریدی بعد چند روز کے اُسکے پیٹ ظاہر ہوا پس بائع سے جھگڑا ہوا پس بائع نے اُس سے کہا کہ اپنے پاس رہنے دے اگر ثابت ہو تو میرا ہے اور اپنے غلام کو حکم دیا کہ ثمن مشتری کو واپس کرکے اُس سے باندی لے لے پھر بعد اس قول کے چار ماہ سے کم مین باندی بچہ ڈال گئی کہ جسکی خلقت ظاہر تھی تو بچہ بائع کا نطفہ ہے اور باندی اُسکی ام ولد ہوگئی واپس کیجائیگی اور بائع کو دام پھیر دینا واجب ہے یہ واقعات حسامیہ مین ہے اگر بیع سے چھ مہینے سے کم مین باندی ایک دختر جنی پھر وہ دختر ایک لڑکا جنی اور مشتری نے یہ لڑکا آزاد کردیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور جب دختر کے حق مین دعوت صحیح ٹھہری تو لڑکے کے حق مین بھی صحیح ہوئی حتی کہ حق مشتری باطل ہوگیا کذا فی المحیط ایسے ہی اگر دختر دوسری دختر جنی تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اور

اگر باندی بائع کے پاس دختر جنی پھر دختر کے لڑکا ہوا پھر لڑکے کو بیچا اور مشتری نے اُسے آزاد کیا پھر بائع نے دختر کے نسب کا دعوے کیا تو بیع و عتق باطل ہوگئی اور اگر بائع نے دختر کو فروخت کیا اور مشتری نے آزاد کیا پھر بائع نے دختر پر نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہین ہے اور دختر کا لڑکا جو اُسکے پاس ہے وہ آزاد ہو جائیگا اگرچہ نسب بائع سے ثابت نہ ہوا یہ محیط سرخسی مین ہے اگر باندی حاملہ ہوئی اور اپنے مالک کے پاس جنی پھر مالک نے اُسکو فروخت کیا اور مشتری نے اپنے غلام سے اُسکا نکاح کر دیا اور اُس سے اولاد ہوئی پھر غلام مر گیا پس مشتری نے اُس سے استیلاد کیا پھر بائع نے اُس بچے کا دعوی کیا جو اُسکے پاس ہے تو نسب بائع سے ثابت ہو جائیگا اور مشتری کو غلام کا بیٹا اُسکے حصۂ ثمن مین واپس دیگا اور اگر مشتری نے باندی سے استیلاد نہ کیا تو دونون اُسکو واپس دیے جائینگے اور انقسام ثمن مین باندی کی قیمت وقت بیع کی اور دوسرے بچہ کی قیمت وقت انفصال کی معتبر ہوگی اور بائع کے مرنے کے وقت اُسکے جمیع مال سے آزاد ہوگا اور اگر بائع کے غلام کے بیٹے کو کہا کہ میرا بیٹا ہے تو آزاد ہو جائیگا مگر نسب بائع سے ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر باندی کو حاملہ ہونے کی حالت مین فروخت کیا پھر مشتری کے پاس بیع کے دوسرے دن جنی پھر دوسرا بچہ ایک سال بعد جنی بدون کسی شوہر کے پھر بائع و مشتری نے ایک ساتھ دونون بچون کے نسب کا اپنی طرف دعوی کیا تو دونون بائع کے اولاد ہونگے اور اگر مشتری نے ابتدا اگر دوسرے بچہ کا دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر اُسکے بعد بائع نے پہلے بچہ کا دعوی کیا تو اُسکا نسب بائع سے ثابت ہوکر اُسکے حصہ ثمن کے عوض بیع رد کیا جائیگا اور اگر دونون مین سے کسی نے کچھ دعوی نہ کیا یہانتک کہ بائع نے فقط دوسرے بچہ کا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسی طرح اگر اول بچہ مر گیا پھر دونون کا بائع نے دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی۔ امام محمدؒ نے جامع مین فرمایا کہ ایک شخص کی باندی حاملہ ہوئی اُسنے کسی کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری کے پاس ایک بچہ جنی اُس بچہ کا بائع کے باپ نے دعوی کیا اور مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب خواہ تصدیق کی تو دعوت باطل ہے اور نسب بائع کے باپ سے ثابت نہوگا اور اگر مشتری نے تصدیق کی اور بائع نے تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے ولیکن مشتری بائع سے ثمن واپس نہین کر سکتا ہے اور بائع کا باپ بائع کو باندی کی قیمت مین کچھ
بائع کے باپ کی اُس دعوے مین تصدیق کرنے کے سبب سے
ضمان نہ دیگا اور مشتری کی بائع کے باپ پر نہ باندی کی کچھ قیمت ہے اور نہ اُسکے بچہ کی اور اگر دونون نے باپ کے باپ کی تصدیق کی تو باندی اُسکی ام ولد ہوگئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگیا اور مشتری اپنا ثمن بائع سے لیگا اور بائع کو بائع کا باپ باندی کی قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کی باندی کے جوڑیا دو بچہ پیدا ہوے پس مالک نے ایک کو فروخت کر دیا اور بائع کے باپ نے دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح ہے اور دونون بچون کا نسب اسی سے ثابت ہوگا اور بائع کے قبضہ والا بچہ بلاقیمت آزاد ہو جائیگا اور جو مشتری کے قبضہ مین ہے وہ ویسا ہی غلام رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر باندی کو مع ایک بچہ کے فروخت کیا پھر بائع کے باپ نے دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع و مشتری نے اُسکی تکذیب کی پس امام محمدؒ کے قول پر دعوت باطل ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ دعوت باندی کے حق مین صحیح نہین اور نہ وہ ام ولد ہوگی ولیکن بائع کے باپ کی دعوت دونون بچون کے حق نسب کی راہ سے صحیح ہے مگر آزادی کی راہ سے صحیح نہین ہے پس جو لڑکا فروخت ہوا ہے اُسکی آزادی

کا حکم نہوگا بلکہ وہ مشتری کا غلام رہیگا اور باقی بچہ قیمت سے آزاد ہو جائیگا اور اگر مشتری نے اُسکی تصدیق اور بائع نے تکذیب کی تو بلا خلاف باندی اُسکی اُم ولد ہو جائیگی اور اُسپر اپنے بیٹے یعنی بائع کو قیمت دینی واجب ہوگی اور بلا خلاف دونوں بچوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور بکا ہوا بچہ بلا خلاف بغیر قیمت کے آزاد ہو جائیگا اور باقی بچہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک بقیمت آزاد ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک بلا قیمت آزاد ہوگا۔ اور اگر بائع نے اپنے باپ کے دعوی کی تصدیق کی اور مشتری نے تکذیب کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک بائع کے باپ سے دونوں بچوں کا نسب ثابت ہوگا اور امام محمد رح کے قول پر ثابت نہونا چاہیے اور صحیح یہ ہے کہ یہی سب کا قول ہے پھر امام محمد رح نے کتاب میں اسصورت میں بچہ کا حکم ذکر کیا اور ماں کا حکم ذکر نہ کیا اور قاضی امام ابو حازم و قاضی امام ابو الہیثم بر قیاس قول امام اعظم رح فرماتے تھے کہ بائع مدعی کو یعنی باپ کو باندی کی قیمت ام ولد کی حالت کی دیگا اور باپ اُسکا بائع کو مملوک محض کی حالت کی قیمت دیگا اور اکثر مشایخ نے فرمایا کہ بالاتفاق باپ و بیٹے میں سے کوئی کسی کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط میں ہے اور اگر مبیعہ[1] باندی ایک پیٹ سے جوڑا دو بچے چھ مہینے سے کم میں جنی پس بائع نے ایک کا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور دونوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور جو کچھ بیع و عتق اُس میں واقع ہوا سب باطل ہو جائیگا اسی طرح اگر ایک بعد بیع کے چھ مہینے سے کم میں اور دوسرا زیادہ میں جنی مگر پیٹ ایک ہی ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مشتری نے پہلے دونوں کا دعوی کیا پھر بائع نے تو بائع کی تصدیق نہ ہوگی اور دونوں مشتری کے نطفہ سے قرار دیے جائینگے اور اگر ایک بچہ پر کچھ جرم کیا گیا اور مشتری نے اُسکا ارش جرمانہ لے لیا پھر دونوں کا بائع نے دعوی کیا کہ میرے نسب سے ہیں تو صحیح ہے اور ارش و کسب مشتری کا ہوگا اور اگر ایک قتل کیا گیا اور مشتری نے اُسکی قیمت لے لی تو قیمت مقتول کی اُسکے وارثوں کی ہوگی اور دیت[2] کی طرف تحویل نہوگی اور اگر مشتری نے ایک کو آزاد کیا پھر وہ قتل ہوا اور میراث چھوڑ گیا اور مشتری نے اُسکی دیت و میراث و ولاء میں لے لی پھر بائع نے دونوں کا دعوی کیا تو صحیح ہے اور دیت و میراث مشتری کے لے لیگا اور ولاء باطل ہو جائیگی یہ محیط سرخسی میں ہے اگر ایک شخص کے پاس ایک باندی دو بچہ ایک ہی پیٹ سے جنی پس ایک کو اُسنے فروخت کیا اور مشتری نے خریدے ہوئے بچہ کا دعوی کیا کہ میرے نسب سے ہے تو دعوی صحیح ہے اور دونوں بچوں کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرا بچہ آزاد نہ ہوگا اور نہ باندی اُسکی ام ولد ہوگی یہ محیط میں ہے جوڑا دو بچوں میں سے ایک فروخت کیا اور دوسرے کے نسب کا دعوی کیا تو دونوں نسب مدعی سے ثابت ہوا اور اگر مشتری نے اُسکو آزاد کیا ہے تو عتق باطل ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ اصل علوق بائع کی ملک میں ہوا ہو اور اگر اصل نطفہ قرار پانا بائع کی ملک میں نہوا اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی دونوں کا نسب بائع سے ثابت ہوگا ولیکن وہی آزاد ہوگا جو بائع کے پاس ہے اور مشتری کا آزاد کرنا باطل نہوگا اور بیع بھی باطل نہوگی یہ کافی میں ہے ایک شخص نے دو غلام جو جوڑا دوسرے کی ملک میں پیدا ہوئے تھے خریدے پھر ایک کو فروخت کر دیا پھر دونوں کے نسب کا دعوی کیا تو دونوں کا نسب مشتری سے ثابت ہوگا ولیکن دوسرے کی بیع نہ ٹوٹیگی اسی طرح اگر مشتری سے خریدنے والے نے دونوں کے نسب کا دعوی کیا تو مشتری ثانی سے دونوں کا نسب ثابت ہوگا ولیکن جو مشتری اول کے پاس ہے وہ ویسا ہی مملوک رہیگا جیسا تھا یہ مبسوط میں ہے۔ ایک شخص کی باندی تھی وہ اُسکے پاس حمل سے ہوئی اور ایک بچہ جنی وہ بالغ ہوا اور مالک نے اپنی ایک باندی

[1] فروخت شدہ یعنی بیچی ہوئی ۱۲ [2] قولہ دیت کی طرف الخ یعنی [illegible] بائع سے مقتول آزاد قرار پایا [illegible] مقتول [illegible] قیمت [illegible] واجب ہوئی ۱۲

سے اُسکا نکاح کر دیا اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور مولی نے اس بچہ کو فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسے آزاد کر دیا پھر بائع نے
بالغ لڑکے کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت جائز ہے بشرطیکہ دعوی کے دن طفل ہو گی اور اُسپر ثمن واپس کرنا لازم ہوگا اور
اگر بائع نے بڑے لڑکے کے نسب کا دعوی نہ کیا بلکہ دوسرے کے نسب کا جسکو فروخت کیا ہے دعوی کیا تو سماعت نہوگی یہ تاتار
خانیہ مین ہے اگر ایک شخص نے ایک باندی اور اُسکا بچہ یا باندی حاملہ خریدی پھر باندی کو فروخت کیا پھر اسی شخص یا دوسرے
سے اُسکو خریدا اور اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو دعوت جائز ہے بشرطیکہ دعوی کے دن بچہ اُسکی ملک مین ہو اور کوئی بیع یا عقود
جو اسمین یا اُسکے مان مین جاری ہو چکے ہون فسخ نہون گے اور اگر اصل حمل اسی شخص کے پاس واقع ہوا ہو تو سب بیع و عقد جو واقع
ہوے ہون باطل شمار ہونگے کذافی الحاوی ایک شخص نے ایک غلام اور اُسکے باپ نے اس غلام کا دوسرا بھائی جو جوڑیا ہوا ہے خریدا
پس ایک کے نسب کا اُسکے قابض نے دعوی کیا تو دونون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دوسرے کا قبضہ والا غلام بھی بسبب قرابت
کے آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کوئی باندی تین روز کی شرط خیار پر خریدی پھر تیسرے روز اُسکے پاس وہ بچہ جنی اُسکا مشتری
نے دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور اگر خیار بائع کا ہو اور مشتری نے بچہ کا دعوی کیا تو بائع کو خیار باقی ہے اگر اُسنے بیع کی اجازت
دی تو مشتری سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا جیسا بعد اجازت کے از سر نو دعوی کرنے مین ثبوت ہوتا اور اگر بائع نے بیع توڑ دی تو
مشتری کی دعوت نسب باطل ہو گئی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے دو باندیان عمرو سے اس شرط پر لین کہ مجھے خیار ہے دونون مین جسکو
چاہونگا ہزار درم کو لے لونگا اور دوسری کو واپس کر دونگا پھر دونون اُسکے پاس بچہ جنین اور زید نے اقرار کیا کہ دونون بچے میرے
نسب سے ہین ولیکن اُسنے یہ معین نہ کیا کہ پہلے کس سے وطی کی تھی تو اُسکا اقرار ایک کے بچہ مین صحیح ہے اور یہ وہی ہوگی
جسپر بیع واقع ہو اور مشتری کے اختیار سے متعین ہو جاوے پس حکم دیا جائیگا کہ بیان کرے جبتک زندہ ہے اور اگر
بیان سے پہلے مر گیا تو بیان کرنا وارثون پر رکھا جائیگا پس اگر انھون نے کہا کہ ہمارے باپ نے پہلے اس باندی سے
وطی کی ہے تو اسی باندی کے بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور وارثون کے ساتھ وارث ہوگا اور یہی باندی میت
کی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکے مر جانے کی وجہ سے آزاد ہو گی اور وارثون پر اسکے دام بائع کو دینے واجب ہون گے اور
میت کے ترکہ سے ادا کرین اور دوسری باندی مع اُسکے عقر کے بائع کو واپس کرین پس یہ باندی بائع کی ہو گی جیسا کہ میت کے
بیان کے بعد واپس کرنے سے بائع کی باندی ہوتی اور اگر بعضے وارثون نے کہا کہ پہلے اس سے وطی کی اور دوسری نے کہا کہ
بلکہ پہلے اس سے وطی کی تو جسکی نسبت پہلے بعضون نے کہا کہ اس سے اول وطی کی ہے وہی ام ولد ہونے کے واسطے متعین
ہو گی اور دوسری واپس ہو گی اور اگر وارثون نے اتفاق کیا کہ ہم نہین جانتے ہین کہ پہلے کس سے وطی کی ہے تو کسی کا نسب میت
سے ثابت نہوگا ولیکن دونون بچون اور دونون باندیون مین سے ہر ایک کا آدھا آدھا آزاد ہوگا اور ہر ایک اپنے اپنے آدھے
کے واسطے نصف قیمت کی سعی کریگی اور وارث لوگ بائع کو ہر ایک باندی کا نصف ثمن اور نصف عقر ترکہ میت سے ادا
کرین اور اگر مشتری نے انتقال نہ کیا اور دونون بچون کے نسب کا دعوی کیا اور بائع نے بھی دونون کے نسب کا دعوی کیا
تو اُسکی دو صورتین ہین اول یہ ہے کہ بائع کی دعوت بعد دعوت مشتری کے ہو پس اس صورت مین بائع کی دعوت اُس
بچہ مین اور اُسکی مان مین صحیح ہو گی جو اُسکو واپس دیا جاوے خواہ دونون باندیان وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی ہون

یا زیادہ مین۔ دوم یہ کہ دونون نے ایک ساتھ دونون بچون کا دعوی کیا پس اگر بیع سے چھ مہینے مین بچے پیدا ہوے تو جو بچہ بائع کو واپس ملے اُسمین دعوت نسب صحیح ہو گی اور جو مشتری کا ہوگا اُسمین صحیح نہین ہے اور اگر چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوے تو دونون بچون مین بائع کی دعوت اولی ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی ام ولد فروخت کر دی اور مشتری جانتا ہے کہ یہ بائع کی ام ولد ہے پھر اُسکے بچہ ہوا اور مشتری نے دعوی کیا تو صحیح نہین ہے اور وہ بائع کا بچہ ہوگا اور اگر بائع نے اُسکی نفی کی تو استحساناً مشتری سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور بائع کا حق بمنزلہ اُس بچہ کی مان کے ہوگا اسی طرح اگر مشتری کو نہین معلوم کہ یہ بائع کی ام ولد ہے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن بچہ آزاد ہو جائیگا جبکہ بائع نے اُسکی نفی کی اور مشتری نے دعوی کیا یہ محیط سرخسی مین ہے

فصل تیسری کسی شخص کا اپنے لڑکے کی باندی کے بچہ پر دعوے کرنے کے بیان مین۔ زید کی باندی بچہ جنی اُسکے بچہ کا زید کے باپ نے دعوی کیا اور اصل حمل زید کے پاس نہ تھا اور زید نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہین ہے ولیکن اگر زید تصدیق کرے تو صحیح ہے مگر باندی کا مالک نہوگا جیسا کہ ایک اجنبی کے دعوی کرنے مین ہوتا ہے ولیکن زید کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر زید کی مدبرہ باندی کے بچہ کا یا اُسکی ام ولد کے ایسے بچہ کا جسکا زید نے انکار کیا ہے یا اُسکی مکاتبہ کے بچہ کا جو حالت کتابت مین یا اُس سے پہلے پیدا ہوا ہے باپ نے دعوی کیا تو بدون تصدیق زید کے صحیح نہین ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔ اگر زید نے ایک حاملہ باندی خریدی اور قبل جننے کے اُسکو فروخت کیا پھر وہ جنی اور زید کے باپ نے نسب کا دعوی کیا تو دعوت صحیح نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کی باندی اُسکی ملک مین حاملہ ہوئی اُسنے اُسکو حالت حمل مین فروخت کیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع نے اُسکو خرید ا اور چھ مہینے سے کم مین اُسکا وضع حمل ہوا پھر بائع اول کے باپ نے نسب کا دعوی کیا اور بائع نے یعنی بیٹے نے اُسکی تکذیب کی تو باپ کی دعوت باطل ہے اور اگر بیٹے نے تصدیق کی تو باندی اُسکی ام ولد بقیمت ہو جائیگی اور بچہ کا نسب ثابت اور بلا قیمت آزاد ہوگا اور اگر مشتری نے اُسکو بائع کے ہاتھ فروخت نہ کیا ولیکن بسبب عیب کے بحکم قاضی یا بدون حکم قاضی یا بخیار الشرط یا بخیار رویت یا بسبب فساد بیع کے بعد قبضہ کرنے کے بائع کو واپس کر دی پھر بائع کے باپ نے بچہ کا دعوی کیا تو یہ صورت اور صورت اولی دونون یکسان ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص کی باندی ہے اُسنے باندی سے وطی کی ہے پھر اُسکے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا اور اُس شخص کے باپ نے دعوی کیا تو دعوت نسب جائز ہے کذا فی الحاوی اگر باپ نے اقرار کیا کہ مین نے اپنے بیٹے کی باندی سے جماع کیا حالانکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھپر حرام ہے تو دعوت صحیح اور نسب بچہ کا ثابت ہوگا جیسا نہ جاننے کی صورت مین ہوتا ہے یہ محیط مین ہے اگر اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا اور باندی کی قیمت بیٹے کو ضمان دی پھر اس باندی کو کسی نے استحقاق ثابت کر کے لے لیا تو وہ باندی اور اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت باپ سے لیگا پھر باپ اپنے بیٹے سے باندی کی قیمت جو اُسنے لی ہے واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر بیٹے نے بچہ کا دعوی کیا پھر باپ نے دعوی کیا یا دونون نے ایک ساتھ دعوی کیا تو بیٹا اولی ہے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر زید نے اپنے بیٹے کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا حالانکہ بیٹا حر مسلم ہے اور زید غلام یا مکاتب یا کافر ہے تو زید کی دعوت صحیح نہین ہے اور اگر باپ مسلمان اور بیٹا کافر ہو تو دعوت نسب ٹھیک ہے اور یہی قول صحیح ہے اور اگر دونون ذمی ہین مگر دونون کی ملت مختلف ہے

توباپ کی دعوت صحیح ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر کسی کی باندی اسکی ملک میں حاملہ ہوئی اور بچہ جنی پس دادا نے اُسکے نسب کا دعوی کیا حالانکہ باپ زندہ ہے حقیقۃً یا اعتباراً مثلاً وہ آزاد مسلمان ہو تو دادا کی دعوت باطل ہے اور اگر باپ نصرانی اور دادا و پوتا دونوں مسلمان ہوں یا باپ غلام یا مکاتب اور دادا و پوتا دونوں آزاد ہوں تو دادا کا دعوی نسب صحیح ہے اور اگر باپ مرتد اور دادا و پوتا دونوں مسلمان ہوں تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دادا کی دعوت نسب متوقف رہیگی اگر باپ مسلمان ہو گیا تو باطل ہو جائیگی اور اگر حال ارتداد میں مرگیا یا قتل کیا گیا تو صحیح ہوگی اور اگر سب آزاد مسلمان ہیں پھر باندی کے حاملہ ہونے کی حالت میں باپ مرگیا اور اُسکے مرنے سے چھ مہینے سے کم میں باندی کے بچہ ہوا اور دادا نے نسب کا دعوی کیا تو صحیح نہیں ہے اسی طرح اگر باپ نصرانی تھا اور دادا و پوتا دونوں مسلمان پھر باپ مسلمان ہو گیا اور باندی حاملہ تھی پس چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو دادا کی دعوت نسب باطل ہے اسی طرح اگر والد مکاتب تھا اور دادا کے دعوی سے پہلے بدل کتابت ادا کرکے آزاد ہو گیا یا غلام تھا کہ قبل دعوت جد کے آزاد کیا گیا تو دادا کی دعوت نسب باطل ہے کذا فی المحیط۔ اگر باپ وقت علوق سے دعوت نسب تک معتوہ ہے تو دادا کی دعوت صحیح ہے اور اگر معتوہ کو افاقہ ہو گیا پھر دادا نے دعوی کیا تو باطل ہے کذا فی الحاوی۔ اور اگر دادا نے نسب کا دعوے نہ کیا یہاں تک کہ باپ کو افاقہ ہو گیا اور فقط باپ نے بعد افاقہ کے بچہ کا دعوی کیا ہے تو استحساناً صحیح ہے کذا فی المحیط

فصل چہارم

مشترک باندی کے بچہ کے نسب کا دعوی کرنے کے بیان میں۔ اگر دو شخصوں کی مشترک باندی دونوں کی ملک میں حاملہ ہو کر بچہ جنی اور ایک نے نسب کا دعوی کیا تو ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور شریک کے حصہ کا بقیمت مالک ہوگا خواہ تنگدست ہو یا فراخ حال ہو اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بچہ کی قیمت میں کچھ ضمان نہ دیگا یہ حاوی میں ہے پس اگر مدعی نے دوسرے شریک سے کہا کہ یہ باندی مجھسے بچہ جننے سے پہلے تجھسے ایک بچہ جن چکی ہے اور تو نے اُسکا دعوی کیا ہے اور تیری ام ولد ہو چکی ہے اور شریک نے اُسکی تصدیق کی مگر باندی نے تکذیب کی تو باندی اور بچہ پر دونوں کے قول کی تصدیق نہ کیجائیگی یہانتک کہ دونوں کے حقوق جو مدعی کی طرف ثابت ہو گئے ہیں باطل ہونگے اور مدعی سے ضمان باطل نہوگی لیکن مقر نصف قیمت باندی کے ام ولد ہونے کی حالت کی ادا کریگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول صاحبین رح کا ہے ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک مقر اپنے مقر لہ کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے اور قول اول اشبہ واقرب الی الصواب ہے پھر اگر باندی نے کسی ہنر سے کچھ کمایا اور باندی یا اُسکا بچہ قتل کیا گیا اور عوض مال ملا تو یہ سب مقر کا ہوا اور اگر مدعی نے شریک سے کہا کہ تو نے باندی کو مجھسے بچہ جننے سے پہلے آزاد کر دیا ہے اور شریک نے تصدیق کی تو باندی آزاد ہوگی اور وطی کرنے والے پر نصف قیمت و نصف عقر کی ضمان نہوگی۔ دو شخصوں کی مشترک باندی ہے ایک نے کہا کہ یہ میری ام ولد اور تیری ام ولد ہے باہم دونوں کی ام ولد ہے پس اگر دوسرے نے تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور کوئی دوسرے کو کچھ ضمان نہ دیگا جیسے ایک ساتھ دونوں کے دعوے کرنے کی صورت میں ہے اور اگر دوسرے نے اُسکی تکذیب کی تو مقر اپنے شریک کو اُسکی

نصف قیمت خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو ادا کردے اور نصف عقر بھی ادا کرے پھر نصف باندی مقر کی ام ولد ہوگی اور
آدھی موقوف رہیگی بمنزلہ ام ولد کے پھر اگر شریک نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی تو باندی دونوں کی ام ولد ہو جائیگی اور
جو اُسنے ضمان لی ہے وہ واپس کرے اور اگر تصدیق نہ کی تو آدھی باندی مقر کی ام ولد اور آدھی موقوف بمنزلہ ام ولد
کے ہے کہ ایک روز مقر کی خدمت کرے اور ایک روز متوقف رہے پس اگر ایک مر گیا تو تصدیق کرنے کی صورت مین
باندی آزاد ہو جائیگی خواہ کوئی مرجاوے اور باندی ام ولد پر دوسرے زندہ کے واسطے سعی کرنی نہوگی یہ قول
امام اعظم رح کا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک زندہ کے واسطے سعایت کرے اور تکذیب کرنے کی صورت مین بھی
کوئی مرجاوے باندی آزاد ہو جائیگی اور منکر کے واسطے سعی نہ کریگی اور اگر منکر مر گیا تو بھی آزاد ہو جائیگی اور امام اعظم
کے نزدیک زندہ مقر کے واسطے سعی نہ کریگی بخلاف قول صاحبین رح کے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی تین یا چار یا پانچ
مین مشترک ہو اور سب نے ایک ساتھ اسکے بچہ کا دعوی کیا تو وہ سب کا بیٹا قرار دیا جائیگا سب سے اُسکا نسب ثابت
ہوگا اور باندی سب کی ام ولد ہوگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دو سے زیادہ سے
ثابت نہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ تین سے زیادہ سے ثابت نہوگا کذا فی البدائع اور اگر حصے ہر ایک کے مختلف ہون تو بچہ کے
حق مین حکم مختلف نہوگا ولیکن استیلاد ہر ایک کے حق مین بقدر اسکے حصہ کے ثابت ہوگا کذا فی الحاوی۔ بچہ کے دعوت نسب مین اگر
دعوت استیلاد کا اعتبار متعذر ہو تو دعوت تحریر اعتبار کیجائیگی امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک باندی دو شخصون مین مشترک
ہے اُن کے مالک ہونے کے وقت سے چھ مہینے یا زیادہ مین وہ بچہ جنی اور اس بچہ کی ولادت سے چھ مہینے یا زیادہ مین دوسرا بچہ جنی
پس دونون ہونے مین سے ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا بچہ ہے اور بڑا میرے شریک کا ہے پس اگر شریک نے اُسکی تصدیق کی تو چھوٹے
بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اُسی کی اُم ولد ہوگی اور آدھی قیمت باندی کی خواہ تنگدست ہو یا فراخ حال ہو
اپنے شریک کو آزاد کریگا اور آدھا عقر بھی دیگا اور قیمت ولد مین کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب بڑے کے مدعی سے
ثابت ہوگا اور یہ مدعی بڑے کا آزاد کرنے والا شمار ہوگا درحالیکہ وہ دونون مین مشترک ہے پس بڑے کے مدعی پر
بڑے کی نصف قیمت شریک کو دینی واجب ہوگی اگر خوشحال ہے اور تنگدست ہے تو بڑا بچہ سعی کر کے نصف قیمت
اپنی ادا کرے اور باندی بڑی کے مدعی کی ام ولد نہوگی اور بڑے کا مدعی نصف عقر بھی اپنے شریک کو ادا کرے اور یہ
حکم اُسوقت ہے کہ شریک نے چھوٹے کے مدعی کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کے مدعی کے حق مین وہی حکم سابق
جو مذکور ہوا اسصورت مین بھی جاری ہوگا اور بڑے بچہ کا نسب کسی سے ثابت نہوگا ولیکن بڑا آزاد ہو جائیگا گویا ایسا واقعہ
ہوا کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک نے گواہی دی کہ دوسرے نے اسکو آزاد کر دیا ہے حالانکہ دوسرا منکر ہے یہ سب
اُسوقت مین ہے کہ ایک نے کہا کہ چھوٹا میرا ہے اور بڑا بچہ میرے شریک کا ہے اور اگر یون بیان کیا کہ بڑا بچہ میرے شریک کا ہے اور چھوٹا
میرا ہے پس اگر شریک نے اس قول مین اسکی تصدیق کی تو بڑے بچہ کا نسب شریک مصدق سے ثابت ہوگا اور باندی اُسی کی ام ولد
ہو جائیگی اور چھوٹے بچہ کے مدعی کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو ادا کریگا اور بچہ کی قیمت
مین کچھ نہ دیگا اور استحساناً چھوٹے بچہ کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور وہ اس بچہ کی پوری قیمت اپنے شریک کو ادا کریگا اور

باندی کا پورا عقر بھی دیگا اور کتاب الدعوی مین مذکور ہے کہ نصف عقر دیگا اور اگر شریک نے اسکے قول کی تکذیب کی تو چھوٹے بچہ کا نسب اسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور باندی اسی کی ام ولد ہو جائیگی اور اپنے شریک کو باندی کی نصف قیمت اور نصف عقر ادا کریگا اور بچہ کی قیمت مین کچھ نہ دیگا اور بڑے بچہ کا نسب شریک سے ثابت نہوگا کذا فی المحیط۔ دو شخصون نے ایک باندی خریدی وہ چھ مہینے مین بچہ جنی پس ایک نے نسب ولد کا اور دوسرے نے اُسکی مان کا دعوی کیا تو دعوت صاحب ولد کی معتبر ہوگی اور باندی اسی کی ام ولد ہوگی اور بچہ حُر ہوگا اور شریک کو آدھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دیگا۔ اور اگر خریدنے سے چھ مہینے سے کم مین جنی اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو ہر ایک کی دعوت نسب صحیح ہے اور باندی کا مدعی اپنے شریک کیواسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور نہ باندی اُسکے حق کے واسطے سعی و مشقت کریگی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک نصف قیمت کا ضامن ہوگا اگر خوشحال ہے ورنہ باندی سعی کریگی اگر تنگدست ہے اور آدھے عقر کا ضامن نہوگا اور نہ مدعی اول دوسرے کو بچہ کی قیمت دیگا اور نہ باندی کی قیمت اور نہ اُسکا عقر پس اگر باندی چھ مہینے بعد لڑکی جنی اور لڑکی کے بچہ ہوا پس ایک نے اول بچہ کا اور دوسرے نے دوسرے بچہ کا ایک ساتھ دعوی کیا خواہ نانی یعنی باندی زندہ ہے یا مر گئی ہے تو ہر ایک کی دعوت صحیح ہے پس باندی پہلے کی ام ولد ہوگئی اور اُسپر باندی کی نصف قیمت و نصف عقر لازم آیا اور بچہ کی قیمت کچھ نہ دیگا اور دوسرے بچہ کا مدعی بڑی لڑکی کو اُسکا آدھا عقر دیگا اور یہی صحیح ہے اور بڑے کا مدعی نانی کی نصف قیمت اور نصف عقر کا ضامن ہوگا اور بڑے کی قیمت کا کچھ ضامن نہوگا پس اگر نانی یعنی باندی قتل کر ڈالی گئی اور ہنوز کسی نے نسب کا دعوی نہین کیا ہے اور دونون نے اُسکی قیمت لیکر باہم برابر تقسیم کر لی پھر دونون نے دعوی کیا تو باندی کی قیمت مین سے کچھ ضامن نہوگا اور بڑے بچہ کا مدعی دوسرے کو باندی کا آدھا عقر بسبب قرار وطی کے دیگا اور مان کی قیمت مین کچھ نہ دیگا یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک مان کی آدھی قیمت دیگا اگر خوشحال ہے اور چھوٹے بچہ کے مدعی پر کچھ ضمان نہین ہے اور بڑا بچہ یعنی لڑکی اپنے مدعی کی ہوگی اور دوسرے مدعی کی ام ولد ہو جائیگی۔ اور اگر نانی چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بڑے بچہ کی دعوت باطل اور چھوٹے بچہ کی دعوت صحیح ہے اور اس بچہ کی مان ام ولد ہو جائیگی اور بڑے بچہ یعنی لڑکی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دے اور یہ اسکی ام ولد ہوگئی اور بڑی لڑکی کا مدعی باندی کی آدھی قیمت اپنے شریک کو دے اور وہ اسکی ام ولد ہو جائیگی اگر زندہ ہے ورنہ اگر مر گئی تو نہین ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ دو شخصون نے ایک باندی خریدی پس اُسنے ان دونون کی ملک مین چھ مہینے سے کم مین ایک بچہ جنا پس بچہ کا ایک نے دعوی کیا تو صحیح ہے اور باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور شریک کو آدھی قیمت جو دعوی کے روز باندی کی تھی ادا کرے خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو اور اُسکا عقر کچھ نہ دیگا پس بچہ کا حکم مثل اُس غلام کے ہے جو دو شخصون مین مشترک ہے کہ اُسکو ایک نے آزاد کر دیا یہ محیط مین ہے اگر باندی دو شخصون مین مشترک ہو اور اسکے دو بچہ پیدا ہوے پس ہر ایک نے ایک ایک بچہ کا دعوی کیا پس اگر ایک پیٹ سے دونون پیدا ہوے ہین اور ایک مدعی نے بڑے کا اور دوسرے نے چھوٹے کا دعوی کیا اور معًا دونون کی زبان سے دعوی نکلا تو دونون کا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور اگر ایک نے دعوت مین سبقت کی تو دونون کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور دونون آزاد ہو جائینگے اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدھی قیمت و آدھا عقر دوسرے شریک کو ادا کریگا اور اگر دونون بچے دو پیٹ سے پیدا ہوئے

اور ایک نے بڑے کا دعوی کیا اور دوسرے نے چھوٹے کا اور دونون کا کلام ساتھ ہی زبان سے نکلا تو بڑے کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر شریک کو ادا کریگا اور چھوٹے کا نسب اُسکے مدعی سے ثابت ہوگا استحساناً اور اسکو بڑے بچہ کے مدعی کو عقر دینا پڑیگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون کا کلام ایک ساتھ زبان سے نکلا۔ اور اگر مدعی نے بڑے بچہ کا دعوی پہلے کیا تو نسب اُسکا ثابت ہو جائیگا اور وہ آزاد ہو جائیگا اور باندی ام ولد ہو جائیگی اور اُسکو آدھی قیمت باندی کی اور آدھا عقر دوسرے شریک کو دینا پڑیگا پھر اسکے بعد اگر دوسرے نے چھوٹے بچہ کا دعوی کیا تو دوسرے کی ام ولد کے بچہ کا دعوے کیا پس دوسرے کے تصدیق کی حاجت ہوگی۔ اگر اُسنے تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مثل ام ولد کے قرار دیا جائیگا اور اگر تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا اور اگر ایک نے پہلے چھوٹے بچہ کا دعوی کیا تو وہ آزاد ہو جائیگا اور مدعی سے اُس کا نسب ثابت ہوگا اور باندی مدعی کی ام ولد ہو جائیگی اور آدھی قیمت اور آدھا عقر باندی کا دوسرے شریک کو ملیگا اور بڑا بچہ دونون مین مشترک غلام ہوگا اور اگر اسکے دوسرے نے بڑے کا دعوے کیا تو ایسا ہے کہ گویا ایک مشترک غلام کو ایک نے آزاد کر دیا یعنی مدعی کا حصہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت ہوگا اور دوسرے کو اختیار ہے چاہے یون ہی آزاد کرے یا اپنے حصہ کے واسطے سعی کراوے اور اگر چاہے تو آزاد کرنے والے سے ضمان لے بشرطیکہ وہ خوشحال ہو اور اگر تنگدست ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکو سعایت اور آزادی مین اختیار ہے اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکو ضمان لینے کا اختیار ہے اگر خوشحال ہو اور اگر شریک تنگدست ہو تو سعی کرا سکتا ہے اور کچھ نہین یہ شرح طحاوی مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے اور باندی چھوڑی اُسکو حمل ظاہر ہوا پس ایک بیٹے زید نے کہا کہ حمل ہمارے باپ سے ہے اور دوسرے عمرو نے کہا کہ مجھسے ہے اور زید و عمرو دونون سے معاً دعوی واقع ہوا تو حمل عمرو کا قرار دیا جائیگا اور عمرو باندی کی نصف قیمت و نصف عقر زید کو ادا کریگا اسیطرح اگر عمرو نے دعوی مین سبقت کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر زید کی طرف سے سبقت ہوئی تو اُسکے اقرار سے باپ کا نسب ثابت ہوگا ولیکن باندی اور اُسکے پیٹ کا بچہ اسکی طرف سے بقدر اسکے حصہ کے آزاد ہوگی یہ مبسوط مین ہے اور زید دوسرے بھائی کو باندی یا اُسکے بچہ کی ضمان کچھ نہ دیگا یہ محیط مین ہے۔ اور عمرو کا دعوی کرنا نسب کا جائز ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت کی کچھ ضمان نہ دیگا مگر نصف عقر کا ضامن ہوگا اگر زید طلب کرے یہ مبسوط مین ہے ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے ایک اپنے حصہ کا ایک مہینہ سے مالک ہوا ہے اور دوسرا عمرو چھ مہینے سے مالک ہوا ہے اُسکے ایک بچہ ہوا پس دونون نے دعوی کیا تو عمرو کو ملیگا اور عمرو نصف قیمت و نصف عقر کا ضامن ہوگا اور کتابت مین مذکور نہین ہے کہ کسکو ضمان دیگا اور چاہیے یہ ہو کہ بائع کو ضمان دے نہ شریک کو اور بائع کو واجب ہے کہ زید کو پورا ثمن واپس کرے اور مشائخ نے فرمایا کہ زید کو چاہیے کہ تمام عقر کی ضمان شریک کو دے کیونکہ زید نے دوسرے کی ام ولد سے وطی کرنیکا اقرار کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونون مالکون کی ملک کا حال معلوم ہو یعنی ایک کی ملک مقدم ہے اور اگر معلوم نہو تو نسب دونون سے ثابت ہوگا اور باندی دونونکی ام ولد ہوگی اور کسی کا دوسرے پر عقر نہین ہے اور نصف عقر کی ضمان دونون بائع کو ادا کرین اور اسیطرف شیخ الاسلام نے میل کیا ہے اور بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ کسی پر دونون مین سے بالکل عقر دینا لازم نہین آتا ہے اور اسی طرف شمس الائمہ سرخسی نے میل کیا ہے اور قول اول ہمارے

ملہ کیونکہ وہ تو بڑے بچہ کے مدعی کی بحکم قاضی ام ولد ہو چکی تو اب دوسرے کا دعوی دوسرے کے دعوی کی ام ولد کے بچہ کا دعوی ٹھہرا ۱۲

اصحاب کے اصول کے موافق اشبہ ہے ہکذافی المحیط - ایک باندی ایک شخص زید دوسرے نابالغ مین مشترک ہے اُسنے بچہ جنا پس زید و نابالغ کے باپ نے دعوی کیا تو مالک رقبہ سے نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے ایک بچہ ہوا اُسکا ایک شخص نے اپنے مرض موت مین دعوی کیا تو دعوت صحیح ہے اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور بعد مرنے کے اُسکے تمام مال سے آزاد ہو جائیگی اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ بچہ ظاہر ہوا اور اگر ظاہر نہو تو تہائی مال سے آزاد ہوگی یہ محیط مین ہے - اگر ایک باندی باپ و بیٹے مین مشترک ہو اور اسکے بچہ پر دونون نے معًا دعوی کیا تو استحسانًا باپ کا نطفہ قرار دیا جائیگا اور وہ نصف قیمت و نصف عقر باندی کا ضامن ہوگا اور بیٹا بھی نصف عقر کا ضامن ہوگا پس عقر مین بدلا ہو جائیگا اور یہی حکم دادا کا ہے اگر باپ مر گیا ہو اور اگر بھائی یا چچا یا اجنبی ہو تو سب کا حکم مثل اجنبیون کے ہے کذافی الحاوی اور اگر دادا و پوتے مین باندی مشترک ہو اور دونون نے معًا دعوی کیا حالانکہ باپ زندہ موجود ہے تو دونون سے نسب ثابت ہوگا کذافی شرح الطحاوی - ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے ایسی باندی سے جو اُسکے بیٹے اور اجنبی مین مشترک ہے وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسپر بیٹے کے واسطے نصف قیمت باندی کی اور دوسرے کے واسطے آدھی قیمت باندی آدھا عقر واجب ہوگا کذافی المحیط - امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک باندی بیٹے اور باپ اور دادا مین مشترک ہے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور سب نے معًا دعوی کیا تو دادا اولی ہے اور ان دونون پر پورا عقر دادا کو دینا واجب ہوگا اگر دادا نے تصدیق کی کہ ان دونون نے اس سے وطی کی ہے اور اگر تصدیق نہ کی تو کچھ نہین دینا پڑیگا اور یہ باندی دادا کو حلال نہین ہے اگرچہ دونون کے وطی کرنے کی تکذیب کی ہو پس یہ صورت ایسی نہین ہے کہ بیٹے نے باپ کی باندی سے وطی کر کے دعوی کیا اور باپ نے تکذیب کی کیونکہ باپ پر حرام نہین ہوتی ہے یہ حاوی مین ہے - اگر مکاتب و حر مین ایک باندی مشترک ہو اور اُسکے بچہ ہوا پس مکاتب نے نسب ولد کا دعوی کیا یہانتک کہ اس بچہ کا نسب ثابت ہو گیا تو اپنے شریک کو باندی کی قیمت و نصف عقر تاوان دے اور اگر آزاد و غلام تاجر مین مشترک ہو اور بچہ جنی اور غلام تاجر نے نسب کا دعوی کیا یہانتک کہ نسب اُس سے ثابت ہو گیا تو وہ باندی کی قیمت مین شریک کو کچھ ضمان نہ دیگا یہ محیط مین ہے اور اگر باندی حر و مکاتب کے درمیان ہو تو حر اولے ہے کذافی الحاوی - باندی ذمی و مسلمان کے درمیان مشترک ہے اُسکے بچہ ہوا اُسپر دونون نے دعوی کیا تو ہمارے نزدیک مسلمان کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر ذمی مسلمان ہو گیا پھر باندی کے بچہ ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا دونون سے میراث لیگا اور دونون اُسکے وارث ہونگے خواہ باندی مین نطفہ قرار پانا ذمی کے اسلام سے پہلے ہو یا بعد ہو - اور اگر باندی دو مسلمان مین مشترک ہو پس ایک مرتد ہو گیا پھر باندی کے بچہ پیدا ہوا اور دونون نے دعوی کیا تو مسلمان کا بچہ قرار دیا جائیگا خواہ دوسرے کے مرتد ہونے سے پہلے نطفہ قرار پایا ہو یا اُسکے بعد اور جب بچہ مسلمان کا قرار پایا تو باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور مرتد کو اُسکے مثل قیمت کی ضمان دیگا اور عقر مین دونون کا بدلا ہو جائیگا کذافی المحیط - اور اگر باندی مسلم و ذمی مین مشترک ہو اور مسلم مرتد ہو گیا پھر دونون نے باندی کے بچہ کا دعوی کیا تو وہ بچہ مرتد کا قرار دیا جائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور نصف قیمت اور نصف عقر باندی کا ذمی کو دے اور ذمی نصف عقر اسکو ادا کرے اور اگر ان سب صورتون مین کوئی شریک نے دعوت مین سبقت کی تو وہی اولی ہوگا

خواہ کوئی ہو کذا فی الحاوی ایک باندی مسلم و مرتد میں مشترک ہے دونوں نے نسب کا دعوی کیا تو بچہ مسلمان کا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مجوسی و کتابی میں مشترک ہو تو استحسانًا کتابی کا نطفہ قرار دیا جائیگا یہ شرح طحاوی میں ہے۔ ایک باندی مسلمان و ذمی و مکاتب و مدبر و غلام میں مشترک ہے اور سب نے اُسکے بچہ کا دعوی کیا تو آزاد مسلم اولی ہے اور ہر ایک مدعی پر بقدر حصہ شرکت کے عقر[له] واجب ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے اگر باندی ایک مجوسی آزاد اور ایک مکاتب مسلمان کے درمیان مشترک ہو اُسکے بچہ پر دونوں نے دعوی کیا تو مجوسی کا بیٹا قرار پاویگا یہ محیط میں ہے۔ ایک ذمی کی باندی ہے اُسنے آدھی مسلمان کے ہاتھ فروخت کر دی پھر باندی چھ مہینے سے پہلے بچہ جنی اور دونوں نے اُسپر دعوی کیا تو ذمی کا بیٹا ہوگا اور بیع باطل ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر باندی دو شخصوں میں مشترک ہو اُسکے نطفہ قرار پایا پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کے ہاتھ فروخت کیا پھر چھ مہینے سے کم میں وہ بچہ جنی اور مشتری نے اُس کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا اور بیع باطل ہوگی اور ثمن واپس لیگا اور بائع کو اُسکا حصہ قیمت و عقر دیگا اسی طرح اگر بائع نے اُسکا دعوی کیا ہو تو بھی ایسے ہی احکام جاری ہونگے کذا فی الحاوی اور اگر دونوں نے دعوی کیا تو دونوں کا بیٹا قرار پائیگا کذا فی المحیط

پانچویں فصل

غیر قابض و قابض کے اور دو غیر قابضوں کی دعوت نسب کے بیان میں ایک بچہ نابالغ جو بولتا نہیں ہے ایک شخص کے قبضہ میں ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ میرا بیٹا ہے تو استحسانًا اُس سے نسب ثابت ہوگا بشرطیکہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکتا ہو اور اگر دوسرے نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے تو نسب ثابت ہوگا خواہ قابض تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور یہ استحسان ہے قیاسًا ثابت نہوگا اور اگر اُسپر قابض اور دوسرے شخص نے دعوی کیا تو قابض اولی ہے اور اگر کسی نے دعوت میں سبقت کی تو سابق اولی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے امام محمد رح نے کتاب الاصل میں فرمایا کہ اگر ایک آزاد مسلمان کے قبضہ میں ایک طفل ہے وہ دعوی کرتا ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے پھر ایک آزاد مسلمان یا ذمی یا غلام آیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے اور قابض کے پاس نسب کے گواہ نہیں ہیں تو مدعی کی ڈگری ہو جائیگی اور شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ بچہ ان صورتوں میں آزاد ہوگا اور شمس الائمہ حلوائی نے ذکر کیا کہ سوائے غلام کی صورت کے سب صورتوں میں آزاد ہوگا اور یہی اشبہ ہے کذا فی المحیط۔ غیر قابض و قابض دونوں نے بیٹے ہونے کے گواہ قائم کیے تو قابض اولی ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر ہر ایک قابض و غیر قابض نے گواہ دیے کہ یہ بچہ میری اس عورت سے میرا بیٹا ہے تو قابض کے نسب کی ڈگری ہوگی اسی عورت سے اگرچہ یہ عورت اس سے انکار کرتی ہو۔ اسی طرح اگر عورت مدعی ہو اور باپ منکر ہو تو بھی ایسا ہی ہوگا کذا فی المحیط۔ اگر ایک بچہ کسی شخص کے قبضہ میں ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے چھ مہینے سے زیادہ ہوتا ہے کہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے ایک سال ہوا کہ پیدا ہوا ہے اور بچہ کے سن میں اشکال ہے تو قابض کی گواہی قبول ہوگی یہ محیط میں ہے۔ دو جورو خصم مملوک ہیں اور دونوں کے قبضہ میں ایک طفل ہے دونوں گواہ قائم کرتے ہیں کہ یہ انکا بیٹا ہے اور ایک آزاد ذمی یا مسلمان نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری اس آزادہ جورو سے میرا بیٹا ہے تو آزاد کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے اگر ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ میں ہے اُسپر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا میری اس عورت سے ہے اور یہ دونوں آزاد ہیں اور قابض نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہے اور اُسکی ماں کی طرف منسوب نہ کیا تو مدعی کی ڈگری ہوگی اسیطرح

[له] عقر وہ مال ہے جو بعوض وطی کے شخص پر واجب ہو ۱۲

اگر ماں مدعیہ ہو تو بھی ایسا ہی ہے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک بچہ ذمی کے قبضہ میں ہے اُس پر ایک مسلمان نے مسلمانوں یا ذمیوں میں سے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور ذمی نے بھی ایسے دعوی پر ذمی گواہ پیش کیے تو مسلم کی ڈگری ہوگی اور اگر ذمی کے گواہ مسلمان ہوں تو اُسی کی ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک باندی کے دو بیٹے ہیں وہ باندی مع ایک بچہ کے ایک شخص زید کے قبضہ میں ہے اور دوسرا بچہ عمرو کے قبضہ میں ہے پس ہر ایک نے دونوں میں سے دعوی کیا کہ باندی میری ہے اور دونوں بیٹے میرے ہیں میری اسی باندی سے پیدا ہوئے ہیں تو جس شخص کے قبضہ میں باندی ہے اسی کے نام باندی اور دونوں بچوں کی ڈگری ہوگی خواہ دونوں بچے ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئے ہوں یا مختلف پیدا ہوئے ہوں۔ اور اگر ہر ایک نے باندی کا مع فقط اُس بچہ کے جو اُسکے قبضہ میں ہے دعوے کیا پس اگر دونوں بچہ ایک ہی پیٹ سے پیدا ہوئے تو یہ صورت اور پہلی دونوں یکساں ہیں اور اگر دو پیٹوں سے پیدا ہوئے ہیں پس اگر بڑا چھوٹا نہ معلوم ہو تو قابض کے نام باندی کی اور ہر ایک کے نام اُسکے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور اگر چھوٹا بڑا معلوم ہوتا ہے اور بڑا قابض باندی کے قبضہ میں ہے تو اُسکے نام باندی اور بڑے بچہ کی ڈگری ہوگی اور چھوٹے کی نہوگی اور اگر بڑا غیر قابض باندی کے قبضہ میں ہو تو ہر ایک کے نام اُسکے مقبوضہ بچہ کی ڈگری ہوگی اور کتاب میں مذکور ہے کہ باندی کی ڈگری بڑے بچہ کے قابض کے نام ہوگی یہ محیط میں ہے۔ ایک غلام و باندی ایک شخص کے قبضہ میں ہے ایک دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ باندی میری ہے میرے فراش پر مجھسے اسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے یہ بچہ میرے فراش پر اس سے پیدا ہوا ہے تو قابض کے گواہ مقبول ہونگے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ یہ غلام نابالغ ہو یا بالغ ہو مگر قابض کی تصدیق کرتا ہو اور اگر بالغ ہو اور مدعی کی تصدیق کرتا ہو تو مدعی کے نام غلام و باندی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط باب الولاء والشہادۃ میں ہے۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ آزاد عورت کے ایک لڑکا ہے اور دونوں کسی مرد کے قبضہ میں ہیں اور دوسرے مرد نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے نکاح کیا اور اسکے میرے فراش پر یہ بچہ اس سے پیدا ہوا ہے اور قابض نے اسکے مثل گواہ قائم کیے تو بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی خواہ لڑکے نے قابض کے بیٹے ہونے کا دعوی کیا ہو یا مدعی خارج کے بیٹے ہونے کا دعوی کیا ہو۔ اور اگر قابض ذمی ہو اور اُسکے گواہ مسلمان ہوں اور مدعی مسلمان اور اُسکے گواہ مسلمان ہوں اور عورت بھی ذمی ہو تو عورت و بچہ کی ڈگری قابض کے نام ہوگی اور اگر عورت مسلمان ہو تو مدعی کی ڈگری ہوگی خواہ قابض کے گواہ مسلمان ہوں یا ذمی ہوں کذا فی المحیط اور اگر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ میں نے اس سے فلاں وقت نکاح کیا ہے اور قابض کے گواہوں نے اس سے پیچھے وقت نکاح کی گواہی دی تو مدعی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط میں ہے اگر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ عورت میری جورو ہے میں نے اس سے نکاح کیا ہے اور مجھ سے میرے فراش پر اسکے یہ بچہ پیدا ہوا ہے اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے میرے فراش پر اسکے یہ غلام میری ملک میں پیدا ہوا ہے تو بچہ کی ڈگری شوہر کے نام اور باندی کی ملک کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اور بچہ اور باندی دونوں مدعی کی ملک تھے مگر بچہ باقرار مدعی آزاد ہوگا اور باندی بھی اُسکے اقرار سے اُسکی اُم ولد ہو جائیگی ولیکن اگر مدعی کے گواہوں نے یہ گواہی دی کہ اس باندی نے اسکو دھوکا دیا اور اپنے آپکو آزاد کہکر نکاح کیا ہے تو اسوقت بچہ البتہ بقیمت آزاد ہوگا یہ محیط میں ہے

اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اور اُسکے ایک بچہ ہی اُسپر دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرے باپ کی باندی ہے اُسی کے فراش سے یہ بچہ اس باندی کے پیدا ہوا ہی اور باپ مدعی کا مر چکا ہے اور دوسرے گواہون نے یہ گواہی دی کہ یہ اسی قابض کی باندی ہی اسی کی ملک و فراش پر یہ بچہ جنی ہی اور وہ اسکا بیٹا ہے تو غیر قابض کے باپ میت کا بیٹا ہونے کی ڈگری ہوگی اور باندی آزاد کیجائیگی اور اُسکی ولا میت کو پہونچیگی اور قابض کے نام اسمین سے کچھ ڈگری نہ ہوگی کذا فی الحاوی اگر بچہ کسی شخص کے قبضہ مین ہو اُسپر ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا بچہ ہی تو اُسکے نسب سے ہونے کا حکم ہو جائیگا اور اگر قابض اسکا مدعی ہو تو یہ حکم ہوگا اور اگر عورت نے صرف ایک عورت گواہ قائم کی کہ یہ بچہ اس مدعیہ کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے پس اگر قابض دعوی کرتا ہی کہ یہ میرا بیٹا یا غلام ہی تو عورت کے نام کچھ ڈگری نہوگی اور اگر کچھ دعوی نہین کرتا ہے تو عورت کے نام صرف ایک عورت کی گواہی پر ڈگری ہو جائیگی اور یہ استحسان ہی یہ مبسوط مین ہی ایک بچہ ایک عورت کے قبضہ مین ہے اُسپر دوسری عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بچہ ہی اور اسپر گواہ ایک عورت قائم کی اور قابضہ نے بھی اسی دعوی پر ایک عورت گواہ دی تو قابضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر ہر ایک کے واسطے دو مردون نے گواہی دی تو قابضہ کی ڈگری ہوگی اور اگر قابضہ کی ایک عورت نے اور مدعیہ غیر قابضہ کی دو مردون نے گواہی دی تو مدعیہ کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہی۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہو وہ کچھ دعوی نہین کرتا ہی پس ایک عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی مین نے اسکو جنا ہے اور ایک مرد نے گواہ قائم کیے کہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور اُسکی ماں کا نام نہ لیا تو اس مرد مدعی اور عورت مدعیہ کے نسب سے قرار دیا جائیگا اسی طرح اگر عورت کے قبضہ مین ہو تو بھی یہی حکم ہوگا اور دونون مین فراش کا حکم بالاقتضاء ہے کذا فی المبسوط۔ امام اعظم رح نے فرمایا کہ دو غیر قابض مدعیون مین ہر ایک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہی میرے فراش پر میری اس عورت سے پیدا ہوا ہی تو وہ دونون مردون اور دونون عورتون کے نسب سے قرار دیا جائیگا اور صاحبین رحمہم اللہ تعالی عنہ نے کہا کہ فقط دونون مردون کے نسب سے قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک بچہ ایک شخص کے قبضہ مین ہی دو شخص آئے اور ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور دونون نے گواہ دیے کہ یہ میرا بیٹا ہی تو دونون کے نسب سے ہونے کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک فریق گواہ نے دوسرے سے پہلے وقت بیان کیا تو لڑکے کا سن دیکھا جائیگا پس اگر ایک کے وقت سے موافقت رکھتا ہو دوسرے سے مخالف ہو تو موافق کے نام ڈگری ہوگی اور اگر ایک کے وقت سے یقیناً مخالف ہو اور دوسرے کے وقت سے اشکال و اشتباہ ہو تو مشتبہ کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون کے وقت مین اشتباہ ہو مثلاً ایک فریق نے نو برس دوسرے نے دس برس بیان کیے اور سن دونون کو متحمل ہو تو صاحبین رح کے نزدیک وقت کا اعتبار ساقط اور دونون کے نام ڈگری ہوگی یہ روایات متفق ہین اور شمس الائمہ حلوائی نے شرح مین ذکر کیا کہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی سے عامہ روایات مین مذکور ہی کہ دونون کی ڈگری ہوگی اور یہی صحیح ہی۔ یہ محیط مین ہی ایک لقیط پر دو شخصون نے دعوی کیا ایک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہی اور دوسرے نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری بیٹی ہی پھر جو دیکھا تو وہ خنثی نکلا پس اگر مردون کے پیشاب کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہی تو وہ لڑکے کے مدعی کا ہے اور اگر عورتون کے سوراخ سے پیشاب کرتا ہی تو بیٹی کے مدعی کا ہی اور اگر دونون سوراخ سے پیشاب کیا تو جس سوراخ سے پہلے

ف قاعدہ دونون گواہون کی ڈگری ... دونون کا ہوگا ... ۱۲

نکلا اُسی کے مدعی کا ہوگا اور اگر دونون سے ایک ساتھ پیشاب کیا اور کوئی آگے پیچھے نہ ہوا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ مجھے علم نہین پس دونون مین کیا حکم کیا جاوے اور صاحبین نے فرمایا کہ جس سے زیادہ پیشاب خارج ہو اُس کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور اگر دونون سے برابر نکلا تو بالاتفاق مشکل ہے اور مشتبہ ہے یہ شرح منظومہ مین ہے اگر مسلمان غلام نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش سے اس باندی سے پیدا ہوا ہے اور ایک ذمی نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس عورت سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے تو آزاد ذمی کے نام حکم ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسکے نسب کا دو غیر قابضون نے ایک مسلمان اور ایک ذمی نے دعوی کیا اور ہر ایک نے مسلمان گواہ اس امر کے قائم کیے کہ میرا بیٹا ہے تو مسلمان کے نسب کی ڈگری ہوگی اور بسبب اسلام کے اُسکو ذمی پر ترجیح دیجائیگی یہ محیط مین ہے اور اگر یہودی و نصرانی و مجوسی مین ہر ایک نے اس امر کے گواہ دیے تو یہودی و نصرانی کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ ایک لڑکا ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسپر ایک آزاد مسلمان نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا میری اس عورت سے پیدا ہوا ہے اور غلام یا مکاتب نے بھی ایسا ہی دعوی کیا تو آزاد مسلمان کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک غلام نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے میری اس باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہے اور دوسرے مکاتب نے اُسپر دعوی کیا کہ میری اس مکاتبہ سے پیدا ہوا ہے تو مکاتب کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے

چھٹی فصل

جورو مرد کے دعوی کرنے کے بیان مین درحالیکہ بچہ دونون یا ایک کے قبضہ مین ہو۔ اگر لڑکا ایک مرد اور اُسکی عورت کے قبضہ مین ہے پس مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوائے دوسری سے ہے اور عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس مرد کے سوائے دوسرے سے ہے تو وہ لڑکا دونون کا شمار کیا جائیگا یہ اُسوقت ہے کہ نکاح دونون مین ظاہر ہو اور اگر ظاہر نہو تو دونون مین نکاح کا حکم ہو جائیگا کذا فی شرح الطحاوی اور اگر بچہ شوہر کے ہاتھ مین ہو اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہے اور جورو نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے تو شوہر کا قول مقبول ہوگا اور اگر عورت کے قبضہ مین ہو اُسنے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے پہلے میرے شوہر کا ہے اور شوہر نے کہا کہ میرا بیٹا تجھ سے ہے تو بھی شوہر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر شوہر نے پہلے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوائے دوسری میری عورت سے ہے اور وہ اُسکے قبضہ مین ہے تو دوسری عورت سے نسب ثابت ہو جائیگا پھر اسکے بعد اگر اس عورت نے دعوی کیا تو ان دونون سے ثابت نسب نہوگا اور اگر پہلے عورت نے دعوی کیا کہ یہ بچہ میرا بیٹا اس مرد کے سوائے دوسرے سے ہے اور بچہ دونون کے قبضہ مین ہے پھر اسکے بعد مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس عورت کے سوائے دوسری سے ہے پس اگر دونون مین نکاح ظاہر ہو تو دونون کا قول قبول ہوگا اور دونون کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور اگر دونون مین نکاح ظاہر نہو تو عورت کا قول قبول ہوگا اور اُسی سے نسب ثابت ہوگا جبکہ مرد نے عورت کی تصدیق کی اور یہ اُسوقت ہے کہ بچہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہے اور اگر تعبیر کر سکتا ہے اور وہان کوئی قیمت ظاہر نہین ہوتی ہے تو بچہ کا قول معتبر ہوگا جسکی اُسنے تصدیق کی اُسی سے اُسکا نسب اُسکی تصدیق سے ثابت ہوگا یہ سراج الوہاج مین ہے۔ عورت نے اپنے شوہر پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے ہے اور بچہ عورت کے پاس ہے اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی اور شوہر نے جورو کی تکذیب کی تو امام محمد رحمہ اللہ

نے فرمایا کہ جب عورت کو لازم ہوا تو مرد کو بھی لازم ہوا یہ وجیز کردری مین ہی۔ ایک عورت کا شوہر موجود ہے اُسنے ایک لڑکے کا دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس شوہر سے ہی اور شوہر نے تکذیب کی تو دعوت صحیح نہین ہے جب تک کہ ایک عورت گواہی نہ دے کہ یہ عورت اسکو جنی ہی اور اگر عورت معتدہ ہو اور شوہر پر نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک پوری حجت کی ضرورت ہی اور اگر معتدہ و منکوحہ نہو تو نسب بدون حجت کے ثابت نہوگا اور اگر شوہر نے اُسکی تصدیق کی تو دونون کا بیٹا قرار پائیگا اگرچہ کسی عورت نے ولادت کی گواہی نہ دی ہو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید مین ہی۔ اگر شوہر بچہ کا مدعی ہی اور عورت نے اُسکی تکذیب کی اور ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو شوہر کی تصدیق نہ کیجائیگی اور جنائی کی گواہی سے اُسی وقت ثبوت ہوتا ہی جب عورت ولادت کی مدعیہ ہو یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک لڑکا ایک مرد و عورت کے قبضہ مین ہی عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اسی مرد سے ہی اور مرد نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا دوسری عورت سے ہے تو وہ مرد کا بیٹا قرار پائیگا نہ عورت کا۔ اور اگر کسی عورت نے آکر عورت کی طرف سے ولادت کی گواہی دی تو لڑکا مرد کی طرف سے عورت کا ہوگا اور اس گواہی سے وہ عورت اُسکی زوجہ ہوگی اور اگر لڑکا مرد کے قبضہ مین ہو نہ عورت کے اور عورت اُسکی آزاد جورو ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی پھر ایک عورت نے ولادت کی گواہی دی تو یہ لڑکا عورت کا اس مرد سے قرار نہ دیا جائیگا اور مرد کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مرد و عورت حرّہ نے ایک لڑکے کی نسبت جو دونون مین سے ایک کے قبضہ مین ہے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ یہ ہمارا بیٹا ہی پس وہ دونون کا بیٹا ہی اور عورت مرد کی جورو ہی پس اگر عورت اپنا آزاد ہونا نہین جانتی ہی اور کہتی ہے کہ مین تیری ام ولد ہون اور یہ میرا بیٹا ہی تجھسے پیدا ہی اور مرد نے کہا کہ نہین اور تو میری جورو ہے تو وہ دونون کا بیٹا ہی ولیکن عورت نے رق کا اقرار کیا اور مرد نے اُسکی اس امر کی تکذیب کی پس عورت کی رقیت[1] ثابت نہ ہوتی اور مرد نے اُس سے نکاح کا دعوی کیا مگر عورت نے اُسکی تکذیب کی پس دونون مین نکاح نہ قرار پایا اسی طرح اگر عورت نے دعوی کیا کہ مین اُسکی جورو ہون اور مرد نے کہا کہ یہ میری ام ولد ہے تو یہ صورت اور صورت اول دونون یکسان ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مرد نے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھسے نکاح جائز سے پیدا ہے اور عورت نے کہا کہ یہ بیٹا میرا تجھسے نکاح فاسد سے ہے تو بچہ دونون کا بیٹا ہی۔ اسی طرح اگر عورت نے مرد سے کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح جائز سے تجھسے پیدا ہی اور مرد نے کہا کہ میرا بیٹا تجھسے نکاح فاسد سے پیدا ہی تو دونون کا بیٹا قرار پائیگا اور مدعی جواز کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے فساد نکاح کا دعوی کیا تو اُس سے وجہ فساد دریافت کیجاوے گی اور دونون مین جدائی کردیجائیگی اور یہ تفریق حق مہر و نفقہ مین تفریق بطلاق ہوگی حتی کہ اُسکے ذمہ مہر و نفقہ لازم ہوگا اور اگر عورت مدعی فساد ہو تو تفریق نہ کیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔

فصل ساتوین

غیر کی باندی کے بچہ کا بحکم نکاح دعوی کرنے کے بیان مین۔ ایک شخص کے قبضہ مین ایک باندی ہی اُس سے اُسکا ایک لڑکا ہی پس گواہ قائم کیے کہ یہ باندی زید کی ہی مجھسے اسنے نکاح کیا ہی پھر مجھسے یہ بچہ جنی اور زید نے گواہ قائم کیے کہ جو باندی اسکے قبضہ مین ہی اسنے میرے ساتھ نکاح کردیا ہی اور مجھسے اسکے یہ ایک دوسرا بیٹا ہے تو ہر ایک کے واسطے اُسکے مقبوضہ بیٹے کی ڈگری ہوگی اور قابض کے ہاتھ مین باندی متوقف رکھی جائیگی کوئی اُس سے وطی نہین کرسکتا ہے

[1] یعنی باندی ہونا [illegible] ۱۲

اور دونون مین سے اگر کوئی مرگیا تو آزاد ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے ایک باندی مع بچہ کے دوسرے کے قبضہ مین ہی پس اُسپر ایک مرد نے دعوی کیا کہ قابض نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا اور اولاد ہوئی اور قابض نے دعوی کیا کہ یہ باندی مدعی کے قبضہ مین تھی اُسنے میرے ساتھ نکاح کر دیا اور اولاد میری ہے تو بچہ کا نسب دونون سے ثابت ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی کا حکم متوقف رہیگا دونون مین سے کوئی اُس سے وطی نہ کرے گا اور جب کوئی مر گیا تو باندی آزاد ہو جائیگی یہ تاتارخانیہ مین خزانہ سے منقول ہے۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک باندی ہے اور اُسی کے قبضہ مین اُسکا بچہ ہی اور عمرو نے دعوی کیا کہ زید یعنی مالک کی بلا اجازت اس باندی نے مجھ سے نکاح کیا اور میرے فراش سے اُسکے یہ بچہ ہے جو زید کے قبضہ مین چھ مہینے بعد پیدا ہوا ہے اور اسپر گواہ قائم کیے اور مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا بیٹا ہے میرے فراش پر میری اسی باندی سے پیدا ہوا ہے تو بیٹے کی ڈگری شوہر کے نام اور اُس سے اُسکا نسب ثابت اور مالک کے اقرار سے آزاد ہوگا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے قرار دیجائیگی کہ مالک کے مرنے پر آزاد ہو گی کذا فی الحاوی ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسکے بچہ پیدا ہوا اور اُسکا قابض نے دعوی کیا پھر ایک دوسرے شخص سے کہا کہ یہ تیری باندی ہی تو نے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا اور دوسرے نے اسکی تصدیق کی اور اصل مین ثبوت نہین ہوتا ہے کہ یہ باندی دوسرے کی تھی تو بچہ آزاد اور قابض سے اُسکا نسب ثابت اور باندی اُسکی ام ولد قرار دیجائیگی ولیکن مقرلہ کو باندی کی قیمت دیگا اور اگر اصل مین معلوم ہوتا ہی کہ مقرلہ کی باندی تھی تو قابض سے نسب ثابت اور بچہ و باندی دونون مقرلہ کے مملوک ہونگے اور اگر اصل مین مقرلہ کی باندی ہونا معلوم ہوا ولیکن مقرلہ نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا ہی اور قابض نے کہا کہ تو نے میرے ساتھ نکاح کر دیا ہی بچہ میرا ہی تو قابض باندی کی قیمت اسکو دیگا اور عقر نہ دیگا اسی طرح اگر قابض نے کہا کہ یہ باندی تو نے میرے ہاتھ فروخت کر دی اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ تیرے نکاح مین دی تو یہ صورت و صورت اولی یکسان ہین اور اگر اصل مین معلوم ہو کہ یہ باندی مقرلہ کی تھی تو مقرلہ سب صورت مین بچہ و باندی کو اپنی ملک مین لے لیگا سوائے ایک صورت کے کہ جب مقرلہ نے اقرار کر دیا کہ مین نے اسکو تیرے ہاتھ فروخت کر دیا ہی تو مقرلہ باندی کو نہین لے سکتا ہی اور نہ قابض اُسکو قیمت دیگا ولیکن قابض پر عقر واجب ہوگا اور باندی بمنزلہ ام ولد کے موقوف رہیگی یہ مبسوط مین ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہی اور مجھسے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا اور یہ بچہ تجھسے ہی تو امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ بچہ مستولد کے نسب سے ثابت النسب ہوگا اور آزاد ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور موقوف رہیگی کہ کسی کی خدمت نہ کریگی نہ اور کوئی اُس سے وطی کر سکتا ہی اور شوہر پر ادائے ثمن کے واسطے مہر واجب ہوگا اور اگر مستولد نے خرید کا دعوی کیا اور مولی نے اُسکے ساتھ نکاح کر دینے کا اور باقی مسئلہ بحالہ ہو تو بچہ ثابت النسب اور باندی مع بچہ کے مولی کے دونون مملوک ہونگے اور مستولد کو اُس سے وطی حلال نہین ہی اور مولی کو حلال ہی یہ محیط مین ہے

آٹھوین فصل

ولد الزنا اور جو اُسکے حکم مین ہی اُسکی دعوت نسب کے بیان مین۔ اگر کسی نے کسی عورت سے زنا کیا اور اُسکے بچہ پیدا ہوا اور زانی نے اُسکا دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا ولیکن عورت سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر کسی نے

ایک بچہ غلام پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہی تو اُس سے نسب ثابت نہوگا خواہ مالک نے اُسکی تکذیب کی یا تصدیق کی ہو اور اگر مدعی اس بچہ کا کسی سبب سے مالک ہو جاوے تو اُسکے پاس سے آزاد ہو جائیگا اور اگر اُسکی مان کا مالک ہو تو وہ اُسکی ام ولد نہوگی یہ بدائع مین ہی۔ اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ فجور سے میرا بیٹا ہے یا مین نے عورت سے فجور کیا پس وہ یہ بچہ جنی ہے یا بدون رشد کے یہ میرا بچہ ہی تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر ایسا بچہ مدعی کے باپ یا ماموں یا کسی ذی رحم محرم کے نسب سے ہو تو مدعی سے اسکا نسب ثابت نہوگا جبکہ اُسنے کہدیا ہو کہ یہ زنا سے ہی اور ان لوگون کے مالک ہونے سے یہ بچہ اُنکے پاس سے آزاد نہوجائیگا اور یہ صورت بخلاف اس صورت کے ہے کہ اگر یہ بچہ مدعی کے بیٹے کا ہو تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اگرچہ مدعی کا بیٹا کہتا ہو کہ یہ زنا سے ہی کذا فی المحیط۔ اگر مدعی نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے حالانکہ یہ باپ نہین ہی اور نہ کہا کہ زنا سے ہی پھر اُسکا مالک ہوا تو نسب ثابت ہوگا اور آزاد ہو جائیگا اسی طرح اگر کہا کہ یہ میرا بیٹا نکاح فاسد یا خرید فاسد سے ہی یا شبہہ کا دعوی کیا یا کہا کہ یہ باندی مین اُسکے مالک کے پاس لیئے جاتا تھا یعنی راستہ مین میرے جماع سے یہ بچہ ہوا ہے اور مولی نے اسکی تکذیب کی تو جبتک دوسرے کا غلام ہی نسب ثابت نہوگا اور جب مدعی اُسکا مالک ہو تو نسب ثابت ہوگا آزاد ہو جائیگا اور اگر باندی کا مالک ہو تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی یہ حاوی مین ہی۔ ایک مرد نے اقرار کیا کہ مین نے آزاد عورت سے زنا کیا اُس سے یہ لڑکا پیدا ہوا ہی اور عورت نے اسکی تصدیق کی تو نسب دونون مین کسی سے ثابت نہوگا و لیکن دائی نے اگر ولادت کی گواہی[له] دی تو عورت سے ثابت ہوگا مرد سے ثابت نہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مرد نے کسی عورت حرّہ یا مملوکہ سے زنا کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ بیٹا میرا اس سے زنا سے ہے اور عورت نے نکاح فاسد یا جائز کا دعوی کیا تو نسب مرد سے ثابت نہوگا اگرچہ بچہ کا مالک ہو جاوے و لیکن وقت مالک ہونے کے آزاد ہو جائیگا اور مرد پر حد جاری نہوگی و لیکن عقر اُسکو دینا پڑیگا اسی طرح اگر عورت نے ایک گواہ قائم کیا تو بھی مرد سے نسب ثابت نہوگا اگرچہ گواہ عادل ہو اور مرد پر عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت دونون صورتون مین لازم ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک عورت کے مقبوضہ لڑکے پر دعوی کیا کہ یہ زنا سے میرا بیٹا ہی اور عورت نے کہا کہ نکاح سے ہی تو نسب ثابت نہوگا پھر اگر اُسکے بعد کہا کہ نکاح سے ہی تو ثابت ہو جائیگا اسی طرح اگر عورت نے زنا سے اور مرد نے نکاح سے دعوی کیا تو نسب نہ ثابت ہوگا پھر اگر عورت نے تصدیق مرد کی طرف عود کیا تو مرد سے نسب ثابت ہو جائیگا کذا فی الحادی۔ اگر مرد نے نکاح کا اور عورت نے زنا کا دعوی کیا پس اگر لڑکا مرد کے پاس ہی تو نسب مرد سے ثابت ہو جائیگا اور اگر عورت کے پاس ہی تو مرد سے ثابت نہوگا اور اگر مرد اُسکا مالک ہوا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر اسکی مان کا مالک ہوا تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور مرد پر حد جاری نہوگی عقر واجب ہوگا اور عورت پر عدت واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مرد نے ایک گواہ نکاح پر پیش کیا تو مرد سے نسب ثابت نہوگا جبکہ بچہ عورت کے پاس ہو اسی طرح اگر دو گواہ پیش کیے مگر اُنکی تعدیل نہوئی یا دونون محدود القذف یا اندھے تھے تو نسب ثابت نہوگا و لیکن مہر و عدت واجب ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کی جورو اُسکے فراش پر بچہ جنی پس شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے زنا کیا اور مجھ سے یہ بچہ اسکے پیدا ہوا اور عورت نے اُسکی تصدیق کی تو مرد سے نسب اُسکا ثابت ہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کسی شخص کی جورو کے اُسکے فراش سے لڑکا

[له] یعنی گواہی دی کہ میرے ہاتھون فلان عورت سے پیدا ہوا ہے ۱۲

ہوا شوہر نے کہا کہ تجھسے فلان شخص نے زنا کیا اور یہ بچہ اُسی کا ہی اور عورت نے تصدیق کی اور فلان شخص نے بھی اِسکا اقرار کیا تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہی یہ مبسوط مین ہی

نوین فصل مالک کی اپنی باندی کے بچہ کے دعوی نسب کے بیان مین۔ امام محمد رحنے فرمایا اگر مرد نے اپنی باندی اپنے غلام سے بیاہ دی پھر چھ مہینے یا زیادہ کے بعد اُسکے بچہ ہوا تو شوہر کا بچہ ہوگا اور اگر شوہر نے اسکی نفی کی تو اُسکے نفی کرنے سے نفی نہوگی پس اگر مولی نے دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہے تو دعوت صحیح نہین ہے اور نہ اُس سے نسب ثابت ہوگا ولیکن اُسکے اقرار کی وجہ سے بچہ آزاد ہوجائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی اور اگر اسی صورت مسئلہ مین مولی نے کہا کہ یہ بچہ اسی باندی سے زنا سے میرا بیٹا ہے تو باندی اُسکی ام ولد نہوگی۔ اور اگر نکاح کے وقت سے چھ مہینے سے پہلے باندی کے بچہ ہوا تو اُسکے شوہر سے نسب ثابت نہوگا پھر اگر مولی نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو اُس سے نسب ثابت ہوجائیگا اور نکاح فاسد ہونیکا حکم دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنی باندی کو دوسرے کے غلام سے باجازت اُسکے مالک کے یا کسی آزاد سے بیاہ دیا اور چھ مہینے یا زیادہ مین اُسکے بچہ ہوا تو مولی کے دعوی سے اُسکا نسب مولی سے ثابت نہوگا خواہ شوہر اسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے ولیکن مولی کے اقرار کی وجہ سے آزاد ہوجائیگا اگرچہ ثبوت نسب نہین ہی اور باندی بمنزلہ اُسکی ام ولد کے ہوگی اور نسب شوہر سے ثابت ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور آیا فساد نکاح کا حکم دیا جائیگا یا نہین پس درصورتیکہ شوہر نے تکذیب کی تو شک نہین کہ فساد نکاح کا حکم نہ دیا جائیگا ولیکن تصدیق کی صورت مین بعض مشائخ نے فرمایا کہ حکم فساد دیا جائیگا اور بعض نے کہا کہ نہ دیا جائیگا مگر جبکہ شوہر نے یون اقرار کیا ہو کہ یہ بچہ مولی کا ہی باندی نکاح سے پہلے اُس سے حاملہ ہوگئی تھی تو فساد نکاح کا حکم ہوگا۔ اگر زید نے اپنی باندی عمرو کے ساتھ بیاہ دی پھر اُسکو فروخت کیا پھر وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین یا وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ ہوا پس مولی نے اُسکا دعوی کیا تو حق نسب مین تصدیق نہ کیجائیگی اور نہ بچہ آزاد ہوگا اور نہ بیع ٹوٹیگی اور بچہ اپنی ماں کے خاوند کا بحالہ رہیگا اور اگر مشتری نے اُسکا دعوی کیا تو حق نسب مین دعوت صحیح نہین ہی ولیکن آزاد ہوجائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہوجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی کی باندی نے بلا اجازت مالک کے نکاح کرلیا پھر چھ مہینے مین بچہ جنی پس شوہر و مولی نے دعوی کیا تو شوہر کا بیٹا ہوگا اور مولی کے دعوی سے آزاد ہوجائیگا اسی طرح کسی کی ام ولد نے بلا اجازت مالک کے نکاح کرلیا اور شوہر نے اُس سے وطی کی پھر چھ مہینے مین بچہ ہوا پھر دونون نے اُسکا دعوی یا دونون نے نفی یا ایک نے دعوی اور دوسرے نے نفی کی تو ہر حال مین شوہر کا بیٹا قرار دیا جائیگا یہ حاوی مین ہی۔ ایک باندی کے مالک نے ایک بچہ کے نسب پر گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا میری باندی سے میرے فراش سے پیدا ہوا ہی اور دوسرے نے دعوی کیا کہ بدون اجازت مالک کے اُسنے مجھ سے نکاح کیا ہی اور میرے فراش سے اسکے یہ بچہ ہوا ہی جو مالک کے قبضہ مین ہی تو شوہر کے نام بچہ کی ڈگری ہوگی اور مالک کے اقرار کی وجہ سے بچہ فی الحال آزاد ہوجائیگا اور اُسکی ماں بعد موت مالک کے آزاد ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام محمد رحنے ذکر فرمایا کہ ایک شخص کی باندی ہی اُسکے چند اولاد ہین کہ انکو مختلف پیٹون سے کئی بار جنی ہی حالانکہ اُسکا شوہر کوئی نہین ہی پس مالک نے اپنی صحت مین فرمایا کہ انہین سے ایک میرا بیٹا ہی پس جبتک مولی زندہ ہی بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا پھر اگر بیان کرنے سے پہلے مرگیا تو بالاجماع نسب ثابت نہوگا حتی کہ

کوئی اِنمین سے میت کا وارث نہین ہو سکتا ہے اور بالاجماع ام الاولاد یعنی باندی آزاد ہو جائیگی اور اولاد کی آزادی مین اختلاف ہے امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ ہر ایک مین سے تہائی آزاد ہو گا اور دو تہائی قیمت کے واسطے سعی کرینگے اور امام محمدؒ نے کہا کہ چھوٹا کل آزاد ہو گا اور درمیانی کا نصف آزاد اور نصف قیمت کے واسطے وہ سعایت کرے اور بڑے مین سے تہائی آزاد اور دو تہائی کیواسطے سعی کرے اور کتاب مین امام ابو یوسفؒ کا قول مذکور نہین ہے اور فقیہ ابو احمد عیاضی امام ابو یوسفؒ سے روایت کرتے تھے کہ اُنھون نے فرمایا کہ جسکی آزادی کا مجھے یقین ہو گا وہ پورا آزاد کرونگا جیسا قول امام محمدؒ کا ہے اور جسمین یقین نہو گا اُسمین میرا قول مثل قول امام اعظمؒ کے ہے فعلی ہذا انکے قول کے موافق چھوٹا بالکل آزاد اور درمیانی و بڑے مین سے ہر ایک کا تہائی آزاد ہو گا کذا فی المحیط۔ اگر باندی نے بلا شوہر ایک بچہ جنا اور مولی نے اُسکا دعوی نہ کیا یہانتک کہ بڑا ہو گیا اور مولی کی کسی باندی سے اُسکے ایک بچہ ہوا پھر پہلا لڑکا مر گیا پھر مولی نے کہا کہ ان دونون مین ایک میری اولاد ہے یعنی میت یا میت کا بچہ پس علی الاختلاف چھوٹا اتفاقاً کل آزاد ہو جائیگا اور اسکی ماں آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی اور نانی اسکی بھی آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی یہ مبسوط مین ہے۔ ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین ہے اُسکے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور لڑکی کے لڑکی پیدا ہوئی پس مولی نے اپنی صحت زندگی مین کہا کہ ان تینون مین سے ایک میری اولاد ہے اور بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو چھوٹی یعنی نانی کل اور درمیانی کل آزاد ہو جائیگی اور بڑی یعنی نانی آدھی آزاد اور آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگی یہ محیط مین ہے ایک باندی ایک لڑکا بدون شوہر کے جنی پھر دو بیٹیان جوڑیا ایک پیٹ سے بدون شوہر کے جنی پھر ایک دوسرا بیٹا بدون شوہر کے جنی پھر مولی نے بڑے لڑکے اور دونون جوڑیا مین سے ایک کو دیکھکر کہا کہ ان دونون مین سے ایک میری اولاد ہے اور قبل بیان کے مر گیا تو کسی کا نسب مولی سے ثابت نہو گا اور بڑا لڑکا آدھا اور ہر ایک لڑکی آدھی آدھی آزاد ہو جائیگی اور آدھی قیمت کے واسطے سعی کرینگے اور چھوٹا لڑکا کل آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ماں کل آزاد ہو جائیگی اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک دونون فریق سب آزاد ہو جائینگے اور اگر بڑے لڑکے اور چھوٹے لڑکے کو دیکھکر کہا کہ انمین سے ایک میرا بیٹا ہے تو بڑے مین سے نصف آزاد اور نصف کے واسطے سعی کرے اور اُنکی ماں آزاد اور دونون بیٹیون مین نصف آزاد اور نصف کے واسطے دونون سعی کرین اور یہ امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک بڑے کا آدھا آزاد اور آدھے کے واسطے سعی کرے اور چھوٹا کل آزاد اور دونون لڑکیون مین سے نصف آزاد ہو جائیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک باندی چھوڑی اُسکے تین بچہ ہین اور ہر ایک بچہ کو علیحدہ پیٹ سے جنی ہے پس باندی نے گواہ قائم کیے کہ میت نے اقرار کیا ہے کہ یہ بڑا لڑکا میرا ہے میرے نسب سے اس باندی سے پیدا ہوا ہے تو وہ مولی کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور باقی دونون بمنزلہ اپنی ماں کے ہونگے پس اگر گواہون نے کہا کہ ہم گواہی دیتے ہین کہ مولی نے بڑے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونیکا اقرار باقی دونون لڑکون کے پیدا ہونے سے پہلے کیا ہے تو باقی دونون بھی اُسکے بیٹے قرار پاوینگے اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ اگر بڑے لڑکے کی نسبت بیٹے ہونیکے اقرار سے چھ مہینے یا زیادہ بعد اُسنے دوسرا جنا تو دوسرا بھی اُسی کے ذمہ لازم ہو گا اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنا تو اُسکو لازم ہو گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک شخص کی ایک منکوحہ آزادہ جورو اور دوسری باندی ہے پھر ہر ایک کے دونون مین سے ایک لڑکا پیدا ہوا پھر منکوحہ اور باندی مر گئی پس مرد نے کہا کہ ان دونون مین ایک

میرا بیٹا ہے مگر مین نہین پہچانتا ہون کہ ان دونون مین کون میرا بیٹا ہے تو کسی کا نسب ثابت نہوگا اور ہر ایک مین سے نصف آزاد ہوجائیگا یہ محیط مین ہے۔ اسی طرح اگر ایک کے دو غلام ہون اُسنے کہا کہ دونون مین سے ایک میرا بیٹا ہے یا کہا کہ یہ یا وہ میرا بیٹا ہے تو کسی کا نسب ثابت نہوگا ولیکن ایک غیر معین آزاد ہوگا اور بسبب موت کے بیان نہونے کی وجہ سے عتق دونون مین پھیل جائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک باندی کے تین اولاد بطون مختلفہ سے پیدا ہوئین پس تین شخصون نے گواہی دی ایک نے یہ گواہی دی کہ جب اسکے بڑا بیٹا پیدا ہوا تو مولی نے اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور دوسرے نے گواہی دی کہ جب دوسرا پیدا ہوا تو مولی نے اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور تیسرے نے تیسرے کی نسبت یہ گواہی دی کہ جب اسکے تیسرا بیٹا پیدا ہوا تو مولی نے اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور مولی ان سب سے انکار کرتا ہے تو امام محمد رح نے فرمایا کہ بڑا لڑکا اُسکا غلام ہے فروخت کرسکتا ہے اور دوسرا ام ولد کے بچہ کے حکم مین ہے اگرچہ اُسکا نسب ثابت نہین ہوا اور تیسرے کا نسب ثابت ہوا ولیکن اگر نفی کرے تو ثابت نہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان

دسوین فصل بچہ کے نسب کا کسی دوسرے کے واسطے اقرار کرنیکے بعد اپنے نسب کے دعوت کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک باندی ایک شخص کے قبضہ مین بچہ جنی پس مولی نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا اسکے شوہر آزاد یا غلام کا ہے کہ جسکے ساتھ اسکو بیاہ دیا تھا پھر اسکے بعد اپنے نسب کا دعوی کیا پس اگر مقر لہ نے اُسکے قول کی تصدیق کرلی تو پھر مولی کی دعوت اپنے واسطے صحیح نہین ہے ولیکن اُسکے اقرار پر غلام اُسکے پاس سے آزاد ہوجائیگا اسی طرح اگر مقر لہ نے اُسکی نہ تصدیق کی اور نہ تکذیب کی بلکہ خاموش رہا تو بھی دعوت نسب اصلا صحیح نہین ہے۔ اسی طرح اگر مقر لہ غائب یا میت ہو کہ اُسکی تصدیق و تکذیب کا حال نہ معلوم ہو تو مولی کی دعوت نسب صحیح نہین ہے اور اگر مقر لہ نے مولی کے قول کی تکذیب کی پھر مولی نے خود دعوت نسب کی تو امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صحیح نہین ہے کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر مولی نے اُمین سے کسی بات کا اقرار نہ کیا ولیکن اجنبی نے کہا کہ یہ لڑکا مولی کا بیٹا ہے ولیکن مولی نے انکار کیا پھر اجنبی نے اُسکو خریدا یا اُسکے وارث نے خریدا پھر بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو آزاد ہوجائیگا اور نسب اُس سے ثابت نہوگا یہ قول امام اعظم رح کا ہے یہ مبسوط مین ہے اگر ایک عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ اس نے مجھسے نکاح کیا اور یہ لڑکا جو میرے پاس ہے میرا بیٹا اسی مرد سے ہے اور شوہر اس سے منکر ہے اور دو گواہون نے عورت کی طرف سے مرد پر یہ گواہی دی اور قاضی نے کسی سبب سے اُنکی گواہی رد کردی پھر ایک گواہ نے اس لڑکے پر اپنے نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک صحیح نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک عورت نے گواہی دی کہ یہ لڑکا اس عورت کا ہے اور اسکی گواہی نسب پر مقبول نہوئی پھر گواہی دینے والی عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور اگر لڑکے نے بڑے ہونے کے بعد دو گواہ قائم کیے کہ مین اس عورت کا بیٹا ہون تو قاضی اُسکے نسب سے ہونیکا حکم کریگا یہ مبسوط مین ہے اگر ایک مرد نے کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر نسب کا دعوی کیا اور عورت منکر ہے اور مرد نے دو گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُنکی گواہی پر حکم نہ دیا پھر ایک گواہ نے دو گواہ اس دعوی پر قائم کیے کہ یہ لڑکا میرا بیٹا اور یہ عورت میری جورو ہے تو قاضی اس گواہی کو قبول نہ کریگا اور اگر عورت نے دعوی کیا کہ یہ لڑکا میرا بیٹا اس مرد سے پیدا ہے اور یہ مرد میرا شوہر ہے اور اسپر دو گواہ قائم کیے تو اُسکی طرف سے قاضی گواہون کی سماعت کریگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک عورت کے پاس کے بچہ پر دو مردون نے دعوی کیا

ہر ایک کہتا ہی کہ یہ میرا بیٹا اسی عورت سے نکاح سے پیدا ہوا ہی اور عورت منکر ہی پھر عورت نے کسی دوسرے پر دعوی کیا کہ اُس نے مجھسے نکاح کیا اور یہ لڑکا اُس سے ہی اور اس امر کی گواہی انھین دونون شخصون نے دی جنھون نے خود لڑکے کا دعوی کیا تھا تو انکی گواہی مقبول ہو گی اسی طرح اگر کسی عورت کے پاس کے لڑکے پر ایک شخص نے گواہی دی کہ یہ فلان شخص کا لڑکا ہی اور قاضی نے اُسکی گواہی رد کر دی پھر اُسنے اور دوسرے نے قاضی کے سامنے کسی دوسرے شخص کے نسب سے ہونے کی گواہی دی تو گواہی قبول ہو گی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی عورت مکاتبہ کی نسبت اقرار کیا کہ یہ میری مکاتبہ اپنے شوہر سے بچہ جنی ہی پھر خود دعوی نسب کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی ولیکن آزاد ہو جائیگا اور مدبرہ اور ام ولد کے بچہ کا بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ اگر کسی شخص کی حاملہ باندی ہی پس اقرار کیا کہ اسکا حمل اسکے شوہر کا ہی جو مر گیا ہی پھر اپنے نسب کا دعوی کیا اور چھ مہینے سے کم مین بچہ ہو تو آزاد ہو گا ولیکن اس سے نسب اُسکا ثابت نہو گا اور اگر مولی نے بعد اپنے اقرار کے ایک سال توقف کیا پھر کہا کہ یہ مجھسے حاملہ ہی پس وقت اقرار سے چھ مہینے سے پہلے بچہ جنی تو وہ مولی کا بیٹا ثابت النسب ہو گا یہ محیط مین ہی۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنی باندی کسی غائب شخص کے ساتھ جو زندہ ہی بیاہ دی ہی اسکے چھ مہینے بعد اُسکے بچہ پیدا ہوا اور مولی نے اُسکا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر دو مردون کی مشترک باندی کے بچہ ہوا پھر ایک نے کہا کہ یہ دوسرے شریک کا نطفہ ہی اور دوسرے نے کہا کہ اُس شریک کا بیٹا ہی پھر دونون مین سے ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پس اگر دوسرے نے دعوی کیا تو بلا اختلاف صحیح نہین ہی اور اگر اول نے دعوی کیا تو امام رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دعوت صحیح نہین ہی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی نے اسمین خلاف کیا ہی اور بچہ آزاد ہو گا کیونکہ دونون نے اُسکی حریت کی باہم تصدیق کی ہی اور باندی ام ولد[له] موقوفہ ہو گی جب دونون مین سے کوئی مر تو آزاد ہو جائیگی کذا فی الذخیرہ

گیارھوین فصل تحمیل[۲] النسب علی الغیر اور اُسکے مناسبات کے بیان مین

اگر کسی نے اپنا نسب اپنے باپ سے ثابت کرنا چاہا اور باپ مر چکا ہے تو قاضی اُسکے گواہون کی سماعت نہ کریگا مگر جبکہ خصم کو حاضر کرے خواہ میت کا وارث ہو یا قرضدار ہو کہ اُسپر میت کا کچھ حق آتا ہو یا قرضخواہ ہو کہ میت پر اسکا حق ہو یا موصی لہ ہو پھر جب کسی شخص کو حاضر کرکے اسپر اپنے باپ کے حق کا دعوی کیا تو خواہ یہ شخص حق کا مقر ہو یا منکر مدعی اپنے نسب کو ثابت کر سکتا ہی اور قاضی اس خصم کے مقابلہ مین گواہون کی سماعت کریگا ہکذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ یہ میرا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہی پس اگر اس سے میراث طلب کرنا مقصود ہی یا نفقہ تو دعوی کی سماعت ہو گی اور بھائی ہونے کی ڈگری ہو گی اور یہ حکم تمام بھائیون و وارثون پر جاری ہو گا اور اگر اس سبب سے مال کا دعوی مقصود نہین ہی تو بھائی ہونے کا اثبات ممکن نہین ہی اور اگر مدعا علیہ نے اُسکے بھائی ہونیکا اقرار کیا تو صحیح نہین ہی اسی طرح اگر دعوی کیا کہ میرا پوتا یعنی بیٹے کا بیٹا ہے حالانکہ بیٹا غائب یا مر چکا ہی اسی طرح اگر دادا ہونے کا دعوی کیا کہ باپ کا باپ ہی حالانکہ باپ غائب یا میت ہی پس اگر اس سبب سے مال کا نفقہ وغیرہ کا دعوی مقصود ہی تو غائب کی طرف سے خصم قرار پا سکتا ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ دوسرے شخص پر دعوی کیا کہ میرا چچا ہی یا کسی عورت پر کہ یہ میری بہن یا پھوپھی ہی اور کسی میراث یا حق کا دعوی نہ کیا تو صحیح نہین ہی یہ سراجیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص پر دعوی کیا کہ یہ میرا باپ ہی یا بیٹا ہی یا کسی عورت پر دعوی کیا کہ میری جورو ہی یا جورو نے دعوی کیا کہ یہ میرا شوہر ہے

[له] یعنی اسکے واسطے ولاء کی کامل آزادی کا حکم ہو گا ۱۲ [۲] تحمیل النسب یعنی غیر پر نسب کا ڈالنا ۱۲

یا کسی غلام نے کسی عربی پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے آزاد کیا ہی اور یہ میرا مولی ہی یا عربی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام تھا مین نے اسے آزاد کیا ہی یا ولاء موالات کا دعوی کیا اور مدعا علیہ ان امور سے منکر ہی پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے خواہ ان چیزون کے سبب سے مال کا دعوی ہو یا نہو یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر کسی عورت نے دعوی کیا کہ یہ شخص میرا بیٹا ہی یا اُسنے دعوی کیا کہ یہ میری مان ہی پس مدعی نے گواہ قائم کیے تو قاضی سماعت کریگا اور نسب مدعی کا ثابت ہو جائیگا ایسا ہی صاحب کتاب نے اس مقام پر ذکر کیا اور ایسا ہی امام محمدؒ نے جامع مین لکھا ہی اور جو امام محمدؒ نے جامع مین لکھا ہی وہ استحسان ہی کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک بچہ اسقدر چھوٹا ہی کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کرسکتا ہی اور صرف قابض کے زعم مین وہ ملتقط ہی اور ایک عورت اصلی حرہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ بچہ میرا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہی تو عورت کی ڈگری ہو کر اُسکے بھائی ہونیکا حکم کیا جائیگا اور اُسکو دیدیا جائیگا اسیطرح اگر قابض شخص اُسکے غلام ہونیکا دعوی کرتا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو عورت کی ڈگری ہوگی اور اُسکی آزادی کا حکم ہوگا اگر کسی شخص پر عورت نے دعوی کیا کہ یہ میرے بیٹے کا بیٹا یعنی پوتا ہی تو یہ صورت اور بھائی ہونے کے دعوی کی صورت یکسان ہی پس اگر باوجود اسکے کسی حق مستحق کا دعوی کیا تو گواہی مقبول ہوگی ورنہ نہین ایک شخص مرگیا اور تین مولی کہ جنھون نے اُسے آزاد کیا تھا چھوڑے اور ایک دار چھوڑا پس اُسکے مولاؤن نے گواہ قائم کیے کہ ہم نے اسکو آزاد کیا تھا ہمارے سوا ے اسکا کوئی وارث نہین ہی اور قاضی نے دار کی ڈگری اُنکے نام تین تہائی کردی پھر ایک مولی مرگیا پھر ایک نے گواہ قائم کیے کہ مین اُسکا مان باپ کی طرف سے بھائی ہون میرے سوا ے اُسکا کوئی وارث نہین ہی پس قاضی نے اُسکے نام مولا ے میت کے حصہ کی ڈگری کر کے غیر منقسم اُسکے سپرد کردیا پھر بھائی نے اسکو کسی کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کردیا پھر مشتری نے جو کچھ خریدا ہے وہ کسی شخص کو ودیعت دیکر غائب ہوگیا پھر ایک شخص آیا اور اُسنے میت دوم کے بھائی کے مقابلہ مین گواہ قائم کیے کہ مین دوسرے میت کا بیٹا ہون اور وارث ہون میرے سوا ے کوئی وارث نہین ہی اور دار کے دونون شریکون نے بھی اُسکی تصدیق کی تو قاضی بیٹے کے نسب کی ڈگری کردیگا اور آیا اُس تہائی کی ڈگری بھی جو بھائی کے نام ہو چکی ہی اسکے نام کریگا یا نہین پس اگر بیٹے کے نسب کی ڈگری کرنے والا وہی قاضی ہی جسکے سامنے بھائی کا مقدمہ پیش ہو کر ڈگری ہوئی تھی تو بیٹے کے نام اُس تہائی حصہ میت کی ڈگری جو بھائی کے نام ہو چکی ہی کردیگا اور اگر وہ قاضی نہین بلکہ دوسرا ہی تو بیٹے کے نام حصہ ترکہ کی ڈگری نہ کریگا اور تاویل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ قاضی ثانی کو اُس حصہ کا ودیعت ہونا معلوم ہی مثلاً قاضی ثانی کے سامنے مشتری نے مستودع کے پاس ودیعت رکھا ہی یا مستودع نے ودیعت کے گواہ پیش کیے اس سے قاضی کو معلوم ہوا اور اگر قاضی ثانی کو ودیعت ہونا معلوم نہو تو دوسرا قاضی بیٹے کے حصے کی ڈگری بیٹے کے نام کردیگا اور بیٹا اُن دونون تصدیق کرنے والے شریکون کے حصہ مین دخل نہ ہوگا پھر اگر مشتری اسکے بعد آیا تو قاضی مشتری سے وہ حصہ لیکر میت کے بیٹے کو دیدیگا ایسا ہی امام محمدؒ نے کتاب مین ذکر فرمایا اور مشائخؒ نے کہا کہ تاویل اسکی یہ ہی کہ بیٹے کے واسطے مشتری سے دلا دینے کا حکم اُسوقت دیگا کہ بیٹے نے مشتری پر دوبارہ گواہ پیش کیے یا خود مشتری نے اقرار کیا کہ مین نے یہ حصہ میت کے بھائی سے خریدا اور اُسنے میت سے ورثہ پایا تھا و لیکن بدون اسکے حصۂ میت کی ڈگری بیٹے کے نام نہوگی یہ محیط مین ہی منتقی مین ہی کہ ایک لنجے نے ایک شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا باپ ہی

تاکہ قاضی اسپر نفقہ مقرر کردے اور مدعا علیہ نے ایک دوسرے شخص پر گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا اسکا باپ ہے اور یہ دوسرا شخص منکر ہے اور لڑکا بھی منکر ہے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہونگے اور اسکا نسب اُسی سے ثابت ہوگا جسپر اُسنے گواہ قائم کیے ہیں اور اُسی پر نفقہ فرض کیا جائیگا اور دوسرے کے گواہوں پر التفات نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور بعض فتاوے میں ہے کہ مجہول النسب نے اگر کسی پر دعوی کیا کہ میں تیرا بیٹا ہوں اور اُس نے تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کی پس اگر مدعی نے اپنے دعوی پر گواہ پیش کیے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہیں پھر اگر مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ یہ مدعی فلاں شخص کا بیٹا ہے تو مدعی کے گواہ باطل ہونگے ولیکن فلاں شخص سے اسکے نسب کی ڈگری نہوگی پس جو بعض فتاوی میں ہے کہ وہ مذکور منتقی کے مخالف ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ بیٹا میرا فلاں عورت میت سے ہے اور میرا اُس عورت کی میراث میں حق ہے اور بیٹے نے گواہ قائم کیے کہ میں دوسرے مرد کا بیٹا اُسکی جورو سے ہوں اور وہ دوسرا منکر ہے تو مدعی میراث کے گواہوں پر ڈگری ہوگی اور لڑکے کا نسب اُسی سے ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ ایک مرد محتاج نے ایک مالدار لڑکے پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہے تاکہ قاضی اُسپر محتاج کا نفقہ مقرر کردے اور اسپر گواہ قائم کیے اور لڑکا اس سے منکر ہے اور اُسنے گواہ قائم کیے کہ میں فلاں دوسرے کا بیٹا ہوں اور وہ فلاں شخص منکر ہے تو باپ کے گواہ مقبول ہونگے اور اسکے واسطے نفقہ کی ڈگری لڑکے پر ہو جائیگی اور لڑکے کے گواہ دوسرے پر باطل ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ دو جوڑیا لڑکوں میں سے ایک مرگیا اور مال چھوڑا اور دوسرا لڑکا محتاج ہے پس ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ میں ان دونوں کا باپ ہوں تاکہ میراث لیوے اور لڑکے نے کسی دوسرے پر گواہ پیش کیے کہ ہمارا باپ یہ ہے اور اُس سے نفقہ طلب کیا اور دونوں مدعیوں کے گواہ ساتھ پیش ہوئے تو بلا ترجیح دونوں لڑکوں کا حصہ دونوں شخصوں سے جو باپ قرار دیے گیے ہیں ہونیکا حکم کیا جائیگا یہ جیز کردری میں ہے۔ اگر عورت نے کسی پر گواہ قائم کیے کہ یہ میرا چچا ہے تاکہ اُسپر نفقہ مقرر ہو اور چچا نے دوسرے پر گواہ قائم کیے کہ یہ عورت کا بھائی ہے تو چچا نفقہ دینے سے بری ہوگا اور بھائی پر مقرر کیا جائیگا اگر عورت کو منظور ہو یہ تاتارخانیہ میں ہے۔ ایک بالغ لڑکے نے ایک مرد و عورت پر گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور دوسرے ایک مرد و عورت نے گواہ قائم کیے کہ یہ لڑکا ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ اولی ہیں اور اُس کا نسب انھیں دونوں سے ثابت ہوگا جنکا وہ دعوی کرتا ہے اسی طرح اگر لڑکا نصرانی ہو اُسنے ایک مرد نصرانی و عورت نصرانیہ پر مسلمان گواہ قائم کیے کہ میں ان دونوں کا بیٹا ہوں اور ایک مسلمان مرد و مسلمان عورت نے اسی امر پر گواہ دیے یعنی یہ ہمارا بیٹا ہے تو لڑکے کے گواہ مقبول ہونگے اور انکو ترجیح ہوگی[ل] اور اگر لڑکے کے گواہ نصرانی ہوں تو مسلمان کے گواہ مقبول ہونگے اور لڑکے پر اسلام کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ دونوں ماں باپ دراصل مسلمان ہوں یا کافر ہوں مگر اسلام لائے ہوں اور لڑکا نابالغ ہو ولیکن لڑکا قتل نہوگا اگر اُسنے اسلام سے انکار کیا کذافی المحیط۔ اگر لڑکے نے دعوی کیا کہ میں زید کا بیٹا ہوں اُسکے فراش سے اُسکی باندی فلانہ سے پیدا ہوں اور زید کہتا ہے کہ میری باندی سے میرے فلاں غلام کے فراش سے جسکے ساتھ میں نے باندی بیاہ دی تھی پیدا ہوا ہے اور وہ غلام زندہ ہے اُسکی تصدیق کرتا ہے تو وہ لڑکا اُسی غلام کا قرار دیا جائیگا اور اگر لڑکا مدعی ہے کہ میں فلاں غلام کا بیٹا ہوں اور گواہ دیے اور مولی کہتا ہے کہ میرا بیٹا ہے تو غلام کا بیٹا قرار دیکر

[ل] یعنی وہ مقدم ہونگے ۱۲

آزاد کیا جائیگا کذا فی الحاوی اگر غلام نے گواہ دیے کہ یہ لڑکا میرا ہی میری اس باندی زوجہ سے پیدا ہوا ہی اور مالک نے گواہ دیے کہ میرا بیٹا ہی اسی باندی سے پیدا ہوا ہی تو غلام کے گواہ مقبول ہونگے اور اُسی کا بیٹا قرار دیا جائیگا مگر آزاد کیا جائیگا اور باندی بمنزلہ مالک کی ام ولد کے ہوگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر غلام مرگیا ہو یا زندہ ہو مگر بچہ کے نسب و نکاح کا مدعی نہو اور مولی بھی مرگیا ہو مدعی اس امر کے صرف وارث لوگ ہوں اور اس امر پر گواہ قائم کرتے ہوں تو لڑکے کے نسب کی قضا مولی سے کیجائیگی اور تمام وارثوں کے ساتھ وارث ہوگا کذا فی المحیط۔ اگر ایک شخص مرگیا اور مال چھوڑا پس غلام نے گواہ دیے کہ مین میت کا بیٹا اُسکی فلان باندی سے ہوں کہ اُسکی ملک مین تھی یہ باندی جنی ہی اور اُسنے ایسا اقرار کیا ہی اور دوسرے شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی میری فلان باندی سے پیدا ہوا جسکو مین نے اپنے فلان غلام سے بیاہ دیا تھا اُسکے فراش سے پیدا ہوا ہی اور وہ فلان غلام زندہ ہی اسکا دعوی کرتا ہی تو غلام کے واسطے نسب کی ڈگری ہوگی اور ماں کی ڈگری مدعی کے نام ہوگی اگر زندہ موجود ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر فلان غلام مرگیا ہو یا زندہ ہو مگر اُسنے نکاح کا انکار کیا ہو تو غلام کا نسب اسی میت سے جسپر اُسنے گواہ قائم کیے ثابت ہوگا اور اُسی سے میراث پاویگا اور باندی کی ڈگری میت کے نام ہوگی اور اُسی کی اُم ولد ہوگی اور بسبب اسکے مرنے کے اُسکی آزادی کا حکم دیا جائے گا یہ محیط مین ہے

یارھوین فصل طلاق دی ہوئی عورت کے بچہ اور وفات سے عدت مین بیٹھی ہوئی عورت کے بچہ کے نسب کے بیان مین

اگر مرد نے اپنی عورت کو طلاق دی اور طلاق رجعی ہی پھر اُسکے دو برس سے کم مین ایک ہی روز کم تھا دو لڑکے پیدا ہوے اور وہ عدت گذر جانیکا اقرار نہین کر چکی پس مرد نے ایک بچہ کی ولادت پر اُسکی نفی کی پھر وہ دوسرا جنی تو دونوں اُسکے بیٹے ہونگے اور مرد پر حد آویگی اور نہ لعان ہوگا اور اگر دو برس سے زیادہ مین جنی اور دونوں کی اُسنے نفی کی تو دونوں مین لعان کرایا جائیگا اور دونوں کا نسب اُس مرد سے منقطع ہوگا۔ اور اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے کا اقرار کیا تو وہ دونوں اُسکے بیٹے ہونگے اور اُسپر حد قذف ماری جائیگی اور اگر ایک بچہ دو برس سے کم مین جنی اور دوسرا دو برس سے زیادہ مین جنی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ صورت اور پہلی صورت یکسان ہین۔ اور اگر طلاق بائن یا تین طلاق ہون اور دو برس سے کم مین جنی تو نفی کرنے سے اُسپر حد ماری جائیگی اور وہ دونوں اُسکے بیٹے ہونگے اور اگر دو برس سے زیادہ مین جنی تو دونوں کا نسب اس مرد سے ثابت نہوگا اور اگر دونوں کی نفی کی تو اُسپر حد و لعان نہ ہوگا اور اگر ایک کو دو برس سے ایک دن کم اور دوسرا دو برس سے ایک روز زیادہ مین جنی تو شیخین رح کے نزدیک یہ صورت اور صورت اولی یکسان ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مرد نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دی اور اُس سے وطی کر چکا ہی پھر دوبارہ نکاح کیا اور اس نکاح سے چھ مہینے سے کم مین اُسکے لڑکا ہوا اُسنے نفی کی تو دونوں مین لعان کرایا جائیگا اور جدائی کرادی جائیگی اور بچہ کا نسب باپ سے ثابت رہیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین پیدا ہوا تو لعان لیا جائیگا اور نسب بھی قطع کیا جائیگا یہ محیط مین ہی ایک معتدہ عورت نے دوسرے سے نکاح کر لیا اور اُسنے وطی بھی کر لی پھر دونوں مین جدائی کرادی گئی پھر اُسکے بچہ پیدا ہوا کہ دونوں سے متصور ہو سکتا ہی تو پہلے شوہر کا قرار دیا جائیگا بعض مشائخ نے کہا کہ یہ قول امام اعظم رح کا ہی و لیکن صاحبین رح کے نزدیک دوسرے سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر پہلے مرد سے ہونا متصور نہو تو دوسرے کا ہی اور اگر دونوں سے ہونا متصور نہو تو دونوں سے نہونے کا حکم کیا جائیگا صورت

اُسکی یہ ہی کہ پہلے کے طلاق دینے سے دو برس سے زیادہ مین اور دوسرے کے وطی کرنے سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو کسی سے نہین ہو سکتا ہی اور ام الولد اگر دو برس یا زیادہ مین بچہ جنی تو اُسکا حکم مثل حرّہ کے حکم کے ہی اور بالغہ اگر وفات شوہر سے عدت مین بیٹھی ہی تو دو برس تک نسب شوہر سے ثابت ہوگا اور صغیرہ اگر وفات شوہر سے عدت مین ہو اور عدت وفات گذرنے کے بعد چھ مہینے سے کم مین اُسکے بچہ ہوا تو نسب ثابت ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی سے نکاح کیا پھر اُسکو طلاق دیدی پھر اُسکو خریدا اور وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین لڑکا جنی تو اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے مین جنی تو لازم نہین ہی یہ حکم اُسوقت ہی کہ طلاق ایک ہو اور اگر دو طلاق دی ہین تو وقت طلاق سے دو برس تک نسب ثابت ہوگا

کذافی فتاوے قاضی خان

تیرھوین فصل ماں و باپ مین سے ایک کے بچہ کے نفی کرنے[1] اور دوسرے کے دعوی کرنے کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے مین اُسکے بچہ ہوا اور عورت و مرد دونون آزاد مسلمان ہین پس ایک نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور دوسرے نے تکذیب کی تو وہ دونون سے بیٹا قرار پاویگا۔ اسی طرح اگر شوہر نے کہا کہ یہ بچہ مجھ سے پہلے کے شوہر کا ہے اور عورت نے کہا بلکہ وہ تیرا ہی تو اسی شوہر کا قرار دیا جائیگا اور دونون مین لعان نہین ہو گی اور نہ شوہر پر حد قذف ماری جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر شوہر نے کہا تو اسکو زنا سے جنی ہی پس اگر عورت نے اُسکی تصدیق کی تو مرد کا بیٹا قرار پاویگا اور اگر انکار کیا تو دونون مین لعان واجب ہوئی اور لعان سے بچہ کا نسب منقطع کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر عورت نے دو بچہ ایک ہی پیٹ سے جنے اور مرد نے اول کا اقرار کیا اور دوسرے کی نفی کی تو دونون مرد کے نسب سے قرار دیے جائینگے اور قطع نکاح کے واسطے دونون سے لعان لیا جائیگا پس اگر اول کی نفی کی پھر دوسرے بچہ کا اقرار کیا تو حد قذف کی سزا دیجائیگی اور دونون اُسکے نسب سے ہونگے اور اگر کسی شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اُسکے دو بچہ پیدا ہوے اور شوہر نے اُنکی نفی کی اور قاضی نے لعان کا حکم کیا پھر ایک بچہ لعان سے پہلے مر گیا تو دونون شوہر کے نسب سے قرار پاوینگے اور لعان واسطے قطع نکاح کے لیا جائیگا اسی طرح اگر کوئی بچہ مرا نہین ولیکن جورو و شوہر مین سے کوئی لعان سے پہلے مر گیا تو دونون بچہ شوہر سے ثابت النسب ہونگے۔ اسی طرح اگر دونون نے قاضی کے سامنے لعان کر لیا مگر ہنوز قاضی نے دونون مین فرقت اور بچون کو ماں کی طرف لازم کرنے کا حکم نہ کیا تھا کہ اتنے مین کوئی مر دیا جورو مر گیا تو دونون لڑکے ان دونون سے ثابت النسب ہونگے۔ اگر عورت ایک بچہ جنی اور شوہر نے اُسکی نفی کی اور قاضی نے دونون مین لعان کیا اور فرقت کر دی اور بچہ کو ماں کی طرف لازم کیا پھر دوسرا بچہ اسی پیٹ سے جنی تو دونون بچہ شوہر کے نسب سے اُسکو لازم ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو بچون کو جوڑیا جنی اور شوہر کو ایک کا علم ہوا اُسنے نفی کی اور لعان کیا اور قاضی نے بچہ اُسکی ماں کی طرف لازم کیا اور دونون مین فرقت کر دی پھر دوسرے کا علم ہوا تو دونون بچہ شوہر کے نسب سے ہونگے اور اگر قبل جدائی کے دوسرے بچہ سے واقف ہوا اور اُسکی بھی نفی کی تو دوبارہ لعان کرایا جاوے اور بعد لعان کے دونون بچہ ماں کی طرف لازم کیے جائینگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر شوہر لاعن نے اپنی تکذیب کی اور بچہ کے نسب کا دعوی کیا بعد ازانکہ قاضی نے دونون مین جدائی کر کے بچہ کو ماں کی طرف لازم کر دیا ہی پس اگر بچہ زندہ ہو تو اُسکا نسب شوہر سے ثابت ہوگا

[1] لہ یعنی انکار کرتا اور دعویٰ کرتا ہو دوسرا اور انکار کرے ۱۲

اورشوہر کو حد قذف ماری جائیگی خواہ عورت زندہ ہو یا مر گئی ہو یہ محیط مین ہے اور اگر بچہ مر گیا ہو اور اُسنے میراث چھوڑی پھر باپ نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن اگر اس بچہ نے کوئی اولاد ذکر یا مونث چھوڑی ہو تو تصدیق کیجائیگی پھر جب اقرار صحیح ہوجاوے تو ملاعن کو حد ماری جائیگی اور میراث لے لیگا اور اگر وہ بچہ جسکی نفی کی ہے مونث ہو اور وہ لڑکا چھوڑکر مر گئی پھر ملاعن نے اپنی تکذیب کی تو امام اعظم رح کے نزدیک تصدیق نہ کیا جائیگا اور نہ وارث ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک تصدیق کیجائیگی اور حد ماری جائیگی اور وارث ہوگا یہ مبسوط مین ہے- اگر کسی شخص نے باندی سے لعان کیا اور قاضی نے اُسکے بچون کو مان کی طرف لازم کیا پھر ملاعن کے بیٹے نے چاہا کہ مین اس باندی سے نکاح کرون تو اُنہین جائز ہے اور دونون مین جدائی کرادی جائیگی اسی طرح اگر ملاعن نے خود دعوی کیا کہ مین نے اس باندی سے وطی نہین کی تھی پس لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی یہ محیط مین ہے- اگر اپنی ام ولد کو آزاد کردیا پھر اُس سے نکاح کیا پھر چھ مہینے یا زیادہ مین اُسکے بچہ ہوا پس اگر اُسکی نفی کی تو لعان لیا جائے گا اور بچہ مان کی طرف لازم ہوگا اگر چھ مہینے سے کم مین وقت نکاح (یعنی بعد اسکے نکاح کر لیا ۱۲) سے بچہ ہوا ہے تو نفی پر لعان کرے اور نہ بچہ باپ کی طرف لازم ہوگا اور تاویل مسئلہ یون ہے کہ جب ثبوت وقت اعتاق سے دو برس سے کم مین ہو تا کہ نسب مولی سے ثابت ہو کذا فی المبسوط **قلت** یعنی وقت اعتاق سے بچہ پیدا ہونے تک دو برس سے کم مین نہوا اگرچہ نکاح سے چھ مہینے سے کم ہو تو بچہ مولی کے نسب سے ثابت النسب ہے- اگر کسی کی منکوحہ باندی کہ اُسکے بچہ پیدا ہوا پس اگر چھ مہینے سے کم مین وقت نکاح سے بچہ پیدا ہوا پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو بدون تصدیق مولی کے ایسا نسب ثابت نہوگا اور اگر نفی کی تو اُسکو لازم نہ کیا جائیگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ ہوا تو شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا وہ دعوی کرے یا نہ کرے اور اگر نفی کی تو دونون مین لعان نہوگا اور نہ نسب بچہ کا منتفی ہوگا اور نہ مرد پر حد ماری جائیگی اگر مولا نے باندی کو آزاد کردیا پھر بچہ پیدا ہوا پس اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا پس اگر شوہر نے بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو اس سے نسب ثابت ہوجائیگا خواہ باندی نے آزادی کے بعد قبل مرد کے دعوی نسب کے یا بعد اسکے اپنی ذات کو اختیار کر لیا ہو یعنی شوہر سے جدائی اختیار کرلی ہو یا اپنے شوہر کے پاس رہنا اختیار کیا ہو اور اگر شوہر نے بچہ کی نفی کی پس اگر باندی نے شوہر کو اختیار کیا تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور قطع نکاح کے واسطے دونون سے لعان لیا جائیگا اور اگر اپنے نفس کو اختیار کیا پس اگر شوہر کے بچہ کے نفی کرنے سے پہلے ایسا کیا پھر شوہر نے بچہ کی نفی کی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت رہے گا اور باہم لعان نہ لیا جائیگا اور شوہر پر حد قذف واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کرنے کے اپنے نفس کو اختیار کیا اور ہنوز لعان نہین واقع کی گئی ہے تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور کچھ لعان یا حد لازم نہوگی اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے یا زیادہ کے بعد باندی بچہ جنی پس اگر شوہر نے اسکا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور سب صورتون مین حد و لعان کچھ نہوگا اور اگر نفی کی پس اگر باندی نے بعد آزادی کے اپنے شوہر کو اختیار کیا ہے تو دونون مین لعان کرایا جائیگا اور استحساناً نسب ولد قطع کیا جائیگا اور اگر نفی ولد سے پہلے اپنے نفس کو باندی نے اختیار کیا یعنی شوہر سے جدائی اختیار کرلی تو بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہے اور لعان نہوگی ولیکن حد واجب ہوگی اور اگر بعد نفی کے لعان واقع ہونے سے پہلے اُسنے شوہر سے جدائی اختیار کی تو بچہ ثابت النسب ہوگا اور باہم لعان اور کسی پر حد واجب نہوگی یہ محیط مین ہے- اور اگر باندی کو شوہر نے خریدا پس وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو نفی صحیح

نہیں ہے بچہ اُسکو لازم ہوگا اور اگر چھ مہینے یا زیادہ میں پیدا ہوا اور شوہر نے نفی کی تو فقط نفی کرنے سے منتفی ہو جائیگا اور مرد کے ذمہ لازم نہوگا ولیکن اگر اقرار کرے تو لازم ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے ایک شخص کی جورو ایک باندی ہے اُسنے باندی کے مالک سے اُسکو خریدا اور آزاد کر دیا پھر اُسکے بچہ ہوا پس اگر وقت عتق سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا اور اُسنے نسب کا دعوی کیا تو نسب اس سے ثابت ہو جائیگا خواہ باندی سے اسنے وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور باندی اُسکی ام ولد ہوگی اور اگر اُسکی نفی کی پس اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہے تو نسب منتفی نہوگا اور نہ دونوں میں لعان واجب ہوگی اور حد قذف واجب ہوگی اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے یا زیادہ میں بچہ ہوا تو بچہ کا نسب مرد سے ثابت نہوگا اور اُسپر لعان و حد بھی واجب نہوگی۔ اور اگر وقت آزادی سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ ہوا پس اگر شوہر نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا خواہ عورت سے وطی کی ہو یا نہ کی ہو اور اگر نفی کی پس اگر عورت سے وطی نہیں کی ہے تو بالاجماع مرد سے نسب ثابت نہوگا اور اگر عورت سے وطی کی ہے پھر بچہ کے نسب سے انکار کیا یا نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا بلکہ خاموش رہا تو اسمیں اختلاف ہے امام ابو یوسف رح کے نزدیک شوہر سے نسب ثابت نہوگا اور نہ اُسکو حد ماری جائیگی اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ شوہر سے نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو حد ماری جاویگی اور اگر وقت آزادی سے دو برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہوگا اور اگر اُسکو دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں بچہ جنی تو نسب شوہر یعنی بائع سے ثابت ہوگا خواہ دعوی کرے یا خاموش ہو رہے اور بیع باطل ہو جائیگی اور اُسپر واجب ہوگا کہ دام مشتری کو واپس کر دے اور اگر نسب سے انکار کیا تو اسکے انکار سے بھی نفی نہوگی اور اگر وقت خرید شوہر سے فقط چھ مہینے میں بچہ جنی اور شوہر نے بچہ کا دعوی کیا تو اس صورت کا حکم مثل اسکے ہے کہ جب وقت خرید شوہر سے چھ مہینے سے کم میں اُسکے بچہ پیدا ہوا تھا۔ اور اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے زیادہ میں بچہ جنی پس اگر شوہر کے فروخت کر دینے سے چھ مہینے سے کم گذرے ہیں اور شوہر نے اُسکا دعوی کیا تو بدون تصدیق مشتری کے شوہر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور بیع باطل ہو جائیگی اور اگر اس صورت میں شوہر نے نسب سے انکار کیا تو نسب ثابت نہوگا اور بیع بحالہ باقی رہیگی اور اگر وقت بیع کر دینے شوہر سے چھ مہینے سے دو برس تک بچہ جنی اور شوہر یعنی بائع نے دعوی کیا پس اگر عورت سے وطی نہیں کی ہے تو بدون تصدیق مشتری کے اس سے نسب ثابت نہوگا اور مشتری نے تصدیق کی یہانتک کہ نسب ثابت ہوا تو بیع باطل ہو جائیگی اور اگر عورت باندی سے وطی کر لی ہے اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی پہلے فرماتے تھے کہ بدون تصدیق مشتری کے دعوت صحیح نہیں ہے اور یہی قول امام محمد رحمہ اللہ تعالی کا ہے اور یہ حکم دعوی نسب کی صورت میں ہے اور اگر نفی کی تو بالاتفاق نسب ثابت نہ ہوگا اور اگر وقت بیع سے دو برس سے زیادہ میں جنی پس اگر شوہر نے دعوی کیا تو بالاجماع بدون تصدیق مشتری کے نسب ثابت نہوگا اور اگر نفی کی تو بالاجماع منتفی ہو جائیگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر مشتری ثانی نے یعنی جس نے شوہر یعنی مشتری اول سے خریدی ہے بچہ کو آزاد کر دیا پھر مشتری اول نے دعوی کیا پس اگر مشتری اول کے خریدنے کے بعد چھ مہینے یا زیادہ میں جنی تو نسب اُسکو لازم نہوگا اور اگر چھ مہینے سے کم میں بچہ ہوا ہے تو دعوت صحیح ہے اور بیع باطل ہوگی اور عتق ٹوٹ جائیگا اسی طرح اگر اس صورت میں دوسرے مشتری نے باندی مع بچہ کے آزاد کر دی ہو تو بیع باطل اور دونوں کا عتق توڑ دیا جائے گا

یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مشتری نے بچہ کو آزاد نہین کیا بلکہ اُسکی ماں کو آزاد کیا ہے پس اگر شوہر کے خریدنے سے چھ مہینے سے
کم مین بچہ ہوا ہی تو اُسکا دعوی نسب بچہ کی بابت اور ماں کے حق مین بھی صحیح ہی اور اگر چھ مہینے یا زیادہ مین وقت خرید سے جنی ہی
پس اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے کم مین جنی تو بدون دعوت کے نسب ثابت نہوگا اور جب دعوی کیا تو دعوت بچہ کے حق
مین صحیح اور ماں کے حق مین صحیح نہوگی اور اگر وقت بیع سے چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے
دوسرے قول کے موافق بدون تصدیق مشتری کے دعوت نسب صحیح نہین ہی اور امام محمد رحمہ کے نزدیک دو برس تک بدون تصدیق
مشتری کے صحیح ہی بشرطیکہ عورت سے وطی کی ہو اور یہی امام ابو یوسف رحمہ کا پہلا قول ہی اور اگر وقت خرید سے دو برس سے زیادہ مین
جنی پس وقت بیع سے خواہ دو برس سے کم یا زیادہ مین بچہ جنی ہو بدون تصدیق مشتری کے شوہر کی دعوت نسب صحیح نہین ہے
ولیکن فرق اسقدر ہی کہ اگر دو برس تک وقت بیع سے جنی اور مشتری نے تصدیق کی تو بیع ٹوٹ جائیگی اور اگر وقت بیع سے دو برس سے
زیادہ مین جنی تو بیع نہ ٹوٹیگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے اپنی عورت کو ایک طلاق بائن دیدی اور وہ عورت باندی تھی پھر آزاد
کردی گئی پس اگر وقت طلاق سے دو برس تک بچہ جنی تو نسب اُسکا شوہر سے ثابت ہوگا اُسکے انکار سے منتفی نہ ہوگا اور انکار پر اُسکے
حد ماری جائیگی اور اس بچہ کی ولاء اُسکی ماں کے مولاؤن کو ملیگی اور اگر باپ مرگیا اور اُسکے مرنے سے دو برس کے درمیان باندی
کے بچہ ہوا اور اُسکے ایک روز بعد وہ آزاد ہوگئی ہو تو بچہ ثابت النسب اور ولاء اُسکی ماں کے مولاؤن کو ملیگی کذا فی
المبسوط۔ اور اگر کسی شخص کی جورو باندی ہو اور وہ اُس سے بچہ جنی اور باندی کو اُسکے شوہر نے خریدا اور اُسکو آزاد
کرکے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے یا زیادہ مین اُس کے دوسرا لڑکا پیدا ہوا اور اُس نے اسکے نسب کا انکار کیا
تو قاضی دونون کے درمیان لعان کرائیگا اور بچہ ماں کی طرف لازم کریگا اور اگر وقت دوسرے نکاح سے چھ مہینے سے کم مین
یا زیادہ مین پیدا ہوا ہے تو لعان نہ کرایا جائیگا اور بچہ شوہر کے نسب سے قرار پائیگا اور اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے
کم مین اُسکے بچہ ہوا تو وقت انکار کے باہم دونون سے لعان کرایا جائیگا اور بعد لعان کے بچہ ماں کی طرف لازم کیا جائیگا
اور اگر ام ولد مسلمان ہو تو انکار پر مرد کو حد ماری جاویگی اور اگر عورت نے مرد کی تصدیق کی کہ یہ بچہ تجھسے نہین ہی تو بچہ کے حق مین
دونون کی تصدیق نہ کیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اُس سے نکاح نہین کیا تو وقت عتق سے دو برس تک بچہ مرد کو نسبًا لازم
ہوگا اور اگر اُسکی نفی کی تو حد مارا جائیگا کذا فی المبسوط

چودھوین فصل غلام تاجر و مکاتب کے دعوت نسب کے بیان مین۔ اگر عبد ماذون نے کوئی باندی خریدی اور اُس
سے وطی کی اُس سے بچہ ہوا اور اُس بچہ کا دعوی کیا تو نسب اُس سے ثابت ہوگا اور غلام کو اس بچہ اور اُسکی ماں کے فروخت
کرنیکا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مولی نے اس باندی کو کسی غلام سے بیاہ دیا تو صحیح ہے جیسا کسی دوسری باندی کا نکاح
کر دینا صحیح ہی۔ اور اگر بچہ جنی تو اُس سے نسب ثابت ہوگا اسی طرح اگر بدون اجازت مولی کے اُس باندی سے غلام نے نکاح کر لیا تو
نسب بچہ کا اُس سے ثابت ہوگا اگر اس کا اقرار کرے یہ مبسوط مین ہی غلام ماذون اگر قرضدار[1] ہو اُسنے باندی خرید کر اُس سے
وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا اور غلام نے اپنے نسب سے دعوی کیا اور مولی نے اُسکی تکذیب کی تو دعوت صحیح اور نسب غلام
سے ثابت ہوگا اسی طرح اگر دعوی کیا کہ مولی نے یہ باندی میرے واسطے حلال کردی تھی اور مولی نے اُسکی تکذیب کی

[1] قولہ قرضدار ہوا اس سے ہر جگہ یہ مراد ہی کہ معاملات خرید و فروخت مین اسپر آدھار وغیرہ کا قرضہ چڑھ گیا ہو اور یہی نہین کہ اسنے کسی سے روپیہ قرض لیا ہو ۱۲ منہ

تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر غلام ماذون نے مولی کی ایسی باندی کے بچہ کا جو اُسکی تجارت مین سے نہین ہی دعوی کیا اور کہا کہ مولا نے اسکو میرے اوپر حلال کر دیا یا مجھ سے بیاہ دیا تھا پس اگر مولی نے اس امر مین اُسکی تکذیب کی تو نسب اُس سے ثابت نہوگا ولیکن اگر مولی نے اُسکو آزاد کر دیا اور یہ غلام اُسکا مالک ہوا تو دعوی نکاح مین قیاساً و استحساناً نسب ثابت ہوگا اور حلال کر دینے کے دعوی مین استحساناً ثابت ہوگا اور اگر مولی نے اسکی تصدیق کی تو اس سے نسب ثابت ہوگا مگر نکاح مین خاصةً تصدیق نکاح کی ضرورت ہے اور حلال کرنے کی دعوت مین ایک حلال کر دینے کی اور دوسری کہ یہ بچہ باندی کے اسی سے پیدا ہوا ہی دونون باتون کی تصدیق کی حاجت ہے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنے مالک کے سوائے کسی دوسرے کی باندی کے بچہ کا نکاح فاسد یا جائز سے غلام نے دعوی کیا اور اُس باندی کے مالک نے تصدیق کی تو نسب اس سے ثابت ہوگا کذا فی الحاوی۔ غلام نے ایک لقیط پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہی جو میری جورو ہی اور باندی نے اسکی تصدیق کی اور مولی نے کہا کہ یہ میرا غلام ہے تو وہ مولی کا غلام اور ان دونون کا بیٹا ہی اور یہ قول امام ابویوسف کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ وہ ان دونون کا بیٹا ہی اور آزاد ہے اور امام محمد رح کا قول اظہر ہی کذا فی المحیط السرخسی۔ و منتقی مین لکھا ہی کہ غلام نے ایک لقیط پر دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا اس باندی سے ہی جو میری جورو ہی تو نسب اُسکا غلام سے ثابت اور آزاد ہوگا اور باندی سے ثابت نہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر مکاتب کی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت[1] صحیح ہی خواہ مولی نے مکاتب کے قول کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ بچہ بھی مکاتب ہو جائیگا نہ اسکو فروخت کرے اور نہ اُسکی مان کو یہ محیط مین فصل دعوت النسب مین ہی۔ اگر مکاتب نے کسی لڑکے کے نسب کا دعوی کیا کہ یہ میری اس آزاد جورو سے میرا بیٹا ہی خواہ نکاح جائز سے یا فاسد سے اور عورت نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکا بیٹا قرار دیا جائیگا کذا فی الحاوی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کی باندی کے لڑکے پر نکاح یا ملک سے نسب کا دعوی کیا اور اس شخص نے تکذیب کی تو مثل آزاد کے مکاتب کی تصدیق نہ کیجائیگی پس اگر وہ آزاد کیا گیا اور کسی روز بھی اُسکا مالک ہوا تو مکاتب سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مکاتب نے کوئی باندی خریدی وہ اُسکے پاس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی پس مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور اگر مکاتب غلام ماذون ہو تو دعوت صحیح نہین ہی یہ محیط مین ہی اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی پس چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور اُسنے دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور بچہ مع مان کے اُسکو واپس ملیگا کذا فی المبسوط۔ اور اگر غلام ماذون نے دعوی کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو دعوت صحیح نہین ہی کذا فی المحیط۔ اگر مکاتب نے اپنے بیٹے کی باندی سے وطی کی اور بیٹا آزاد ہی یا عقد علیحدہ سے مکاتب ہی تو اگر بچہ پیدا ہو تو مکاتب کے دعوی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اگر بیٹا اسکی تکذیب کرے کذا فی المبسوط پس اگر مکاتب آزاد کیا گیا اور اس لڑکے کا مع باندی کے کبھی ایک روز بھی مالک ہوا تو لڑکے کا نسب مکاتب سے ثابت ہو جائیگا اور باندی اُسکی اُم ولد ہو جائیگی اور اگر مکاتب کا یہ بیٹا جسکی باندی سے وطی کی ہی مکاتب ہونے کی حالت مین پیدا ہوا تھا یا مکاتب نے اسکو خرید اتھا پس اسکی باندی نے بچہ جنا اور مکاتب نے اُسکا دعوی کیا تو دعوت صحیح ہی اور باندی اسکی ام ولد ہو جائیگی اور مہر یا قیمت کا ضامن نہوگا کیونکہ جو کچھ کتابت کی حالت کے پیدا ہوئے بیٹے کی یا خریدے ہوئے بیٹے کی کمائی ہو وہ بمنزلہ اسکی کمائی مال کے ہوتا ہی اُسمین اسکا تصرف نافذ ہوگا کذا فی المحیط اگر اپنی مکاتبہ کے بچہ کا دعوی کیا تو نسب ثابت ہوگا خواہ مکاتبہ اسکی

[1] لہ یعنی نسب کا دعوی کرنا ۱۲

تصدیق کرے یا نہ کرے اور مولی پر بچہ کی قیمت کی ضمان نہیں ہی عقر اُسپر واجب ہی اگر کتابت کے روز سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہو اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی ہو تو عقر بھی نہیں واجب ہی یہ حاوی مین ہی اور مکاتبہ کو اختیار دیا جائیگا چاہے کتابت کو باقی رکھے اور تمام کردے یا فسخ کردے کذا فی المحیط۔ اور اگر مکاتبہ کا شوہر ہو اور مولی کی اُسنے تصدیق کی تو بچہ آزاد ہوگا اور نسب ثابت نہوگا
(اورام ولد رہے گی ۱۲)
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مکاتبہ کی باندی کے بچہ کا دعوی کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے دعوت صحیح نہین ہی اور یہ حکم ظاہر الروایت کا ہی اور اگر مکاتبہ نے مولی کی تصدیق کی تو نسب اُس سے ثابت ہو جائیگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا کہ مولی بچہ کی قیمت مکاتبہ کو ادا کریگا اور مکاتبہ کو باندی کا عقر بھی دیگا اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو ولادت کے روز تھی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مکاتبہ کے یہ باندی خریدنے سے چھ مہینے مین باندی کے بچہ ہوا ہو اور اگر چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا اور مولی نے دعوی کیا تو بدون تصدیق مکاتبہ کے نسب ثابت نہوگا اور اگر مکاتبہ نے تصدیق کی یہانتک کہ نسب ثابت ہوا تو آزاد نہوگا ویسا ہی غلام باقی رہیگا کذا فی المحیط۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مکاتب نے کوئی نابالغ غلام خریدا اور مولی نے اُسکا دعوی کیا تو جائز نہین ہی اور اگر مکاتب نے اُسکی تصدیق کی تو مولی سے نسب ثابت ہوگا اور آزاد نہوگا یہ حاوی مین ہی۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدکر مکاتب کردیا پھر مکاتب نے اپنی ایک باندی کو مکاتب کیا پھر مکاتبہ نے بچہ جنا پس مولاے مکاتب نے اُسکا دعوی کیا پس اگر مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی تو نسب ثابت ہوگا اور مکاتبہ کے واسطے اُسکا عقر اُسپر واجب ہوگا اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی ہی اور اگر چھ مہینے سے کم مین جنی ہی تو اُسکا عقر مکاتب کو ملیگا پھر یہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا پس اگر ماں نے بدل کتابت ادا کردیا تو آزاد ہو جائیگی اور اُسی کے ساتھ بچہ بھی اُسکی تبعیت مین آزاد ہو جائیگا اور اگر عاجز ہوئی اور پھر مملوک ہوگئی تو مولی دونون کو بقیمت لیگا اور مکاتب کی تصدیق کی ضرورت نہوگی اگرچہ مولی کا استحقاق دعوت نسب کے روز صاحب تصدیق کی تصدیق سے ثابت ہوا ہی اور بچہ کی وہ قیمت معتبر ہوگی جو مکاتبہ کے عاجز ہونے کے روز تھی اور اگر مکاتبہ نے اُسکی تکذیب کی اور مکاتب نے تصدیق کی تو نسب ثابت نہوگا اور بچہ اپنی ماں کے ساتھ مکاتب ہوگا اگر ماں نے بدل کتابت ادا کردیا تو دونون آزاد ہو جائینگے اور اگر وہ عاجز ہوکر پھر مملوک ہوگئی تو مولی سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا مگر قیمت روز ولادت کی اُسوقت معتبر ہوگی جبکہ روز کتابت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور اگر روز کتابت سے چھ مہینے مین بچہ ہوا ہی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر دونون نے مولی کی تکذیب کی تو بچہ کا نسب ثابت نہوگا اور بچہ اور اُسکی ماں دونون مکاتبہ کے مکاتب قرار پاوینگے پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کردیا تو دونون آزاد ہو جاوینگے اور اگر عاجز ہوئی تو دونون مکاتب کے مملوک ہونگے اور نسب مولی سے ثابت نہوگا اور اگر دونون نے مولی کی تصدیق کی تو نسب ثابت ہو جائیگا پس اگر روز کتابت سے چھ مہینے سے کم مین بچہ ہوا ہی یہانتک کہ ثابت ہوا کہ نطفہ کا قرار پانا مکاتب کی ملک مین ہوا ہی تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور بچہ کی قیمت مکاتب کو ملیگی اور ولادت کے روز کی قیمت معتبر ہوگی اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین پیدا ہوا ہی تو بچہ اُس مکاتبہ کے ساتھ مکاتب ہوگا جبتک کہ مکاتبہ عاجز نہین ہوئی ہی اور جب عاجز ہوگئی تو مولی اُس بچہ کو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر لیویگا۔ بھر جس صورت مین کہ مکاتب نے تصدیق اور مکاتبہ نے تکذیب کی حتی کہ نسب ثابت نہوا اور مکاتبہ ہنوز عاجز نہوئی اور مکاتب نے اپنا بدل کتابت ادا کردیا اور آزاد ہوگیا پس اگر مکاتبہ نے وقت کتابت سے چھ مہینے سے

کم مین بچہ جنا تو مولی سے نسب ثابت ہوگا اور بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور یہ قیمت مکاتب کو ملیگی اور یہ اُسوقت ہے کہ بچہ ایسا نابالغ ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر نہ کر سکتا ہو اور اگر بڑا ہو گیا ہے اور مولی نے دعوی کیا اور مکاتب نے اُسکی تصدیق کی تو لڑکا آزاد ہوگا اور حق نسب مین لڑکے کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور اگر وقت کتابت سے چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ جنی تو بچہ آزاد نہوگا بلکہ اپنی مان کے ساتھ مکاتب ہوگا اور مولی سے اُسکا نسب بھی ثابت نہوگا پھر اگر اسکے بعد مکاتبہ عاجز ہوئی اور مملوک ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد اور مولی سے ثابت النسب ہوگا۔ اور اگر عاجز نہوئی بلکہ بدل کتابت ادا کر دیا تو آزاد ہوگی اور بچہ بھی اُسکے ساتھ آزاد ہو گیا اور مولی سے نسب اُسکا ثابت نہوگا ولیکن اگر لڑکے نے بڑے ہو کر مولی کی تصدیق کی تو اُسکی تصدیق سے نسب ثابت ہوگا پس قیمت مولی پر لازم نہ آئیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر مکاتب اول نے بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہو گیا پھر مکاتبہ نے وقت عتق سے چھ مہینے سے کم اور وقت کتابت سے چھ مہینے مین بچہ جنا تو حکم وہ دیا جائیگا کہ جو قبل عتق کے مکاتبہ کے جننے کا حکم تھا اور اگر وقت عتق سے چھ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنی اور مولی نے زعم کیا کہ عتق[1] کے بعد کی وطی سے یہ بچہ پیدا ہوا ہے تو نسب ثابت نہوگا اور اگر تصدیق پائی گئی تو زانی شمار ہوگا چنانچہ اگر بعد عتق مکاتب کے نکاح کا دعوی کیا پس اگر مکاتبہ نے تصدیق کی تو شبہ نکاح ثابت ہوگا پس نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر مکاتب آزاد نے نکاح کی تصدیق کی اور مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا ولیکن اگر مکاتبہ عاجز ہو کر پھر مملوک ہو گئی تو مکاتب آزاد شدہ کا اقرار نکاح اُسوقت اُسپر نافذ ہوگا اور نسب مولی سے ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا اور اگر دعوی کیا کہ یہ بچہ عتق مکاتب سے پہلے کی وطی سے پیدا ہوا ہے تو مولی کی تصدیق نہ کیجاویگی پس اگر مکاتب آزاد اور مکاتبہ دونون نے اُسکی تصدیق کی تو بچہ کا نسب ثابت ہوگا اور بچہ آزاد نہوگا پس اگر مکاتبہ نے مال کتابت ادا کر دیا تو مع بچے کے آزاد ہو جائیگی اور اگر عاجز ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور اگر مکاتبہ نے اُسکی تصدیق کی اور مکاتب آزاد نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہوگا اور بچہ غلام ہوگا پس اگر مکاتبہ عاجز ہوئی تو وہ اور اُسکا بچہ دونون مکاتب آزاد کے مملوک ہونگے اور اگر مکاتب نے تصدیق کی کہ قبل عتق کے مولی کی وطی سے پیدا ہوا ہے اور مکاتبہ نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا ولیکن اگر عاجز ہو گئی تو عاجز ہونے کے روز کی قیمت پر بچہ آزاد ہوگا۔ اسی طرح اگر مکاتب نے مال کتابت ادا نہ کیا ولیکن ادا کے لائق مال چھوڑ کر مر گیا اور بدل کتابت ادا کر دیا گیا پھر مکاتبہ عاجز ہو گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہے اور اُسکی مان وارثان مکاتب کی مملوک ہوگی کذا فی شرح الزیادات

پندرھوین فصل متفرقات کے بیان مین۔ اگر ایک شخص مر گیا اور اُسنے عورت و ام ولد چھوڑی اور وارث نے اقرار کیا کہ اس نے یہ لڑکا میت کے نطفہ سے جنا ہے پس اگر وہان مقر سے کوئی جھگڑا اور رد کرنے والا نہو تو لڑکے کا نسب میت سے ثابت ہو جائیگا اور وہ وارث ہوگا اور اقرار کرنے والون مین کچھ تعداد یا لفظ گواہی شرط نہین ہے اور اگر مقر کا کوئی منازع موجود ہو جو اُسکے اقرار مین نزاع کرتا ہے تو باتفاق الروایات اقرار کرنے والون کی تعداد شرط ہے اور باتفاق الروایات انکی عدالت یعنی عادل ہونا شرط نہین ہے اور مقر کا بلفظ شہادت اقرار کرنا شرط ہونے مین دو روایتین ہین یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص ایک ام ولد چھوڑ کر مر گیا اور مرنے سے دو برس تک کے درمیان مین اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا اور وارثون نے نسب سے انکار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک میت سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور دائی کی گواہی سے وارث نہوگا جبتک کہ دو گواہ گواہی نہ دین

[1] له آزادی در آزاد ہونا ۱۲ منہ زعم صحیح ظاہر اگر جنوا ۱۲

ولیکن اگر مولی نے اپنی زندگی مین اقرار کیا تھا کہ یہ ام ولد مجھسے حاملہ ہے تو دائی کی گواہی سے نسب ثابت ہوگا اور اگر وارثون نے اقرار کیا تو مثل اقرار میت کے شمار ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اُسنے اُس سے وطی کی اور وہ اس سے بچہ جنی پھر اُسکے بچہ کا دعوی کیا پھر کہا کہ یہ فلان شخص کی ام ولد تھی اُسنے میرے ساتھ نکاح کر دیا تھا اس سے میرے نسب سے یہ بچہ ہوا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور باندی نے دونون کے قول کی تصدیق کی یا تکذیب کی ولیکن مقر کی ام ولد ہونیکے حکم قاضی سے پہلے اُسنے دونون کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو مقرلہ کی ام ولد قرار دیجائیگی اور اُسکے بچہ کا حکم مثل اسکے حکم کے ہوجانیکے ہوگا پس جب مقرلہ مرے تو دونون آزاد ہوجائینگے پھر اگر اسکے بعد بچہ بڑا ہوا اور اُس نے باندی ام ولد کے اقرار کی تکذیب کی تو اسکی تکذیب کی طرف التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے مقر کے قول کی نہ تکذیب کی اور نہ تصدیق کی یہانتک کہ مرگئی تو مقر اور مقرلہ کی تصدیق کیجائیگی حتی کہ یہ بچہ مقرلہ کا غلام قرار دیا جائیگا پس اگر بچہ بالغ ہوا اور اپنے مقرلہ کے غلام ہونے سے انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا اور اگر باندی نے دونون کی تکذیب کی اور اسی پر قائم رہی تو قاضی اُسکو مقر کی ام ولد قرار دیگا اور مقر پر اُسکے ام ولد کے اعتبار سے قیمت مقرلہ کیواسطے واجب ہوگی بعض مشائخ نے کہا کہ یہ موافق قول صاحبین کے ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک نہ مقر کو قیمت اور نہ عقر کچھ دینا نہ پڑیگا اور اگر باندی نے دونون کی تکذیب کی پس ہنوز قاضی نے حکم نہ دیا تھا کہ باندی مرگئی تو بچہ کی بابت حکم دینے مین تا بلوغ توقف کیا جائیگا پس اگر بڑے ہوکر اُسنے مقر کے قول تصدیق کی تو مقرلہ کا غلام قرار دیا جائیگا اور اسکی مان مقرلہ کی ام ولد ہوگی اور اگر تکذیب کرتا رہا تو قاضی اسکو مقر کی طرف سے آزاد کریگا اور اُسکی مان مقرلہ کی ام ولد ہوگی اور اگر باندی زندہ ہو اور بچہ اپنی ذات سے تعبیر کرسکتا ہے پس مان نے مقر کی تصدیق کی اور بچہ نے تکذیب کی تو بچہ آزاد اور باندی مقر کی ام ولد ہوگی اسی طرح اگر مان نے مقر کی تکذیب اور بچہ نے تصدیق کی تو بھی ایسا ہی ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑا پس ایک عورت نے آکر دعوی کیا کہ یہ میت سے میرا بیٹا ہے پس لڑکے نے اُسکی تصدیق کی اور عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے تو قاضی اُسکے نسب کی ڈگری کریگا اور میت د عورت مین زوجیت کا حکم دیگا اور عورت میت کی وارث ہوگی کذافی الحاوی۔ اگر دو عورتون نے ایک بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور ہرایک عورت نے دو مرد یا ایک مرد و دو عورتین گواہ قائم کیں تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک کسی سے اُسکا نسب ثابت نہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک دونون سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر دونون مین سے ہرایک نے ایک عورت گواہ پیش کی تو موافق روایت ابو سلیمان کے امام اعظم رح کے نزدیک اس حجت سے کسی کی ڈگری نہوگی اور موافق روایت ابوحفص کے دونون کے نام نسب کی ڈگری ہوگی۔ اور اگر دونون کے پاس حجت نہو تو بالاتفاق کسی کی ڈگری نہوگی مجموع النوازل مین ہے کہ اگر دو بچون مین ایک مذکر اور دوسرا مونث ہو اور دونون عورتون مین سے ہرایک نے مذکر کا دعوی کیا اور مونث کی نفی کی تو دونون عورتون کا دودھ تولا جائیگا جسکا بھاری ہوگا اُسی کے نام مذکر کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر زید کی باندی کے بچہ ہوا پس اُسکے بھائی نے کہا کہ بشبہہ کے نکاح سے میرا بیٹا ہے اور زید نے انکار کیا تو مدعی کی تصدیق نہوگی اور یہی حکم چچا و ماموں و باقی اہل قرابت کا ہے پس اگر مدعی اُسکا کسی روز مالک ہوا اور نکاح صحیح یا فاسد یا ملک سے نسب کا دعوی کرچکا ہے تو نسب ثابت ہوگا اسیطرح اگر بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور یہ نہ کہا کہ مین نے اس باندی سے نکاح کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مان کا بچہ کے ساتھ یا بدون

اسکے مالک ہوا تو اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اگر مدعی کا باپ جو مدعی کے قول سے منکر ہی اس بچہ کا مالک ہوا تو مدعی سے نسب ثابت نہ ہوگا اور نہ بچہ آزاد ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید کی باندی بچہ جنی اُسکے بیٹے نے اس بچہ کے نسب کا دعوی کیا تو بدون باپ کی تصدیق کے دعوت صحیح نہین ہی اسیطرح اگر بیٹے نے نکاح کا دعوی کیا تو بھی بدون تصدیق باپ کے صحیح نہین ہی۔ اور اگر بیٹے نے باپ کی رضامندی سے یا بلا رضامندی نکاح کر لینے کے گواہ قائم کیے تو بچہ کا نسب اُس سے ثابت اور آزاد ہو جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک غلام نابالغ کو آزاد کیا پھر دعوی کیا کہ میرا بیٹا ہی تو صحیح ہی خواہ اُسکے پاس پیدا ہوا ہو یا نہین اور اگر بڑا ہو تو دیکھا جائیگا اگر اُسنے انکار کیا تو اسکا اقرار باطل ورنہ جائز ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ ایک شخص نے ایک باندی آزاد کی اُسکا ایک بچہ ہی پھر بچہ کا دعوی کیا بعد ازانکہ باندی کو آزاد کر چکا ہی تو نسب اُسکو لازم ہوگا اور باندی آزاد پر عدت واجب ہوگی کذافی المحیط ایک غلام صغیر دو شخصون مین مشترک ہی اُسکو ایک نے آزاد کر دیا پھر دوسرے نے اُسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو صحیح ہی یہ امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ہی اور وہ دونون کا آزاد کردہ شمار ہوگا بشرطیکہ دعوت مدعی دعوت تحریر ہو کہ اُسکی ملک مین نہ پیدا ہوا ہو اور اگر دعوت استیلاد ہو کہ علوق اُسکی ملک مین قرار پایا ہو تو آزاد کرنے والے کے لیے آدھی ولاء ہوگی اور مدعی کو کچھ ولاء نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک کل غلام آزاد کرنے والے کی طرف سے آزاد ہوا اور اگر دوسرے نے ایسے نابالغ آزاد کے نسب کا دعوی کیا جسکا نسب معروف نہین ہی تو استحسانًا اُسکی دعوت صحیح ہوگی۔ اور اگر خود آزاد کرنیوالے نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک بدون دوسرے کی تصدیق کے دعوت صحیح نہین ہی اور صاحبین رح کے نزدیک استحسانًا صحیح ہی اور اگر بچہ بڑا ہو اکہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہی پس اگر اُسنے اس امر کا اقرار کیا تو مدعی سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اگر انکار کیا تو آزاد کرنے والے کی دعوت صحیح نہین ہی اور دوسرے کی دعوت صحیح ہی اور یہ امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک کسی کی دعوت بدون اُسکی تصدیق کے صحیح نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر دو بچہ جوڑیا ہون ایک کو آزاد کر کے دوسرے کے نسب کا دعوی کیا تو دونون کا نسب ثابت اور عتق باطل ہوگا یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین ہی کہ زید نے ایک باندی آزاد کی اُسنے عمرو سے نکاح کیا اور وقت نکاح سے چھ مہینے سے کم مین بچہ جنی اور زید و عمرو دونون نے دعوی کیا تو جسکی باندی آزاد تصدیق کرے اُسی کا ہوگا پس اگر شوہر کی تصدیق کی اور اُسنے نکاح فاسد یا وطی شبہہ کا دعوی کیا تو نسب اُسکو لازم ہوگا اسی طرح زید کو بھی بدون اُسکی تصدیق کے کچھ دعوت کا حصول نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک عورت کے پاس اُسکے شوہر مرنے کی خبر آئی اُسنے بعد عدت کے نکاح کیا اور بچہ جنی پس پہلا شوہر زندہ موجود ہوا تو امام اعظم رح کے نزدیک ہر طرح بچہ پہلے شوہر کا ہی اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ اگر نکاح ثانی سے وقت ولادت تک چھ مہینے سے کم ہون تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہون تو دوسرے کا ہی اور امام محمد رح نے کہا کہ اگر دوسرے کی وطی کے وقت سے ولادت تک دو برس سے کم ہون تو پہلے شوہر کا اور اگر زیادہ ہون تو دوسرے شوہر کا ہی کذافی الکافی۔ اور فقیہ ابو اللیث نے اپنی شرح دعوت مبسوط مین لکھا کہ امام محمد رح کا قول اصح ہی اور ہم اسی کو لیتے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور ابو عصمہ سعد بن معاذ مروزی نے اسمعیل بن حماد سے اُنھون نے عبد الکریم جرجانی سے اُنھون نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ امام نے اس قول سے رجوع کر کے کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہوگی کذافی المحیط۔ ایک شخص اپنی عورت کو چھوڑ کر غائب ہو گیا اور وہ نوجوان

دس برس کی ہی مثلاً پس اُسنے نکاح کر لیا اور چند اولاد ہوئین تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ سب اولاد پہلے شوہر کی ہونگی یہانتک کہ دوسرے شوہر کو جائز ہی کہ اُنکو زکوۃ دے اور اُنکی گواہی اُسکے حق مین مقبول ہی اور عبد الکریم نے امام اعظم رح سے روایت کی کہ اُنھون نے اِس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ اولاد دوسرے شوہر کی ہی اور اسی پر فتوی ہی کذا فی الواقعات الحسامیہ اور بالاجماع اگر پہلا شوہر آیا تو عورت اُسکو واپس کرا دیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کوئی عورت گرفتار ہو گئی اور اُس سے کسی حربی نے نکاح کیا اور چند اولاد ہوئین تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی کذا فی المبسوط۔ اور اگر ایک عورت نے طلاق کا دعوی کیا اور عدت مین بیٹھکر بعد کو دوسرے سے نکاح کیا اور اولاد ہوئی اور شوہر اول نے طلاق سے انکار کیا تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے کذا فی المحیط للسرخسی۔ مجموع النوازل مین ہی کہ شیخ نجم الدین نسفی رح سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے ایک نابالغہ سے اُسکے باپ کے نکاح کر دینے سے نکاح کیا پھر باپ مر گیا اور شوہر غائب ہے اور لڑکی جوان ہوئی اور اُسنے دوسرے سے نکاح کر لیا پس غائب آیا اور اُسنے دعوی کیا اور عورت انکار کر گئی اور شوہر کے پاس گواہ نہین تھے یہانتک کہ اُسکی ڈگری نہوئی بلکہ دوسرے کی ڈگری ہوئی اُس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی اور پہلے شوہر کا ایک بیٹا دوسری جورو سے ہے تو اس بیٹے اور اس دختر مین نکاح جائز ہی یا نہین تو شیخ رح نے فرمایا کہ اگر لڑکا نابالغ ہے تو جائز نہین ہے کیونکہ لڑکے کے باپ کے زعم مین ہے کہ لڑکی کی مان میری جورو ہے اور لڑکی اُسکے فراش سے ہوئی ہے پس اُسکی بیٹی ہے ولیکن اگر لڑکا جوان ہوا اور خود اُسنے اس لڑکی سے نکاح کیا تو جائز ہونا چاہیے کیونکہ اقرار پسر دوسرے پر نافذ نہوا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کی جورو سے نکاح کیا اور وہ بچہ جنی پس ایک نے دعوی کیا کہ نکاح کو ایک مہینہ ہوا اور دوسرے نے ایک برس کا دعوی کیا تو ایک سال کے مدعی کی ڈگری ہوگی اور دونون سے اثبات نسب کا حکم ہوگا اور اگر دونون نے تصدیق کی کہ اُسنے ایک مہینے سے نکاح کیا ہی تو نسب ثابت نہوگا اور اگر باہمی ایک ماہ کی تصدیق کی بعد اُسنے گواہ دیے کہ ایک سال سے نکاح کیا ہی تو گواہ مقبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے مرض مین کہا کہ یہ لڑکا میری ان دونون باندیون مین سے ایک سے میرا بیٹا ہے پھر مر گیا تو امام محمد رح نے فرمایا کہ غلام جمیع مال سے آزاد اور ہر باندی اپنے نصف قیمت کے واسطے سعی کرے اور نصف اِسکا تہائی مال سے آزاد ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا میری اس باندی سے میرا بیٹا ہے پھر مر گیا پس اُسکے دوسرے بیٹون نے گواہ قائم کیے کہ ہمارے باپ نے اس باندی کو اس لڑکے کے پیدا ہونے سے تین برس پہلے اس غلام کے ساتھ بیاہ دیا تھا پس یہ لڑکا اِس غلام کے فراش سے پیدا ہوا اور غلام و باندی دونون منکر ہین تو اُنکے گواہ مقبول نہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر لڑکا و باندی اسکے مدعی ہون تو ان دونون کی گواہی مقبول ہوگی کیونکہ ان دونون کی غرض اس گواہی پیش کرنے سے یہ ہی کہ اپنا حق یعنی نکاح ہونا میت پر ثابت کرین اور لڑکا آزاد ہوجائیگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی پھر اگر یہ اقرار مولی سے اُسکی صحت مین صادر ہوا تو لڑکا تمام مال سے آزاد ہوگا اور اگر مرض مین ہوا تو تہائی مال سے آزاد ہوگا اسی طرح اگر لڑکے نے ایسا دعوی کیا تو بھی گواہ مقبول ہونگے اور حکم اُسکا مثل حکم لڑکے و باندی دونون کے دعوی کرنیکے ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر باندی نے یا لڑکے نے نکاح کا دعوی کیا تو تزویج کے گواہ مقبول ہونگے کیونکہ یہ اثبات نسب کے واسطے ہونگے کیونکہ نسب حق لڑکے کا ہے پس جب اُسنے گواہون سے نکاح ثابت کر دیا کہ غلام سے ہوا ہے تو

اپنے حق کا ثابت کرنے والا شمار ہوگا یعنی نسب کا پس نکاح باندی و غلام مین ثابت ہوا اور یہ حق باندی کا ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر وارثون کے گواہ قائم کرنے کی حالت مین غلام غائب ہو تو اُسکے حاضر ہونے کے وقت تک اس گواہی کے حکم مین توقف کیا جائیگا کذافی المحیط۔ اگر کسی شخص کی عورت کے بچہ ہوا اور اُسنے دعوی کیا کہ یہ بیٹا میرا اسی شخص سے ہے اور شوہر اس سے منکر ہے پس اس شخص پر اُسکے بیٹے یا بھائی نے گواہی دی کہ اسنے اقرار کیا یہ بیٹا میرا ہے تو گواہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر شوہر کے اس اقرار پر عورت کے باپ یا دادا نے گواہی دی تو گواہی مقبول نہوگی خواہ عورت مدعی ہو یا منکر ہو اسی طرح اگر شوہر کے باپ یا دادا نے اس اقرار کی گواہی دی تو بھی قبول نہوگی خواہ شوہر مدعی ہو یا منکر ہو یہ محیط مین ہے

پندرھوان باب دعوی استحقاق اور جو اُسکے معنی مین ہے اُسکے دعوی کے بیان مین۔ اگر مشتری نے بائع پر دعوی کیا کہ مبیع مین استحقاق ثابت ہوگیا یعنی کسی دوسرے نے مجھپر استحقاق ثابت کرکے لے لی اور بائع سے اپنے دام واپس کرنے چاہے تو ضرور ہے کہ استحقاق کی تفسیر اور اُسکا سبب بیان کرے پھر جب اُسنے سبب استحقاق بیان کر دیا اور دعوی صحیح ہوگیا اور بائع نے اس مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مشتری نے بیع کے گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے اور اپنے دام واپس کر سکتا ہے اور اس گواہی کی سماعت کے واسطے بیع کا حاضر کرنا شرط نہین ہی یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہے اور اسی پر ظہیر الدین مرغینانی فتوی دیتے تھے بلکہ اگر مبیع کے رنگ و اوصاف کو ذکر کر دیا اور مقدار ثمن بیان کی تو کافی ہی پھر جب مشتری کے گواہ مقبول ہوے اور اُسنے بحکم قاضی بائع سے اپنے دام واپس لیے اور بائع نے اپنے بائع سے اپنے دام واپس لینے چاہیے تو ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر بائع نے مشتری کو ثمن سے بری کیا یا اُسکو ہبہ کیا پھر مشتری کے پاس سے مبیع استحقاق مین لے لی گئی تو وہ اپنے بائع سے کچھ نہین لے سکتا ہی اسی طرح باقی بائع بھی ایک دوسرے سے کچھ نہین لے سکتے ہین یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر مبیع مشتری کے پاس سے استحقاق مین لی گئی اور ہنوز اُسنے دام نہین دیے ہین یا کچھ دام دیے ہین تو جبراً اُس سے کل دام یا باقی دلوائے جاوینگے کیونکہ شاید قاضی مستحق کے گواہون پر ڈگری نہ کرے یا مستحق بیع کی اجازت دیدے یہ محیط مین ہی مشتری نے جب بائع سے دام طلب کیے اُس نے دام واپس دینے کا وعدہ کیا پس اگر استحقاق ثابت ہونے مین مشتری کی تصدیق کر چکا اور اسنے سجل قاضی قبول کر لیا ہے تو دام پھیر دینے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر استحقاق کا اقرار نہین کیا صرف وعدہ کرکے وعدہ خلافی کی تو مجبور نہ کیا جائیگا یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر مشتری نے اپنے بائع سے دام لینے چاہے اُسنے تھوڑے دامون پر مشتری سے صلح کر لی تو بائع اپنے بائع سے پورے دام لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی ایک نے دوسرے سے ایک دار بعوض ایک غلام کے خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر نصف دار استحقاق مین لیا گیا تو مشتری کو اختیار ہی چاہے باقی دار نصف کو آدھے غلام مین لیوے یا ترک کردے اور غلام خریدنے والے کو خیار نہوگا اگرچہ صفقہ کا متفرق ہونا اور باقی کا شرکت کی وجہ سے عیب دار ہونا اُسکے پاس بھی لازم آتا ہے اور علی ہذا اگر نصف غلام مین استحقاق ثابت ہوا نہ نصف دار مین تو مشتری دار کو خیار نہوگا اور اگر نصف غلام اور نصف دار دونون استحقاق مین لیے گئے تو کتاب مین مذکور ہی کہ ہر ایک کو خیار ہی چاہے ترک کردے یا لیوے اور ماخوذ و متروک کی مقدار کتاب مین مذکور نہین ہی ہمارے

بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے چوتھائی کو چوتھائی کے عوض لے یا ترک کر دے اور بعض اصحاب نے فرمایا کہ چاہے نصف کو نصف کے عوض لے یا ترک کر دے اور اگر ہنوز کسی نے کچھ اختیار نہ کیا تھا کہ مستحق نے نصف غلام میں اجازت دیدی یا مشتری کو ہبہ یا صدقہ میں دیکر سپرد کر دیا تو مشتری غلام کا خیار باطل ہوگا مشتری دار کا باقی رہا یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو سے غلام خریدا اور بکر کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید نے دوبارہ خریدا اور اسکے ہاتھ سے استحقاق میں لے لیا گیا تو عمرو سے دام واپس کر سکتا ہے ایسا ہی شمس الاسلام محمود اوزجندی کا فتوے منقول ہے اور یہ حکم اس روایت کے موافق صحیح ہو سکتا ہے کہ جس میں مذکور ہے کہ استحقاق کے ثبوت سے تمام بیع جسقدر واقع ہوئی ہوں فسخ ہو جاتی ہیں لیکن موافق ظاہر الروایت کے اگر مستحق کے مالک ہونے کا حکم کیا جاوے تو تمام بیعوں کا فسخ ہونا واجب نہیں پس زید کا فروخت کرنا اور دوبارہ خریدنا بحالہ باقی ہے پس عمرو سے واپس نہیں کر سکتا ہے بلکہ بکر سے واپس کرے پھر بکر اس سے واپس کرے پھر یہ عمرو سے واپس کرے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ ایک نے دوسرے سے ایک گھر خریدا اور اسپر قبضہ کیا اور اس سے استحقاق میں لے لیا گیا پس مستحق نے مشتری سے کہا کہ جو دام تو نے بائع کو دیے ہیں وہ مجھسے لے لے اسنے لے لیے پھر مستحق نے چاہا کہ جو کچھ مشتری کو دیا ہے اسکو واپس کرے تو بعض مشائخ نے کہا کہ واجب ہے کہ اسکو یہ اختیار ہو بنابر اس روایت کے جسمیں مذکور ہے کہ مستحق کیواسطے ملک کا حکم ہونے سے تمام بیع فسخ ہو جاتی ہیں اور موافق ظاہر الروایت کے واپس لے سکتا ہے۔ اور اگر مشتری نے بائع سے اپنے داموں کا مطالبہ کیا اور مستحق نے مشتری سے کہا کہ مجھسے اپنے دام لے لے اسنے لے لیے پھر مستحق نے واپس کر لینے کا قصد کیا تو باتفاق الروایات ایسا نہیں کر سکتا ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ امام محمدؒ نے زیادات میں ذکر کیا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام خریدا اور اسپر قبضہ کر لیا اور ایک شخص نے مشتری کے لیے ضمان درک کر لی کہ جو کچھ آیندہ پیدا ہو از قسم استحقاق وغیرہ تو میں تیرے واسطے ثمن کا ضامن ہوں پھر مشتری نے زید کے ہاتھ فروخت کیا اور دیدیا پھر زید نے عمرو کے ہاتھ فروخت کر کے سپرد کر دیا پھر کسی مستحق نے عمرو پر گواہ پیش کر کے ڈگری کرالی تو یہ حکم اس مشتری عمرو اور تمام بائعوں پر جاری ہوگا حتی کہ اگر عمرو یا کسی بائع نے مستحق پر اپنی ملک مطلق کے گواہ قائم کیے تو مقبول نہونگے اور ہر دو مشتری اپنے بائع سے بدون اعادہ گواہوں کے دام واپس کر سکتے ہیں ولیکن جبتک کسی بائع سے دام واپس نہ کیے جاویں تب تک وہ اپنے بائع سے واپس نہیں کر سکتا ہے چنانچہ جبتک زید سے عمرو واپس نہ کرے تب تک زید اپنے بائع سے نہیں واپس لے سکتا ہے اور نہ زید کا بائع یعنی مشتری اول اپنے بائع سے قبل رجوع درمیانی مشتری کے واپس لے سکتا ہے اور نہ مشتری اول ضمان درک کفیل سے لے سکتا ہے اور آیا ہر مشتری کو اس امر کے گواہ وقت ثمن واپس کرنے کے پیش کرنے چاہئیے ہیں کہ مجھسے ثمن واپس لیا گیا یا نہیں پس دیکھنا چاہیے کہ اگر قاضی کو معلوم نہیں کہ اس سے دام وصول کر لیے گئے ہیں مثلاً کسی دوسرے قاضی کے پاس اسنے دام واپس لیے گئے تو گواہ لانا ضرور ہے اور اگر قاضی کو معلوم ہے تو ضرورت نہیں ہے اور اگر اس صورت میں غلام استحقاق میں لیا نہ گیا بلکہ اسنے عمرو پر اپنی اصلی آزادی کے گواہ قائم کر کے حکم آزادی حاصل کر لیا تو ہر ایک مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اسکے واپس دینے کے لے سکتا ہے اسیطرح مشتری اول بھی کفیل سے قبل اسکے کہ خود دام واپس کرے دام بھر لے سکتا ہے اور اگر اس صورت میں غلام نے اصلی آزادی کے گواہ نہ دیے بلکہ یہ دعوی کیا کہ میں فلان شخص کا غلام تھا اسنے مجھے ایکسال سے آزاد کیا اور اس امر کے گواہ پیش کیے یا یہ دعوی کیا کہ شخص نے

بھی گواہ پیش کیئے کہ میرا غلام تھا مین نے اسکو ایک سال سے آزاد کیا ہے اور تاریخ آزادی کی سب فروخت کی تاریخون سے سابق ہے اور قاضی نے حکم دیدیا تو ہر مشتری اپنے بائع سے قبل دام واپس دینے کے لے سکتا ہے اسیطرح اگر تاریخ معلوم نہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر غلام نے یا کسی شخص نے یہ گواہ قائم کیے کہ میرا غلام تھا مین نے اسکو مدبر کردیا ہے۔ اسکو ایک سال کا عرصہ ہوا یا بجاے غلام کے باندی تھی کہ اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین فلان شخص کی ایک سال سے ام ولد ہون یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور تدبیر یا استیلاد کی تاریخ سب فروخت کی تاریخون سے سابق ہے یا تاریخ بالکل معلوم نہین ہوتی ہے اور قاضی نے حکم دیدیا تو بھی یہی حکم ہے کہ ہر مشتری اپنے واپس دینے سے پہلے دام واپس لے سکتا ہے اور اگر مدبر کرنے یا آزاد کرنے یا ام ولد بنانے کی تاریخ سب فروخت کی تاریخون سے بعد ہے مثلاً غلام یا باندی نے اخیر کے مشتری پر گواہ پیش کیے کہ مین فلان کا غلام یا اُسکی باندی ہون کہ اُسنے مجھے اس مشتری اخیر کے خریدنے کے بعد آزاد کیا یا مدبر یا ام ولد بنایا ہے یا کسی شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے اسپر ڈگری کردی تو یہ حکم اور ملک مطلق کی ڈگری دونون یکسان ہین۔ اور اگر اس غلام کی عتق تاریخ بیع کی تاریخون کے بیچ مین واقع ہے کہ بعض تاریخ عتق سے پہلے اور بعض بعد ہین تو قبل عتق مین ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے دام قبل اپنے واپس دینے کے نہین لے سکتا ہے اور جو بعد عتق کے بیع واقع ہوئی اسمین ہر مشتری اپنے بائع سے اپنے واپس کرنے سے پہلے اپنے دام واپس لے سکتا ہے اعتبار للبعض بالکل یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رح نے زیادات مین فرمایا کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر ایک مستحق نے گواہون سے استحقاق ثابت کرکے باندی لے لی تو مشتری اپنے بائع سے دام واپس کریگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مشتری نے مستحق کی ملک ہونے کا اقرار کردیا یا قسم لیگئی اور اُسنے انکار کیا اور مستحق کی ڈگری ہوگئی پھر اپنے بائع سے دام واپس لینے چاہے تو اُسکو یہ اختیار نہین اور اگر گواہ قائم کیے کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ یہ مبیع مستحق کی ملک ہے تو واپس لے سکتا ہے اور اگر اُسکے پاس گواہ نہون اور چاہا کہ بائع سے اس امر کی قسم لے کہ مین نے مستحق کی ملک ہونیکا اقرار نہین کیا ہے تو قسم لے سکتا ہے کذا فی الخلاصہ پس اگر بائع نے قسم سے نکول کیا تو ثمن واپس کریگا کذا فی الوجیز للکردری اور اگر مشتری نے اپنے اقرار یا نکول کے بعد اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے کہ یہ مبیع مستحق کی ملک ہے اور مراد اُسکی یہ ہے کہ بائع سے دام واپس کرے تو سماعت نہوگی۔ اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا بلکہ اُسنے اپنی اصلی آزادی کا دعوی کیا اور مشتری نے اسکی اصلی آزادی کا اقرار کیا یا قسم سے انکار کیا اور قاضی نے باندی کی اصلی حرہ ہونیکی ڈگری کردی تو اپنے بائع سے دام واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر بائع نے مقولہ مشتری سے انکار کیا اور مشتری نے کہا کہ مین اصلی آزادی کے گواہ دیتا ہون تو مقبول ہونگے۔ اور اگر مستحق نے مشتری پر یہ دعوی کیا کہ یہ باندی میری ہے مین نے اسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہے اور مشتری نے اسکا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو بھی اپنے دام بائع سے نہین لے سکتا ہے پس اگر مشتری نے بائع پر اس امر کے گواہ قائم کرنے چاہے تاکہ ثمن واپس کرے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُسکے گواہون نے عتق مطلق کی بدون تاریخ کے گواہی دی یا ایسی تاریخ بیان کی کہ خرید کی تاریخ سے پہلے ہے تو گواہی مقبول اور اپنے دام واپس لیگا اور اگر بعد خرید کے عتق واقع ہونیکی تاریخ بیان کی تو گواہی مقبول نہوگی یہ ذخیرہ مین ہے امام محمد رحمہ نے زیادات مین فرمایا کہ ایک باندی جو عبداللہ کے پاس ہے پس ابراہیم نے محمد سے کہا کہ اے محمد یہ باندی جو عبداللہ کے پاس ہے میری باندی تھی مین نے تیرے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کرکے تیرے سپرد کردی تھی اور تو نے دام نہین دیے تھے ولیکن عبداللہ نے

تجھپر غلبہ پاکر تجھسے غصب کرلی اور محمد نے اُسکے سب قول کی تصدیق کی اور عبداللہ اس سب سے منکر ہے اور کہتا ہے کہ میری باندی ہے تو عبداللہ کا قول باندی کے باب مین معتبر ہوگا اور ثمن کی ڈگری ابراہیم کے نام محمد پر ہوگی یہ محیط مین ہے پھر اگر اُس باندی کو عبداللہ سے کسی شخص نے ملک مطلق یا ملک نتاج کے گواہ پیش کر کے لے لیا تو محمد کچھ دام ابراہیم سے واپس نہین کر سکتا ہے اور اگر محمد نے مستحق پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے مین نے ابراہیم سے خریدی ہے درحالیکہ وہ اسکا مالک تھا اور مین نے اسپر قبضہ کر لیا تو اُسکے نام باندی کی ڈگری ہو جائیگی پھر اگر مستحق نے محمد پر نتاج کے گواہ پیش کیے تو محمد پر مستحق کے نام ڈگری ہوگی اور محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر باندی کا کوئی مستحق نہ پیدا ہوا و لیکن باندی نے عبداللہ پر گواہ قائم کیے کہ مین اصلی آزاد ہون اور قاضی نے یہ حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا۔ اسیطرح اگر عبداللہ نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ میری باندی تھی مین نے اسکو آزاد یا مدبر یا ام ولد بنایا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اسیطرح اگر باندی نے عتق یا تدبیر یا استیلاد کے گواہ بدون تاریخ کے پیش کیے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر تاریخ بیان کی تو دیکھنا چاہیے کہ اگر ابراہیم و محمد کے درمیان بیع واقع ہونیکی تاریخ عتق وغیرہ کے بعد ہے تو محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس لیگا اور اگر عتق یا تدبیر یا استیلاد مثلاً ایکسال سے واقع ہونیکا دعوی کرتی ہے اور گواہ یہی گواہی دیتے ہین اور اُن دونون کی بیع واقع ہونیکی تاریخ دو برس ہے یعنی اس سے پہلے ہے تو دام واپس نہین کر سکتا ہے۔ اور اگر باندی نے عبداللہ پر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ اسنے مجھے مکاتب کر دیا ہے اور قاضی نے حکم دیدیا تو محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہے و لیکن اگر باندی نے بدل کتابت ادا کر دیا اور آزاد ہوگئی تو اُسوقت محمد اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہے کذا فی المحیط۔ اور اگر عبداللہ نے اقرار کیا کہ مین نے یہ باندی محمد سے سو دینار کو خریدی اور قبضہ لیا اور دام دیدیے ہین اور محمد نے اُسکی تصدیق کی پھر باہمی تصدیق کے بعد عبداللہ کے پاس سے یہ باندی استحقاق مین لے لی گئی تو عبداللہ اپنے دام محمد سے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے لے لیگا اور اگر عبداللہ کے پاس سے باندی استحقاق مین لیے جانیکے بعد اسطرح باہمی تصدیق کی تو عبداللہ اپنے دام محمد سے لے سکتا ہے اور محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہے اسی طرح اگر عبداللہ نے محمد سے خریدنے کا اقرار کیا اور محمد حاضر یا غائب تھا اور ہنوز اُسکی طرف سے کوئی تصدیق یا تکذیب نہین پائی گئی پھر عبداللہ کے ہاتھ سے باندی استحقاق مین لیگئی پھر محمد نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر محمد نے کہا کہ مین ابراہیم پر اس امر کے گواہ قائم کرتا ہون کہ عبداللہ نے مجھسے وہ باندی خریدی تھی اور مراد اُسکی یہ ہے کہ ابراہیم سے ثمن واپس کرے تو گواہ مقبول ہونگے۔ اسیطرح اگر محمد نے اس امر کے گواہ دیے کہ ابراہیم نے قبل اسکے کہ عبداللہ کے پاس سے باندی استحقاق مین لے لیجاوے عبداللہ کے مجھسے خریدنیکے دعوی کی تصدیق کی ہے تو بھی گواہ مقبول اور اپنے دام ابراہیم سے واپس کر سکتا ہے اور اگر محمد و عبداللہ نے باہمی تصدیق کی کہ محمد نے باندی عبداللہ کو ہبہ کر کے سپرد کر دی یا صدقہ کر کے سپرد کر دی تو صورت ثانی و ثالث مین محمد اپنے دام ابراہیم سے نہین لے سکتا ہے اور صورت اول مین لے سکتا ہے ہکذا فی الذخیرہ۔ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور دام دیدیے اور باندی پر ہنوز قبضہ نہ کیا تھا کہ کسی شخص نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے اور مشتری و بائع دونون حاضر ہین اور قاضی نے مستحق کی ڈگری کر دی پھر بائع یا مشتری نے دعوی کیا کہ بائع نے مشتری کے ہاتھ فروخت کرنے سے پہلے یہ باندی اسی مستحق سے خریدی تھی اور گواہ قائم کیے تو مقبول ہونگے

اور اگر مشتری نے بعد استحقاق ثابت ہونے کے قاضی سے درخواست کی کہ بائع سے کہا جاوے کہ بیع میرے سپرد کر دے یا بیع توڑ دیجاوے تو قاضی بیع توڑ دیگا اور مشتری اپنے دام بائع سے وصول کر لیگا۔ پھر اگر قاضی کے بیع فسخ کر دینے کے بعد بائع کو اس امر کے گواہ دستیاب ہوے کہ مین نے قبل فروخت کرنے کے مستحق سے یہ باندی خریدی تھی تو فسخ بیع اپنے حال پر ویسا ہی باقی رہیگا کیونکہ وہ ظاہر و باطن مین نافذ ہو چکا ہے اور اگر دونون مین سے کسی نے بیع کی اجازت دینی چاہی تو نہین ہو سکتا ہے اور اگر مشتری نے باندی پر قبضہ کر لیا پھر اسکے ہاتھ سے استحقاق مین لے لیگئی اور مشتری نے بائع سے ثمن لے لیا پھر بائع نے مستحق سے خریدنیکے گواہ پائے اور مستحق پر پیش کر کے اپنی ڈگری کرالی پھر چاہا کہ باندی مشتری کے ذمہ ڈالے تو صاحبین رح کے نزدیک اسکو یہ اختیار ہے اور بقیاس قول ابوحنیفہ رح اسکو یہ اختیار نہین ہے اور بیع عود نہ کریگی اور یہ حکم اسوقت ہے کہ قاضی نے مشتری کے نام بائع سے ثمن واپس لینے کا حکم کر دیا پھر بائع کو مستحق سے خریدنیکے گواہ دستیاب ہوے اور اگر ہنوز مشتری کے نام یہ حکم نہین کیا تھا کہ بائع نے مستحق پر قبل فروخت کے خریدنیکے گواہ قائم کر کے اپنے نام باندی کی ڈگری کرالی تو باندی مشتری کو ملیگی پھر اگر قاضی نے بائع پر دامون کی ڈگری کر دی پھر بائع نے گواہ قائم کیے تو ویسا ہی اختلاف مذکور جاری ہوگا۔ اگر مشتری نے باندی لینی چاہی اور باندی نے انکار کیا تو دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے اسکے ذمہ لازم کرنیکا قصد کیا تو اسکو اختیار ہے اور اگر مشتری نے بائع سے خصومت نہ لی ولیکن اس سے دام طلب کیے اسنے دیدیے یا فسخ قبول کیا پھر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ پیش کیے اور باندی کی اسکے نام ڈگری ہوئی تو دونون مین سے کسی کو اختیار نہین ہے کہ باندی دوسرے کے ذمہ ڈالے اور اگر بائع نے مستحق سے خریدنے کے گواہ نہ قائم کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ یہ میری ملک مین پیدا ہوئی تھی تو یہ صورت اور مستحق سے خریدنیکی صورت یہان یکسان ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ ایک باندی خریدی وہ بچہ جنی یا درخت خریدا کہ اسمین پھل آئے اور ہنوز پھل اسی پر ہیتے کہ گواہ پیش کر کے ایک شخص نے اسکا استحقاق ثابت کیا اور بچہ مشتری کے قبضہ مین ہے تو باندی و درخت کی ڈگری مین بچہ و پھل بھی تابع ہونگے اور اسمین اختلاف ہے کہ پھل و بچہ کی نسبت علیحدہ خاص حکم ہونا چاہیے یا نہین پس بعض نے کہا کہ اصل مین ڈگری ہونا وہی فرع کی ڈگری ہے اور صدر الشہید نے فرمایا کہ فرع کا حکم بھی ہونا ضرور ہے چنانچہ اس صورت مین کہ پھل یا بچہ مشتری کے پاس ہے بلکہ دوسرے کے قبضہ مین ہو تو فرع کا حکم علیحدہ ہونا شرط ہے اور اگر باندی مشتری سے بچہ جنی تو بچہ خصومت کے روز کی قیمت پر آزاد ہوگا اور بقدر قیمت بائع سے واپس لیگا اور اگر بچہ مر گیا تو مشتری پر کچھ واجب نہوگا اور اگر قتل کیا گیا اور قاتل سے دس ہزار درم لیے تو مستحق کو صرف اسکی قیمت دیگا اور اگر مر گیا اور مال کثیر چھوڑ گیا تو سب مشتری کا ہے اور بائع کو کچھ ڈانڈ نہ دیگا اور مشتری پر عقر واجب ہوگا اور اگر باندی نے کچھ مال کمایا یا کچھ اسکو ہبہ کیا گیا تو مستحق اسکو مع اس کمائی کے لے لیگا اور مشتری بائع پر سے صرف ثمن وصول کر سکتا ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر کسی سے انگور کے درخت خریدے یا زمین و درخت خرما سب خریدے اور قبضہ کر لیا پھر فقط میدان زمین کا استحقاق ثابت کیا گیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ درخت بائع کو واپس کر کے پورا ثمن اس سے واپس لیوے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک گھوڑا مع زین کے خریدا وہ استحقاق مین لے لیا گیا تو پورا ثمن واپس کرے اور اگر بدون زین کے استحقاق کیا گیا تو بقدر حصہ کے واپس لے جیسا زین کے ضائع ہو جانیکی صورت مین حکم ہے اور اگر زین باقی ہے اور مشتری نے اسکا واپس کرنا اور پورا ثمن واپس لینا چاہا اور بائع نے انکار کیا تو اسکو یہ اختیار ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ ایک شخص نے زمین خریدی اور

اُسمین درخت بوئے وہ درخت اُگے پھر زمین استحقاق مین لے لیگئی تو مشتری سے کہا جائیگا کہ اپنے درخت اُکھاڑے اور اگر اُنکا اُکھاڑنا زمین کو مضر ہو تو مستحق سے کہا جائیگا کہ تجھکو اختیار ہو چاہے اِن درختون کو رہنے دے اور مشتری کو درختون کی قیمت اُکھڑے ہوئے کے حساب سے دیدے اور یہ درخت تیرے ہو جائینگے یا اُسکو اُکھاڑنے کی اجازت دے اور جو کچھ تیری زمین کو نقصان ہوگا وہ نقصان مشتری دیدیگا پس اگر اُسنے درخت اُکھاڑنے کا حکم کیا اور مشتری نے اُکھاڑ ڈالے پھر بائع پر قابو پایا تو مشتری اُس سے اپنا پورا ثمن واپس لیگا اور درختون کی قیمت یا جو کچھ نقصان زمین ادا کیا ہو اُس سے نہین لے سکتا ہو۔ اور اگر مستحق نے مشتری کو درختون کی قیمت دینا پسند کیا اور قیمت دیکر درخت اپنے واسطے رہنے دیے پھر مشتری نے بائع کو پایا تو بائع سے اپنے دام وصول کریگا اور درختون کی قیمت نہین لے سکتا ہو اور مستحق کو بھی بائع یا مشتری کسی سے نقصان زمین لینے کا اختیار نہین ہو یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہو۔ اور اگر زمین کا کوئی مستحق ظاہر نہوا یہان تک کہ درختون مین پھل آ گئے خواہ پک گئے یا نہین پکے پھر ایک مستحق نے آکر زمین کا استحقاق ثابت کیا اور مشتری سے درخت اُکھاڑ لینے کا مطالبہ کیا تو اُسکو اختیار ہو پس اگر زمین کا بائع حاضر ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ بائع سے درختون کی قیمت زمین مین جمے ہوئے کے حساب سے لے اور اُسی طرح بائع کے سپرد کردے اور پھلون کی قیمت نہین لے سکتا ہے اور مشتری پر پھل توڑ لینے کے واسطے جبر کیا جائیگا خواہ پکے ہون یا کچے ہون اور بائع پر جبر کیا جائیگا کہ درخت اُکھاڑے یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ بائع نے ایک شخص کو مشتری پر ثمن کے واسطے حوالہ کیا اور مشتری نے محتال لہ کو ثمن ادا کر دیا پھر یہ گھر جسکا ثمن ادا کیا ہو مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مجموع النوازل مین شیخ الاسلام علی سغدی سے منقول ہو کہ مشتری بائع سے اپنے دام وصول کرے پھر شیخ رح سے دریافت کیا گیا کہ اگر بائع کو نہ پاوے تو محتال لہ سے وصول کرے فرمایا کہ نہین اور جامع مین ہو کہ مشتری کو اختیار ہو چاہے قابض سے وصول کرے یا بائع سے۔ اگر کوئی چیز وکیل سے خریدی تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے مشتری وکیل سے دام لیگا بشرطیکہ مشتری نے وکیل کو ثمن ادا کیا ہو اور اگر موکل کو دیا ہو تو وکیل سے کہا جائیگا کہ اپنے موکل سے وصول کرکے مشتری کے سپرد کرے یہ ذخیرہ مین ہو۔ مجموع النوازل مین ہو کہ دو شخصون مین ایک باندی کی بیع واقع ہوئی پھر بحکم قاضی وہ باندی استحقاق مین لے لیگئی اور مشتری نے بائع سے دام وصول کر لیے پھر اماموں کے فتوی سے ظاہر ہوا کہ حکم قضا فاسد تھا پس بائع نے مستحق سے وہ باندی لے لی تو مستحق علیہ یعنی مشتری یا اُسکے قائم مقام کو وہ باندی واپس کر لینے کا اختیار نہین ہو کذا فی الخلاصہ۔ ایک نے دوسرے سے قراطیس کسی قدر ثمن معلوم کو خریدی اور مشتری نے ایک حمار معین قراطیس کے دامون مین ستر کو دیا جسکی قیمت چالیس ہے پس اگر قراطیس مین استحقاق ثابت ہو تو مشتری اپنے بائع سے ستر وصول کر لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے سے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا پھر ایک شخص نے آکر باندی کا دعوی کیا اور مشتری نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کی ہو اور بائع نے مشتری کی اس امر مین تصدیق کی کہ یہ اسی مدعی کی ہو اور مشتری نے بائع سے دام وصول کرنے چاہے پس بائع نے کہا کہ وہ باندی مدعی کی اس وجہ سے ہو گئی کہ تو نے اُسکو ہبہ کر دی تھی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری اُس سے دام نہین لے سکتا ہو یہ ذخیرہ مین ہو۔ اور اگر مشتری سے دو گواہون کی گواہی پر لیگئی اور خود مشہود علیہ یعنی مشتری نے گواہون کی تعدیل کی تو

امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ مین گواہون کا حال دریافت کرونگا اگر انکی تعدیل ہوگئی تو مشہود علیہ یعنی مشتری یا اُسکا قائم مقام بائع سے اپنے دام وصول کریگا اور اگر تعدیل نہوئی تو مشہود علیہ پر اُنکی گواہی سے ڈگری ہو جائیگی کیونکہ خود اُسنے اُنکی تعدیل کی ہی ولیکن مشہود علیہ اپنے بائع سے دام وصول نہین کرسکتا ہی اور یہ صورت بمنزلۂ خود اقرار کرنے کے قرار دیجائیگی یہ فصول عمادیہ مین ہی امام محمد رح نے جامع کبیر مین فرمایا ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مشتری کے حکم سے کسی کفیل نے اُسکی طرف سے ثمن کی ضمانت کرلی اور کفیل نے بائع کو دام ادا کردیے اور غائب ہوگیا اور غلام مشتری کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکاتب نکلا یا باندی تھی کہ ام ولد ثابت ہوئی پس مشتری نے اپنے بائع سے ثمن واپس لینا چاہا تو دیکھا جائیگا کہ اگر کفیل نے جو کچھ دیا تھا وہ مشتری سے لے لیا ہی تو مشتری بائع سے لے سکتا ہے اور اگر مشتری سے نہین لیا ہی تو مشتری بائع سے نہین لے سکتا ہی پھر جب کفیل حاضر ہوا تو اُسکو اختیار ہی چاہے بائع سے وصول کرے یا مشتری سے لیوے پس اگر اُسنے بائع سے لے لیا تو بائع مشتری سے نہین لے سکتا ہی اور اگر مشتری سے لیا تو مشتری بائع سے (جو کچھ اُسنے ردیا ہو ۱۲) واپس لیگا اور اگر کفیل کے حاضر ہونے کے بعد مشتری نے بائع کا پیچھا پکڑنا چاہا قبل اسکے کہ کفیل مشتری سے لینا اختیار کرے تو مشتری کو یہ اختیار نہین ہی اور اگر کفالت نہو بلکہ ادائے ثمن کا حکم کیا ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر ہو تو سب صورتون مین بمنزلہ کفالت کے ہی۔ اور اگر ان اسباب مین سے جو ہم نے کفالت مین ذکر کیے کوئی نہو ولیکن قبضہ سے پہلے غلام مرگیا اور کفیل دام ادا کرکے غائب ہوگیا ہی تو مشتری کو اختیار ہی کہ بائع سے ثمن وصول کرے خواہ کفیل نے مشتری سے لیا ہو یا نہ لیا ہو۔ اور اگر اس صورت مین کفیل حاضر ہوا یا کفیل موجود ہی ہو تو کفیل کو اختیار نہین کہ بائع سے دام (جو ادا کیا ۱۲) واپس کرے۔ اور اگر غلام نہین مرا بلکہ کسی سبب سے دونون مین بیع فسخ ہوگئی پس اگر ایسے سبب سے فسخ ہوئی کہ وہ ہر وجہ سے فسخ ہی مثلاً بعد قبضہ کے بسبب عیب کے بحکم قاضی یا قبل قبضہ کے بحکم قاضی یا بلا حکم قاضی واپس کیا یا خیار رویت یا خیار شرط کی وجہ سے واپس کیا تو اسکا حکم مثل قبضہ سے پہلے غلام کے مرجانیکی صورت کے حکم کے ہی اسی طرح اگر مشتری نے دوسرے کو حکم کیا کہ میری طرف سے دام ادا کردے اُسنے ادا کردیے پھر مشتری کو سپرد کرنے سے پہلے بائع کے پاس غلام مرگیا تو سب صورتون مین مشتری ہی بائع سے دام وصول کریگا۔ اور اگر کفالت بدون حکم مشتری کے ہو پھر دونون مین ہر وجہ سے بیع فسخ ہوگئی تو کفیل کو اختیار ہی کہ بائع سے ثمن وصول کرے اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی۔ اور اگر فسخ بیع ان دونون کے حق مین ہوئی اور حق ثالث مین بیع جدید قرار پائی جیسے اقالہ یا بعد قبضہ کے بسبب عیب کے بدون حکم قاضی واپس کرنا تو کفیل کو بائع سے واپس لینے کا کچھ اختیار نہین ہی اور حق القبض مشتری کو پہونچتا ہی اور جو قبضہ کیا اور وصول کیا ہی وہ کفیل کا ہی نہ مشتری کا۔ اور اگر کفالت نہو بلکہ بدون حکم مشتری کے کسی شخص نے ثمن ادا کردیا تو تمام صورتون مین وہی جواب ہوگا جو بلا حکم مشتری کفالت کرنیکی صورت مین ہم نے ذکر کیا ہی۔ اگر کفالت بحکم مشتری ہو پس کفیل نے پچاس دینار پر بائع سے ثمن کے عوض صلح کرلی تو کفیل کو اختیار ہی کہ مشتری سے درم لیوے نہ دینار۔ پھر اگر غلام استحقاق مین لیا گیا اور کفیل غائب ہی پھر حاضر ہوا تو اُسکو بائع کا پیچھا کرنا دینارون کیواسطے روا ہے اور کفیل کو مشتری کی طرف کوئی راہ نہین ہی خواہ یہ استحقاق اُسی مجلس مین ہو یا مجلس سے افتراق کے بعد ہو دونون برابر ہین اور ایسے ہی اگر بائع نے کفیل کے ہاتھ وہ درم جنکی اُسنے کفالت کی ہی دینارون کے عوض فروخت کردیے پھر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل ہوگئی

اور مراد امام محمد رح کی بیع و صلح کے درمیان مساوات سے یہ ہے کہ دونون کے مجلس سے جدا ہونے کے بعد مساوی ہین اور اگر دونون کے مجلس مین موجود ہونے کی حالت مین استحقاق ثابت ہوا تو بیع باطل نہوگی اور صلح باطل ہو جائیگی اور اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا ولیکن بائع کے قبضہ مین مرگیا حالانکہ کفیل بائع کے ہاتھ درمون کے عوض پچاس دینار کو فروخت کرچکا ہی اور بائع نے اُس سے لیکر وصول کر لیے ہین تو مشتری کو اختیار ہی کہ بائع سے ہزار درم وصول کرے اور کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی اسی طرح اگر کفیل نے بائع سے پچاس دینار پر صلح کی ہو تو بھی ایسا ہی ہی مگر صلح مین بائع کو اختیار ہی چاہے پچاس دینار واپس کرے یا ہزار درم پھیر دے اور بیع مین بلا خیار ہزار درم واپس کریگا۔ پھر صلح مین اگر بائع نے ہزار درم واپس کرنا اختیار کیا تو مشتری ہی اُنکو وصول کر لیگا اور اگر پچاس دینار واپس کرنے چاہے تو خود کفیل اُنکو وصول کر لیگا اور کفیل کو مشتری سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی۔ اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم کیا کہ میری طرف سے بدون کفالت کے ثمن ادا کرے پس اس شخص نے پچاس دینار بعوض ثمن کے بائع کے ہاتھ فروخت کیے تو جائز ہی اسی طرح اگر پچاس دینار پر صلح کی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر کفیل نے بدون حکم مشتری کے ثمن کی کفالت کرلی پھر کفیل نے بائع کے ہاتھ ثمن کے عوض پچاس دینار فروخت کیے یا اسقدر دیناروں پر صلح کرلی پھر مشتری کے قبضہ سے پہلے غلام مرگیا یا اُسمین استحقاق ثابت ہوا تو مشتری کو بائع سے واپس کرنے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن کفیل بائع سے واپس کریگا اور صلح کی صورت مین بائع مختار ہوگا چاہے درم واپس کرے یا دینار دے اور بیع مین خیار نہوگا اور اگر کفالت بھی نہوا اور نہ ادائے قرض کا حکم کیا ہو ولیکن اُس شخص نے احسان کی راہ سے آکر اپنے دینار بعوض اس ثمن کے جو مشتری پر ہی بائع کے ہاتھ فروخت کیے یا ثمن کے عوض صلح کرلی تو ہر حال مین بیع باطل ہی ولیکن صلح مین اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر دینار پر صلح کرتا ہون کہ جو تیرا ثمن مشتری پر ہی وہ میرا ہی تو باطل ہی اور اگر یہ شرط لگائی کہ اس شرط پر صلح کی کہ مشتری ثمن سے بری ہی تو جائز ہی اور اگر صلح کو مطلقاً چھوڑا اُسمین مشتری کے بری ہونے یا ثمن کا اپنے تئین مالک کرانے کی کوئی تصریح نہ کی تو بھی جائز ہے پھر اگر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بائع پر دیناروں کا واپس کرنا مصالح کو واجب ہوگا اور اگر غلام مرگیا تو بائع کو اختیار ہی چاہے کفیل کو دینار واپس کرے یا درم ہکذا فی المحیط۔ اور اگر کفیل نے جید درمون کی کفالت کی اور نبہرہ ادا کیے تو مشتری سے جید لیگا اور اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو بائع یا مشتری سے نبہرہ لے سکتا ہی اور اگر نبہرہ کی کفالت کی اور جید ادا کیے تو نبہرہ لے سکتا ہی اور اگر غلام مین استحقاق ثابت ہوا تو بائع سے جید درم واپس لے سکتا ہے اور مشتری سے نبہرہ لے سکتا ہی اور مشتری بائع سے جید لیگا کذا فی الکافی۔ اور اگر غلام مین استحقاق ثابت نہوا ولیکن قبضہ سے پہلے غلام مشتری کے پاس مرگیا اور کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اُس سے ناقص ادا کرچکا ہے تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہین ہی ولیکن مشتری سے ہزار درم نبہرہ لے لیگا اور اگر کفیل نے جسکا التزام کیا تھا اُس سے جید ادا کیے ہین پھر غلام بائع کے قبضہ مین مرگیا تو کفیل کو بائع سے لینے کی کوئی راہ نہوگی ولیکن کفیل مشتری سے وہ درم لے سکتا ہی جسکی اُسنے کفالت کی ہی اور مشتری بائع سے ویسے درم لیگا جو کفیل نے بائع کو دیے ہین یعنی جید درم لیگا اور اگر مشتری نے کسی شخص کو حکم دیا کہ میری طرف سے بلا کفالت ثمن ادا کردے پس اُس شخص نے مامور بہ سے افضل درم ادا کیے تو مشتری سے ویسے ہی لے سکتا ہی جیسے ادا کرنے کے واسطے اُسنے حکم کیا ہی اور اگر مامور بہ سے ردی ادا کیے تو جیسے ادا کیے ہین ویسے ہی واپس لے سکتا ہی پس اگر غلام استحقاق مین لے لیا گیا

تو اس شخص کو اختیار ہے چاہے مشتری کا پیچھا کرے یا بائع کا پیچھا کرے پس اگر بائع سے واپس کرنا چاہے تو ویسے ہی لے سکتا ہے
جیسے اُسنے وصول کیے ہیں اور اگر مشتری سے لینا چاہے تو مثل ادا کیے ہوئے کے لیگا بشرطیکہ ادا کیے ہوئے درم مامور بہ سے
ردی ہوں اور اگر جید ہوں تو جیسے ادا کرنے کا حکم تھا ویسے واپس لے سکتا ہے پھر مشتری بائع سے ویسے لے سکتا ہے جیسے
اُسنے مامور سے وصول کیے ہیں۔ اور اگر غلام میں استحقاق ثابت نہوا بلکہ قبضہ سے پہلے مر گیا تو شخص مامور کو بائع سے
لینے کی کوئی راہ نہیں ہے و لیکن مشتری بائع سے جیسے ادا کیے ہیں ویسے واپس لیگا بشرطیکہ مامور بہ سے ردی ادا کیے ہوں
اور اگر جید ادا کیے ہیں تو بائع سے ویسے واپس لے سکتا ہے جیسے ادا کرنے کا حکم کیا تھا یہ محیط میں لکھا ہے اگر کسی شخص نے
مشتری کے واسطے اس طرح ضمانت کی کہ اگر استحقاق ظاہر ہو تو میں ثمن کا ضامن ہوں تو جائز ہے و لیکن جب مستحق نے بحکم
قاضی بیع مشتری سے لے لی تو کفیل سے اُسکو درم وصول کرنا اُسوقت ممکن ہوگا کہ جب بائع پر ثمن واپس کرنا واجب ہو جائے
اور بائع پر فسخ بیع پر ثمن واجب ہوگا اور فسخ اس طور سے ہوگا کہ مشتری بائع سے ثمن واپس طلب کرے پس قاضی دونوں میں
بیع فسخ کردیگا اور ثمن بائع پر واجب ہوگا اور اُسوقت مشتری کو خیار ہوگا چاہے بائع سے وصول کرے یا کفیل سے پس اگر کفیل
سے لیا اور کفالت بلا حکم تھی تو کفیل بائع سے نہیں لے سکتا ہے و لیکن بائع بعد استحقاق ظاہر ہو کر ڈگری ہو جانے کے اپنے بائع
سے ثمن لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر مدعی نے مدعا علیہ کو کوئی چیز دیدی اور مکر گیا پھر اُس شے میں جسمیں دعوی واقع
ہوا ہے استحقاق ظاہر ہوا تو دینے والا دی ہوئی چیز کو واپس نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے۔ اگر دیناروں کے حق سے
درم پر صلح کرلی اور قبضہ کرلیا پھر اسمیں بعد جدائی کے استحقاق ظاہر ہوا تو دینار واپس لیگا یہ فصول عمادیہ میں ہے۔ اگر سو درم سے
اُسکے نصف پر صلح کرلی اور بدل لے لیا پھر بدل میں استحقاق ظاہر ہوا تو اُسکے مثل واپس لیوے اور تمام قرضہ اول واپس
نہیں لے سکتا ہے یہ وجیز کردری میں ہے اور اگر درموں سے ایک کر گیہوں پر صلح کرلی تو جائز ہے پھر اگر گیہوں میں استحقاق ثابت
ہوا یا عیب پاکر اُسکو واپس کردیا تو اپنا اصل حق لے سکتا ہے یعنی درم جو ٹھیرالی ہیں واپس لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ میں ہے

سولھواں باب دعوی غرور کے بیان میں اگر کسی شخص نے کوئی باندی بطور فاسد یا جائز خرید کی یا ہبہ یا صدقہ یا وصیت
سے اُسکا مالک ہوا پھر اُس شخص سے اُسکے چند اولاد ہوئیں پھر اُسپر کسی شخص نے استحقاق ثابت کیا تو مستحق کے نام باندی مع اولاد
کی ڈگری ہو جائیگی مگر جبکہ یہ ثابت ہو کہ اُس شخص مستولد نے دھوکا کھایا اور اُسکے ثبوت کے واسطے خرید یا ہبہ وغیرہ کے
گواہ ہونا ضرور ہیں اور جب اُسنے گواہ قائم کیے تو مستولد کا دھوکا کھانا ثابت ہو جائیگا تو اُسوقت قاضی مستحق کے نام باندی اور
بچہ کی قیمت اور باندی کے عقر کی ڈگری کریگا اور مشتری ہمارے نزدیک اُس شخص سے جسنے اُسکو مالک کیا ہے خواہ بائع ہو یا واہب
ہو عقر واپس نہیں لے سکتا ہے اور خرید کی صورت میں بچہ کی قیمت البتہ واپس لے سکتا ہے اور صورت ہبہ واسطے نظائر
میں واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط میں ہے۔ اور روز خصومت کی قیمت اولاد کی معتبر ہوگی اور جو اولاد روز خصومت سے
پہلے مر گئی اُنکی قیمت کا مستولد بالکل ضامن نہوگا یہ وجیز کردری میں ہے اور غرور اسکو کہتے ہیں کہ کوئی شخص باندی خرید سے
یا بذریعہ ہبہ و وصیت وغیرہ اسباب ملک کے اُسکا مالک ہو اور ام ولد بناوے پھر گواہوں سے ظاہر ہو کہ یہ دوسرے کی ملک
ہے تو ان مسئلوں میں بچہ بالقیمت آزاد ہوگا یہ کافی میں ہے۔ ایک باندی نے ایک شخص کے پاس آکر بیان کیا کہ میں آزاد ہوں

اُسنے اسی پر اُس سے نکاح کر لیا اور ایک بچہ ہوا پھر باندی کے مالک نے گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے اور ڈگری ہو گئی تو بچہ کی ڈگری بھی مالک کے نام ہو گی ولیکن اگر شوہر اس امر کے گواہ قائم کرے کہ مین نے اس سے اسی بنا پر نکاح کیا تھا کہ یہ آزاد ہے تو ایسے گواہوں سے اولاد کی سبب آزادی یعنی غرور ثابت ہو گا اور آزادی کی صورت مین اس کے ملک کی ڈگری ہونے کی کوئی راہ نہین ہے مگر باپ پر اُسکی قیمت اپنے مال سے فی الحال وقت حکم قاضی واقع ہونے کے واجب ہو گی یہ مبسوط مین ہے۔ اور جو اولاد خطا سے قتل ہوئی اور باپ نے اُسکی دیت بحکم قاضی لے لی تو بصورت استحقاق روز قتل کی قیمت معتبر ہو گی اور اگر دیت مین سے کچھ نہین لیا ہے تو اسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہ ہو گی اور اگر دیت مین سے بقدر قیمت لے لی تو قیمت کی ڈگری ہو گی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اس مقتول لڑکے کا کوئی لڑکا ہو کہ اُسنے سبب دیت و میراث باپ کے ساتھ لے لی اور دیت مین بقدر قیمت یا کم کچھ مال بر آمد ہوا تو باپ پر اسی قدر کی ڈگری باپ کے مال سے کیجاویگی اور دیت اور ترکہ پسر مین سے قیمت کی ڈگری نہ ہو گی یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر خود باپ نے قتل کیا تو اُس کی قیمت ڈانڈ دیگا کذا فی الہدایہ اور اگر مستولد مر گیا اور اُسپر چند قرضے ہین تو مستحق بھی قرضخواہون مین شامل کیا جائیگا اور لڑکے کی ولاء باندی کے مولی کو نہ ملیگی اگرچہ آزادی اُسکے مولی کی طرف سے اعتبار کی گئی اسواسطے کہ آزادی مستحق کی طرف سے اعتبار کرنا صرف اسواسطے ہے کہ مستولد پر ضمانت واجب ہونا ممکن ہو مگر باقی احکام مین لڑکے کا حکم مثل آزاد ون کے ہے اور اسی سے ہم نے کہا کہ مستولد سے مستحق کو قیمت ولد کی ضمان لینے کا اختیار ہے ولیکن اگر مستحق اس بچہ کا کوئی ذو رحم محرم ہو تو بسبب قرابت کے یہ اعتبار نہین ہو سکتا ہے کہ مستحق کی طرف سے بچہ آزاد ہوا لہذا ضمان نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باپ کے پاس اس امر کے گواہ نہون کہ مین نے باندی سے اس بنا پر نکاح کیا کہ یہ حرہ ہے اور مستحق سے علم پر قسم طلب کی تو مستحق سے قسم لیجاویگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خبر دی کہ یہ عورت حرہ ہے اُسنے اسی بنا پر اُس سے نکاح کر لیا اور خبر دینے والے نے نکاح کرایا اور اولاد ہوئی پھر ایک شخص نے عورت پر اپنی باندی ہونیکا استحقاق ثابت کیا اور قاضی نے بچہ کو بقیمت آزاد کیا اور شوہر نے بشرط آزادی اُس سے نکاح کیا تھا تو مستولد بچہ کی قیمت خبر دینے والے سے پھیر لیگا اور اگر خبر دینے والے نے اُس سے نکاح نہین کرایا بلکہ عورت نے خود اُس سے نکاح کر لیا اس بنا پر کہ وہ حرہ ہے تو مستولد اُس باندی سے بعد آزاد ہونے کے بچہ کی قیمت لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی شخص بکر کو ایک باندی نے دھوکا دیا کہ مین زید کی باندی ہون اسی پر زید سے بکر نے خرید لی اور ام ولد بنایا پھر عمرو نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو بکر اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت زید سے لیگا نہ باندی سے یہ مبسوط مین ہے اگر زید نے ایک باندی خریدی اور قبضہ کر کے عمرو کے ہاتھ فروخت کر دی اور عمرو سے اُسکے اولاد ہوئی پھر بکر نے استحقاق ثابت کر کے لے لی تو عمرو اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت اپنے بائع سے لے سکتا ہے اور دوسرا بائع اپنے بائع سے بچہ کی قیمت نہین لے سکتا ہے یہ امام اعظم رح کا قول ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اگر زید و عمرو نے ایک باندی خریدی پھر ایک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو ہبہ کر دیا اور باندی کے اُس سے اولاد ہوئی اور بکر نے استحقاق ثابت کر کے باندی لے لی اور اولاد کی قیمت لے لی تو جسنے ام ولد بنایا ہے وہ آدھا ثمن اور آدھی قیمت اولاد کی بائع سے پھیر لیگا اور ہبہ کرنیوالے سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور واہب اپنے بائع سے آدھا ثمن لے سکتا ہے اور اولاد کی کچھ قیمت نہین لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر ایک باندی دو شخصون مین مشترک ہے اُسکے

ایک بچہ پیدا ہوا پس ایک شخص نے اُسکا دعوی کیا اور باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر اپنے شریک کو دیدیا پھر کسی شخص نے استحقاق ثابت کرکے باندی اور بچہ کی قیمت اور عقر لے لیا تو مستولد اپنے بائع سے آدھا ثمن اور آدھی قیمت اور شریک سے باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر واپس لیگا اور شریک سے اولاد کی قیمت مین کچھ نہین لے سکتا ہے اور شریک اپنے بائع سے آدھا ثمن واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ دو شخصون نے ایک یتیم کے وصی سے ایک باندی خریدی اور ایک نے اسکو ام ولد بنایا پھر باندی استحقاق مین لے لیگئی تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا اور مستولد وصی سے بچہ کی قیمت آدھی لے لیگا اور آدھی باقی قیمت بچہ کی اپنے شریک سے نہین لے سکتا ہے اگرچہ باقی آدھے کو اُسنے شریک سے خرید ا ہے پھر وصی مال ضمان کو یتیم سے لے لیگا اسیطرح اگر نابالغ کے باپ نے فروخت کیا ہو تو مال یتیم سے لے لینے مین دونون برابر ہین۔ اسیطرح اگر فروخت کرنیوالا وکیل یا مستبضع ہو تو اُس سے واپس کر سکتا ہے جسکے واسطے بیع قرار پائی ہے اسیطرح اگر بائع مضارب ہوا اور باندی مین نفع نہو تو جو کچھ اسکو بچہ کی قیمت دینی پڑی ہے وہ رب المال سے لیگا اور اگر باندی کے فروخت مین نفع ہوا ہے تو رب المال سے بچہ کی قیمت مین بقدر راس المال اور رب المال کے حصہ نفع کے واپس کریگا یہ محیط مین ہے

ایک باندی ایک مرد سے بچہ جنی پھر اسمین استحقاق ثابت ہوا پس وطی کرنیوالے نے کہا کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہے اور فلان شخص نے اسکی تصدیق کی اور مستحق نے دونون کی تصدیق نہ کی تو بچہ مستحق کا غلام قرار دیا جائیگا مگر پہلے مستحق سے اس امر کی قسم لیجا دیگی کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ اسنے باندی کو فلان شخص سے خریدا ہے اور اگر مستحق نے اقرار کیا اور بائع نے انکار کیا تو بچہ آزاد اور باپ پر اسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر مستحق نے اقرار کیا اُن دونون نے اقرار نہ کیا تو اُسکے اقرار پر بچہ بلا قیمت آزاد ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مکاتب یا غلام نے مولی کی اجازت سے کسی آزاد عورت سے نکاح کیا اس سے اولاد ہوئی پھر عورت مین استحقاق ثابت ہوا اور مستحق کے نام اُسکی ڈگری ہو گئی تو امام اعظم رح کے قول اور امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق بچہ غلام ہے اسی طرح اگر مکاتب نے اُس باندی کی خرید مین دھوکا کھایا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کی ام ولد یا مدبرہ یا مکاتبہ کو کسی اجنبی سے خریدا اور اُس سے جماع کیا پس اُس سے بچہ پیدا ہوا تو مستولد پر بچہ کی قیمت اور عقر مدبرہ کے اور ام ولد کے مالک کو دینا واجب ہوگی اور مکاتبہ کو عقر اور بچہ کی قیمت دینا پڑیگی یہ محیط مین ہے۔

ایک مکاتبہ نے اپنے آپ کو ظاہر کیا کہ مین آزاد ہون اسی پر دوسرے شخص سے نکاح کیا پھر معلوم ہوا کہ یہ مکاتبہ ہے تو امام ابو یوسف رح کے دوسرے قول کے موافق مستولد اُس مکاتبہ کیواسطے ضامن ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ مکاتب یا غلام ماذون نے ایک باندی فروخت کی اور مشتری نے اُسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق مین لے لی گئی تو مستولد بچہ کی قیمت بائع سے پھیر لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ مورث نے اگر وارث کے ہاتھ باندی فروخت کی اُسنے ام ولد بنایا تو وقت استحقاق ثابت ہونے کے وارث مورث سے بچہ کی قیمت لیسکتا ہے یعنی اگر مورث مرگیا تو وارث اُسکے مال سے ماسوائے حصہ میراث کے یہ مال لے سکتا ہے اور جس شخص کیواسطے باندی کی وصیت کردی وہ وصیت کرنے والے کے بائع سے ام ولد بنانے اور استحقاق ثابت ہونیکے بعد بچہ کی قیمت نہین لے سکتا ہے نہ بسبب عیب کے اسکو واپس کر سکتا ہے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے مرض موت مین اقرار کیا کہ یہ باندی فلان شخص کی میرے پاس ودیعت ہے پھر وارث نے اُسکے مرنیکے بعد باندی سے وطی کی اور اُس سے بچہ ہوا حالانکہ وارث کو اقرار مورث کا علم ہے پھر باندی پر استحقاق ثابت ہوا تو مستحق کے نام باندی اور بچہ دونوں کی ڈگری ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے ایک شخص کو ایک باندی یا بچہ میراث ملی اُسنے

ام ولد بنائی پھر اسمین استحقاق ثابت ہوا تو بچہ بقیمت آزاد ہوگا پھر ثمن اور بچہ کی قیمت مورث کے بائع سے واپس لیگا بخلاف موصی لہ کے کہ اگر اُسنے باندی کو ام ولد بنایا پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا تو وصیت کرنیوالے کے بائع سے واپس نہیں لے سکتا ہے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا اور باندی چھوڑی اور اُسکا ترکہ قرض مین ڈوبا ہوا ہے پھر بیٹے نے باندی سے وطی کی اُسکے بچہ ہوا تو باندی قرضہ مین فروخت کیجاویگی اور بیٹا باندی کا عقر اور بچہ کی قیمت قرضخواہون کو ڈانڈ بھریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی نے آکر گواہ قائم کیے کہ یہ میری باندی ہے تو اُسکے نام باندی و عقر و بچہ کی قیمت کی ڈگری ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر قرضہ محیط نہو تو باندی کی قیمت اور اُسکے عقر کا ضامن ہوگا اور اُس سے قرضہ ادا کیا جائیگا اور باقی میراث رہیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ قرضہ باندی کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو اور اگر کم ہو تو بقدر قرض کے ضامن اور عقر کی ڈانڈ دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے غصب کی ہوئی باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے کہ بائع غاصب ہے یا ایسی عورت سے نکاح کیا جو کہتی ہے کہ مین حرہ ہون حالانکہ اُسکو معلوم ہے کہ یہ جھوٹی ہے اور اُسکو ام ولد بنایا تو بچہ غلام ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر باندی خریدی حالانکہ جانتا ہے کہ یہ باندی غیر کی ہے پس بائع نے کہا کہ اسکے مالک نے مجھے اسکے فروخت کرنے کا وکیل کیا ہے یا وہ مر گیا اور مجھے وصی کر گیا ہے اس بنا پر اُسکے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری نے اُسکو ام ولد بنایا پھر مالک نے حاضر ہو کر وکالت سے انکار کیا تو اُسکو اختیار ہے کہ باندی کو اور بچہ کی قیمت کو لے لے پھر مشتری اپنے بائع سے اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک باندی خرید دے اُس نے خرید دی اور موکل کے مال سے دام دیدیے اور موکل نے اُسکو ام ولد بنایا پھر باندی مین استحقاق ثابت ہوا تو مستحق اُس باندی کو اور بچہ کی قیمت اور باندی کا عقر موکل سے لے لیگا نہ وکیل سے اور موکل اپنا ثمن اور بچہ کی قیمت بائع سے لے لیگا ولیکن اس باب مین بائع سے خصومت کرنا وکیل کے ذمہ ہے پس اگر بائع نے مستولد کے ہاتھ فروخت کرنے سے انکار کیا اور مستولد نے گواہ قائم کیے کہ فلان شخص نے میرے حکم سے یہ باندی اس سے خریدی اور میرے مال سے دام دیے ہین تو مشتری بائع کی طرف سے دھوکا کھانے والا شمار ہوگا اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت لے سکتا ہے اور وکیل ہی اس باب مین والی خصومت ہوگا۔ اور اگر مستولد کے گواہون نے خرید کی گواہی دی اور یہ گواہی نہ دی کہ مستولد نے مشتری کو خریدنے کا حکم کیا تھا صرف یہ گواہی دی کہ مشتری نے اقرار کیا کہ مین نے اس باندی کو فلان شخص کے واسطے اُسکے حکم سے خریدا ہے پس اگر گواہون نے گواہی دی کہ مشتری نے خریدنے سے پہلے یا حالت خرید مین ایسا اقرار کیا کہ مین اسکو فلان شخص کے واسطے خریدتا ہون تو مستولد بائع کی طرف سے دھوکا کھانیوالا شمار ہوگا اور اُسکو بائع سے بچہ کی قیمت لینے کا اختیار ہے اور اگر گواہون نے گواہی دی کہ مشتری نے یہ اقرار خریدنے کے بعد کیا ہے تو مستولد بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے نفع کی مضاربت پر دیے اُس نے ان درمون سے ایک باندی خریدی جو دو ہزار درم کے اندازکی ہے پس مضارب نے اسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق مین لے لی گئی تو بچہ بقیمت آزاد ہے پھر مضارب اپنے دام بائع سے لے لیگا اور وہ ثمن مثل سابق کے مال مضاربت ہوگا اور یہی بائع سے بچہ کی چوتھائی قیمت لیگا اور وہ خاصۃً مضارب کی ہوگی مضاربت کے مال مین نہوگی اور اگر باندی مین زیادتی نہو تو مستحق بچہ کو مع باندی کے لے لیگا اور مضارب سے اُسکا نسب ثابت نہوگا۔ اور اگر رب المال نے خود اُسکو ام ولد بنایا پس اگر

باندی مین زیادتی نہو تو بچہ آزاد ہوگا اور رب المال پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور بائع سے ثمن اور بچہ کی قیمت واپس لے گا اور اس باب مین خصومت کرنے والا مضارب ہوگا پس ثمن مال مضاربت مین داخل ہوگا اور بچہ کی قیمت رب المال کو ملیگی اور اگر باندی دو ہزار درم کے برابر ہو تو بائع سے تین چوتھائی بچہ کی قیمت مین سے لیجاویگی اور ثمن واپس لیا جائیگا کہ وہ مال مضاربت مین داخل ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک باندی خریدنے کا حکم کیا اُسنے اُسکے واسطے خریدی پھر موکل نے اُسکو ہبہ کر دی وہ اُس سے ایک بچہ جنی پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا اور باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی گئی تو وطی کرنے والا بائع سے کچھ نہین واپس کر سکتا ہے کیونکہ وہ غیر کے واسطے خریدنے والا تھا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص نے باندی خریدی اُسکو آزاد کرکے دوسرے سے نکاح کر دیا اور شوہر کو خبر نہ دی کہ یہ آزاد ہے یا باندی ہے ولیکن شوہر کو اُسکا خریدنا اور آزاد کرنا معلوم ہے پھر شوہر نے اُس سے وطی کی اور بچہ پیدا ہوا پھر اُسمین استحقاق ثابت ہوا تو شوہر پر واجب ہے کہ مستحق کو اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت ادا کرے پھر شوہر اُس نکاح کر دینے والے سے بچہ کی قیمت واپس نہین لے سکتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے ایک باندی خریدی اور ام ولد بنائی پھر آزاد کرکے اُس سے نکاح کیا پھر اُس سے وطی کی اور بچہ ہوا پھر اسمین استحقاق پیدا ہوا اور مستحق نے باندی مع عقر اور دونون بچون[یعنی اُس ایک بچہ ہونے] کی قیمت لے لی تو مستولد بائع سے فقط پہلے بچہ کی قیمت واپس لیگا اور مستولد سے ایک ہی عقر لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعوی کیا اُسنے ایک معین باندی دیکر صلح کر لی اور باندی پر مدعی نے قبضہ کر لیا اور اُسکو ام ولد بنایا پھر ایک مستحق نے آکر باندی مین استحقاق ثابت کیا تو وہ باندی کو مع عقر اور بچہ کی وقت خصومت کی قیمت لے لیگا پھر اگر بچہ کی قیمت کی ڈگری ہونے سے پہلے بچہ مرگیا تو اُسپر بچہ کی قیمت کی ڈگری نہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو جسقدر مال کا دعوی تھا وہ مال اور جو کچھ ضمان دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت سب مدعا علیہ سے پھیر لیگا اور اگر صلح انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی تو فقط اپنے دعوے پر رجوع کرے پھر اگر اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو اپنا مال دعوی اور جو ڈانڈ دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت سب پھیر لیگا اور سب صورتون مین عقر نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر مال کا دعوی نہ کیا بلکہ نفس یا نفس سے کم قصاص کا دعوی ہے پس مدعا علیہ نے ایک باندی دیکر صلح کی اُسنے ام ولد بنائی پھر اسمین استحقاق پیدا ہوا پس اگر صلح بعد اقرار مدعا علیہ کے تھی تو باطل نہوگی ولیکن مدعا علیہ سے باندی کی قیمت اور جو ڈانڈ دیا ہے یعنی بچہ کی قیمت واپس لیگا اور عقر واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر صلح بعد انکار مدعا علیہ یا سکوت پر تھی پھر اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے یا قسم لی اور مدعا علیہ نے نکول کیا تو اسوقت باندی کی قیمت اور جسقدر بچہ کی قیمت ڈانڈ دی ہے واپس لیگا پس اگر قسم لی اور اُسنے قسم کھا لی تو کچھ نہین لے سکتا ہے یہ شرح طحاوی مین ہے۔ ایک شخص کی مقبوضہ باندی کی نسبت دعوی کیا اُسنے ایک دوسری باندی دیکر انکار[له] یا سکوت کے بعد صلح کر لی اور ہر ایک نے دونون مدعی و مدعا علیہ سے اپنی باندی کو ام ولد بنایا پس جو باندی مدعی کے پاس تھی اُسمین استحقاق ثابت ہوا اور مستحق نے باندی اور عقر اور بچہ کی قیمت لے لی تو مدعی اپنے دعوی کی جانب رجوع کرے اور بچہ کی قیمت فی الحال نہین لے سکتا ہے ولیکن اگر اپنے حق پر گواہ قائم کیے تو اُسوقت اُس باندی کی قیمت جسپر دعوی کیا تھا اور بچہ کی قیمت دونون لے لیگا اور اگر وہ باندی جو مدعا علیہ کے پاس ہے استحقاق ثابت کرکے لے لی گئی اور مستحق نے

له جاننا چاہیے کہ صلح یا اقرار اور صلح یا انکار یا سکوت کی صورتین کتاب الصلح مین مذکور ہین اگر دیکھو ۱۲

وہ باندی مع عقر اور بچہ کی قیمت کے لے لی تو مدعا علیہ دوسری باندی کی قیمت مدعی سے پھیر لے اور بچہ کی قیمت نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اور اگر دونوں نے اس شرط پر صلح کر لی کہ مدعی مدعا علیہ سے دوسری باندی لے یا وہی باندی لے جس میں دعوی واقع ہوا ہے پھر ہر ایک نے اپنی اپنی باندی کو ام ولد بنایا پھر ایک باندی استحقاق ثابت کر کے لے لی گئی تو جسپر استحقاق ثابت ہوا وہ دوسرے سے اُس باندی کی قیمت جو اُس سے لی گئی اور بچہ کی اسقدر قیمت جو مستحق کو ڈانڈ بھری ہے واپس کر لے یہ ذخیرہ میں ہے مستولد سے نسب ثابت ہونے اور بچہ بقیمت آزاد ہونے میں مغرور اور مغتر دونوں کی اولاد برابر ہے فرق اس امر میں ہے کہ ولد مغرور اپنے مالک کرنے والے سے قیمت بچہ کی واپس لیگا جو اُسنے مستحق کو دی ہے اور ولد مغتر کی صورت میں واپس نہیں لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اہل ذمہ و اہل اسلام باب غرور میں ایک حکم رکھتے ہیں کذا فی المحیط

سترھوان باب

منفرقات کے بیان میں۔ اگر کسی پر بیٹے ہونے کا دعوے کیا اور کہا کہ یہ میرا بیٹا ہے یہ نہ کہا کہ میرے فراش سے پیدا ہوا ہے تو یہ دعوی صحیح ہے اگر گواہ قائم کیے تو سماعت ہوگی اور بیٹے ہونے کی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط میں ہے زید کی مقبوضہ چیز پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے قابض نے اُسپر اپنا قبضہ ناحق پیدا کر لیا ہے تو مشائخ نے فرمایا کہ یہ دعوی غصب نہیں ہے اسی طرح اگر مدعی نے کہا کہ یہ چیز میری ملک ہے میرے قبضہ میں تھی اور قابض نے ناحق اسپر اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا کہ یہ میری ملک ہے میرے قبضہ میں رہی یہانتک کہ مدعا علیہ نے ناحق اسپر اپنا قبضہ پیدا کر لیا ہے تو یہ قابض پر دعوی غصب ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ باندی کی آزادی اور تین طلاق اور طلاق بائن واقع ہونے کا اگر قاضی حکم لگا دے تو اُسکے حکم صحیح ہونے کے واسطے انکا دعوی ہونا شرط نہیں ہے اور یہ مسئلہ معروف و مشہور ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ طلاق رجعی کے حکم کے واسطے بھی دعوی شرط نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مدعی نے دو مالوں کا دعوی کیا ایک کو جیسا بیان کرنا چاہیے بیان کیا اور دوسرے کو نہ بیان کیا اور گواہوں نے ایسے ہی گواہی دی تو دونوں مالوں کی ڈگری نہ ہوگی اور اگر گواہوں نے صرف مال معلوم کی گواہی دی تو صحیح ہے یہ جواہر الفتاوی میں ہے۔ زید کے مقبوضہ گدھے پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے کیونکہ میں نے اسکو فلان شخص سے اسقدر داموں کو خریدا ہے اور تیرے قبضہ میں ناحق ہے پس تجھپر واجب ہے کہ مجھے سپرد کر دے تو ایسا دعوی مسموع نہو گا یہ ذخیرہ میں ہے۔ خلف بن ایوب رح کہتے ہیں کہ میں نے شداد رح سے دریافت کیا کہ ایک شخص مر گیا اور دو سو درم چھوڑے پھر ایک شخص زید نے میت پر سو درم کے گواہ قائم کیے اور قاضی نے زید کی ڈگری کر دی پھر دوسرا شخص عمرو آیا اور اُسنے بھی میت پر سو درم کا دعوی کیا اور وارثوں نے اس سے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہیں ہیں پس زید نے اس دوسرے یعنی عمرو کے واسطے مال کا اقرار کیا تو شداد نے فرمایا کہ جسقدر زید نے وصول کیا ہے وہ دونوں میں برابر تقسیم ہوگا خلف کہتے ہیں کہ ہم اسی کو لیتے ہیں اور یہ مسئلہ کتابوں میں مسطور ہے یہ محیط میں ہے۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ میں نے تجھپر فلان زمین کا دعوی کیا تھا اسمین میرے تیرے درمیان باہمی صلح شرعی واقع ہوئی ہے اور صلح صحیح کے گواہ قائم کیے اور مدعا علیہ نے صلح فاسد واقع ہونیکے گواہ دیے تو صلح صحیح کے گواہ مقبول ہونگے یہ جواہر الفتاوی میں ہے۔ ایک شخص مر گیا اور تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑے کہ اُنکے سوائے اُسکا کچھ مال نہیں ہے اور ایک بیٹا چھوڑا کہ اُسکے سوائے دوسرا وارث نہیں ہے پھر ایک شخص نے بلا

گواہ قائم کیے کہ میت نے میرے لیے اس سالم نام غلام کی وصیت کی ہے اور وارث نے انکار کیا اور کہا کہ فقط اس دوسرے شخص عمرو کے نام اس بدھو غلام کی وصیت کی ہے اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو قاضی زید کے نام سالم غلام کی ڈگری کریگا اور عمرو کے نام کچھ بھی ڈگری نہ کریگا اور اگر وارث نے سالم کو بعوض بدھو کے خرید اتو جائز ہے۔ اسی طرح اگر ہزار درم کو خریدا ہے تو بھی جائز ہے ولیکن پہلی صورت مین وارث بدھو کی قیمت عمرو کو ڈانڈ بھریگا اور دوسری صورت مین حکم کیا جائیگا کہ بدھو کو عمرو کے سپرد کر دے۔ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام ہزار درم کی قیمت کا چھوڑا کہ اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال نہین ہے پھر وارث نے اقرار کیا کہ میت نے فلان شخص زید کے واسطے اس غلام کی وصیت کی ہے اور مین نے اُسکے مرنے کے بعد اُسکی وصیت کو جائز رکھا پھر ایک شخص نے گواہ قائم کیے کہ میرے میت پر ہزار درم قرض ہین اور وارث نے انکار کیا تو قاضی اُس غلام کو فروخت کر کے اُسکے ثمن سے قرض ادا کریگا پھر اگر وارث نے وہ غلام خریدا یا ہبہ یا وصیت یا میراث سے اُسکی ملک مین آیا اور زید نے چاہا کہ موافق اقرار وارث کے مین اس سے لے لون تو کوئی راہ نہین ہے اور اگر یہ ظاہر ہوا کہ قرض کے گواہ سب غلام تھے تو قاضی بیع کو باطل نہ کریگا بلکہ موصی لہ کو دام دیدیگا اور اگر قرضخواہ دام وصول کرنے کے بعد مر گیا اور پہلے میت کا وارث اِسکا بھی وارث ہوا پس اگر بعینہ انھین ہزار درم کا وارث ہوا تو مقرلہ اس سے لے سکتا ہے اور اگر کسی اور مال کا سوائے اِن ہزار درم کے وارث ہوا تو اسمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقرلہ کو دام دیدیے جاوین اور اگر میت کا وارث اُسکا وارث نہوا ولیکن قرضخواہ نے مرتے وقت وصیت کی کہ یہ ہزار درم بعینہ وارث مقر کو دیے جاوین تو وارث مقر پر واجب ہوگا کہ مقرلہ کو دیدے اور اگر سوائے ان ہزار درم کے کسی اور مال کی وصیت کی تو اُسمین سے بقدر ہزار درم کے فروخت کر کے مقرلہ کو دلائے جاوینگے۔ اور اگر اُنمین سے کوئی بات نہوئی ولیکن قرضخواہ نے بعینہ یہی ہزار درم یا دوسرے ہزار درم مقر وارث[له] کو ہبہ کر دیے پس اگر ہبہ حالت مرض مین اُسنے کیا تو اُسکا حکم وہی ہے جو وصیت مین مذکور ہے اور اگر حالت صحت مین اُسنے ہبہ کیا پس اگر بعینہ یہی ہزار درم ہبہ کیے تو مقرلہ کو دلوائے جاوینگے اور اگر دوسرے ہزار درم ہین تو نہ دلوائے جاوینگے۔ اور اگر قاضی نے یہ غلام کسی اجنبی کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ قرضخواہ کو دیکر کہا کہ یہ غلام تیرے ہاتھ بعوض تیرے قرضہ کے بیع ہے یا مین نے اسکو بعوض تیرے قرضہ کے تیرا کر دیا اور قرضخواہ نے اسی طور سے لیا پھر وارث نے اُسکو خریدا یا ہبہ یا صدقہ مین پایا تو زید کو اُسکے لینے کی کوئی راہ نہین ہے اور اگر قاضی نے قرضخواہ کے ہاتھ فروخت نہ کیا بلکہ یون دیا کہ یہ غلام تیرے قرضہ سے صلح مین دیا اور اُسکے سپرد کر دیا پھر کبھی وہ غلام وارث کی ملک مین آیا تو مقرلہ کو دلوایا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے تین غلام مساوی قیمت کے چھوڑے پھر وارث نے زید کے واسطے کسی خاص غلام کی وصیت ہونیکا اقرار کیا اور زید نے تصدیق کی اور گواہون نے گواہی دی کہ میت نے اس دوسرے غلام کی وصیت اس عمرو کے نام کی ہے اور وارث نے انکار کیا پس زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پس اگر گواہون کی گواہی پر حکم ہونے سے پہلے آزاد کیا تو اُسکا آزاد کرنا نافذ ہو جائیگا پھر اگر عمرو کے گواہون کی گواہی پر عمرو کے نام ڈگری ہو گئی تو زید اپنے غلام کی قیمت وارث کو ڈانڈ بھریگا اور اگر زید نے گواہون کی گواہی پر حکم ہونے کے بعد آزاد کیا تو آزادی نافذ نہ ہوگی۔ پھر اگر وارث کبھی اس غلام کا جسکی عمرو کے نام ڈگری ہوئی ہے مالک ہوا تو جس غلام کا زید کے واسطے اقرار کیا ہے وہ اُسکو دلایا جائیگا اور اُسکی آزادی نافذ نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ

[له] مقرلہ و وارث کو ۱۲

ہین امام محمد رح سے روایت ہی کہ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے اور دو دار چھوڑے پس ایک شخص نے ایک دار کی نسبت یہ دعوی
کیا کہ ان دونون کے باپ نے مجھسے غصب کر لیا ہی اور دونون سے قسم لی پس ایک نے قسم کھالی اور دوسرے نے نکول کیا
تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مدعی کے نام آدھے دار کی ڈگری ہو گی بقدر حصہ اُس بیٹے کے جسنے قسم سے نکول کیا ہے اور
مدعی دوسرے دار مین سے بھی نکول کرنے والے کا آدھا حصہ فروخت کر کے لے لیگا پس گویا کل دار اُسکو ملا جسکا اُسنے
دعوی کیا تھا۔ اور اگر مدعی نے غصب کا دعوی نہ کیا بلکہ صرف یہ دعوی کیا کہ یہ دار میرا ہی تو مدعی کو نکول کرنیوالے کا دوسرے
گھر کا حصہ نہ ملیگا یہ محیط مین ہی۔ امام رح سے روایت ہی کہ اگر گھر وارثون کے قبضہ مین ہو اور ایک اُنمین سے غائب ہی پھر ایک
شخص نے دعوی کیا کہ مین نے غائب کا حصہ غائب سے خریدا ہی اور اسپر گواہ پیش کیے پس اگر باقی وارث حصہ غائب کا اقرار
کرتے ہون تو گواہ مقبول نہونگے اور اگر منکر ہون تو مقبول ہونگے اور خرید غائب پر ثابت ہو جائیگی حتی کہ اگر غائب حاضر ہوا
اور انکار کیا تو التفات نہ کیا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے ہاتھ ایک باندی فروخت کی پھر
مشتری غائب ہو گیا اور معلوم نہوا کہ وہ کہان ہی پس قاضی کے پاس مرافعہ کیا اور درخواست کی کہ باندی فروخت کر کے میرا
ثمن ادا کیا جاوے تو بدون گواہ قائم کرنے کے قاضی اس درخواست کو منظور نہ کریگا پس اگر اسپر گواہ قائم کیے تو مذکور ہے
کہ قاضی باندی کو فروخت کریگا اور یہ بیع مشتری کے نام واقع ہو گی اور بائع کو دام ادا کر کے اُس سے ایک ثقہ کفیل
لے لیگا پھر اگر ان درمون مین ثمن سے کمی پڑی تو مشتری پر رہی اور اگر زیادتی ہوئی تو مشتری کے واسطے رہی پھر اس
مسئلہ کو باندی کے حق مین اسیطرح بیان کیا ہی گھر کے حق مین اسطرح بیان نہین کیا اور واجب ہی کہ اگر بجاے باندی
کے گھر فرض کیا جاوے تو یون کہا جاوے کہ قاضی تعرض نہ کریگا اور گھر کو فروخت نہ کریگا، اور اگر مشتری کا مکان اور
اُسکی جگہ معلوم ہو تو قاضی کو باندی فروخت کرنے کا اختیار نہین ہی۔ اگرچہ بائع اپنی درخواست پر گواہ قائم کرے۔ اور یہ
حکم مذکور اُسوقت ہی کہ مشتری جب آیا تو اُسنے اقرار کیا اور اگر آکر انکار کیا تو بائع کو دوبارہ مشتری پر خریدنے کے گواہ قائم کرنیکی ضرورت
ہو گی یہ محیط مین ہی زید نے عمرو کے ایک مقبوضہ گھر پر دعوی کیا کہ میری ملک ہی میرے باپ نے تیرے پاس رہن کیا تھا اُسنے
انکار کیا پس گواہون نے گواہی دی کہ یہ ملک زید کی ہی عمرو کے پاس ناحق ہی تو گواہی مقبول ہو گی اور عمرو کا قبضہ ناحق
ہو جائیگا کیونکہ اُسنے رہن سے انکار کیا ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ گھر میری ملک ہے مین نے
تیرے باپ فلان بن فلان کے پاس اسقدر پر رہن کیا تھا پھر تیرا باپ مرگیا اور تیرے قبضہ مین چھوڑ گیا پس تجھپر واجب ہی
کہ اپنا قرض مجھسے وصول کرے اور گھر میرے سپرد کر دے پس عمرو نے انکار کیا اور زید کے گواہون نے اُسکے دعوی کے موافق گواہی
دی ہو لیکن اسقدر زیادہ کیا کہ آج کے روز اس مدعی کی ملک اور اسکا حق ہی اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہی تو یہ گواہی مقبول
ہو گی یہ قنیہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کی مقبوضہ باندی پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہی اور اسکے قبضہ مین ناحق ہی تو اُسکا دعوی صحیح ہی
اگرچہ اپنے دعوی مین یہ بیان نہ کیا کہ جسدن قابض نے مجھسے لی ہی اُسدن میری ملک تھی۔ اور اگر یون دعوی کیا کہ اسنے مجھسے
یہ باندی غصب کر لی تو دعوی صحیح ہی اگرچہ بیان نہ کیا کہ میری ملک ہی اور اگر گواہ قائم کیے کہ قابض نے مدعی سے غصب کر لی ہے تو
قاضی قابض کو حکم دیگا کہ مدعی کے سپرد کر دے اور مدعی کی ملک کی ڈگری نہ کریگا یہ محیط مین ہی۔ زید کے قبضہ مین ایک گھر ہے

اس گھر کو عمرو نے زید کے سوا ے دوسرے سے بعوض ایک غلام کے خریدا اور غلام اُسکے سپرد کر دیا پھر عمرو نے قابض سے گھر کی نسبت جھگڑا کیا اور اس سے بطور ہبہ یا صدقہ یا خرید یا ودیعت یا غصب یا اسکے مثل کے لے لیا تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہیں ہے پھر اگر قابض آیا اور مشتری سے وہ گھر واپس لیا مثلاً مشتری کے پاس بسبب غصب یا ودیعت کے تھا اُسنے واپس لیا تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا اور اگر بجاے گھر کے باندی ہو اور اُسکو بعوض غلام کے خریدا اور وہ باندی مشتری کے پاس ان اسباب مین سے کسی سبب سے پہونچ گئی اور اُسکے پاس ہلاک ہو گئی تو اُسکو غلام لینے کی کوئی راہ نہین ہی مگر ایک صورت مین وہ یہ ہی کہ باندی مذکورہ بالا[۱۲] اگر مشتری کے پاس غصب ہو اور قابض نے آکر بحکم غصب اُس سے قیمت کی ضمان لی تو وہ بائع سے غلام واپس لے سکتا ہی اسی طرح اگر باندی مشتری کے پاس بطور غصب کے ہو اور وہ بھاگ گئی پس قابض آیا اور مشتری سے اُسکی قیمت کی ضمان لی تو مشتری بائع سے غلام واپس لیگا پھر اگر وہ باندی بھاگنے سے لوٹ آئی تو غاصب کی ملک مین عود کریگی اور وہ مشتری غاصب[۱۲] ہے یہ ہمارے مذہب سے معلوم ہوا ہے اور وہ غلام خریدار باندی کے سپرد کیا جاویگا باندی کے بائع کو غلام لینے کی کوئی راہ نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہے۔ زید نے عمرو سے ایک گھر بعوض ایک غلام کے خریدا اور گھر عمرو کے سوا ے دوسرے کے قبضہ مین ہی یعنی مثلاً بکر کے قبضہ مین ہی اور بکر مدعی ہے کہ یہ گھر میرا ہی پس زید نے بکر سے خصومت کی مگر اُسکے نام کچھ ڈگری نہوئی اور مشتری نے قاضی سے درخواست کی کہ ہم دونون مین بیع فسخ کر دیجاوے تو قاضی منظور کریگا پس اگر قاضی نے عقد فسخ کر دیا اور بائع کو حکم دیا کہ مشتری کو غلام واپس کر دے پھر کبھی کسی سبب سے وہ گھر مشتری کے ہاتھ آگیا تو فسخ بیع اپنے حال پر باقی رہا یعنی ہو چکا یہانتک کہ مشتری کو یہ حکم نہ کیا جائیگا کہ غلام بائع کو واپس دے اور آیا یہ حکم دیا جائیگا کہ یہ گھر بائع کے سپرد کرے یا نہین پس دیکھنا چاہیے کہ اگر مشتری نے وقت خرید کے صریح اقرار کیا کہ یہ بائع کا ہی تو حکم دیا جائیگا اور اگر صریح اقرار نہین کیا تو اس مقام پر مذکور ہے کہ یہ حکم نہ دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک زمین زید کے قبضہ مین ہی اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ یہ زمین بکر کی طرف سے مصرف معلوم پر وقف ہی اور مین اُسکا متولی ہون اور شرائط ذکر کرکے گواہون سے ثابت کیا اور قاضی نے وقف ہونے کا حکم دیدیا پھر خالد نے آکر دعوی کیا کہ یہ زمین میری ملک و حق ہی تو سماعت ہو گی یہ خلاصہ مین ہے شیخ نجم الدین نسفی رحمہ سے دریافت کیا گیا کہ زید نے عمرو کی مقبوضہ زمین پر دعوی کیا کہ یہ میری ملک ہے اور اس مدعا علیہ کے قبضہ مین ناحق ہے پس مدعا علیہ نے کہا کہ یہ میری ملک نہین ہی یہ تو اس مصرف[۱] پر وقف ہی اور مین اسکا متولی ہون پس قاضی نے مدعا علیہ سے اُسکے قول پر گواہ طلب کیے اور اُس سے اس قول پر گواہ لانے ممکن نہوئے پس قاضی نے مدعا علیہ کو حکم دیا کہ یہ زمین مدعی کے سپرد کرے تاکہ جبتک تو اپنے مقولہ پر گواہ لاوے یہ مدعی کے قبضہ مین رہے پس آیا یہ ٹھیک ہی تو شیخ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ سب خطا ہے قاضی کو نہ چاہیے کہ مدعا علیہ سے اُسکے مقولہ پر گواہ طلب کرے اور نہ مدعا علیہ کو حکم دے کہ یہ زمین مدعی کے سپرد کر دے صرف مدعی کو حکم کرے کہ مدعا علیہ پر اپنی ملک کے دعوی کے گواہ قائم کرے اور ایسے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی منتقی مین ہی کہ زید کے قبضہ مین ایک مکان ہی اُسپر عمرو نے دعوی کیا کہ میرا ہے مین نے اسکو قابض سے ہزار درم مین خریدا ہی اور بکر نے دعوی کیا کہ مین نے اسکو عمرو سے ہزار درم کو خریدا ہی اور دونون کے پاس گواہ نہین ہین تو گھر قابض کا قرار دیا جائیگا اور اگر دونون نے اس مقولہ سے انکار کیا اور دو گواہون نے انکے ایسے اقرار کی گواہی دی اور دونون گھر کا دعوی

[۱] مصرف وہ جہان اس وقف کی آمدنی صرف کرنا چاہیے ۱۲

کرتے ہین ہر ایک اپنی ملک کا مدعی ہو اُس مقولہ سے منکر ہے جسکی گواہون نے گواہی دی تو گھر کی ڈگری متکلم اول کے نام یعنی مدعی غیر قابض کے نام ہوگی یہ ذخیرہ مین ہو ہشام رح فرماتے ہین کہ امام محمد رح سے مین نے دریافت کیا کہ ایک شخص زید کے قبضہ مین ایک گھر ہے اُسپر عمرو نے دعوی کیا اور زید کو قاضی کے پاس لایا پس زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ گھر اس مدعی سے خریدا ہے اور دعوی کیا کہ میرے پاس اس امر کے گواہ ہین تو کیا زید سے اس اقرار کی وجہ سے کہا جائیگا کہ گھر مدعی کے سپرد کر دے پس امام محمد رح نے فرمایا کہ قیاس کی رو سے کہا جائیگا کہ ہان ولیکن استحساناً مین زید کے قبضہ مین چھوڑ دونگا اور کفیل اُس سے لے لونگا اور تین روز کی مہلت دونگا پس اگر اپنے گواہ لایا تو خیر ورنہ اُسپر ڈگری کر دونگا یہ محیط مین ہو منتقی مین ہو کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ یہ طیلسان[ط] جو تیرے اوپر پڑی ہے مین نے تیرے ہاتھ اسقدر دامون کو بیچی ہے اور عمرو نے انکار کیا اور کہا کہ یہ میری طیلسان ہے مین نے تجھے ودیعت رکھنے کو دی تھی تو نے مجھے واپس کر دی تو ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی اور طیلسان زید کو واپس دیجائیگی اور پہلے مدعا علیہ سے قسم شروع کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہو ابن سماعہ نے امام محمد رح کو لکھا کہ زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا اور گواہ قائم کیے کہ یہ غلام بکر بن خالد غائب کا ہے اور اُسنے اقرار کیا ہے کہ یہ زید کا ہے اور عمرو اس دعوی سے منکر ہے اور اپنی ملک کا دعوی کرتا ہو اور زید کہتا ہے کہ گواہون نے سچ کہا اور درحقیقت بکر نے میرے واسطے اقرار کیا تھا ولیکن مین اور وجہ سے ہبہ یا صدقہ یا خرید سے اسکا مالک ہوا ہون تو امام محمد رح نے جواب دیا کہ اس سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جبتک کہ ہبہ یا صدقہ یا خرید بثمن معلوم کے گواہ قائم نہ کرے اور اگر اُسکے گواہ قائم کیے تو قاضی نقد دام لیکر اُسکے نام غلام کی ڈگری کر دیگا اسیطرح اگر زید نے کہا کہ گواہون نے سچ بیان کیا اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا اور ہبہ و خرید کا دعوی نہ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مقر حاضر ہوا اور غلام اُسکے قبضہ مین ہو پس مدعی نے کہا کہ یہ غلام اسی شخص کا تھا جسکے قبضہ مین ہو اور اسنے غلام کا میرے واسطے اقرار کیا اور قابض نے کہا کہ اُسنے سچ کہا تو اس سے مقر لہ کو کچھ استحقاق حاصل نہوگا جبتک کہ اقرار کرنے والا ہبہ و قبضہ وغیرہ کا اقرار نہ کرے یہ محیط مین ہو۔ ایک نے دوسرے کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ تو نے میرے ہاتھ ہزار درم کو یہ غلام فروخت کیا اور مین نے تجھے دام ادا کر دیے پس مدعا علیہ نے بیع سے اور دام وصول کرنے سے انکار کیا پس مدعی کی طرف سے دو گواہون نے گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا ہے کہ مین نے فروخت کیا اور دام وصول کر لیے اور کہا کہ ہم غلام کو نہین پہچانتے ہین ولیکن ہم سے بائع نے کہا تھا کہ بدھو میرا غلام ہے اور دو گواہون دوسرون نے گواہی دی کہ اس غلام کا نام بدھو ہے یا خود بائع نے اقرار کیا کہ اسکا نام بدھو ہے تو ایسی گواہی سے بیع تمام ہوگی اور بائع سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو دام واپس کرے اور اگر نکول کیا تو بیع لازم ہوگی اور اگر دو گواہون نے یون گواہی دی کہ بائع نے اقرار کیا مین نے اپنا غلام بدھو فروخت کیا اور بدھو کے ساتھ کوئی کام یا صناعت یا حلیہ یا عیب ایسا ذکر کیا جس سے اُسکی شناخت ہوسکتی ہو اور وہ اس غلام سے مقابلہ کرنے مین موافق نکلا تو فرمایا کہ یہ گواہی اور پہلی دونون قیاساً یکسان ہین ولیکن استحساناً مین کہتا ہون کہ اگر کسی معروف شناخت کی چیز کی طرف نسبت کی تو بیع جائز ہو اور یہی حکم باندی مین ہو کذا فی فتاوی قاضی خان اور اگر کسی معین غلام کی نسبت اقرار کرنے کی گواہی دی اور اُسکا نام اور صفت بیان کیا اور کہا کہ ہمکو اُسنے اُسدن دکھا دیا تھا اور نام بتا دیا تھا ولیکن ہم اُسکو آج کے روز بعینہ نہین پہچانتے ہین تو ایسی گواہی

باطل ہی اس جہت سے کہ دونون اُنکی شناخت پر گواہ ہوے پھر اپنی گواہی بھول گیے یہ محیط مین ہی۔ نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے یہ گھر مجھے صدقہ مین دیا اور مین نے قبضہ کر لیا یا مین نے اُسکو ہزار درم کو عمرو سے خرید کر کے قبضہ کیا یا عمرو نے مجھے بعوض ہزار درم کے ہبہ کیا اور مین نے قبضہ کر لیا اور عمرو نے اس سے انکار کیا پھر زید نے گواہ قائم کیے کہ عمرو قابض نے اقرار کیا کہ یہ گھر اس مدعی زید کا ہی تو فرمایا کہ اس گواہی کو قبول کر کے گھر مدعی کا قرار دونگا پھر اگر مدعا علیہ نے ثمن یا عوض کا جسکا زید نے اُسکے لیے اقرار کیا ہی دعوی کیا تو اُسکو دینا پڑیگا اور اگر یہ دعوی نہ کیا تو مدعا علیہ کا اسمین کچھ حق نہوگا یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ زمین جسپر دعوی ہوا ہے میرے قبضہ مین نہین ہی اور مدعی نے اُس سے قبضہ کی قسم لینی چاہی تو اسکو اختیار ہی تاکہ اقرار سے قبضہ ثابت ہو پھر جب قبضہ کا اقرار کیا تو قاضی یون قسم لیگا کہ واللہ یہ زمین اس مدعی کی ملک نہین ہی تاکہ ملک کا مقر قرار پاوے اور جب ملک کا اقرار کیا تو قاضی اُسکو حکم دیگا کہ اس زمین سے تعرض نہ کرے یہ محیط مین ہی اگر زید نے دعوی کیا کہ مین نے عمرو سے یہ گھر یا قریہ یا زمین خریدی اور حدود بیان نہ کیے پس مدعا علیہ نے مدعی کے واسطے اسکا اقرار کر دیا اور حدود پر دونون متفق ہوے تو قاضی مدعا علیہ پر بسبب اُسکے اقرار کے اسکی ڈگری کر دیگا۔ اور اگر مدعا علیہ نے خرید کا اقرار کیا مگر حدود مین دونون نے اختلاف کیا مدعی نے کہا کہ یہ حدود ہین اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہین بلکہ یہ حدود ہین اور مدعا علیہ کے حدود سے اسمین کمی آتی ہی بہ نسبت حدود مدعی کے اور مشتری کے پاس شناخت حدود کے گواہ نہین ہین تو ہر ایک دوسرے کے دعوی پر قسم کھاوے اور باہم واپس کر لین اسی طرح اگر دو گواہون نے اُنکے خریدنے کے اقرار کرنے پر گواہی دی اور حدود بیان نہ کیے پس اگر دونون کے حدود پر اتفاق کیا تو یہ گواہی دونون پر نافذ ہوگی اور اگر اختلاف کیا اور مشتری کے پاس حدود کے پہچاننے والے گواہ نہین ہین تو دونون باہم قسم کھاوین اور بیع توڑ دین اور اگر دونون نے قسم کھالی تو قاضی دونون کے درمیان بیع نہ توڑیگا یہانتک کہ دریافت کرے پھر اگر مشتری نے انکار کیا تو بیع کو اُسی حدود سے لیوے جو بائع نے بیان کیے ہین اور بائع کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا جائیگا اور اگر بائع نے نقض بیع کی درخواست کی تو قاضی کچھ انتظار کریگا اگر مشتری کو کوئی ایسی حجت دستیاب ہوئی جس سے اُسکا دعوی ثابت ہو تو خیر ورنہ بیع توڑ دیگا۔ اور اگر مشتری نے بیعنامہ کوئی بائع کے نام اپنے حقوق کا تحریر کیا ہوا پیش کیا اور اُسمین حدود مذکور ہین اور گواہون نے اس خرید پر دونون کے اقرار کرنے کی گواہی دی تو قاضی بائع کے ذمہ اسکو لازم کر کے اُس سے مواخذہ کریگا کہ یہ مشتری کے سپرد کرے پھر اگر حدود مین دونون نے اختلاف کیا تو باہم قسم کھاوین اور بیع توڑ دین ولیکن اگر مشتری نے حدود کے گواہ پیش کیے اُنھون نے موافق دعوی مشتری کے گواہی دی تو قاضی بیع لازم کر کے بائع پر لازم کریگا کہ بیع موافق دعوی مدعی کے اُسکے سپرد کرے کذا فی شرح ادب القاضی للخصاف۔ زید نے عمرو پر اُسکے مقبوضہ دار کا دعوی کیا کہ مین نے یہ دار اس سے ایک مہینہ پہلے خریدا ہے اور عمرو نے انکار کیا پس مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے پھر مدعا علیہ نے کہا کہ یہ دار میرا تھا ولیکن تین مہینہ ہوئے کہ مین نے اپنی عورت کے ہاتھ اسکو فروخت کر دیا اور عمرو کی جورو نے اسکی تصدیق کی اور کہا کہ مین نے عمرو سے تین مہینہ ہوے کہ یہ دار خریدا ہی اور مدعی پر اپنے اس دعوی کے گواہ قائم کیے حالانکہ ہنوز مدعی کے نام ڈگری نہین ہوئی تو عورت کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر شوہر پر یعنی مدعا علیہ پر قائم کیے تو مقبول ہونگے اور عورت کے نام دار کی ڈگری ہو جائیگی اگرچہ شوہر نے عورت کے واسطے اقرار کیا ہی محیط مین ہے

ف اُنھون نے یعنی دوسرے حدود بیان کیے ۱۲

فتاوی ابو اللیث مین ہے کہ زید کے قبضہ مین نصف دار ہے عمرو نے آکر دعوی کیا کہ مین نے یہ سب دار وقف کیا ہے اور وقف کرنے کے دن یہ سب میرا تھا اور گواہون نے عمرو کے تمام دار وقف کرنے کی گواہی دی تو مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے لڑکے کا ایک عورت سے نکاح کیا اور گھر کے ایک منزل کا اُسکے نام مہر مقرر کیا اور عورت کے ہاتھ اسکو بطور بیع صحیح کے فروخت کیا پھر یہ شخص مرگیا اور اسکے وارثون نے دعوی کیا کہ ہمارے باپ نے یہ منزل فلان شخص کے ہاتھ اس عورت کے نام تسمیہ کرنے سے پہلے فروخت کردی ہے تو وارثون کی تصدیق نہ کیجائیگی اور منزل اسی عورت کی ہے ولیکن اُس شخص کو چاہیے کہ اپنے گواہ قائم کرے کہ مین نے اس عورت کے خریدنے سے پہلے اسکو خریدا ہے اور اس باب مین وارثون کی گواہی مقبول نہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک بالغہ عورت کے باپ نے اُسکا نکاح کردیا اور شوہر مرگیا اُسنے میراث کا دعوی کیا پس اگر کہا کہ مین نے اپنے باپ کو اپنے نکاح کا حکم دیا تھا تو نکاح ثابت اور وارث ہوگی اور اگر کہا کہ حکم نہین کیا تھا ولیکن جب مجھے نکاح کی خبر پہونچی تو مین نے اجازت دیدی تو اُسپر گواہ لانے واجب ہونگے اور یہی حکم بیع مین ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے گواہ قائم کیے کہ فلان شہر کے قاضی شیخ الاسلام حمزہ نے میرے نام اس عمرو پر ہزار درم کی ڈگری کی ہے اور مدعا علیہ نے گواہ دیے کہ اس قاضی نے عمرو کے نام ان ہزار درم سے بریت کی ڈگری کی ہے تو قاضی حاکم عمرو کے گواہون پر حکم دیگا مدعی کے گواہون پر نہ دیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک مرد کی منزل مین وہ مرد و عورت دونون رہتے ہین مرد اُس سے وطی کرتا ہے اور عورت کے اُس سے اولاد ہے پھر عورت نے انکار کیا کہ مین اسکی جورو نہین ہون تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر عورت نے اقرار کیا کہ یہ میرا بچہ اسی مرد سے ہے تو یہ اسکی جورو ہے اور اگر کوئی اولاد نہو تو عورت کا قول مقبول ہوگا اگرچہ مرد کے ساتھ اس حالت سے رہتی ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے عمرو پر نصف دار کا جو اُسکے قبضہ مین ہے دعوی کیا اور قاضی نے گواہون کی گواہی پر اُسکے نام یہ ڈگری کردی اور اس مدعی کے دو بھائی ہین ہر ایک بعد اسکے دعوی کرتا ہے کہ یہ نصف دار میرا ہے پس اگر مدعی نے اُسپر قبضہ کرلیا ہے تو ان دونون بھائیون کے نام آدھے آدھے کی ڈگری اُسکی کردیجائیگی اور اگر قبضہ نہین کیا ہے تو تینون کو تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص مرگیا اور دو بیٹے چھوڑے پس اگر بیٹے نے عمرو پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم قرض ہین اور اسپر گواہ قائم کیے اور دوسرے بیٹے نے بھی اسی عمرو پر دعوی کیا کہ میرے باپ کے اسپر ہزار درم ایک باندی کا ثمن ہین جو اسکے ہاتھ فروخت کی تھی اور اسپر گواہ پیش کیے اور دونون نے باہم ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ باپ کے اسپر سوائے ہزار درم کے زیادہ نہین ہین تو ہر ایک کیواسطے پانچسو درم کی ڈگری ہوگی اور اگر ایک نے پانچسو درم وصول کرلیے تو اُسمین دوسرا شریک نہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ قرض کی وجہ سے جو شخص قید ہے اگر اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین مفلس ہون اور رب الدین نے گواہ دیے کہ یہ مالدار ہے۔ تو قاضی قرضخواہ کے گواہ مقبول کریگا اگرچہ اسکی مقدار ملک بیان نہ کی ہو یہانتک کہ قرضخواہ کے گواہون پر اُسکو برابر قید مین رہنے دیگا کذا فی المحیط

کتاب الاقرار

اس کتاب مین چند ابواب ہین

باب اول

اقرار کے شرعی معنی اور رکن اور شرط جواز و اُسکے حکم کے بیان مین۔ غیر کے حق کے اپنے اوپر ثابت ہونیکی خبر دینے کو اقرار کہتے ہین کذا فی الکافی۔ اقرار کا رکن مثلاً یون کہنا کہ زید کے مجھپر اسقدر درم ہین یا مثل اسکے بیان کرے کیونکہ اس سے

حق کا ظہور یا انکشاف ہوتا ہی پس شرط خیار اسی سے اُس مین جائز نہین ہی مثلاً کسی نے کہا کہ زید کا مجھپر اسقدر دین یا یہ عین ہی
بشرطیکہ مجھے تین روز تک خیار ہی تو خیار باطل ہوگا اگرچہ مقرلہ یعنی زید مثلاً اُسکی تصدیق کرے اور مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی
مین ہی شرط اقرار مین سے عقل و بلوغ بلا خلاف شرط ہین ولیکن آزاد ہونا پس بعض چیزون کے اقرار مین شرط ہے بعض مین نہین
کذا فی النہایہ پس اگر غلام محجور نے مال کا اقرار کیا تو یہ اقرار مولی کے حق مین نافذ نہوگا اور اگر قصاص کا اقرار کیا تو صحیح ہی کذا فی
محیط السرخسی اور مال کا اقرار صحیح تو ہے مگر اُسکا نفاذ اُسوقت ہوگا کہ جب یہ غلام آزاد ہو جاوے۔ اور غلام ماذون کا اقرار اُن
چیزون مین جو اسباب تجارت مین سے نہین ہین متاخر ہوگا یعنی بعد عتق کے اُسکا نفاذ ہوگا مثلاً اُسنے عورت سے بلا اجازت
مالک کے نکاح کر لیا اور اُس سے وطی کی اور مہر کا اقرار کیا یا کسی ایسے جرم کا جس کے عوض مال لازم آتا ہی اقرار کیا تو یہ اقرار بالفعل
لازم نہوگا بخلاف حدود و قصاص کے اقرار کے کہ بالفعل لازم ہوگا کذا فی التبیین۔ اور اسی طرح بطوع خود و رضامندی
ہونا شرط ہی حتی کہ جبر و زبردستی کی گئی اسکا اقرار صحیح نہین ہی کذا فی النہایہ۔ و مست نشہ کا اقرار اگر بطریق ممنوع ہو تو
صحیح ہی سواے حد زنا و شراب خواری کے کہ رجوع کرنا قبول نہوگا اور اگر بطریق مباح ہو تو صحیح نہین ہی کذا فی البحر الرائق
وعلی الخصوص اقرار کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ مقربہ یعنی جس چیز کا اقرار کیا ہی وہ ایسی ہو کہ مقرلہ کو اُسکا سپرد کر دینا واجب ہو
خواہ بعینہ اُسکا سپرد کرنا مثلاً اپنے قبضہ کی کوئی شے معین کا دوسرے کے واسطے اقرار کیا یا اُسکے مثل کا سپرد کرنا مثلاً اپنے ذمہ
کسی قرض کا اقرار کیا اور اگر مقربہ ایسی چیز ہو کہ مقرلہ کو اُسکا سپرد کر دینا واجب نہین ہے تو اُسکا اقرار جائز نہین ہے مثلاً
اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی یا اُس سے کرایہ لی یا اُس سے کوئی غلام کسی ثمن کے عوض خریدا یا ایک
مٹھی خاک اُس سے غصب کر لی یا ایک دانہ گیہون کا غصب کیا تو یہ باطل ہی حتی کہ اُسپر جبر نہ کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ کیا چیز ہے
مثلاً یہ محیط مین ہی۔ حکم اقرار کا یہ ہی کہ مقربہ کا ظہور ہونہ یہ کہ ابتداءً ثابت ہو جاوے کذا فی الکافی اور اسی سے ہم نے کہا کہ اگر مسلمان
کے واسطے شراب کا اقرار کیا تو صحیح ہی اور اگر اقرار سے ابتداءً تملیک ہوتی تو صحیح نہوتا۔ اسی طرح مجبور کرکے یا کراہ طلاق و عتاق کا
اقرار صحیح نہین ہی اور انشاءات[1] باکراہ صحیح ہوتے ہین کذا فی المحیط۔ اور اگر کسی نے غیر کے واسطے مال کا اقرار کیا اور مقرلہ جانتا ہی کہ
یہ شخص اپنے اقرار مین جھوٹا ہی تو اُسکو مال لینا دیانت کی راہ سے حلال نہین ہی ولیکن اگر مقر خوشی سے اُسکو دیوے تو لے کہ از سرنو
ہبہ ہو جاویگا یہ قنیہ مین ہی اور اقرار کو اظہار اعتبار کرنا فقط مقربہ چیز کی حق ملکیت مین ہی حتی کہ صرف اس کے اقرار سے مقرلہ کی ملکیت
کا حکم دیا جائیگا مقرلہ کی تصدیق کی ضرورت نہین ہی ولیکن رد کرنے کے حق مین مثل ہبہ کے تملیک ابتدائی ہی حتی کہ اگر مقرلہ رد کر دے
تو اقرار باطل ہوگا اور مقرلہ سے تصدیق پائے جانے کے بعد اُسکا رد کرنا کچھ کارآمد نہ ہوگا کیونکہ اقرار اسکے بعد وارد ہوا ہے پھر اگر مقرلہ
کے رد کرنے سے خاص اُسکا ذاتی حق باطل ہوتا ہو تو اُسکے رد کرنے سے اقرار رد ہوگا اور اگر دوسرے کا حق باطل ہوتا ہو تو اُسکا
رد کچھ کارآمد نہین ہے مثلاً کسی شخص نے اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص کے ہاتھ یہ غلام اس ثمن مسمی کو فروخت کیا اور مقرلہ
نے اُسکا اقرار رد کر دیا کہا کہ مین نے تجھسے کچھ نہین خریدا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ مین نے خریدا ہے پس بائع نے کہا کہ مین نے
تیرے ہاتھ اسکو نہین بیچا ہے تو بائع کے ذمہ بیع بثمن مسمی لازم ہوگی کیونکہ اُسنے بیع تمام ہونے کے بعد بیع سے انکار کیا اور
دونون متعاقدین مین سے ایک کے انکار سے بیع مین نقصان نہین آتا ہے۔ اگر دونون منکر ہون تو البتہ مثلاً مشتری نے کہا

[1] قولہ انشاءات یعنی مثلاً اکراہ طلاق و عتاق دیا یا اقرار [illegible] طلاق و عتاق صحیح ہی [illegible]

کہ مین نے نہین خریدا بائع نے اُسکی تصدیق کی کہ ہان تونے نہین خریدا پھر کہا کہ نہین بلکہ تونے خریدا ہے تو خرید ثابت نہوگی اگر اگرچہ گواہ قائم کرے کیونکہ دونون کے انکار سے فسخ ثابت ہوگیا جس مقام پر مقرلہ کے رد کرنے سے اقرار باطل ہوگیا ہو اگر مقرنے دوبارہ اس اقرار کا اعادہ کیا اور مقرلہ نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو اختیار ہے کہ اقرار مقر پر لے اور یہ استحسان ہو کذا فی المحیط

دوسرا باب

اُن صورتون کے بیان مین جو اقرار ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین - زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر سو درم یا میری طرف سو درم ہین تو یہ قرض کا اقرار ہے اور ودیعت کا اگر دعوی کرے تو تصدیق نہ کیا جائیگا ولیکن اگر ودیعت اُس کلام سے ملا کر بولے تو تصدیق کیا جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - اور اگر کہا کہ میرے پاس ہین تو یہ ودیعت کا اقرار ہو اسی طرح اگر کہا کہ بامن یا میرے ہاتھ مین یا میرے گھر مین یا میرے تھیلے مین یا صندوق مین تو یہ سب ودیعت کا اقرار ہو کذا فی المبسوط اور اگر کہا کہ میرے پاس سو درم ودیعت قرض یا بضاعت قرض یا مضاربت قرض ہین یا کہا کہ ودیعت دین یا دین ودیعت ہین تو یہ قرض و دین ہین یہ محیط سرخسی مین ہو - ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ میرے پاس فلان شخص کے ہزار درم عاریت ہین تو یہ قرض کا اقرار ہو اور یہی حکم کیلی و وزنی چیزون مین ہو کیونکہ جن چیزون سے نفع اُٹھانا بدون تلف کرنے کے ناممکن ہو وہ قرض ہونگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہو - فتاوی نسفی مین ہو کہ اگر کہا کہ مرا بفلان ده درم دادنی است تو شیخ رح نے فرمایا کہ کچھ لازم نہ آویگا تاوقتیکہ یہ نہ کہے کہ مجھپر یا میرے ذمہ یا میری گردن پر ہین یا یہ قرض واجب یا حق لازم ہو کذا فی الظہیریہ - اگر کہا کہ زید کے میرے مال مین یا میرے ان درمون مین ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے پس اگر یہ درم متمیز ہین تو اقرار ودیعت ہے ورنہ شرکت ہے پس اگر مقر نے اپنے مال سے ہزار درم معین کرکے کہا کہ وہ ہزار درم یہ ہین تو آیا یہ اُس اقرار کا رد ہے بعض نے کہا کہ رد ہے اور بعض نے کہا کہ اقرار شرکت باطل نہوگا کیونکہ ہزار درم کے تعیین کا دعوی کرنے سے اقرار شرکت کا رد ہوجانا ضرور نہین ہے کیونکہ جائز ہے کہ موافق اقرار کے پہلے شرکت ہو پھر دونون نے تقسیم کرلیے یہ دعوی تقسیم ہوگا اور اگر دوسرے نے قسم کھالی کہ تقسیم نہین ہوئی اور تقسیم ہونا ثابت نہوا تو اقرار شرکت اپنے حال پر باقی رہیگا اور اگر مقر نے ہزار درم اپنے مال سے معین کیے اور مقرلہ نے انکار کیا تو اُسی کا قول لیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو - اور اگر کہا کہ میرے مال مین سے اُسکے ہزار درم ہین تو یہ ہبہ ہو اقرار نہین ہو حتی کہ دیدینے کیواسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہین تو یہ اقرار اُسکی طرف سے ہبہ نہین ہو یہانتک کہ سپرد کرنے کیواسطے مجبور کیا جائیگا یہ محیط مین ہو - اگر کہا کہ زید کیواسطے میرے مال سے ہزار درم ہین میرا اسمین کچھ حق نہین ہو تو یہ دین کا اقرار ہو یہ مبسوط مین ہو ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا ہر چہ مہرا این می بایست از تو یافتم تو یہ مہر وصول پانے کا اقرار نہین ہو ایسا ہی صدر الشہید سے منقول ہو اور بعض نے کہا کہ اقرار ہو کذا فی الخلاصہ اگر کہا کہ یہ کپڑا یا گھر واسطے فلان کے عاریت ہو یا فلان سے یا ملک فلان یا بملک فلان یا در ملک فلان یا فلان کی ملک سے یا بمیراث فلان یا در میراث فلان یا بحق فلان یا از طرف فلان تو یہ سب الفاظ اقرار ہین یہ محیط سرخسی مین ہو اگر کپڑے یا چوپائے مین کہا کہ میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہین تو اقرار نہین ہو اسیطرح اگر کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس واسطے حق فلان کے مضاربت ہین تو یہ اقرار نہین ہو بخلاف اُسکے اگر قرض واسطے حق فلان کے کہا تو یہ اقرار ہو اور اگر کہا کہ یہ درم میرے پاس واسطے حق فلان کے عاریت ہین تو یہ اقرار ہو کہ یہ درم فلان شخص کے ہین یہ مبسوط مین ہو اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہاتھ کے میرے پاس عاریت ہین یا کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مجھپر بسبب حصہ یا شرکت یا بشرکت یا شرکت کے بسبب

اُجرت یا باجرت یا اجرت کے یا بضاعت کے یا بہ بضاعت ہین تو یہ اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر کہا کہ فلان کے مجھپر ایک کُر گیہون بسبب سلم یا بسلم یا بسلف یا ثمن واجب ہین تو اُسکے ذمہ لازم ہونگے اسیطرح اگر کہا کہ فلان کے مجھپر سو درم بسبب ثمن بیع کے یا بسبب بیع کے یا جہت بیع سے یا اجارہ سے یا بسبب اجارہ کے یا باجارہ یا بکفالت یا بسبب کفالت یا کفالت پر آتے ہین تو اُسکے ذمہ لازم ہونگے یہ مبسوط کے باب الاستثناء مین ہی۔ فتاوای ابو اللیث مین ہی کہ اگر کہا کہ این چیز فلان راست۔ یا تراست تو اقرار ہی اور اگر کہا کہ۔ این چیز فلان[له] را۔ یا۔ ترا۔ تو یہ ہبہ ہی اور اگر کہا کہ سا بن[له] چیز آن فلان ہست۔ تو یہ اقرار ہی یہ ظہیریہ مین ہی ایک شخص نے اپنے نابالغ بیٹے سے کہا کہ۔ این[له] مال ترا کردم یا بنام تو کردم یا آن تو کردم۔ تو تملیک یعنی مالک کردینا ہی اور امام ظہیر الدین رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بنام تو کردم۔ تملیک و اقرار کچھ نہین ہے۔ ایک شخص نے کہا کہ یہ میرا گھر اولاد اصاغر[له] کے واسطے ہی تو باطل ہی کیونکہ یہ ہبہ ہی اور جب اولاد کو بیان نہ کیا تو باطل ہی اور اگر یون کہا کہ یہ گھر میری اولاد مین سے اصاغر کے واسطے ہی تو یہ اقرار ہی اور اولاد سے اُنہین کے تین چھوٹون کے واسطے ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ تہائی یہ گھر میرا فلان کے واسطے ہی تو یہ بھی ہبہ ہی اور اگر کہا کہ تہائی اس گھر کا واسطے فلان کے ہی تو یہ اقرار ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ ادا کردے جو میرے ہزار درم تجھپر ہین اُسنے کہا کہ ہان اچھا تو یہ اقرار ہی یا یون کہا کہ عنقریب تجھے یہ درم دیدونگا یا کل یہ تجھے دونگا تو بھی یہ اقرار ہی ایسے ہی اگر یون جواب دیا کہ تو بیٹھکر مجھے تول دے یا تول کر اُنپر قبضہ کرلے یا بیٹھکر نہ کہا صرف یون کہا کہ تو تو اُنکو تول لے یا نقد پرکھ لے یا اُنکو لے لے تو یہ سب اقرار ہی بخلاف اسکے اگر صرف یون کہا کہ تول یا پرکھ یا لے تو اقرار نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر کہا کہ ابھی میعاد نہین آئی یا کہا کہ کل۔ یا کہا کہ مہیا نہین ہین یا آج میسر نہین ہین یا یون کہا کہ تو اُنکا بہت ہی تقاضا کرتا ہی تو یہ سب اقرار ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر کہا کہ آج تو میرے پاس نہین ہین یا کہا کہ مجھے اُنکے ادا کرنے مین کچھ مہلت دے یا مجھسے لینے مین تاخیر کردے یا اُنکے وصول کرنے مین مجھسے تاخیر کردے یا کہا کہ تو نے مجھے ان درمون سے بری کردیا یا مجھے بری کردیا یا مجھسے اسکے لینے کی تو نے برات کرلی یا کہا کہ مین واللہ آج تجھے ادا نہ کرونگا یا تیرے واسطے نہ تولونگا یا تو اُنکو آج نہین لیسکتا ہی یا یون کہا کہ صبر کر یہانتک کہ میرا مال آجاوے یا میرا غلام آجاوے تو یہ اقرار ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ ادا کردے میرا کُر گیہون کا جو تجھپر آتا ہی عمرو نے کہا کہ ناپ لینے والے کو کل بھیجدینا تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر وزنی چیز مین یون کہا کہ تول لینے والے کو کل بھیجدینا تو بھی ایسا ہی ہی یا کہا کہ کل اپنے وکیل کو بھیجدینا مین اُسے دیدونگا یا کسی وصول کرنے والے کو بھیجدے یا کسی کو بھیجدے جو مجھسے لیکر قبضہ کرلے تو یہ سب اقرار ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو پر ہزار درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے تیرا دعوی عطا کیا تو یہ اقرار نہین ہی اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر اپنا دعوی کرنے سے ایک مہینہ تاخیر رکھ یا جو کچھ تو نے دعوی کیا تاخیر کردے تو یہ اقرار نہین ہی۔ اور اگر کہا کہ اپنا دعوی مجھسے دور رکھ یہانتک کہ میرا مال آجاوے تو مین تجھے یہ ہزار دیدونگا تو یہ اقرار ہی اور اگر کہا کہ یہانتک کہ میرا مال آجاوے تو تیرا دعوی تجھے دونگا تو یہ اقرار ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ نوادر ہشام مین ہی کہ امام محمد رح سے مین نے سُنا کہ فرماتے تھے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ مجھے ہزار درم دے اُسنے کہا کہ اُنکو تول لے تو عمرو پر کچھ لازم نہین ہی کیونکہ اُسنے یہ نہین کہا تھا کہ میرے ہزار درم دے یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مجھے میرے ہزار درم جو تجھپر آتے ہین دے عمرو نے کہا کہ صبر کر یا عنقریب پا جائیگا تو یہ اقرار نہین

له یعنی یہ چیز فلان کیواسطے ہی ۱۲ له یعنی یہ چیز ملک فلان ہی ۱۲ له یعنی یہ مال تیرا کردیا ۱۲ له اصاغر یعنی چھوٹے یعنی کم سن و کم عمر و نابالغ ۱۲

ہی کیونکہ ایسے کلمات کبھی استہزاء[1] و استخفاف کے طور پر ہوتے ہین اور اگر کہا کہ انکو تول دونگا انشاء اللہ تو یہ اقرار ہی اور استثناء یعنی انشاء اللہ اسپر وارد نہین ہی صرف تبرک کیواسطے ہی اور تبرک تقدم دین کو مقتضی ہی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ نوادر مین ہے کہ اگر مدعا علیہ نے کہا کہ کیسہ[2] بدوز قبض کن تو یہ اقرار نہین ہی اور ایسے ہی بگیر۔ اقرار نہین ہی کیونکہ یہ الفاظ ابتدائی بولے جا سکتے ہین یعنی دعوی مدعی سے مربوط ہونا ضرور نہین ہی پس اقرار ہونگے ایسے ہی قبض کنش کسرہ نون کے ساتھ و کیسہ بدوزش کسرہ زاء معجمہ کے ساتھ اقرار نہین ہی کیونکہ یہ الفاظ بطور استہزاء کے بولے جاتے ہین اور ایسے ہی بگیرش کسرہ راء مہملہ کے ساتھ اقرار نہین ہے اور اگر کیسہ بدوزش فتحہ زاء و قبض کنش فتحہ نون اور بگیرش فتحہ راء کے ساتھ اگر کہا تو مشائخ سے اسمین اختلاف ہے اور اصح یہ ہے کہ یہ الفاظ اقرار ہین کیونکہ اسطرح استہزاء کے واسطے نہین بولے جاتے ہین اور بتداء نہین ہو سکتے پس انکار بطرد عوی مدعی سے لیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا میرے ہزار درم جو تجھپر آتے ہین ادا کر دے کیونکہ میرے قرضخواہ مجھے نہین چھوڑتے ہین پس مدعا علیہ نے کہا کہ بعضون کو مجھپر حوالہ کر دے یا جسکو تو چاہے مجھپر حوالہ کر دے یا کسی شخص کو امین سے میرے پاس لائین مین ضمانت لونگا یا قرضہ کا حوالہ قبول کر لونگا تو یہ سب اقرار ہے اور اگر کہا کہ مین نے یہ درم تجھے ادا کر دیے ہین تو یہ اقرار ہے اور اگر کہا کہ مجھے تو نے اس قرضہ سے بری کر دیا ہے یا مین نے تجھے بھر پور ادا کیا ہے یا تو نے مجھے اس سے احلال کیا ہی یا کہا کہ تو نے یہ درم ہبہ کر دیے ہین یا مجھے یہ درم صدقہ دیے ہین یا مین نے تجھے یہ درم اتر ادیے ہین تو یہ سب اقرار ہین یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے یہ درم وفا کر دیے ہین تو یہ قرضہ کا اقرار ہی ادا کر دینے کا حکم کیا جائیگا پھر حکم کیا جائیگا کہ وفا کر دینا ثابت کرے اسی طرح اگر مدعا علیہ نے مدعی سے کہا کہ سوگند خور کہ این مال بتو نرسانیدہ ام۔ یا کہا۔ سوگند خور کہ این مال بتو رسیدہ است پس یہ مدعا علیہ کی طرف سے مال کا اقرار ہی حکم کیا جائیگا کہ ادا کرے ایسا ہی بعض مشائخ کا فتوی منقول ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ تو نے مجھے اس دعوی سے بری کیا ہی یا مجھسے اس دعوی سے صلح کی ہی تو یہ اقرار نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی اگر کہا کہ مین نے تیرے حق سے تجھسے صلح کر لی ہی تو اقرار ہی اور بیان کرنا مقر کی طرف ہوگا اور اگر کہا کہ تیرے دعوے سے تو اقرار نہین ہے۔ اگر کہا کہ اس گھر سے بعوض ہزار کے باہر نکل[4] یا اس سے بری کر یا دست بردار ہو جا یا میرے سپرد کر دے یا مجھے دے تو یہ سب مخاطب کی ملک کا اقرار ہی کیونکہ یہ الفاظ جب بدل کے ساتھ مذکور ہوتے ہین اور پہلے انسے لفظ صلح نہین ہوتا ہے تو عرف و عادت مین مساومت کے معنی ہوتے ہین۔ قلت۔ یہ خاص محاورہ اردو زبان کا نہین ہی ولیکن اصل کے الفاظ عربی اس معنی مین معروف ہین اور اگر یہ الفاظ ذکر کیے اور انکے ساتھ بدل ذکر نہ کیا تو یہ اقرار نہین ہی۔ اور اگر یون صلح ٹھہرائی کہ ایک اپنا گھر سپرد کرے دوسرا غلام سپرد کرے تو یہ اقرار نہین ہی۔ اگر کسی نے ایک دار خریدا پھر دوسرے سے کہا کہ مجھے اسکی خرید ہزار مین دیدے تو یہ دوسرے کی ملک کا اقرار نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ مجموع النوازل مین ہی کہ زید سے عمرو نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس اسنے کہا کہ اور میرے بھی تجھپر اسی قدر ہین یا کسی سے کہا کہ مین نے تیری جورو کو طلاق دی یا تیری باندی یا غلام کو آزاد کیا اُسنے کہا کہ اور تو نے اپنی جورو کو طلاق دی یا اپنے غلام یا باندی کو آزاد کیا تو ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ یہ اقرار ہوگا اور ظاہر الروایت کے موافق اقرار نہین ہی اور امام اجل ظہیر الدین رح ابن سماعہ کی روایت کے موافق فتوی دیتے تھے یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر زید کے مخاطب نے اسکے جواب مین کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم

[1] استہزاء ٹھٹھول کرنا استخفاف خفیف و خوار سمجھنا ۱۲ [2] تھیلی میوہ وصول کرو ۱۲ [3] و فی الاصل اجبہا الک میں نے تجھے اس کا حساب کر دیا ہی ۱۲ [4] نکل یعنی ہزار درم لے اور گھر چھوڑ دے ۱۲

ہین حرف واو یا اور نہ کہا تو یہ بلاخلاف اقرار نہین ہی اور اگر کہا کہ میرے تجھپر اسکے مثل ہین تو اسمین اختلاف ہی اور اگر کہا کہ میرے بھی
تجھپر اسکے مثل ہین تو ظاہر یہ ہی کہ اسمین وہی اختلاف ہی اور اگر مخاطب نے کہا کہ پس تو نے بھی اپنے غلام کو آزاد کیا تو آیا اس
مخاطب سے یہ کلام اپنے غلام کی آزادی کا اقرار ہی یا نہین پس ظاہر یہ ہی کہ اسمین بھی اختلاف ہی اور اگر مخاطب نے کہا کہ تو نے
اپنے غلام کو آزاد کیا تو بلاخلاف اقرار نہین ہی اور ایسا ہی اختلاف اس صورت مین ہی کہ زید نے دوسرے سے کہا کہ تو نے فلان
شخص کو قتل کیا ہی اُسنے جواب دیا کہ اور تو نے بھی فلان شخص کو قتل کیا ہی اور اگر اُسنے یون کہا کہ تو نے فلان شخص کو قتل کیا تو
بلاخلاف اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر فارسی مین کہا کہ مرا از تو چندین می باید کسی قدر مال معلوم کو بیان کیا پس مخاطب نے
کہا کہ مرا نیز از تو چندین می باید تو مخاطب کا یہ قول متکلم اول کے دعوی کا اقرار ہوگا ایسا ہی بعض مشائخ نے کہا ہے اور یہ حکم
موافق قول امام محمد رح کے ہونا چاہیے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اقرار نہوگا خواہ فارسی مین کہے یا عربی مین کہے اور
اگر کہا کہ مرا از تو چندین می باید۔ مخاطب نے کہا کہ مرا بارے از تو چندین می باید قول مدعی اول کے دعوی کا اقرار نہوگا یہ ذخیرہ
مین ہی۔ عیون مین ہی کہ ایک شخص نے کہا کہ مین نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا پھر کہا کہ مین نے فلان کے بیٹے کو قتل کیا تو یہ ایک
ہی بیٹے کا قتل کا اقرار ہوگا۔ فتاوی اہل سمرقند مین ہی کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے فلان شخص کو کیون قتل کیا اُس نے کہا
کہ لوح محفوظ مین یون ہی لکھا تھا یا مین نے اپنے دشمن کو مار ڈالا تو یہ قتل کا اقرار ہی اگر عمداً قتل کرنے کا اقرار نہ کرے تو
اُسکے مال سے دیت دلائی جاویگی اور اگر یون جواب دیا کہ جو مقدر ہو وہ ہونے والا ہی تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی الخلاصہ۔
اور اگر دو سو[۲] درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھے سو بعد سو کے پورے کر دیے نیز[۱] کچھ حق مجھپر نہین ہی تو یہ اقرار نہین ہے
اسیطرح اگر سو درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا کہ پچاس درم مین نے تجھے دیدیے ہین تو یہ اقرار نہین ہی کذا فی فتاوی قاضیخان
اگر زید نے عمرو پر ہزار درم کا دعوی کیا عمرو نے کہا کہ تو نے انمین سے کچھ لیے ہین تو یہ اقرار ہی اسی طرح اگر کہا کہ ان درمون کا
وزن کیا ہی یا کیا مدت قرار پائی یا کیا اُسکا سکہ ہی یا مین نے اُنسے برات تجھسے کر لی ہی یا مین نے وہ درم تجھے ادا کر دیے ہین تو یہ
سب ہزار درم کا اقرار ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ہر قلیل و کثیر سے جو نیز مجھپر تھا بریت کر لی ہی تو یہ ہزار کا اقرار نہین ہی بلکہ ایسی
چیز کا اقرار ہی جسکی جنس و مقدار مجہول ہی پس بیان کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور جب اُسنے بیان کیا تو طالب سے قسم لیجائیگی کہ مین
نے اس سے وصول نہین پائے اور مطلوب سے قسم لیجائیگی کہ مجھپر سوائے اسکے نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر میت پر قرض کا دعویٰ
اسکے بعض وارثون پر کیا پس مدعا علیہ نے کہا۔ در دست من از ترکہ چیزے نیست۔ تو یہ ترکہ کا اقرار نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر
کسی شخص نے دوسرے کی مقبوضہ زمین پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا۔ ترا جز این زمینے دیگر است۔ تو یہ مدعا علیہ
کی طرف سے اقرار ہی یہ ظہیریہ مین ہی ایک شخص نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اسنے مجھسے اسقدر درم ناحق قبضہ مین لیے ہین پس مدعا علیہ
نے کہا کہ ناحق مین نے قبضہ نہین کیا تو یہ اقرار نہین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تیرے حکم سے تیرے بھائی کو دیدیے ہین تو یہ اقرار ہی اور
اُسپر واجب ہی کہ اُسکے حکم دینے کو ثابت کرے یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر دوسرے پر دس درم کا دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کہا از ین
جملہ مرا پنج درم وادنی است۔ تو یہ دس درم کا اقرار ہی اور اسی طرح اگر کہا از ین جملہ پنج درم باقی است تو بھی دس کا اقرار ہی اور
اگر کہا پنج درم باقی ماندہ است تو یہ دس کا اقرار نہین ہی یہ ظہیریہ مین ہی منتقی مین ہی کہ اگر دوسرے سے کہا کہ میرے تجھپر ایک ہزار درم

[۱] مجھے تجھ سے اتنے چاہیئے این ولفظ نیز بمعنی بھی اور بارے بھی تاکید ہے ۱۲

ہین اُسنے کہا کہ ولیکن اُنمین سے پانچسو درم بس نہین ہین یا کہا کہ ولیکن پانچسو درم اسمین سے بس ہین اُنکو نہین جانتا ہون تو یہ پانچسو درم کا اقرار ہے اور اگر یون کہے کہ ولیکن پانچسو درم بس نہین ہین اور انمین سے نہ کہے تو اقرار نہین ہے یہ محیط مین ہے زید نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین اُسنے کہا الحق یا الصدق یا الیقین۔ یا کہا حقاً یا صدقاً یا یقیناً۔ یا مکرر کہا الحق الحق یا الصدق الصدق یا الیقین الیقین۔ یا حقاً حقاً یا صدقاً صدقاً یا یقیناً یقیناً۔ یا ان سب کے ساتھ بر یعنی نیکوکاری کے بڑھا دیا مثلاً کہا الحق البر یا البر الحق۔ یا حق بر الی آخرہ تو یہ سب اقرار ہین اور اگر یون کہا الحق حق یعنی حق حق ہوتا ہے جیسے محاورے مین بولتے ہین سچ سچ ہی ہے یا صدق صدق ہے یا یقین یقین ہے یا لفظ بر کو مفرد بولا یا مکرر کر کے بدون حق وغیرہ کے ساتھ ملانے کے یون بولا البر البر یا براً براً تو یہ اقرار نہین ہے اسیطرح لفظ صلاح خواہ مفرد بولے یا حق و صدق کے ساتھ ملاوے اقرار نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اگر مدعی نے کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین پس مدعا علیہ نے کہا مع سو دینار کے۔ تو فقیہ ابو بکر اسکاف نے فرمایا کہ یہ اقرار نہین ہے اور فقیہ ابو اللیث نے کہا کہ اگر دینارہین مدعی نے تصدیق کی تو صحیح ہے اور دونون مالون کا اقرار ہوگا اور اگر دینارون مین تکذیب کی تو درمون کا اقرار صحیح ہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے سو درم قرض دیے ہین عمرو نے کہا کہ مین نے سوائے تیرے کسی سے قرض نہین لیا یا کسی تیرے غیر سے یا کسی سے تجھسے پہلے قرض نہین لیا یا بعد تیرے کسی سے قرض نہ لونگا تو یہ اقرار نہین ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اصل مین مذکور ہے کہ اگر دوسرے سے کہا کہ مین نے تجھے سو درم قرض دیے ہین اُسنے کہا کہ دوبارہ درمون کے واسطے ایسا نہ کرونگا یا اسکے بعد پھر ایسا نہ کرونگا تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ دوبارہ نہ کرونگا کیونکہ یہ اقرار نہین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ تو نے مجھسے سو درم غصب کر لیے اُس نے کہا کہ مین نے تجھسے غصب نہین کیا مگر یہی سو درم تو یہ اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھسے سوائے ان درمون کے یا بغیر ان سو درم کے غصب نہین کیا تو یہ بھی اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھسے بعد ان سو درم کے کچھ غصب نہین کیا یا ان سو درم کے ساتھ کچھ غصب نہین کیا یا قبل ان سو درم کے کچھ غصب نہین کیا تو سو درم کے غصب کا اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ بعد تیرے کسی سے غصب نہ کرونگا یا بعد تیرے کسی سے غصب نہین کیا تو یہ بھی اقرار ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر نہین ہین مگر سو درم یا سوائے سو درم کے نہین ہین یا سو درم سے زیادہ نہین ہین تو سو درم کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر سو درم سے زیادہ نہین ہین اور نہ کم ہین تو یہ اقرار نہین ہے کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر یون کہا کہ تیرے مجھپر سو درم سے زیادہ نہین ہین اور نہ سو درم سے کم ہین تو بعض مشائخ نے کہا کہ یہ اقرار نہین ہے جیسا مطلقاً کم کے نفی کرنے مین تھا اور بعض نے کہا کہ یہ سو درم ہونے کا اقرار ہے اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ تیرے صرف مجھپر سو درم ہین تو یہ سو درم کا اقرار ہے اور اگر کہا کہ تیرے سو درم مجھپر نہین ہین تو یہ کسی قدر کا بھی اقرار نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے تقسیم کرنے والے سے کہا کہ اس دار کو تقسیم کر تہائی واسطے عمرو کے اور تہائی میرے لیے اور تہائی بکر کے واسطے تو بہ قول اُسکا عمرو و بکر کے واسطے دو تہائی دار کی ملک کا اقرار نہین ہے تاوقتیکہ یون نہ کہے کہ تہائی اسکا عمرو کا ہے اور تہائی اُسکا بکر کا ہے یہ ظہیریہ مین لکھا ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر سو درم ہین درصورتیکہ مین جانتا ہون یا میرے علم مین ہے یا درصورتیکہ مین نے جانا تو امام اعظم رح و امام محمد رح نے فرمایا کہ یہ باطل ہے اور امام ابو یوسف رح نے کہا کہ یہ اقرار صحیح ہے اور بالاجماع اگر یون کہا کہ مین جانتا ہون کہ البتہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین یا فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین اور مجھے ایسا معلوم ہوا ہے تو یہ اقرار صحیح ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کہا کہ فلان شخص کے

مجھپر ہزار درم ہین میرے گمان مین یا مین نے گمان کیا یا خیال کیا یا دیکھا تو یہ باطل ہے یہ مبسوط باب الاستثناء مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر ہزار درم فلان شخص کی شہادت یا علم مین ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اگر کہا کہ بشہادت فلان یا بعلم فلان ہین تو اقرار ہو گا اور اگر کہا کہ بقول فلان یا در قول فلان ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا اُسکے مجھپر ہزار درم میرے حساب مین یا در حساب یا بحساب فلان یا بحساب فلان ہین یا میری کتاب مین یا در کتاب فلان یا بکتاب فلان ہین تو باطل ہے اور اگر کہا کہ اُسکی چک مین یا فلان کی چک یا میری چک مین یا میری چک کے بموجب ہین تو یہ اقرار ہے۔ اور اگر کہا فلان کے مجھپر ہزار درم بہی مین یا بموجب بہی کے ہین یا فلان کے مجھپر ہزار درم حساب مین یا حساب سے یا حساب کے موجب ہین تو یہ اقرار ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ بموجب سجل کے یا سجل مین یا بہی مین یا ایسی کتاب مین جو میرے اُسکے درمیان ہے یا میرے اُسکے درمیانی حساب سے ہین تو یہ سب اقرار ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر اُسکے ہزار درم کی چک یا ہزار کی بہی یا حساب ہے تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر کہا کہ میرے اُسکے درمیانی شرکت کے ہزار درم یا باہمی تجارت کے یا خلط کے ہزار درم ہین تو اُسپر ہزار درم لازم ہونگے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم قضاء زید مین ہین حالانکہ زید قاضی ہے یا قضاے فلان فقیہ مین یا بموجب اُسکے فتوی کے یا اُسکی فقہ کے ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا اور اگر کہا کہ بموجب قضاے زید کے ہین حالانکہ زید قاضی ہے تو اُسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر زید قاضی نہو ولیکن طالب نے کہا کہ مین اسکو محاکمہ کے لیے اُسکے پاس لے گیا تھا اُسنے میرے لیے اسپر حکم دیا ہے تو اسکے ذمہ مال لازم ہوگا اور اگر دونون نے باہم تصدیق کی کہ اُسکے پاس محاکمہ نہین کیا تھا تو مقر پر کچھ لازم نہوگا۔۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم اُسکی یادداشت یا بموجب اُسکی یادداشت کے ہین تو اُسکے ذمہ کچھ لازم نہوگا یہ مبسوط مین ہے اگر کسی شخص نے کہا کہ فلان کے ہزار درم مجھپر انشاء اللہ تعالی ہین تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ اقرار باطل ہے اور یہ استحسان ہے کذا فی المحیط۔ اگر کہا کہ مین نے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالی تو کچھ اُسکے ذمہ لازم نہوگا کذا فی الخلاصہ۔ اگر ایک یادداشت تحریر کی اُس مین لکھا کہ فلان شخص کا مجھپر اسقدر ہے یا مین نے اُسکو اسقدر مہلت دی پھر آخر مین لکھدیا کہ جو شخص اس یادداشت کیواسطے قیام کریگا وہ جو کچھ اسمین ہے اُسکا دلی ہے انشاء اللہ تعالی تو امام اعظم رح کے نزدیک قیاساً جو کچھ چک مین ہے کچھ اُسکو لازم نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک استحساناً لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ مین نے کل کے روز تجھسے یہ غلام غصب کیا انشاء اللہ تعالی تو امام محمد رح کے نزدیک اقرار باطل ہے اور استثناء صحیح ہے کذا فی المحیط اور یہی ظاہر الروایت ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین اگر فلان شخص چاہے تو یہ اقرار باطل ہے اگرچہ فلان چاہے اسی طرح ہر اقرار کا حکم ہے کہ جو شرط پر معلق ہو مثلاً فلان کے ہزار درم مجھپر ہین اگر مین گھر مین داخل ہوا یا آسمان سے مینھہ برسا یا ہوا چلی یا قضاے آلہی یا اللہ تعالی کا ارادہ جاری ہوا یا اللہ تعالی نے اُسکو دوست رکھا یا اُس سے راضی ہوا یا اُسکو تنگی دی یا کشائش دی یا اگر مین اس امر کی بشارت دیا گیا تو یہ سب اُسکے امثال مبطل اقرار ہین اگر اقرار سے متصل بیان کیے جاوین یہ تبیین مین ہے۔ اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین الا یہ کہ اسکے سواے کوئی امر مجھے ظاہر ہو یا میری راے مین آوے تو یہ اقرار باطل ہے خواہ کوئی بات اُسکے نزدیک ظاہر ہو یا ظاہر ہونے سے پہلے مر جاوے یا سواے اسکے کوئی امر اُسکی راے مین آوے یا نہ آوے اور اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین بشرطیکہ میرا یہ اسباب میرے مکان تک بصرہ مین پہونچا دے اُسنے ایسا ہی کیا اور وہ حاضر تھا اس مقولہ کو سنتا تھا تو یہ جائز ہے اور اُسپر مال واجب ہوگا

ملہ یعنی اگر اس شخص نے کہا ... انشاء اللہ تعالی ... باطل ... لازم نہین ہوگا اور صاحبین ... استحسان ... اختیار کیا ۱۲

اسی طرح اگر کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین اگر تو یہ اسباب اُٹھا کر میرے گھر تک پہونچا دے تو یہ بھی مزدور مقرر کرنے مین داخل ہے یہ مبسوط
مین ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ گواہ رہو کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین اگر مین مر جاؤن تو یہ درم اُسپر واجب ہونگے خواہ جیتا رہے یا مر جاوے
ایسے ہی اگر کہا کہ اسکے مجھپر ہزار درم ہین جبکہ شروع مہینہ آوے یا جب لوگ افطار کرین یا فطر تک یا قربانی تک تو بھی یہی حکم ہے
یہ تبیین مین ہے منتقی مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر یون کہا کہ جب فلان شخص آوے یا اگر فلان شخص آوے تو زید کے مجھپر
ہزار درم ہین تو یہ باطل ہے اور اگر کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین جب زید آجاوے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ طالب دعوی کرتا ہو کہ میرے
زید پر ہزار درم ہین اور اسنے جو کچھ میرا اسپر ہے اُسکے آنے پر کفالت کر لی ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین بشرطیکہ
وہ قسم کھا جاوے یا اس شرط پر کہ قسم کھا جاوے یا جسوقت قسم کھاوے یا جب قسم کھاوے یا وقت قسم کھانے کے یا اُسکے قسم کے
ساتھ یا اُسکے قسم کے بعد پس فلان شخص نے اسپر قسم کھا لی اور مقر نے مال سے انکار کیا تو مال کیواسطے اُس سے مواخذہ نہ کیا جائیگا
یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا یہ غلام مجھسے خرید لے یا اُجرت پر لے یا مین نے تجھے اپنا گھر عاریت پر دیا عمرو نے کہا
کہ ہان اچھا تو یہ قول اُسکا یعنی ہان یہ ملک زید کا اقرار ہے اسی طرح اگر زید نے کہا کہ اس میرے غلام کی مزدوری یا اسکا یہ کپڑا مجھے
دے اُسنے کہا کہ ہان اچھا تو زید کی ملک کا غلام و کپڑے مین اقرار کیا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ میرے اس دار کا دروازہ
چھوڑ دے یا میرے اس دار پر کچھ کر دے یا میرے اس گھوڑے پر زین رکھدے یا میرے اس خچر کو لگام دیدے یا میرے اس خچر
کی زین مجھے دے یا میرے اس خچر کی لگام مجھے دے اُسنے کہا کہ ہان اچھا تو اقرار ہے اور اگر ان سب صورتون مین کہا کہ نہین تو اقرار نہوگا
یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ ہان تو یہ اقرار ہے اسیطرح اگر اسکے ہاتھ مین کوئی کپڑا تھا اسکی نسبت کہا
کہ یہ کپڑا مجھے فلان شخص نے ہبہ کیا ہے اُسنے کہا کہ ہان یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا فارسی مین کہا کہ آرے تو یہ اقرار ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید سے
کہا گیا کہ تیرے اوپر عمرو کے ہزار درم ہین اُسنے سر ہلایا یعنی ہان تو یہ اقرار نہین ہے یہ تبیین مین ہے۔ اگر عمرو سے کہا کہ بکر کو خبر دے یا اُسکو
آگاہ کر دے یا اُس سے کہہ یا گواہ رہ یا اُسے خوشخبری دے کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے اور ایسے ہی اگر زید سے کہا کہ بکر کو
خبر دون کہ اُسکے تجھپر ہزار درم ہین یا اُسکو آگاہ کر دون یا گواہی دون کہ اُسکے تجھپر ہزار درم ہین یا مین اُس سے کہون پس زید نے
کہا کہ ہان تو یہ سب اقرار ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر دوسرے سے کہا کہ فلان کے ہزار درم شاہی مجھپر ہونے کی گواہی نہ دے تو یہ اقرار
نہین ہے اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر کچھ نہین ہے پس یہ خبر اُسکو نہ دے کہ اُسکے مجھپر ہزار درم ہین یا نہ کہہ کہ اُس کے مجھپر
ہزار درم ہین تو یہ بھی اقرار نہوگا۔ اور اگر ابتداءً یہ کہا کہ فلان شخص کو خبر نہ دے کہ اُس کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے۔ اور
ناطفی نے اپنی اجناس مین کرخی سے روایت کی کہ اُنھون نے فرمایا کہ خبر نہ دے کہنا مثل گواہی نہ دے کہنے کی دونون حالتون
مین اقرار نہین ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان دونون لفظون مین فرق ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ چھپاؤ عورت سے کہ مین نے اُسکو طلاق
دی یا میرا اُسکو طلاق دینا اُس سے چھپاؤ تو یہ اقرار ہے بخلاف اس قول کے کہ خبر نہ دو اس کو کہ مین نے اُسکو طلاق دی ہے
اور اگر کہا کہ عورت سے اسکی طلاق کو چھپاؤ تو یہ طلاق نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ جو کچھ میرے ہاتھ مین ہے قلیل
و کثیر غلام وغیرہ سے وہ عمرو کا ہے تو یہ اقرار صحیح ہے پس اگر عمرو آیا تاکہ جو کچھ اُسکے ہاتھ مین ہے سب لے لے پس دونون مین ایک
غلام کی بابت اختلاف ہوا پس عمرو نے کہا کہ یہ غلام اقرار کے روز تیرے ہاتھ مین تھا اسواسطے میرا ہے اور زید نے کہا کہ اُس روز

میرے قبضہ مین نہ تھا اُسکے بعد مین اُسکا مالک ہوا ہون تو زید کا قول مقبول ہوگا و لیکن اگر عمرو اس امر کے گواہ لاوے کہ یہ غلام اقرار کے روز زید کے قبضہ مین تھا تو اُسکی ڈگری ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ سب جو میرے قبضہ مین ہے یا سب جو مجھسے معروف ہے یا سب جو مجھسے منسوب ہے وہ عمرو کا ہے تو یہ اقرار ہے یہ خلاصہ مین ہے اور اگر یون کہا کہ سب میرا مال یا سب جسکا مین مالک ہون وہ عمرو کا ہے تو یہ ہبہ ہے بدون سپرد کرنے کے جائز نہین ہے۔ اور سپرد کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور اگر یون کہا کہ جو کچھ میرے گھر مین ہے وہ عمرو کا ہے تو اقرار ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ قلیل و کثیر تجارت یا متاع یا مال عین و دین سے میرے قبضہ مین ہے وہ عمرو کا ہے اور مین ان چیزون مین اُسکا اجیر ہون تو جائز ہے اور جو کچھ اس اقرار کے روز اجیر کے قبضہ مین ہو وہ عمرو کا ہے اسمین اجیر کا کچھ حق نہین ہے مگر مین کھانے اور کپڑے کو استحساناً کہتا ہون کہ دونون اجیر کے قرار دیے جائینگے۔ اور اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین فلان تجارت کا ہے وہ عمرو کا ہے تو جو کچھ اجیر کے قبضہ مین اس تجارت کا اُس روز ہوگا وہ سب عمرو کو ملیگا اور جو کچھ سوائے اسکے دوسری تجارت کا ہوگا اسمین عمرو کا کچھ نہوگا اور ان چیزون کے بیان کرنے مین اجیر کا قول مقبول ہوگا اور بھی اگر اُسنے دعوی کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین اس تجارت کا تھا وہ بسبب آفت پہونچنے کے بعد اقرار کے تلف ہو گیا تو اسی کا قول قسم سے مقبول ہوگا اور اگر اجیر نے اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین تجارت یا مال سے ہے وہ عمرو کا ہے اور اُسکے قبضہ مین مال عین اور چکین ہین تو یہ سب عمرو کے ہونگے اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین طعام سے ہے وہ عمرو کا ہے اور اُسکے قبضہ مین گیہون اور جو اور تل اور چھوہارے ہین تو اسمین سے سوائے گیہون کے باقی کچھ عمرو کا نہوگا اور اگر اجیر کے قبضہ مین گیہون نہون تو عمرو کو کچھ بھی نہ ملیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی صحت مین اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی مکان مین فرش و برتن وغیرہ سے جنپر ملک کا اطلاق اصناف اموال سے ہوتا ہے سب میری اس دختر کے ہین اور اُس شخص کے گانون مین چوپایہ اور غلام ہین اور یہ شخص شہر مین بستا ہے تو فرمایا کہ اُسکا اقرار اُسی گھر کی چیزون مین واقع ہوگا جسمین وہ رہتا ہے اور چوپایہ ایسے ہین کہ دن کو اُنکو باہر بھیجتا ہے اور رات کو وہ گھر مین چلے آتے ہین وہ اس اقرار مین داخل ہو جائینگے اور ایسے ہی وہ غلام بھی داخل ہونگے جو دن مین حوائج ضروری کیواسطے باہر جاتے ہین اور رات کو گھر مین رہتے ہین اور انکے سوائے جو کچھ ہے وہ داخل نہوگا یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی صحت عقل و بدن کی حالت مین اقرار کیا کہ جو کچھ میری منزل یعنی گھر مین داخل ہے وہ سب میری عورت کا ہے سوائے اُن کپڑون کے جو میرے اوپر ہین پھر وہ شخص مر گیا اور ایک بیٹا چھوڑا اُسنے دعوی کیا کہ یہ میرے باپ کے ترکہ مین داخل ہے تو جس شے کو عورت جانتی ہو کہ یہ چیز بسبب بیع صحیح یا ہبہ صحیح کے شوہر کے مالک کر دینے سے میری ہو گئی ہے یا شوہر پر اُسکا مہر ہو تو اُسکو اُس چیز مین ممانعت کی گنجائش ہے اور حجت بھی اقرار ہے اور جو چیز اُسکی ملک نہین ہوئی وہ اس اقرار کی وجہ سے فیما بینہا و بین اللہ تعالی عورت کی ملک نہو جائیگی بلکہ وہ متوفی کا ترکہ ہے و لیکن قضاءً یہ حکم ہے کہ اگر گواہون نے اس اقرار کی گواہی ادا کی تو قاضی کو واجب ہوگا کہ جو کچھ گھر مین اقرار کے روز موجود ہے سب کی ڈگری عورت کے نام کر دے یہ خلاصہ مین ہے اگر کسی نے کہا کہ میری عورت کے واسطے ہے یہ بیت اور جو کچھ اس بیت کے دروازہ نے اندر بند کر لیا ہے اور بیت کے اندر متاع موجود ہے تو عورت کو بیت اور متاع دونون ملینگے اور اگر بجائے اقرار کے اس لفظ کے ساتھ بیع واقع ہو تو حکم ہے کہ سب ملیگا واللہ اعلم۔

اسکے برخلاف ہی کیونکہ متاع اس بیع مین داخل نہوگی اور ایسا ہوگا کہ گویا اُسنے یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ بیت کو مع اُسکے حقوق
کے فروخت کیا اگر کسی نے اپنی مان کا مال تلف کر دیا پھر اُس سے کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین مال ہی وہ تیرا ہی پھر مر گیا اور جس مال کا
اقرار کیا وہ بعینہ قائم ہے تو وہ مان کا ہوگا اور اگر بیٹے نے اُسکو تلف کر دیا ہے یعنی بعینہ قائم نہین ہی اور وہ کیلی و وزنی چیزون
مین سے نہین تھا اور اُسنے درم و دینار چھوڑے ہین تو بعد اس اقرار کے جو مذکور ہوا ہے اس عورت یعنی اُسکی مان کو گنجائش ہی کہ ان
درم و دینارون سے اسقدر لے لے جسقدر اُسنے تلف کر دیا ہی کیونکہ یہ بمنزلہ صلح کے ہو گیا تھا اور جب بدل صلح کو اُسنے تلف
کر دیا تو صلح باطل ہو گئی اور دین جیسا تھا ویسا عود کر آیا ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک دیوار کا ایک شخص کے واسطے اقرار کیا پھر کہا
کہ میری مراد اُس سے صرف عمارت دیوار بدون زمین کے تھی تو تصدیق نہ کیجائیگی اور دیوار مع اُسکی زمین کے ڈگری ہوگی
اسیطرح اگر پکی اینٹون کے اسطوانہ کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی ولیکن اگر اسطوانہ لکڑی کا ہو تو مقرلہ کو صرف لکڑی ملیگی زمین
نہ ملیگی پس اگر اُسکا رفع کرنا بدون ضرر کے ممکن ہی تو مقرلہ اُسکو لے لے اور اگر بدون ضرر کے نہین لے سکتا ہی تو اقرار کرنیوالا مقرلہ
کو اُسکی قیمت کی ضمان دے یہ مبسوط مین ہی اگر کہا کہ بناء (عمارت) اس دار کی فلان شخص کی ہی تو فلان شخص کے نام اُسکے نیچے کی
زمین کی ڈگری نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر کسی نخل[1] یا شجر کا جو اُسکے باغ یا زمین مین لگا ہوا ہی دوسرے کے واسطے اقرار کیا تو
اقرار مین نخل و شجر کے ساتھ اسقدر زمین جو اُسکے جڑ کی ہی داخل ہو جائیگی اور کتاب مین یہ نہین مذکور ہی کہ کسقدر زمین داخل
ہوگی مگر دوسرے مقام پر اشارہ فرمایا کہ جسقدر درخت کے ساق کے مقابلہ مین ہی داخل ہوگی حتی کہ اگر یہ درخت اُکھاڑا گیا
اور اُسکے اُکھاڑنے کی جگہ دوسرا جما تو مقرلہ کا ہوگا۔ اور اسمین مشائخ[1] نے اختلاف کیا ہی بعضون نے کہا کہ درخت کی بڑی جڑون
کے مواضع جو جذوع کے مشابہ ہین داخل ہونگے اور جو باریک جڑین بڑی جڑون سے چھوٹی ہین اُنکے مواضع داخل نہونگے اور
بعضون نے کہا کہ اُن جڑون کے مواضع داخل ہونگے کہ جن جڑون کے بغیر یہ درخت باقی نہین رہ سکتا ہی اور اس سے زیادہ
داخل نہونگے اور بعضون نے کہا کہ ٹھیک دوپہر کو جب آفتاب آسمان پر ٹھہرا تو جسقدر زمین درخت کے سایہ مین آوے اسقدر
داخل ہی باقی داخل نہوگی اور بعضون نے کہا کہ اقرار کے وقت جسقدر درخت کی موٹائی ہی اُسی قدر زمین داخل ہوگی یہ محیط مین
ہی۔ اگر کسی نے اقرار کیا کہ اس درخت کے پھل جو اسپر موجود ہین فلان شخص کے ہین تو اس اقرار سے درخت کا بھی اقرار کرنیوالا شمار
نہوگا اور اگر کہا کہ جو کھیتی اس زمین مین موجود ہے وہ زید کی ہی تو زید کو صرف کھیتی بدون زمین کے ملیگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر
کہا کہ یہ کرم زید کا ہی تو زید کو تاک انگور مع اُسکی زمین اور جو کچھ اُسمین عمارت و ستون و میخین وغیرہ اور درخت ہین سب ملینگے۔
اگر کہا کہ یہ زمین زید کی ہی اور اسکے درخت خرما میرے ہین یا کہا کہ یہ زمین زید کی ہی مگر نخیل اُسکے نہین ہین تو زمین مع درختون کے
زید کی ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ درخت مع جڑون کے زید کا ہی اور اسکے پھل میرے ہین تو درخت مع پھلون کے زید کا ہوگا یہ
محیط مین ہی۔ اگر کسی نے کہا کہ یہ زمین زید کی ہی حالانکہ زمین مین کھیتی ہی تو زمین مع کھیتی کے زید کی ہوگی اور اگر مقر نے گواہ قائم
کیے کہ یہ کھیتی میری ہی خواہ حکم قاضی زید کے نام ہو چکا ہی یا نہین ہوا ہی تو گواہی مقبول ہوگی اور اگر زمین مین خرما کے درخت
ہون تو بھی یہی صورت ہوگی ولیکن اگر اسکے گواہ لایا کہ یہ درخت میرے ہین تو مقبول نہونگے مگر اسوقت مقبول ہونگے کہ جب اُسنے یہ اقرار
کیا ہو کہ زمین زید کی اور درخت میرے ہین تو اس صورت مین زید کے نام درختون کی ڈگری نہوگی یہ واقعات حسامیہ مین ہے۔

امام محمد رحمہ سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے تو اُسکی بناء داخل اقرار ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ اس دار کی زمین عمرو کی ہے تو بناء داخل اقرار ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید کے واسطے عمرو نے اقرار کیا کہ یہ خاتم اسکی ہے تو حلقہ و نگینہ دونون زید کو ملینگے اور اگر تلوار کا اقرار کیا تو پھل و نیام و پرتلہ یہ سب اُسکا ہے اور اگر حجلہ کا اقرار کیا تو اُسکی لکڑیان جس سے وہ بنا ہوا ہے۔ اور وہ کپڑا جس سے وہ منڈھا ہوا ہے سب زید کا ہے یہ کافی مین ہے۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسنے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے مگر فلان بیت یا اسقدر حصہ معلومہ میرا ہے تو اُسکے مقولہ کے موافق رکھا جائیگا اور اگر کہا کہ یہ بیت میرا ہے یا یون کہا کہ ولیکن یہ بیت میرا ہے تو کل دار عمرو کا ہوگا اور اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے اور یہ بیت بکر کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے رکھا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا یہ دار فلان شخص کا ہے اور اسکی بناء میری ہے یا کہا کہ یہ زمین فلان شخص کی اور اسکے درخت میرے ہین یا کہا کہ درخت مع اصول کے فلان شخص کے اور پھل میرے ہین تو سب مقر لہ کے ہونگے اور بدون حجت کے مقر کی تصدیق نہ کیجاویگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے مگر عمارت اُسکی کہ وہ میری ہے تو عمارت اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی اور علی ہذا اگر کہا کہ یہ باغ فلان شخص کا ہے مگر ایک درخت بدون اُسکی جڑ کے کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ جبہ عمرو کا ہے مگر اُسکا استر کہ وہ میرا ہے یا یہ تلوار عمرو کی ہے مگر اُسکا حلیہ کہ وہ میرا ہے یا کہا کہ یہ انگوٹھی عمرو کی ہے مگر اُسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے یا یہ حلقہ عمرو کا ہے مگر اُسکا نگینہ کہ وہ میرا ہے تو ان سب صورتون مین بھی وہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری ہے اور میدان زمین عمرو کا ہے تو اسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا کذا فی الکنز۔ اگر کہا کہ عمارت اس دار کی میری اور زمین اسکی عمرو کی ہے یا اسکی زمین عمرو کی اور اسکی عمارت میری ہے تو عمارت و زمین عمرو کی ہوگی اور اگر کہا کہ اسکی زمین میری ہے اور عمارت اسکی عمرو کی ہے تو زمین اسکی اور عمارت عمرو کی قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ زمین اسکی عمرو کی اور عمارت بکر کی ہے تو زمین و عمارت دونون عمرو کی قرار دیجائیگی اور اگر کہا کہ اسکی عمارت بکر کی اور زمین اسکی عمرو کی ہے تو اُسکے اقرار کے موافق ہوگا یہ محیط مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ انگوٹھی میری اور نگینہ تیرا ہے یا یہ پیٹی میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ تلوار میری اور اسکا حلیہ تیرا ہے یا یہ جبہ میرا اور اسکا استر تیرا ہے اور عمرو نے کہا کہ سب میرا ہے تو قول زید کا معتبر ہوگا پھر دیکھا جائیگا کہ زید نے جس چیز کا اقرار کیا ہے اگر اسکے جدا کرنے مین کچھ ضرر نہین ہے تو حکم کیا جائیگا کہ جدا کر کے عمرو کے سپرد کرے اور اگر ضرر ہو تو زید پر واجب ہوگا کہ مقر بہ کی قیمت عمرو کو ادا کرے یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کا قول ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک باندی کے بچہ پیدا ہوا زید نے کہا کہ باندی عمرو کی ہے اور بچہ میرا ہے تو اُسکے اقرار کے موافق رکھا جائیگا اور یہی حکم باقی حیوانات کی اولاد کا اور درختون سے توڑے ہوئے پھلون کا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک صندوق ہے اور اُسمین متاع ہے پس زید نے کہا کہ یہ صندوق عمرو کا ہے اور متاع میری ہے یا یہ دار عمرو کا ہے اور جو کچھ اسمین متاع ہے وہ میری ہے تو زید کا قول مقبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کہا کہ یہ تھیلی عمرو کی ہے تو وہ تھیلی مع اسکے کہ جو کچھ اسمین درم ہین عمرو کی ہوگی اور اگر مقر نے کہا کہ مین نے صرف کپڑا بدون درمون کے مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ زنبیل خرما عمرو کی ہے تو مع پھلون کے عمرو کی قرار دیجائیگی اسی طرح اگر کہا کہ یہ خم فلان شخص عمرو کا ہے اور اُس خم مین سرکہ بھرا ہوا ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا کہ جراب یعنی تھیلی فلان شخص کی ہے اور اُسمین ہراتی کپڑے بھرے ہین یا کہا کہ یہ تھیلی عمرو کی ہے اور اُسمین آٹا بھرا ہوا ہے یا کہا کہ یہ گون عمرو کی ہے اور گون مین گیہون بھرے ہین اور دعوی کیا کہ مین نے فقط تھیلی یا گون مراد لی تھی تو تصدیق کیجاویگی اور حاصل یہ ہے کہ ہر چیز مین کہ عرف و عادت کے موافق اقرار واقع ہوگا۔ اگر گھی کے کپّے کو دیکھکر کہا کہ یہ کپا فلان شخص کا ہے تو یہ اقرار فقط

لہ یعنی مستثنی زمین مین مقر کی تصدیق نہ ہوگی ۱۲

کپے پر واقع ہوگا اور اگر کہا کہ بھوسہ اس گیہون کا عمرو کا ہی تو عمرو کا بھوسہ ہوگا اور اگر کہا اس بالیون کے گیہون عمرو کے ہین تو عمرو کو
بالیین مع گیہون ملینگی اور اگر کہا کہ اس قبا کا ابرہ عمرو کا ہی تو سب قبا عمرو کی ہی اور اگر کہا کہ اس قبا کا استر عمرو کا ہے تو عمرو کے
واسطے استر کی قیمت دینی پڑیگی۔ امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر کہا کہ یہ پکھال زید کے واسطے ہی تو جسقدر پانی پکھال مین ہو وہ زید
کو ملیگا پکھال نہ ملیگی یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ یہ گیہون اُس کھیتی کے ہین جو زید کی زمین مین تھی یا اُس کھیتی کے جو زید کی زمین سے
کاٹی گئی تو یہ گیہون کا اقرار ہی قلت یہ عرف ہماری زبان کا نہین ہی واللہ اعلم۔ اسی طرح اگر کہا کہ یہ خشک انگور زید کے
انگورون کے ہین یا یہ خرما زید کے نخل کے ہین تو بھی یہی حکم ہی یہ فتاوے قاضی خان مین ہی۔ اگر کہا کہ یہ صوف جو میرے
پاس ہی زید کی بکریون کا ہی یا یہ دودھ جو میرے پاس ہی زید کی بکریون کا ہی یا مکھن یا چستہ کی نسبت ایسا ہی اقرار کیا تو یہ
اقرار ہی یعنی زید کی ملک کا ان چیزون مین اقرار ہی من المحیط و فتاوی قاضی خان۔ اور یہی حکم سوائے غلام و باندیون کے
تمام حیوانات کی اولاد کا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو نے یہ زمین آراستہ کی یا یہ دار بنایا یا یہ درخت لگایا یا یہ انگور
لگائے اور یہ سب زید کے قبضہ مین ہین پس عمرو نے دعوی کیا کہ یہ سب میرے ہین اور زید نے کہا کہ یہ میرے ہین مین نے تجھسے
فقط مدد لی تھی تو نے مدد دی یا مزدوری لیکر مدد دی تو قول زید کا مقبول ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اگر کہا کہ یہ آٹا فلان شخص کی
پسائی کا ہی تو اقرار نہین ہی کذا فی الخلاصہ اگر کہا کہ مین نے تجھسے باندی اور غلام غصب کر لیا ہی تو دونون کے غصب کا اقرار ہے۔
اسیطرح اگر کہا کہ یہ چیز مع اُس چیز کے غصب کی مثلاً گھوڑا مع زین یا ساتھ اسکے غصب کی مثلاً گھوڑا ساتھ لگام کے یا غلام مندیل سمیت
غصب کیا تو دونون کے غصب کا اقرار ہے یا پس یا پھر کے ساتھ کہا مثلاً غلام پھر باندی غصب کی یا پس باندی غصب کی تو دونون
کے غصب کا اقرار ہی اسی طرح اوپر کے ساتھ یون کہا کہ گھوڑا غصب کیا اور اُسپر زین تھی تو بھی یہی حکم ہی کہ دونون کے غصب کا اقرار ہے
اور اگر یون کہا کہ اس سے غصب کیا مثلاً مندیل مین نے اُسکے غلام سے غصب کی یا جھول گھوڑے سے غصب کری تو خاص اول چیز
کے غصب کا اقرار ہی اور اگر یون کہا کہ اکاف جو حمار پر تھا غصب کر لیا تو بھی اول کے غصب کا اقرار ہے۔ اور اگر ظرف کے طور پر
دوسرے کا اقرار کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف ہو سکتی ہی مثلاً کپڑے کو رومال مین غصب کر لیا یا اناج کو کشتی
مین غصب کر لیا تو ایسی صورتون مین دونون کے غصب کا اقرار ہی اور اگر دوسری چیز پہلی چیز کا ظرف نہین ہوتی ہی مثلاً کہا کہ مین نے
درم کو درم مین غصب کر لیا تو دوسری اُس کے ذمہ لازم نہ ہوگی۔ اور اگر دوسری چیز ایسی ہو کہ پہلی چیز اُس کے درمیان ہو سکتی
ہی مثلاً مین نے ایک کپڑا دس کپڑون مین غصب کر لیا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک صرف اُسکے ذمہ ایک کپڑا
لازم ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک گیارہ کپڑے لازم ہونگے یہ مبسوط مین ہی اور اگر کہا کہ مین نے تجھسے ایک کرپاس دس کپڑون
حریر مین غصب کیا تو امام محمد رح کے نزدیک اُسکے ذمہ اول لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے طعام جو بیت مین
تھا غصب کر لیا تو یہ اقرار بمنزلہ اس قول کے ہی کہ جو طعام کشتی مین تھا مین نے غصب کر لیا پس بیت و طعام دونون کے غصب
کا اقرار ہی ولیکن قول امام اعظم رح و دوسرے قول امام ابو یوسف رح کے موافق بسبب غصب کے طعام اسکی ضمان مین داخل ہوگا
اور بیت ضمان مین داخل نہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ مین نے طعام کو اسکی جگہ سے دوسری جگہ حرکت نہین دی تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی
یہ مبسوط مین ہی اور اگر ایک گھوڑے کے اصطبل مین غصب کر لینے کا اقرار کیا تو اُسکے ذمہ فقط گھوڑا لازم ہوگا کذا فی الکنز اگر کہا کہ

فلان شخص کے مجھپر دہ درم در دہ درم ہین پس اگر مقر نے کہا کہ مین نے در سے واو مراد لیا ہی یا مع مراد لیا ہی تو اُسپر بیس درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ مین نے بر مراد لیا ہی تو دس درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مراد میری اس سے ضرب تھی تو ہمارے علما کے نزدیک اُسپر دس درم لازم ہونگے اسی طرح اگر حقیقۃً لفظ در یعنی ظرف کا حرف مراد لیا تو بھی دس درم لازم ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی نے یون کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم ایک قفیز گیہون مین ہی تو اُسپر ایک درم لازم ہوگا اور قفیز باطل ہی اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک قفیز گیہون ایک درم مین واجب ہی تو اُسپر قفیز لازم ہوگا اور درم باطل ہی اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک فرق[ف] زیت دس مختوم گیہون مین واجب ہی تو زیت اُسپر واجب ہی اور گیہون باطل ہین یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم دس دینار مین واجب ہین تو دس درم واجب ہونگے اور آخر کلام باطل ہوگا ولیکن اگر کہے کہ مین نے دونون مال مراد لیے تھے تو دونون لازم ہون گے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اگر اقرار کیا کہ مجھپر پانچ درم ایک یہودی کپڑے مین واجب ہین تو اُسپر پانچ درم واجب ہونگے پھر اگر اسکے بعد کہا کہ یہودی کپڑا اسلم کا قرض ہی اور پانچ درم اُسنے مجھے اس کپڑے کی سلم مین دیے تھے تو یہ اُس اقرار کا بیان ہے ولیکن چونکہ اسمین تغیر ہے اسواسطے علیحدہ کرکے اُسکی صحت معتبر نہوگی ولیکن اگر طالب اسکی تصدیق کرے تو ہو سکتا ہے اور تصدیق کیوقت ہم کہینگے کہ حق ان دونون مین سے باہر نہین جا سکتا ہے پس جسپر دونون نے تصادق کیا وہ ثابت ہوگا۔ اور اگر طالب نے اُسکی تکذیب کی تو مقر کو اُس سے قسم لینے کا اختیار ہی پس اگر قسم کھا لی تو مقر لہ کو اختیار ہی کہ مقر سے پانچ درم کی بابت موافق اُسکے اقرار کے مواخذہ کرے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا کہ مین نے زید کے پانچ درم ایک کپڑے مین غصب کر لیے تو اُسپر پانچ درم مع کپڑے کے لازم ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک درم مع ایک درم کے یا اُسکے ساتھ ایک درم واجب ہے تو دونون درم اُسپر لازم ہونگے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک درم قبل ایک درم کے واجب ہی تو اُسپر ایک درم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ قبل اُسکے ایک درم واجب ہی تو اُسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ ایک درم بعد ایک درم کے یا بعد اُسکے ایک درم واجب ہی تو دو درم واجب ہونگے اسی طرح اگر کسی ایک درم کے بجاے ایک دینار یا قفیز گیہون بیان کیے تو بھی دونون چیزین واجب ہونگی یہ مبسوط و قاضی خان مین ہی۔ اگر کہا درم و درم یا درم پھر درم واجب ہی تو دو درم واجب ہونگے اور اگر کہا درم درم واجب ہی تو ایک ہی درم واجب ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم بر درم واجب ہے تو ایک ہی درم واجب ہوگا اور اگر کہا کہ دو درم پھر ایک درم واجب ہی تو تین درم واجب ہونگے ایسے ہی اسکے عکس مین یعنی درم پھر دو درم واجب ہین تو بھی تین درم واجب ہونگے یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک درم اور مجھپر ایک درم ہی تو دو درم واجب ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم بدرم ہی تو ایک درم واجب ہوگا یہ نہایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم مع کل درم کے ہے تو اُسپر دو درم واجب ہونگے اور اگر خاص معین دس درم کو دیکھکر کہا کہ زید کے مجھپر ان درمون مین سے ہر درم کے ساتھ ایک درم واجب ہی تو اُسپر بیس درم واجب ہونگے اور اگر دس درم معین کو دیکھکر کہا کہ مجھپر اُسکے ان سب درمون مین سے ہر درم کے ساتھ یہ درم واجب ہی تو اُسپر گیارہ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ مجھپر فلان شخص کے درمون سے کل درم ہی تو تین درم واجب ہونگے اور یہ قول امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کا ہی اور قیاس قول امام اعظم رح مین دس درم واجب ہونگے ایک شخص نے کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم فوق درم واجب ہے تو اُسپر دو درم واجب ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ کتابت کے ساتھ اقرار کرنا یعنی

[ف] فرق زیت ایک پیمانہ معروف ہے اور مختوم صاع اور دونون ۱۲

لکھکر اقرار کرنا کئی وجہ سے ہوتا ہے ازانجملہ اس طرح لکھے کہ وہ کچھ نہ کھلے مثلاً ہوا یا پانی یا برف پر لکھا تو اس سے اسپر کچھ واجب نہوگا
اگرچہ گواہ کرے اور گواہ کر لینے کے یہ معنی ہین کہ چند لوگون سے لکھنے مین یون کہے کہ مجھپر اسکے گواہ رہو اور انکو پڑھکر کچھ نہ سنا وے
اور اگر انکو پڑھکر سُنا دیا تو جو کچھ لکھا سُنایا ہے وہ اُسپر لازم ہوگا اور جس شخص نے اسکا یہ اقرار سُنا اُسکو اس امر کی گواہی اسپر دینا حلال ہے یہ
ذخیرہ مین لکھا ہے۔ ازانجملہ یہ ہے کہ اس طور سے لکھے کہ جو لکھا ہوا کھلتا ہے اور اُسکی چند صورتین ہین ازانجملہ یہ کہ ارسالی تحریر ہو اُسکی یہ
صورت ہے کہ کاغذ پر لکھے پہلے بسم اللہ سے شروع کرے پھر دعا پھر مقصود لکھے کہ تیرے مجھپر ہزار درم اس جہت سے ہین تو یہ استحساناً
اقرار ہے اور جو شخص اُسکی تحریر کو معائنہ کرے اُسکو اُسکے اس امر کی گواہی اُسپر دینا حلال ہے بشرطیکہ گواہ اس تحریر کو جان سے
خواہ وہ گواہ کیا جاوے یا نہ کیا جاوے یہ محیط مین ہے۔ اگر ارسالی تحریر یون لکھے از جانب فلان بسوے فلان اما بعد تو نے
مجھے لکھا تھا کہ مین نے تیرے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی ضمان کر لی ہے حالانکہ مین نے تیرے لیے ہزار کی ضمانت نہین
کی صرف تیرے واسطے پانچسو درم کی ضمانت کی ہے اور اس محرر کے پاس دو مرد اُسکے لکھنے کے وقت موجود و کتابت کے شاہد
تھے پھر اُسنے اپنی تحریر کو محو کر دیا اور دونون گواہون نے اسپر یہ گواہی دی تو اُسکے ذمہ لازم ہونگے اگرچہ اُس نے ان دونون
سے گواہی یا گواہ رہنے کے واسطے نہ کہا ہو اور یہی حکم طلاق و عتاق و ہر ایسے حق کا ہے جو شبہات[1] کے باوجود ثابت ہو جاتا
ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر بطور رسالت کے مٹی یا خرقہ وغیرہ اسکے مانند پر لکھا تو یہ اقرار نہین ہے اور نہ گواہون کو اُس پر اسکی
گواہی دینا حلال ہے ولیکن اگر اُن سے کہے کہ مجھپر اس مال کی گواہی دو تو جائز ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے اگر کاغذ پر
غیر مرسوم تحریر کی ایسی کہ کھلتی ہے کہ فلان شخص کا مجھپر اسقدر حق ہے تو جائز نہین ہے ولیکن اگر گواہون سے کہا کہ جو کچھ مین نے تحریر
کیا ہے اسکی مجھپر گواہی دو تو گواہون کو گواہی دینا جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ازانجملہ چک کی تحریر ہے اگر کسی شخص نے اپنی
ذات پر کسی حق کی یادداشت چند لوگون کے حضور مین لکھی یا کوئی وصیت تحریر کی پھر اُن لوگون سے کہا کہ مجھپر اس حق کے
فلان شخص کے واسطے ہونے کے گواہ رہو اور اس نے انکو پڑھکر نہ سنائی اور نہ اُنھون نے اسکے سامنے پڑھی تو یہ جائز ہے بشرطیکہ
اُنکی آنکھون کے سامنے اپنے ہاتھ سے تحریر کی یا کسی دوسرے سے لکھوائی ہو اور اگر یہ لوگ اُسکے خود لکھنے یا لکھوانے کی حالت مین
حاضر نہوئے تو اُنکی گواہی جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک قوم کے درمیان خود ایک چک تحریر کی اور اُنکو پڑھکر نہ سُنائی
اور نہ اُنسے کہا کہ مجھپر گواہ رہو تو کتاب مین تحریر ہے کہ یہ اقرار نہین ہے اور نہ اُن لوگون کو محرر پر اس مال کی گواہی دینا حلال ہے
اور قاضی امام ابو علی نسفی رح نے فرمایا کہ اگر تحریر مصدر مرسوم ہو مثلاً یون لکھے بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ اقرار نامہ ہے کہ فلان
بن فلان نے اپنی ذات پر زید کے واسطے ہزار درم ہونے کا اقرار کیا ہے۔ اور گواہ کو جو اُسمین لکھا ہے معلوم ہوا تو جو کچھ اُسنے لکھا
اُسکی گواہی دینے کی گواہون کو گنجائش ہے اگرچہ اُنکو پڑھکر نہ سُنا وے اور نہ گواہ کرے اور اگر اُسنے چک لکھکر گواہون کو
پڑھ سُنائی تو اُنکو گواہی دینا اس مال کی حلال ہے اگرچہ اُنسے نہ کہا ہو کہ تم گواہ رہو یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کاتب
کے سواے دوسرے نے گواہون کے سامنے اُسکو تحریر سُنائی اس کاتب نے کہا کہ جو کچھ اسمین ہے اُسکے مجھپر گواہ رہو تو یہ اقرار ہے اور
اگر یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین لکھا ہے۔ ایک شخص نے ایک قوم کے نزدیک بیٹھکر اپنی ذات پر ایک
چک تحریر کی پھر قوم سے کہا کہ اسپر مہر کر دو اور یہ نہ کہا کہ گواہ رہو تو یہ اقرار نہوگا اور نہ اُن لوگون کو جائز ہے کہ اس مال کی اس شخص پر

[1] [illegible]

گواہی دین اسی طرح اگر گواہون نے کہا کہ کیا ہم تجھپر اسکی گواہی دین اُسنے کہا کہ اسپر مُہر کردو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر گواہون نے کہا کہ کیا ہم اس تحریر پر مہر کردین اُس نے کہا اسپر گواہ رہو تو یہ اقرار ہے گواہون کو اسپر گواہی دینا حلال ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی محرر سے کہا کہ فلان شخص کے واسطے اقرار نامہ لکھدے کہ مجھپر اُس کے ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے محرر کو روا ہے کہ اُسپر اس مال کی گواہی دے اسی طرح اگر محرر سے کہا کہ فلان شخص کے واسطے بیعنامہ اس گھر کا بعوض اسقدر کے لکھدے اُسنے خواہ لکھا یا نہ لکھا تو یہ بیع کا اقرار ہے اسی طرح اگر کہا کہ میری عورت کے نام اُسکی طلاق کا خط لکھدے تو بھی ایسا ہی ہے۔ اور اگر محرر سے دوبارہ کہا کہ عورت کے واسطے طلاق لکھدے تو یہ ایک طلاق کا اقرار ہے اور مکرر کہنا لکھنے والے پر تقاضا کے لیے ہے کذا فی الخلاصہ۔ ایک شخص نے دوسرے کو ایک مال کے اقرار کی تحریر سُنائی اُسنے کہا کہ کیا مین تجھپر اس مال کی جو اس مین تحریر ہے گواہی دون اُسنے کہا کہ ہان تو یہ اقرار ہے اُسکو گواہی دینا حلال ہے یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ ازانجملہ کتاب حساب ہے یہ وہ ہے کہ جو تاجر لوگ اپنے صحیفون[1] اور حساب کے دفترون مین لکھتے ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنے حساب کے صحیفہ مین لکھا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور دو گواہون نے حضور کی گواہی دی یا خود اُسنے حاکم کے سامنے اسکا اقرار کیا تو اُسکے ذمہ لازم نہوگا ولیکن اگر کہے کہ تم مجھپر اس کی گواہی دو تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور بعض متاخرین نے کہا کہ اگر روزنامچہ مین لکھا ہے کہ فلان شخص کے مجھپر اس اسقدر درم ہین تو یہ مرسوم مین شمار ہے اُسپر گواہ کرنا شرط نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر یون کہا کہ مین نے اپنی کتاب مین یہ پایا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین یا کہا کہ اپنی یادداشت یا حساب مین یا اپنی تحریر سے یا کہا اپنے ہاتھ سے مین نے لکھا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ سب باطل ہے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک جماعت نے ائمہ بلخ مین سے بائعون کی یادداشت کی نسبت فرمایا کہ جو یادداشت مین بائع کے خط سے تحریر ہو وہ اُسپر لازم ہوتا ہے فعلی ہذا اگر بائع نے کہا کہ مین نے اپنی یادداشت مین اپنے خط سے لکھا ہوا پایا یا مین نے اپنی یادداشت مین اپنے ہاتھ سے لکھا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین تو یہ اقرار ہے کہ اُسپر لازم ہوگا یہ مبسوط و ظہیریہ مین ہے۔ صراف[2] و بائع و دلال کا خط حجت ہے اگرچہ معنون نہو کیونکہ اُس مین لوگون کا عرف ظاہر ہے اسیطرح لوگ جو باہمی تحریر کیا کرتے ہین اُسکا بھی حجت ہونا بسبب عرف کے واجب ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر مال کا دعوی کیا اُسنے کہا کہ جو کچھ مدعی کی یادداشت مین میرے خط سے ہوگا مین اُسکا التزام کیے لیتا ہون تو یہ اقرار نہین ہے کذا فی خزانۃ المفتین

تیسرا باب۔ تکرار اقرار کے بیان مین۔ ایک شخص نے اپنے اوپر سو درم کا اقرار کیا اور اُسپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے مقام پر سو درم کا اقرار کیا اور دو گواہ کر لیے پھر مقر نے کہا کہ یہ سو ہی درم ہین اور طالب نے کہا کہ یہ دو سو درم ہین تو اس مسئلہ کی چند صورتین ہین یا تو اپنے اقرار کو کسی سبب کی جانب نسبت کیا اور وہ سبب دونون اقرارون مین ایک ہی ہے یا مختلف ہے اور یا کسی سبب کی طرف نسبت نہ کیا پس اگر سبب کی طرف نسبت کیا مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین پھر اسی مجلس یا دوسری مجلس مین اس کے بعد اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین اور وہ غلام ایک ہی ہے تو بالاتفاق ہر حال مین اُسکے ذمہ ایک ہی مال لازم ہوگا اور اگر سبب مختلف ہے مثلاً اول مرتبہ اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس غلام کے ثمن کے ہین پھر دوسری بار اقرار کیا کہ مجھپر زید کے ہزار درم اس باندی کے ثمن کے ہین تو بالاتفاق اما مونکے

[1] صحیفہ ورق حساب مانند چٹھی وکاپی وغیرہ کے ۱۲ [2] صراف معروف ہے و بائع بیچنے والا اور عرف مین جو اناج وغیرہ فروخت کرتا ہے و دلال جو اسباب فروخت کرتا ہے ۱۲

نزدیک اُنکے اس صورت مین دونون مال واجب ہونگے خواہ یہ اقرار ایک ہی مجلس مین دوبارہ ہو یا دو مجلسون مین واقع ہوا ہو اور اگر اقرار کو کسی سبب کی طرف مضاف نہ کیا بلکہ اپنے نام پر ایک چک لکھوا دی پس اگر وہ چک ایک ہی ہے تو بالاتفاق ایک ہی مال واجب ہوگا اور اگر دو چکین لکھوائین ہر چک ہزار درم کی ہے اور اسپر گواہ کر لیے تو ہر حال مین اُسپر دونون مال لازم ہونگے اور چک کا مختلف ہونا بمنزلہ اختلاف سبب کے قرار دیا جائیگا۔ اور اگر چک بھی نہ لکھی بلکہ مطلقاً اقرار کیا پس اگر پہلا اقرار قاضی کے سوائے دوسرے شخص کے سامنے دو گواہون کے روبرو ہوا اور دوسرا اقرار قاضی کے سامنے ہو تو ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی فتاوی قاضی خان اسی طرح اگر پہلا اقرار قاضی کے سامنے اور دوسرا غیر قاضی کے سامنے دوسری مجلس مین واقع ہوا تو بھی ایک ہی مال لازم ہوگا کذا فی الخلاصۃ اسی طرح اگر پہلے قاضی کے سامنے اقرار کیا اور قاضی نے اس اقرار کو اپنے دیوان مین لکھ لیا پھر دوسری مجلس مین اسی کو قاضی کے سامنے اعادہ کیا اور ہزار درم کا اقرار کیا پس طالب نے دو مالون کا دعوے کیا اور مطلوب نے دعوی کیا کہ وہی مال ہے تو مطلوب کا قول مقبول ہوگا اور اگر دونون اقرار غیر قاضی کے سامنے ہون یا پہلا قاضی کے سامنے اور دوسرا اقرار غیر قاضی کے سامنے ہو پس اگر ہر اقرار پر ایک گواہ کر لیا تو سب کے نزدیک مال واحد لازم آئیگا خواہ یہ ایک ہی مجلس مین ہو یا دو مجلسون مین ہو اور اگر پہلے اقرار پر ایک ہی گواہ کیا اور دوسرے پر دو یا زیادہ گواہ دوسری مجلس مین کیے تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک مال ایک ہی ہوگا اور مشائخ نے امام اعظم رح کے قول مین اختلاف کیا ہے اور ظاہر یہ ہے کہ اُنکے نزدیک بھی ایک ہی مال واجب ہوگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اور اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے اور دوسرے اقرار پر دوسری مجلس مین دو گواہ کر لیے تو امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک مال واحد لازم ہوگا خواہ دوسرے اقرار پر پہلے ہی دونون گواہون کو گواہ کیا ہو یا انکے سوائے دوسرون کو گواہ کیا ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک ظاہر الروایت کے موافق اگر پہلے ہی دونون گواہون کو گواہ کیا تو ایک ہی مال اور اگر دوسرون کو گواہ کیا تو دو مال لازم ہونگے کذا ذکر الخصاف اور جصاص نے اسکے برعکس ذکر کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر اقرار دونون ایک ہی مجلس مین واقع ہوئے تو صاحبین رح کے نزدیک ہر صورت مین مال واحد لازم ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک اگر پہلے اقرار پر دو گواہ کیے پھر دوسرے اقرار پر ایک یا زیادہ گواہ کیے تو قیاساً امام اعظم رح کے قول پر دو مال لازم ہونگے اور استحساناً ایک ہی مال واجب ہوگا اور یہی امام سرخسی کا مذہب ہے کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید اگر اُسکے ہزار درم کے اقرار پر دو گواہ لایا پھر دو گواہ دوسرے اُسکے ہزار درم کے اقرار پر لایا اور یہ معلوم نہین ہوتا کہ یہ ایک ہی مجلس مین دائر ہوا یا دو مجلسون مین اور گواہ بھی اسکو بھول گئے تو یہ دو مال قرار پاوینگے ولیکن اگر معلوم ہو جاوے کہ ایک ہی مجلس مین ایسا ہوا تو یہ حکم نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ زید نے عمرو پر ہزار درم و سو دینار کا دعوی کیا اور ہزار درم عمرو کے نام پر ایک چک مین تحریر تھے اُس مین لکھا تھا کہ اسپر سوائے انکے اور کچھ نہین ہے اور سو دینار دوسری چک مین تحریر تھے اُسمین لکھا ہے کہ عمرو پر سوائے اسکے اور کچھ نہین ہے اور وقت ایک ہی ہے یا دونون مین وقت مذکور نہین ہے تو تمام مال عمرو کے ذمہ لازم ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر دو گواہون نے ہزار درم سیاہ سے اور دو دوسرے دو گواہون نے ہزار درم و دودھیا چاندی کے اقرار کی گواہی دی تو یہ دو مال ہین۔ اگر اُس نے ہزار درم

وسو دینار کا ایک ہی مجلس مین اقرار کیا پھر اسی جگہ اسی مجلس مین ہزار درم کا اقرار کیا تو اختلاف زفر رح و امام ابو یوسف رح مین مذکور ہی کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُس پر ہزار درم وسو دینار لازم ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہی کہ اگر زید نے عمرو کے ہزار درم ایک مہینہ کے وعدے کے قرضہ پر اپنے اوپر دو گواہ کر لیے پھر دوسرے دو گواہ اپنے اوپر ہزار قرضہ کے دو مہینہ کے وعدے پر کر لیے تو بسبب میعاد مختلف ہونے کے یہ دو مال ہین یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کا غلام قتل کیا اُسکا نام لیا یا نہ لیا یا کہا کہ مین نے عمرو کا بیٹا یا بھائی قتل کیا خواہ اُسکا نام لیا یا نہ لیا پھر دوسری مرتبہ ایسا ہی اقرار کیا پس طالب نے کہا کہ تو نے میرے دو غلام یا دو بیٹے یا دو بھائی قتل کیے ہین تو یہ اقرار ایک ہی غلام و ایک ہی بیٹے اور ایک ہی بھائی کا قرار دیا جائیگا ولیکن اگر اُسنے دو نام مختلف کا اقرار ثابت کیا تو دو لازم ہونگے اور امام ابو الحسن علی السغدی نے فرمایا کہ جائز ہے کہ یہ مسائل بھی علی الاختلاف ہون اور جائز ہی کہ اتفاقی ہون بشرطیکہ جگہ واحد ہو اور یہی صحیح ہی کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید

چوتھا باب جنکے لیے اقرار صحیح اور جنکے واسطے صحیح نہین ہی اور جنکی طرف سے اقرار صحیح ہی اور جنکی طرف سے نہین صحیح ہوتا ہے اگر کسی شخص کے واسطے حمل کا اقرار کیا یا حمل کے واسطے کچھ اقرار کیا اور سبب صالح بیان کیا تو اقرار صحیح ہے ورنہ نہین اگر باندی کے حمل یا بکری کے حمل کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اقرار صحیح و لازم ہوگا۔ اور اگر ہندہ کے حمل کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا تو اسکی تین صورتین ہین ایک یہ کہ کوئی سبب صالح بیان کرے مثلاً یون کہے کہ اس حمل کے واسطے زید نے اقرار کیا ہے یا اسکا باپ مر گیا اور یہ وارث ہوا اگر مین نے ہزار درم تلف کر دیے تو یہ اقرار صحیح ہوگا اور مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا پھر اگر وہ میت کا بچہ اسقدر مدت مین زندہ پیدا ہوا کہ یہ معلوم ہوتا ہی کہ اقرار کے وقت وہ قائم تھا مثلاً مورث[1] و موصی کے وفات سے چھ مہینے سے کم مین پیدا ہوا تو مال دینا لازم ہے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین پیدا ہوا تو اُسکو اس اقرار سے کچھ استحقاق حاصل نہوگا ولیکن اگر عورت معتدہ[2] ہو تو اس صورت مین اگر دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا اور اُسکے ثبوت نسب کا حکم دیا گیا تو یہی حکم مورث و موصی کے انتقال کے وقت اس بچہ کے پیٹ مین موجود ہونے کا حکم ہوگا پس اگر وہ بچہ مرا ہوا پیدا ہوا تو یہ مال موصی و مورث کے وارثون کو پھیر دیا جائیگا۔ اور اگر دو لڑکے زندہ پیدا ہوے تو یہ مال دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس اگر ایک لڑکی اور دوسرا لڑکا ہو تو وصیت کی صورت مین دونون کو برابر ملیگا اور میراث کی صورت مین دو حصے لڑکا پاویگا اور ایک حصہ لڑکی کو ملیگا۔ دوسرے یہ کہ کوئی سبب مستحیل بیان کرے یعنی ہو نہین سکتا ہی مثلاً یون کہے کہ اس حمل نے مجھے ہزار درم قرض دیے تھے یا میرے ہاتھ ہزار درم کو کوئی چیز فروخت کی تھی تو یہ اقرار باطل اور اُسپر کچھ لازم نہوگا اور تیسری صورت یہ ہی کہ اقرار کو مبہم[3] چھوڑ دے تو یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک صحیح نہین ہے اور امام محمد رح کے نزدیک صحیح ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر کسی لڑکے نابالغ لقیط یا غیر لقیط کے واسطے سو درم قرضہ کا کسی شخص نے اقرار کیا تو لازم ہوگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ اس لڑکے نے مجھے قرض دیا ہے حالانکہ لڑکا نہ کلام کر سکتا ہی نہ قرض دے سکتا ہی تو بھی مال لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھے اس بچہ نے یہ غلام ودیعت یا عاریت یا اجارہ پر دیا ہی یا کسی مجنون کے واسطے ایسا اقرار کیا تو اصل مال کا اقرار صحیح ہی اور سبب باطل ہی یہ مبسوط مین ہی اور آیا غلام کی ضمان دونون مقر سے لے سکتے ہین یا نہین اسکو امام محمد رحمہ اللہ نے

[1] وہ شخص جو وارث چھوڑ کر مرا ۱۲ [2] عدت مین بیٹھنے والی ۱۲ [3] یعنی اولی التفصیل نہ بیان کرے نہ سبب صالح و نہ سبب مستحیل ۱۲

کتاب مین ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے فرمایا کہ جس صورت مین کہ بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُسپر ضمان نہ آوے اُس صورت مین واجب ہو کہ یہ دونون بھی ضمان نہ لے سکین اور جس صورت مین بالغ کے واسطے اقرار کرنے سے اُسپر ضمان واجب ہوتی ہو اُس صورت مین لڑکے اور مجنون کے واسطے اقرار کرنے سے بھی اُسپر ضمان واجب ہوگی ہکذا قالوا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اس بچہ کے واسطے فلان شخص کی طرف سے ہزار درم کی کفالت کی ہو حالانکہ بچہ نہ کلام کرتا ہے اور نہ عقل رکھتا ہے تو کفالت باطل ہو ولیکن اگر بچہ کی طرف سے اُسکا ولی جسکو بچہ کی طرف سے ولایت تجارت حاصل ہو قبول کرے تو ہو سکتا ہے اور یہ امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہے اگرچہ اُسکے ایسے ولی نے قبول نہ کیا ہو اور اگر زید نے یہ کلام بچہ کے ایسے ولی کے ساتھ کیا جسکو نفس مین ولایت تصرف ہو مال مین نہین ہو جیسے بھائی و چچا وغیرہ تو کفالت منعقد موقوف الاجازت رہیگی پس اگر بچہ نے بالغ ہو کر اپنی رضا سے اجازت دیدی تو کفالت جائز ہو جائیگی اور اگر درمیان مین کفیل نے کفالت سے رجوع کر لیا تو رجوع صحیح ہو یہ محیط مین ہو اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اس لقیط کی طرف سے فلان شخص کے واسطے سو درم کی کفالت کر لی ہو حالانکہ لقیط کلام کرنے کے لائق نہین ہو تو کفالت کفیل پر جائز اور لقیط پر کچھ لازم نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہو۔ اگر ایسے لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت دی گئی ہو زید کے واسطے کچھ قرضہ کا اقرار کر لیا تو تجارتی قرضون مین اقرار صحیح ہو اور جو تجارتی نہین ہو اُسمین اُسکا اقرار صحیح نہین ہو اسی طرح اُسکا اقرار ودیعت و عاریت کا صحیح ہو اور غصب کا اقرار بھی صحیح ہو اسی طرح ایسے مال کے عیب کا اقرار جسکو اُسنے فروخت کیا ہو جائز ہے اسی طرح اُسکے مقبوضہ غلام کی بابت اقرار کر دینا اُس سے صحیح ہو خواہ یہ غلام اُسکے اموال تجارت سے ہو یا نہو مثلاً اپنے باپ سے میراث پایا ہو اور کسی جرم یا مہر یا کفالت کا اقرار اُسکی جانب سے صحیح نہین ہو یہ ذخیرہ مین ہو ایسے لڑکے کا اقرار جسکو تصرفات سے ممانعت کی گئی ہو اور معتوہ اور مغمی علیہ اور نائم کا اقرار بھی بمنزلہ اُنکے تمام تصرفات کے باطل ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور نشہ کے مدہوش سے تمام حقوق مین اقرار جائز ہے سوائے اُن حدود کے جو خالص اللہ تعالی کے واسطے ہین اور مرتد ہونا اُسکا بھی بمنزلہ اُسکے تمام تصرفات کے ہوشیارون کے مانند نافذ ہوگا کذا فی الکافی اور گونگے کا اقرار اگر وہ لکھتا اور سمجھتا ہو تو ماسوائے حدود کے قصاص و حقوق الناس مین جائز ہے کذا فی الحاوی اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون یا مجور کے واسطے کسی دین یا عین کا اقرار کیا اور اُسکے مولی نے غلام کی غیبت مین مقر لہ سے یہ چیز وصول کرنی چاہی تو نہین لے سکتا ہو اگر کسی آزاد نے کسی غلام کے واسطے کسی ودیعت کا اقرار کیا اور غلام نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کر دیا پس اگر غلام ماذون ہو تو اُسکا اقرار جائز ہے اور اگر مجور ہو تو دوسرے کے واسطے اُسکا اقرار کرنا باطل ہو کذا فی المبسوط۔ اگر غلام مجور نے عمداً خون کرنے کا اقرار کیا اور مقتول کے دو ولی ہین ایک نے اُسکو معاف کر دیا تو دوسرے کا اُسکی گردن پر مال نہوگا اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جسمین ہاتھ کا کاٹا جانا واجب نہین تو حق مولی مین اُسکا اقرار باطل ہو کذا فی الحاوی غلام تاجر کا دوسرے کے واسطے کسی دین یا ودیعت یا غصب یا بیع و اجارہ کا اقرار جائز ہو اگرچہ اُسپر اسقدر قرض ہو کہ غلام کی قیمت اور جو کچھ اُسکے پاس ہو سب کو محیط ہو۔ اگر اپنے مولی کے واسطے اپنے اوپر قرض کا یا اپنے پاس ودیعت کا اقرار کیا حالانکہ اُسپر اسقدر قرضہ ہو کہ وہ اُس قرضہ مین ڈوبا ہوا ہو۔ تو اُسکا اقرار جائز نہوگا۔ اور غلام تاجر کا اقرار ایسے جرم کا جسمین قصاص نہین آتا ہو کسی اجنبی کیواسطے جائز نہین ہو۔ اور اگر قتل عمد کا اقرار کیا تو جائز ہو اور اُسپر قصاص واجب ہوگا اسی طرح اگر اپنی ذات پر ایسے

جرم کا اقرار کیا جسمین حد واجب ہوتی ہی جیسے قذف و زنا و شراب خواری تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ایسی چوری کا اقرار کیا جسمین
ہاتھ کاٹنا واجب ہی یا نہین واجب ہی تو اُسکی تصدیق کیجاویگی کذا فی الحاوی۔ کسی عورت کے مہر کا یا کفالت نفس یا کفالت مال کا
یا اپنے غلام آزاد کرنیکا یا مکاتب یا مدبر کرنے کا اقرار غلام ماذون سے صحیح نہین ہی۔ اور اگر اُسنے کسی عورت سے نکاح کا اقرار کیا تو صحیح ہی
ولیکن مولے کو اختیار ہی کہ دونون مین جدائی کرے کذا فی المبسوط اور طلاق کا اقرار غلام ماذون سے جائز ہی کیونکہ غلام محجور کا
طلاق کا اقرار جائز اسواسطے ہی کہ حق طلاق مین وہ بمنزلہ آزاد کے ہی تو غلام ماذون کا اقرار بدرجہ اولی جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔
اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت سے اپنی اُنگلی سے افتضاض کیا یعنی اُسکی فرج مین داخل کرکے پردہ پھاڑا خواہ عورت
باندی ہو یا آزاد ہو تو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رح کے نزدیک کچھ اُسپر لازم نہ آویگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسپر یہ لازم
آویگا۔ اگر ان دونون سے نکاح کرنے کا اور پردہ پھاڑ دینے کا اقرار کیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جبتک وہ آزاد
نہو دونون مین سے کسی کا مہر اُسپر لازم نہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ آزاد عورت مین یہی حکم ہے ولیکن اگر باندی ہو
اور اُسکے مولی نے اُسکا نکاح کر دیا تو غلام تاجر پر وقت آزاد ہونے تک کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر مولی نے اُسکا نکاح نہین کیا
تو غلام تاجر سے فی الحال مہر کا مواخذہ کیا جائیگا اور اگر باندی ثیبہ ہو تو جبتک یہ غلام آزاد نہ ہو اُسپر کچھ واجب نہوگا یہ مبسوط
مین ہی۔ اگر خریدی ہوئی باندی کے افتضاض[۵] کا اقرار کیا پھر وہ استحقاق مین لے لی گئی تو اُسپر عقر واجب ہوگا اور فی الحال
غلام تاجر سے مواخذہ کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام تاجر نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکی سے جسکے پردہ بکارت
موجود تھا وطی کی اور اسکا پردہ دور کر دیا اور اُس سے جماع کر لیا تو جبتک آزاد نہ ہو اُسپر امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک
کچھ واجب نہوگا ایسا ہی ابو سلیمان کے نسخون مین ہی اور ابو حفص کے نسخون مین قول ابو حنیفہ رح و امام ابو یوسف رح و امام
محمد رح کا بیان کیا ہی۔ اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے باندی سے شبہہ مین وطی کی اور اُسکی بکارت کا پردہ توڑ دیا اور بدون
اجازت اُس کے مالک کے اُس سے جماع کیا تو بھی امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک یہی حکم ہی اور امام ابو یوسف رح کے
نزدیک اگر بیشاب کا استمساک نہین ہوتا ہی تو غلام تاجر کے ذمہ کچھ لازم نہ ہوگا نہ فی الحال اور نہ بعد آزادی کے اور اگر پیشاب
کا استمساک ہوتا ہی تو نسخۂ ابو سلیمان مین ہی کہ مہر کے بارہ مین اُس کی تصدیق کیجاوے گی اور فی الحال اُسکے ذمہ قرض
ہوگا اور افضاء مین تصدیق نہ کیجاوے گی اور نسخہ ابو حفص مین ہی کہ اگر پیشاب کا استمساک ہوتا ہے تو مہر کے بارہ مین
اُسکی تصدیق نہ کیجاوے گی پس اُسپر دین نہ ہوگا۔ اور جو حکم نسخ ابی سلیمان مین ہی وہ اشبہ بالصواب ہی کذا فی المبسوط
اگر ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہی کہ ایک نے اُسکو تجارت کی اجازت دی اور غلام نے قرضہ کا اقرار کر لیا تو اُس شخص
کے حصہ مین لازم ہوگا جس نے اُسکو اجازت دی ہی اور جن چیزون مین غلام تاجر کا اقرار جائز ہی اُسکا اقرار اسی کے حصہ مین
جائز قرار دیا جائیگا جس نے اسکو اجازت دی ہی اور جو کچھ اس غلام کا مال ہی اُسمین اُسکا قرضہ مقدم رکھا جائیگا اور بعد
ادائے قرض کے باقی اُسکے دونون مولاؤن کو برابر ملیگا ولیکن اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ یہ مال تجارت کے سوائے ہبہ یا
صدقہ وغیرہ سے اسنے حاصل کیا ہی تو اسمین سے آدھا پہلے اُس شخص کو نکال دیا جائیگا جس نے اجازت نہین دی پھر اسکے
بعد قرض ادا کیا جائیگا اور اگر اس غلام کے واسطے کسی آزاد نے قرضہ کا اقرار کیا تو وہ قرضہ دونون مالکون مین برابر تقسیم

ہوگا اور کوئی ایک تمام مال کا باجازت مستحق نہین ہوگا کذا فی الحاوی۔ اگر مکاتب نے کسی آزاد یا غلام کے واسطے اپنے اوپر دین کا بسبب ثمن بیع یا قرضہ یا غصب کے اقرار کیا تو وہ اُسپر لازم ہوگا پھر اگر ادائے مال کتابت سے عاجز ہوا تو اُسکے ذمہ سے مال اقرار باطل نہ ہوگا۔ اور مکاتب سے حدود کا اقرار جائز ہی اور اگر نکاح کی وجہ سے مہر کا اقرار کیا تو سوائے قول امام ابو یوسفؒ کے اُسپر لازم نہ ہوگا اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اُس وقت لازم ہوگا کہ جب دخول کا اقرار کرے اسی طرح اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنی انگلی سے کسی عورت آزاد یا باندی کا یا لڑکی کا پردہ بکارت توڑ دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رح کے نزدیک یہ بمنزلۂ اقرار جرم کے ہے اور جرم کا اقرار مکاتب کی طرف سے جبتک کتابت قائم ہے صحیح ہی اور اگر جرمانہ ادا کرنے سے پہلے وہ عاجز ہوگیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جرمانہ باطل ہوگیا اور امام محمد رح کے نزدیک جائز رہا اور اگر مکاتب نے خطا سے جنایت کرنے کا اقرار کیا اور قاضی نے اُسپر ارش دینے کا حکم کیا اُسنے کچھ ادا کیا تھا کہ عاجز ہوگیا تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک باقی باطل ہوگیا اور امام محمد رح و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک لازم رہا بخلاف اسکے اگر حکم قاضی ہونے سے پہلے وہ عاجز ہوگیا تو ایسا نہین ہے یہ مبسوط مین ہی۔ قلت امام اعظمؒ و امام محمد رح کے نزدیک ظاہرا باطل ہوگا لیکن امام ابو یوسف رح سے اتفاق مین احتمال ہی واللہ اعلم اگر قاضی نے کسی آزاد کو مجبور کیا پھر مجبور نے اپنے اوپر دین یا غصب یا بیع یا عتق یا نسب یا قذف یا زنا کا اقرار کیا تو یہ سب اُسپر جائز ہی اور امام اعظم رح و اول قول امام ابو یوسف رح مین آزاد کا مجبور کرنا باطل ہی پھر امام ابو یوسف رح نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جائز ہی اور یہی قول امام محمد رح کا ہے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اُسکا اقرار دین و بیع کا جائز نہین ہی اور ہر شئے جو ہزل مین باطل ہوتی ہے وہ حجر مین بھی باطل ہوتی ہی اور جو شئے ہزل مین اُسپر جائز ہی وہ حجر مین بھی جائز ہے کذا فی الحاوی

پانچوان باب

مجہول شخص کے واسطے اور مجہول پر و مجہول و مبہم چیز کے اقرار کے بیان مین۔ اگر مقرلہ مجہول ہو تو مقر پر کچھ لازم نہ آئیگا خواہ جہالت نہایت کھلی ہو مثلاً کہا مجھپر ہزار درم لوگون مین سے کسی کے ہین یا اسقدر زیادہ نہو مثلاً کہا کہ مجھپر ہزار درم ان دونون مین سے کسی کے ہین ایسا ہی شمس الائمہ نے ذکر کیا ہی اور شیخ الاسلام نے مبسوط اور ناطفی نے واقعات مین لکھا کہ جہالت اگر نہایت زیادہ ہو تو اقرار جائز نہین ہی اور اگر زیادہ فاحش نہو تو جائز ہے اور ایسی صورت مین تذکرہ کا حکم دیا جائیگا کہ یاد کرے کہ کس کے ہین اور بیان کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور وجہ یہ ہی کہ اگر دونون مقرلہما مقر سے لینے پر اتفاق کرین اور باہم صلح کر لین تو دونون کا دعوی ممکن ہی پس مقر کا اقرار صحیح ہوگا کافی مین لکھا ہی کہ یہی صحیح ہی کذا فی التبیین۔ اگر بایں لفظ بیان کیا کہ فلان کے مجھپر ہزار درم یا فلان کا مجھپر ایک درم ہے تو اُسپر کچھ لازم نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام اس بکر یا عمرو سے غصب کر لیا اور دونون مین سے ہر ایک بنا دعوی کرتا ہی تو اقرار فاسد ہی حتی کہ بیان کے واسطے مجبور نہ کیا جائیگا اور اُن دونون کو اختیار ہی کہ باہم صلح کر کے غلام کو مقر سے لے لین اور اگر باہم صلح نہ کی تو مقر سے ہر ایک کے واسطے قسم لیجاویگی کہ واللہ یہ غلام نہ اسکا ہی اور نہ اُسکا ہی۔ اور یہ مذکور نہین ہی کہ ہر دونون کے واسطے ایک بار ایک قسم لیجاویگی یا ہر واحد کے واسطے علٰحدہ قسم لیجاویگی اور مشائخ نے باہم اس مین اختلاف کیا ہی بعضون نے فرمایا کہ ہر ایک کیواسطے علٰحدہ قسم لیجاویگی اور قاضی کو اختیار ہی کہ دونون مین سے جسکے نام چاہے شروع کرے یا دونون کے نام کا قرعہ ڈالے اور جب دونون کے لیئے قسم لے تو تین صورتون سے

خالی نہین اول یہ کہ ایک کے لیے قسم کھاوے اور دوسرے کی قسم سے نکول کرے اور اس صورت مین تمام غلام کی اُسکے نام ڈگری ہوگی جسکی قسم سے نکول کیا ہی اور جسکے نام سے قسم کھائی اُسکے لیے کچھ ڈگری نہوگی اور اگر دونون کی قسم سے نکول کیا تو غلام اور غلام کی قیمت کی ڈگری دونون کے نام برابر ہوگی خواہ اُسنے دونون کی قسم سے ایکبار نکول کیا مثلاً قاضی نے دونون کی ایک ہی قسم دلائی اور اُسنے نکول کیا یا آگے پیچھے مثلاً ایک کیواسطے پہلے قسم دلائی اُسنے نکول کیا پھر دوسرے کیواسطے قسم دلائی اُسنے نکول کیا دونون حالتون مین فرق نہین ہے اور اگر دونون کیواسطے قسم کھالی تو ہر ایک کے دعوی سے بری ہو گیا پھر اگر دونون نے باہم صلح کر کے مقر سے غلام لینا چاہا تو امام ابو یوسف رح کے پہلے قول کے موافق دونون کو یہ اختیار ہی یہی امام محمد رح کا قول ہی پھر امام ابو یوسف رح نے اس قول سے رجوع کیا اور کہا کہ بعد قسم لینے کے دونون کو صلح کر لینا جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور بکر کے مجھپر سو دینار یا عمرو کے ہین تو زید کیواسطے ہزار درم ثابت ہین اور بکر و عمرو کو اختیار ہی کہ باہم صلح کر کے سو دینار لے لین اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو دینار اور مجھپر عمرو کے ایک کر گیہون یا بکر کے ایک کر جو ہین تو زید کیواسطے اسپر دینار ثابت ہین اور بکر و عمرو کو کچھ نہ ملیگا ولیکن دونون مین سے ہر ایک کو اختیار ہوگا کہ ہر ایک جو کچھ اُسپر دعوی کرتا ہی اُسکی قسم لیوے یہ مبسوط مین ہی اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اور بکر کے یا عمرو کے ہین تو زید کو سو کے آدھے اور باقی کیواسطے دوسرے ہر واحد کے لیے اس سے قسم لیجائیگی ولیکن اگر دونون باہم صلح کرین تو نصف نصف تقسیم کر لینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم یا عمرو کے ہین و بکر کے ہین تو بکر کو آدھے ملجائینگے اور باقی اول دوسرے کو جسطرح ہم نے بیان کیا ملسکتے ہین کذا فی الحاوی۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اور عمرو کے یا بکر کے اور خالد کے ہین تو زید کو ایک تہائی اور خالد کو ایک تہائی ملینگے اور باقی تہائی کے واسطے مقر سے عمرو و بکر کیواسطے قسم لیجائیگی ولیکن اگر دونون باہم صلح کر لین تو لے لین یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ زید کے مجھپر سو درم ورنہ عمرو کے ہین تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ قول مثل اس قول کے ہی کہ فلان یا فلان کے مجھپر سو درم ہین اور امام محمد رح کے نزدیک سو درم زید کو ملینگے اور عمرو کو کچھ نہین ملیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مقر علیہ مجہول ہو مثلاً کہا کہ تیرے ہم مین سے کسی ایک پر ہزار درم ہین تو صحیح نہین ہی یہ تبیین مین ہی۔ اور اگر زید نے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین یا میرے فلان غلام پر حالانکہ اُسکے غلام پر قرضہ نہین ہی تو دونون مین سے ایک کے ذمہ لازم ہونگے اور اسپر بیان کرنا واجب ہی اور اگر اُسکے غلام پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکی قیمت کو محیط ہی تو کچھ لازم نہوگا پھر اگر کبھی اُسکا قرضہ ادا کر دیا تو مال اقرار لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی جسطرح معلوم چیز کا اقرار صحیح ہوتا ہی ویسے ہی مجہول کا بھی صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کی مجھپر کوئی چیز ہی تو اُسپر واجب ہی کہ کوئی قیمت دار چیز بیان کرے اور اگر ایسی چیز کے سوائے کوئی چیز بیان کی تو یہ رجوع شمار کیا جائیگا اور اگر زید نے اس سے زیادہ کا دعوی کیا تو مقر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر کچھ حق ہے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الہدایہ۔ اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر حق ہی پھر کہا کہ مین نے حق سے حق اسلام مراد لیا تھا پس اگر اس کلام کو پہلے کلام سے الگ بیان کیا تو صحیح نہین ہی اور اگر ملا ہوا بیان کیا ہی تو صحیح ہے اگر کہا کہ زید کا میرے فلان غلام پر حق ہی تو یہ اپنے غلام پر قرضہ کا اقرار ہے شرکت کا اقرار نہین ہے حتے کہ اگر مقر لہ نے غلام مین شرکت کا دعوی کیا اور مقر نے انکار کیا تو قسم سے اسی کا قول لیا جائیگا بخلاف اسکے اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام مین حق ہے تو کسی قدر غلام کی شرکت کا اقرار ہی حتی کہ اگر مقر نے کہا کہ مین نے غلام پر قرضہ ہونا مراد لیا تھا تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی یہ ذخیرہ مین ہے۔

اگر کہا کہ زید کا میرے اس غلام یا اس باندی مین حق ہے پس طالب نے اسکے ذمہ کے حق کا دعوی کیا تو مقر علیہ سے قسم لیجائیگی اگر اُسنے قسم کھالی تو زید کا باندی و غلام کسی مین کچھ حق نہوگا اور اگر طالب نے دونون مین حق کا دعوی کیا تو دونون مین جسمین چاہے ایک مین کسیقدر حصہ کا اقرار بیان کرے اسی طرح اگر دونون سے ایک کا دعوی کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے زید کی کوئی چیز غصب کر لی اور بیان نہ کی تو اقرار صحیح ہے اور مقر کو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے پس اگر اُسنے مال متقوم مثل درم و دینار وغیرہ بیان کیے اور مقر لہ نے اسکی تصدیق کی اور اس سے زیادہ کا دعوی نہ کیا تو مقر پر جسقدر اُسنے بیان کیا فقط اُسیقدر دینا واجب ہے اور اگر مال مین تصدیق کی ولیکن اسکے بیان سے زیادہ کا دعوی کیا تو جسقدر مقر نے بیان کیا اسقدر دینا اُسپر واجب ہوگا اور زیادتی کے بارہ مین قسم سے منکر زیادت کا قول قبول ہوگا اور اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تکذیب کی اور کسی دوسری چیز کا دعوی کیا تو تکذیب کرنے سے اُسکا اقرار باطل ہوگیا اور جس چیز کا مدعی نے دعوی کیا اسمین مقر کا قول مقبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ایسی چیز بیان کی جو مال نہین ہے پس اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تصدیق کی تو اُسپر کچھ اور واجب نہوگا خواہ ایسی چیز بیان کی ہو جو غصب سے مقصود ہوتی ہے مثلاً کہا کہ مین نے اس سے اسکی جورو یا اسکا نابالغ بچہ غصب کر لیا یا مقصود نہو مثلاً مین نے اس سے ایک مٹھی خاک یا گیہون یا تل غصب کر لیے ہین۔ اور اگر مقر لہ نے اُسکے بیان کی تکذیب کی اور اُسپر کسی مال متقوم کا دعوی کیا پس اگر مقر لہ نے ایسا مال بیان کیا جو غصب سے مقصود نہین ہوتا ہے تو مشائخ مین اختلاف نہین ہے کہ اُسکے قول کی تصدیق کیجاوے اور اگر ایسی چیز بیان کی جو غصب سے مقصود ہوتی ہے مگر وہ مال متقوم نہین ہے تو اس مین مشائخ کا اختلاف ہے عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اُسکا بیان صحیح نہین ہے اُسپر جبر کیا جائیگا کہ ایسی چیز بیان کرے جو مال متقوم ہو اور یہی اصح ہے یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید کی میرے پاس ودیعت ہے اور یہ بیان نہ کیا کہ کیا ہے پس جو کچھ وہ بیان کرے اسمین اُسکی تصدیق کیجاویگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو کہ قصد کرکے ودیعت رکھے جانے کے لائق ہو اور اگر مقر لہ نے کسی دوسری چیز کا دعوی کیا تو مقر سے قسم لیجاویگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ کپڑا میرے پاس ودیعت ہے اور اُسکو لایا تو عیب دار تھا اور اقرار کیا کہ یہ عیب میرے پاس پیدا ہوگیا ہے تو اُسپر ضمان لازم نہوگی اور اگر اُسکے مالک نے اسطرح ہونے سے انکار کیا تو اُسکا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہوا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے زید سے ایک غلام غصب کر لیا ہے تو اقرار صحیح ہے اور حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے اور جب اُسنے بیان کیا کہ وہ غلام یہ ہے خواہ وہ عمدہ ہے یا اوسط یا ردی ہے اور مقر لہ نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکو لے لے اور اگر اُسکے بیان کی تکذیب کی اور دوسرے غلام کا اُسپر دعوی کیا تو قسم سے مقر کا قول مقبول ہوگا اور مقر کا اقرار بسبب مقر لہ کی تکذیب کے باطل ہوگیا۔ یہ حکم غلام کے موجود ہونے کی صورت مین ہے اور اگر غاصب نے اُسکو تلف کر دیا تو اُسکی مقدار قیمت مین مقر کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے بکری یا اونٹ یا کپڑا غصب کر لیا ہے تو اقرار صحیح ہے اور اُس کے بیان کی طرف رجوع کیجاوے گی یہ محیط مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے ایک دار غصب کر لیا تو اس باب مین کہ وہ دار یہ ہے یا وہ ہے یا دوسرے شہر مین ہے اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اگر اُسنے کہا کہ وہ دار یہی ہے جو اس شخص کے قبضہ مین ہے اور جسکے ہاتھ مین ہے وہ انکار کرتا ہے تو مقر کچھ ضامن نہ ہوگا اور نہ سوائے اس دار کے دوسرے کی بابت اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم رح کا اور دوسرا قول امام ابو یوسف رح کا ہے اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق اور وہی قول امام محمد رح کا ہے کہ قسم کے ساتھ

مقر سے اس دار کی قیمت کی ضمان لیجائیگی کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ مین نے یہ باندی یا یہ غلام غصب کیا اور مقر لہ نے دونون کا دعوی کیا تو غاصب سے کہا جائیگا کہ دونون مین سے ایک کا جسکا تو چاہے اقرار کر اور دوسرے پر قسم کہا پھر اگر اُسنے ایک کا اقرار کر دیا تو اس اقرار کے عہدہ سے نکل گیا اور مقر لہ تو اُسکی تصدیق کر چکا ہے کیونکہ اُسنے دونون کا دعوی کیا ہے پس مقر لہ اسکو لے لے جسکو اُسنے معین کیا اور دوسرے کا دعوی باقی رہا تو اُس مین قسم سے منکر کا قول مقبول ہوگا اور اگر مقر لہ نے کسی ایک خاص کا دعوی کیا اور مقر نے جسکو بیان کیا ہے وہ اُسکے زعم مین نہین بلکہ دوسرا ہے تو اس اقرار سے اُسکو کچھ استحقاق حاصل نہوگا اور دوسرے کی بابت اُسکا دعوی مقر پر باقی رہا اور مقر منکر ہے تو قسم سے اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک قفیز گیہون ہین تو اُس شہر کے قفیز سے پیمانہ کیے جاوینگے اور یہی مَن وغیرہ کا حکم ہی۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر سو درم ہین تو اُس شہر کے وزن کے موافق اقرار معتبر رکھا جائے گا۔ اگر وزن سبعہ ہو تو سبعہ ہوگا اور کم پر اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی ولیکن اگر وقت اقرار کے کلام متصل مین مثلاً سو درم مثقال یا وزن خمسہ بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی اور اگر اقرار اُسکا مثلاً کوفہ مین واقع ہوا تو کوفہ مین وزن سبعہ کے درم متعارف ہین اور اگر شہر کے نقود مختلف ہون اور کوئی نقد زیادہ رائج ہو تو اُسی کی جانب اقرار راجع ہوگا اور اگر رواج مین سب برابر ہون تو جو نقد سب سے کم ہے اُسکی طرف راجع ہوگا مثلاً درمون کا اقرار کیا تو سب سے چھوٹے درم کی طرف وقت استواے رواج کے رجوع کیا جائیگا اگر کہا کہ مجھپر چھوٹا درم یا درمچہ یا دینارچہ یا بڑا درم ہی تو پورے درم پر اقرار رکھا جائیگا ولیکن اگر وقت اقرار کے متصل بیان کر دے تو موافق بیان کے رکھا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر بغداد مین اُسنے کہا کہ مجھپر زید کے طبری درم ہین تو طبری درم واجب ہونگے مگر بغداد کے وزن سے۔ اسیطرح اگر بغداد مین موجود ہی اور کہا کہ مجھپر ایک کر موصلی گیہون ہین تو اُسپر موصلی گیہون ہونگے مگر بغداد کے کیل سے یہ محیط مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر[۵۱] دراہم ہین تو اُسپر تین درم واجب ہونگے اسیطرح اگر کہا کہ مجھپر دریہمات درہمے ہین تو اُسپر تین درم واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کہا کہ مجھپر بہت سے دراہم ہین یا بہت سے دنانیر ہین تو امام اعظمؒ کے موافق اُسپر دس درم اور دس دینار واجب ہونگے اور صاحبینؒ کے نزدیک دو سَو درم اور بیس دینار واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر بہت سے تھان یعنی کپڑے اور بہت سے وصائف[۵۲] ہین تو امام محمدؒ کے نزدیک دس اور صاحبینؒ کے نزدیک دو سو درم کے اندازے واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مین نے بہت سے اونٹ یا بہت سی گائین یا بہت سی بکریان غصب کر لین ہین تو صاحبینؒ کے نزدیک ہر جنس کے کمتر نصاب کے موافق اس سے لیے جائینگے یعنی اونٹون مین سے پچیس اونٹ تیس گاؤن مین سے اور چالیس بکریون مین سے اور امام اعظمؒ کے نزدیک مقر کے بیان کی طرف رجوع کیا جائیگا یہ تبیین مین ہی۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر اکثر الدراہم ہین تو دس درم واجب ہونگے اور صاحبینؒ کے نزدیک دو سو درم اور اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر دراہم مین سے کچھ یا کچھ دراہم مین سے ہین تو اُسپر تین درم واجب ہونگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی قال المترجم ان مسائل مین دراہم و دینار باعتبار عربیت کی جمع کے معتبر رکھے گئے اور اقل جمع تین درم ہی لہذا مبہم صورتون مین تین درم کا حکم کیا گیا اور اگر زبان اُردو مین بلفظ جمع اطلاق کیا جاوے تو اس حکم مین تامل ہی چونکہ استخراج احکام مسائل مین اجتہاد مطلق یا فی الجملہ درکار ہی لہذا مترجم ضعیف معذور ہی جہانتک ممکن ہی ترجمہ مین انھین الفاظ کا

[۵۱] ... عربی زبان مین ... بلفظ جمع ... اردو اور فارسی مین ... بلفظ جمع ... دو درم واجب ہونگے ... [۵۲] وصائف جمع وصیف یعنی غلام باندی ۱۲

لحاظ کیا گیا پس تنبیہ ہو کہ دراہم و دنانیر کی صورتون مین مثلاً حکم مذکور کو اسی عربی لفظ جمع کے ساتھ ملحوظ مقصود رکھین واللہ اعلم۔
ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہو کہ اگر اقرار کیا کہ مجھپر دراہم مضاعفہ ہین یعنی دو چند ہین تو چھ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دراہم اضعافاً مضاعفہ واجب ہین تو اسپر اٹھارہ درم لازم ہونگے یا یون کہا اضعافاً مضاعفہ دراہم ہین تو بھی اٹھارہ درم واجب ہونگے یہ تبیین مین ہے۔ اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ دراہم واضعافہا مضاعفۃ یعنی زید کے مجھپر دس درم اور اُنکی اضعاف مضاعف کرکے واجب ہین تو اسّی درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کہا کہ کذا درہما تو ایک درم واجب ہوگا یہ کنز و ہدایہ مین ہو اور یتیمیہ اور ذخیرہ وغیرہ مین لکھا ہو کہ دو درم واجب ہونگے اسلیے کہ کذا کنایہ عدد سے ہو اور اقل عدد دو ہے کذا فی التبیین۔ یعنی علم حساب مین ثابت ہوا کہ واحد عدد نہین پس عدد کا شمار دو سے ہو اور کذا چونکہ عددی کنایات سے ہو لہذا کمتر دو مراد ہونگے وہکذا فی فتاوی قاضی خان اور اگر کہا کہ کذا کذا درہما تو گیارہ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ کذا وکذا درہماً تو اکیس درم واجب ہونگے اور یہی حکم دیناروں وکیلی و وزنی چیزون مین ہو۔ اگر کہا کذا کذا مختوم من حنطۃ تو گیارہ مختوم واجب ہونگے اگر کہا کہ مجھپر کذا کذا درہما وکذا کذا دینارا ہین تو ہر ایک مین سے گیارہ گیارہ واجب ہونگے۔ اور اگر کہا کہ مجھپر کذا کذا دینار و درم واجب ہین تو ہر ایک مین سے گیارہ کے نصف واجب ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہو اور اگر لفظ کذا کو تین بار بدون واؤ کے لایا تو گیارہ اور اگر واؤ کے ساتھ لایا تو ایک سو گیارہ اور اگر چار بار لایا تو ہزار اُسپر زیادہ کیے جاوینگے کذا فی الہدایہ اور اگر پانچ مرتبہ واؤ کے ساتھ لایا تو دس ہزار زیادہ کرنے چاہیے ہین اور اگر چھ مرتبہ لایا تو سو ہزار اور اگر سات مرتبہ لایا تو دس لاکھ زیادہ کرنے چاہیے ہین۔ علے ہذا القیاس ہر بار جب واؤ کے ساتھ زیادہ کرے تو ایک دہائی بڑھاتی چاہیے جیسا عادت جاری ہے کذا فی التبیین۔ اور یہ سب اُس وقت ہے کہ اُس نے لفظ درم کو کذا کے تمیز کے واسطے ذکر کیا یعنی کذا کنایہ عددی مبہم ہے پس معلوم کرانے کے واسطے کہ یہ عدد کنایہ کس چیز سے ہے تو درم ذکر کرکے بتلایا کہ درم سے کنایہ ہے پس یہ سب احکام جو مذکور ہوے ہین جاری ہونگے اور اگر لفظ درہم کو مجرور ذکر کیا یعنی کذا کنایہ عددی مبہم کو درم کی طرف مضاف کیا تو امام محمد رح سے روایت ہے کہ سو درم واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر کہا کہ فلان شخص کا مجھپر مال ہے تو مقدار بیان کرنے مین اسیکا قول معتبر ہوگا اور قلیل و کثیر مین اسی کے بیان کا اعتبار کیا جائیگا و لیکن اگر ایک درم سے کم بیان کیا تو تصدیق نہو گی اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر مال عظیم درمون مین سے ہے تو دو سو درم سے کم بیان کرنے مین اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور یہ صاحبین رح کے نزدیک ہو اور دیناروں مین بیس سے کم مین اور اونٹون مین سے پچیس سے کم مین تصدیق نہوگی اور مال زکوۃ کے سوائے مین قیمت نصاب سے کم مین تصدیق نہوگی کذا فی الکافی اور امام اعظم رح سے روایت ہو کہ دس سے کم مین تصدیق نہوگی اور ایک روایت مین امام اعظم رح سے مثل صاحبین رح کے قول کے ہو کذا فی التبیین۔ اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ صحیح قول امام اعظم رح کا یہ ہو کہ امام رح مقر کی حالت فقر و غنا کو دیکھکر حکم کی بناء رکھتے ہین کیونکہ فقیر قلیل کو عظیم سمجھتا ہے اور غنی نہین سمجھتا ہے کذا فی فتاوی قاضی خان اور یہ سب اُس وقت ہو کہ اُسنے مال عظیم کو درمون مین سے بیان کیا اور اگر صرف مال عظیم کا اقرار کیا تو جس جنس مین سے بیان کرے اُسکی تصدیق کیجاویگی کذا فی العتابیہ اور اگر کہا کہ مجھپر اموال عظام ہین یعنی دونون لفظ بطور عربی جمع کے ذکر کیے تو جسکو بیان کرے اُسمین سے بقدر تین نصاب کے مقدار کیے جائینگے مثلاً درمون مین سے بیان کیے

تو چھ سو درم واجب ہونگے کذا فی الکافی قال المترجم[1] ینبغی ان یکون ہذا علی قول صاحبیہ اور اگر کہا کہ مجھپر مال نفیس یا خطیر یا کریم ہے تو بالاتفاق فرمایا کہ دو سو درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر مال کثیر ہے تو ناطقی نے ذکر کیا کہ امام اعظم رح کے نزدیک دو سو درم واجب اور اگر زیادہ کا اقرار کیا تو زیادہ لازم ہونگے اور دو سو درم سے کم مین اُسکا قول مقبول نہوگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ دس سے کم مین تصدیق نہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ دو سو درم اُسکو لازم ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کہا کہ الوف دراہم یعنی ہزارون درم تو تین ہزار درم اور اگر کہا کہ الوف کثیرۃ تو دس ہزار درم لازم ہونگے اور یہی حکم فلوس و دینارون مین ہے یہ محیط مین ہے منتقی مین ہے کہ اگر کہا کہ مجھپر مال ہے نہ کثیر ہے نہ قلیل ہے تو اُسپر دو سو درم ہین یہ خلاصہ مین ہے اور اگر کہا کہ مجھپر مال قلیل ہے تو اُس پر ایک درم لازم ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا کہ لہ علی زہاء الف درہم اُسکے مجھپر قریب ہزار درم کے ہین یا جل الف درہم او عظم الف درہم یا قریب ان الف درہم یا قریب ہزار درم کے ہین تو یہ سب پانچسو درم سے کچھ اوپر کا اقرار ہے اور یہی حکم غصب و ودیعت مین ہے اور یہی کیلی و وزنی چیزون اور کپڑون مین ہے کذا فی الذخیرہ اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر کہا لفلان علی ما غیر الف فلان کے مجھپر سوائے ہزار کے ہین تو اُسپر دو ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر الفین سوائے دو ہزار کے ہین تو اُسپر چار ہزار واجب ہونگے اور اگر کہا غیر درہم تو دو درم واجب اور اگر کہا کہ غیر درہمین تو چار درہم واجب ہونگے یہ حاوی مین ہے اگر کہا کہ گیہون کثیر ہین تو صاحبین رح کے نزدیک پانچ وسق ہونگے اور بعض نے کہا کہ امام اعظم رح کے نزدیک بیان کرنا مقر پر موقوف ہے مگر ایک صاع سے زیادہ بیان کرے اور بعض روایات مین مذکور ہے کہ حنطۂ کثیرہ دس قفیز ہین اسیطرح ہر کیلی و وزنی چیز کا حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھپر اقفزہ حنطہ ہین تو تین قفیز اُسپر لازم آوینگے اور اگر کہا اقفزہ کثیرہ ہین تو دس قفیز لازم آوینگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کہا لفلان علی عشرۃ دراہم و نیف[2] فلان کے مجھپر دس درم اور کچھ زیادہ تو نیف کی مقدار بیان کرنا اسی کی طرف سے ہے پس اگر درم سے کم بیان کی تو جائز ہے یہ تبیین مین ہے۔ اگر کہا علی بضع و خمسون درہما مجھپر بضع اور پچاس درم ہین تو بضع کی مقدار تین یا اس سے زیادہ ہوتی ہے پس اگر تین سے کم بیان کرے تو ناجائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر سو اور ایک درم ہے تو ہمارے نزدیک اُسپر سو درم اور ایک درم ہوگا اسی طرح اگر سو اور ایک دینار یا سو اور ایک قفیز گیہون بیان کرے غرضکہ کیلی یا وزنی کوئی چیز بیان کرے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ دس درم و دانگ یا قیراط تو یہ دانگ یا قیراط چاندی مین سے ہوگا یہ تبیین مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر فلان شخص کے دینار و دانگ یا قیراط ہے تو یہ دانگ و قیراط سونے کا ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر زید کے دو سو مثقال سونا و چاندی یا اسقدر گیہون و جو ہین تو دونون مین سے ہر ایک کا نصف لازم آویگا اور اگر تین جنسین ذکر کین تو ہر ایک مین سے تہائی لازم ہوگا کذا فی الحاوی اور اگر کہا کہ سو اور ایک غلام یا سو و ایک بکری یا سو و ایک کپڑا یا دو کپڑے تو سو کی تمیز بیان کرنے مین اُسی کا قول مقبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر کہا کہ سو اور تین کپڑے تو کل کپڑے قرار پائینگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کہا کہ فلان کے واسطے ایک جزو میرے دار کا ہے تو بیان کرنا اُسی پر ہوگا اور اُسکو اختیار ہے جسقدر چاہے اقرار کرے اور جزو کے مانند شقص[3] یا نصیب یا طائفہ یا قطعہ کا حکم ہے ولیکن سہم کا لفظ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک چھٹا حصہ قرار دیا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکے بیان پر ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے اپنے ایک گلہ مین سے ایک بکری کا اقرار کیا تو اقرار صحیح ہے پھر اگر مقر لہ نے کسی معین بکری کا دعوی کیا اور مقر نے تصدیق کی تو وہ لے لے اور اگر انکار کیا

[1] مترجم کہتا ہے کہ یہ حکم صاحبین رح کے قول پر ہونا مناسب معلوم ہوتا ہے ۱۲ [2] جیسے ہمارے عرف مین کچھ اوپر دس یا بیس وغیرہ بولتے ہین اسی طرح محاورۂ عرب مین کچھ اوپر کی جگہ بضع کا لفظ بولتے ہین ۱۲ [3] تو وہ تمیز بیان یعنی یہ سو کیا چیز ہین کپڑے یا درم وغیرہ ۱۲

تو بدون گواہ قائم کرنے کے نہین لے سکتا ہے یا مدعا علیہ سے قسم لیجاوے اور وہ نکول کرے تو لے سکتا ہے اور اگر مقرلہ نے کسی بکری غیر معین کا دعوی کیا تو مقر کو اختیار ہے جس بکری کو چاہے دیدے اور اگر مقر نے سب بکریون پر قسم کھالی تو مقبول نہوگی اور مجبور کیا جائیگا کہ کوئی بکری اسکو دے اور اگر بکریون مین سے کوئی معین نہ کی اور دونون نے باہم کہا کہ ہم نہین جانتے ہین یا مقر نے اپنے اقرار سے رجوع کیا یا انکار کیا تو مقرلہ اُسکا شریک ہوگا حتی کہ اگر دس بکریان ہون تو مقرلہ کی ایک بکری دسوان حصہ ہوگی اور اگر کوئی بکری مرگئی تو دونون کے مال سے مرگئی اور اگر کوئی بچہ جنی تو دونون کے مال مین زیادتی ہوئی اسی حساب سے اور اگر مقر نے اصلا انکار کیا اور گلہ ضائع کردیا تو وہ مقرلہ کے حصہ کا ضامن ہے اور اگر کوئی بکری اُنمین سے مری تو بقدر اُسکے حصہ کے یعنی دسوین حصہ کا ضامن ہوگا اور اگر مقر مرگیا تو اُسکے وارث اس باب مین بمنزلہ مورث کے قرار پائینگے ولیکن اُنسے علم پر قسم لیجاویگی اور اقسام حیوانات و عروض و باندی غلام اس باب مین مثل بکریون کے ہین یہ مبسوط مین ہے اگر کہا کہ زید کے میرے ان درمون مین دس درم ہین اور یہ درم سو ہین اور اُنمین چھوٹے کم وزن اور بڑے دونون قسم کے ہین تو دس درم وزن سبعہ سے قرار پاوینگے اور اگر مقر نے کہا کہ کم وزن والون مین سے ہین تو تصدیق نہوگی اور اگر اسمین زیوف شامل ہین اور اُسنے کہا کہ زیوف مین سے ہین تو تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ زید کے میرے اس اناج مین سے ایک کر گیہون ہین پھر دیکھا گیا تو وہ سب ایک کر نہین ہوتا ہے تو سب زید کا ہوگا اور مقر زیادہ کا ضامن نہوگا مگر مقر سے قسم لیجاویگی کہ مین نے اس طعام مین سے کچھ تلف نہین کیا ہے اور اگر پورا کر ہو تو سب زید کا ہے اور اگر زیادہ ہو تو زید کو اُسمین سے ایک کر ملیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ زید کا میرے دار مین سے اس دیوار سے اُس دیوار تک ہے تو زید کو فقط اس دیوار سے اُس دیوار کے درمیان کا حصہ ملیگا یہ کنز مین ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک درم سے دس درم تک ہین یا مابین ایک درم سے دس درم تک ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر نو درم لازم آوینگے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ دس درم لازم آوینگے کذا فی الکافی اگر کہا کہ مجھپر زید کا مابین کر شعیر سے کر حنطہ تک ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر ایک کر گیہون اور ایک کر جو واجب ہی مگر ایک قفیز گیہون کم کرکے اور امام ابو یوسف رح و امام محمد رح کے نزدیک دو کر لازم ہونگے اگر کہا کہ مجھپر مابین دس درم کے دس دینارون تک ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دس دراہم اور نو دنانیر لازم ہونگے اور صاحبین رح کے نزدیک اُسپر دس درہم اور دس دنانیر لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مابین دس دینارون کے دس درم تک تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دس دراہم اور نو دینار واجب ہونگے اور بعض نسخ ابی حفص مین اس صورت مین واقع ہے کہ اُسپر دس دینار اور نو درم لازم ہونگے اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ظاہر ہے ولیکن اصح وہی اول ہے۔ اور یون اقرار کرنا کہ من کذا الی کذا یعنی مثلاً دس درم سے دس دینار تک ہین بمنزلہ اس قول کے سب حکمون مین ہے کہ مابین دس درم کے دس دینار تک ہین یہ مبسوط مین ہے بشر رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کی مابین بکری کے گائے تک ہے تو امام اعظم فرماتے تھے کہ اُسپر کچھ واجب نہوگا خواہ بکری معین ہو یا غیر معین ہو اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا اگر معین ہو تو کچھ نہین لازم ہے اور اگر غیر معین ہو تو دونون اُسپر لازم آوینگے اور اگر کہا کہ مابین درم کے درم تک تو امام اعظم رح کے نزدیک ایک درم اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دو درم لازم آوینگے کذا فی المحیط

چھٹا باب مریض کے اقراروں اور فعلوں کے بیان میں۔ مرض الموت کا مریض وہ شخص ہی جو اپنی ذاتی ضرورتوں کے واسطے نہ نکلے اور یہی اصح ہی یہ خزانۃ المفتین میں ہی۔ مرض الموت کی تعریف میں اختلاف ہے فتوی کے واسطے یہ مختار ہے کہ اگر اس مرض سے غالبًا موت ہو تو مرض الموت ہی خواہ وہ شخص بستر پر لگ گیا ہو یا نہیں یہ مضمرات میں ہی۔ مریض کا اقرار اپنے وارث کے واسطے جائز نہیں ہی ولیکن اگر باقی وارث اجازت دیں تو جائز ہوگا پس اگر مقرلہ وقت اقرار کے مریض کا وارث ہو اور اسی طرح وارث باقی رہا یہانتک کہ مریض مرگیا تو اقرار باطل ہی اور اگر وقت اقرار کے مقرلہ وارث ہو پھر بعد اقرار کے وارث ہونے سے خارج ہوگیا اور ایسا ہی رہا یہانتک کہ مریض مرگیا مثلاً بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اس وقت اُسکے کوئی بیٹا نہ تھا پھر بیٹا پیدا ہوا اور وہ زندہ رہا یہان تک کہ مریض مرا تو اقرار جائز ہے یہ محیط میں ہی۔ اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وقت اقرار کے وارث نہ تھا پھر ایسے سبب سے وارث ہوگیا جو وقت اقرار کے قائم تھا مثلاً اپنے بھائی کے واسطے اقرار کیا اور اُسکا بیٹا بھی موجود ہی پھر بیٹا مرگیا پھر مریض مرا تو اقرار صحیح نہیں ہی اور اگر ایسے شخص کے واسطے اقرار کیا جو وارث نہیں ہی پھر کوئی ایسا سبب پیدا ہوا جس سے وہ وارث ہوگیا مثلاً کسی اجنبی عورت کے واسطے اقرار کیا پھر اُس سے نکاح کرلیا پھر مرگیا تو اقرار صحیح ہی یہ فتاوی قاضی خان میں ہی۔ اور اگر وقت اقرار کے وارث ہو پھر وارث ہونے سے خارج ہو جاوے پھر وارث ہو جاوے مثلاً اپنی جورو کے واسطے اقرار کیا پھر اُسکو بائن کردیا اور اُسکی عدت گذر گئی پھر اُس سے نکاح کرلیا پھر مرگیا یا کسی شخص سے موالاۃ کی پھر مریض ہوکر اسکے لیے اقرار کیا پھر فسخ کردی پھر دوبارہ عقد موالاۃ کیا پھر اسی مرض میں مرگیا تو اس صورت میں اختلاف ہی امام محمد رح نے فرمایا کہ اقرار جائز ہی اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ اقرار باطل ہی اور مشائخ نے فرمایا کہ امام محمد رح کا قول قیاس ہی اور قول امام ابو یوسف رح کا استحسان ہی یہ محیط میں ہی۔ اگر کسی مریض نے اپنے بیٹے کیواسطے قرض کا اقرار کیا اور بیٹا اُسکا غلام ہی پھر آزاد کیا گیا پھر باپ مرگیا اور وہ اُسکے وارثوں میں ہی تو قرض کا اقرار جائز ہے اور اگر یہ غلام تاجر ہو اور اُسپر قرض ہو اور باقی مسئلہ اپنے حال پر رہے تو اقرار باطل ہی اور اگر مریض نے اپنے بیٹے کیواسطے اقرار کیا اور وہ مکاتب ہی پھر باپ مرگیا اور بیٹا ویسا ہی مکاتب باقی ہی تو اُسکے حق میں اقرار جائز ہی اور اگر باپ کے مرنے سے پہلے بیٹا مکاتب آزاد ہوگیا تو اُسکے واسطے اقرار جائز نہ ہوا یہ مبسوط میں ہی۔ اگر مکاتب مریض نے اپنے آزاد بیٹے کیواسطے قرض کا اقرار کیا پھر مرگیا اور کوئی مال لائق ادا کے نہیں چھوڑا یا ادائے قرض کے لائق چھوڑا اور ادائے کتابت کے لائق نہیں چھوڑا تو اقرار جائز ہی اور اگر دونوں چیزوں کیواسطے لائق چھوڑا تو اقرار باطل ہی یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اگر مریض نے اپنے کسی وارث کے لیے معین ودیعت[1] کا اقرار کیا پھر اسی مرض میں مرگیا تو جائز نہیں ہی یہ محیط میں ہی۔ اگر مرد نے اپنے مرض میں اپنی عورت کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر اُس سے پہلے اُسکی جورو مرگئی اور جورو کے دو بیٹے ہیں ایک اسی مرد سے اور دوسرا دوسرے مرد سے تو اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق اقرار باطل ہی اور دوسرے قول کے موافق جائز ہی۔ اور اگر مریض نے اپنی جورو کیواسطے قرض کا اقرار کیا پھر اسکی موت سے پہلے جورو مرگئی اور اُسکے وارث ایسے موجود ہیں کہ اُسکی تمام میراث لیے لیتے ہیں اور وہ لوگ اس مقر کے وارث نہیں ہیں تو اقرار جائز ہی یہ ذخیرہ میں ہی۔ اگر مریض نے اپنے بیٹے کے واسطے قرض کا اقرار کیا پھر بیٹا مقرلہ مرگیا اور ایک بیٹا چھوڑا اور مریض کا کوئی بیٹا نہیں ہی تو امام ابو یوسف رح کے پہلے قول پر یہ اقرار جائز نہیں ہی اور دوسرے قول پر جائز ہی یہ محیط میں ہی۔ اگر اپنے مرض موت میں اپنی عورت کے دین مہر کا اقرار کیا تو تمام مہر

[1] ودیعت وہ چیز جو کسی کے پاس بطور امانت رکھی جاوے ۱۲

مثل تک تصدیق کیجاویگی اور قرضخواہان صحت کے ساتھ شریک ہوگی کذافی خزانۃ المفتین اور اگر مہر مثل سے زیادہ کا عورت کیواسطے اقرار کیا تو زیادتی باطل ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے مرض موت مین اپنی عورت کیواسطے ہزار درم مہر کا اقرار کیا اور مرگیا پھر وارثون نے گواہ قائم کیے کہ عورت نے اپنے شوہر کی زندگی مین اُسکو اپنا مہر ہبہ کردیا تھا تو گواہ مقبول ہونگے اور مہر بسبب اقرار شوہر کے لازم رہیگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر اپنے کسی وارث یا اجنبی کیواسطے اقرار کیا پھر مقرلہ مرگیا پھر مریض مرا اور مقرلہ کا وارث اس مریض کے وارثون مین سے ہے تو امام ابو یوسف رح کے اول قول مین یہ اقرار ناجائز اور دوسرے قول مین جائز ہے اور یہی امام محمد رح کا قول ہے اسی طرح اگر مریض نے اپنے مقبوضہ غلام کا کسی اجنبی کیواسطے اقرار کیا پھر اجنبی نے کہا بلکہ یہ غلام فلان مرد وارث مریض کا ہے میرا اسمین کچھ حق نہ تھا تو اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق مریض کا اقرار باطل ہے اور دوسرے قول کے موافق صحیح ہے اور دوسرا قول اقرب الی القیاس ہے اور قول اول احوط ہے یہ مبسوط اور فتاوی قاضی خان مین ہے۔ جو شخص دو دن مریض اور تین روز اچھا رہتا ہے یا ایک روز مریض اور دو روز اچھا رہتا ہے اگر اُسنے اپنے بیٹے کے واسطے کسی قرض کا اقرار کیا پس اگر ایسے مرض مین اقرار کیا جسکے بعد وہ اچھا ہوگیا تو اُسکا فعل جائز ہے اور اگر ایسے مرض مین اقرار کیا جس نے اُسکو بستر سے لگادیا اور وہ مرہی گیا تو جائز نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اپنے وارث کے واسطے کسی چیز کا اقرار کیا اور مرگیا پھر مقرلہ اور باقی وارثون مین اختلاف ہوا مقرلہ نے کہا کہ حالت صحت مین اقرار کیا اور باقی وارثون نے حالت مرض مین اقرار کا دعوی کیا تو مرض کے اقرار کے مدعی کا قول مقبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مقرلہ کے گواہ اولے ہین اور اگر مقرلہ کے پاس گواہ نہ ہون اور اُسنے وارثون سے قسم لینی چاہی تو اُسکو یہ اختیار ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ مریض کا اقرار اپنے قاتل کیواسطے نہین جائز ہے مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ زخم ایسا کاری ہو کہ جس سے آنا جانا ممکن نہو اور اگر ایسا کاری نہو اور آنا جانا ہوسکتا ہے تو اقرار صحیح ہے اور جو شخص مریض ہونے کے واسطے غالباً خوف ہلاک ہونا معتبر رکھتا ہے وہ یون کہتا ہے کہ یہ حکم اُسوقت ہے کہ زخم ایسا ہو کہ غالباً اُس سے ہلاکت کا خوف ہو اور اگر ایسا زخم نہو کہ جس سے غالباً خوف ہلاکت ہے تو اقرار صحیح ہے یہ محیط مین ہے مریض کا اقرار اپنے وارث کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے یا قاتل کے غلام یا اُسکے مکاتب کے واسطے جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اپنے مکاتب کے واسطے دین کا اقرار کیا تو جائز ہے بشرطیکہ حالت صحت مین اُسکو مکاتب کیا ہو اور اگر مرض مین مکاتب کیا تو اقرار نہین جائز ہے ولیکن تہائی مال سے جائز ہے کذافی الحاوی۔ اجنبی کے واسطے مریض سے تمام مال کے قرض کا اقرار جائز ہے بشرطیکہ اُسپر حالت صحت کا قرض نہو یہ محیط مین ہے صحت کا قرضہ اُس قرضہ پر جو حالت مرض مین اُسکے اقرار سے ثابت ہوا ہے مقدم ہے یعنی ترکہ مین سے پہلے صحت کا قرضہ ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُس سے مرض کا قرض ادا کیا جائیگا اور اگر یہ قرضہ قاضی کے مشاہدہ یا گواہون سے ثابت کیا جاوے تو دونون برابر ہین یہ محیط سرخسی مین ہے صحت کا قرضہ اس ودیعت سے مقدم ہے جس کا مرض مین اقرار کیا گیا یہ خزانۃ المفتین مین ہے اپنے مرض مین کوئی چیز خریدی یا قرض یا اجارہ پر لی اور گواہون نے اُسپر قبضہ کرنا معائنہ کیا یا ایک عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور یہی اُسکا مہر المثل ہے تو یہ لوگ قرضخواہان صحت سے حصہ مین شریک ہین اسی طرح ہر قرض کا حال ہے جو مریض پر کسی مال کے بدلے جسکا مالک ہوا یا تلف کیا ہے واجب ہوا اور اُسکا واجب ہونا بغیر اقرار مریض کے ثابت ہوا پس وہ بھی بمنزلۂ قرض صحت کے ہے اگر مرض مین دین ادا کیا پس اگر دین قرض یا ثمن مبیع ادا کیا تو جسکو ادا کیا اُسی کا ہوگا

قرضخواہان صحت کو نہ ملیگا اور اگر دین مہر یا اُجرت ادا کی تو قرضخواہان صحت اُسمین شریک ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مریض پر صحت کے قرضے نہون اور اُسنے حالت مرض مین دو شخصون کے واسطے قرض کا اقرار کیا تو دونون حصہ بانٹ لین کسی سے اوّلاً شروع نہ کیا جائیگا خواہ دونون اقرار معاً واقع ہوے ہون مثلاً کہا کہ ان دونون کے مجھپر ہزار درم ہین یا آگے پیچھے مثلاً آج کہا کہ اسکے مجھپر پانچسو درم ہین پھر ایک دن یا کم و بیش توقف کے بعد دوسرے سے کہا کہ اسکے مجھپر پانچسو درم ہین کذا فی المحیط زید نے اپنی صحت مین کہا کہ مین نے عمرو کی ایک باندی غصب کرلی پھر مرض مین کہا کہ وہ باندی یہ ہے اور سواے اس باندی کے اُسکا کچھ مال نہین ہے حالانکہ اُسپر قرض ہے تو یہ جائز ہے اور اسکی تصدیق کیجاویگی اسی طرح اگر اپنی صحت مین اقرار کیا کہ فلان شخص کے میرے پاس ہزار درم ودیعت ہین پھر مرض الموت مین کہا کہ وہ یہ ہزار درم ہین تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور صاحب دین سے صاحب ودیعت اولیٰ ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر مرض مین دین کا اقرار کیا پھر ودیعت کا اقرار کیا تو دونون دین ہونگے اور ودیعت مقدم نہوگی اور اگر پہلے ودیعت کا اقرار کیا پھر دین کا اقرار کیا تو اقرار ودیعت اولیٰ ہے اور بضاعت و مضاربت[2] دونون کا حکم مثل حکم ودیعت کے ہے کذا فی الحاوی۔ اگر مریض نے زید کے واسطے ہزار درم ودیعت کا اقرار کیا پھر مر گیا اور یہ ودیعت معین کرکے معلوم نہین ہے تو مثل دین مرض کے یہ بھی اُسکے ترکہ مین قرض شمار ہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر مریض ہوا اور اُسکے قبضہ مین ہزار درم ہین اور اُسپر صحت کا دین نہین ہے اور اُسنے زید کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر اقرار کیا کہ جو درم ہزار میرے قبضہ مین ہین یہ عمرو کی ودیعت ہین پھر خالد کے واسطے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا تو ہزار درم کے تین حصے کیے جاوینگے اور اگر زید نے کہا کہ میت کی طرف میرا کچھ حق نہین ہے یا مین اُسکو اپنے قرض سے بری کرچکا ہون تو ہزار درم درمیان عمرو و خالد کے برابر تقسیم ہونگے اور زید کے قول سے خالد کا حق باطل نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مریض نے ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر زید کے واسطے معین ہزار درم مضاربت کا اقرار کیا پھر عمرو کے واسطے دوسرے غیر معین ہزار درم قرض کا اقرار کیا پھر مر گیا اور فقط ہزار درم چھوڑے تو یہ ہزار درم ان سب لوگون مین بقدر حصہ رسد کے تقسیم ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر مریض نے اقرار کیا کہ میرے باپ پر زید کا قرض ہے اور میرے قبضہ مین باپ کا گھر ہے اور حال یہ ہے کہ مریض پر صحت کا قرضہ معروف ہے پس اُسکا قرضہ صحت مقدم رکھا جائیگا پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُسکے باپ کے قرضہ مین دیا جائیگا اور اگر اپنے باپ کے انتقال کے بعد اپنی صحت مین ایسا اقرار کیا ہو تو بیٹے کے قرضخواہون سے باپ کے قرضخواہ مقدم ہونگے کذا فی الحاوی۔ زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین اُسنے انکار کیا پھر زید مریض ہوا اور عمرو مر گیا اور زید اُسکا وارث ہے اور زید پر حالت صحت کا قرض ہے پھر وہ بھی مر گیا اور ہزار درم جو عمرو سے میراث پائی ہے چھوڑ گیا تو زید کے حالت صحت کے قرضخواہ ان ہزار درم کے لینے مین عمرو کے قرضخواہون سے مقدم ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر اپنی صحت مین کوئی غلام کھلا خسارہ اُٹھا کر تین روز کی اپنی خیار شرط پر خریدا پھر مدت خیار مین بیمار ہوا پھر بیع کی اجازت دی یا خاموش رہا یہانتک کہ مدت خیار گذر گئی پھر مریض مر گیا تو محاباۃ تہائی مال سے رکھی جاویگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر مریض نے کسی مقبوضہ زمین کی نسبت اقرار کیا کہ یہ وقف ہے پس اگر اپنی جانب سے وقف کا اقرار کیا تو تہائی مال سے جائز رکھی جاویگی چنانچہ اگر مریض نے اپنے غلام کی آزادی کا اقرار کیا یا صدقہ کا اقرار کیا کہ مین نے فلان کو صدقہ دیدیا ہے تو بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور اگر دوسرے کی طرف سے وقف کا اقرار کیا اور اس دوسرے نے یا اُسکے وارثون نے اسکی تصدیق کی تو کل مین وقف جائز ہے اور اگر فقط وقف کا اقرار کیا اور اپنی طرف یا غیر کی طرف سے

سلہ یعنی دو حصہ [illegible] ۱۲ سلہ [illegible] ۱۲

وقف کرنا بیان نہ کیا تو تہائی مال سے قرار دیا جائیگا۔ ایک مریض نے اپنے وارث اور ایک اجنبی کیواسطے دین کا اقرار کیا تو
اقرار باطل ہی خواہ شرکت کی دونون نے باہم تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور یہ شیخین رح کا قول ہی اور امام محمد رحمہ اللہ نے
فرمایا کہ یہ اجنبی کے واسطے بقدر اُسکے حصہ کے جائز ہی اگر ہر دو شریک نے باہم تکذیب کی یا اجنبی نے شرکت سے انکار کیا ہو یہ
فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر وارث نے شرکت مین اُسکی تکذیب کی اور اجنبی نے اُسکی تصدیق کی تو بعض نے کہا کہ اسمین
بھی اختلاف ہونا ضرور ہی اور اصح یہ ہی کہ یہ بالاتفاق جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ پس اگر مقرلہ دونون کی نفی شرکت
مین تصدیق کی اور کہا کہ دین مشترک نہ تھا اور مین نے شرکت کا جھوٹ اقرار کر دیا تھا تو اُسوقت اجنبی کے واسطے اقرار
صحیح ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر مریض نے کہا کہ زید کا مجھپر حق ہی اور وارثون نے اُسکے قول کی تصدیق کی پھر مریض مرگیا تو امام اعظم رح
نے فرمایا کہ طالب کی استحساناً تہائی مال تک تصدیق کیجاویگی اور اگر اس سے زیادہ کا دعوی کیا تو وارثون سے اُنکے علم پر قسم
لیجائیگی اگر اُنھون نے قسم کھالی تو طالب تہائی مال لے لیگا اور اگر مریض نے باوجود اسکے کسی دین مسمی کا اقرار کیا تو دین مسمی اُسکے
ترکہ مین مقدم رکھا جائیگا کذا فی الحاوی۔ اور اگر دین کا اقرار نہ کیا تہائی مال کی کسی شخص کے واسطے وصیت کی تو وصیت مسمی
مقدم ہوگی اور وارثون سے کہا جائیگا کہ دو تہائی مال مین جو کچھ تمھارا جی چاہے اُسکے واسطے اقرار کر دو اور تہائی کے وصیت دار
سے کہا جائیگا کہ تہائی مال مین جسقدر تیرا جی چاہے اس حقدار کے واسطے اقرار کر دے پس جس فریق نے کسی چیز کا اقرار کیا اُس سے
اسقدر لے لیجائیگی اور باقی کے واسطے قسم لیجائیگی یہ محیط مین ہی۔ مریض نے اپنے وارث کے واسطے ایک غلام کا اقرار کیا اُس نے
کہا کہ میرا نہین ہی بلکہ زید یعنی اجنبی کا ہی اور زید نے اُسکی تصدیق کی پھر مریض مرگیا تو زید کو غلام دلایا جائیگا اور وارث اُسکی قیمت
ڈانڈ بھریگا اُسمین سے اُسکا حصہ اُسکو ملیگا اسی طرح اگر وارث نے دوسرے وارث کے واسطے اقرار کر دیا تو غلام دوسرے
کو دلایا جائیگا اور پہلے وارث پر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور وہ میراث قرار پاویگی اور اس مین سے پہلے اور دوسرے کو حصہ
ملیگا اور اگر میت پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے مال کو محیط ہو تو کل قیمت ڈانڈ بھریگا اور کسی کا حصہ اس مین سے ساقط نہ ہوگا
یہ کافی مین ہی۔ ایک مریض نے اپنا غلام اپنے بعض وارثون کو ہبہ کیا اور موہوب لہ نے اُسپر قبضہ کر لیا اور مریض کا سوائے
اُسکے کچھ مال نہین ہی پھر موہوب لہ نے اقرار کیا کہ مریض نے مجھے ہبہ کر دینے سے پہلے اقرار کیا تھا کہ یہ غلام اس دوسرے وارث
کا ہی یا اقرار کیا کہ اُسنے مجھے ہبہ کرنے سے پہلے اس دوسرے وارث کو ہبہ کیا تھا اور دوسرے نے اس امر مین اُسکی تصدیق
کی تو دوسرے کو اختیار ہے کہ اول سے غلام لے لے پس اگر دوسرے نے لیا پھر مریض اسی مرض سے مرگیا پس اگر یہ غلام
قائم موجود ہو تو دوسرے سے لے لیا جائیگا اور وارثان میت کی میراث ہوکر بطور فرائض اللہ تعالی کے اُنکو تقسیم کیا جائیگا
اسی طرح اگر دوسرا شخص وارث نہو اور میت پر اسقدر قرض ہو کہ اُسکے مال کو محیط ہی تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ چاہین غلام اُسکے
قبضہ سے لیکر تقسیم کر لین۔ اور اگر غلام دوسرے وارث کے ہاتھ مین مرگیا ہو تو قرضخواہون کو اس صورت مین اختیار ہی اور
باقی وارثون کو پہلی صورت مین اختیار ہی کہ چاہین تو پہلے وارث سے غلام کی قیمت کی ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور
دوسرا پہلے سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر پہلے سے ضمان لی تو وہ بھی دوسرے سے کچھ پھیر نہین سکتا ہی ایسا ہی عامہ روایات
مین اس کتاب مین مذکور ہی اور بعض روایتون مین ہی کہ پھیر لے سکتا ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ باقی وارثون کو یہ اختیار صرف

اُسوقت حاصل ہوگا کہ جب اُنسے کوئی تصدیق یا تکذیب نہ پائی گئی ہو اور اگر اُنھوں نے تصدیق کی ہو تو صرف دوسرے سے ضمان لے سکتے ہین اور اگر اُنھون نے تکذیب کی ہو تو اول سے ضمان لے سکتے ہین۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ دوسرے سے اول کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی اور کہا کہ غلام میرا ہے مین نہین جانتا ہون کہ یہ کیا کہتا ہے تو غلام دوسرے کو سپرد کیا جائیگا۔ اور یہ اُسوقت ہے کہ اول نے مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا ہو اور پھر دوسرے کے واسطے اقرار کیا ہو اور ایسے ہی اگر اول نے مریض سے لیکر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ اقرار کر دیا کہ مریض نے دوسرے کے واسطے اسکا اقرار کیا ہی قبل اسکے کہ میرے واسطے اقرار کرے پھر اگر دوسرے نے اُسکی تصدیق کی اور مریض سے لیکر غلام پر قبضہ کیا پھر مریض مرگیا اور اُسپر بہت قرضے ہین اور غلام بعینہ دوسرے کے پاس قائم ہی تو اُس سے لے لیا جائیگا اور قرضخواہون مین تقسیم ہوگا اور اگر بعینہ قائم نہو تو قرضخواہون کو اختیار ہی چاہے اول سے ضمان لین یا دوسرے سے ضمان لین اور اگر مریض پر قرضے نہون تو باقی وارثون کو غلام لینے کا اختیار ہی اگر بعینہ قائم ہو یا تضمین کا اختیار ہی اگر مرگیا ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر مریض نے اپنے قرضے کے بھر پانے کا اقرار کیا جو اُسکا دوسرے شخص پر واجب تھا پھر اگر یہ قرضہ کسی مال کے عوض تھا مثلاً نقد دیا یا کوئی چیز فروخت کی جسکا ثمن مشتری کے ذمہ واجب ہوا یا ایسی چیز کا بدل ہو جو مال نہین ہی جیسے مہر و بدل خلع[1] و اُسکے امثال پس اگر دین بسبب عوض مال کے واجب تھا اور قرضدار اجنبی شخص تھا تو بھر پانے کا اقرار صحیح ہی بشرطیکہ حالت صحت مین واجب ہوا خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہو اور اگر حالت مرض مین دوسرے پر یہ قرض واجب ہوا ہی تو بھر پانے کا اقرار مریض کے قرض خواہ صحت کے حق مین صحیح نہین ہی جبکہ مریض پر صحت کا قرضہ ہو یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُس دین کا وجوب حالت صحت مین گواہون سے یا قاضی کے معائنہ سے معلوم ہوا ہو اور اگر فقط مریض و قرضدار کے قول سے ثابت ہوا مثلاً مریض نے کسی خاص شخص سے کہا کہ مین نے اپنی صحت مین یہ غلام تیرے ہاتھ اس قدر دامون کو بیچکر قبضہ کرا دیا تھا اور دام بھر پائے تھے اور مشتری نے اُسکی تصدیق کی اور یہ صرف ان دونون کے قول سے معلوم ہوا پس اگر غلام مشتری کے پاس یا بائع کے پاس وقت اقرار کے بعینہ قائم ہو یا وقت اقرار کے ہلاک ہوگیا ہو مگر اول مرض مین اُسکا زندہ قائم ہونا معلوم ہو یا ہلاک ہوگیا ہو مگر یہ معلوم نہ ہوتا ہو کہ مریض کی حالت مرض مین مرا ہے یا حالت صحت مین مرا ہے تو ان سب صورتون مین اگر صحت کے قرض خواہ مریض کی اس بارہ مین یعنی دام بھر پانے مین تکذیب کرین تو مریض کا اقرار بھر پانے کا صحیح نہین ہی اور اگر یہ معلوم ہو جاوے کہ غلام حالت صحت مین مرا ہی تو اقرار مریض صحیح ہی۔ اور اگر دین کسی وارث پر واجب تھا اور مریض نے وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح نہین ہی خواہ حالت مرض مین واجب ہوا ہو یا حالت صحت مین واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرضہ ہو یا نہو۔ اور اگر قرضہ ایسی چیز کے عوض واجب ہوا جو مال نہین ہی پس اگر قرضدار اجنبی ہی تو مریض کا وصول پانیکا اقرار صحیح ہی خواہ قرضہ حالت مرض مین واجب ہوا یا صحت مین واجب ہوا ہو اور خواہ مریض پر حالت صحت کا قرض ہو یا نہو۔ اور اگر ایسا قرضہ کسی وارث پر واجب ہوا ہی تو مریض کا اقرار استیفا صحیح نہین ہی خواہ یہ قرضہ حالت مرض مین واجب ہوا یا حالت صحت مین واجب ہوا ہو کذا فی المحیط۔ اگر قرضدار مریض نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت یا عاریت یا مضاربت میرے وارث کے پاس تھی مین نے وصول کرلی ہی تو اُسکی تصدیق کیجاویگی

[1] وہ مال جو عورت نے طلاق کے عوض اپنے ذمہ لیا ۱۲

یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مریض نے اقرار کیا کہ مین نے موہوب لہ سے اپنا ہبہ واپس لیا تو تصدیق کیجاویگی اور موہوب لہ بری ہو جائیگا
اسی طرح اگر بیع فاسد مین مبیع یا مال مغصوب یا رہن واپس لینے کا اقرار کیا تو صحیح ہے اگرچہ اُسپر صحت کے قرضے ہون اور اگر ان سب
صورتون مین اپنے وارث سے واپس لینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ نے جامع مین فرمایا کہ
اگر کسی شخص کے دوسرے پر ہزار درم صحت مین واجب ہوے ہین پھر جب وہ بیمار ہوا تو اقرار کیا کہ یہ ہزار درم جو میرے قبضہ مین ہین
یہ میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہین اور یہ ہزار ویسے ہی ہین جیسے مریض کے دوسرے پر واجب ہین پھر مریض مر گیا اور اُسپر
صحت کے قرضے ہین اُسکے قرضخواہون نے مریض کے اقرار سے انکار کیا یا تکذیب کی تو مریض کی اُسکے اقرار مین تصدیق کیجائیگی اور
یہ ہزار ودیعت کے قرضدار کے قرض کا بدلا ہو جائینگے یا مکاتب بعوض انکے آزاد ہو جائیگا۔ اور اگر یہ درم ودیعت کے اُنسے کھرے
ہون جو مریض کے دوسرے پر واجب ہین تو اقرار صحیح ہے پس اگر مقر لہ نے کہا کہ مین کھرے درم واپس لونگا اور جیسے اُسکے چاہیے
ہین وہ دیگا تو اُسکو اختیار نہین ہے کیونکہ زیادت کے اقرار کی صحت نہین ہوئی ہے۔ اور اگر ہزار درم زیوف ودیعت کا اقرار کیا
کہ میرے پاس میرے قرضدار سے یا مکاتب کی ودیعت ہین اور قرضدار پر درم کھرے چاہیے ہین تو مریض کا اقرار صحیح نہ ہوگا اور یہ درم
مریض کے قرضخواہون کو تقسیم کیے جاوینگے اور مریض کا قرضدار و مکاتب اُس کے قرضہ کی بابت ماخوذ ہونگے۔ اسیطرح اگر اقرار کیا کہ یہ
سو دینار جو میرے پاس ہین میرے قرضدار یا مکاتب کی ودیعت ہین یا کسی مقبوضہ باندی کے اسطرح ودیعت ہونے کا اقرار کیا
پھر مر گیا اور مرتے وقت تک یہ ودیعت اُسکے پاس قائم تھی یا نہین معلوم باندی اُسنے کیا کی تو اقرار باطل ہے اور اگر مریض نے کہا
کہ مین نے یہ ہزار درم نبہرہ اپنے قرضدار یا مکاتب سے اپنے حق کے ادا مین لے لیے ہین یا یہ دینار اپنے ادائے حق مین لیے ہین یا یہ
باندی اپنے حق کے عوض خرید لی ہے پس اگر قرضدار و مکاتب نے اُنکی تکذیب کی اور دونون نے کہا کہ ہمپر اُسکا قرضہ ویسا ہی ہے یہ
چیزین ہماری ہین تو مریض کا اقرار باطل ہو گیا اور یہ چیزین مریض کے قرضخواہون کو حصہ کے موافق تقسیم کردیجاوینگی اور قرضدار
مریض و مکاتب پر اُسکا قرضہ بحالہ باقی رہیگا اور اگر مریض کے اقرار کی قرضدار و مکاتب نے تصدیق کی تو باندی و دینارون مین
دیکھنا چاہیے کہ اگر باندی و دینارون کی قیمت مریض کے قرضہ کے برابر یا زیادہ ہے تو اقرار صحیح ہے اور اگر کم ہے مثلاً قرضہ ہزار درم اور قیمت
کے پانچسو درم ہین تو باندی کی نسبت قرضدار یا مکاتب سے کہا جائیگا کہ مریض نے بقدر پانچ سو درم کے محاباۃ کی ہے اور محاباۃ
مریض قرضدار سے صحیح نہین ہے لہذا اگر تجھے بیع منظور ہو تو اُسکا باقی حق یا پانچسو درم دیکر پورا کردے ورنہ بیع توڑدے اور اُسکا پورا
حق ادا کردے اور باندی واپس لے اور دراہم نبہرہ کی صورت مین مکاتب یا قرضدار کو اختیار نہ دیا جائیگا کہ چاہے نبہرہ لیکر کھرے
واپس کرے یا نبہرہ چھوڑدے اور بقدر نقصان کے ڈانڈ بھرے بلکہ کہا جائیگا کہ نبہرہ واپس لے اور کھرے واپس دے اور
کتاب مین یہ مذکور نہین ہے کہ اگر دینار اُس دین سے کم ہون تو مکاتب کو خیار دیا جائیگا یا نہین اور فقیہ ابو بکر بلخی نے
ذکر کیا کہ خیار دیا جائیگا اور یہی اصح ہے پھر اگر غریم یا مکاتب نے بیع توڑنا اختیار کیا تو دینار و باندی اُسکو واپس کیجاویگی
یہ محیط مین ہے۔ اگر غلام تاجر نے ایسے قرضہ کے وصول پانے کا اقرار کیا جو اُسکا اُسکے مالک پر تھا پس اگر غلام مقروض نہو تو
جائز ہے اور اگر قرضدار ہو تو جائز نہین اسی طرح اگر مکاتب نے اپنے مولی سے اپنا قرض وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ وہ
مریض تھا پھر مر گیا اور اُسپر قرض ہے اور مدعی اُس کا وارث ہے تو اُس کا اقرار باطل ہے اور اگر اُس پر قرض نہ ہو اور اُسکا

مولی پر طعام آتا ہوا اور بمال کتابت اُس کا درم ہین اور اُس نے اقرار کیا کہ میرا جو طعام اناج مولی پر آتا تھا وہ مین نے وصول
پایا ہی پھر مر گیا اور اسقدر چھوڑ گیا جس سے مال کتابت ادا ہو سکتا ہی پس اگر سواے مولی کے کوئی اُس کا وارث نہ ہو تو
اقرار صحیح ہی اور اگر سواے مولے کے اُس کا کوئی دوسرا وارث ہو تو بھی اُس کے اس اقرار مین تصدیق کیجاویگی اور اگر اُسپر
اسقدر قرضہ ہو جو اُس کے مال کو محیط ہی تو اُسکی تصدیق نہ کیجاوے گی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے مریض کے لیے
اقرار کیا کہ مین نے اسکے غلام کا ہاتھ کاٹ ڈالا یا قتل کیا ہی پھر مریض نے ارش وصول پانے کا اقرار کیا تو صحیح ہے اسی طرح
اگر قاتل نے مولی کے مرض مین اُسکے غلام کو عمدًا قتل کیا اور مولی نے اُس نے کسی قدر مال پر صلح ٹھہرائی اور بدل صلح
وصول پانے کا اقرار کیا تو جائز ہی یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر مریضہ نے شوہر سے اپنے تمام مہر وصول پانے کا اقرار کیا حالانکہ
مریضہ پر صحت کا قرض ہی پھر شوہر کے طلاق دینے سے پہلے اسی مرض مین مر گئی تو اُسکا اقرار صحیح نہین ہے اور شوہر کو حکم
کیا جائیگا کہ اُسکا مہر دیوے کہ وہ اُسکے قرضخواہون مین موافق حصے کے تقسیم ہوگا اور اگر شوہر نے دخول سے پہلے اُسکو طلاق
دیدی پھر اُسنے اپنا مہر وصول پانے کا اقرار کیا پھر اسی مرض مین مر گئی تو اُسکا اقرار صحیح ہے پس اگر شوہر نے کہا کہ مین
قرضخواہون کے ساتھ نصف مہر مین شریک ہون تو نہین ہو سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہے۔ پھر اگر صحت کے قرضخواہون کے
قرضے ادا کرنے کے بعد اگر اس عورت کے مال سے کچھ باقی رہا تو اس مین سے شوہر اپنا آدھا مہر لے لیگا۔ اور اگر شوہر نے اس
عورت کے ساتھ دخول کر لیا ہی پھر اُسکو طلاق بائن یا رجعی دی پھر عورت مریض ہوئی اور اُسنے اپنا تمام مہر وصول پانے کا اقرار
کیا پھر عدت گذرنے کے بعد مر گئی تو اقرار صحیح ہے اور اگر عدت گذرنے سے پہلے مر گئی تو صحیح نہین ہے اور جب اس صورت مین مہر وصول
پانے کا اقرار صحیح نہوا تو صحت کے قرضخواہ اپنے قرضے وصول کر لینگے پھر اگر کچھ بچ رہا تو مہر کی طرف دیکھا جائیگا اور شوہر کی میراث کی
طرف جو اُس سے ملی ہی دیکھا جائیگا جو دونون مین سے کم ہو وہ شوہر کو دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی عورت سے کچھ مال پر خلع
کیا حالانکہ خود مریض ہی پھر اُسکی عدت گذر گئی اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے بدل خلع عورت سے وصول پا یا ہی اور اسپر کچھ
قرض حالت صحت یا مرض کا نہین ہی تو اقرار صحیح ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک مریض پر صحت کے قرضے ہین اُس سے زید نے ایک غلام
حالت مرض مین غصب کر لیا اور وہ زید کے پاس مر گیا یا بھاگ گیا اور قاضی نے مریض کے نام غاصب پر قیمت کی ڈگری کر دی
اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے یہ قیمت غاصب سے وصول پائی تو بدون گواہون کے اُسکی تصدیق نہ کیجاوے گی۔ اور
اگر غصب کرنا مریض کی حالت صحت مین واقع ہوا پھر یہ مریض ہوا حالانکہ غلام غاصب کے پاس بعینہ قائم ہی پھر بھاگ گیا یا
مر گیا اور قاضی نے اُسپر قیمت کی ڈگری کر دی پھر مریض نے اُسکے وصول پانے کا اقرار کر لیا پس اگر غلام مر گیا یا بھاگنے سے لوٹ کر
نہین آیا تو تصدیق کیجائیگی بمنزلہ اس قرضہ کے جو صحت مین واجب ہوا ہو اور اگر غلام بھاگنے سے لوٹ آیا تو اُسکا اقرار صحیح نہین
ہی۔ اور اگر غصب اور ضمان کا حکم دونون حالت صحت مین واقع ہوے اور مریض نے ضمان وصول کرنے کا اقرار حالت مرض
مین کیا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی یہ محیط مین ہی۔ ایک مریض نے ایک غلام ہزار کی قیمت کا جسکے سواے اسکا کچھ مال نہین ہی دو ہزار
کو فروخت کیا اور اُسپر صحت کے بہت سے قرضے ہین پھر اُسنے تمام ثمن وصول پانے کا اقرار کیا پھر مر گیا تو امام ابو یوسف رح کے
نزدیک اُسکا کچھ اقرار صحیح نہین ہی اور مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوبارہ ثمن ادا کرے یا بیع توڑ دے پس اگر اُسنے دوبارہ

ثمن دینا اختیار کیا تو وہ قرضخواہان صحت کو دیا جائیگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ قیمت سے جسقدر زیادہ ثمن ہے اُسکی بابت مریض کے قول کی تصدیق ہوگی اور بقدر قیمت کے مشتری کو اختیار دیا جائیگا کہ چاہے دوسرے ایک ہزار درم ادا کرے یا بیع توڑ دے اور غلام قرضخواہوں کے واسطے فروخت کیا جاویگا اور امام اعظم رح کا قول مذکور نہیں ہے اور ہمارے مشائخ نے اُنکا قول امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق ذکر کیا ہے یعنی مثل قول امام ابو یوسف رح کے ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ ایک شخص نے اپنا غلام اپنی صحت میں زید کے ہاتھ فروخت کر دیا اور مشتری نے اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع مریض ہوا اور اُسپر حالت صحت کے قرضے ہیں اور اُسنے اقرار کیا کہ میں نے ثمن وصول پا یا ہے یہانتک کہ اُسکا اقرار قرضخواہان صحت کے حق میں صحیح ہو گیا بعد اپنے مرض میں مر گیا اور مشتری نے غلام میں عیب پا کر بحکم قاضی اُسکو واپس کیا تو مشتری کو یہ اختیار نہیں ہے کہ قرضخواہان میت کے ساتھ باقی اموال میت میں شریک ہو ولیکن غلام کو اپنے دام وصول کرنے تک روک لے سکتا ہے۔ پس غلام فروخت کیا جائیگا اور اُس کے ثمن کا مشتری باقی قرضخواہوں سے زیادہ حقدار ہوگا یعنی لے لیگا پھر جب غلام فروخت کیا گیا تو اُس کا ثمن مشتری کو ادا کر دیا جائیگا اور اگر اُس میں سے کچھ بچا تو وہ باقی قرضخواہان میت کو دیا جائیگا اور اگر مشتری کے حق سے اُس کا ثمن کم ہوا تو مشتری کو باقی مال میت سے جبتک دوسرے قرضخواہ اپنا اپنا حق نہ لے لیں کچھ نہ ملیگا اور اگر اُنکے لینے کے بعد کچھ بچا تو اُسمیں سے مشتری باقی حق لے سکتا ہے۔ اور اگر مشتری نے اپنے داموں کے واسطے غلام کو نہ روکا بلکہ مریض کو اُسکی زندگی میں یا اُسکے وصی کو اُسکے مرنے کے بعد بحکم قاضی دیدیا تو غلام کے ثمن میں اُسکا مقدم ہونا باطل ہو گیا ولیکن اپنے پورے دام وصول کرنے میں اُسکا حق باطل نہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر مریض نے اپنے وارث کو کچھ درم دیئے تاکہ اُسکے کسی قرضخواہ کو ادا کرے پس وارث نے کہا کہ میں نے اُسکو دیدیئے اور قرضخواہ نے اُسکی تکذیب کی تو وارث کی اس باب میں تصدیق کیجاویگی کہ وہ ضمان سے بری ہے خواہ مریض اُسکی تصدیق کرے یا تکذیب کرے ولیکن وارث کے قول کی تصدیق قرضخواہ کے حق باطل ہونے میں نہ کیجاویگی۔ اور اگر اُسکو اپنے قرضہ وصول کرنے کے واسطے وکیل کیا اور قرضہ کسی اجنبی پر ہے پس وارث نے کہا کہ میں نے وصول کر کے مریض کو دیدیا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور قرضدار بری ہو گیا۔ اور اگر اپنی متاع فروخت کرنے کے واسطے وارث کو وکیل کیا اور مریض پر کچھ قرض نہیں ہے پھر وہ متاع موافق اُسکی قیمت کے گواہوں کے سامنے فروخت کی پھر مریض کی زندگی میں یا اُس کے مرنے کے بعد کہا کہ میں نے دام وصول کر کے مریض کو دیدیئے یا ضائع ہو گئے تو اُس کی تصدیق کیجاوے گی اور اگر کہا کہ میں نے متاع فروخت کی اور ثمن وصول کیا اور وہ ضائع ہو گیا پس اگر متاع تلف ہو گئی اور خریدار معلوم نہ ہو تو اُس کی تصدیق کیجاویگی خواہ مریض زندہ ہو یا مر گیا ہو۔ اور اگر متاع قائم ہو اور خریدار معلوم ہو اور وہ اسکا مقر ہے اور مریض پر قرضہ نہیں ہے تو بھی وارث کی تصدیق کیجاویگی بشرطیکہ مریض زندہ ہو اور اگر مریض پر قرضہ ہو تو وارث کی تصدیق نہ کیجاوے گی۔ اگرچہ مریض اس امر میں اُسکی تصدیق کرے اور اگر مریض مر گیا ہو اُسوقت وارث نے یہ اقرار کیا تو اقرار صحیح نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے۔ زید کے عمرو پر ہزار درم قرضہ ہیں اور ایک وارث اُسکا کفیل ہے یا قرضہ وارث پر ہے اور کوئی اجنبی اسکا کفیل ہے خواہ بحکم وارث کفیل ہے یا بدون اُسکے حکم کے کفیل ہے پھر زید بیمار ہوا اور کسی ایک سے دونوں میں سے وصول پانے کا اقرار کیا تو باطل ہے اور اگر اجنبی کو بدون وصول پانے کے بری کر دیا پس اگر اجنبی اصیل ہو تو صحیح نہیں ہے اور اگر کفیل ہو تو تہائی مال سے بری کرنا صحیح ہے

پس اگر میت کا اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی یہ قرض ہوتا ہی تو صحیح ہی اور اگر کفیل سے کچھ مواخذہ نہین ہو سکتا ہی اور قرضہ وارث پر بحالہ باقی رہیگا اور اگر میت کا سوائے اس قرضہ کے کچھ مال نہو تو اسکے تہائی سے بری کرنا صحیح ہی اور باقی دو تہائی کیواسطے وارثون کو اختیار ہی چاہین اصیل سے اور چاہین کفیل سے لین اور ایک تہائی جس سے کفیل کو بری کیا ہے وہ فقط اصیل سے لے سکتے ہین۔ اور اگر وارث کو بری کیا تو کسی حال مین صحیح نہین ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے کسی اجنبی سے جسنے وارث کی طرف سے باحسان ادا کیا ہو وصول پایا یا اُسکی طرف سے کسی اجنبی نے حوالہ قبول کر لیا یا اُسکو کسی شخص نے اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا اُسنے اس موکل کے بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا پھر موکل بیمار ہوا پس اسنے اقرار کیا کہ مین نے اپنے بیٹے سے ثمن وصول پایا یا وکیل نے وصول کر کے موکل کو دینے کا اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی پس اگر وکیل ہی مریض ہوا اور موکل صحیح ہو تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر موکل نے انکار کیا پس اگر مشتری دونون کا وارث ہو اور وہ دونون مریض ہون تو وکیل کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر فقط وکیل کا وارث ہو اور موکل کا ہو اور وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے وصول کر کے موکل کو دام دیدیئے ہین یا میرے پاس تلف ہو گئے تو تصدیق کیجاویگی اور اگر فقط وصول کرنے کا اقرار کیا تو تصدیق نہو گی۔ اور اگر کفیل[1] نے مریض کو دوسرے پر قرضہ کا حوالہ کیا اور مریض اور محتال علیہ نے قبول کر لیا پھر مریض مر گیا پس اگر حوالہ مطلقہ ہی تو جائز نہین ہی اور اگر حوالہ بشرط برارت الکفیل دون الاصیل ہو پس اگر کفیل ہی وارث ہی تو بھی صحیح نہین ہی اور اگر اجنبی کفیل ہی تو تہائی مال سے صحیح ہی پس وارثون کو اختیار ہو گا کہ چاہین حوالہ کو جائز رکھین یا توڑ دین اور اگر جائز رکھا تو اختیار ہی چاہین قرضہ محتال علیہ سے وصول کرین یا اصیل وارث سے لیوین اور اگر جائز نہ رکھا پس اگر میت کا اسقدر مال ہی کہ یہ دین اُسکی تہائی ہوتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر میت کا سوائے ہزار درم قرضہ کے اور کچھ مال نہو تو تہائی مال سے صحیح ہی اور وارثون کو اختیار ہی چاہین محتال علیہ سے تہائی اور کفیل سے دو تہائی وصول کرین یا سب قرضہ وارث سے وصول کر لین۔ اور اگر مریض نے قرضہ وصول پانیکا اقرار نہ کیا اور نہ کفیل کو بری کیا اور نہ حوالہ قبول کیا ولیکن ہزار درم یا سو دینار یا ایک باندی مقبوضہ کا کفیل کی ودیعت ہونے یا اُس سے غصب کرنیکا اقرار کیا اور وقت موت تک بعینہ یہ چیزین قائم ہین اور معلوم نہین ہوتا ہی کہ اُسنے باندی کو کیا کیا ہی تو اقرار باطل ہی پس اگر باندی معین معلوم نہوئی یہانتک کہ وہ مریض اُسی تجہیل کے ساتھ مر گیا تو اُسپر ضمان واجب ہو گی پس قرضہ کا قصاص ہو جائیگا اور اگر وہ بچہ قائم ہو تو کفیل اُسکو لے لیگا اور فروخت کر کے اُسکو قرضہ مین ادا کریگا بدون اسکے کہ اپنے کسی خاص مال کے فروخت کرنے کی حاجت ہو اسیطرح اگر ان سب کا اصیل کیواسطے اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ ایک شخص نے اپنے مرض مین اپنے غلام کو مکاتب کر دیا اور اُسکے سوائے اُسکا کچھ مال نہین ہی پھر بدل کتابت وصول پانیکا اقرار کیا تو تہائی مین جائز ہی اور دو تہائی قیمت کے واسطے مکاتب سعی کریگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر بدل کتابت وصول پانیکا اقرار نہ کیا ولیکن اپنے مقبوضہ ہزار درم یا سو دینار یا باندی کی نسبت اقرار کیا کہ یہ اسی میرے مکاتب کی ودیعت ہی اسنے مجھے بعد کتابت کے ودیعت رکھنے کو دی ہی پھر مر گیا تو یہ اقرار بقدر تہائی کے جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ زید نے اپنے باپ عمرو کو ہزار درم عمرو کے مرض الموت یا صحت مین ودیعت رکھنے کو بمعائنہ گواہان دیے ہین پھر جب وہ مرنے لگا تو اُسنے اقرار کیا کہ مین نے وہ ودیعت تلف کر دی پس یا تو ودیعت کے تلف کرنے کا اقرار کیا اور اسی پر جمار ہا یہانتک کہ مر گیا تو یہ ودیعت اُسکے مال مین زید کا قرضہ ہو گئی اور یہ مریض کا

[1] وہ شخص جسکو مریض نے حوالہ کیا عوض دین ضامن ہوا ہی ۱۲

اپنے وارث کے واسطے اقرار کرنا نہیں ہی اور یا ودیعت سے انکار کیا یا اقرار کیا کہ مین نے تلف کردی پھر کہا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا مین نے زید کو واپس کردی تو اس صورت مین اُسکے قول پر التفات نہ کیا جائیگا اور اُسپر ضمان واجب ہوگی اگرچہ قسم کھالے اور یا اقرار کیا کہ میرے پاس سے ضائع ہو گئی یا مین نے واپس کردی پھر جب اُس سے قسم لی گئی تو تلف کردینے کا اقرار کیا یا قسم سے نکول کیا تو اس صورت مین اُس سے ضمان باطل ہو جائیگی اور اُس کے ترکہ مین سے نہ لیجاوے گی ہکذا فی التحریر شرح الجامع الکبیر للحصیری۔ امام محمد رحمہ نے فرمایا کہ ایک شخص کے تین بیٹے ہین اور اُسکے قبضہ مین ایک دار ہی پھر جب وہ مرنے لگا تو کہا کہ مین نے یہ دار اپنے اس بیٹے اور اس اجنبی سے ہزار درم مین خریدا ہے اور دونون سے قبضہ کر لیا ہی اور دونون کو کچھ ثمن نہین دیا ہی اور دونون نے اُسکے اقرار شرکت کی تصدیق کی پھر مر گیا اور اُس دار کا ایک شفیع ہے اور دوسرے دونون بیٹے اس سب سے منکر ہین تو یہ اقرار باطل ہی اور جب اقرار باطل ہوا تو وہ دار تینون بیٹون کو برابر تقسیم ہوگا پھر اگر شفیع آیا تو تہائی حصہ مقر لہ کا جو اُسکو ملا ہی تہائی ثمن مین لے لیگا اور تہائی ثمن اس بیٹے مقر لہ اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور اگر بیٹے مقر لہ کو کچھ مال اور بھی ملا ہوگا تو وہ بھی اس ثمن مین ملاکر تقسیم کیا جاویگا یہانتک کہ اُسکو اور اجنبی کو ہر ایک کو پانچ سو درم مل جائین۔ اور اگر اجنبی نے شرکت مین اُسکی تکذیب کی مثلاً یون کہا کہ مین نے نصف دار اسکے ہاتھ پانچسو درم کو بیچا ہی اور باقی آدھا مین نہین جانتا ہون کہ کسکا ہی اور میرے اور اس بیٹے کے درمیان کچھ شرکت نہ تھی اور بیٹے نے اپنے باپ کی اقرار شرکت مین تصدیق کی تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ صورت اور پہلا اقرار یکسان ہے اور شفیع تہائی دار تہائی ثمن مین لے لیگا اور تہائی ثمن اُس بیٹے اور اجنبی کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح کے نزدیک شفیع دو تہائی دار کی لے سکتا ہے اور اگر بیٹے نے اپنے باپ کے اقرار کی تکذیب کی اور اجنبی نے تصدیق کی تو بھی شیخین رح کے نزدیک اقرار مریض باطل ہی مگر شفیع بیٹے مقر لہ سے چھٹا حصہ دار کا چھٹے حصے ثمن مین لے لیگا۔ اور امام محمد رح کے نزدیک اجنبی کے حق مین اقرار صحیح ہی پس یون حکم کیا جائیگا کہ اجنبی نے نصف دار مریض کے ہاتھ بیچا پس شفیع نصف ثمن مین لے لیگا اور باقی آدھا تینون بیٹون کو برابر تقسیم ہوگا ہر ایک کو کُل کا چھٹا حصہ ملیگا اور شفیع اس صورت مین بیٹے مقر لہ سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک مریض نے اپنی جورو کے واسطے جسکو اُسنے اُسکی درخواست سے طلاق دی ہی سو درم کا سوائے مہر کے اقرار کیا اور وہ عورت اپنا مہر سب لے چکی ہی پھر اُسکی عدت گذرنے کے بعد مر گیا اور ایک بھائی اور جورو کی سوت اور چالیس درم چھوڑے تو سب درم مطلقہ عورت کو ملینگے اور اگر اُسکی عدت گذرنے سے پہلے مر گیا تو چالیس کا آٹھوان حصہ یعنی پانچ درم پاویگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر شوہر نے بجائے چالیس درمون کے ایک کپڑا قیمتی چالیس درم کا چھوڑا اور کوئی اور مال نہ چھوڑا پس اگر عدت گذرنے سے پہلے مر گیا تو غیر مطلقہ کو اس کپڑے کا آٹھوان حصہ ملیگا اور مطلقہ کو بعینہ یہ کپڑا لینے کا استحقاق نہین ہی پس کپڑے کا آٹھوان حصہ پانچ درم کو فروخت کرکے عورت کو دیے جائینگے ولیکن اگر راضی ہو جائے کہ مین آٹھوان حصہ کپڑے کا اپنے حق مین لونگی تو لے سکتی ہی اور اگر اُسکی عدت گذرنے کے بعد شوہر مر گیا تو کپڑا فروخت کر دیا جاتا اور تمام ثمن اُسی کو دیا جائیگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص کی موت قریب آئی اور اُسکا ایک بھائی مان و باپ کی طرف سے ہی اور ایک جورو ہی اسنے تین طلاق کی درخواست کی اُسنے دیدین پھر عورت کے واسطے سو درم کا اقرار کیا اور وہ اپنا مہر پورا لے چکی

ہے اور ایک شخص کے واسطے تہائی مال کی وصیت کی پھر مرگیا اور ساٹھ درم چھوڑے پس اگر بعد انقضاء عدت کے مرا ہے تو عورت اپنے
قرضہ مین پورے ساٹھ درم لیگی اور اگر انقضاء عدت سے پہلے مرا تو موصی لہ کو بیس درم نکال دیے جائینگے اگرچہ دین وصیت
سے متقدم ہوتا ہے پھر عورت کو باقی کی چوتھائی یعنی دس درم ملینگے اور باقی تیس درم بھائی کے ہونگے اور اگر بجائے ساٹھ درم
کے ایک ساٹھ درم کا قیمتی کپڑا چھوڑا اور عورت کی عدت گذرنے سے پہلے مرگیا تو موصی لہ کو تہائی کپڑا اور باقی عورت کے
واسطے فروخت کر کے چوتھائی دیا جائیگا ولیکن اگر اپنے حق مین چوتھائی مالیقی لینے پر راضی ہو تو لے سکتی ہے اور باقی بھائی کو
ملیگا اور اگر اُس کی عدت گذرنے کے بعد مرا تو مطلقہ کے حق کے واسطے کپڑا فروخت کر دیا جائے گا لیکن اگر اپنے حق مین
کپڑا لینا پسند کرے تو لے لے اور موصی لہ کو کچھ نہ ملیگا اور اگر باوجود اسکے اجنبی کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا ہو اور باقی مسئلہ
بحالہ رہے پس اگر عورت کی عدت گذرنے کے بعد مرا تو عورت اس اجنبی کے ساتھ ترکہ میت مین حصہ دار ہو کر دونون
اپنا اپنا دین پورا کر لینگے پھر اگر کچھ بچ رہا تو اُسکی تہائی موصی لہ کو ملیگی اور باقی بھائی کا ہوگا اور اگر اسکی عدت گذرنے
سے پہلے مرگیا تو پہلے اجنبی کا دین ادا کیا جائیگا پھر اگر بچ رہا تو اُسکی تہائی موصی لہ کو پھر باقی کی چوتھائی اور[1] عورت مطلقہ
کے واسطے جسقدر اقرار کیا ہے دونون مین سے جو کم ہو وہ عورت کو دیا جائے گا اور باقی بھائی کو ملیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر
حصیری مین ہے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا پھر اُسنے اپنے مرض مین مولی[2] کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اور اجنبی کے
واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور اُسکے ہاتھ مین ہزار درم تھے اُس نے بعوض مال کتابت کے ادا کر دیے پھر مرگیا اور
کچھ مال اُس کے پاس نہین ہے تو وہ آزاد مرا اور ان ہزار مین سے دو تہائی مولی کو اور ایک تہائی اجنبی کو دیے جاوینگے
اور اگر یہ ہزار درم مولی کو قرضہ مین دیے یا نہ دیے انکو چھوڑ کر مرگیا تو اجنبی کو ملینگے کیونکہ مکاتب جب مرجاوے اور
کوئی مال ادائے کتابت کے لائق نہ چھوڑے تو بسبب عجز کے کتابت فسخ ہو جاتی ہے پس غلام رہگیا اور مولی کا اپنے
غلام پر کچھ قرضہ نہین ہوتا ہے پس حق مولی باطل ہوا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مکاتب نے کوئی بیٹا چھوڑا جو حال
مکاتبت مین پیدا ہوا ہے تو یہ ہزار درم اجنبی لے لیگا اور مولی اپنے قرضہ اور مال کتابت کیواسطے اُسکے بیٹے کا دامنگیر
ہوگا اور اگر مکاتب نے یہ ہزار درم اپنے مولی کو اُسکے قرضہ مقربہ مین قبل موت کے ادا کر دیے پھر مرا اور ایک بیٹا چھوڑا
جو حالت کتابت مین پیدا ہوا ہے تو بھی اجنبی یہ ہزار درم مولی سے لیگا اور مولے اپنے قرضہ اور مال کتابت کے واسطے
اُسکے بیٹے کا دامنگیر ہوگا اور جب مولی کو اُس کے بیٹے نے قرضہ اور مال کتابت ادا کر دیا تو جو حکم اجنبی کے واسطے ہو چکا وہ
نہ ٹوٹیگا اگرچہ دونون قرضہ اُسوقت قوت مین برابر ہوگئے ہین یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب
کیا اور وہ غلام اُسوقت صحیح تھا اور زید اجنبی نے اُسکو ہزار درم اُسکی صحت مین قرض دیے پھر مکاتب بیمار ہوا پس مولی نے
اُسکو گواہون کے سامنے ہزار درم قرض دیے وہ اُسکے پاس سے چوری گیے اور اُس کے پاس ہزار درم تھے اُسنے مولی کا
قرض ادا کر دیا پھر مرگیا تو مولی ان درمون کا حقدار زیادہ ہے وہی لیگا اگرچہ مکاتب نے کچھ اور مال نہ چھوڑا ہو یہ تحریر
شرح جامع کبیر حصیری مین ہے ایک مکاتب کا اپنے مولی پر حالت صحت کا قرض تھا اُسنے اپنے مرض مین اقرار کیا کہ جو
کچھ میرا مولی پر تھا مین نے وصول پایا ہے اور اُسپر حالت صحت کے قرضے ہین اُسنے مرض مین اُنکا اقرار کیا پھر مرگیا اور کچھ مال

[1] یعنی جو چوتھائی اور عورت سے اگر بچ رہی یعنی باقی کی چوتھائی دی جاوے اور جس قدر عورت کے لیے اقرار کیا وہ دیکھا جاوے جو دونون مین سے کم ہو وہ عورت کو ملیگا ۱۲

[2] مولی مالک و مولا آزاد کنندہ ۱۲

نہ چھوڑا تو اُسکے اُس اقرار کی تصدیق نہ کیجاویگی جو مولی کے واسطے کیا ہے یہ محیط مین ہے۔ مکاتب مریض نے اجنبی کے لیے
ہزار درم کا اقرار کیا پھر مرگیا اور ہزار درم چھوڑے اور مال کتابت اُسپر ہے تو اجنبی مال کتابت سے مقدم ہے یہ محیط سرخسی مین
ہے۔ اگر اپنے مرض مین مولی کیواسطے ہزار قرض کا اور ایساہی اجنبی کیواسطے اقرار کیا یا پہلے اجنبی کیواسطے پھر مولی کے واسطے
اقرار کیا پھر مرا اور دو ہزار درم چھوڑے تو پہلے اجنبی کو دیا جائیگا پھر باقی ہزار درم مولی مال کتابت مین لیگا اور مکاتب
آزاد ہو گیا اور جو اُسکے حیات کا آخر جزء تھا اسمین آزاد ہونیکا حکم دیا جائیگا اور جو ہزار درم مولی کیواسطے بطریق قرض کے
اقرار کیے ہین وہ باطل ہو گئے اور اگر دو ہزار سے کچھ زیادہ چھوڑے تو باقی مولی اپنے قرضہ مین لیگا بشرطیکہ مولی اُسکا وارث نہو مثلاً
مکاتب کا کوئی عصبہ موجود ہو اور اگر مولی اُسکا وارث ہو تو اُسکے حق مین اقرار باطل ہے اور زیادتی مولی اور قرضخواہ کے
درمیان تقسیم ہوگی اگر کوئی قرضخواہ ہو اور اگر نہو تو مولی کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملینگے یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین
ہے اور اگر مکاتب کے پاس جسدم بیمار ہوا ہے سو دینار ہون اور اُسنے اقرار کیا کہ یہ میرے پاس میرے مولی کے ودیعت ہے پھر
کسی اجنبی کیواسطے ہزار درم قرض کا اپنے اوپر اقرار کیا پھر مرگیا پھر ہزار درم اور وہ سو دینار جنکا اپنے مولی کیواسطے اقرار کیا ہے
ترکہ چھوڑا تو پہلے اجنبی کا ترکہ ادا کرنا شروع کیا جائیگا پس ہزار درم اُسکو دیدیے جائینگے پھر دینار فروخت کرکے اولاً بدل
کتابت ادا کیا جائیگا پھر اگر کچھ بچا تو یہ مال اقرار کی وجہ سے مولی کو دیا جائیگا ولیکن اگر مولی اُسکے وارثون مین سے ہو
یعنی سوائے مولی کے اُسکا کوئی وارث بھی ہو تو اس صورت مین بچا ہوا مال میراث کے طور پر دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر اپنے
غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور مولی نے اُسکی صحت مین اُسکو ہزار درم قرض دیے پھر مکاتب مرگیا اور ہزار درم و آزادہ عورت
سے آزاد اولاد چھوڑی تو مولی کے نام ہزار درم کتابت کی ڈگری ہوگی اور غلام کی آزادی کی ڈگری کیجاویگی اور اُس کی
اولاد کی ولاء اُس کی ولاء کے ساتھ ملائی جاویگی پھر اگر مولی نے کہا کہ مین یہ ہزار درم قرض مین رکھتا ہون یا قرض و بدل
کتابت مین رکھتا ہون تو اُسکی بات پر التفات نہ کیا جائیگا اور اگر مکاتب نے ہزار درم سے زیادہ چھوڑے تو مولی ہزار درم
کتابت مین لیگا اور بڑھتی کو اُس قرض مین لے لیگا جسکا اُسنے اقرار کیا ہے پھر اگر قرض دیکر بھی کچھ بچا تو وہ اُسکی آزاد اولاد
مین تقسیم ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہے۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو ہزار درم پر مکاتب کیا اور اُسکے دو بیٹے آزاد ہین اُسنے
ایک کے واسطے ہزار درم قرضہ کا اقرار کیا اور ہزار درم کا مولی کے واسطے اقرار کیا اور دو ہزار درم چھوڑ کر مرگیا تو دونون ہزار مولی لے لیگا
اور اگر دو ہزار سے کم چھوڑے تو پہلے بیٹے کے قرضہ دینے سے شروع کیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مریض نے اپنے ایسے مرض مین
جسمین وہ مرگیا معین ہزار درم کا اقرار کیا کہ یہ میرے پاس لقطہ ہین پھر مرگیا اور کچھ مال اُسکے پاس سوائے اسکے نہین نکلا پس
اگر وارثون نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو یہ مال میراث نہوگا کہ باہم تقسیم کرلین بلکہ اُسکو صدقہ کردینگے اور اگر وارثون نے
اُسکی تکذیب کی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک تہائی مین اقرار صحیح ہے وہ صدقہ کردیا جائیگا اور دو تہائی مین صحیح نہین ہے
پس ہزار کی دو تہائی وارثون کو میراث تقسیم ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک اقرار مریض صحیح نہین ہے پس کل میراث مین تقسیم ہوگا
یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص مرا اور اُسکے تین بیٹے ہین اُسکے ایک پر ہزار درم قرض ہین اب مریض نے حالت مرض مین اُسکے وصول
پانیکا اقرار کیا اور بیٹے قرضدار نے تصدیق کی اور اُسکے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے انکار کیا تو قرضدار دو تہائی

سے بری ہوگیا ایک تہائی اپنا حصہ اور تہائی متصدق کا حصہ اور باقی ایک تہائی منکر[1] کو دینا پڑیگی۔ اور اگر میت نے دوسرے ہزار درم بھی چھوڑے ہوں اور باہم تین حصہ کرکے اُنھوں نے تقسیم کیے تو اُسمین سے ایک تہائی منکر کو ملیگی اور باقی دو تہائی جو مصدق[2] و قرضدار کے باقی ہین اُسمین سے قرضدار بیٹا ایک تہائی اپنے قرض ادا کی بابت جسکا منکر نے انکار کیا ہی لے لیگا اور باقی ایک تہائی مصدق اور قرضدار کے درمیان برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر مریض نے اپنے مرض مین اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام بمثل قیمت پر اپنے فلان بیٹے کے ہاتھ فروخت کیا درحالیکہ مین صحیح تھا اور اُسکا ثمن وصول کرکے اپنی حاجت ذاتی مین صرف کیا اور غلام اُسکے سپرد کردیا پھر اُسنے مجھے ودیعت رکھنے کو دیا ہی پھر مرگیا اور مقرلہ بیٹے نے اُسکی تصدیق کی اور اُسکے ایک بھائی نے تصدیق کی اور تیسرے نے تکذیب کی تو تہائی غلام کی بیع باطل ہوگئی یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور دو تہائی کی بیع صحیح ہی اور مشتری کو خیار ہوگا اگر اُسنے بیع تمام کردی تو دو تہائی لے لیوے اور ایک تہائی ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے ترکہ مین سے پھیرے اور اگر فسخ کردی تو غلام تینون کو تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور مقرلہ اپنا تمام ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے غلام و دوسرے مال سے وصول کرلیگا بشرطیکہ میت کا کچھ اور مال ہو اور صاحبین رح کے نزدیک بیع نہ ٹوٹیگی ولیکن تہائی ثمن پھیر دیگا یہ کافی مین ہی۔ اور اگر بیع مین محاباۃ واقع ہوئی مثلاً غلام کی قیمت دو ہزار تھی اور مریض نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکے کے ہاتھ ہزار درم کو اپنی صحت مین بیچا ہی اور باقی مسئلہ بحالہ ہی تو بقیہ اس قول امام اعظم رح کے یہ صورت اور صورت اولی یکسان ہی ولیکن صاحبین رح کے نزدیک محاباۃ وصیت ہی اور وصیت کسی وارث کے حق مین بدون اجازت باقی وارثون کے جائز نہین ہوتی ہے اور جب اس صورت مین منکر بیٹے کی طرف سے اجازت نہ پائی گئی تو غلام اُس بیٹے مشتری کو بعوض اُس ثمن کے جسکی باہم تصدیق کی ہی نہ دیا جائیگا پس اُسکو خیار ہوگا چاہے بیع فسخ کردے یا تمام کرے پس اگر تمام کرنا اختیار کیا تو تکذیب کرنے والے لڑکے کے حصہ مین ثمن کو پوری قیمت تک بڑھاوے اسواسطے کہ اُسکے حق مین وصیت نہین جاری ہوگی بلکہ رد ہوگی پس مشتری دو ہزار کی تہائی منکر کے واسطے ڈانڈ دیگا آدھی اُسمین سے حصہ محاباۃ اور آدھی حصہ ثمن ہوگی پھر مشتری نے جسقدر ڈانڈ دیا ہی اُسکا آدھا یعنی ہزار کی تہائی اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے ایک ہزار ترکہ سے واپس لیگا۔ اور اگر عقد فسخ کیا تو غلام تینون بیٹون مین تین حصہ برابر ہوکر تقسیم ہوگا پھر مشتری اپنا تمام ثمن اپنے اور مصدق کے حصہ مین سے پورا کرلیگا پھر اگر مشتری نے یون کہا کہ مین فقط منکر کے حصہ کی بیع توڑتا ہون تو اُسکو یہ اختیار ہی اور اگر منکر کے حصہ کی بیع توڑدی تو تہائی ثمن اپنے حصہ اور مصدق کے حصہ مین سے واپس لیگا یہ محیط مین ہے

ساتوان باب۔

مورث کے مرنے کے بعد وارث کے اقرار کے بیان مین۔ ایک شخص مرگیا اور ہزار درم اور ایک بیٹا چھوڑا پس لڑکے نے کلام موصول مین بیان کیا کہ اس زید کے میرے باپ پر ہزار درم اور اس عمرو کے ہزار درم ہین تو ہزار درم ترکہ کے دونون کو برابر تقسیم ہونگے اور اگر زید کے واسطے پہلے اقرار کیا پھر خاموش ہو رہا پھر عمرو کے واسطے اقرار کیا تو زید ہزار درم کا زیادہ حقدار ہی یعنی اُسی کو یہ ترکہ ملیگا پھر اگر یہ ہزار درم زید کو بحکم قاضی دیے تو عمرو کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر بدون حکم قاضی دیدیے تو عمرو کے واسطے پانچ سو درم کا ضامن ہوگا اور اگر کلام موصول مین یون اقرار کیا کہ زید کے میرے باپ پاس یہ ہزار درم ودیعت تھے اور عمرو کے اُسپر ہزار درم دین ہین تو زید کو یہ متروکہ درم ملینگے وہ مقدم ہے اور اگر

[1] شخص انکار کنندہ ۱۲ [2] مصدق یعنی تصدیق کرنے والا شخص ۱۲

یون کہا کہ عمرو کے میرے باپ پر ہزار درم ہین اور یہ ہزار درم اُسی کے پاس زید کی ودیعت ہین تو دونون باہم حصہ بانٹ کر لینگے
یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر وارث سے زید نے کہا کہ یہ ہزار درم ترکہ کے میرے تیرے باپ کے پاس ودیعت تھے اور عمرو نے کہا میرا
تیرے باپ پر ہزار درم دین ہی پس وارث نے کہا کہ تم دونون اس قول مین سچے ہو یعنی اُسنے دونون کے واسطے اقرار کیا تو امام
ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ دونون اقرار صحیح ہین اور ہزار درم دونون مین برابر تقسیم ہونگے اور صاحبین رح نے فرمایا کہ پورے
ہزار درم ودیعت والے کو ملینگے اور عمرو کے واسطے اقرار صحیح نہین ہی کذا فی المحیط اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم
دین ہین اور بحکم قاضی زید کو ہزار درم دیدیے پھر عمرو کے واسطے دوسرے ہزار درم اپنے باپ پر ہونیکا اقرار کیا تو امام محمد رح
کے نزدیک اُسکے واسطے کچھ اسمین سے ضامن نہ ہوگا اور اگر پہلے کو ہزار درم بدون حکم قاضی دیدیے تو دوسرے کیواسطے
پانچسو درم کا ضامن ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے باپ پر ہزار درم ہین نہین بلکہ عمرو کے ہین پھر بحکم قاضی زید کو ہزار
درم دیدیے تو دوسرے کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر بدون حکم قاضی دیدیے تو عمرو کے واسطے اُسکے مثل ہزار درم کا
ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے اور دو ہزار درم چھوڑے پس ہر ایک نے ایک ہزار درم لیلیے
پھر زید نے دونون کے باپ پر ہزار درم کا دعوی کیا اور عمرو نے بھی ہزار درم کا دعوی کیا پھر دونون نے ایک کیواسطے
خاص اقرار کردیا اور فقط ایک نے دوسرے کے واسطے اقرار کیا اور یہ دونون اقرار معًا واقع ہوے پس جسکے واسطے اقرار
پر دونون نے اتفاق کیا ہے وہ ہر ایک سے پانچسو درم لیگا اور دوسرا اُس شخص سے جسنے اُسکے واسطے اقرار کیا ہے
باقی جو کچھ اُسکے قبضہ مین ترکہ رہا ہے یعنی پانچسو درم لیگا اور اگر دونون نے ان دونون سے کچھ نہ لیا یہانتک کہ جس کے
واسطے دونون نے اقرار کیا تھا وہ غائب ہو گیا اور جس کے واسطے ایک نے اقرار کیا وہ حاضر ہوا اور اُس کو حاکم کے پاس
لایا اور کہا کہ میرے اس کے باپ میت پر ہزار درم ہین اور اسنے اقرار کیا ہے پس وارث نے اُس کی تصدیق کی اور قاضی کو
یہ بھی خبر دی کہ مین نے دوسرے مدعی کے واسطے بھی اقرار کیا ہی تو قاضی اُسپر پورے ہزار کی ڈگری کرے گا پھر اگر دوسرا آیا
اور اُسنے دوسرے بھائی کو قاضی کے سامنے پیش کیا تو اُسپر بھی پورے ہزار کی ڈگری کیجاوے گی اور کوئی بھائی دوسرے
بھائی سے کچھ نہین واپس لے سکتا ہی۔ اسی طرح اگر میراث دینار ہون یا کوئی کیلی یا وزنی چیز ہو اور دین بھی اُسی کے
مثل ہو تو بھی یہی حکم ہوگا کذا فی الحاوی۔ زید مر گیا اور اُسکے دو بیٹے چھوٹا عمرو اور بڑا خالد باقی رہے اور اسنے دو غلام
چھوڑے دونون نے ایک ایک تقسیم کر لیا اور وہ دونون غلام ہزار ہزار درم کے تھے پھر دونون نے اقرار کیا کہ ہمارے
باپ نے اپنی صحت مین یہ غلام جو عمرو کے پاس ہی آزاد کیا تھا اور خالد نے اپنے مقبوضہ غلام کے نسبت بھی ایسا ہی
اقرار کیا اور دونون اقرار معًا واقع ہوے تو غلام دونون آزاد ہین اور خالد عمرو کو اپنے غلام کی آدھی قیمت کی ضمان
دے اور ایسا ہی حکم ودیعت مین ہی اور اگر دونون نے ایک کی نسبت شعیب کی ودیعت ہونے کا اور فقط ایک نے
دوسرے کی نسبت بکر کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا تو یہ صورت اور عتق کی صورت یکسان ہی اور اگر ترکہ دو ہزار درم ہو اور
ہر ایک نے ایک ایک ہزار لیا پھر ایک نے ایک شخص کے واسطے پانچسو درم قرض کا اقرار کیا کہ میرے باپ پر تھا اور قاضی نے اُسپر
پانچسو کی ڈگری کردی پھر دونون نے ایک دوسرے شخص کے واسطے ہزار درم قرض کا اپنے باپ پر اقرار کیا تو ہزار کی دونون پر

تین تہائی ہوکر ڈگری ہوگی۔ اور اگر اول نے ہزار کا اقرار کیا اور بحکم قاضی قرضخواہ کو دیدیے پھر دونون نے دوسرے کیواسطے ایک ہزار کا اقرار کیا تو جو ہزار درم منکر کے قبضہ مین ہے اُنکے دینے کا حکم کیا جائے گا اور پہلا مقر کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونون نے اوّلاً سو درم دین کا اقرار کیا پھر ایک نے دوسرے قرضخواہ کے واسطے دوسرے سو درم کا اقرار کیا تو پہلے سو درم دونون پر آدھے آدھے پڑینگے اور اگر متفق علیہ[ف] قرضخواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے سے اُسکے نصف لے لیگا اور اگر ایک نے پہلے کسی کیواسطے سو درم کا اقرار کیا پھر دونون نے دوسرے کیواسطے سو درم کا اقرار کیا تو پہلا مقرلہ اپنے مقر سے سو درم اُسکے مقبوضہ ترکہ سے لے لیگا اور جس سو درم پر دونون نے بالاتفاق اقرار کیا ہے وہ دونون کے مال سے لیا جائیگا اور انیس حصون مین تقسیم ہوگا اور اگر قرضخواہ نے ایک ہی سے سو درم لے لیے تو وہ دوسرے بھائی سے بقدر اُسکے حصہ کے لے لیگا۔ اسی طرح اگر دونون اقرار معًا واقع ہوئے تو جسنے سو درم کا اقرار کیا ہے وہ اُسی کے حصہ مین سے خاصۃً لیے جائینگے اور جسپر دونون نے اتفاق کیا ہے وہ انیس حصہ ہوکر دونون سے لیا جائے گا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے تین بیٹے زید و عمرو و بکر چھوڑے اور تین ہزار درم ترکہ چھوڑا اُسکو سب نے بانٹ لیا پھر خالد نے اُنکے باپ پر تین ہزار درم کا دعوی کیا اور زید نے سب کے دعوی مین تصدیق کی اور عمرو نے دو ہزار مین تصدیق کی اور بکر نے ایک ہزار مین تصدیق کی تو خالد ایک ہزار تینون سے تین تہائی کرکے لے لیگا اور زید و عمرو سے ایک ہزار آدھا آدھا کرکے لے لیگا اور پھر زید سے جو کچھ اُسکے پاس باقی ہے وہ لے لیگا یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک زید سے ہزار درم اور عمرو سے ہزار درم اور بکر سے تہائی ہزار لے لیگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ تینون بیٹے اُسکو ایکبارگی مل گئے ہون اور اگر متفرق طے ہون پس اگر بکر سے پہلے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر اگر اُسکے بعد عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم مقبوضہ لے لیگا ایسے ہی اگر زید سے اُسکے بعد ملا تو جو کچھ اُسنے پایا ہے سب اُس سے لے لیگا۔ اور کتاب مین یہ مذکور نہین ہے کہ آیا عمرو و بکر مقرلہ سے یعنی خالد سے کچھ واپس لینگے یا نہین اور مشائخ نے فرمایا کہ واجب ہے کہ بکر اُس سے دو تہائی ہزار درم واپس کر لے بالاتفاق صاحبین رح کے ولیکن عمرو امام محمد رح کے نزدیک کچھ واپس نہ کریگا اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار کا واپس لیگا یہ حکم اُسوقت ہے کہ خالد پہلے بکر سے ملا ہو اور اگر پہلے زید سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا پھر عمرو سے ملا تو اُس سے ہزار درم لے لیگا اور پھر بکر سے ملا تو اُسکے مقبوضہ سے تہائی لے لیگا بشرطیکہ بکر اسکا مقر ہو کہ میرے دونون بھائیون نے خالد کیواسطے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہے اور اگر اس زیادتی کے اقرار سے منکر ہے تو خالد اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہے پھر زید بکر سے کچھ نہین واپس کر سکتا ہے اور ایسا ہی اوسط بھی اور یہ امام محمد رح کے نزدیک ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک چھٹا حصہ ہزار زیادتی کو واپس لے سکتا ہے اور بکر قرضخواہ سے چھٹا حصہ ہزار واپس کر لیگا۔ اور اگر اوّلاً عمرو سے ملا تو ہزار اُس سے لے لیگا پھر اگر بکر سے اُسکے بعد ملا تو اُسکا وہی حکم ہے جو سابق مین مذکور ہوا یعنی اُس سے لے سکتا ہے بشرطیکہ وہ مقر ہو کہ دونون بھائیون نے ہزار سے زیادہ کا اقرار کیا ہے ورنہ نہین لے سکتا ہے پھر اگر اول کے بعد زید سے ملا تو اُسکے ہزار درم مقبوضہ لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور دو بیٹے چھوڑے کہ اُنکے سوا اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور زید پر ایک ہزار درم قرض چھوڑ گیا پس زید نے کہا کہ میت نے مجھسے اپنی زندگی مین پانسو درم وصول کر لیے تھے اور ایک بیٹے نے اُسکی تصدیق کی اور اُسکا نام

[ف] قرار متفق علیہ قرضخواہ یعنی جسکی نسبت دونون نے اقرار کیا ہے ۱۲

خالد ہی اور دوسرے نے عمرو کی تصدیق نہ کی تو عمرو کو اختیار ہی کہ زید سے باقی پانچسو درم وصول کرلے اور خالد اس سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور اگر زید نے پورے ہزار درم کا دعوی کیا کہ میت نے مجھسے وصول کرلیے تھے اور خالد نے تصدیق اور عمرو نے تکذیب کی تو بھی عمرو اُس سے پانچسو درم لے سکتا ہی اور خالد زید سے کچھ نہین لے سکتا ہی ولیکن زید کو اختیار ہی کہ عمرو سے قسم لے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون کہ میرے باپ نے تجھسے ہزار درم وصول کرلیے تھے پس اگر عمرو نے قسم کھالی اور پانچسو درم زید سے لے لیے اور میت نے سوائے اُن ہزار درم دین کے اور ایک ہزار درم چھوڑے ہین اور یہ درم دونون بیٹون نے باہم تقسیم کرلیے تو زید کو اختیار ہی کہ خالد سے جس نے اُسکی تصدیق کی ہی اُسکے ورثہ کے پانچسو درم واپس کرلے یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص مر گیا اور ایک بیٹا زید نام اور ہزار درم چھوڑے پس ایک شخص عمرو نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعوی کیا اور زید نے تصدیق کرکے خواہ بحکم قاضی یا بدون حکم قاضی کے ہزار درم اُسکو دیدیے پھر ایک شخص خالد نے میت پر ہزار درم قرضہ کا دعوی کیا اور زید نے اُسکی تکذیب کی مگر پہلے قرضخواہ عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور خالد نے عمرو کے قرضہ سے انکار کیا تو اسکے انکار پر التفات نہ کیا جائیگا اور دونون قرضخواہ ہزار درم قرضہ کے باہم برابر تقسیم کرلین اور اسی طرح اگر دوسرے قرضخواہ نے تیسرے قرضخواہ کی تصدیق کی تو تیسرا قرضخواہ دوسرے کے مقبوضہ سے آدھا بانٹ لیگا کذا فی الحاوی

آٹھوان باب۔ مقر[۱] اور مقرلہ[۲] کے درمیان اختلاف واقع ہونے کے بیان مین۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم ودیعت کے اور ہزار درم غصب کے لیے ہین پھر ودیعت ضائع ہوگئی اور وہ ہزار درم غصب کے باقی ہین اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ غصب تلف ہوگیا اور ودیعت باقی ہی تو مقرلہ کا قول مقبول ہوگا یہ درم مقر سے لیگا اور ایک ہزار درم دوسرے ضمان سے لیگا اور اسی طرح اگر مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے دو ہزار درم غصب کیے تھے تو بھی حکم یہی ہوگا اور اگر مقر نے کہا کہ تو نے مجھے ایک ہزار درم ودیعت دیے اور مین نے تجھسے ایک ہزار درم غصب کرلیے پھر ودیعت تلف ہوگئی اور غصب کے درم باقی رہے اور مقرلہ نے کہا کہ نہین بلکہ غصب کے تلف ہوگئے ہین تو مقر کا قول قبول ہوگا مقرلہ اُس سے ہزار درم لے لیگا اور زیادہ کچھ ضمان نہین لے سکتا ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم ودیعت لیے وہ تلف ہوگئے اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے غصب کرلیے تھے تو زید ضامن ہوگا کیونکہ اُسنے ضمانت کے سبب کا یعنی لینے کا اقرار کیا پھر ایسے امر کا دعوی جس سے ضمان سے بری ہوجاوے یعنی لینے کی اجازت کا دعوی کیا اور عمرو اس سے منکر ہی اسلیے منکر کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور زید پر بسبب اُسکے اقرار کے ضمان لازم ہوگی ولیکن اگر عمرو قسم سے نکول کرے تو ضمانت لازم نہوگی کیونکہ اقرار اجازت کہ جو دافع ضمان ہی لازم آئیگا۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم ودیعت دیے تھے اور وہ تلف ہوگئے اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے غصب کرلیے تھے تو زید ضامن نہوگا کیونکہ اُسنے سبب ضمان کا اقرار نہین کیا ہی بلکہ دینے کا اقرار کیا ہی اور یہ مقرلہ یعنی عمرو کا فعل ہی موجب ضمان زید پر نہین ہوگا ولیکن عمرو اُسپر ضمان کا دعوی کرتا ہی یعنی غصب کا پس اس صورت مین منکر یعنی زید کا قول قسم سے معتبر ہوگا ولیکن اگر زید اس صورت مین قسم سے نکول کرے تو اُسپر مال لازم آویگا یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص نے دو ٹٹو ایک حیرہ تک دوسرا اُس سے آگے قادسیہ تک کرایہ کیے اور دونون کو لادکر قادسیہ مین لایا اور وہان ایک ٹٹو مر گیا پس مالک نے کہا کہ وہ مرا ہی جسکو تو نے حیرہ تک کرایہ کیا تھا اور تجھپر اُسکی ضمان دینی واجب ہی

۱؎ شخص اقرار کنندہ ۱۲ منہ ۲؎ وہ شخص جسکے واسطے مقر نے اقرار کیا ۱۲

اور مستاجر نے کہا کہ نہیں بلکہ وہ مرا ہی جسکو مین نے قادسیہ تک کرایہ کیا تھا تو مالک کا قول قبول ہوگا اور مستاجر[1] سے ضمان لے گا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم قرض دیے پھر تجھسے لے لیے تو زید پر واجب ہوگا کہ یہ درم عمرو کو دیدے یہ تبیین مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کو جو ہزار درم قرض دیے تھے وہ اس سے وصول کر کے قبضہ کر لیے اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھسے یہ مال لیا ہی حالانکہ تیرا مجھپر کچھ نہ تھا تو مجھے واپس کر دے تو زید کو واپس کر دینے پر مجبور کیا جائیگا مگر پہلے عمرو یہ قسم کھائے کہ زید کا مجھپر کچھ نہ تھا۔ اسی طرح اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم عمرو سے جو مین نے اُسکو ودیعت دیے تھے یا ہبہ مین دیے تھے لے لیے پس عمرو نے کہا کہ یہ میرا مال ہی تو نے مجھسے لے لیا ہی تو زید پر واپس کرنا واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھسے یعنی عمرو سے ہزار درم خالد کی وکالت مین وصول کیے کہ خالد کے تجھپر ہزار درم آتے تھے یا تو نے خالد کو ہزار درم ہبہ کیے تھے اُسنے مجھے تجھسے یہ درم وصول کرنے کا وکیل کیا تھا مین نے اُسکے لیے وصول کر لیے اور یہ درم اُسکو دیدیے تو زید ضامن[2] ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے اپنے گھر مین اس عمرو کو بسایا تھا پھر اُس مین سے نکال دیا اور اُسنے مجھے میرا گھر دیدیا اور عمرو نے دعوی کیا کہ یہ گھر میرا ہی تو استحساناً زید کا قول مقبول ہوگا اور عمرو کو گواہ پیش کرنے چاہیے ہین یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ عمرو کا قول قبول ہوگا اور یہ قیاس ہی اور علی ہذا الخلاف اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو میرا ہی مین نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر اُس سے لیکر قبضہ کر لیا یا یہ کپڑا میرا ہی مین نے اسکو عاریت دیا تھا پھر اس سے لیکر قبضہ کیا تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہی۔ اسی طرح اگر زید نے کہا کہ عمرو درزی نے میری یہ قمیص نصف درم مین سی ہے اور مین نے اُس سے وصول کر لی اور عمرو درزی نے کہا کہ یہ قمیص میری ہی مین نے تجھکو عاریت دی ہی تو یہ بھی مثل صورت سابق کے ہی ایسے ہی اگر کوئی کپڑا رنگریز کو دیا اور یہ اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المبسوط اور اگر درزی وغیرہ کے مسئلہ مین یہ نہ کہا کہ مین نے اُس سے وصول کر لی ہی تو بالاتفاق واپس نہ کریگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر یہ بات معروف ہو کہ یہ گھر یا کپڑا یا ٹٹو اسی زید مقر کا ہی اور اُسنے کہا کہ مین نے عمرو کو عاریت دیا تھا پھر عمرو سے وصول کر لیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے عمرو کے گھر مین اپنا کپڑا رکھ دیا پھر اُسکو سے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر درزی نے کہا کہ یہ کپڑا زید کا ہی مجھے عمرو نے دیا ہی پھر دونون نے اُسکا دعوی کیا تو پہلے مقر لہ یعنی زید کا[3] ہوگا اور امام اعظم رح کے نزدیک عمرو کے واسطے کچھ ضامن نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے یہ کپڑا عاریۃً لیا ہی اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھسے بیعاً[بطور بیع کے ۱۲] لیا ہی۔ تو زید کا قول قبول ہوگا اور یہ اُس وقت ہی کہ اُسنے پہنا نہو اور اگر پہن لیا ہے اور تلف ہو گیا تو ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے یہ دراہم ودیعت لیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھسے قرض لیے ہین تو زید کا قول مقبول ہوگا کذا فی خزانۃ المفتین اور اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض دیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے مجھسے غصب کر لیے ہین تو زید ان درمون کا ضامن ہوگا ولیکن اگر وہ درم بعینہ قائم ہون تو عمرو اُنکو لے سکتا ہی کذا فی الحاوی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ ٹٹو جو میرے ہاتھ مین ہی تو نے مجھے عاریت دیا ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے عاریت نہین دیا ہی بلکہ تو نے مجھسے غصب کر لیا ہی پس اگر زید نے اُسپر سواری نہین لی تو اُسی کا قول مقبول ہوگا اور ضامن نہوگا

[1] اجارہ لینے والا شخص ۱۲ [2] قول ضامن یعنی جبکہ عمرو منکر ہو کر مطالبہ کرے ۱۲ [3] مقدمہ کا اعادہ کیا جائیگا ۱۲

اور اگر سواری لی ہی تو اُسی کا قول قبول ولیکن وہ ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ تو نے اسکو عاریۃً میرے سپرد کیا ہے یا
اسکو عاریۃً عطا کیا ہے تو بھی اُسپر ضمان نہین ہی اور امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھسے عاریۃً لیا ہی اور عمرو
نے انکار کیا تو زید ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم غصب کیے اور اُس مین دس ہزار درم کا نفع
اُٹھایا اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھے اسکا خود حکم کیا تھا تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے پورے دس ہزار
درم غصب کیے ہین تو زید کا قول قبول ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ زید نے عمرو سے کہا کہ یہ تیرے ہزار درم میرے پاس ودیعت ہین
عمرو نے کہا کہ ودیعت نہین ہین میرے تجھپر ہزار درم قرض یا ثمن بیع کے ہین پھر زید نے دین و ودیعت سے انکار کیا اور
عمرو نے چاہا کہ مین جس دین کا دعوی کرتا ہون اُسکے ادا مین ودیعت کے ہزار درم لے لون تو یہ اختیار اُسکو ہوگا
کیونکہ پہلا اقرار ودیعت بسبب عمرو کے رد کرنے کے باطل ہو گیا اور اگر عمرو نے کہا کہ ودیعت نہین ہین ولیکن مین نے
تجھے یہی ہزار درم بعینہ قرض دیے تھے اور زید نے قرض سے انکار کیا تو عمرو بعینہ یہی ہزار درم لے سکتا ہے ولیکن اگر زید
نے اُسکے قرض دینے کی تصدیق کی تو عمرو کو بعینہ یہی ہزار درم لینے کا اختیار نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر زید
نے ہزار درم قرض یا غصب کا اقرار کیا اور عمرو نے ثمن ہونے کا دعوی کیا یا ثمن غلام یا باندی ہونے کا دعوی کیا تو زید پر دینا
واجب ہی کذا فی الکافی۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ثمن متاع کے ہین اور عمرو نے کہا کہ میرے اُسپر ہزار درم ثمن
متاع کے ہرگز کبھی نہین ہین ولیکن میرے اُسپر ہزار درم قرض کے ہین تو اُسکو ہزار درم ملینگے اور اگر یہ کہکر کہ میرے کبھی اُسپر
ثمن متاع کے ہزار درم نہین ہین چپ ہو رہا پھر دعوی کیا کہ ہزار درم قرض کے ہین تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ محیط مین ہی۔ اگر
زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ایک متاع کے ثمن کے ہین کہ اُسنے میرے ہاتھ فروخت کی تھی ولیکن مین نے اُسپر قبضہ
نہین کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی خواہ اُسنے اپنا یہ قول کہ ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا ملا کر کہا
ہو یا جدا کرکے بیان کیا ہو خواہ عمرو اُسکے سبب کے بارہ مین یعنی بیع مین تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور صاحبین رح نے
فرمایا اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی خواہ عمرو نے بیع واقع ہونے مین اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کرکے بیان
کیا پس اگر عمرو نے بیع واقع ہونے مین اُسکی تکذیب کی مثلاً یون کہا کہ میرے ہزار درم اسپر قرض ہین تو زید کے اس قول کے کہ
(ولیکن مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا ہی) تصدیق نہ کیجاویگی اور دونون امامون کے نزدیک اُسپر مال لازم ہوگا اور اگر عمرو نے
اُسکی وقوع بیع مین تصدیق کی مثلاً یون کہا کہ میرے تجھپر ہزار درم ثمن متاع کے ہین جو مین نے تیرے ہاتھ فروخت کی تھی اور
تو نے مجھسے وصول کر لی ہی اور زید کہتا ہے کہ مین نے وصول نہین کی اور یہ کلام اُس کا اپنے اقرار سابق سے جدا ہی تو ایسی
صورت مین امام ابو یوسف رح اولاً فرماتے تھے کہ تصدیق نہ کیجاویگی جیسا کہ عمرو کی تکذیب بیع کی صورت مین تھا
پھر امام ابو یوسف رح نے رجوع کرکے فرمایا کہ تصدیق کیجاویگی خواہ اُسنے ملا کر بیان کیا ہو یا جدا کرکے کہا ہو اور یہی
قول امام محمد رح کا ہی کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر اس غلام کے جو زید کے قبضہ مین تھا ہزار درم
دام ہین پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو زید پر ہزار درم لازم ہونگے اور اگر عمرو نے کہا کہ یہ غلام تو میرا ہے مین نے تیرے
ہاتھ اسکے سوا دوسرا غلام فروخت کیا ہی اور تو نے مجھسے لے لیا ہی تو زید پر کچھ نہین لازم آئیگا اور اگر عمرو نے یون

کہاکہ یہ غلام تو تیرا ہی ہی مین نے تیرے ہاتھ اسکے سواے دوسرا غلام بیچا ہی اور تونے اُسپر قبضہ کرلیا ہی اور میرے تجھپر ہزار درم اسکے دام چاہیے ہین تو زید پر ہزار درم لازم آوینگے یہ محیط مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم اس غلام کے دام ہین جو عمرو کے ہاتھ مین ہے پس اگر عمرو نے تصدیق کی تو غلام اُسکو دیکر اپنے دام لے لے اور اگر عمرو نے کہاکہ یہ غلام تو تیرا ہی ہے مین نے تیرے ہاتھ اسکے سواے دوسرا فروخت کیا ہی تو زید پر مال لازم آویگا کذا فی المبسوط اور اگر یون کہاکہ یہ غلام تو میرا ہی مین نے تیرے ہاتھ نہین فروخت کیا تو زید پر کچھ لازم نہ آوے گا یہ ہدایہ مین ہے۔ اگر کہاکہ یہ میرا غلام ہی مین نے تیرے ہاتھ نہین فروخت کیا ہی تیرے ہاتھ مین نے دوسرا فروخت کیا ہی تو اُسپر کچھ لازم نہ آیگا اور اس کتاب کے آخر مین مذکور ہے کہ امام اعظم رح فرماتے تھے کہ دونون مین سے ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجائیگی اور یہی صاحبین رح کا قول ہی کذا فی المبسوط اور یہی صحیح ہی کذا فی فتاوی قاضیخان اور اگر دونون نے قسم کھالی تو مال باطل ہوگیا کذا فی الہدایہ والکافی۔ اور اگر اس صورت مین غلام تیسرے شخص خالد کے قبضہ مین ہو پس اگر عمرو نے زید کی تصدیق کی اور عمرو کو یہ غلام زید کے سپرد کردینا ممکن ہی تو زید پر مال لازم آئیگا ورنہ نہین کذا فی الخلاصہ۔ اگر زید نے کہاکہ مین نے عمرو سے ایک چیز ہزار درم کو مول لی ولیکن اُسپر قبضہ نہین کیا ہی تو بالاجماع زید کا قول قبول ہوگا یہ کافی مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور دعوی کیا کہ مین نے دام نہین پائے تھے دامون کیواسطے اسکو روک لیا تھا تو روکنے کا اُسکو اختیار ہی اور اگر عمرو نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا یہ تبیین مین ہی زید نے کہاکہ عمرو کے ہزار درم شراب یا سور کے دام مجھپر آتے ہین تو مال اُسکے ذمہ لازم ہوگا اور سبب کے بارہ مین سچا نہ سمجھا جائیگا اگر عمرو نے اُسکے اس سبب سے تکذیب کی ہی خواہ اُسنے یہ سبب اپنے اقرار سے ملاکر بیان کیا ہو یا جدا بیان کیا ہو یہ امام اعظم رح کا قول ہی اسیطرح اگر سو درم قمار یعنی جوے کے سبب سے ہونیکا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہے[1] کذا فی فتاوے قاضیخان اور اگر عمرو نے زید کے تمام قول کی مع سبب کے تصدیق کی تو بالاتفاق کسی کے نزدیک اُسپر کچھ لازم نہ آویگا کذا فی الذخیرہ۔ اگر زید نے کہاکہ عمرو کے ہزار درم مجھپر حرام یا سود کے ہین تو یہ درم اُسپر لازم ہونگے اور اگر کہاکہ عمرو کے ہزار درم مجھپر زور یا باطل کے ہین پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو اُسپر کچھ لازم نہوگا اور اگر تکذیب کی تو مال زید پر لازم ہوگا یہ تبیین مین ہی۔ اگر زید نے کہاکہ مجھپر ہزار درم ثمن متاع کے ہین یا عمرو سے کہاکہ تونے مجھے ہزار درم قرض دیے ہین پھر کہاکہ یہ درم زیوف یا نبہرہ یا ستوقہ یا رصاص ہین یا کہا مگر یہ درم زیوف ہین یا کہاکہ عمرو کے مجھپر ہزار درم زیوف ایک متاع کے دام ہین اور عمرو نے کہا جیاد یعنی کھرے ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک خواہ کھوٹے ہونا اقرار کے ساتھ ملاکر بیان کرے یا جدا کرکے بیان کرے اُسپر کھرے درم لازم ہونگے اور صاحبین رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر ملاکر بیان کیا ہی تو تصدیق کیجائیگی اور اگر جدا بیان کیا تو نہ کیجائیگی اور اگر زید نے کہاکہ عمرو کے مجھپر ہزار درم زیوف ہین اور بیع یا قرض کا کچھ ذکر نہ کیا تو بعض نے کہاکہ اگر زیوف کو ملاکر بیان کیا تو بالاجماع تصدیق کیجائیگی اور بعض نے کہاکہ یہ بھی مختلف فیہ[2] ہی کذا فی الکافی۔ اگر بوجہ غصب یا ودیعت کے مال کا اقرار کیا اور کہاکہ یہ درم نبہرہ یا زیوف تھے تو خواہ نبہرہ یا زیوف ہونے کو ملاکر بیان کرے یا الگ بیان کرے اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر غصب یا ودیعت مین ستوق یا رصاص ہونا بیان کیا پس اگر ملاکر کہا تو تصدیق کیجائیگی اور اگر الگ بیان کیا تو تصدیق نہ کیجائیگی یہ مبسوط مین ہی

[1] یعنی مال لازم اور قمار کے سبب مین غیر مصدق ہوگا ۱۲
[2] قولہ یعنے اس مین بھی امام و صاحبین مین اختلاف ہے ۱۲

اگر کہا کہ زید کے ہزار درم ثمن متاع کے مجھپر ہین یا کہا کہ زید نے ہزار درم مجھے قرض دیے ہین یا کہا کہ ودیعت دیے ہین یا کہا کہ مین نے ہزار درم غصب کر لیے ہین پھر کہا کہ مگر یہ درم اسقدر ناقص تھے پس اگر یہ کلام اقرار مذکور سے ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی ورنہ نہین اور اگر جدا بیان کرنا بسبب ضرورت انقطاع[1] کے واقع ہو تو وہ بمنزلہ متصل بیان کرنے کے ہی کذا فی الکافی اور اسی پر فتوی ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ زید نے کہا کہ مین نے عمرو سے ہزار درم قبضہ کر لیے پھر کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اُسکا قول قبول ہوگا اور اگر ستوق بیان کیے تو قبول نہوگا اور اگر زید نے کچھ نہ بیان کیا اور مر گیا پھر اُسکے وارث نے کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اُسکی تصدیق نہوگی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مضاربت اور غصب کی صورت مین اگر مقر لہ مر گیا پھر اُسکے وارثون نے بیان کیا کہ یہ درم مضاربت یا غصب کے زیوف تھے تو اُنکی تصدیق نہ کیجاویگی کذا فی المحیط اور یہی حکم ودیعت مین ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر زید نے اپنی اور عمرو کی شرکت کے پانچسو درم وصول کر لینے کا اقرار کیا اور کہا کہ یہ درم زیوف تھے تو اُسکی تصدیق ہوگی خواہ ملا کر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر شریک لینا منظور کرے تو اس مین سے آدھے اُسکو ملینگے اور اُسکو یہ بھی اختیار ہی کہ مطلوب سے اپنے کھرے درم وصول کر لے اور اگر اقرار سے الگ کر کے رصاص ہونا بیان کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی اور شریک یعنی عمرو اسمین آدھے درم کھرے زید سے لیگا اور اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق کیجاویگی اور شریک کو کچھ نہ ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور زیوف درمون کے دعوی کرنے کی صورت مین اگر یہ کہا ہو کہ مین نے اپنا حق وصول پایا تو شریک کو اختیار ہوگا کہ اُس سے اپنے حصہ کے نصف کھرے درم بھرے یہ محیط مین ہی اگر زید نے کہا کہ عمرو کے ایک کر گیہون مجھپر ثمن بیع یا قرض کے ہین پھر کہا کہ یہ گیہون ردی ہین تو خواہ ملا کر بیان کرے یا الگ کہے اس باب مین اُسی کا قول مقبول ہوگا اسی طرح باقی کیلی اور وزنی چیزون کا بھی یہی حکم ہی اور اسیطرح اگر ایک کر گیہون غصب کر لینے کا اقرار کیا پھر کہا کہ ردی تھے تو اسی کا قول مقبول ہوگا اسیطرح اگر کچھ طعام ایسا لایا کہ جو پانی پہونچنے کے باعث سے متعفن ہو گیا تھا اور لا کر کہا کہ یہی مین نے غصب لیا تھا یا تو نے مجھے ودیعت دیا تھا تو بھی اُسی کا قول قبول ہوگا اسیطرح اگر اقرار کیا کہ تو نے مجھے غلام ودیعت دیا پھر ایک عیب دار غلام لایا اور کہا کہ یہی ہی تو بھی اسی کا قول مقبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی اگر زید نے اقرار کیا کہ مجھپر عمرو کے دس پیسے قرض یا ثمن بیع کے ہین پھر کہا کہ یہ فلوس کاسدہ ہین کہ جنکا رواج جاتا رہا ہی تو اُسکی تصدیق نہوگی اسی طرح امام اعظم رح کے نزدیک اگر ملا کر کاسدہ ہونا بیان کیا تو بھی تصدیق نہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک قرض کی صورت مین اگر ملا کر بیان کیا تو تصدیق ہوگی اور اُسپر وہی پیسے واجب ہونگے جو اُسنے بیان کیے ہین ولیکن بیع کی صورت مین اول قول امام ابو یوسف رح کے موافق اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور امام محمد رح کے نزدیک اگر ملا کر بیان کرے تو تصدیق کیجاویگی ولیکن اسپر مبیع کی قیمت دینی واجب ہوگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے دس پیسے غصب کر لیے پھر کہا کہ یہ فلوس کاسدہ تھے تو تصدیق کیجاویگی اور ودیعت مین بھی یہی حکم ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر بیع سلم[2] کے راس المال وصول پانیکا اقرار کیا پھر دعوی کیا کہ یہ دراہم زیوف تھے تو اُسکی یہ صورت ہی کہ اگر اُسنے یون اقرار کیا کہ مین نے کھرے درم وصول پائے ہین یا اپنا حق وصول پایا یا راس المال بھر پایا یا دراہم بھر پائے ہین یا راس المال وصول پایا ہی تو پھر زیوف ہونے کا دعوی مقبول نہوگا اور اگر صرف درم وصول پانے کا اقرار کیا ہی تو استحساناً زیوف ہونے کا دعوی قبول ہوگا یہ ظہیریہ[3] مین ہی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کا مجھپر میعادی قرضہ ہزار اور عمرو نے قرض ہونے مین اُسکی تصدیق کی مگر میعادی ہونے سے انکار کیا تو زید پر فی الحال قرضہ ادا کرنا لازم آوے گا ولیکن عمرو سے

[1] قولہ انقطاع یعنی مثلاً سانس ٹوٹ گئی ۱۲ [2] بیع سلم وہ بیع کہ مشتری بائع کو پیشگی ثمن دیوے اور مبیع کیواسطے وقت و نرخ معین ہو جاوے ۱۲ [3] قولہ ظہیریہ اقول یہ مسئلہ کتاب السلم مین مفصل مذکور ہوا ہی ۱۲

میعاد ہونے کے بابت قسم لیجائیگی یہ کافی مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کی دس مثقال چاندی مجھپر آتی ہی پھر کہا کہ یہ چاندی سیاہ ہی
یا کہا کہ عمرو کے ہزار درم مجھپر آتے ہین پھر کہا کہ یہ فلان نوع کے درم ہین یا فلان شہر کے سکہ کے ہین جو وہان رائج ہے پس اگر بسبب
غصب کے لازم آنے کا اقرار کیا ہی تو بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق کیجائیگی خواہ ملا کر بیان کرے یا جدا بیان کرے اور اگر کہا
کہ قرض یا ثمن مبیع کے ہین پس اگر جو درم اُسنے بیان کیے ہین وہ اس شہر کے نقود مین سے ہین جہان بیع یا قرض واقع ہوا
ہے تو بھی بالاجماع اُسکے قول کی تصدیق ہوگی خواہ ملا کر بیان کرے یا الگ بیان کرے اور اگر اس شہر کا نقد رائج یہ نہین
ہے پس اگر اُسنے اقرار سے جدا بیان کیے تو بالاجماع اُسکی تصدیق نہوگی اور اگر ملا کر بیان کیے تو کتاب مین مذکور ہے کہ تصدیق
کیجاویگی اور کچھ اختلاف مذکور نہین ہی اور بعضے مشایخ نے فرمایا کہ یہ حکم جو کتاب مین مذکور ہی صاحبین رح کے نزدیک ہے
اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی اور بعضے مشایخ نے کہا کہ یہ جو کتاب مین مذکور ہی بالاجماع سب کا قول ہے یہ ذخیرہ
مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ تو نے مجھے دس درم ایک کر گیہون کی بیع سلم مین ٹھہرائے اور کہا کہ مین نے ان درمون پر قبضہ
نہین کیا اور عمرو نے کہا کہ نہین تو نے اُنپر قبضہ کر لیا ہی پس اگر زید نے قبضہ نہ کرنا اپنے اقرار سے ملا کر بیان کیا تو قیاساً و استحساناً
اُسکی تصدیق کیجاویگی اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو استحساناً اُسکی تصدیق نہوگی اور مسلم فیہ یعنی ایک کر گیہون اُسکے ذمہ لازم
ہونگے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم قرض یا میرے پاس ودیعت ہین پھر کہا کہ مین نے
اُنپر قبضہ نہین کیا ہے تو زید ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم قرض
دیے یا مجھے عطا کیے یا سلم مین دیے پھر کہا کہ مین نے اُنپر قبضہ نہین کیا پس اگر اُسنے ملا کر بیان کیا تو قیاساً و استحساناً اُسکی
تصدیق کیجاویگی اور اگر جدا کر کے کہا تو استحساناً تصدیق نہ کیجاویگی۔ اور اگر کہا کہ تو نے مجھے پرکھ دیے یا میری طرف قرض کیے اور
کہا کہ مین نے اُنپر قبضہ نہین کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک اُسکی تصدیق نہ ہوگی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر اُسنے ملا کر بیان
کیا تو تصدیق کیجاویگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ تو نے مجھسے ہزار درم قرض کا معاملہ کیا مگر
مجھے دیے نہین پس اگر یہ کلام علیحدہ بیان کیا تو تصدیق نہ ہوگی اور زید ہزار درم کا ضامن ہوگا اور اگر ملا کر بیان کیا تو اسی کا
قول قبول ہوگا اسی طرح اگر ملا کر یون بیان کیا کہ تو نے مجھے ہزار درم عطا کیے یا بیع سلم مین دیے ہین تو بھی یہی حکم ہے اور اگر
یون کہا کہ تو نے میری طرف ہزار درم دفع کیے یا نقد گن دیے اور مین نے انکو قبول نہین کیا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ
تصدیق نہ کیجاویگی اور وہ ضامن ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسی کا قول مقبول ہوگا اور اُسپر ضمان نہین ہے اور اگر یون
کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم لیکر قبضہ کیا یا مین نے تجھسے ہزار درم لیے ولیکن تو نے مجھے نہ چھوڑا کہ مین اُنکو لیجاؤن تو
اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی وہ ہزار درم کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہی۔ زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے سو درم گنتی سے ہین
پھر اسکے بعد کہا کہ وزن خمسہ ۵ یا ستہ کے ہین اور یہ اقرار اُسنے کوفہ مین کیا ہی تو زید پر سو درم وزن سبعہ کے لازم آوینگے
یعنی جو کوفہ مین رائج ہین اور اس سے کم وزن جو اُسنے بیان کیا غلط سمجھا جائیگا تصدیق نہوگی ولیکن اگر ناقص وزن
اپنے اقرار سے ملا کر بیان کرے تو اُسی کا قول لیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ پھر اگر اُسنے یہ کلام اقرار سے جدا بیان کیا اور اُس شہر کا
رواج درم کا وزن سبعہ ہی یہانتک کہ اُسکا بیان صحیح نہ ٹھہرا اور اُسپر سو درم بوزن سبعہ لازم آئے تو یہ درم باعتبار وزن کے

ملکیت کر دینے سے اسکا علیحدہ کرنا لازم نہین ۱۲

لازم آوینگے نہ باعتبار عدد کے حتی کہ اگر پچاس درم وزن سبعہ سے بوزن سو درم ہوں تو اُسکا ذمہ چھوٹ جائیگا یہ محیط میں ہے اور اگر شہر میں باہمی خرید و فروخت کسی درم سے معروف ہو اور اُنکے درمیان وزن بھی وزن سبعہ سے ناقص چلتا ہو تو اس باب میں اُسکی تصدیق کیجائیگی اور اگر اُسنے اس وزن متعارف سے بھی کم وزن کا دعوی کیا تو اُسکے قول کی تصدیق نہ ہوگی لیکن اگر اپنے اقرار سے ملا کر بیان کرے تو تصدیق کیجائیگی اور اگر شہر میں نقود مختلفہ رائج ہوں پس اگر شہر میں کوئی نقد سب سے زیادہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں وہی نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوئی نقد کسی سے زیادہ نہ چلتا ہو تو مطلق اقرار کی صورت میں جو سب سے کم ہو وہ نقد قرار دیا جائیگا اور اگر کوفہ میں کہا کہ زید کے مجھپر سو درم سپید چاندی کے گنتی سے ہیں پھر کہا کہ اسمیں ایک دانگ کا نقصان ہو تو تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم اسپہدیہ گنتی سے ہیں پھر کہا کہ میں نے تو یہ چھوٹے درم مراد لیے تھے تو اُسپر سو درم وزن سبعہ کے اسپہدیہ لازم آوینگے کذا فی المبسوط

نواں باب کسی شے کے کسی جگہ سے لے لینے کے اقرار کے بیان میں۔ اگر زید نے ایسے مکان میں سے ایک کپڑے کے لے لینے کا اقرار کیا جو اُسکے اور عمرو کے درمیان شریک ہے اور عمرو نے آدھے کپڑے کا دعوی کیا اور زید نے انکار کیا تو زید ہی کا قول قبول ہوگا اور اگر مکان کو کرایہ پر یا عاریت لیا ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے بیت میں سے سو درم لے لیے ہیں پھر کہا کہ یہ درم میرے یا خالد کے تھے تو عمرو کے نام ڈگری ان سو درم کی ہوگی اور زید اسکے مثل سو درم خالد کو ڈانڈ بھریگا اگر اُسکے واسطے اقرار کیا ہے۔ اسی طرح اگر کہا کہ میں نے عمرو کے صندوق یا کیسہ میں سے ہزار درم لے لیے یا اُسکی گٹھری میں سے کپڑا لیا یا اُسکے کھتون میں سے ایک کر گیہوں لے لیے یا عمرو کے نخیل سے ایک کر چھوہارے لیے یا عمرو کی کھیتی سے ایک کر گیہوں لے لیے یہ سب بمنزلہ عمرو کے ہاتھ سے لے لینے کے اقرار کے شمار ہیں یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی زمین سے زطی کپڑوں کی ایک گٹھری پائی اور میں اُس زمین سے ہو کر گذرتا تھا وہاں اُترا تھا اور میرے ساتھ زطی کپڑوں کی بہت گٹھریاں لدی ہوئی تھیں تو عمرو کے نام اُس گٹھری کی ڈگری کر دیجائیگی لیکن اگر اقرار کرنیوالا اسامر کے گواہ قائم کرے کہ میں اُس زمین سے ہو کر گذرا تھا یا اُس زمین سے ہو کر عام راستہ ہو تو یہ ڈگری نہوگی یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے ٹٹو پر سے زین یا لگام یا باگ ڈورے لی اور عمرو اس کا خود دعوی کرتا ہے کہ میری ہے تو اُسکی ڈگری کیجائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے ٹٹو پر جو گیہوں تھے یا جو اُس کے جوال میں تھے لے لیے تو عمرو کے نام بشرط دعوے ڈگری کر دیجائیگی اسی طرح اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے جُبّہ کا استر یا اُس کے دروازہ کا پردہ لے لیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے حمام میں سے کپڑے لے لیے تو وہ ضامن نہ ہوگا اور مثل حمام کے جامع مسجد اور خان کا اور جس زمین میں لوگ اُتر کر اپنا اسباب رکھتے ہوں اور ہر مقام جس میں عامہ لوگوں کا اس طرح گذر ہو یہی حکم ہے اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی گلی یا اُسکے فناے دار سے ایک کپڑا لے لیا تو اُس پر کچھ لازم نہوگا اور اگر یوں اقرار کیا کہ میں نے عمرو کے حجرے سے لیا تو وہ کپڑا اجیر کا ہے عمرو کا نہیں ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی بیت میں کپڑا رکھا پھر لے لیا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک ضامن نہ ہوگا اگرچہ عمرو اُس کا دعوی کرے اور صاحبین رہ کے نزدیک ضامن ہوگا

کذافی الحاوی۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے دار مین سے ہزار درم لے لیے پھر کہا کہ مین اُس مین رہتا تھا یا وہ میرے
پاس کرایہ پر تھا تو تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر اپنے پاس کرایہ پر ہونے کے گواہ لادے تو ضمان دینے سے بری ہو جائیگا
یہ فتاوے قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کی زمین مین گڑھا کیا اور اُس مین سے ہزار درم
نکالے اور عمرو نے اُن درمون کا دعوی کیا اور زید نے کہا کہ میرے ہین تو عمرو کا قول مقبول ہوگا۔ اسی طرح اگر دو
گواہون نے گواہی دی کہ زید اس عمرو کی زمین مین آیا اور گڑھا کر کے اُس مین سے ہزار درم وزن سبعہ کے نکالے
ہین اور عمرو نے اُس کا دعوی کیا اور زید نے اس فعل سے انکار کیا یا فعل کا اقرار کیا مگر دعوی کیا کہ یہ درم تو
میرے ہین تو عمرو کے نام اُنکی ڈگری ہو گی اسی طرح اگر گواہون نے گواہی دی کہ زید نے عمرو کی دار یا منزل یا
حانوت مین سے اسقدر لے لیا یا اُس کے شیشہ مین سے اسقدر تیل یا اس کے کپّے مین سے اسقدر گھی لیا ہے تو زید
ضامن ہوگا اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین عمرو کے ٹٹو پر سوار ہوا اُسکو خالد نے لے لیا تو زید ضامن ہوگا تاوقتیکہ
اُسکو عمرو کو واپس نہ دے اور اس مسئلہ کی تاویل میرے نزدیک یون ہے کہ زید نے اسپر سوار ہونے اور ایک جگہ
سے دوسری جگہ لے جانے دونون باتون کا اقرار کیا تو یہ حکم ہے کذافی المحیط

دسوان باب ۔ اقرار مین شرط خیار یا استثنا کرنے اور اقرار سے رجوع کرنے کے بیان مین۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ
عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین بشرطیکہ مجھے تین روز یا کم یا زیادہ تک خیار ہے تو مال اُسپر لازم ہوگا اور خیار باطل ہے خواہ
عمرو اُسکی تصدیق کرے یعنی خیار مین یا تکذیب کرے۔ اور اگر مقر نے مقرلہ کے واسطے خیار کی شرط لگائی تو امام محمد رحمہ اللہ نے
یہ صورت کتاب الاصل مین ذکر نہین فرمائی ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ مقرلہ کے واسطے بھی خیار ثابت نہ ہونا چاہیے کذا فی المحیط
مترجم کہتا ہے کہ وجہ یہ ہے کہ اقرار محتمل خیار نہین ہوتا ہے لہذا جب نفس اقرار محتمل نہین ہے تو خیار خواہ مقر کے واسطے ہو یا مقرلہ
کے واسطے ہو ثابت نہ ہوگا واللہ اعلم بالصواب۔ زید نے عمرو کے واسطے اپنے ذمہ کچھ مال کا اقرار کیا خواہ قرض کی وجہ سے
یا غصب یا ودیعت یا عاریت قائمہ یا مستہلکہ کے وجہ سے اور اُس مین شرط لگائی کہ مجھے تین روز تک خیار رہے تو اقرار
جائز ہے اور خیار باطل ہے خواہ عمرو نے خیار کی تصدیق کی یا تکذیب کی ہو اور اگر ثمن بیع کے وجہ سے اپنے ذمہ لازم
ہونے کا اقرار کیا اور تین روز کی خیار کی شرط لگائی تو اس صورت مین اگر عمرو خیار مین اُس کی تصدیق کرے تو
خیار ثابت ہوگا اور اگر تکذیب کرے تو ثابت نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر خیار مقرلہ کی طرف سے ہو تو مقرلہ نے جب
مقر کی خیار کی نسبت تصدیق نہ کی تو اُس کو خیار ثابت نہ ہوگا اور اگر مقرلہ کے خیار مین تکذیب کرنے کی صورت مین
مقر نے خیار ہونے پر گواہ پیش کرنے چاہے تو امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے اس صورت کو ذکر نہین فرمایا اور مشائخ نے کہا
کہ اُسکے گواہون کی سماعت نہ ہونا واجب ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کفالت کی وجہ سے دین کا اقرار کیا اور اس مین
خیار کی شرط لگائی خواہ مدت خیار طویل بیان کی خواہ تھوڑی ذکر کی اور مقرلہ نے اُس کی تصدیق کی تو موافق
اقرار مقر کے رکھا جائے گا اور اُس کو آخر مدت تک خیار ثابت ہوگا اور اگر مقرلہ نے اُسکی تکذیب کی تو مال اُسکے
ذمہ لازم ہوگا اور شرط خیار ہونے مین اُسکی تصدیق نہ کیجاوے گی یہ غایۃ البیان مین ہے۔ واضح ہو کہ کل سے

کُل کا استثنا کرنا باطل ہے اور کثیر سے قلیل کا استثنا کرنا بلا خلاف صحیح ہے اور قلیل سے کثیر کا استثنا ظاہر الروایت مین صحیح ہے اور خلاف جنس کا استثنا کرنا قیاساً نہین جائز ہے۔ اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے۔ اور استحساناً امام اعظم رح و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کے موافق اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ مین عقود معاوضات مین بذمہ واجب ہونے مین اتفاق ہو مثلاً دونون مین سے ہر ایک عقود تجارات مین فی الحال یا میعادی ذمہ واجب ہو جاتا ہو تو استثنا صحیح ہے حتی کہ اگر کسی نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین الا ایک دینار یا الا ایک کر گیہون یا مگر دس پیسے یعنی ہزار درم ہین مگر دس پیسے نہین ہین یا ایک دینار نہین ہے یا ایک کر گیہون نہین ہے تو یہ استثناء جائز ہے اور مستثنیٰ کی قیمت کے برابر مستثنیٰ منہ مین سے کم کیا جائے گا یعنی ہزار درم مین سے مثلاً دس پیسے یا ایک کر گیہون کی قیمت یا ایک دینار کم کیا جائیگا اور اگر مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ دونون ایسے ہون کہ عقود تجارات مین دونون مین ذمہ واجب ہو جانے مین موافقت نہ ہو مثلاً مستثنیٰ منہ ایسا ہو کہ عقود تجارات مین فی الحال یا میعادی طور سے ذمہ واجب ہوتا ہو اور مستثنیٰ بالکل واجب نہ ہوتا ہو یا میعادی واجب ہوتا ہو فی الحال واجب نہ ہوتا ہو تو استثناء صحیح نہین ہے حتی کہ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ہین مگر ایک کپڑا یا ایک حیوان یا اُسکے اشباہ کو استثنا کیا تو استثناء صحیح نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین اور خالد کے مجھپر سو دینار ہین مگر ایک قیراط تو یہ استثناء اخیر والے سے قرار پائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر کسی نے کسی معین چیز کا اقرار کیا اور اُس مین سے اُسی کی قسم سے یا دوسرے قسم سے کچھ استثنا کیا تو استثناء باطل ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دو مالون کا اقرار کیا اور اُن مین سے کسی چیز کا استثنا کیا اور یہ نہ بتلایا کہ یہ استثنا کس مال مین سے ہے پس اگر مقرلہ دونون مالون کا ایک ہی شخص ہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور سو دینار واجب ہین الا ایک درم تو استحساناً یہ استثنا پہلے مال مین سے قرار دیا جائے گا بشرطیکہ مستثنیٰ مال اول کے جنس سے ہو۔ اور اگر مقرلہ دونون مالون کے دو شخص ہون تو استثنا دوسرے مال سے قرار دیا جائے گا اگرچہ مستثنیٰ دوسرے مال کے جنس سے نہو مثلاً کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے مجھپر سو دینار مگر ایک درم واجب ہے تو ایک درم سو دینار سے استثنا ہے اور یہ سب امام اعظم رح و امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا قول ہے یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر یون بیان کر دیا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے سو دینار ہین مگر ہزار مین سے ایک درم نہین ہے تو اُسکے بیان کے موافق اول مال سے استثنا کیا جائے گا کذا فی الحاوی۔ اور اگر عربی عبارت مین یون اقرار کیا لفلان علی الف درہم الا مائۃ وخمسون۔ تو ابو سلیمان کی روایت مین مذکور ہے کہ اُس پر ساڑھے نو سو درم واجب ہونگے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہی اصح ہے کذا فی الذخیرہ **قد قال المترجم** یعنی اقرار کیا کہ زید کے مجھپر ہزار درم مگر سو نہین اور پچاس ہین پس اس صورت مین ہزار سے سو درم کم کیے اور پچاس شامل کیے تو ساڑھے نو سو درم لازم آئے اور وجہ اسکی یہ ہے کہ خمسون کو اُس نے بالرفع ذکر کیا اور وہ مرفوع پر عطف ہوگا مائۃ منصوب پر عطف نہین ہو سکتا ہے لہذا اُس نے ایک ہزار پچاس مین سے سو درم کا گویا استثنا کیا پس ساڑھے نو سو باقی رہے فافہم۔ اگر زید نے

کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم اور سو دینار سوائے سو درم و دس دینار کے ہین تو اُس پر نو سو درم اور نوے دینار لازم ہونگے یہ محیط مین ہے۔ حسن بن زیاد نے کتاب الاختلاف مین لکھا کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم مگر پانچ سو درم اور پانچ سو درم ہین تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اُس پر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر یون کہے کہ تیرے مجھپر پانچ سو درم اور پانچ سو درم سوائے پانچ سو درم کے ہین تو استثنا جائز ہے اور اُسپر پانچ سو درم واجب ہونگے اور استثنا دونون پانچ سو درم سے قرار دیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ نوادر ہشام مین امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ سے روایت ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم کھرے خالص سوائے سو درم نبہرہ کے ہین تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ کے قول کے موافق دیکھنا چاہیے کہ سو درم نبہرہ کتنے دینار کے برابر ہین پس اگر چار دینار کے برابر مثلاً ہون تو چار دینار کو دیکھنا چاہیے کہ کتنے کھرے خالص درم کے برابر ہین پس اگر بیس درم خالص کے برابر ہون تو اُسپر اتنی خالص درم واجب ہونگے اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میرے نزدیک اُسپر پورے ہزار درم خالص لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھپر تیرے ہزار درم غلہ کے سوائے سو درم کھرے کے ہین تو بالاجماع اُسپر نو سو درم غلہ کے لازم آوینگے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم سوائے سو درم و دس دینار کے سوائے ایک قیراط کے ہین تو اس صورت مین مستثنے سو درم و دس دینار سوائے ایک قیراط کے ہے پس یہ قیراط دس دینار سے کم کر کے باقی کو مع سو درم کے ہزار درم سے استثنا کرنا چاہیے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم و دو سو دینار سوائے ہزار درم کے ہین تو استثنا باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ اُسکے مجھپر ایک کر گیہون اور ایک کر جو مگر ایک کر گیہون و قفیز جو ہین تو ایک قفیز جو کا استثنا کرنا جائز ہے اور ایک کر گیہون کا استثنا کرنا باطل ہے اور یہ صاحبین رح کے نزدیک ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر دو کر واجب ہوجائینگے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم اور عمرو کے دو سو دینار سوائے ہزار درم کے ہین تو مال اخیر سے استثنا جائز ہے یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم اے فلانے سوائے ایک درم کے ہین تو یہ امام اعظم رح کے نزدیک دو طرح پر ہے اگر منادی وہی زید ہے تو استثنا صحیح ہے کیونکہ خطاب اُسی کی طرف متوجہ ہے اور اگر زید نہین دوسرا ہو تو استثنا صحیح نہین ہے یہ جوہرۂ نیرہ مین ہے اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم استغفر اللہ سوائے سو درم کے ہین تو استثنا باطل ہے یہ حاوی مین ہے۔ ایسے ہی مانند استغفار کے اگر درمیان مستثنیٰ اور مستثنیٰ منہ کے لا الٰہ الا اللہ یا اللہ اکبر یا سبحان اللہ ذکر کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر سو درم ہین اُسکے مجھپر تم لوگ گواہ رہو مگر دس درم یعنی استثنا کیا تو استثنا باطل ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم ہین سوائے دس درم کے کہ یہ مین نے اُسکو ادا کردیے ہین تو استثنا صحیح نہین ہے اُسپر پورے ہزار درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ سوائے دس درم کے ہین اور یہ درم مین اُسے ادا کرچکا ہون تو اُسپر دس کم ہزار درم لازم آوینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم سوائے ایک درم کے ہین یہ ایک درم مین اُسکو ادا کرچکا ہون تو استثنا صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم سوائے ایک دانگ کے ساگ کے دام ہین کہ یہ مین اُسسے دیچکا ہون تو موافق روایت ابو حفص کے اُسپر ایک دانگ کم ایک دام لازم آئیگا اور یہی اصح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر عربی مین کہا لفلان علی

درہم غیر دانق غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پانچ دانگ لازم ہووینگے ۔ اور اگر کہا غیر دانق یعنی رفع کے ساتھ ذکر کیا تو اُسپر پورا درم لازم آویگا اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ غیر درہمین اور غیر کو نصب کے ساتھ ذکر کیا تو استثنا صحیح ہوا یعنی زید کے مجھپر دس درم بدون دو درم کے ہین تو آٹھ درم لازم آوینگے اور اگر کہا غیر درہمین غیر کو رفع دیا یعنی زید کے مجھپر دس درم ہین دو درم نہین ہین تو اُسپر دس درم لازم آوینگے یہ ظہیریہ مین ہے ۔ اگر کہا لفلان علی عشرۃ الا درہمین ۔ فلان شخص کے مجھپر دس درم سوائے دو درم کے ہین تو اُسپر آٹھ درم لازم ہونگے اور اگر کہا الا درہمان یعنی فلان شخص کے مجھپر دس درم ہین مگر دو درم نہین ہین تو اُسپر پورے دس درم لازم آوینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہے ۔ اگر کہا کہ لہ علی ماتہ درہم الا قلیلا تو استثنا صحیح ہے اور قلیل مین کچھ کم پچاس رکھے جائینگے اسلیے اُسپر ایک اوپر پچاس درم واجب ہونگے یہ یقینی ہین اسی طرح اگر بجائے قلیلاً کے شیئا کہا یعنے زید کے مجھپر سو درم سوائے کچھ کے ہین تو بھی اُسپر اکیاون[51] درم لازم ہونگے اور امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر یون کہا کہ لفلان علی مأتہ درہم الا بعضہا ۔ فلان شخص کے مجھپر سو درم سوائے بعض اُسکے کے ہین تو یہ بھی بمنزلہ شیئاً کہنے کے ہے یہ ظہیریہ مین ہے ۔ اگر کہا کہ جو کچھ اس کیسہ مین دراہم ہین وہ فلان شخص کے ہین مگر ہزار درم کہ وہ میرے ہین پس اگر اُس کیسہ مین ہزار درم سے زیادہ ہون تو زیادتی فلان شخص کو ملیگی خواہ یہ زیادتی قلیل ہو یا کثیر ہو اور ہزار درم خود مقر کے ہین اور اگر اسمین صرف ہزار یا اس سے کم ہون تو سب فلان شخص کو ملینگے یہ خزانۃ المفتین مین ہی منتقی مین ہے کہ اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک دینار بدون سو درم کے ہے تو استثناء باطل ہے اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک درم بدون ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کے ہی تو جائز ہے پس ایک رطل زیت یا ایک مشک پانی کی قیمت درم سے کم کرکے باقی درم دیدے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس رطل زیت بدون ایک رطل گھی کے ہین تو استثنا باطل ہے اسی طرح اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس رطل گھی بدون ایک درم کے ہین یا ایک کر گیہون بدون پانچ رطل زیت کے تو بھی باطل ہی یہ محیط مین ہے ۔ زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر کھرے دس درم سوائے پانچ درم زیوف[52] کے ہین تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ زید پر دس درم کھرے واجب ہونگے اور زید عمرو سے پانچ درم زیوف واپس کرے اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ امام اعظم رح کے نزدیک زید پر پانچ درم کھرے واجب ہونگے اور مستثنی اس صورت مین کھرے پانچ درم قرار پاوے گا اسواسطے صرف اُسپر پانچ ہی درم واجب ہونگے ۔ اور اگر کہا کہ عمرو کے مجھپر دس درم کھرے بدون پانچ درم ستوق[53] کے ہین تو بالاتفاق اُسپر دس درم کھرے واجب ہونگے اور ان مین سے پانچ درم ستوق کی قیمت کم کردیجائیگی ۔ اور اگر کہا کہ مجھپر دس بدون پانچ درم ستوق کے ہین تو اُسپر پانچ درم ستوق واجب ہونگے یعنی جو کچھ بعد استثناء کے باقی بچیگا وہ ستوق مین سے لیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے ۔ اگر زید نے کہا لہ علی عشرۃ دراہم الا خمسۃ الا اربعۃ الا ثلثۃ الا اثنین الا واحد یعنی عمرو کے مجھپر دس درم الا پانچ درم کے الا چار درم کے الا تین درم کے الا دو درم کے الا ایک درم کے ہین تو اُسپر چار درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ علی عشرۃ دراہم الا اربعۃ الا ثلثۃ الا اثنین الا واحد تو اُسپر چھ درم واجب ہونگے اور اگر کہا کہ لہ علی عشرۃ دراہم الا اثنین الا واحد یعنی عمرو کے مجھپر دس دراہم الا دو درم الا ایک درم کے واجب ہین تو اُسپر آٹھ درم واجب ہونگے یہ ظہیریہ مین ہے ۔ اگر

[51] اس شخص کے مجھپر سو درم ہین مگر تھوڑے ۱۲
[52] جسکو ہمارے عرف مین کھوٹے بولتے ہین ۱۲
[53] یعنی جن مین کسی قدر آمیزش ہو ۱۲

استثناء کے بعد استثناء کیا تو پہلا استثناء نفی اور دوسرا ایجاب ہوگا مثلاً یون کہا کہ زید کے مجھپر دس درم الا نو درم الا آٹھ
درم ہین تو اُسپر نو درم واجب ہونگے اسواسطے کہ پہلے استثناء سے دس درم سے نو درم نکل گئے تو ایک درم باقی رہگیا پھر
جب اُسنے دوسرا استثناء کیا تو آٹھ درم ثابت ہوے اسلیے وہ ایک درم کے ساتھ ملکر نو درم ہوگئے۔ اور اگر اقرار کیا
کہ زید کے مجھپر دس درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو اُسپر آٹھ درم لازم آوینگے اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر دس درم الا سات
درم الا پانچ درم الا تین درم الا ایک درم ہین تو یون کرنا چاہیے کہ اخیر مستثنی یعنی ایکدرم کو اُسکے متصل یعنی تین درم سے
نکالا جاے تو دو درم باقی رہینگے ان دونون کو اُسکے متصل یعنی پانچ درم سے نکالنے سے تین درم باقی رہینگے پھر ان
تین درم کو اُسکے متصل یعنی سات درم سے نکالنے کے بعد چار درم باقی رہینگے پھر ان چار درم کو اُنکے متصل یعنی دس درم
سے نکالنے کے بعد چھ درم باقی رہینگے پس یہی چھ درم اُسکے اقرار سے ثابت ہوے اور اُسکے نکالنے کے واسطے ایک دوسری
صورت بھی ہے وہ یہ ہے کہ جسقدر درمون کا اُسنے اقرار کیا ہے وہ دائین طرف لکھے جائین اور پہلا استثناء بائین طرف
لکھا جاے پھر دوسرا استثناء دائین طرف لکھا جاے پھر تیسرا استثناء بائین جانب اور چوتھا دائین جانب علی ہذا القیاس تمام
استثناء آخر تک اسی طور سے لکھے جائین پھر دائین طرف کے اعداد کو جمع کرکے اُس مین سے بائین طرف کے اعداد کا مجموعہ
گھٹایا جاوے جو باقی رہے وہی اُسکے ذمہ لازم ہوگا۔ اور بعض مشائخ رحمہم اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر استثناء کے بعد استثناء
بیان کیا حالانکہ دوسرا استثناء مستغرق ہے تو پہلا استثناء صحیح ہوگا اور دوسرا باطل ہوگا مثلاً یون اقرار کیا کہ مجھپر دس درم
الا پانچ درم الا دس درم ہین تو اُسپر پانچ درم لازم ہونگے اور اگر پہلا استثناء مستغرق ہو دوسرا مستغرق نہو مثلاً یون کہا کہ
مجھپر دس درم الا دس درم الا چار درم ہین تو اس صورت مین تین قول ہین ایک یہ کہ اُسپر دس درم واجب ہونگے اور
پہلا استثنا بسبب استغراق کے باطل ہوگا اور دوسرا باطل سے مستثنی ہونے کی وجہ سے باطل ہے اور دوسرا قول یہ ہے
کہ اُسپر چار درم واجب ہونگے اور دونون استثناء صحیح ہین اسلیے کہ کلام کا اعتبار آخر پر ہوتا ہے اور آخر کلام مین اُسنے
چار درم کا اقرار کیا اور مشائخ نے فرمایا کہ یہی قول قیاس ہے اور تیسرا قول یہ ہے کہ اُسپر چھ درم واجب ہونگے اسلیے کہ پہلا استثناء
باطل ہے اور دوسرا استثناء اول کلام سے متعلق ہوگا پس دس مین سے چار نکلنے کے بعد چھ باقی رہینگے اور یہ قول ضعیف ہے۔
یہ سب اُس صورت مین ہے کہ دونون استثناء کے درمیان عطف نہو اور اگر عطف ہو مثلاً یون کہا کہ مجھپر دس درم الا پانچ
درم و الا تین درم ہین یا مجھپر دس درم الا پانچ و تین ہین تو دونون استثناء ملاکر دس سے کم کیے جائینگے پس اُسپر صرف دو درم
لازم ہونگے اور اگر دونون استثنا ایسے ہون کہ جمع کرنے سے مستغرق ہو جاتے ہون مثلاً یون کہا کہ مجھپر دس درم بدون سات
و تین درم کے ہین تو بعضون نے فرمایا کہ اُسپر دس درم واجب ہونگے کیونکہ واؤ کے سبب سے دونون استثنا جمع ہوگئے اور جمع
ہوکر اُنھون نے مستثنی منہ کو استغراق کر لیا پس گویا اُسنے کہا کہ مجھپر دس درم بدون دس درم کے ہین اور اس صورت مین
استثناء باطل ہے اسواسطے دس درم کا اقرار صحیح رہا۔ اور بعضون نے کہا کہ اُسپر تین درم واجب ہونگے اسواسطے کہ لا ان لو اصح
استثناء ہ فان قال لہ علی درہم ودرہم ودرہم الا درہما ودرہما ودرہما یلزمہ ثلثۃ اقوال ہکذا فی النسخ التی وجدتہا یعنی
اگر کہا کہ زید کے مجھپر ایک درم و ایک درم و ایک درم سواے ایک درم و ایک درم و ایک درم کے ہے تو اُسپر تین درم

لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر تین درم سوائے ایک درم و ایک درم و ایک درم کے ہین تو بھی یہی حکم ہے اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر تین درم بدون ایک درم و دو درم کے ہین تو بھی تین درم لازم آوینگے - اور اگر کہا کہ مجھپر دس درم بدون پانچ یا چھ درم کے ہین تو اُسپر چار درم لازم ہونگے اور اگر کہا کہ مجھپر ایک درم ایک درم ایک درم ہے تو اُسپر ایک ہی درم واجب ہوگا ایسے ہی اگر بدون واؤ کے ہزار بار تکرار کرے تو ایک ہی درم لازم آویگا یہ سراج الوہاج مین ہے - اگر کہا کہ لفلان علی غیر درہم فلان شخص کا مجھپر سوائے درم کے ہے تو اُسپر دو درم لازم ہونگے گویا اُسنے یون اقرار کیا کہ مجھپر ایک درم ہے اور اسکے مثل دوسرا ہے اور اگر کہا لفلان علی غیر الف درہم فلان شخص کا مجھپر غیر ہزار درم کے ہے تو بھی اُسپر دو ہزار درم لازم آوینگے اور اگر زید نے کہا کہ یہ دار فلان شخص عمرو کا ہے سوائے ایک حصہ کے اس دار مین سے کہ وہ خالد کا ہے پس اگر اپنے کلام سے ملا کر بیان کیا کہ عمرو کے اس مین سے دس کے نو حصے اور دسوان حصہ خالد کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے جائز رکھا جائے گا اور اگر ملا کر بیان نہ کیا تو پھر بعد کو اسکا بیان اس دار کے حصون کی بابت قبول نہوگا اور تمام دار عمرو کو دیکر کہا جائے گا کہ جسقدر تیرا جی چاہے اس مین سے اس مقرلہ[عہ] کے واسطے اقرار کردے اور بیان کردے کہ کسقدر حصہ ہے یہ محیط مین ہے اور اگر کہا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ مین ہے یہ عمرو کا میرے پاس ودیعت ہے مگر اسمین سے آدھا خالد کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے رکھا جائیگا اسی طرح اگر اقرار کیا کہ یہ دونون غلام عمرو کے ہین مگر یہ غلام کہ یہ بکر کا ہے تو بھی یہی حکم ہے - اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور یہ دوسرا غلام عمرو کا ہے مگر پہلا غلام میرا ہے تو اُسکا قول قبول نہوگا اور تصدیق نہ کیجائیگی اور دونون غلام عمرو کو دلائے جائینگے - اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے مگر میرے پاس خالد کی ودیعت ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور خالد کیواسطے یہ شخص اقرار کرنے والا غلام کی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور یہ دوسرا غلام خالد کا ہے مگر پہلے کا آدھا بکر کا ہے اور دوسرے کا آدھا زید کا ہے تو موافق اُسکے اقرار کے جائز رکھا جائیگا اور یہی حکم گیہون اور جو اور سونے و چاندی و درم و عروض مین جاری ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین نہین بلکہ پانچسو درم ہین تو اُسپر ہزار درم لازم آوینگے - اور اگر کہا کہ زید کا مجھپر درم ابیض نہین بلکہ اسود ہے تو اُسپر اُن دونون مین سے جو افضل ہو وہ واجب ہوگا - اور جید اور ردی درمون مین بھی یہی حکم ہے - قاعدہ یہ ہے کہ لفظ (نہین بلکہ) جب دو مقدارون کے درمیان آوے پس اگر مقرلہ دو شخص ہون تو مقر پر دونون مال لازم آوینگے خواہ دونون کی جنس متحد ہو یا مختلف ہو - اور اگر مقرلہ ایک ہی شخص ہو پس اگر جنس متحد ہو تو دونون مالون مین سے جو زیادہ اور افضل ہو وہ اُسپر واجب ہوگا اور اگر جنس مختلف ہو تو دونون مال لازم آوینگے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کی ایک گون ردی گیہون کے آٹے کی ہے نہین بلکہ حواری[عہ] کی ہے تو وہ حواری مین سے قرار دیا جائے گا اور شرح شافی مین حسن بن زیاد کی کتاب الاختلاف سے منقول ہے کہ اگر کہا کہ زید کی مجھپر دقیق حواری ہے نہین بلکہ خشکار ہے اُسپر حواری لازم ہو گی - اور اگر کہا کہ ایک کر گیہون نہین بلکہ ایک کر آٹا ہے تو دو کر اُسپر لازم آوینگے یہ محیط مین ہے - اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک رطل بنفشہ ہے نہین ایک رطل خیری ہے تو اُسپر دونون لازم ہونگے اسی طرح اگر کہا کہ زید کا مجھپر ایک رطل بھینس کا گھی ہے نہین بلکہ گائے کا گھی ہے تو اُسپر دو رطل واجب ہونگے یہ مبسوط مین ہے - اگر کہا کہ فلان شخص کے مجھپر ہزار درم ہین نہین بلکہ فلان شخص دوسرے کے ہین

عہ [illegible]

تو دونون مال اُسپر لازم آوینگے - اسی طرح اگر فلان دوسرا شخص پہلے شخص کا مکاتب یا غلام ماذون مقروض ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر غلام مقروض نہو تو استحسانًا ایک ہی ہزار اُسپر واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید نے کہا کہ مجھپر عمرو کے ہزار درم ایک باندی کے دام ہین جو اسنے میرے ہاتھ فروخت کی تھی نہین بلکہ میرے ہاتھ وہ باندی خالد نے ہزار درم کو فروخت کی تھی تو زید پر ہر ایک کے ہزار درم لازم آوینگے ولیکن اگر خالد اقرار کردے کہ یہ باندی عمرو ہی کی تھی تو استحسانًا زید پر ایک ہزار درم واجب ہونگے یہ حاوی مین ہے - اگر کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے پھر کہا کہ خالد کا ہے تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی اور اگر مقر نے بدون حکم قاضی عمرو کو دیدیا تو خالد کیواسطے اُسکی قیمت ڈانڈ بھریگا اور اگر بحکم قاضی دیدیا تو ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید نے کہا کہ مین نے یہ غلام عمرو سے غصب کیا ہے نہین بلکہ بکر سے غصب کیا ہے تو غلام عمرو کو ملیگا اور بکر کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو بحکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو - اور مثل غصب کے ودیعت اور عاریت کا بھی حکم ہے اور یہ قول امام محمد رح کا ہے و لیکن امام ابو یوسف رح کے نزدیک ودیعت و عاریت کی صورت مین اگر پہلے کو بحکم قاضی دیدیا تو دوسرے کے واسطے ضامن نہوگا اور اگر بلا حکم قاضی دیا ہے تو ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہے - ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی ہے کہ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم مجھے عمرو نے ودیعت دیے ہین نہین بلکہ بکر نے دیے ہین اور عمرو غائب ہے پس بکر نے وہ درم لے لیے پھر عمرو حاضر ہوا پس اگر زید سے اُن درمون کے مثل درم لے لیے تو بکر پھر زید سے کچھ نہین لیسکتا ہے اور اگر عمرو نے آکر بکر سے وہ درم لے لیے تو بکر پھر زید سے اُسکے مثل لے لیگا یہ محیط مین ہے زید کے قبضہ مین ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہین پھر اسکے بعد کہا کہ نہین بلکہ بکر کے ہین تو یہ درم عمرو کو ملین گے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر زید نے کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر اسکے بعد کہا کہ نہین بلکہ خالد کا ہے تو عمرو کو ملے گا - اور بکر کو کچھ نہ ملیگا - اسی طرح اگر کہا کہ یہ دار عمرو کا ہے پھر بعد اسکے کہا کہ عمرو کا اور بکر کا ہے یا میرا اور عمرو کا ہے تو تمام دار صرف عمرو کو ملیگا - اور اگر پہلے ہی سے ملا کر یون کہا کہ یہ دار عمرو و بکر کا ہے تو دونون کو برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسنے کہا کہ یہ غلام میرے پاس عمرو کا مال مضاربت ہے پھر کہا کہ عمرو نے مجھے پانچ سو درم دیے تھے مین نے اُس سے یہ غلام خریدا ہے اور عمرو نے کہا کہ بلکہ مین نے تجھے یہ غلام دیا ہے تو عمرو کا قول قبول ہوگا اور غلام اُسکو ملے گا - اور یہی حکم عروض و عقار و کیلی و وزنی وغیرہ چیزون مین جاری ہے یہ محیط مین ہے - اگر زید نے کہا کہ مین نے سو درم و سو دینار اور ایک کر گیہون عمرو کے غصب کیے ہین نہین بلکہ بکر کے غصب کیے ہین تو زید پر دونون مین سے ہر ایک کے واسطے یہ سب چیزین لازم آوینگی اور اگر یہ چیزین معین ہون تو سب پہلے شخص یعنی عمرو کو دلادی جاوینگی اور بکر کو اُسکے مثل دلادی جاوینگی یہ تبیین مین لکھا ہے - اگر زید نے کہا کہ مین نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور بکر سے سو دینار غصب کیے اور خالد سے ایک کر گیہون غصب کیے ہین نہین بلکہ شعیب سے غصب کیے ہین تو جس چیز کا اُسنے تیسرے یعنی خالد کے واسطے اقرار کیا ہے وہی چوتھے یعنی شعیب کو ڈانڈ دینی پڑیگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر زید کے عمرو پر دس درم ابیض اور دس درم اسود ہین پس قرضخواہ نے کہا کہ مین نے

عہ بلکہ محض غلام ماذون ہو ۱۲ عسہ اول کیواسطے ۱۲ ؎ چند روز کیواسطے لینا جسکو ہمارے عرف مین دست گردان بولتے ہین ۱۲ ؎ ابیض سفید و اسود سیاہ ۱۲

تجھسے ایک درم اسود وصول پایا ہے نہین بلکہ ابیض وصول پایا ہے یا اسکے برعکس کہا اور قرضدار نے کہا کہ دونون تونے مجھسے وصول کر لیے ہین تو ایک درم ابیض کا وصول کرنا لازم آویگا - اور اگر قرضہ مین دس درم اور دس دینار ہون اور قرضخواہ نے کہا کہ مین نے تجھسے ایک دینار وصول پایا نہین بلکہ ایک درم وصول پایا اور قرضدار نے کہا کہ نہین بلکہ تونے ایک درم و ایک دینار وصول کیا ہے تو دونون کے وصول پانے کا حکم کیا جائیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر زید پر ایک چک مین سو درم اور دوسری چک مین سو درم ہون اور قرضخواہ نے کہا کہ مین نے اس چک کے درمون سے دس درم وصول پائے ہین نہین بلکہ اس دوسری چک مین سے دس درم پائے ہین تو یہ دس ہی درم قرار دیے جائینگے زید کو اختیار ہے چاہے جس چک مین سے شمار کرے یہ مبسوط مین ہے - اگر زید کے عمرو پر سو درم ہون اور بکر پر دوسرے سو درم ہون اور ہر ایک قرضدار دوسرے کا کفیل ہے - اور ہر حال علیحدہ چک مین ہو یا دونون ایک ہی چک مین تحریر ہون پس زید نے کہا کہ مین نے عمرو سے دس درم لیے ہین نہین بلکہ بکر سے لیے ہین تو ہر ایک سے دس درم وصول پانے لازم کیے جائینگے - اسی طرح اگر دو شخصون نے یعنی عمرو و بکر نے خالد کی طرف سے شعیب کے لیے کفالت کی اور شعیب نے کہا کہ مین نے عمرو سے دس درم پائے نہین بلکہ اس سے پائے ہین تو دونون سے پانا دس دس درم کا لازم کیا جائیگا یہ محیط مین ہے - اگر زید کے عمرو پر ہزار درم ہون پس زید نے کہا کہ تو نے سو درم انہین سے اپنے ہاتھ سے مجھے دیے ہین پھر کہا کہ نہین بلکہ اپنے غلام کے ہاتھ مین یہ درم مجھے بھیجدیے ہین تو یہ سو ہی درم قرار پاوینگے - اُس سے زیادہ وصول پانا اسپر لازم نہ کیا جائیگا اور اگر عمرو کی طرف سے خالد کفیل ہوا اور زید نے کہا کہ مین نے تجھسے سو درم پائے ہین نہین بلکہ تیرے کفیل خالد سے پائے ہین تو ہر ایک سے سو درم پانے کا حکم اُسپر ہوگا پھر اگر زید نے عمرو و خالد ہر ایک سے قسم لینی چاہی تو دونون پر قسم نہ آویگی یہ حاوی مین ہے - زید نے اپنے قرضدار عمرو سے کہا کہ مین نے تجھسے سو درم وصول پائے پس عمرو نے کہا اور دس درم مین نے تجھے بھیجدیے اور ایک کپڑا دس درم کو تیرے ہاتھ فروخت کیا ہے اور زید نے کہا کہ تونے سچ کہا اور یہ اُسی سو مین داخل ہے تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ اگر عمرو نے کہا کہ دس درم مین نے تجھے بھیجدیے الی آخرہ یعنی بدون لفظ اور کے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو صرف زید پر سو درم وصول پانا لازم ہوگا اور اگر لفظ اور کے ساتھ عمرو نے بیان کیا اور زید نے تصدیق کی تو سو درم مع ان معطوفون کے وصول پانا لازم آئیگا اور بعض مشائخ رحمہم اللہ نے کہا کہ دونون صورتون مین سو ہی درم وصول پانا لازم ہونگے اور یہی صحیح ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - زید نے عمرو سے ایک متاع خریدی پھر عمرو نے کہا کہ مین نے زید سے دام وصول پائے پھر کہا کہ مجھپر زید کے ہزار درم تھے مین نے بدلا کر دیا تو عمرو کی تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے استیفاء ثمن کر لیا پھر کہا کہ مین نے تیرے قرضہ سے بدلا کر دیا ہے تو تصدیق کیجاوے گی اسی طرح اگر کہا کہ تونے مجھسے اُسکی براءت کر لی ہے تو بھی یہی حکم ہوگا - اور اگر بدلا کرنا پہلے ذکر کیا اور کہا کہ مین نے اُن دامون سے تیرے قرضہ سے جو مجھپر آتا تھا بدلا کر لیا پھر کہا کہ مین نے تجھ سے دام وصول پائے ہین تو اُس کی تصدیق کی جاوے گی - اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ثمن وصول پایا ہے نہین بلکہ جو تیرے ہزار درم مجھ پر آتے تھے اُن سے بدلا کر دیا ہے تو تصدیق نہ کیجائیگی

اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے دام بھر پائے ہین نہین بلکہ اُس قرضہ سے جو تیرا مجھپر آتا تھا بدلا کر دیا ہے تو تصدیق کیجائیگی یہ محیط مین ہے

گیارھوان باب۔ جو مال کسی شخص کو کسی شخص سے ملا اُسکا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے اور جو مال اپنا کسی شخص پر ہے اُس کا دوسرے کے واسطے اقرار کرنے کے بیان مین۔ اگر زید نے کہا کہ یہ چیز مجھے عمرو نے دی ہے اور یہ چیز بکر کی ہے پس اگر عمرو نے اقرار کیا کہ یہ چیز بکر کی ملک ہے اُسنے مجھے زید کو دینے کا حکم کیا تھا اور بکر نے اُسکی تصدیق کی تو زید کو اختیار ہے دونون مین سے جسکو چاہے واپس کر دے اور اگر بکر نے زید کو دینے کے واسطے حکم دینے سے انکار کیا تو زید اُسکو عمرو کو نہ دیگا اور زید عمرو کے واسطے کچھ ضامن ہوگا۔ اور اگر عمرو و بکر ہر ایک نے اپنی ملک ہونیکا دعوی کیا تو عمرو کو ملیگی اور بکر کے واسطے زید کچھ ضامن نہوگا اور جب زید نے عمرو کو وہ چیز واپس کر دی تو خواہ عمرو مالک ہو یا نہو زید بری ہو گیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اور مجھے خالد نے دیے ہین پس اگر خالد نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اور مین نے اُسکے حکم سے زید کو دیے ہین تو ہزار درم عمرو کے ہونگے اور اگر خالد نے اس سب سے انکار کیا اور ہزار درم پر اپنی ملک کا دعوی کیا تو زید یہ درم عمرو کو دیوے خالد کو نہ دے پھر اگر بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیے ہین تو خالد کے واسطے ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد یہ قسم کھائے کہ واللہ مین عمرو کی طرف سے یہ ہزار درم زید کو دینے کے واسطے مامور[1] نہ تھا۔ اور اگر اُسنے اس قسم سے نکول کیا تو زید کچھ ضامن نہوگا۔ اور اگر زید نے بحکم قاضی عمرو کو دیے ہون تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک خالد کے واسطے ضامن نہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ زید کے قبضہ مین ایک باندی ہے اُسنے کہا کہ یہ عمرو کی ہے اُسنے مجھے ودیعت دی ہے پھر کہا کہ بلکہ خالد کی ہے اُسنے مجھے ودیعت دی ہے اُسی کی ہے تو عمرو کے نام ڈگری ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہے کہ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے کہا کہ یہ درم عمرو کے ہین مجھے خالد نے ودیعت رکھنے کو دیے ہین اور عمرو نے کہا کہ یہ میرے ہین تو نے مجھسے غصب کر لیے ہین تو امام محمد رح نے فرمایا کہ مین یہ درم عمرو کو دلا دونگا پھر اگر خالد آیا اور اُسنے عمرو کے درم ہونے سے انکار کیا تو زید دوسرے ہزار درم خالد کو ڈانڈ دیگا اور عمرو سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین خالد نے مجھے قرض دیے ہین اور دونون نے اپنی اپنی ملک کا دعوی کیا تو یہ درم عمرو کو دلائے جاوینگے اور خالد کے زید پر دوسرے ہزار درم لازم ہونگے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر زید کے قبضہ مین ایک غلام ہو اُس نے کہا کہ یہ غلام عمرو کا ہے میرے ہاتھ اسکو خالد نے بیچا ہے اور عمرو و خالد ہر ایک نے غلام کا دعوی کیا تو غلام عمرو کو دلایا جائے گا بشرطیکہ وہ قسم کھائے کہ مین نے خالد کو فروخت کرنے کا حکم نہین دیا تھا اور بائع کے دامون کی ڈگری زید پر ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین عیسی بن ابان نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ زید کے قبضہ مین مال ہے اُسنے کہا کہ مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر عمرو نے دیا ہے حالانکہ عمرو غائب ہے پھر زید نے کہا کہ جو کچھ مین نے اقرار کیا تھا کہ یہ مال عمرو کا ہے اُسنے آدھے نفع کی مضاربت پر مجھے دیا ہے سب مین نے باطل کیا اس مال مین اُسکا کچھ

[1] یعنی وکیل نہ تھا ۱۲

نہین ہے یہ مال خالد کا ہے اُس نے مجھے آدھے نفع کی مضاربت پر دیا ہے اور یہ خالد حاضر ہے اُس نے تصدیق کی کہ مین نے تجھے دیا ہے تو اس مال سے خرید و فروخت کر اور نفع اُٹھا پس زید نے خریدا اور نفع اُٹھایا پھر عمرو آیا تو یہ مال اُسی کا مضاربت پر قرار دیا جائیگا اور جو کچھ نفع آیا ہے وہ زید اور عمرو کے درمیان آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور خالد کو کچھ نہ ملیگا ولیکن زید اُسکے مثل مال خالد کو ڈانڈ دیگا۔ اور یہی حکم ودیعت مین جاری ہے اگر زید نے کہا کہ یہ مال میرے پاس عمرو کی ودیعت ہے حالانکہ عمرو غائب ہے پھر کہا کہ مین نے اپنا اقرار باطل کیا یہ مال میرے پاس خالد کی ودیعت ہے پھر وہ مال زید کے پاس تلف ہو گیا تو عمرو کے واسطے ضامن نہوگا اور خالد کے واسطے ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ہزار درم عمرو کے ہین اُسنے یہ درم میرے پاس خالد کے ہاتھ ودیعت رکھنے کو بھیجے ہین اور دونون نے اپنی اپنی ملک ہونے کا دعوی کیا تو عمرو کو ملین گے ولیکن اگر عمرو کہے کہ میرے نہین ہین تو خالد کو ملینگے اور خالد ایلچی کو یہ اختیار نہین ہے کہ مال معین اپنے مرسل یعنی بھیجنے والے کے غائب ہونے کی حالت مین واپس کرے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ ٹٹو عمرو کا ہے اُسنے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجا تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ یہ ٹٹو عمرو کو واپس دے اور زید کو اُسکی قیمت خالد کو دینی پڑیگی بشرطیکہ خالد اپنی ملک ہونے کا دعوی کرتا ہے اور زید نے بدون حکم قاضی کے عمرو کو دیدیا ہو۔ اور اگر بحکم قاضی دیدیا ہے تو ضامن نہوگا اور امام اعظم رحمہ اللہ کے قیاس قول پر خالد کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے قبضہ مین ہے عمرو کا ہے عمرو نے اُسکو خالد سے غصب کر لیا ہے تو عمرو کے نام غلام کی ڈگری ہوگی اور خالد کے واسطے زید پر کچھ ڈگری بابت غلام کے نہوگی خواہ زید نے وہ غلام عمرو کو بحکم قاضی دیا ہو یا بلا حکم قاضی دیا ہو یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہے مین نے اسکو خالد سے غصب کر لیا ہے اور عمرو نے لڑکے کی نسبت اپنے بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور خالد نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے تو عمرو کی ڈگری ہوگی اور لڑکا آزاد اور عمرو سے ثابت النسب قرار پاویگا اسی طرح اگر زید نے کہا کہ یہ لڑکا عمرو کا بیٹا ہے اُسنے اسکو میرے پاس خالد کے ساتھ بھیجا ہے تو یہ لڑکا عمرو کا بیٹا قرار پاویگا اگر وہ دعوی کرے اور ایلچی یعنی خالد کا نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک درزی نے اقرار کیا کہ یہ کپڑا جو میرے قبضہ مین ہے عمرو کا ہے مجھے خالد نے سپرد کیا ہے حالانکہ دونون مین سے ہر ایک اپنی اپنی ملک کا دعوی کرتا ہے تو کپڑا عمرو کا قرار دیا جائیگا اور یہی حکم رنگریز و دھوبی و سونار وغیرہ تمام کاریگرون کا ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک درزی دوسرے کے واسطے یعنی خالد کے واسطے کچھ ضامن نہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ یہ کپڑا مجھے قمیص قطع کرنے کے واسطے خالد نے دیا ہے حالانکہ یہ کپڑا عمرو کا ہے اور دونون نے اُسکا دعوی کیا تو اُسکو ملیگا جسنے زید کے سپرد کیا ہے دوسرے کو کچھ نہ ملیگا کذا فی الحاوی۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے یہ کپڑا عمرو سے عاریت مانگا اُسنے خالد کے ہاتھ میرے پاس بھیجدیا ہے تو عمرو کو ملیگا۔ اور اگر یون کہا کہ خالد نے مجکو یہ کپڑا عمرو سے عاریت لا دیا ہے اور دونون نے دعوی کیا تو خالد کو دیا جائیگا یعنی ایلچی کو یہ محیط سرخسی مین ہے۔ کتاب الاصل مین ہے کہ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم قرض کے اُسکے نام سے ایک چک مین تحریر ہین پھر زید نے اقرار کر دیا کہ جو مال اس چک مین ہے وہ خالد کا ہے تو یہ جائز ہے اور وصول کرنے کا حق وکیل کو حاصل ہوگا موکل وصول نہین کر سکتا ہے ولیکن اس صورت سے وصول کر سکتا ہے کہ وکیل اُسکو وکیل

بقیہ صفحہ ۲

کرے اور قضا باے اہل کوفہ مین مذکور ہو کہ مقرلہ کو بدون مقر کی طرف سے وکیل مقرر ہونے کے وصول کرنے کا اختیار ہو اور مشائخ
نے فرمایا کہ کتاب الاصل مین جو حکم مذکور ہے وہ اُس صورت پر محمول ہے کہ جب مقرلہ نے اقرار کیا ہو کہ سبب قرض کا مباشر یہی
مقر میری اجازت اور وکیل مقرر کرنے سے ہوا ہو اور اگر مقرلہ نے اس سے انکار کیا کہ مین نے اُسکو سبب قرض کے مباشر
ہونے کی اجازت دی ہو تو وصول کرنے کا حق مقرلہ کو حاصل ہوگا مقر کو حاصل نہوگا یہ محیط مین ہے - اگر زید نے اقرار
کیا کہ جو کچھ میرا قرضہ عمرو پر ہو وہ بکر کا ہے اور زید کے عمرو پر سو درم ایک چک مین اور دس دینار دوسری چک مین تھے پس
زید نے کہا کہ مین نے اپنے اقرار مین صرف درم ہی مراد لیے تھے ولیکن بکر نے دونون کا دعوی کیا تو دونون قرضے بکر کو
ملینگے اور اگر زید غائب ہوگیا تو بکر کو عمرو سے مال کا تقاضہ کرنے کا اختیار نہین ہو اور اگر عمرو نے اقرار کر لیا کہ زید نے بکر
کے واسطے اس قرضہ کا اقرار کیا ہو تو عمرو پر بکر کو دینے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا اور اگر عمرو نے بکر کو دیدیا تو بری ہو جائیگا اگر
زید کے عمرو پر ہزار درم ہون اُسنے اقرار کیا کہ اس مین سے آدھے بکر کے ہین تو جائز ہے اور زید ہی وصول کرکے اُس مین سے
آدھے بکر کو دیگا اور اگر بکر نے زید پر ضمان کا دعوی کیا اور کہا کہ یہ میری بلا اجازت واقع ہوا اور زید نے کہا کہ تیری اجازت
سے ہے تو مقر کا قول قبول ہوگا اور اُسپر ضمان نہ آویگی اور اگر اجازت کا دعوی کیا تو مقر ضامن ہوگا بشرطیکہ بکر قسم کھالے
کہ مین نے اجازت نہین دی تھی اسی طرح اگر یہ امر سلم یا بیع یا کسی کیلی یا وزنی چیز کے غصب مین واقع ہو تو بھی یہی حکم ہے۔
کذا فی الحاوی - اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میری ودیعت عمرو کے پاس ہو وہ خالد کی ہے تو جائز ہے اور خالد کو عمرو سے لینے کا
اختیار نہین ہے ولیکن زید اُس سے لیکر خالد کو دیگا اور اگر عمرو نے خالد کو دیدیے تو وہ بری ہوگیا اور اگر زید کی عمرو کے
پاس چند چیزین ودیعت ہون اور زید نے کہا کہ مین نے اپنے اقرار مین بعض چیزین مراد لی ہین تو اُسکی تصدیق نہ کیجائیگی
اور اگر عمرو نے کہا کہ مجھے زید نے کچھ ودیعت نہین دی ہے اور خالد نے کہا کہ میری بلا اجازت تجھے ودیعت دی ہے
تو زید ضامن ہوگا بشرطیکہ خالد قسم کھالے کہ میری بلا اجازت اُس نے ودیعت دی ہے اور اگر خالد نے اجازت کا
اقرار کیا اور عمرو نے کہا کہ مین نے یہ ودیعت زید کو واپس دیدی یا خالد کو واپس دیدی یا میرے پاس ضائع ہوگئی
تو قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا ولیکن اس بات مین خصومت اور قسم لینے کا حق زید کو حاصل ہوگا بشرطیکہ اُسنے
خالد کی اجازت سے عمرو کو ودیعت دی ہو یہ مبسوط مین ہے

بارھوان باب - اپنے اقرار کو ایسے حال کی طرف نسبت کرنے کے بیان مین کہ جس حال مین اقرار صحیح نہین اور
اُسکا حکم ثابت نہین ہوتا ہے - اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی حالت نابالغی مین بکر کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہے اور
بکر نے کہا کہ نہین بلکہ تو نے بعد بلوغ کے میرے واسطے یہ اقرار کیا ہے تو قسم سے مقر کا قول قبول ہوگا اسیطرح اگر کہا کہ
مین نے سوتے مین بکر کے واسطے ایسا اقرار کیا ہو یا ایسی عمر مین اقرار کیا ہے کہ میری قسم اُسوقت معتبر نہ تھی تو بھی یہی
حکم ہو اور اگر کہا کہ مین نے ایسی حالت مین اقرار کیا ہو کہ بسبب برسام[1] یا لمم کی بیماری کے میری عقل جاتی رہی تھی پس
اگر یہ بات دریافت ہو کہ اُسکو یہ مصیبت بیماری کی اس طور سے پہونچی تھی تو اُسپر کچھ لازم نہ ہوگا اور اگر یہ بات دریافت
نہو تو مال کا ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہو - اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے حالت نابالغی مین نکاح کیا ہے اور عورت نے

[1] برسام ایک بیماری ہو کہ اُسکی سبب سے آدمی کے حواس پریشان ہو جاتے ہیں ۱۲

کہا کہ نہین بلکہ تونے ایسے حال مین نکاح کیا ہے کہ تو اُسوقت بالغ تھا تو شوہر کا قول قبول ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھسے مجوسی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہے اور عورت نے کہا کہ نہین بلکہ تونے مسلمان ہونے کی حالت مین مجھسے نکاح کیا ہے تو عورت کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس مرد سے اپنی باندی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہے اور وہ عورت پہلے باندی تھی پھر آزاد ہوگئی اور شوہر نے کہا کہ مین نے اس سے بعد آزادی کے یا اُس سے پہلے نکاح کیا ہے تو دونون برابر ہین نکاح بالاتفاق جائز ہے اور اگر یہ عورت پہلے مجوسیہ ہو پھر مسلمان ہوگئی اور اقرار کیا کہ مین نے اس مرد سے اپنے مجوسی ہونے کی حالت مین نکاح کیا ہے اور مرد نے کہا کہ مین نے اسکے مسلمان ہونے کے بعد اس سے نکاح کیا ہے تو مرد کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھسے تیری نابالغی کی حالت مین یا سوتے مین نکاح کیا ہے یا ایسی حالت مین نکاح کیا ہے کہ مین مغلوب العقل تھی اور مغلوب العقل ہوجانا عورت کا دریافت بھی ہوا ہے تو عورت کا قول قبول ہوگا کذا فی الحاوے۔ جورو و مرد مین سے ایک نے اقرار کیا کہ نکاح غیر شوہر کی عدت مین واقع ہوا یا غیر کے نکاح قائم ہونے کی حالت مین یا بدون گواہون کے واقع ہوا یا اسکے پاس چار منکوحہ موجود تھین اُس وقت واقع ہوا یا اس عورت کی بہن اس مرد کے نکاح مین تھی اُسوقت اس عورت سے نکاح ہوا یا اُسکی بہن کی عدت کے زمانہ مین نکاح ہوا ہے تو دونون مین سے جو شخص ان امور کا مدعی ہو اُسکا قول قبول نہوگا پس اگر شوہر ان امور کا مدعی ہو تو اُسکے اقرار سے دونون مین جدائی کرادی جائیگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے اس غلام کو اپنی نابالغی مین مکاتب کیا ہے اور غلام نے کہا کہ نہین بلکہ حالت بلوغ مین تونے مجھے مکاتب کیا ہے تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو سے مین نے یہ چیز اپنے لڑکپن مین لی یا ایسی حالت مین لی کہ میری عقل جاتی رہی تھی تو دونون حالون مین اُسپر مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی آزاد نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کے واسطے اپنے اوپر ہزار درم کا اقرار اپنے غلام ہونے کی حالت مین کیا ہے تو اُسپر مال لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر حربی نے اسلام لانے کے بعد اقرار کیا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار اُسوقت کیا تھا کہ جب مین امان لیکر دار الاسلام مین آیا ہون تو مال اُسپر لازم ہوگا اسی طرح اگر کہا کہ فلان مسلم دار الحرب مین امان لیکر ہمارے یہان آیا پس مین نے اسکے لیے اسقدر مال کا اقرار کیا تھا تو مال اُسپر لازم ہوگا اور اسی طرح اگر کہا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار دار الحرب مین کیا تھا اور فی الحال وہ دار الاسلام مین ہے تو مال اُسپر لازم ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر آزاد یا غلام نے کہا کہ مین نے زید کے واسطے ہزار درم کا اقرار کیا ہے حالانکہ زید غلام ہے تو مقر پر مال لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر حربی مستامن نے دار الاسلام مین کسی مسلمان کے واسطے قرضہ کا اقرار کیا تو اُسپر لازم ہوگا پس اگر اُسنے کہا کہ تونے دار الحرب مین مجھے اُدھار دیا ہے اور مسلمان نے کہا کہ دار الاسلام مین دیا ہے تو قرضہ اُسپر لازم رہیگا خواہ اس کلام کو اقرار سے ملا کر کہے یا جدا بیان کرے اسیطرح اگر حربی مستامن کسی دوسرے حربی مستامن یا ذمی کے واسطے اقرار کرے تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح اگر کسی معین چیز کی نسبت جو اُسکے قبضہ مین ہے اقرار کیا کہ یہ مسلمان یا حربی مستامن یا ذمی کی ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور حربی مستامن کی طرف سے نکاح و طلاق و عتاق اور بچہ کے نسب اور جراحات اور حد قذف اور اجارہ اور کفالت و انکے اشباہ کا اقرار جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے اپنے غلام کو آزاد کیا پھر

کہا کہ جب تو میرا غلام تھا تب میں نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور غلام نے کہا کہ بعد آزادی کے کاٹا ہی تو امام اعظمؒ و امام ابو یوسف رح کے نزدیک غلام کا قول مقبول و زید ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر کوئی حربی مسلمان ہو گیا یا ذمی بنکر رہا پھر ایک مسلمان نے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا درحالیکہ تو حربی دار الحرب میں تھا یا اسقدر تیرا مال لے لیا درحالیکہ تو حربی دار الحرب میں تھا اور حربی نے کہا کہ جو کچھ تو نے کیا سب میرے مسلمان ہوتے یا ذمی بنجانے کے بعد دار الاسلام میں کیا ہی تو شیخین رحمہما اللہ کے نزدیک حربی کا قول قبول اور مسلمان ضامن ہوگا اسی طرح اگر حربی مسلمان ہو گیا اور ایک مسلمان سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ کاٹا یا تیرا اسقدر مال لیا اُس حالت میں کہ میں دار الحرب میں حربی تھا اور مسلمان نے کہا کہ نہیں جو کچھ تو نے کیا سب دار الاسلام میں مسلمان ہونے کے بعد کیا ہی تو شیخین کے نزدیک مسلم کا قول مقبول اور حربی ضامن ہوگا اور ایسا اجماع ہی کہ اگر مال مقر کے پاس ان صورتوں میں بعینہ قائم ہو تو اُسکو واپس کر دینے کا حکم کیا جائیگا اور بھی اجماع ہی کہ اگر اپنی باندی سے کہا حالانکہ اُسے آزاد کر چکا ہے کہ میں نے تجھسے آزاد کرنے سے پہلے وطی کی ہی اُسنے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزاد کرنے کے وطی کی ہی تو مولی کا قول مقبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور بھی اجماع ہے کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کرنے کے بعد اُس سے کہا کہ میں نے تجھسے ماہواری بھاڑا تیرے غلام ہونے کی حالت میں لیا ہے اور غلام نے کہا کہ نہیں بلکہ آزادی میں لیا ہی تو مولے کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور بھی اجماع ہی کہ اگر اپنے غلام کو آزاد کیا اُسنے کسی شخص سے کہا کہ میں نے تیرا ہاتھ اپنے غلام ہونے کی حالت میں کاٹا ہے اُس شخص نے کہا کہ نہیں بلکہ آزاد ہو جانے کے بعد کاٹا ہی تو مقر کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اور اگر اپنی باندی کو آزاد کر دیا پھر کہا کہ میں نے تجھ سے یہ بچہ آزاد کرنے سے پہلے لیا ہے اسنے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزادی کے لیا ہی تو باندی کو واپس کر دے اور وہ بچہ آزاد ہی اور اگر یہ نہ کہا کہ میں نے تجھ سے لیا ہی تو واپس نہ کرے گا۔ اور اگر کہا کہ میں نے تجھے یہ بچہ جننے کے بعد آزاد کیا ہی اُسنے کہا کہ نہیں بلکہ پہلے آزاد کیا ہی تو بچہ کے قابض کا قول قبول ہوگا اور یہی حکم کتابت کی صورت میں ایسا واقع ہونے میں ہے۔ اور امام ابو یوسف رح نے امالی میں فرمایا کہ اگر بچہ دونوں کے قبضہ میں ہو تو عورت کا قول اور اگر دونوں کے پاس گواہ ہوں تو عورت کے گواہ قبول ہونگے ولیکن مدبر کر دینے کی صورت میں ایسے اختلاف میں مولی کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی میں ہی۔ اگر زید نے اپنا غلام آزاد کیا پھر عمرو نے اقرار کیا کہ میں نے ہزار درم اس غلام سے اسکے غلام ہونے کی حالت میں لیے ہیں اور غلام نے کہا کہ تو نے بعد آزادی کے مجھسے لیے ہیں تو غلام کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر غلام کو مکاتب کیا پھر یہ اقرار و اختلاف واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر زید نے اس غلام کو فروخت کیا پھر ایک شخص نے اقرار کیا کہ میں نے اس غلام سے سو درم اُسوقت غصب کیے جب یہ زید کا غلام تھا اور دوسرے مالک نے کہا کہ نہیں تو نے اُسوقت غصب کیے ہیں جب میرا غلام تھا تو دوسرے کو مال ملیگا اور یہی حکم جراحات کے اقرار و اختلاف میں ہی یہ حاوی میں ہی اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے عمرو کی آنکھ عمداً پھوڑ دی پھر اُسکے بعد زید کی آنکھ جاتی رہی اور عمرو نے کہا کہ تو نے میری آنکھ پھوڑی درحالیکہ تیری آنکھ ثابت تھی اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تیری آنکھ پھوڑی درحالیکہ میری آنکھ جا چکی تھی تو عمرو کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط میں ہی۔ اگر اقرار کیا کہ میں نے اپنے غلام ہونے کی حالت میں زید کے ولی کو قتل کیا ہی اور زید نے کہا کہ نہیں بلکہ بعد آزادی کے تو نے قتل کیا ہے تو اُسپر کچھ

لازم نہ آویگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر دو متفاوضین مین سے ایک نے اقرار کیا کہ دوسرے پر شرکت سے پہلے کا زید کا قرضہ ہے اور اس دوسرے نے انکار کیا اور زید نے دعوی کیا کہ یہ قرضہ حالت شرکت کا ہے تو دونون کے ذمہ لازم ہوگا اور اگر ایک نے اقرار کیا کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا صرف مجھپر ہے شریک پر نہین ہے اور زید نے شرکت مین ہونیکا دعوی کیا تو مال اُسپر اور اُسکے شریک پر لازم ہوگا اور اگر باہم سب نے تصدیق کی کہ یہ قرضہ شرکت سے پہلے کا ہے تو دونون مین سے کوئی دوسرے کے حصہ قرضہ کے واسطے ماخوذ نہ ہوگا۔ اور اگر دونون مین سے کوئی مرگیا یا دونون جدا ہوگئے پھر ایک نے شرکت مین قرضہ دونون پر ہونے کا اقرار کردیا تو خاص اُسی پر لازم آویگا کذا فی الحاوی۔ اور اگر مسلمان نے مقبوضہ شراب یا سور کا کسی ذمی کے لیے اقرار کیا تو جائز ہے اسی طرح اگر ذمی نے کسی مسلمان کے واسطے معین موجودہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر مستہلکہ شراب یا سور کا اقرار کیا تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا۔ اور اگر مسلمان نے کسی ذمی کے واسطے ایسی شراب یا سور کا اقرار کیا جو تلف کردی ہے تو اُسپر قیمت اُسکی واجب ہوگی۔ اور اگر کوئی ذمی مسلمان ہوگیا پھر دوسرے ذمی نے اقرار کیا کہ مین نے اسکا سور اسکے اسلام کے بعد تلف کردیا اور مسلم نے کہا کہ تو نے میرے مسلمان ہونے سے پہلے تلف کیا ہے تو شیخین رح کے نزدیک ذمی اُسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اُسپر ضمان نہین ہے۔ اسی طرح اگر کسی ذمی نے شراب کے تلف کردینے کا اسطرح اقرار کیا کہ مین نے اپنے حربی ہونے کی حالت مین یہ شراب تلف کردی یا تیرے حربی ہونے کی حالت مین تلف کردی ہے اور مخاطب کا حربی ہونا اس سے پہلے دریافت ہوا ہے تو اس مین بھی اختلاف مذکور واقع ہے یہ مبسوط مین ہے

تیرھوان باب۔ اُن صورتون کے بیان مین جو شرکت کا اقرار ہوتی ہین اور جو نہین ہوتی ہین اور اپنی اور دوسرے شخص کی مشترکہ چیز مین اقرار کرنے اور اپنے اور دوسرے پر اقرار کرنے اور کسی چیز کا اپنے اور دوسرے کے واسطے ملک کا اقرار کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی کے قبضہ مین ایک غلام ہے اُسنے کہا کہ زید کی اس مین شرکت ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک زید کو اسکا آدھا ملیگا اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ مقدار بیان کرنے مین مقر کا قول قبول ہوگا اور اسپر اتفاق ہے کہ اگر یون کہا کہ زید اس غلام مین میرا شریک ہے یا یہ غلام میرے اور زید کے درمیان مشترک ہے یا یہ غلام میرا اور زید کا ہے تو دونون مین برابر تقسیم ہوگا اور اگر اپنے اقرار سے ملاکر کہا کہ زید دسوین حصہ کا شریک ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یا یون کہا کہ یہ غلام میرا اور زید کا ہے میرا دو تہائی ہے اور زید کا ایک تہائی ہے تو بھی اسی کا قول لیا جائیگا۔ اگر کہا کہ یہ غلام میرا اور میرے ساتھ فلان و فلان اسمین شریک ہین تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک برابر تین حصہ ہوکر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مقدار بیان کرنے مین مقر کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی ہے کہ زید نے کہا کہ عمرو کے اس غلام مین ہزار درم ہین تو غلام زید کا ہوگا اور ہزار درم عمرو کے اُسکی گردن پر قرضہ ہونگے ولیکن اگر اُسکے اقرار مین کوئی ایسا لفظ ہو جس سے غلام کی ذات مین شرکت ثابت ہو۔ مثلاً یون بیان کرے کہ مین نے یہ غلام خریدا اسمین عمرو کے ہزار درم ہین تو شرکت ہوسکتی ہے۔ اور اگر کہا کہ عمرو کے اس کپڑے مین ہزار درم ہین اور ایسا کوئی لفظ نہ بولا جس سے کپڑے مین شرکت ثابت ہو تو یہ شرکت نہوگی بلکہ کپڑے مین سے ہزار درم

عمرو کو ملینگے اور اگر کہا کہ اس بر ذون مین عمرو کے ہزار درم ہین تو اسمین سوائے شرکت کے کوئی صورت نہین ہی پس شرکت قرار دیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی دار مین ایک بیت معین کی نسبت ایک شریک نے دوسرے شریک کے واسطے اقرار کردیا تو فی الحال یہ اقرار نہین صحیح ہی مگر دار کو تقسیم کرنے کے بعد اگر یہ بیت مقر کے حصہ مین پڑے تو دوسرے شریک کے سپرد کردیگا اور اگر وہ بیت اُسکے شریک کے حصہ مین آیا تو مقر کا حصہ اُسکے اور شریک مقرلہ کے درمیان موافق دونون کے حق کے تقسیم ہوگا کہ اسمین مقر اس بیت کے تمام گزون سے اور مقرلہ باقی دار کے نصف سے سوائے اس بیت کے حصہ دار ہوگا۔ اسی طرح اگر کسی خاص راستہ یا دیوار کا اقرار کیا تو بھی ایسا ہی ہوگا اور یہ شیخین رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک مقرلہ بیت کے آدھے گزون سے اور مقر نصف باقی دار سے حصہ دار ہوگا مثلاً اگر دار کے سو گز ہون اور بیت دس گز کا ہو تو شیخین رح کے نزدیک مقرلہ دس گز سے اور مقر پینتالیس گز سے شریک ہوگا پس دار دونون مین گیارہ حصون پر تقسیم ہوگا دو حصہ مقرلہ کو اور نو حصہ مقر کو ملینگے اور امام محمد رح کے نزدیک مقرلہ کو پانچ اور مقر کو پینتالیس گز کا حق ہی پس اُسکو مقر کے حصہ کا دسوان دیا جائیگا اسیطرح اگر دو شریکون مین سے ایک نے ایک دار مشترکہ کے خاص بیت کی دوسرے شریک کیواسطے وصیت کی اور مر گیا تو بھی یہی صورت تقسیم کی ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک حمام دو شریکون مین مشترک ہی ایک نے اقرار کیا کہ اس مین سے درمیانی بیت دوسرے شخص کا ہی یعنی کسی ثالث اجنبی کے لیے اقرار کیا تو جائز نہین ہی اور مقرلہ کو اختیار ہی کہ مقر سے اس بیت کی آدھی قیمت ڈانڈ لیوے **قلت** اسوجہ سے آدھی قیمت لیگا کہ تمام بیت مقر کا نہین ہی بلکہ وہ آدھے کا شریک ہی اسواسطے آدھے مین اقرار جائز ہی مگر چونکہ مشترک ہے اسواسطے عین مین جائز نہین قیمت مین جائز ہے واللہ تعالی اعلم۔ اور اگر نصف حمام یا تہائی حمام کا دوسرے شخص غیر کیواسطے اقرار کیا تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک تلوار دو شخصون مین مشترک ہی اُسکا حلیہ[1] چاندی کا ہی پس ایک نے اقرار کیا کہ اُسکا حلیہ زید کا ہی تو یہ اقرار اُسکے شریک پر جائز نہوگا اور مقرلہ کو حلیہ کی آدھی قیمت ڈھلے ہوئے سونے سے ادا کریگا۔ اسی طرح اگر کسی بیت مشترک کے شہتیر کا دوسرے کیواسطے اقرار کیا تو مقرلہ کو اُسکی آدھی قیمت دیگا۔ اسی طرح اگر ایک دیوار مشترک کی اینٹون یا ستون یا چوکھٹا دروازہ کا جو مشترک ہی کسی کیواسطے اقرار کردیا تو بھی یہی صورت ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر ایک گٹھری کپڑون کی دو شخصون مین مشترک ہی اُسمین سے ایک خاص کپڑے کا کسی شخص کے واسطے اقرار کیا تو اس کپڑے مین سے جسقدر حصہ مقر کا ہوگا وہ مقرلہ کو ملیگا کذا فی المبسوط۔ اور باندی غلام وحیوانات کا بھی یہی حکم ہی کذا فی الحاوی۔ ایک دار دو شخصون مین مشترک ہی پس ایک نے کہا کہ تمام دار سے دسوان حصہ میرے حصہ کا زید کا ہی تو جائز ہی اور دار کے دس حصہ کیے جاوینگے اسمین سے پانچ حصہ مقر کو دیے جاوینگے اور اُسنے تمام دار سے دسوین حصہ کا زید کے واسطے اقرار کیا ہے اسواسطے ایک حصہ ان پانچ حصون مین سے زید کو ملیگا اور چار حصہ مقر کے پاس رہینگے اور اگر یون اقرار کیا کہ تمام دار کا چوتھائی زید کا ہی اور باقی ہم دونون مین مشترک ہی اور شریک نے اس سے انکار کیا تو مقر کا حصہ اُسکے اور مقرلہ کے درمیان پانچ حصون مین تقسیم ہوگا تین مقر کو اور دو حصہ مقرلہ کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک دار دو شخصون مین مشترک ہے ایک نے ایک بیت معین کا زید کے واسطے اقرار کیا اور شریک نے اس سے انکار کیا مگر شریک نے دوسرے بیت معین کا اقرار کیا اور پہلے شریک نے اس سے انکار کیا تو دار دونون مین برابر تقسیم ہوگا جسکے حصہ مین اُس کا

[1] حلیہ زیور اور بیان مراد وہ زیور ہے جو اکثر تلوار وغیرہ کے متعلق ہوتا ہے ۱۲

بیت آیا کہ جسکا اُسنے مقرلہ کے واسطے اقرار کیا ہی تو وہ بیت مقرلہ کو دیدیگا اور اگر اُسکے حصہ مین نہ آیا تو اُسکا حصہ اُسکے اور مقرلہ کے درمیان اُس بیت اور باقی آدھے دار پر سواے بیت کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک دار دو شخصون عمرو و خالد مین مشترک ہی پھر ایک عمرو نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونون اور زید کے درمیان تین تہائی ہے اور خالد دوسرے شریک نے اقرار کیا کہ یہ دار ہم دونون اور زید اور بکر کے درمیان چار حصے برابر ہے تو امام ابو یوسف رح کے قول کے موافق جس پر دونون نے اتفاق کیا ہی یعنی زید وہ خالد کے پاس آویگا اور جو کچھ اُس کے قبضہ مین ہی اُس کا چوتھائی لے لیگا اور یہ چوتھائی عمرو کے مقبوضہ[1] مین ملاکر دونون برابر بانٹ لینگے اور جسقدر خالد کے پاس بچا وہ اُسکے اور بکر کے درمیان برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے موافق زید خالد کے مقبوضہ مین سے پانچوان حصہ لیگا اور باقی قول مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر ایک قوم کا ایک راستہ خاص ہی اور اُسپر ایک دروازہ لگا ہوا ہی قوم کے ایک شخص نے کسی غیر شخص کے واسطے اس راستہ مین اقرار کیا تو اُسکا اقرار باقی شریکون پر جائز نہوگا اور جبتک باہم تقسیم نہ کرین تب تک مقرلہ اس راستہ سے گذر نہین کرسکتا ہے اور اگر بعد قسمت کے وہ موضع اس مقر کے حصہ مین پڑا تو یہ اقرار اُسپر جائز ہوگا اور اگر دوسرے کے حصہ مین آیا تو مقرلہ کو اختیار رہوگا کہ مقر کے حصہ مین سے بقدر حصہ اس راستہ کے بٹا لیوے یہ حاوی مین ہے۔ ایک نہر تین آدمیون مین مشترک ہی ایک شریک نے دسوین حصہ نہر کا زید کے واسطے اقرار کیا تو اسکی دو صورتین ہین اگر یون اقرار کیا کہ دسوان حصہ زید کا اور باقی نہر ہم تینون مین مشترک ہی تو جسقدر حصہ مقر کے قبضہ مین یعنی ایک تہائی ہے وہ چار حصہ ہوکر ایک حصہ مقرلہ کو دیا جائیگا اور اگر اپنے واسطے تہائی نہر کا دعوی کرتا ہو تو جسقدر اُسکے پاس ہے وہ اُسکے اور مقرلہ کے درمیان تیرہ حصہ ہوکر تین حصے مقرلہ کو اور دس حصے مقر کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اسی طرح اگر چشمہ یا حوض تین شخصون مین مشترک ہو اور اسطرح اقرار واقع ہوا تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہی کہ دو شخصون کے قبضہ مین ایک دار ہے ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے مدعی کے واسطے نصف دار کا اقرار کیا ہے اور ہر ایک اس اقرار سے منکر ہے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ کسی کے مقبوضہ[1] مین مدعی کا کچھ حق نہین ہے اور اگر ہر ایک شریک نے کسی دوسرے گواہ کے ساتھ دوسرے شریک پر یہ گواہی دی کہ اسنے اس مدعی کے واسطے آدھے دار کا اقرار کیا ہے تو مدعی دونون سے آدھا دار لے لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ جو غلام میرے قبضہ مین ہی میرے اور عمرو کے درمیان مشترک ہی پھر کہا کہ یہ غلام میرے اور بکر کے درمیان ہی پھر بعد اسکے کہا کہ میرے اور خالد کے درمیان ہی پھر سبھون نے قاضی کے پاس نالش کی تو عمرو کے نام آدھے غلام کی اور بکر کے نام چوتھائی غلام کی اور خالد کے نام آٹھوین حصہ غلام کی ڈگری ہوئی اور باقی آٹھوان حصہ زید کے پاس رہیگا اسی طرح اگر یہ اقرار کسی میت پر کیا جسکا یہ وارث ہے تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی۔ ایک تھیلی جس مین ہزار درم ہین دو شخصون کے قبضہ مین ہے پس ایک نے زید کے واسطے آدھے مال کا اقرار کیا پس اگر یہ کہکر کہ اسکا آدھا تیرا ہے چپ ہو رہا اور دوسرے شریک نے انکار کیا تو مقرلہ کو مقر کے مقبوضہ کی دو تہائی ملیگی اور اگر یون کہا کہ اسکا آدھا تیرا ہی اور باقی آدھا میرے اور میرے شریک کے درمیان مشترک ہے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا کہ یہ تھیلی میرے اور تیرے درمیان

[1] وہ شے جو قبضہ مین ہو ۱۲

آدھی آدھی ہے تو اُسکا مقبوضہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید و عمرو دونون مین سے زید نے بکر سے کہا کہ یہ تھیلی آدھی میری اور آدھی تیری ہے اور عمرو نے کہا کہ تہائی بکر کی اور دو تہائی میری ہے اور زید نے تصدیق کی تو بکر عمرو سے اُسکے مقبوضہ کی تہائی لے لیگا اور یہ تہائی زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر دونون برابر تقسیم کر لینگے۔ اور امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ عمرو سے پانچوان حصہ لیگا اور زید کے مقبوضہ مین ملا کر دونون برابر تقسیم کر لینگے۔ اور اگر اُسنے کل کا دعوی کیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک بکر ہر ایک سے اُسقدر لے لیگا جسقدر اُس نے اقرار کیا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالے کے نزدیک عمرو سے اُسکے مقبوضہ کا پانچوان حصہ اور زید سے اُسکے مقبوضہ کا آدھا لیگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ بکر کی تہائی ہے اور دو تہائی میری ہے اور عمرو نے کہا کہ بکر کی دو تہائی ہے اور ایک تہائی میری ہے اور بکر نے دعوی کیا کہ تمام تھیلی میری ہے تو زید سے اُسکے مقبوضہ کا پانچوان حصہ لیگا اور عمرو سے اُسکے مقبوضہ کا تین پانچوان حصہ لیگا اور یہ اُس صورت مین ہے۔ کہ بکر نے دونون کی تکذیب کی ہو اور اگر معًا دونون کی تصدیق کی تو عمرو سے اُس کے مقبوضہ کا تین پانچوان حصہ لیکر زید کے مقبوضہ کے ساتھ ملا کر تین تہائی کر لینگے کہ اُس مین سے ایک تہائی بکر کو ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک تھیلی تین شخصون زید و عمرو و بکر مین مشترک ہے پس زید نے اقرار کیا کہ تین چوتھائی عمرو کی اور ایک چوتھائی میری ہے اور بکر نے اقرار کیا کہ عمرو کا پانچ چھٹا حصہ ہے اور چھٹا حصہ میرا ہے اور عمرو نے کل تھیلی کا دعوی کیا تو ہر ایک سے اُسکے اقرار کے موافق لے لیگا اور امام محمد رح کے نزدیک مقر سے دو پانچوین اور پانچوین کی تین چوتھائی لیگا اور دوسرے سے تین پانچوین لیگا کذا فی الکافی۔ اور اگر تینون شریکون مین سے ایک زید نے اقرار کیا کہ اس تھیلی کی تہائی خالد اجنبی کے واسطے ہے اور دو تہائی میری ہے اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ آدھا اُسکا ہے اور آدھا میرا ہے اور بکر نے کہا کہ دو تہائی اسکی اور ایک تہائی میری ہے اور خالد نے دعوی کیا کہ سب تھیلی میری ہے تو زید سے اُسکے مقبوضہ کا ساتوان اور عمرو سے دو ساتوین حصہ اور بکر سے تین ساتوین حصے لے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک تھیلی ہزار درم کی زید کے پاس ہے اُسنے اقرار کیا کہ یہ میرے اور عمرو کے درمیان برابر مشترک ہے اور عمرو کو آدھی دیدی پھر اقرار کیا کہ تھیلی میرے اور بکر کے درمیان برابر مشترک ہے تو اُسکی دو صورتین ہین یا تو عمرو کو آدھی تھیلی بحکم قاضی دی یا بدون حکم قاضی دی ہے پس پہلی صورت مین بکر کو باقی کا آدھا دیگا یعنی چوتھائی تھیلی اور دوسری صورت مین آدھا جو اُسکے پاس ہے سب دیگا اور یہ ہمارے تینون علماء کا قول ہے اور اگر بکر کے واسطے نصف کا اقرار نہین بلکہ تہائی کا اقرار کیا ہو یعنی یون کہا کہ تھیلی میرے اور تیرے اور عمرو کے درمیان تین تہائی مشترک ہے اور بکر نے عمرو کی شرکت سے انکار کیا پس اگر عمرو کو بحکم قاضی دیچکا ہے تو بکر کو باقی کا آدھا دیگا اور اگر بدون حکم قاضی دیا ہے تو بکر کو کل مال کی تہائی دیگا۔ اور اگر عمرو کو بلا حکم قاضی آدھا دیا اور بکر کو بحکم قاضی تہائی دیا پھر خالد کے واسطے اقرار کیا کہ یہ سب کا چوتھائی کا شریک ہے اور عمرو و بکر نے خالد کی شرکت سے انکار کیا اور خالد نے عمرو و بکر کی شرکت سے انکار کیا تو خالد کو تمام مال کا چھٹا حصہ دیگا اور اگر پہلے دونون کو بلا حکم قاضی دیچکا ہے تو خالد کو اپنے قبضہ کا باقی چھٹا حصہ دیدے گا اور اپنے مال سے اور چھٹا حصہ دے کر تھیلی کی چوتھائی اُسکے واسطے پوری کر دے گا۔ اور اگر عمرو کو آدھا بحکم قاضی دیا ہے اور بکر کو چوتھائی بحکم قاضی دیا ہے پھر

خالد کے واسطے اقرار کیا تو ما بقی کا نصف یعنی آٹھوان حصہ اُسکو دے گا۔ اور اگر عمرو کو آدھا بحکم قاضی دیا ہو اور بکر کو چوتھائی بلا حکم قاضی دیا ہے پھر خالد کے واسطے اقرار کیا تو خالد کو تھیلی کا چھٹا حصہ دیگا اور چھٹے حصہ کا آدھا اُسکے پاس رہجاویگا اور اگر عمرو کو آدھا بدون حکم قاضی دیا اور بکر کو تہائی بحکم قاضی دیا ہے پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور عمرو نے خالد کے واسطے تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور خالد نے عمرو کی تصدیق کی اور بکر سے انکار کیا اور بکر نے زید کے عمرو و خالد دونون کی شرکت سے انکار کیا تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کا آدھا لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر بانٹ لیگا اور یہ امام ابو یوسف رح کا قیاس ہے اور امام محمد رح نے فرمایا اور یہی امام اعظم رح سے مروی ہے کہ خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کی تہائی لیکر مثل قول امام ابو یوسف رح کے عمل مین لاویگا۔ اور اگر بکر کو بھی بلا حکم قاضی دیدی پھر خالد کے واسطے اقرار کیا اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو کتاب مین مذکور ہے کہ خالد زید سے تمام مال کا آٹھوان حصہ یعنے اُسکے مقبوضہ کا تین چوتھائی لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر تقسیم کر دیگا اور ابو بکر جصاص نے ابو سعید بردعی سے نقل کیا کہ یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور امام محمد رح کے قیاس پر زید سے دسوان حصہ تمام مال کا یعنی اُسکے مقبوضہ کا تین پانچوان لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر دونون برابر تقسیم کر لینگے اور اگر زید نے عمرو کو آدھا مال بلا حکم قاضی دید یا پھر بکر و خالد کے واسطے معاً اقرار کیا اور عمرو نے زید کی تیسرے کے واسطے تصدیق اور دوسرے کے حق مین تکذیب کی تو خالد زید سے اُسکے مقبوضہ کی چوتھائی لیکر عمرو کے حصہ مین ملاکر برابر تقسیم کر لینگے اور یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک پانچوان حصہ لیگا اور دوسرا یعنی بکر جسکے بارہ مین عمرو نے تصدیق نہین کی ہے زید سے تمام مال کی چوتھائی لے لیگا یہ تحریر شرح جامع کبیر حصیری مین ہی۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر اور خالد پر ہزار درم ہین اور خالد نے انکار کیا تو زید پر اُسکے آدھے لازم آوینگے۔ اسی طرح اگر عاریت یا قرض یا مضاربت یا قتل خطا یا خطا سے یا عمداً زخمی کرنے مین ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر اپنے ساتھ دو شخصون کو مقروض بتایا تو اُنکے انکار کے بعد اسپر تہائی مال لازم آوے گا اسی طرح جن لوگون کو اپنے ساتھ بیان کیا اگر انمین غلام مجحور یا نابالغ لڑکا یا حربی یا میت یا نا معلوم آدمی ہو تو ان لوگون کے شمار سے جسقدر حصہ مقر پر پڑتا ہو وہ لازم آویگا کذا فی الحاوی۔ اگر کہا کہ ہم پر زید کے ہزار درم ہین حالانکہ اپنے ساتھ کسی کو ذکر نہین کیا پھر کہا کہ اپنے ساتھ مین نے فلان و فلان شخصون کو مراد لیا تھا اور مقر لہ نے سب مال کا اسی مقر پر دعوی کیا تو کل مال اسی پر لازم ہوگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ زید کے ہم پر اور اشارہ اپنی طرف اور دو ساتھیون کی طرف کیا تو اُسی پر کل مال لازم ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے ہم سب پر یا ہم کل پر ہزار درم ہین اور اپنی طرف اور اپنے ساتھیون کی طرف ہاتھ سے اشارہ کیا تو اُسپر ہزار مین سے بقدر اُسکے حصہ کے لازم آویگا یعنی ہزار درم ان لوگون کی تعداد پر تقسیم ہوکر جو حصہ اس مقر کے پڑتے مین پڑے اسپر لازم ہوگا۔ اور اگر یون اقرار کیا کہ زید کے ہم مین سے ایک شخص پر ہزار درم آتے ہین تو اُسپر کچھ لازم نہ آویگا اسی طرح اگر کہا کہ ہم مین سے دو شخصون پر آتے ہین تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ اے فلان تمھارے مجھپر ہزار درم ہین تو کل مال اُسپر واجب ہوگا اسی طرح اگر یون کہا کہ اے فلان تمھارے دونون کے مجھپر ہزار درم ہین تو اسمین مخاطب فلان شخص کو اس مین سے آدھے ملینگے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر یون کہا کہ ہم کو فلان

شخص نے ہزار درم قرض دیے یا ہمارے پاس ودیعت رکھے یا ہم نے عاریت لیے یا ہم نے اُس کے لئے غصب کر لیے ہین تو اُسپر یہ سب مال لازم آویگا اور اگر یون کہے کہ مین نے اپنے ساتھ دوسرون کو مراد لیا تھا تو تصدیق نہ کی جاویگی - اور اگر یون کہا کہ مین نے سو درم درحالیکہ میرے ساتھ فلان شخص تھا غصب کر لیے تو اُسپر آدھا مال لازم ہوگا بخلاف اس صورت کے کہ اگر یون کہا کہ میرے ساتھ فلان شخص بیٹھا تھا تو ایسا نہین ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اور فلان شخص نے عمدًا زید کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور فلان شخص منکر ہے اور زید دعوی کرتا ہے کہ کاٹنے والا صرف یہی مقر ہے تو قیاسًا اُسپر کچھ لازم نہین آتا ہے ولیکن ہم قیاس کو چھوڑ کر اُسپر آدھی دیت ید کا حکم کرتے ہین یہ حاوی مین ہے - اگر زید مر گیا اور اُسنے دو بھائی چھوڑے پھر ایک بھائی نے زید کی نسبت بھائی ہونے کا اقرار کیا اور دوسرے نے انکار کیا تو ہمارے علماء کے نزدیک مقر اُس مقر لہ بھائی کو اپنے مقبوضہ کا آدھا بانٹ دیگا یہ فتاوی صغری مین ہے - اگر زید نے اقرار کیا کہ جو میراث میرے باپ کی میرے پاس ہے وہ میرے اور اُس شخص کے درمیان مشترک ہے یہ میرا بھائی ہے پس مقر لہ نے زید کے بیٹے ہونے سے انکار کیا یعنی یہ زید میت کا بیٹا نہین ہے مین ہی میت کا بیٹا ہون یا کسی شخص سے زید نے کہا کہ تیری بہن مر گئی اور وہ میری جورو تھی اور یہ مال میرے اور تیرے درمیان میراث چھوڑ گئی ہی اُسنے کہا کہ سب مال میرا ہے کیونکہ تو اُسکا شوہر نہین ہے تو پہلے مسئلہ مین آدھا مال مقر لہ کو ملیگا اور دوسرے مسئلہ مین امام اعظم رح کے نزدیک مقر لہ تمام مال لے لیگا اور صاحبین رح کے نزدیک آدھا مال لیگا یہ کافی مین ہے - عورت نے اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنے شوہر سے میراث پائی ہے پھر اُسنے اقرار کیا کہ یہ شخص شوہر کا بھائی ہے پس بھائی بولا کہ مین بھائی ہون اور تو اُسکی جورو نہین تو امام محمد رح و زفر رح کے نزدیک تمام مال بھائی کو ملیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ عورت کو چوتھائی اور باقی بھائی کو ملیگا یہ فتاوی صغری مین ہے - ابن سماعہ نے امام محمد رح کو لکھا کہ ایک شخص نے دو شخصون سے کہا کہ تم دونون کے مجھپر ہزار درم ایک غلام کے دام ہین جو تم دونون نے میرے ہاتھ فروخت کیا تھا پس ایک نے تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ میرے تجھپر پانچسو درم قرض کے ہین کہ مین نے تجھے قرض دیے تھے اُس مین میرے ساتھ کسی کی شرکت نہین ہی تو امام محمد رح نے جواب فرمایا کہ امام اعظم رح و امام ابو یوسف کے قیاس مین چاہیے کہ دونون مین سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر دوسرا اُسمین شریک ہوگا ولیکن میرے نزدیک جو کچھ ایک نے وصول کیا اگر دوسرا اُسمین اپنی شرکت سے انکار کرتا ہی تو شریک نہوگا - زید نے عمرو و بکر دو شخصون سے کہا کہ مین نے تم دونون کے باپ سے ہزار درم غصب کر لیے اور اُسکا تم دونون کے سوائے کوئی وارث نہین ہے پھر عمرو نے اُسکی تصدیق کی اور بکر نے کہا کہ میرے تجھپر پانچسو درم قرض ہین کہ مین نے تجھے قرض دیے تھے اور تو نے میرے باپ کی کوئی چیز غصب نہین کی ہی تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ دونون مین سے کوئی کچھ وصول نہ کرے مگر دوسرا بھائی اُسمین شریک ضرور ہوگا یہ محیط مین ہی

چودھوان باب - ایسے اقرار جنسے صریح ابراء ہوتا ہے اور جنسے صریح ابراء نہین ہوتا ہی اُنکے بیان مین - قال الابراء بری کرنا - اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ میرا زید کی طرف کچھ نہین ہی تو اس براءت مین سب حق آ گئے جو از قسم مال ہی اور وہ بھی جو از قسم مال نہین ہی جیسے کفالت بالنفس و قصاص و حد قذف[له] اور وہ دین بھی جو مال کے بدلے واجب ہوا ہی

له قذف یعنی کسی کو تہمت زنا کی لگانا ۱۲

جیسے ثمن و اُجرت یا جو مال کے بدلے نہین واجب ہوا ہے جاہو۔ اور سالارش اور وہ بھی جو مال نہین مضمون ہو یعنی اُسکی ضمان لازم ہو جیسے غصب یا امانت ہے جیسے عاریت و اجارہ وغیرہ پھر اگر یون کہا کہ میرا کچھ حق زید پر نہین ہے تو اسمین مضمون آگیا اور امانت داخل نہ ہوئی اور اگر یون کہا کہ زید کے پاس میرا کچھ حق نہین ہو تو امانت داخل ہوئی اور مال مضمون داخل نہ ہوا یہ محیط مین ہو۔ اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اُسپر ہو بری ہے تو یہ دیون کو شامل ہے اور اگر کہا کہ میرے مال سے جو اُسکے پاس ہو بری ہے تو اُن مالون کو شامل ہے جو اصل مین امانت ہین اور جنکی اصل غصب یا مضمون ہو اُنکو شامل نہین ہو۔ اور اگر کہا کہ زید میرے مال سے جو اسکی طرف ہے بری ہے تو ضمان اور امانت سے بری ہو گیا پھر اگر اسکے بعد طالب نے اُسپر کسی حق کا دعوی کیا تو اُس کی گواہی مقبول نہ ہو گی تاوقتیکہ گواہ یون گواہی نہ دین کہ یہ حق بری کرنے سے بعد کا ہو یا کوئی ایسا وقت مقرر کرین جو بری کرنے سے بعد ہو یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر وقت نہ بیان کیا بلکہ دعوی مین ابہام رکھا تو قیاس چاہتا ہے کہ اسکے دعوی کی سماعت ہو مگر استحساناً گواہی مقبول نہو گی یہ محیط مین ہو۔ اور اگر یون کہا کہ میرا کسی پر دین نہین ہے پھر کسی پر دین کا دعوی کیا تو دعوی صحیح ہے۔ اور نوادر ابن رستم مین امام محمد رح سے روایت ہو کہ اگر زید نے کہا کہ جسپر میرا دین ہو وہ اس سے بری ہو تو اُسکے قرضدار اُسکے قرضون سے بری نہین ہونگے ولیکن اگر کسی شخص معین کو قصداً مراد لے اور کہے کہ یہ شخص میرے قرض سے جو اسپر ہو بری ہو یا کسی قبیلہ کو مراد لے اور کہے کہ فلان قبیلہ بری ہو اور اہل قبیلہ معدودے چند لوگ ہین تو ہو سکتا ہو کہ یہ بری ہو جاوین اسی طرح اگر یون کہا کہ جو کچھ مال میرا لوگون پر از قسم دین تھا سب مین نے بھر پایا تو صحیح نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر اقرار کیا کہ فلان شخص میرے حق سے بری ہو گیا پھر کہا کہ صرف بعض حق سے بری ہوا ہے تو اس کی تصدیق نہ کیجاوے گی اسی طرح اگر کہا کہ زید اس سے جو میرا اُسکی طرف ہے یا میرے مال سے جو اُسکی طرف ہے۔ یا میرے قرضہ سے جو اُسپر ہے۔ یا میرے حق سے جو اُسپر ہے بری ہے تو بھی یہی حکم ہے ولیکن حقوق سے بری کرنے مین کفالت اور وہ جنایت جسمین قود[۱۲ قصاص] یا ارش لازم آتا ہے داخل ہونگے کیونکہ یہ اُسکے حقوق مین سے ہین یہ مبسوط مین ہو۔ اگر یون کہا کہ مین نے اپنے دین سے جو فلان شخص پر ہے بری کیا یا وہ شخص اُس دین سے جو میرا اُسپر ہے حلت مین ہے تو یہ قرضدار کی براءت ہے اسی طرح اگر کہا کہ جو میرا اسپر مال ہے مین نے اُسکو ہبہ کر دیا تو قرضدار بری ہو گیا لیکن اگر حاضر ہو اور کہے کہ مین ہبہ نہین قبول کرتا ہون یا غائب ہو اور خبر پہونچنے پر کہے کہ مین نہین قبول کرتا ہون تو مال اُسپر رہیگا اور اگر عدم قبول سے پہلے مر گیا تو بری رہا یہ حاوی مین ہو اور اگر طالب نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو میرا قرضہ تھا اُسنے میری طرف اُس سے براءت کر لی تو یہ وصول پانیکا اقرار ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر یون اقرار کیا کہ لیس لی مع فلان شئی کہ فلان شخص کے پاس میری کوئی چیز نہین ہے تو یہ امانات سے ابراء ہے نہ دیون سے یہ محیط مین ہے اگر اقرار کیا کہ زید کی طرف میری کوئی حد شرعی نہین آتی ہے تو مقر ایسے سرقہ کا دعوی کر سکتا ہے جسمین ہاتھ کاٹا جاوے اور اگر کہا کہ زید کی طرف میرا کچھ ارش نہین ہو تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ خطا سے قتل کی دیت کا دعوی اُسپر دائر کرے یا صلح یا کفالت سے دیت کا دعوی کرے اور اگر کہا کہ جراحت کیوجہ سے کوئی حق نہین ہو تو خطا سے زخمی کرنے اور عمداً زخمی کرنے دونون کو شامل ہے قتل کو

شخص امین ہی یہ محیط سرخسی میں ہی یا ہمارے پاس ودیعت رکھے یا بیر اقصاص نہین ہی تو اُسکو خطا سے قتل یا حد کا دعوی
کرنیکا اختیار ہے۔ اور اگر یون اقرار کیا کہ زید کی طرف عمداً سے زخمی کرنیکا میرا حق نہین ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ عمداً زخمی کرنیکے
اُسپر دعوی کرے خواہ اُسکے عوض قصاص آتا ہو یا نہ آتا ہو یہ مبسوط مین ہی اور اگر اقرار کیا کہ میرا حق خون زید کی طرف
نہین ہے تو عمداً یا خطاءً خون کا دعوی اُسپر نہین کر سکتا ہے اسکے سواے دعوی کر سکتا ہی جس مین خون کرنا نہین ہے کذا فی
الحاوی۔ اگر اقرار کیا کہ میرا کچھ حق زید کی طرف نہین ہی پھر اُسپر حد قذف یا سرقہ[له] کا دعوی کیا تو گواہ قبول نہونگے ولیکن اگر
گواہ گواہی دین کہ یہ حق بری کرنیکے بعد پیدا ہوا ہے تو قبول ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ یہ میرے قذف کرنے سے وہ
بری ہوگیا پھر اُسپر دعوی کیا تو اسکو اختیار ہی اور اگر یون کہا کہ یہ شخص اُس سرقہ سے جسکا مین نے اُسپر دعوی کیا تھا بری ہی
تو اُسپر ضمان نہ آویگی اور نہ ہاتھ کاٹا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے کہا لا حق لی علی فلان فیما اعلم اسکی طرف میرا کوئی
حق نہین ہی درصورتیکہ مین جانتا ہون پھر اُسپر کسی حق مسمے امعین کا دعوی کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ براءت کچھ نہین ہی اسیطرح
اگر کہا کہ میرے علم مین یا میرے ظن مین یا میری راے مین یا میرے حساب مین یا میری کتاب مین نہین ہی تو بھی یہی حکم ہے اور
اگر یون کہا کہ مین نے جانا کہ میرا اُسپر کچھ حق نہین ہے یا یقین جانا کہ کچھ حق اُسپر نہین ہی پھر دعوی کیا تو گواہ مقبول نہونگے یہ
حاوی مین ہی۔ اگر کہا کہ لست من فلان فی شئی کہ مین فلان شخص سے کسی شے مین نہین ہون پھر اس قول سے پہلے کے مال کا اسپر
دعوی کیا تو گواہ قبول ہونگے اور یہ قول باطل ہی اور اگر کہ فلان سے مین بری ہوا یا فلان مجھ سے بری ہوا تو دونون مین سے
کسی کیواسطے دوسرے کے کسی حق سے اس قول سے براءت نہو گی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ لست من الدار التی فی یدہ
فی شئے یعنی مین اُس گھر سے جو زید کے قبضہ مین ہے کسی شے مین نہین ہون اور مقصود یہ ہی کہ مجھے اُس گھر مین جو زید کے
قبضہ مین ہی کچھ حق حاصل نہین ہی اور یہ عرف زبان سے معلوم ہی پھر اگر اُس گھر کی نسبت کچھ دعوی کیا تو قبول نہوگا
یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کہا کہ مین اس دار سے بری ہون یعنی کچھ تعلق نہین ہے پھر اسی دار کا دعوی کیا اور گواہ قائم کیے
تو مقبول نہونگے ولیکن اگر بعد براءت کے کسی حق کے پیدا ہونیکا دعوی کرے تو گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا
کہ مین اس دار سے خارج ہوا تو یہ کسی بات کا اقرار نہین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ مین اس دار سے سو درم پر یا بعوض سو درم
کے نکل گیا اور یہ دام وصول پائے تو عرف کے اعتبار سے یہ اس امر کا اقرار ہے کہ میرا اسمین کچھ حق نہین رہا اور یہی حکم
حیوان و عروض و قرضہ مین ہے۔ پس اگر قابض نے اس سے انکار کیا اور کہا کہ یہ دار میرا ہے اور تو نے سو درم مجھ سے غصب
کر لیے ہین تو اُس سے قسم لیجا دیگی۔ اور اگر قسم کھائی تو سو درم واپس ملیگا اور مقر اپنی خصومت پر باقی رہیگا یعنی وہ خصومت
کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مین اس غلام سے بری ہون پھر اُسکا دعوی کرکے گواہ پیش کیے تو قبول
نہونگے۔ اسیطرح اگر کہا کہ مین اِس غلام سے نکل گیا یا یہ غلام میری ملک سے نکل گیا یا میرے ہاتھ سے نکل گیا پھر اُسکا
دعوی کرکے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ غلام تیرا ہے اُسنے کہا کہ میرا نہین ہی
پھر کہا کہ بلکہ میرا ہے تو اُسکا نہوگا اسیطرح اگر گواہ قائم کیے تو مقبول نہ ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے
مجھپر ہزار درم ہین عمرو نے کہا کہ میرا تجھپر کچھ نہین ہے تو زید کا اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر زید نے دوبارہ اقرار کا اعادہ کیا

[له] سرقہ معنی دزدی یعنی چوری کا دعوی کرتا ۱۲

اور عمرو نے کہا کہ ہان تو زید پر لازم آوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ یہی باندی عمرو کی ہے مین نے اُس سے غصب کر لی ہے عمرو نے کہا کہ میری نہین ہے تو اقرار رد ہو جائیگا پھر اگر اقرار کا اعادہ[1] کیا اور عمرو نے دعوی کیا تو اُسکو دلائی جائیگی یہ مبسوط مین ہے بشیر ابن الولید نے امام ابو یوسف رحمہ سے روایت کی ہے کہ زید نے عمرو سے کہا کہ جو کچھ میرا تجھپر ہے مین نے اس سے تجھے بری کیا عمرو نے جواب مین کہا کہ تیرے مجھپر ہزار درم ہین پس زید نے کہا کہ تو نے سچ کہا تو قیاساً اُسپر ہزار درم لازم ہونگے اور استحساناً بری ہو جائیگا یہ محیط مین ہے زید عمرو پر ہزار درم ہونے کے دو گواہ لایا۔ اور عمرو ہزار درم کی بریت سے دو گواہ لایا پس اگر مال کی تاریخ ہو اور مال کی تاریخ کے بعد براءت کی تاریخ ہو تو بری ہونے کی ڈگری کر دیجائیگی اور اگر مال کی دستاویز کی تاریخ براءت کی تاریخ کے بعد ہو تو مال کی ڈگری ہو گی اور اگر کسی کی تاریخ نہ ہو تو بریت پر عمل درآمد ہوگا اسیطرح اگر دونون کی تاریخ برابر ہو تو بھی بریت کا حکم ہوگا اور اگر مال کی چک مین تاریخ ہو اور براءت کی تاریخ نہو یا اُسکے برعکس ہو تو بریت کا حکم ہوگا۔ اور اگر زید کی عمرو پر دو چکین مال کی ہر چک ہزار درم کی ہو اور دونون چکون کی تاریخ مختلف ہو اور عمرو کے پاس براءت کی دو چکین ایکہزار درم کی اور دوسری پانچسو درم کی ہو پس عمرو نے دعوے کیا کہ تیرے مجھپر ہزار درم تھے حالانکہ تو نے مجھسے ڈیڑھ ہزار درم لیے ہین اور زید نے کہا کہ میرے تجھپر دو ہزار درم تھے اور مین نے تجھسے کچھ نہین لیا ہے تو عمرو ڈیڑھ ہزار درم سے بری ہوگا اور دو ہزار کی باقی یعنی پانچ سو درم زید لے لیگا کذا فی فتاوی قاضیخان

متصلات امام محمد رح نے جامع مین فرمایا کہ زید کے قبضہ مین ایک دار ہے اُسنے اقرار کیا کہ یہ دار عمرو کا ہے میرا اسمین کچھ حق نہین ہے پس عمرو نے کہا کہ یہ دار میرا کبھی نتھا ولیکن یہ بکر کا ہے اور بکر نے اسکی تصدیق کی تو بکر کے نام ڈگری کر دیجائیگی۔ یہ اُسوقت کہ عمرو نے اپنے کلام سے کہ یہ میرا کبھی سے نتھا ملا کر کہا ہو کہ ولیکن یہ بکر کا ہے اور اگر جدا کر کے بیان کیا تو ڈگری نہو گی یہ محیط مین ہے۔ زید کیواسطے عمرو نے دین کا اقرار کیا پس زید نے اقرار کیا یہ قرضہ خالد کا ہے اور خالد نے تصدیق کی تو صحیح ہے اور وصول کرنیکا حق زید کو حاصل ہوگا خالد کو حاصل نہوگا اور اگر عمرو نے خالد کو دیدیا تو بری ہو گیا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میرے ہزار درم جو عمرو پر ہین وہ خالد کے ہین میرے نہین ہین اور خالد نے کہا کہ میرے عمرو پر یہ درم نہین ہین تو عمرو اس مال سے بری نہ ہوگا اور اگر مقرلہ نے یون کہا کہ میرا عمرو پر کچھ نہین ہے تو وہ بری ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ہشام نے امام محمد سے روایت کی ہے کہ زید کے پاس ہزار درم ہین اُسنے عمرو سے کہا کہ یہ ہزار درم تیرے ہین تو نے اپنے بھائی سے ورثہ مین پائے ہین عمرو نے کہا کہ یہ خالد کے ہین اسنے اپنے بھائی سے میراث پائے ہین تو امام محمد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ خالد کو دلائے جاوینگے بشرطیکہ کلام موصول ہو کذا فی المحیط

پندرھوان باب تلجیہ کے ساتھ اقرار کرنیکے بیان مین۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین یہ اقرار تلجیہ کے طور پر کیا اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ یہ حق ہے پس اگر عمرو سے کوئی ایسا اقرار صادر نہین ہوا ہے کہ یہ زید کا اقرار بطور تلجیہ ہے تو زید پر مال لازم ہوگا و لیکن اگر عمرو زید کے قول کی تصدیق کرے تو زید پر کچھ لازم نہوگا ایسے ہی اگر

[1] یعنی دونون [illegible] ۱۲

گواہون سے کہا کہ گواہ رہو کہ مجھپر زید یا باطل یا کذب کی راہ سے عمرو کے ہزار درم ہین اور عمرو نے کہا کہ اُسنے جو کچھ کہا سب سچ کہا تو زید پر کچھ لازم نہ آویگا اور اگر عمرو نے کہا کہ اسنے مال کے اقرار مین سچ بیان کیا اور زور یا باطل یا کذب کی راہ سے ہونے مین جھوٹ بولا ہے تو زید سے ہزار درم کا مواخذہ کیا جائیگا علی ہذا اگر زید نے کہا کہ مین نے تلجیہ کی راہ سے اپنا گھر عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہے اور عمرو نے تلجیہ کے طور سے بیع ہونے مین اُسکی تکذیب کی تو بیع لازم ہو جائیگی اور اگر اُسکے سب قول کی تصدیق کی تو بیع باطل ہے اور اگر عمرو نے اُسکے جواب مین یون کہا کہ اسنے سچ کہا تو بھی باطل ہے کیونکہ مطلق تصدیق تمام اقرار کی تصدیق قرار دیجاویگی جبکہ اُسمین سے کوئی بات خاص نہ کی ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے کہا کہ میرا تجھپر کوئی حق نہین ہے مگر تو میرے لیے اپنے اوپر ہزار درم ہونے کے گواہ کرلے عمرو نے کہا کہ ہان تیرا کچھ حق مجھپر نہین ہے پھر ہزار درم اپنے اوپر ہونے کے گواہ کردیے اور گواہ یہ سب باتین سنتے تھے تو یہ باطل ہے عمرو پر کچھ لازم نہ آویگا اور گواہونکو بھی عمرو پر اس مال کے ہونیکی گواہی دینا حلال نہین ہے اور اگر یون کہا کہ اپنے اوپر میرے ہزار درم ہونیکے اس شرط پر کہ یہ باطل ہین یا اس شرط پر کہ تو بری ہے گواہ کرلے اُسنے ایسے ہی گواہ کرلیے تو اُسپر ان درمون مین سے کچھ بھی لازم نہ آویگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک عورت سے کہا کہ مین چاہتا ہون کہ تجھ سے بطور تلجیہ یا باطل کے ہزار درم پر نکاح کرلینے پر گواہ کرلون عورت نے کہا کہ ہان اسطور سے گواہ کرلے اور گواہون نے یہ باتین سنی تھین وہین حاضر تھے پھر اسنے گواہ کیے کہ مین نے اس عورت سے ہزار درم پر نکاح کیا اور عورت نے کہا کہ مین راضی ہوئی تو نکاح جائز ہو گیا ایسے ہی طلاق و عتاق خواہ مال پر ہو یا بلا مال ہو خلع کی ایسی صورت مین بھی یہی حکم ہے اور جس صورت مین مال مقرر ہوا ہے وہ مال بھی واجب ہو جائیگا ولیکن اگر کتابت اس طور سے واقع ہوئی تو مثل بیع کے باطل ہوگی کذا فی الحاوی۔ اگر کسی عورت سے کہا کہ مین تجھے پوشیدہ ہزار درم مہر دونگا اور علانیہ دو ہزار درم ظاہر کرکے اسپر گواہ کرلونگا تو عورت کا مہر ہزار درم ہوگا اور اگر باہم قرار دیا کہ مہر در پردہ ہزار درم ہے اور سنانے کو ظاہر مین سو دینار مہر کے ظاہر کیے جاوین پس دونون نے ایسا ہی کیا تو عورت کو مہر مثل ملیگا اور اگر ایسی صورت بیع مین واقع ہوئی تو قیاساً بیع باطل ہے اور استحساناً صحیح ہے اور اگر بیع مین یہ صورت بجاے ہزار درم و سو دینار کے ہزار درم و دو ہزار درم مین واقع ہو تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ میرے علم مین امام اعظم رح کے نزدیک دو ہزار درم پر بیع واقع ہوگی اور ایسا ہی معلی رح نے امام اعظم رح و ابو یوسف رح سے روایت کیا ہے اور امام محمد رح سے املا مین امام اعظم سے روایت ہے کہ بیع ایک ہزار درم پر صحیح ہے اور یہی ان دونون کا قول ہے کذا فی المبسوط۔

سولھوان باب نکاح و طلاق و رق کے اقرار کے بیان مین۔

رقیت مملوک ہونا رقیق مملوک محض۔ زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی صحت یا مرض مین ہندہ سے نکاح کیا ہے پھر اس سے انکار کر گیا اور ہندہ نے اُسکی زندگی مین یا مرنے کے بعد اسکی تصدیق کی تو جائز ہے اور عورت کو مہر و میراث ملیگا ولیکن اگر نکاح مرض مین واقع ہوا اور مہر مین مہر مثل سے زیادتی ہے تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور اگر عورت نے اپنی صحت یا مرض مین اقرار کیا کہ مین نے فلان شخص سے اتنے پر نکاح کیا ہے پھر انکار کر گئی پس شوہر نے اگر اُسکی زندگی مین اُسکی تصدیق کی تو نکاح ثابت ہوگا اور اگر بعد مرنیکے تصدیق کی تو امام اعظم رح کے نزدیک نکاح ثابت نہوگا اور شوہر کو اُسکی میراث نہ ملیگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ نکاح ثابت ہوگا

یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر زید نے کہا کہ میں نے ہندہ سے نکاح کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے بلکہ انکار نکاح ہے اور اگر عورت نے کہا کہ زید نے انشاء اللہ تعالیٰ نہیں کہا تھا تو زید کا قول قبول ہوگا۔ اسیطرح اگر عورت نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا۔ ایسا ہی طلاق و عتاق میں اگر کہا کہ میں نے تجھے طلاق دی اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ تجھے آزاد کیا اور کہا کہ انشاء اللہ تعالیٰ تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر عورت سے کہا کہ کیا میں نے تجھ سے کل کے روز نکاح نہیں کیا تھا یا آیا تجھ سے کل نکاح نہیں کیا ہے یا آیا یہ بات نہیں ہے کہ کل میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے اُس عورت نے کہا کہ ہاں کیا ہے تو یہ عورت کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اسلیے کہ جب کلمہ استفہام کا نفی پر داخل ہوتا ہے تو وہ بمعنی اثبات کے ہوتا ہے پس یوں ہو گیا کہ گویا مرد نے عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے نکاح کیا ہے اُسنے کہا کہ بلے یعنی ہاں کذا فی المحیط۔ اگر عورت سے کہا کہ کیا نہیں میں نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہے اُسنے کہا کہ ہاں دی ہے تو یہ طلاق کا اقرار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے اگر عورت سے کہا کہ میں نے تجھ سے کل کے روز نکاح کیا اُسنے کہا کہ نہیں پھر کہا کہ ہاں کیا ہے پھر شوہر نے کہا کہ نہیں تو نکاح لازم آویگا اور اگر عورت سے کہا کیا میں نے تجھے کل کے روز طلاق نہیں دی تو یہ مرد کی طرف سے نکاح و طلاق دونوں کا اقرار ہے۔ اور اگر یوں کہا کہ آیا میں نے تجھے کل کے روز طلاق دی ہے تو یہ نکاح کا اقرار ہے طلاق کا اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک عورت نے کسی مرد سے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے تو یہ نکاح کا اقرار ہے اسیطرح اگر یوں کہا کہ مجھسے ہزار درم پر خلع کر لے تو بھی یہی حکم ہے ایسے ہی اگر عورت نے کہا کہ زید نے مجھے کل کے روز طلاق دیدی یا مجھ سے ہزار درم پر خلع کر لیا ہے یا یوں اقرار کیا کہ تو نے مجھ سے مظاہرت یا ایلاء کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے یہ مبسوط میں ہے **قلت** مؤلی ایلاء کرنیوالا مظاہر ظہار کرنیوالا یہ کتاب النکاح میں مفصل مذکور ہے۔ اگر مرد نے عورت سے کہا کہ میں تجھ سے مولی یا مظاہر ہوں تو یہ نکاح کا اقرار ہے۔ اور اگر کسی عورت سے کہا کہ تو مجھپر مثل پیٹھ میری ماں کے ہے تو یہ اقرار نکاح نہیں ہے کذا فی الحاوی۔ اور اگر مرد نے کہا کہ تو مجھ سے بعوض مال کے خلع کرا لے تو مرد کی طرف سے یہ اقرار اس امر کا ہوگا کہ میں نے اس عورت سے نکاح کیا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اگر عورت نے کہا کہ تو مجھے طلاق دیدے مرد نے کہا کہ تو اختیار کر لے یا طلاق میں تیرا کام تیرے ہاتھ ہے یا طلاق میں نہ بیان کیا تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر مرد نے ابتداءً یوں کہا کہ طلاق میں تیرا کام تیرے اختیار ہے تو یہ مرد کی طرف سے نکاح کا اقرار ہے اور اگر طلاق میں نہ کہا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے کہا کہ تو طالق تو یہ نکاح کا اقرار ہے اور اگر عورت سے کہا کہ واللہ میں تجھسے قربت نکرونگا تو یہ نکاح کا اقرار نہیں ہے اسیطرح اگر کہا کہ تو مجھپر حرام ہے یا بائن ہے تو بھی اقرار نکاح نہیں ہے ولیکن اگر عورت نے طلاق کا سوال کیا اور مرد نے یہ کلمات اُسکے جواب میں کہے تو اقرار ہونگے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک آزاد عورت سے کہا کہ یہ میرا بیٹا تجھ سے پیدا ہوا ہے اُس عورت نے کہا کہ ہاں تو یہ نکاح کا اقرار ہے اسیطرح اگر اُس عورت سے کہا کہ یہ ہم دونوں کا بیٹا ہے اُسنے کہا کہ ہاں تو بھی اقرار نکاح ہے اور اگر یہ عورت جس سے یہ کلام کیا ہے باندی ہو تو یہ کلام نکاح کا اقرار نہ ہوگا یہ محیط میں ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ میں نے اس عورت کو تین مہینہ سے طلاق دی ہے پس اگر اس سے ایک مہینہ سے نکاح کیا ہو تو کوئی طلاق اُسپر واقع نہ ہوگی اور اگر چار مہینہ سے نکاح کیا ہو تو اُسپر طلاق واقع ہو جائیگی ولیکن اگر عورت نے مرد کے قول کی

اسنادوقت مین تصدیق کی یعنی تین مہینہ سے طلاق دی ہی تو اُسکی عدت اسی وقت سے ہو گی جسوقت طلاق واقع ہوئی ہے اور اگر اسناد وقت مین شوہر کی تکذیب کی تو اُسکی عدت شوہر کے اقرار کے وقت سے شروع ہو گی یہ مبسوط مین ہے - اگر بعد دخول واقع ہونیکے مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی ہے حالانکہ اُسکا مہر مقرر ہو چکا تھا تو طلاق واقع ہو گی اور اُسکو اس مہر مسمّی کا آدھا ملیگا اس سبب سے کہ اُسنے قبل دخول کے طلاق کا اقرار کیا ہے اور بعد طلاق کے دخول واقع ہونیکے اقرار کیوجہ سے اُسکو مہر مثل دلا یا جائیگا یہ محیط مین ہے - ایک عورت نے اقرار کیا کہ زید نے مجھ سے نکاح یا ملک کیوجہ سے وطی کی ہے حالانکہ زید منکر ہے پھر اُس عورت نے زید کے بیٹے یا باپ سے نکاح کر لیا تو دونون مین جدائی نہ کی جائیگی - اسیطرح اگر عورت نے دعویٰ کیا کہ زید نے مجھے تین طلاق دی ہین اور زید کہتا ہے کہ مین نے اسکو ایک طلاق دی ہے پھر اُس عورت سے دوسرے شخص سے نکاح کرنے سے پہلے زید نے نکاح کر لیا تو جائز ہے اسیطرح اگر عورت نے اقرار کیا کہ مین نے اس لڑکے کو دودھ پلایا ہے پھر وہ لڑکا بالغ ہوا اور اُسنے اُس عورت سے یا اسکی لڑکی سے نکاح کیا تو دونون مین جدائی نہ کیجاویگی ولیکن اُسکو چاہیے کہ دونون مین سے کسی سے قربت نکرے - اور ایسی صورت مین جو اقرار عورت کی طرف سے ہو نکاح کو نہین توڑتا ہے اور اگر شوہر کی طرف سے ہو مثلاً اُسنے کہا کہ یہ عورت میری مان و باپ کی طرف سے بہن ہے اور اسی پر ثابت رہا پھر اُس عورت سے نکاح کیا تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر نصف مہر لازم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر مرد نے اقرار کیا کہ مین نے اس عورت کو تین طلاق دی ہین پھر اُسی عورت سے قبل اسکے کہ دوسرے شوہر سے نکاح کرے خود نکاح کر لیا اور عورت نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی طلاق نہین دی یا مین نے دوسرے سے نکاح کیا اور اُسنے دخول کیا ہے تو دونون مین جدائی کرادی جائیگی اور شوہر پر عورت کیواسطے قبل دخول کے آدھا مہر واجب ہوگا اور بعد دخول کے پورا مہر اور عدت کا نفقہ واجب ہوگا یہ مبسوط مین ہے - اگر ایک مجہولۃ النسب عورت نے اقرار کیا کہ مین شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اُسکی تصدیق کی اور شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی دونون مین جدائی کرادیگا اور اگر دو عورتین جنکا آپسمین بہنین ہونا معروف ہے اور وہ دونون جوڑ یا پیدا ہوئی ہین اُن دونون مین سے ایک سے کسی ایک مرد نے نکاح کیا پھر دوسری نے اقرار کیا کہ مین اپنے بہن کے شوہر کے باپ کی بیٹی ہون اور شوہر کے باپ نے اُس کے قول کی تصدیق کی اور اُسکی بہن اور بہن کے شوہر نے اسکی تکذیب کی تو قاضی اُسکی بہن اور بہن کے شوہر مین جدائی کردیگا یہ محیط مین ہے - ایک شخص کے پاس ایک باندی ہے اُسنے اقرار کیا کہ مین نے اس باندی سے وطی کی ہے پھر اُس باندی کو اس شخص کے باپ نے یا بیٹے نے خریدا تو اُسکو حلال نہین ہے کہ اس باندی سے وطی کرے - اسیطرح اگر باپ یا بیٹے کے وطی کر لینے کے بعد اس شخص نے ایسا اقرار کیا تو بھی یہی حکم جاری ہوگا اور اس شخص کے قول کی تصدیق کیجائیگی بشرطیکہ اپنی دیانت مین مرد متدین ہو اور یہ استحسان ہے اور اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنی ملک مین اس باندی سے وطی کی ہے پھر اُس کو آزاد کر دیا پھر اُس سے زید کے بیٹے نے نکاح کیا تو زید کے اقرار کی تصدیق قیاساً نہو گی مگر استحساناً تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر کسی عورت نے اقرار کیا کہ مین زید کی باندی ہون حالانکہ اس عورت کا مملوک ہونا یا آزاد ہونا کچھ نہین معلوم

ہوتا ہی تو اُسکا اقرار صحیح ہی اور زید کی باندی قرار پاویگی جو امور ظاہر باندی کے ساتھ کر سکتا ہی وہ اُسکے ساتھ بھی کر سکیگا۔ اور یہ مسئلہ بظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہی کہ اگرچہ مقرلہ کو اسکا کاذب ہونا بھی معلوم ہو تو بھی یہ عورت اُسکی باندی ہو جائیگی کہ اُسکو باندی کی طرح رکھے اس سے خدمت لے اسکو اپنے تحت مین لاوے اور ہمارے مشائخ رحمنے فرمایا کہ اصح یہ ہی کہ اُسوقت تصرف جائز ہوگا کہ جب مقرلہ کو اُسکا سچا ہونا معلوم ہووے اور اگر اُسکا سچا ہونا معلوم نہووے جھوٹا ہونا معلوم ہو تو اسکو تصرف حلال نہوگا اسیطرح اگر کوئی مرد مجہول الحال ہو کہ اُسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہوتا ہو اور اُسنے زید کیواسطے اپنے مملوک ہونیکا اقرار کیا کہ مین زید کا مملوک ہون اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو اُسکا اقرار صحیح ہی اسی طرح جو لڑکی یا لڑکا کہ بات کرتا یا سمجھتا ہو اگر اُس نے اپنے تئین کسی کے مملوک ہونیکا اقرار کیا تو اُسکا اقرار صحیح ہوگا اور وہ باندی یا غلام ہو جائیگی بشرطیکہ اُس شخص نے اسکی تصدیق کی ہو اور لقیط کا حکم بھی حریت اور رقیت مین مثل مجہول الحال کے ہے۔ اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ اُسکا حر ہونا کسی طرح کی دلیل سے ثابت نہو اور اگر اُسکا حُر ہونا کسی وجہ سے ثبوت ہوتا ہو مثلاً اُسکے والدین اصلی آزاد ہون یا یہ آزاد مشہور ہو تو قاضی اُسکے اقرار کی تصدیق نکریگا اور اُسکو مقرلہ کا مملوک قرار نہ دیگا۔ اسیطرح اگر قاضی نے اسپر آزادون کا کوئی حکم کبھی جاری کیا ہے مثلاً اُسنے کسی کو زخمی کیا یا اُسکو کسی نے زخمی کیا اور قاضی نے آزادون کے مثل ارش کا حکم کیا تو پھر اُسکے رقیت کے اقرار کی تصدیق نکریگا اسی طرح اگر ثابت ہو کہ یہ مثلاً زید کا آزاد کیا ہوا ہے اور اُسنے عمرو کے مملوک ہونیکا اقرار کیا تو اقرار صحیح نہوگا ولیکن اگر زید اسکے اقرار کی تصدیق کرے تو اسکا اقرار جائز ہوگا یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک ایسی عورت سے نکاح کیا کہ جسکا آزاد یا مملوک ہونا معلوم نہین ہے تو اُسکی ظاہری حریت پر نکاح جائز ہوگا اور اگر اُس سے چند اولاد ہوئین پھر اُسنے کسیکی مملوکہ ہونیکا اقرار کیا اور مقرلہ نے اسکی تصدیق کی اور شوہر نے انکار کیا تو عورت کے حق مین اُسکے اقرار کی تصدیق کیجاویگی حتی کہ عورت مقرلہ کی باندی ہو جائیگی اور عورت کا مال مقرلہ کو ملیگا اور شوہر کے حق مین اُسکی تصدیق نہوگی حتی کہ مولی کی اجازت نہونے سے نکاح باطل ہونیکا حکم نہ کیا جائیگا اور مقرلہ کو اختیار نہوگا کہ عورت کو اُسکے شوہر سے ملنے وغیرہ سے منع کرے مگر شوہر کو اختیار ہوگا کہ مقرلہ کو اس عورت سے خدمت لینے سے منع کرے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ پس اگر ایسی عورت کو شوہر نے اسکے اقرار کرنے سے پہلے مہر اُسکا دیدیا ہے تو بری ہو گیا اور اگر بعد اقرار کے دیا تو بری نہوگا اور جو بچہ قبل اقرار کے جنی یا بعد اقرار کے چھ مہینے سے کم مین جنی وہ آزاد ہے اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین جنی تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک وہ غلام ہوگا بخلاف امام محمد رح کے اور اس عورت کی پوری طلاق دو طلاق ہین اور عدت اُسکی دو حیض ہین اسپر اجماع ہی۔ اور اگر اُسکے اقرار کرنے سے پہلے شوہر نے اُسکو دو طلاق دیدی ہین تو رجعت کرنیکا اختیار ہے اور اُسکو ایک طلاق ثالث دینا اسپر روا ہے یعنے تیسری طلاق بھی دے سکتا ہی اور اگر مقرلہ نے اُسکو آزاد کر دیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ چاہے اپنے شوہر کے نکاح مین رہے یا نہ رہے۔ اور اگر شوہر نے اُس سے ایلاء کیا پھر دو مہینہ گذرنے سے پہلے اُسنے مملوک ہونیکا اقرار کیا تو اُسکے ایلاء کی مدت دو مہینہ ہوگی اور اگر دو مہینہ گذرنے کے بعد اُسنے اقرار کیا تو مدت ایلاء چار مہینہ قرار دیجائیگی یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر اس باندی کو مثلاً کسی نے زخمی کیا تو ارش باندی کا یعنی جو جرمانہ ملے وہ مقرلہ کا ہی اور اگر اس باندی نے خود

کسیکو زخمی کیا تو مقر لہ کو اختیار ہے چاہے جرمانہ ادا کرے یا باندی کو دیدے کذا فی الکافی اور اگر شوہر نے اسکو دو طلاق دی ہین اور
اُسکو یہ حال معلوم نہوا کہ اس نے کسی کے مملوک ہونیکا اقرار کیا ہے تو رجعت[ل] کر سکتا ہے اور اگر جانتا ہے تو رجعت نہین کر سکتا
ہے اور یہی صحیح ہے اور اگر شوہر نے کسی کو وکیل کیا کہ اُسکو دو طلاق دیدے پھر اس عورت نے مملوک ہونیکا اقرار کر دیا اور شوہر کو
یہ بات معلوم ہوئی مگر اسنے وکیل کو معزول نہ کیا یہانتک کہ وکیل نے اُسکو دو طلاق دیدین تو عورت بائن ہو گئی اور اگر شوہر
کو یہ اقرار کرنا معلوم نہوا یا معلوم ہوا مگر وہ وکیل کے معزول کرنے پر قادر نہوا تو اس سے رجعت کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے
اگر شوہر نے اُسکو ایک طلاق دی اور اُسکی عدت مین ایک حیض گذر گیا پھر اُسنے اپنی رقیت کا اقرار کیا تو اُسکی عدت
دو حیض ہونگے اور اگر دو حیض گذرنے کے بعد اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو عدت کے تین حیض ہونگے۔ اور اگر شوہر نے
اُس سے ایلاء کیا اور ایک مہینہ گذر گیا پھر اُس سے ایلاء کیا اور ایک مہینہ گذر گیا پھر اُسنے رقیت کا اقرار کیا تو پہلے ایلاء کی
مدت چار مہینہ اور دوسری ایلاء کی مدت دو مہینہ قرار دیجاویگی پھر اگر وقت اقرار سے ایک مہینہ گذر گیا تو دوسرے ایلاء کی
وجہ سے مطلقہ ہو جائیگی اور دوسری[ک] مدت پہلے ایلاء پر سبقت کر جائیگی اسی طرح اگر اُس سے ایلاء کیا پھر کہا کہ جسوقت دو مہینے
گذر جاوین پس واللہ مین تجھسے قربت نکرونگا پھر جب دو مہینے گذر گئے تو اُسنے رقیت کا اقرار کر دیا تو ایلاء اول کی مدت
چار مہینہ اور ایلاء دوم کی دو مہینہ ہوگی پھر اگر بعد اقرار کے دو مہینہ گذر گئے تو دونون ایلاؤن کی وجہ سے دو طلاقون سے
بائن ہو گئی یہ محیط مین ہے اور اگر اس عورت سے کہا کہ جسوقت تو اس دار مین داخل ہوئی یا جسوقت تو نے زید سے کلام
کیا یا ظہر کی نماز پڑھی یا جسوقت شروع مہینہ آیا تو تجھے دو طلاق ہین یعنی تو دو طلاق کی طالق ہے پھر اُس عورت نے رقیت
کا اقرار کیا پھر شرط پائی گئی تو دو طلاق اُسپر واقع ہونگی ولیکن شوہر کو اُس سے رجعت کا اختیار ہے کیونکہ تعلیق سے رجوع کرنا
صحیح نہین ہے پس اُسکے کرنے سے تدارک نہین ہو سکتا ہے اور تعلیق ایسی شرط پر کی تھی جسمین رجعت ممکن ہے پس اگر یہ حکم دیا جاوے
کہ اُسکی حرمت غلیظہ ہو گئی یعنی رجعت ممکن نرہی تو شوہر کو ضرر ہو جائیگا اور یہ ضرر اُس عورت کے اقرار کیوجہ سے ہوگا پس یہ حکم
نہین دیا جائیگا اسیطرح اگر دو طلاق دینے مین اُسکا کام اُسکے ہاتھ مین دیا یا کسی اجنبی کے ہاتھ مین دیا پھر اُس عورت نے رقیت
کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا کیونکہ تفویض امر لازمی ہوتا ہے اسکا تدارک بھی برجوع ناممکن ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر
اُسکے کسی فعل پر دو طلاق اسپر واقع ہونا معلق کین یعنی اگر تو یہ فعل کرے۔ تو تجھکو دو طلاق ہین پھر اُس عورت نے رقیت کا اقرار
کیا پھر یہی فعل کیا تو دو طلاق اُسپر واقع ہو جائینگی ولیکن شوہر پر حرام نہوگی اور اگر اپنے کسی فعل پر معلق کین اور اُسکے اقرار
رقیت کے بعد اسنے خود وہ فعل کیا تو حرام[تحرمت غلیظہ] ہو جائیگی اور کتاب مین مذکور ہے کہ خواہ اپنا فعل ایسا ہو کہ اُسکا کرنا ضروری نہو
جیسے باپ سے کلام کرنا یا ضروری ہو جیسے نماز ظہر وغیرہ یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی مرد مجہول الاصل کی ام ولد باندیون سے اولاد
ہون اور اُسکے مدبر و مکاتب غلام ہون اور اس شخص نے اپنے تئین زید کے مملوک ہونیکا اقرار کر دیا تو یہ اقرار اُسکے نفس و مال
کے حق مین صحیح ہے اور اسکی اولاد و ام ولد باندیون اور مدبرون و مکاتبون کے حق مین صحیح نہین ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین
ہے منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ مین تیری باندی کا بیٹا ہون اور یہ میری ماں تیری باندی ہے۔ تیری ملک مین یہ
باندی بچہ جنی ہے مین آزاد ہون مین آزاد ہی پیدا ہوا ہون تو اسکا قول قبول ہوگا اور وہ زید کا غلام قرار دیا جائیگا

ل یعنی اپنے قول سے پھرا ۱۲ ک یعنی دوسرا ایلاء پہلے ایلاء پر سبقت کر جاوے ۱۲

یہ محیط میں ہے۔ اگر ایک عورت مجہول الحال کے پاس ایک نابالغ صغیر بچہ حرام سے ہے پھر اُس عورت نے اقرار کیا کہ میں زید کی باندی ہوں اور یہ میرا بیٹا اُسکا غلام ہے تو عورت کے اقرار کی اُسکے ذات پر تصدیق کیجائیگی اور اگر بچہ ایسا ہو کہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو اور اُسنے کہا کہ میں آزاد ہوں تو بچہ کا قول مقبول ہوگا اسیطرح اگر ایک مرد اور اسکی عورت دونوں مجہول الحال ہوں اور دونوں کا ایک نابالغ صغیر بچہ ہو اور دونوں نے اپنے اور اپنے لڑکے کی نسبت زید کے مملوک ہونیکا اقرار کیا تو جائز ہے اور اگر یوں کہا کہ ہم دونوں زید کے مملوک ہیں اور ہمارا یہ لڑکا عمرو کا مملوک ہے اور زید نے ان دونوں کی بچے کے بارہ میں تکذیب کی تو بچہ بھی دونوں کے ساتھ زید کا غلام قرار پاویگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ زید نے اپنے غلام کو آزاد کر دیا پھر اقرار کیا کہ یہ عمرو کا غلام ہے اور عمرو نے تصدیق کی پس اگر ہنوز قاضی نے غلام کی آزادی کا حکم نہیں دیا ہے تو غلام رقیق ہو جائیگا بخلاف اسکے اگر قاضی نے اُسکی آزادی کا حکم جاری کر دیا پھر اُسنے اقرار کیا تو صحیح نہیں ہے اور اگر کسی نے دوسرے سے کہا کہ میں تیرا غلام ہوں اُسنے کہا نہیں پھر کہا ہاں ہے تو اُسکا غلام قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر قابض نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو یہ تیرا غلام ہے اُسنے کہا نہیں پھر کہا کہ ہاں میرا غلام ہے اور اُسپر گواہ لایا تو مقبول نہونگے اسیطرح اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ عمرو کا غلام ہے پھر گواہ لایا کہ میرا غلام ہے تو گواہ مقبول نہونگے یہ مبسوط میں ہے مولی کے غلام میں تصرف کرتے وقت اُسکا خاموش رہنا آیا رقیت کا اقرار ہے یا نہیں ہے اسمیں دیکھنا چاہئے کہ اگر ایسا تصرف ہے جسمیں آزاد و غلام دونوں مشترک ہوتے ہیں جیسے اجارہ یعنی مزدوری پر دینا یا نکاح یا خدمت وغیرہ تو ایسے تصرف میں خاموشی رقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر تصرف ایسا ہو جو غلاموں سے مختص ہے جیسے بیع و سپرد کر دینا یا ہبہ و رہن کر کے قبضہ دیدینا یا جرم میں اُسکو دیدینا تو اُس وقت اُسکی خاموشی اور رد نکرنا رقیت کا اقرار ہے اور جُکاتے وقت غلام کی خاموشی رقیت کا اقرار نہیں ہے اور اگر فروخت کر دیا ولیکن سپرد نہیں کیا ہے اور غلام خاموش رہا تو اسمیں اختلاف ہے بعض نے کہا کہ رقیت کا اقرار ہے اور متاخرین نے فرمایا کہ اقرار نہیں ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک شخص نے ایک باندی پر دعوی کیا کہ یہ میری باندی ہے اور باندی نے دعوی کیا کہ یہ میرا غلام ہے اور دونوں کی اصل معلوم نہیں ہے اور کوئی دوسرے کے قبضہ میں بھی نہیں ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کے دعوی کی معًا تصدیق کی تو یہ باطل ہے اور اگر آگے پیچھے اقرار کیا تو جسنے اخیر میں اقرار کیا وہ اول کا مملوک ہوگا بشرطیکہ اول دوبارہ اُسکی تصدیق کرے پس اگر تصدیق کی تو مقر اسکا غلام یعنی مملوک ہوگا اور اگر تصدیق یا تکذیب کچھ نکی تو کوئی دوسرے کا مملوک نہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے۔ اگر کسی نے کہا کہ مجھے آزاد کر دے تو یہ رقیت کا اقرار ہے اسیطرح اگر کہا کہ اُسنے مجھے کل کے روز آزاد کیا ہے اسیطرح اگر کہا کہ آیا تونے مجھے آزاد کر دیا ہے رقیت کا اقرار ہے یہ محیط میں ہے۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ ایک شخص کا نسب معلوم نہیں ہوتا ہے اُسکا ایک آزاد بیٹا ہے اُس مجہول النسب نے ایک غلام خرید کر آزاد کر دیا۔ پھر اُس مجہول نے زید کے مملوک ہونیکا اقرار کیا اور زید نے اُسکی تصدیق کی اور آزاد شدہ نے انکار کیا تو مجہول کا اقرار اُسکے حق میں صحیح ہے اور وہ زید کا غلام ہو جائیگا اور آزاد شدہ کے حق میں صحیح نہیں ہے حتی کہ آزاد کرنا باطل نہوگا پھر اگر وہ غلام مر گیا اور مال چھوڑا تو اُسکے آزاد کنندہ کے مولی یعنی زید کو ملیگا بشرطیکہ اُسکے عصبات میں کوئی موجود نہو اور اگر اسکا کوئی عصبہ ہو جیسے بیٹا بھائی وغیرہ تو یہ لوگ

میراث کے حقدار ہین مقرلہ کو نہ ملیگی اور اگر اُسکے فقط ایک بیٹی موجود ہو تو اُسکو نصف دیکر باقی آزاد کنندہ کو بسبب ولاء کے پہونچیگی ۔ پھر اُسکے اقرار کیوجہ سے زید یعنے مقرلہ کی ہو جائیگی اور اگر وہ مرا نہین بلکہ اُسنے کوئی ایسا جرم کیا جسمین سعی کرنی لازم ہو تو سعی کریگا اور کوئی اُسکا عاقلہ نہوگا یعنی مددگار برادری کا حق کسی پر جاری نہوگا اور مشائخ نے اختلاف کیا ہے آیا وہ اپنی قیمت کی سعی کریگا یا مقتول کی دیت کی تو بعضون نے کہا کہ اپنی قیمت کی اور بعضون نے کہا کہ اُسکی دیت کی اور صدر الشہید نے فرمایا کہ یہی اصح ہے اور اسی طرف کرخی نے میل کیا ہے جیسا کہ جصاص نے اُنسے نقل کیا ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے ۔ اور اگر ایسے غلام پر کسی نے جرم کیا تو ایسا ہی ہوگا جیسے اور مملوکون پر جرم کرنیکا حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے ۔ اور اگر مقرلہ یعنی زید نے اس مقر یعنی مجہول کو آزاد کیا (یعنی مجہول مذکور نے) پھر پہلا آزاد شدہ مرگیا تو اُسکا مال مقرلہ کو ملیگا اسیطرح اگر مقر یعنی مجہول کا کوئی آزاد بیٹا ہو تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جب تک باپ زندہ موجود ہے تو بیٹے کا اُسکے آزاد شدہ کے ترکہ مین کچھ حق نہین ہے اور اگر پہلے مقر مرگیا اور ایک آزاد بیٹا چھوڑا پھر پہلا آزاد شدہ مرگیا اور کوئی عصبہ نہ چھوڑا تو اُسکی میراث غلام مقر کے بیٹے کو ملیگی مقرلہ کو نہ ملیگی اسیطرح اگر سوائے بیٹے کے اُسکے عصبات موجود ہون تو بھی مال اُسی کا ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے ۔ قال المترجم وحاصل المسئلۃ ما قد لخصناہ فی الحاشیہ فتذکرہ ۔ اللہ تعالی اعلم ۔

سترھوان باب ۔ نسب وام ولد ہونے و عتق و کتابت اور مدبر کرنیکے اقرار کے بیان مین ۔ اگر کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا تو صحیح ہے بشرطیکہ مقرلہ ایسا ہو کہ ایسے لوگون کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہو اور مقرلہ دوسرے سے ثابت النسب نہو اور جبکہ مقرلہ عبارت صحیح بول سکتا ہو تو مقر کے اقرار کی تصدیق کرے ۔ اور والد ہونے کا اقرار بھی صحیح ہے بشرطیکہ ایسے لوگون کے مثل مقر کے بیٹا پیدا ہو سکتا ہو اور مقر دوسرے سے ثابت النسب نہو اور عبارت صحیح سے مقرلہ مقر کے اقرار کی تصدیق کرے ۔ اور جورو ہونیکا اقرار بھی جبکہ وہ عورت اسکی تصدیق کرے اور دوسرا اُسکا شوہر نہو اور نہ اُسکی عدت مین ہو اور نہ اس مقر کی تحت مین اس عورت کی بہن یا اسکے سوائے چار عورتین ہون صحیح ہے اور یون اقرار کرنا کہ یہ غلام میرا آزاد کردہ ہے یا یون اقرار کرنا کہ یہ میرا آزاد کنندہ ہے صحیح ہے بشرطیکہ مقرلہ تصدیق کرے اور پہلی صورت مین آزاد شدہ کی اور دوسری صورت مین مقر کی آزادی دوسرے سے ثابت نہو ۔ اور ان لوگون کے سوائے اقرار صحیح نہین ہے مثلاً بھائی یا چچا یا ماموں وغیرہ کا اقرار نہین صحیح ہے اور واضح ہو کہ یہان صحت اقرار و عدم صحت اقرار کی تفسیر یہ ہے کہ اقرار صحیح کے یہ معنی ہین کہ اقرار سے جو حقوق مقرلہ اور مقر کو اور ان دونون کے سوائے دوسرونکو لازم آتے ہین اُن حقوق مین یہ اقرار معتبر ہو پس جن لوگونکی نسبت ہمنے صحت اقرار کا حکم کیا ہے اُنمین سے مثلاً اگر کسی کیواسطے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور وہ اقرار اپنے شرائط کے ساتھ صحیح قرار پایا تو یہ بیٹا مقرلہ اس مقر کے باقی وارثون کیساتھ میراث لیگا اگرچہ باقی وارث اُسکے نسب سے منکر ہون اور یہی مقر کے باپ سے یعنی مقرلہ کے دادا کی میراث مین بھی شریک ہوگا اگرچہ دادا نے اُسکے نسب سے انکار کیا ہو اور جن لوگون کیواسطے ہمنے اقرار صحیح نہونیکا حکم کیا ہے اُسکے یہ معنی ہین کہ مقر و مقرلہ کے سوائے غیرونکو جو حقوق اس اقرار سے لازم آتے ہین اُنکے واسطے یہ اقرار معتبر نہین ہے اگرچہ ذاتی اسکے حقوق کے واسطے یہ اقرار معتبر ہے چنانچہ مثلاً کسی نے دوسرے کی نسبت اپنے بھائی ہونیکا اقرار کیا اور مرگیا

اور اس مقر کے دوسرے وارث موجود ہین جو اس شخص مقر کے بھائی ہونے سے انکار کرتے ہین تو یہ بھائی دوسرے وارثون کے ساتھ مقر کا وارث نہوگا اور بھی مقر کے باپ کا وارث نہوگا جبکہ وہ اسکے نسب سے منکر ہوویلیکن مقر کی زندگی مین اُسپر نفقہ کا استحقاق رکھتا ہے کیونکہ یہ حق مقر کی ذات کو لازم ہے۔ اور عورت کا اقرار ان تین کے ساتھ یعنی ولد اور شوہر اور مولی کا صحیح ہے بیٹا ہونیکا صحیح نہین ہے اور ہمارے بعض مشائخ نے فرمایا کہ بیٹا ہونیکا اقرار صحیح نہ ہونا ایسی صورت پر محمول ہے کہ جب اُسکا شوہر معروف ہو اور اگر شوہر معروف نہو تو عورت کا اقرار صحیح ہونا چاہیے یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص اپنی صحت مین ایک غلام کا مالک ہوا اور اپنے مرض مین یون اقرار کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور ایسا شخص ایسے شخص سے پیدا ہو سکتا ہی اور اُس غلام کا کوئی نسب معروف نہین ہی تو وہ اُسکا بیٹا قرار پائیگا اور آزاد اور وارث ہوگا اور کچھ سعایت نکریگا اگرچہ مقر کا اسکے سوا کچھ مال نہو اور اُسپر اس غلام کی قیمت سمیت قرض محیط ہو۔ اسیطرح اگر اس غلام کیساتھ اُسکی ماں کا مالک ہوا اور حالت صحت مین مالک ہوا تو اُسکی ماں بھی سعایت نکریگی۔ اور اگر غلام کا حالت مرض مین مالک ہوا ہو اور اُسکی ذات کیواسطے اقرار کیا تو بھی اُسکا نسب مقر سے ثابت ہوگا اور اُسکی طرف سے آزاد ہو جائیگا یہ ذخیرہ مین ہی پھر اگر مریض کا کوئی دوسرا مال سوائے اس غلام کے نہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہو تو اس غلام پر سعایت واجب ہوگی اور مقدار سعایت مین اختلاف ہی امام اعظم رح کے نزدیک دو تہائی قیمت کیواسطے مشقت کرکے ادا کرے اور صاحبین رح کے نزدیک تمام قیمت کیواسطے سوائے اُسقدر حصہ میراث کے جو خصوص اسکو حاصل ہووے سعی کرے اور جسقدر حصہ میراث خصوص اسکا تھا وہ اس سے کم کر دیا جائیگا اور اگر مریض کا سوائے غلام کے اسقدر مال ہو کہ جسکی تہائی یہ غلام ہوتا ہی تو صاحبین رح کے نزدیک اُس مال سے غلام میراث پاویگا اور اپنی قیمت کیواسطے سعی کریگا مگر اُسقدر کم کیا جائیگا جتنا اُسکا حصہ میراث ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک وارث ہوگا اور اپنی کچھ بھی قیمت کیواسطے سعی نکریگا ولیکن باندی مقر کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی اور اُسپر سعایت نہوگی اگرچہ باندی کا بھی حالت مرض مین مالک ہوا ہو اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک غلام صغیر کہ اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہے دو شخصون زید و عمرو مین مشترک ہی کہ دونون نے اسکو خریدا ہی پھر زید نے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہے یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہے یا ہم دونون کا بیٹا ہی پس اگر ملا کر بیان کیا تو اُسکا نسب مقر سے ثابت ہو جائیگا خواہ شریک نے اُسکی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو اور اگر جدا کرکے یون بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر چپ ہا پھر کہا کہ اور تیرا بیٹا ہی تو یہ اقرار مقر پر نافذ ہوگا۔ اور اگر کہا کہ تیرا بیٹا ہی پھر چپ رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہی پس اگر شریک نے یعنی عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور اگر عمرو نے تکذیب کی تو اُس سے نسب ثابت نہ ہوگا اور مقر سے یعنی زید سے امام اعظم رح کے نزدیک ثابت نہوگا۔ اور صاحبین رحمہ اللہ کے نزدیک ثابت ہوگا۔ اور جس صورت مین زید نے جدا کرکے کلام کو بیان کیا ہی اگر اس صورت مین عمرو نے زید کے اقرار کے بعد یون بیان کیا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا اور میرا بیٹا ہی یا ہم دونو کا بیٹا ہے تو عمرو سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا کیونکہ یہ کلام عمرو کا زید کے قول کی تصدیق اور اقرار ہی۔ اور اگر مقر لہ نے کہا یعنی عمرو نے کہا کہ میرے سوائے تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا ہی کہکر خاموش رہا پھر کہا کہ میرا بیٹا ہی تو عمرو سے نسب ثابت نہوگا۔ پس امام اعظم رح کے نزدیک دونون مین سے کسی سے ثابت نہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے اور اگر یہ غلام بالغ ہو یا نابالغ ہو مگر اپنی

ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پس اگر زید و عمرو دونون کے واسطے اپنے رقیق ہونیکا اقرار کرتا ہو تو یہ لڑکا اور جو اپنی ذات سے تعبیر نہین کر سکتا ہے وہ دونون برابر ہین اور اگر اُسنے دونون کے واسطے رقیق ہونیکا اقرار نہ کیا تو صورت مذکورہ مین اسکے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اگر اُسنے زید سے اقرار کیا تو زید کا بیٹا اور اگر عمرو سے اقرار کیا تو عمرو کا بیٹا ہو بشرطیکہ عمرو اُسکی تصدیق کرے کیونکہ عمرو مقرلہ قرار دیا گیا ہو خود مقر نہین ہے اور اگر دونون کے نسب سے انکار کیا تو کسی سے نسب ثابت نہوگا یہ محیط مین ہے۔ دو شخصون کی مشترک باندی کے بچہ پیدا ہوا پس ایک نے کہا کہ یہ میرا بیٹا و تیرا بیٹا و یا تیرا بیٹا و میرا بیٹا ہے یا ہم دونون کا بیٹا ہے پس اگر شریک نے اُسکی تصدیق کی تو مقر سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور نسب ثابت ہونیکی وجہ سے باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی اور اُس کی آدھی قیمت خواہ تنگدست ہو یا خوشحال ہو شریک کو دیگا اور بچہ کی قیمت کا ضامن نہوگا اور نصف عقر شریک کی تصدیق کیوجہ سے نصف عقر کا بدلا ہو گیا اور اگر شریک نے اُسکی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے مگر اسقدر فرق ہے کہ مقر کو آدھا عقر شریک کو دینا پڑیگا اور شریک پر نصف عقر مقر کیواسطے واجب نہوگا یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ زید و عمرو نے ایک غلام بازار سے خریدا اور وہ خالد کا غلام تھا اُسکے پاس پیدا ہوا تھا پھر زید نے عمرو سے کہا کہ یہ میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہی یا تیرا بیٹا و میرا بیٹا ہی یا ہم دونونکا بیٹا ہو اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی تو وہ زید کا بیٹا قرار دیا جائیگا اور غلام سے دریافت نہ کیا جائیگا اگرچہ وہ اپنی ذات سے تعبیر کر سکتا ہو پھر اگر عمرو زید کی تصدیق کرچکا ہو تو زید پر اسکی قیمت مین کچھ ضمان نہوگی اور اگر تکذیب کی ہو تو اُسکا حکم مثل اسکے ہوگا کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک تھا ایک شخص نے اُسے آزاد کر دیا۔ اور اگر عمرو نے یون کہا کہ یہ میرے سوا تیرا بیٹا ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک زید پر عمرو کیواسطے کچھ ضمان نہوگی ولیکن یہ غلام آزاد شدہ اپنی قیمت مین عمرو کیواسطے سعی کریگا اور صاحبین رح کے نزدیک اگر زید خوشحال ہو تو ضمان دیگا یہ محیط مین ہو۔ زید و عمرو نے ایک غلام خریدا پھر زید نے اُسکے نسب کا دعوی کیا پھر عمرو پر گواہی دی کہ اسنے میرے دعوی کرنے سے پہلے اسکو آزاد کر دیا ہے اور عمرو نے اسکی تصدیق کی تو زید سے بسبب عمرو کی تصدیق کرنیکے ضمان ساقط ہو گئی یہ شرح زیادات عتابی مین ہے۔ ایک باندی دو شخصون زید و عمرو مین مشترک ہو پس زید نے دعوی کیا کہ یہ میری ام ولد ہے اور اُسکے شریک عمرو نے کہا کہ مین نے تیرے اس دعوی سے پہلے اسکو آزاد کیا ہے اور زید نے اسکی تکذیب کی تو باندی زید کی ام ولد قرار پائیگی اور زید عمرو کو نصف قیمت کی ضمان دیگا یہ محیط مین ہو ایک باندی دو شخصون زید و عمرو مین مشترک تھی وہ اُنکی ملک مین بچہ جنی پس ایک نے اُسکے بچہ کے نسب کا دعوی کیا اور عمرو نے باندی کے نسب کا دعوی کیا اور دونون نے معاً دعوی کیا یا دوسرے نے یون اقرار کیا کہ مین نے باندی کو آزاد کر دیا تھا تو بچہ کا نسب زید سے ثابت ہوگا اور باندی اُسکی ام ولد ہو جائیگی کیونکہ بچہ کا دعوی نسب دعوی استیلاد ہے پس وقت علوق نطفہ سے مستند ہوگی اور باندی کی دعوت دعوت تحریر ہے پس وقت دعوت سے معتبر ہوگی پس دعوت استیلاد سابق ہوئی لہذا اُسی پر حکم ہوگا اور زید کو آدھی قیمت باندی کی عمرو کو دینی پڑیگی اگرچہ شریک عمرو کے زعم مین ضمان نہین ہو کیونکہ اُسنے زعم کیا ہو کہ یہ باندی میری بیٹی یا آزاد کردہ ہو اور آدھا عقر بھی دیگا کیونکہ اُسنے وطی کا اقرار کیا ہو۔ ولیکن بچہ کی قیمت کا

ضامن نہوگا کیونکہ اُسکا نطفہ اصلی آزادی کے ساتھ قرار پایا ہی یہ شرح زیادات عتابی مین ہی۔ زید کے پاس ایک باندی ہی (کیونکہ دعوت استیلاد بملک ہی)
اُسنے ام ولد بنالی یعنی بچہ پیدا ہوا پھر زید نے اقرار کیا کہ یہ باندی عمرو کی ہی اُسنے میرے ساتھ اسکا نکاح کر دیا تھا اور باندی
نے تصدیق کی تو باندی مع بچہ کے دونون عمرو کی مملوک ہونگی اور اگر بچہ نے بعد بالغ ہونیکے انکار کیا تو اُسکے انکار پر التفات
نہ کیا جائیگا اسیطرح اگر باندی نے کچھ نہ کہا یہانتک کہ مر گئی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر باندی نے تکذیب کی تو زید کے اقرار کی
تصدیق نہ کیجائیگی ولیکن زید کو باندی کی قیمت عمرو کو دینی ہوگی اور بچہ کی قیمت دینی پڑیگی ورنہ عقر دیگا اور اگر باندی تصدیق
یا تکذیب کرنے سے پہلے مر گئی تو زید کی تصدیق کیجادیگی اور بچہ عمرو کا غلام ہوگا۔ اور اگر باندی نے انکار کیا اور ہنوز کچھ حکم
نہوا تھا کہ باندی مر گئی تو کچھ حکم ندیا جائیگا یہانتک کہ غلام بالغ ہو اور بعد بلوغ کے غلام کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر
باندی زندہ ہی اور بچہ اس لائق ہی کہ اپنی ذات سے (اپنے قابضی کی طرف سے) تعبیر کر سکتا ہی پس باندی نے زید کی تصدیق کی اور غلام نے تکذیب
کی یا اسکے برعکس واقع ہوا تو غلام آزاد اور باندی زید کی ام ولد ہوگئی اور زید کو باندی کی قیمت عمرو کو دینی پڑیگی یہ محیط مین
لکھا ہی امام محمدؒ نے فرمایا کہ زید کا ایک غلام ہی اور غلام کا ایک بیٹا ہی اور بیٹے کے دو بیٹے ہین کہ ہر ایک علیحدہ بطن سے پیدا ہوا
ہی اور ان سب مین سے ہر ایک ایسا ہی کہ اُسکے مثل زید سے پیدا ہو سکتا ہی پھر مولی نے اپنی صحت مین اقرار کیا کہ ایک انمین سے
میرا بیٹا ہی تو جبتک مولی زندہ ہی اُسکو حکم کیا جائیگا کہ بیان کرے کہ وہ کون ہی پس جسکو اُسنے بیان کیا اُسکا نسب زید سے ثابت ہوگا
اُسکے مابعد کے سب آزاد ہونگے اور اگر بیان کرنے سے پہلے مر گیا تو غلام اپنی تین چوتھائی قیمت کیواسطے سعی کریگا اور اُسکا بیٹا
دو تہائی کیواسطے اور دونون پوتے اپنی چوتھائی قیمت کیواسطے ہر ایک سعی کریگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ زید کا ایک غلام ہی
اُس غلام کے دو بیٹے مختلف پیٹ سے ہین اور ہر بیٹے کا ایک ایک بیٹا ہے یہ سب پانچ آدمی ہین اور ہر ایک انمین سے ایسا ہی کہ
زید کے ایسا بیٹا ہو سکتا ہی پھر زید نے اپنی صحت مین کہا کہ ایک انمین سے میرا بیٹا ہی اور قبل بیان کے مر گیا تو اول سے
پانچوان حصہ آزاد ہوگا اور چار پانچوین حصہ کیواسطے سعی کریگا اور دونون درمیانی مین سے ہر ایک کا چوتھائی آزاد ہوگا
اور تین چوتھائی کیواسطے سعی کریگا اور دونون اخیر دن مین سے ہر ایک کا دو تہائی آزاد ہوگا یہ محیط مین ہی۔ اور اگر سب
غلام اس صورت مین سات عدد ہون اسطرح کہ دونون اخیرین کے بھی ایک ایک لڑکا ہو پس مولی نے کہا کہ انمین سے
ایک میرا بیٹا ہی اور قبل بیان کے مر گیا تو صاحبینؒ کے نزدیک اور یہی اصح قول امام اعظمؒ کا ہی کہ اول مین سے ساتوان حصہ
آزاد ہوگا اور چھ ساتوین حصہ قیمت کیواسطے سعی کریگا اور اُس کے دونون بیٹون مین سے ہر ایک سے چھٹا حصہ آزاد ہوگا اور
پانچ چھٹے حصہ کیواسطے سعی کریگا اور دونون پوتون مین سے ہر ایک سے پانچوان حصہ آزاد اور چار پانچوین حصہ کیواسطے
سعی کریگا اور دونون پرپوتون مین سے ہر ایک سے پانچ آٹھوان حصہ آزاد اور تین آٹھوین حصے کیواسطے سعی کریگا یہ تحریر
شرح جامع کبیر مین ہی۔ ایک غلام زید و عمرو مین مشترک ہی زید نے عمرو سے کہا کہ ہم دونون نے اسے آزاد کیا ہی یا مین نے اور تونے
اسکو آزاد کیا ہی یا تونے اور مین نے اسے آزاد کیا ہی اور عمرو نے اُسکے کل اقرار مین تصدیق کی تو دونونکی طرف سے آزاد ہو جائیگا
اور دونونکا آزاد کردہ قرار پائیگا اور اگر عمرو نے اُسکی تکذیب کی تو زید کے اقرار پر اُسکی طرف سے آزاد ہوگا اور گویا ایک غلام
دو شخصون مین مشترک تھا ایک نے اُسے آزاد کر دیا یہ حکم ہوگا پس امام اعظمؒ کے نزدیک عمرو کو تین طرح کا اختیار حاصل ہوگا

اور صاحبین رح کے نزدیک اگر زید خوشحال ہے تو اُسپر ضمان متعین ہوگی اور اگر تنگدست ہے تو غلام سعایت کریگا اور زید و عمرو کے حصہ کی ولاء موقوف رہیگی پس اگر عمرو نے دوبارہ زید کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو جسقدر ضمان یا سعایت لی ہے سب واپس کر دیگا اور ولاء عمرو کیواسطے ثابت ہوگی یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام کل کے روز آزاد کیا ہے حالانکہ وہ جھوٹا ہے تو قضاءً یعنی حکم قاضی مین آزاد ہوگا و فیما بینہ وبین اللہ تعالی آزاد نہوگا یعنی قاضی ظاہر آزادی کا حکم کر دیگا مگر چونکہ واقع مین اُسنے آزاد نہین کیا ہے لہذا عند اللہ آزاد نہین ہے کذافی المبسوط مشرحًا۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز آزاد کیا اور کہا کہ انشاءاللہ تعالی تو آزاد نہوگا اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے کل کے روز آزاد کر دیا ہے حالانکہ آج ہی خریدا ہے یا یون کہا کہ مین نے تجھے تیرے خریدنے سے پہلے آزاد کیا ہے تو بھی یہی حکم ہے کذافی الحاوی۔ قال المترجم اُسکی مراد تعلیق[ملہ] نہین ہے یعنی یون نہین کہا تھا کہ جب مین تجھے خریدون تو تو آزاد ہے ورنہ آزاد ہو جائیگا۔ اگر کہا کہ مین نے تجھے آزاد کیا اگر تو اُس دار مین داخل ہو۔ تو جبتک دار مین داخل نہو آزاد نہوگا اور اگر کہا کہ آزادی کے باب مین مین نے تیرا کام تیرے اختیار مین کل کے روز دیدیا تھا پھر تو نے اپنے آپکو آزاد نہ کیا اور غلام نے کہا کہ بلکہ مین نے آزاد کر لیا ہے تو آزاد نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مین نے تجھے مال پر آزاد کیا ہے اور غلام نے کہا کہ بلا عوض آزاد کیا ہے تو غلام کا قول قبول ہوگا اور اگر کہا کہ مین نے تجھے مال پر کل آزاد کیا مگر تو نے قبول نہین کیا اور غلام نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے قبول کیا یا کہا کہ تو نے مجھے مفت بغیر عوض آزاد کیا ہے تو زید کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام آزاد کیا نہین بلکہ یہ غلام دوسرا آزاد کیا ہے تو دونون آزاد ہو جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مولی نے کہا کہ مین نے تجھے مکاتب کیا ہے اور مال کتابت کی مقدار بیان نہ کی اور غلام نے کہا کہ پانچسو درم پر تو امام اعظم رح کے نزدیک غلام کی تصدیق ہونی چاہیے اور صاحبین رح کے نزدیک تصدیق نہوگی یہ حاوی مین ہے۔ اگر کہا کہ مین نے کل تجھے ہزار درم پر مکاتب کیا تھا مگر تو نے کتابت قبول نہ کی اور غلام نے کہا کہ بلکہ مین نے قبول کر لی تھی تو اُسیکا قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام ہزار درم پر مکاتب کیا ہے نہین بلکہ وہ مکاتب کیا ہے اور دونون مین سے ہر ایک نے کتابت کا دعوی کیا تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ مین نے غلام کو قبل اسکے خریدنے کے مکاتب کیا یا مین نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا حالانکہ آج ہی خریدا ہے تو صحیح نہین ہے اور اگر اقرار کیا کہ مین نے اسکو کل کے روز مکاتب کیا ہے اور انشاء اللہ تعالی کہا ہے تو اُسی کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ مین نے اپنی ذات کیواسطے خیار کا استثناء کیا ہے اور مکاتب نے کہا کہ اُسمین خیار نہی تھا تو کتابت جائز ہے اور خیار مین مولی کی تصدیق نہوگی اور ایسے ہی اُن صورتون مین بیع کا بھی حکم ہے۔ کذافی الحاوی۔ ایک باندی کو مدبر کیا پھر اقرار کیا کہ یہ دوسرے شخص کی مدبرہ تھی مین نے اُس سے غصب[ملہ] کی ہے تو باندی کے حق مین اُسکے اقرار کی تصدیق نہوگی اور خود اُسکی قیمت کی ضمان دیگا اور حکم قاضی مین باندی سے خدمت لینا اور وطی کرنا جائز رکھا جائیگا ولیکن دیانت کی راہ سے اسکو یہ فعل نہ کرنا چاہیئے بشرطیکہ جیسا کہتا ہے ویسا ہی ہوا اور اگر کسی اجنبی نے اس باندی کو قتل کیا تو اُس سے قصاص لیا جائیگا اور اگر مقر لہ نے قتل کیا تو قیاسًا اُسپر قصاص ہے اور استحسانًا نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ ایک باندی زید و عمرو مین مشترک ہے زید نے کہا کہ مین نے اور تو نے اسکو مدبر کر دیا یا کہا تو نے اور مین نے اسکو مدبر کیا ہے یا ہم دونون نے اسکو مدبر کیا ہے پس اگر عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو باندی

ملہ یعنی کسی شرط کے ساتھ مشروط نہین ہے ۱۲ ملہ یعنی دوسرے کی باندی کو غصب کر لیا ہے ۱۲

دونونکی مدبرہ ہوگی اور اگر عمرو نے تکذیب کی تو ایسا ہوا کہ گویا ایک باندی دو شخصون مین مشترک تھی اُسکو ایک شخص نے مدبر کر دیا اور ایسی صورت مین امام اعظم رح کے نزدیک شریک کو پانچ طرحکا اختیار حاصل ہوتا ہے چاہے تو اپنا حصہ مدبر کر دے یا اپنا حصہ اپنے حال پر چھوڑ دے یا مدبر کرنیوالے سے ضمان لے اگر وہ خوش حال ہے یا باندی سے سعی کرا دے اگر مدبر کرنیوالا تنگدست ہے یا اپنے حصہ کو آزاد کر دے۔ پھر اگر شریک نے مقر سے باندی کی قیمت کی ضمان لی تو آدھی باندی مقر کی مدبرہ ہوگی اور باقی آدھی موقوف رہیگی ایک روز مقر کی خدمت کریگی اور ایک روز خالی رہیگی۔ پھر اگر مقر کے شریک نے تصدیق مقر کیطرف رجوع کیا تو وہ باندی دونون کی مدبرہ ہو جائیگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہے وہ مقر کو واپس کر دے اور اگر شریک نے اُسکے قول کی تصدیق کیطرف رجوع نہ کیا یہانتک کہ دونون مین سے ایک مر گیا اور سوائے باندی کے اُسکا کچھ مال نہین ہے پس اگر مقر مر گیا اور باندی نے اُسکے قول کی تصدیق کی تو باندی وارثان مقر کیواسطے اپنی نصف قیمت کی دو تہائی کیواسطے سعی کریگی اور اگر باندی نے اُسکے قول کی تکذیب کی تو بھی ظاہر الروایہ کے موافق اپنی دو تہائی قیمت کیواسطے سعی کریگی۔ اور اگر منکر مر گیا پس اگر باندی نے مقر کے قول کی تصدیق کی تو اپنی تمام قیمت کیواسطے مقر کے لیے سعی کرے۔ اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو مقر کیواسطے اُسکے حصہ کی آدھی قیمت کیلیے سعی کریگی اس سے زیادہ سعی نہ کریگی۔ اور اگر دونون مر گئے ایک بعد دوسرے کے مرے پس اگر مقر پہلے مرا پھر منکر مر گیا اور باندی نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی تو حکم مسئلہ کا قبل موت منکر کے یہ ہے کہ مقر کے نصف حصہ کی تہائی آزاد ہوا اور باندی پر اس نصف کی دو تہائی کیواسطے سعی کرنی لازم ہوگی پھر اگر اسکے بعد منکر مر گیا تو باندی پر بقدر حصہ منکر کے مقر کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور یہ مال مقر کے ترکہ مین داخل ہوگا اور ترکہ مین زیادتی ہو جائیگی اور اُسکا ثلث یعنی تہائی بھی زیادہ نکلیگی پس اُسکی تہائی باندی کو دیجاویگی اور تمام کی دو تہائی کیواسطے وہ سعی کریگی۔ اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے کہ اپنی دو تہائی کیواسطے سعی کرے اور اگر پہلے منکر مر گیا پھر مقر مرا اور باندی نے مقر کے اقرار کی تصدیق کی ہے تو ہمارے مشائخ نے ذکر کیا کہ باندی پر اپنی تمام قیمت کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور اگر باندی نے مقر کے اقرار کی تکذیب کی تو ہم کہتے ہین کہ امام محمد رح نے اس مسئلہ کو قبل موت مقر کے ذکر کیا کہ باندی پر فقط مقر کے حصہ کیواسطے سعی کرنی واجب ہوگی اور بعد موت مقر کے اس مسئلہ کا حکم بیان نہین فرمایا اور مشائخ نے ذکر کیا کہ اُسپر کل قیمت کیواسطے سعی واجب ہوگی کیونکہ قبل موت مقر کے اُسپر کل قیمت کی سعایت واجب تھی پس مقر کے مرنے سے اُسکا حکم نہ بدلیگا یہ سب امام اعظم رح کے مذہب کا بیان ہوا ہے۔ ولیکن صاحبین رح کے مذہب کا یہ بیان ہے کہ مقر کے اقرار سے تمام باندی مدبرہ ہو جائیگی۔ پھر اُسکے بعد اگر شریک نے مقر کی تصدیق کی تو دونون مین مدبر قرار پاویگی اور مقر ضامن نہوگا اور اگر تکذیب کی تو مقر باندی کی نصف قیمت کی ضمان شریک کو دیگا خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور آدھی باندی مقر کی مدبرہ ہوگی اور آدھی موقوف رہیگی یہانتک کہ اُسکا شریک مقر کے قول کی طرف رجوع کرے اور اُسکی تصدیق کرے پھر اگر تصدیق کی تو دونون مین مدبرہ قرار پاویگی اور شریک نے جو کچھ ضمان لی ہے وہ واپس کرے اور اگر شریک نے مقر کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع نہ کیا یہانتک کہ مقر مر گیا تو وارثان مقر کیواسطے باندی آدھی کی دو تہائی قیمت کیلیے سعی کریگی فی الحال اُسپر اسکے سوا اور کچھ واجب نہین ہے خواہ باندی نے مقر کی تصدیق کی ہو یا تکذیب کی ہو پھر اسکے بعد باقی مسئلہ کا حکم صاحبین رح

کے نزدیک بھی ویسا ہی ہے جیسا ہم نے امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے مذہب مین بیان کیا ہے یہ محیط مین ہے —

اٹھارھوان باب - خرید و فروخت مین اقرار اور مبیع مین عیب کے اقرار کے بیان مین - اگر زید نے کہا کہ مین نے اپنا یہ غلام تیرے ہاتھ کل کے روز فروخت کیا تھا اگر تو نے قبول نہین کیا اور مشتری عمرو نے کہا کہ مین نے قبول کیا تھا تو اُسیکا قول قبول ہوگا - اسیطرح اگر مشتری نے کہا کہ مین نے تجھ سے یہ غلام خرید امگر تو نے قبول نکیا اور بائع نے کہا کہ مین نے قبول کیا ہی تو بائع کا قول قبول ہوگا کیونکہ دونون کے فعل سے بیع ٹھیک ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور اس سے دام لے لئے مگر تعداد بیان نہین کی تو جائز ہی اور اگر بیانکی اور قبضہ کرنیکا اقرار کیا تو بھی جائز ہی اور اگر تعداد بیان کی اور کہا کہ مین نے دام نہین پائے ہین اور مشتری نے کہا کہ قبضہ کرچکا ہی تو قسم سے قول بائع کا مقبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانا چاہیے ہی یہ مبسوط مین ہی - اقرار کیا کہ مین نے ایک دار زید کے ہاتھ فروخت کیا اور اُس دار کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسیطرح اگر مبیع کو بیان کیا لیکن ثمن کی مقدار وغیرہ نہ بیان کی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر حدود دار ذکر کیے اور ثمن کا نام لیا تو بیع لازم ہوجائیگی اگرچہ بائع اس سے انکار کرے اور گواہ حدود کو نہ پہچانتے ہون بعد ازینکہ گواہ معرفت[ف] حدود قائم ہون یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر اقرار کیا کہ مین نے زید کے ہاتھ ایک غلام فروخت کیا اور غلام کو نہ بتلایا پھر انکار کیا تو اقرار باطل ہے اسیطرح اگر اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا جز اینکہ گواہون نے اسکو بعینہ نہین پہچانا تو بھی یہی حکم ہی یہ مبسوط مین ہی اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے اپنا غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا اور ثمن کا نام نہ لیا اور مشتری نے کہا کہ مین نے اُسکو تجھ سے پانچ سو درم کو خریدا ہے پس زید نے انکار کیا کہ مین نے کسی چیز کے عوض نہین بیچا ہی تو زید سے عمرو کے دعوی پر قسم لیجاویگی اور صرف پہلے اقرار سے اُسپر بیع لازم نہوگی اسیطرح اگر مشتری نے ابتداءً ایسا اقرار کیا پھر یہ صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط مین ہی - اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے تجھ سے کسی قدر کو نہین خریدا ہے پھر کہا کہ ہان مین نے تجھ سے وہ غلام ہزار درم مین خریدا ہی اور زید نے کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اُسکو نہین بیچا ہی تو مشتری کا قول مقبول ہوگا اور اُسکو بعوض ثمن کے لینے کا اختیار ہی اور اگر ایسا ہوا کہ جسوقت مشتری نے خرید سے انکار کیا اُسوقت بائع نے کہا کہ تو سچا ہی تو نے اُسکو نہین خریدا ہے پھر اسکے بعد مشتری نے کہا کہ مین نے اسکو خریدا ہی تو بائع کے ذمہ بیع لازم نہ آویگی اور مشتری سے اس امر کے گواہ قبول نہونگے ولیکن اگر بائع پھر مشتری کی تصدیق کرے تو دونون کا باہمی تصدیق کرنا بمنزلہ بیع جدید کے ہوجائیگا یہ مبسوط مین ہی - زید نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام عمرو کے ہاتھ فروخت کیا ہی نہین بلکہ خالد کے ہاتھ فروخت کیا ہی تو یہ باطل ہے اور دونون مین سے ہر ایک اُس سے قسم لے سکتا ہی بشرطیکہ ثمن مسمی کے عوض خریدنے کا دعوی کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ غلام جو میرے پاس ہی عمرو کا ہی مین نے تجھسے ہزار درم کو خریدا ہے اور تجھکو دام دیدیے ہین پھر بعد اسکے کہا کہ مین نے یہ غلام خالد سے پانچسو درم کو خریدا ہی اور دام دیدیے ہین پھر اگر اس سب پر گواہ قائم کیے تو جائز ہی اور اُسپر پہلے یعنی عمرو اور دوسرے خالد دونون کا ثمن واجب ہوگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ اُسنے فقط دونون بیع پر گواہ قائم کیے ہون اور اگر دونونکو دام دیدینے پر بھی گواہ قائم کیے تو کسی کا اُسپر کچھ واجب نہوگا - اور اگر اس امر پر وہ گواہ نہ لایا تو غلام عمرو کو ملیگا اگر اُسنے بیع سے انکار کیا اور اگر دوسرے نے یعنی خالد نے اسکی تصدیق کی تو اسکو پانچسو درم دام ملینگے

[ف] لازم معرفت حدود یعنی اس کی حدود کے حدود پہچاننے والے گواہ قائم ہون ۱۲

اور اگر بیع سے انکار کیا تو زید کو غلام کی قیمت خالد کو دینی پڑیگی یہ مبسوط مین ہی اور اگر بیع اول پر گواہ قائم کیے دوسری بیع پر قائم نہ کیے مگر دوسرے نے بیع کی تصدیق کی تو اُسکا حکم مثل اس صورت کے ہے کہ دونون بیع گواہون سے ثابت ہو ئی ہون یہ محیط مین ہے - اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم کو اسکے ہاتھ فروخت کیا ہی اور مشتری نے کہا کہ مین نے پانچسو درم کو خریدا ہے حالانکہ آدھا غلام مشتری کی ملک سے خارج ہو چکا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک مشتری کا قول مقبول ہوگا خواہ بائع باقی غلام واپس لینے پر راضی ہو یا راضی نہو - اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک ثمن کے باب مین قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا ولیکن اگر بائع اس امر پر راضی ہو کہ باقی غلام مشتری سے لے لے اور جسقدر اُسکی ملک سے نکلگیا اُسکے حصہ کیواسطے دامنگیر ہو بقول[1] مشتری تو ایسی صورت مین دونون باہم قسم کھاوینگے اور امام محمد رح کے نزدیک دونون باہم قسم کھاوینگے اور غلام کی قیمت پر باہم واپسی کر لینگے ولیکن اگر بائع راضی ہو جاوے کہ باقی غلام واپس کر لے اور جسقدر مشتری نے اپنی ملک سے خارج کیا ہی اُسکی قیمت لے لے تو ہو سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے - منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اقرار کیا کہ یہ باندی اس مدعی کی ہے اور بائع نے اُسکی تصدیق کی پس مشتری نے بائع سے دام واپس لینے چاہے اور بائع نے کہا کہ مدعی کی اسوجہ سے ہوئی کہ تونے اُسکو ہبہ کر دی تو اسی کا قول قبول[2] ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو سے ایک باندی بطور بیع فاسد کے خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر بائع نے آکر بوجہ بیع فاسد ہونیکے اُسکو واپس کر لینا چاہا پس مشتری نے کہا کہ مین نے خالد کو ہبہ کر کے قبضہ کرا دیا اور خالد نے پھر میرے پاس ودیعت رکھی ہی اور بائع نے انکار کیا تو مشتری کا قول قبول نہوگا اور بائع اُس سے باندی کو واپس لے سکتا ہی پھر اگر مشتری نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے - اور اگر قاضی کو جو مشتری نے دعوی کیا ہے معلوم ہی یا بائع نے اُسکی تصدیق کی یا مشتری نے بائع کے اقرار[3] کے گواہ پیش کیے یا مشتری نے بائع سے اس امر پر قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو مشتری سے خصومت دفع ہو جائیگی اور اُسکی قیمت بائع کو ڈانڈ بھریگا - اور اگر اُس امر پر جو ہمنے ذکر کیا گواہ قائم نہوے اور بائع نے باندی واپس لی پھر خالد آیا اور اُسنے مشتری کے دعوی سے انکار کیا تو باندی بائع کے سپرد کیجاویگی (کیونکہ بیع فاسد مین لازم نہین بلکہ قیمت واجب ہوتی ہے ۱۲) اور اگر مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے باندی واپس لیگا اور مشتری کو اُسکی قیمت ڈانڈ دینی پڑیگی اور اگر مشتری نے کہا کہ مین نے یہ باندی خالد کو ہبہ کر دی اور قبضہ دیدیا پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی پھر اُسکو آزاد کیا یا مدبر کیا یا ام ولد بنایا ہے اور بائع نے اس سے انکار کیا تو بائع کو باندی لینے کی کوئی راہ نہین ہی اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی ولاء موقوف رہیگی اور مدبرہ موقوفہ یا ام ولد موقوفہ رہیگی کہ موہوب لہ کے مرنے سے آزاد ہو جائیگی پھر اگر خالد نے آکر ان سب باتون مین مشتری کی تصدیق کی تو باندی کو لے لیگا اور اُسکی مدبرہ یا ام ولد ہوگی جیسا مشتری نے بیان کیا ہے - اور اگر خالد نے حاضر ہو کر ہبہ کرنیکا دعوی کیا ولیکن آزاد کر دینے وغیرہ سے انکار کیا تو وہ باندی رہیگی اور خالد اُسکو مشتری سے لے سکتا ہی اور اگر مشتری نے کہا کہ موہوب لہ نے یعنی خالد نے اُسکو مکاتب کر دیا ہی اور بائع نے اُسکی تکذیب کی تو بائع اُسکو لے سکتا ہے اسی کے پاس رہیگی یہانتک کہ خالد حاضر ہو اور اگر اُسنے حاضر ہو کر مشتری کی ان باتون مین تکذیب کی تو باندی بائع کے سپرد کیجاویگی - ولیکن اگر باندی نے خود گواہ قائم کیے کہ اُسنے فروخت کر دیا تھا اور مشتری نے اُس باندی کو مکاتب کیا ہی تو

اُسکے مکاتب ہونیکی ڈگری کیجاویگی اور اگر خالد نے مشتری کے ہبہ کرنے مین تصدیق کی اور مکاتب کرنے مین تکذیب کی تو اُسکو لے لیگا اور وہ خالد کی باندی رہیگی اور اگر ان سب باتون مین مشتری کی تصدیق کی تو بائع سے واپس لیگا اور جیسا مشتری نے بیان کیا ہے ویسا ہی ہوگا اور مشتری اُسکی قیمت ڈانڈ دیگا۔ اور اگر یون ہوا کہ جب وہ باندی بائع کو ملی تو اُسنے اسکو فروخت یا مدبر کیا یا آزاد کر دیا تو یہ سب باطل ہو جائینگے بشرطیکہ خالد نے اگر مشتری کے قول کی بیع و ہبہ مین تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو یہ سب باتین نافذ ہو جائینگی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے۔ وکیل بیع نے اگر بیع کا اقرار کیا تو حق موکل مین اُسکا اقرار صحیح ہوگا خواہ ثمن موجود ہو یا تلف ہو گیا ہو اور اگر موکل نے اقرار کیا کہ وکیل نے زید کے ہاتھ اسکو ہزار درم مین فروخت کیا ہے اور زید نے اُسکی تصدیق کی اور وکیل نے تکذیب کی تو غلام زید کو ہزار درم مین ملیگا اور اس بیع کا عہدہ موکل پر رہا وکیل پر نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو ایک غلام دیا اور حکم کیا کہ اسکو فروخت کر دے پھر زید مر گیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے اسکو ہزار درم مین فروخت کرکے قبضہ دیدیا ہے اور دام لے لیے ہین پس اگر غلام موجود ہو تو وکیل کی تصدیق نہوگی اور اگر تلف ہو گیا ہو تو تصدیق کیجاویگی یہ مبسوط مین ہے۔ زید کا ایک غلام ہے اُسکو عمرو نے خالد کے ہاتھ فروخت کیا اور خالد نے اسکو تلف کر دیا اور زید نے عمرو سے کہا کہ مین نے تجھے غلام فروخت کرنیکا حکم کیا تھا دام مجھے ملنے چاہیے ہین اور عمرو نے کہا کہ تو نے حکم نہین کیا تھا تجھے قیمت نہین ملیگی دام میرے ہین تو زید کا قول مقبول ہوگا اسیطرح اگر غلام موجود ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مالک غلام نے بائع کو بیع کا حکم نہین دیا تھا لیکن اُسنے بیع کی اجازت دیدی یعنی بعد بیع کے اُسنے کہا کہ مین نے اس بیع کی اجازت دی پس اگر غلام بعینہٖ قائم ہو تو جائز ہے اور اگر تلف کر دیا ہو تو جائز نہین ہے اور اگر اس غلام کا ہاتھ کاٹا گیا پھر اُسنے بیع کی اجازت دی تو ارش مشتری کو ملیگا اور اگر اُسنے بیع کی اجازت نہ دی تو ارش مالک غلام کو ملیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مالک غلام نے اقرار کیا کہ مین نے وقوع بیع کے ایک روز بعد اجازت دیدی اور مشتری نے انکار کیا تو مالک غلام کا قول قبول ہوگا اور اسپر قسم نہ آویگی اور اگر غلام مر گیا ہو تو قسم کے ساتھ مشتری کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ زید نے عمرو کو اپنی ایک باندی فروخت کرنیکا وکیل کیا اور باندی وکیل کو دیدی پھر زید آیا اور وکیل سے باندی واپس کر لینی چاہی اور عمرو نے کہا کہ مین نے خالد کے ہاتھ وہ باندی ہزار درم کو فروخت کر دی ہے اور اُسنے قبضہ کر لیا ہے اور مین نے دام وصول کر لیے ہین اور وہ یہ ہین پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہے اور موکل نے اُسکی تکذیب کی تو وکیل کا قول قبول نہوگا اور موکل کو واپس ملیگی اور وکیل کے دعوی کے گواہ مقبول نہونگے پھر اگر خالد نے آکر قول وکیل سے انکار کیا تو باندی موکل کو سپرد رہیگی اور اگر اُسنے وکیل کے قول کی تصدیق کی تو باندی کو موکل سے لے لیگا اور موکل وکیل سے دام لیگا بشرطیکہ اُسکے پاس قائم ہون اور اگر تلف ہو گئے ہون تو وہ ضامن نہوگا اور اگر وکیل نے دام پانیکا اقرار نہ کیا ہو تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور خالد دام دیکر باندی لے لیگا۔ اسیطرح اگر کوئی باندی کافر حربی لوگ قید کرکے لیگئے اور اُنکے ملک مین جا کر کسی مسلمان نے وہ باندی خریدی اور ہزار درم دام دیکر اُسکو دار الاسلام مین لایا پھر قدیم مالک اُسکا آیا تاکہ مشتری سے دام دیکر باندی لے لیوے اُسنے کہا کہ مین نے خالد کو ہبہ کر دی اور اُسنے قبضہ کر لیا پھر میرے پاس ودیعت چھوڑ کر غائب ہو گیا تو مشتری کا قول نامقبول ہوگا اور قدیمی مالک کے نام ڈگری

ہوجائیگی اور اُسکے دعوی کے گواہ مقبول نہونگے پھر اگر خالد نے حاضر ہوکر مشتری کے قول کی تکذیب کی تو باندی مالک قدیم کو سپرد ہوگی اور وہ (مشتری کے ۱۲) دام دیگا اور اگر خالد نے موافق اقرار مشتری کے دعوی کیا تو باندی مالک قدیم سے لے لیجا ویگی اور خالد کو ملیگی پھر مالک قدیم خالد سے بقیمت لے لیگا اور مشتری اُسکا ثمن مالک قدیم کو واپس کردے اسیطرح اگر کسی شخص کو کوئی چیز ہبہ کردی اور اُسکے سپرد کردی پھر رجوع کرنا چاہا اور موہوب لہ نے کہا کہ مین نے وہ چیز خالد کو ہبہ کی اور اُسکے سپرد کردی ہی پھر اُسنے میرے پاس ودیعت رکھی ہے تو حکم دیا جائیگا کہ واہب کے سپرد کردے پھر اگر خالد نے آکر موہوب لہ یعنی اپنے واہب کی تکذیب کی تو وہ چیز ہبہ کرنیوالیکے پاس واپس ہوچکی ہے ویسے ہی رہیگی اور اگر تصدیق کی تو واہب کو حکم دیا جائیگا کہ خالد کے حوالہ کرے اسیطرح اگر کسی ایسے سبب کو درمیان مین ڈالا جسکے باعث سے واپس کرنا ممنوع ہوجاتا ہے جیسے کہا کہ مین نے عوض [?] دیدیا ہے تو بھی تصدیق نہوگی اور واہب کو رجوع کرلینے کا اختیار ہے یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو ایک معین غلام خریدنیکا حکم دیا اُسنے اقرار کیا کہ مین نے ہزار درم کو خریدا ہے اور بائع نے بھی یہی دعوی کیا مگر موکل نے یعنی زید نے مثلاً انکار کیا تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کسی غیر معین غلام کے خریدنے کیواسطے جسکی جنس وصفت وثمن بیان کردیا تھا وکیل کیا پھر وکیل نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام اُنھین دامون کو جو تونے کہے تھے خریدا ہے اور موکل نے انکار کیا تو امام اعظم رح فرماتے تھے کہ اگر موکل نے وکیل کو دام دیدیے ہون تو وکیل کے قول کی تصدیق ہوگی اور اگر نہین دیے ہین تو تصدیق نہوگی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر غلام بعینہ قائم ہو اور ایسا غلام اتنے دامونکو خریدا جاتا ہو تو وکیل کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر موکل مرگیا پھر اسکے وکیل نے اس غلام کو خریدنیکا اقرار کیا پس اگر بعینہ وکیل کے پاس یا بائع کے پاس قائم ہو یا موکل نے وکیل کو دام دیے ہون تو امام اعظم رح کے نزدیک وکیل کے قول کی موکل کے حق مین تصدیق نہوگی اور بیع وکیل کے ذمہ لازم ہوگی اور وارثون سے انکے علم پر قسم لیجاویگی اور اگر بائع نے دام تلف کردیے ہون تو وکیل کا قول قبول ہوگا اور میت کو بیع لازم ہوگی یہ حاوی مین ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ زید نے عمرو کو حکم کیا کہ میرے واسطے خالد کی باندی دیدے اور ہزار درم دام تبلائے پھر عمرو نے قبول کیا اور اُسکو خریدا خواہ قبضہ کیا یا نہ کیا مگر زید سے کہا کہ مین نے وہ باندی ایکہزار پانچسو درم کو خریدی اور تیری مخالفت کی لہذا وہ باندی میری رہی اور زید نے کہا کہ تونے ہزار درم کو خریدی ہے اور باندی میری رہی اور خالد نے موکل کی تصدیق کی تو بائع اور موکل کا قول قبول ہوگا اگر بائع نے دام نہین پائے ہین پس موکل اُسکو ہزار درم دیکر باندی لے لیگا پھر اگر مشتری نے بائع سے قسم طلب کی تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے اور اگر موکل سے قسم لینی چاہی تو اختیار ہے پس اگر اُسنے قسم کھائی تو باندی لے لے اور بائع کو دام دیدے اور عہدہ بائع اور اُسکے درمیان رہیگا مامور سے یعنی وکیل سے کچھ کام نہین ہے۔ اور اگر موکل نے قسم سے انکار کیا تو باندی مشتری کی ہوگئی اور مشتری بائع کو ہزار درم دیدیگا اور باندی لے لیگا پھر اگر بائع نے مشتری کے قول کی تصدیق کی طرف رجوع کیا تو زیادہ پانچسو درم لے لیگا اور کتاب مین مذکور نہین ہے کہ اگر بائع نے یہ چاہا کہ موکل سے ہزار درم کا مطالبہ کرے تو کرسکتا ہے یا نہین تو جصاص نے کرخی رح سے اور قاضی ابو الہیثم نے قضاۃ ثلثہ سے نقل کیا کہ اُسکو اختیار ہے چاہے مشتری سے مطالبہ کرے یا بائع سے مطالبہ کرے اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ اسکو یہ اختیار نہین ہے اسیطرح اگر وکیل نے کہا کہ مینے باندی سو دینار کو خریدی اور تیری

مخالفت کی اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو اُسکا حکم اور پہلی صورت کا حکم یکسان ہو ولیکن صرف ایک شق مین اور وہ یہ ہو کہ پہلی صورت
مین جب موکل نے باندی لے لی اور ہزار درم بائع کو دیدیے پھر مشتری نے اُس سے قسم لی اور اُسنے انکار کیا تو وکیل باندی کو
موکل سے مفت بدون داموں کے لے لیگا اور یہ قیاس ہو اور استحساناً بعوض اُن داموں کے جو اُسنے ادا کیے ہین یعنی ہزار درم کے
عوض لیگا اور موکل کو اختیار ہوگا کہ مشتری کو دینے سے روک لے جبتک اپنے دام وصول نہ کرلے نہ دیوے اور اس دوسری صورت
مین قیاساً و استحساناً دونون طرح مفت بلا قیمت لے لیگا۔ یہ اُسوقت ہے کہ اُسنے خریدنیکا اقرار کیا ہو اور اگر خرید سے اصلاً انکار
کیا اور موکل نے کہا کہ تو نے ہزار درم کو خریدی اور بائع نے اسکی تصدیق کی تو بائع کا قول قبول ہوگا اور عہدۂ بیع موکل پر رہیگا
اور اگر بائع نے کہا کہ مین مشتری سے قسم لونگا کہ واللہ مین نے موکل کیواسطے نہین خریدی ہو تو اُسکو اختیار ہو پس اگر اُسنے قسم
کھالی تو اسپر کچھ نہین ہو اور اگر انکار کیا تو عہدہ بیع کے امور کا اُسی پر ہوگا پس ثمن ادا کریگا اور موکل سے واپس لیگا اور ادا کرنے
سے پہلے موکل سے لیگا اور اگر خرید سے انکار کے وقت اُسنے اقرار کیا کہ میرا کچھ حق موکل کیطرف نہین ہو تو اس مسئلہ مین بائع کا مشتری
کو قسم دلانا مذکور ہو اور دونون مسئلون یعنی خلاف بالکثرۃ اور خلاف تغایر الجنس مین استحلافؔ[سلہ] مذکور نہین ہو بعض مشائخ نے فرمایا کہ
ان صورتون مین قسم نہین لے سکتا ہے اور بعض نے فرمایا کہ وہان بھی قسم لے سکتا ہو جبکہ موکل قسم کھالے کہ واللہ مین نہین جانتا ہون
کہ اُسنے ڈیڑھ ہزار درم یا سو دینار کو خریدی ہو قال المترجم مسئلہ خلاف بالکثرۃ سے یہ مراد ہو کہ وکیل نے موکل کے خلاف اسطور سے
کیا کہ اسکے حکم سے زیادہ دام دیے یعنی مثلاً اُسنے ہزار کو کہا تھا اسنے ڈیڑھ ہزار کو خریدی اور مسئلہ خلاف تغایر الجنس سے یہ مراد ہو کہ
جنس ثمن مین خلاف کیا اُسنے ہزار درم کہے اسنے سو دینار کو خریدی فافہم اور اگر بائع نے ان صورتون مین ہزار درم ثمن پر قبضہ
کر لیا پھر کہا کہ ثمن ہزار درم یا سو دینار تھے تو اسکے کہنے پر التفات نہوگا اُسکا قول تو باطل ہوا۔ باقی رہا موکل اور وکیل مین
اختلاف یعنی وکیل کہتا ہو مین نے اپنے واسطے خریدی ہو اور موکل کہتا ہو میرے واسطے خریدی ہے تو قسم سے وکیل کا قول قبول ہوگا
پس اگر اُسنے قسم کھالی تو اُسی کیواسطے خرید ثابت ہوگی۔ اور اگر انکار کیا تو موکل کیواسطے خرید ثابت ہوگی یہ حکم اُسوقت ہو کہ بائع
نے موکل کی تصدیق کی اور اگر اسنے وکیل کی تصدیق کی اور موکل نے ثمن کو بیان کر دیا تھا یا نہین متعین کیا اور وکیل نے خریدی
اور کہا کہ مین نے ہزار درم کو خریدی ہو اور موکل نے کہا کہ تو نے پانچ سو درم کو خریدی ہو اور بائع نے وکیل کی تصدیق کی تو قسم کے
ساتھ وکیل کا قول قبول ہوگا یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہو۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کیا
حالانکہ اسمین یہ عیب تھا اور دعوی کیا کہ مشتری نے مجھے اس عیب سے بری کر دیا تھا تو اُسپر گواہ لانے واجب ہونگے اور اگر گواہ
نہون تو مشتری سے قسم لیجاویگی کہ مین نے بائع کو اس عیب سے بری نہین کیا اور جب سے دیکھا ہو تب سے مبیع کو بیع کیواسطے پیش
نہین کیا اور نہ دیکھکر راضی ہوا ہون اور نہ مبیع میری ملک سے خارج ہوئی ہو پس اگر قسم کھا گیا تو بائع کو واپس کر دے۔ اور اگر مشتری
نے دعوی کیا کہ مین نے جب اس غلام کو خریدا ہو تو اسمین یہ عیب موجود تھا اور بائع نے انکار کیا حالانکہ عیب ایسا ہو کہ اس کے
مثل پیدا ہو سکتا ہو اور بائع نے یون اقرار کیا کہ جسوقت مین نے اسکو فروخت کیا ہو تو اسمین کچھ عیب تھا اور اُسکو بیان نہ کیا
تو اس اقرار سے بائع پر کچھ لازم نہین آتا ہو یہ حاوی مین ہو۔ اگر بائع نے مبیع مین ایسے عیب کا اقرار کیا جسکا زائل ہو جانا اسطور
سے متوہم ہو سکتا ہو کہ بالکل اُسکا اثر تک باقی نہ رہے مثلاً کہا کہ مین نے جب اس غلام کو فروخت کیا تھا تو اسکے ایک قرحہ[سلہ] تھا اور

سلہ [illegible] ۱۲

اُسکا نام نہ لیا اور نہ اُسکو معین کیا پھر مشتری اُس غلام کو لایا اور اُسکے ایک قرحہ تھا اور واپس کرنا چاہا اور کہا کہ یہ وہی قرحہ ہی جسکا تونے اقرار کیا اور بائع نے کہا جسکا مین نے اقرار کیا ہی وہ زائل بھی ہوگیا یہ نیا قرحہ تیرے پاس پیدا ہوا ہے تو قسم سے بائع کا قول قبول ہوگا اور مشتری کو گواہ لانے چاہییے ہین اسی طرح اگر بائع نے کسی نوع کے عیب کا اقرار کیا حالانکہ وہ عیب زائل ہوسکتا ہی اور دعوی کیا کہ وہ زائل ہوگیا یہ دوسرا پیدا ہوا ہی تو بھی اُسکی تصدیق کیجاویگی یہ مبسوط مین ہی۔ پس اس صورت مین مشتری کو واپس کرنیکا حق بدون گواہ قائم کرنیکے نہین ہے ہان گواہ قایم کرے کہ یہ بعینہ وہی عیب ہے یا بائع کے اقرار اور مشتری کے نزاع کرنے مین اسقدر کم مدت ہو کہ اتنی مدت مین ایسا قرحہ مع اثر کے زائل ہوجانا متصور نہین ہی اور باندی مین سوائے اس قرحہ کے کوئی قرحہ بھی نہو تو اس صورت مین مشتری کا قول قبول ہوگا اور اسکو بسبب عیب کے بائع کو واپس کردینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر بائع نے اقرار کیا کہ جب مین نے کپڑا فروخت کیا تو اسمین ایک شگاف تھا پھر مشتری شگاف دار کپڑا لایا اور بائع نے کہا کہ یہ وہ نہین ہی تو تصدیق نہ کیجاویگی اور اگر کہا شگاف چھوٹا تھا بڑھگیا ہی تو تصدیق کیجاویگی اور اگر اُسمین دوسرا شگاف ہو اور بائع نے کہا کہ اُسمین یہ شگاف تھا وہ دوسرا شگاف نتھا تو قسم سے بائع کا قول مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر بائع دو شخص ہون انمین سے ایک نے عیب کا اقرار کیا اور اُس عیب کو بیان کردیا اور دوسرے نے انکار کیا تو مشتری مقر کو واپس دیسکتا ہی دوسریکو نہین دیسکتا ہی اور اگر بائع ایک اور اُسکا شریک مفاوض ہو پس بائع نے عیب سے انکار کیا اور شریک نے اقرار کیا تو مشتری واپس کرسکتا ہی کذا فی المبسوط اور مشتری کو اختیار ہی چاہے شریک مقر کو واپس دے یا بائع کو واپس کرے کذا فی المحیط۔ اور اگر شریک شریک عنان ہو تو اُسکے اقرار سے مشتری نہین واپس دیسکتا ہی۔ اسی طرح اگر مضارب نے کوئی غلام مضاربت کا فروخت کیا اور رب المال نے اسمین عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو اس اقرار کیوجہ سے واپس نہین دیسکتا ہی اسیطرح اگر خود رب المال نے فروخت کیا اور مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہی اور ایسے ہی اگر وکیل نے فروخت کیا اور موکل نے عیب کا اقرار کیا تو اس اقرار سے وکیل یا موکل پر کچھ لازم نہین آتا ہی۔ اور اگر وکیل نے عیب کا اقرار کیا اور موکل نے انکار کیا تو مشتری وکیل کو واپس دیسکتا ہی ولیکن یہ واپسی حق وکیل مین ہوگی موکل کے حق مین نہوگی ولیکن اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل پیدا نہین ہوسکتا ہی تو ایسی صورت مین موکل کو واپس دیوے مگر وکیل کے اقرار سے نہین بلکہ اسوجہ سے کہ یقین ہوگیا کہ عیب موکل کے پاس موجود تھا۔ اور اگر ایسا عیب ہو کہ اُسکے مثل پیدا ہوسکتا ہی پس اگر وکیل نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ یہ عیب موکل کے پاس تھا تو موکل کو واپس دیسکتا ہی اور اگر گواہ نہون تو موکل سے قسم لے اگر اُسنے قسم سے انکار کیا تو اُسکو واپس کردے اور اگر قسم کھالے تو غلام وکیل کے ذمہ پڑیگا اور ہر دو شریک عنان مین سے جو بائع ہی اگر اُسنے عیب کا اقرار کیا اور شریک منکر ہوا تو مشتری واپس دیسکتا ہی اور دونون کے ذمہ لازم ہوگا اسیطرح اگر مضارب نے عیب کا اقرار کیا تو واپس ہوکر مضارب ورب المال دونون کو لازم ہوگا یہ مبسوط مین ہی اگر زید نے عمرو سے کوئی چیز خریدی اور خالد کے ہاتھ فروخت کی اور خالد نے اُسمین عیب لگایا اور زید کو واپس کردی پس اگر بدون حکم قاضی واپس کی ہی تو زید کو عمرو سے اس عیب مین نزاع کا اختیار نہین ہی اور اگر بحکم قاضی واپس کی ہی تو اُسمین تین صورتین ہین اول یہ کہ زید نے اس عیب کا اقرار کیا پھر واپس

لینے سے انکار کیا اور قاضی نے واپس لینے کا حکم اُسپر جاری کیا تو یہان دو صورتین ہین یا تو اول اس سے یعنی اقرار سے پہلے صریح
اس عیب کا انکار زید سے صادر ہوا ہے یا نہین صادر ہوا ہے پس اگر نہین صادر ہوا ہے یعنی مثلاً یون نہین کہا کہ مین نے
جب یہ غلام فروخت کیا تو اسمین یہ عیب نتھا تو اس صورت مین زید کو اختیار ہو کہ اپنے بائع عمرو کو واپس کرے بشرطیکہ
اس امر کے گواہ لاوے کہ یہ عیب عمرو کے پاس وقت بیع کے موجود تھا اور اگر صریح اقرار عیب سے پہلے انکار عیب اُس سے
صادر ہو چکا ہے تو اپنے بائع سے نزاع نہین کر سکتا ہے۔ دوسری صورت یہ ہو کہ زید کے قسم سے انکار کرنیکی وجہ سے
واپس کی اور اس صورت مین اگر انکار سے پہلے صریح اس عیب کا انکار اُس سے صادر نہین ہوا مثلاً دعوی عیب
کیوقت وہ خاموش رہا اور کچھ نہ کہا پھر جب اسپر قسم پیش کی گئی تو انکار کر گیا پس اس دلیل سے اسکو واپس دیگئی تو اپنے
بائع سے خصومت کر سکتا ہی اور اگر پہلے انکار عیب صادر ہو چکا ہی تو اپنے بائع سے خصومت نہین کر سکتا ہی تیسری وجہ یہ ہو کہ
گواہونکی گواہی پر یہ چیز اسکو واپس دیگئی اور اس صورت مین اگر سابق مین اُس سے صریح انکار عیب ثابت نہین ہوا یعنی
خاموش رہا یہانتک کہ گواہون نے گواہی دی اور قاضی نے واپسی کا حکم کیا اسکو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار ہی اور اگر اُسنے
سابق مین اس عیب سے صریح انکار کیا تو اُسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ خالد نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ زید کے فروخت
کرنیکے وقت اس چیز مین یہ عیب موجود تھا پس اس صورت مین زید کو اپنے بائع سے خصومت کا اختیار نہین ہو اور دوسرے یہ
کہ خالد کے گواہون نے گواہی دی کہ بائع اول یعنی عمرو کے فروخت کرنیکے وقت اسمین یہ عیب تھا تو اپنے بائع سے خصومت
کر سکتا ہی ایسا ہی بعض روایات مین مذکور ہی اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ امام ابو یوسف رح کا قول ہی اور بعض روایات مین آیا
ہو کہ خصومت نہین کر سکتا ہی اور بعض نے کہا کہ یہ امام محمد رح کا قول ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر کوئی گھر فروخت کیا پھر اقرار کیا کہ وقت
بیع کے اسمین یہ عیب تھا یعنی مثلاً دیوار پھٹی ہوئی تھی کہ جس سے گر پڑنیکا خوف تھا یا کوئی شہتیر شکستہ تھا یا دروازہ شکستہ تھا
تو اس اقرار سے واپس دیا جا سکتا ہی اسیطرح اگر کوئی زمین جسمین درخت تھے فروخت کیے پھر درختون مین کسی عیب کا اقرار کیا جس سے
ثمن مین نقصان آتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور یہی حکم کپڑون اور عروض و حیوانات مین ہی اگر بائع اُسمین کسی عیب کا اقرار کرے
جس سے ثمن مین نقصان آتا ہی اور اگر بائع نے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام ایک ہاتھ کٹا ہوا فروخت کیا ہی پھر مشتری اسکو
دونون ہاتھ کٹا ہوا لایا تو واپس نہین کر سکتا ہی ولیکن ایک ہاتھ کٹنے کا نقصان واپس لے سکتا ہی۔ اور اگر غلام کی انگلی زائد
ہو تو مشتری اسکو واپس کر سکتا ہی اگر بائع نے اقرار کیا۔ یا واپسی سے انکار کیا ولیکن اگر بائع کوئی سبب واپسی سے مانع ثابت
کرے تو واپس نہین کر سکتا ہی اور ان مواضع مین خصومت عیب کے واسطے غلام کا حاضر ہونا اور غائب ہونا یکسان ہی بشرطیکہ
بائع فی الحال غلام مین یہ عیب ہونیکا مقر ہو یہ مبسوط مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر باندی سے کہا کہ او چوٹٹی۔
او بھگوڑی۔ او چھنال۔ ار ی دیوانی۔ پھر اسکو فروخت کیا اور مشتری نے اسمین یہی عیب پائے اور بسبب عیب کے اسکو
واپس کرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ تیرے پاس پیدا ہو گئے ہین تو بائع کا قول قبول ہوگا۔ اور مشتری نے فروخت سے پہلے کی
بائع کی گفتگو کے گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اور واپس نہین کر سکتا ہی۔ اسیطرح اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ بائع نے فروخت
سے پہلے اس باندی کو (یہ خبیثہ۔ چوٹٹی۔ یہ مجنونہ ایسا ایسا کرتی ہی) کہا تھا تو بھی یہی حکم ہی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہی۔ اگر

بائع نے کہا ہذہ السارقۃ اور خاموش ہو رہا تو یہ اقرار ہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ قال المترجم اگر یون کہے ہذہ السارقۃ فعلت کذا یعنی اس چوٹٹی نے ایسا کیا تو چوٹٹی اُسکی صفت ہو گی بطور مذمت کے اور اخبار قیام صفت منظور نہو گا پس اقرار عیب نہو گا اور صرف ہذہ السارقۃ چونکہ عاقل بالغ کا کلام ہے اسواسطے مبتدا و خبر قرار دیا جائیگا اور معنی یہ ہونگے کہ یہ باندی چوٹٹی ہے اور یہ قیام عیب کی خبر دیتا ہے لہذا اقرار عیب کی وجہ سے واپس کر سکتا ہے فافہم۔ اگر گواہوں نے گواہی دی کہ بائع نے کہا کہ ہذہ السارقۃ۔ ہذہ الزانیۃ ہذہ الآبقۃ۔ ہذہ المجنونۃ اور اُسکے سوائے کوئی فعل اُسکا ذکر نہیں کیا یا یون کہا ہذہ سارقۃ ہذہ آبقۃ و ہذہ زانیۃ۔ ہذہ مجنونۃ۔ تو مشتری کو اُس گواہی سے واپس کرنیکا اختیار حاصل ہو گا یہ تحریر شرح جامع کبیر میں ہے قال المترجم۔ ہذہ سارقۃ معنی ان الفاظ کے بترتیب یہ ہین۔ یہ باندی چور ہے۔ یہ بھگوڑی ہے۔ یہ چھنال ہے۔ یہ مجنونہ ہے۔ اور چونکہ الفاظ سابقہ مین بھی فعل نہین ذکر کیا اسواسطے وہ بھی کلام قرار دیکر بعینہ انھین معنی مین لیے جاوینگے والوجہ ماذکرناہ۔ اور اگر اپنی عورت سے کہا یا طالق یا اپنی باندی سے کہا یا حرۃ یا کہا ہذہ الطالقۃ او ہذہ الحرۃ فعلت کذا یعنی اس طلاق دی ہوئی نے یا اس آزاد نے ایسا کیا تو یہ کلام ایقاع اور اقرار دونون ہے اگرچہ فعل مذکور ہے یا بطریق ندا کے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے

انیسوان باب

مضارب و شریک کے اقرار کے بیان مین۔ مضاربت مین اگر قرضہ ہونیکا مضارب نے اقرار کیا تو یہ اقرار رب المال پر جائز ہو گا بشرطیکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہو اور اگر مال مضاربت اُسکے پاس نہو تو جائز نہین ہے۔ اور جبکہ مال مضاربت اُسی کے پاس ہے اُسوقت رب المال پر ایسے شخص کے قرضہ ہونیکا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے تو بالاجماع جائز ہے۔ اور اگر دو شریک عنان مین سے ایک شریک نے ایسے شخص کیواسطے جسکی گواہی اُسکے حق مین مقبول نہین ہے ایسے قرضہ کا اقرار کیا جو ایسی تجارت کے سبب سے واجب ہوا ہے جو ان دونونکی شرکت مین ہے تو بالاجماع جائز ہے اور صرف اُسی پر لازم آویگا اُسکے شریک پر لازم نہو گا۔ اور اگر دونون متفاوضین مین سے ایک نے ایسے شخص کیواسطے قرضہ کا اقرار کیا جسکی گواہی اسکے حق مین مقبول نہین ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اصلا صحیح نہین ہے نہ اپنے حق مین صحیح ہے اور نہ اپنے شریک کے حق مین صحیح ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کے پاس ہزار درم مضاربت کے ہون اُسنے اُسمین قرضہ کا اقرار کیا اور رب المال نے انکار کیا تو اُسکا اقرار مضاربت مین جائز ہے اسی طرح اگر مضاربت مین کسی مزدور کی مزدوری یا ٹٹو کے کرایہ یا کرایہ دوکان کا اقرار کیا تو بھی جائز ہے اور اگر وہ درم رب المال کو دیدیے اور کہا کہ یہ تیرا راس المال ہے اسپر قبضہ کرے پھر انمین سے بعض امور کا جو ہمنے ذکر کیے ہین اقرار کیا تو تصدیق نہ کیجاویگی یہ حاوی مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ ہزار درم عمرو کے آدھے نفع کی مضاربت پر میرے پاس ہین پھر اسکے بعد کہا کہ یہ خالد کے آدھے نفع کی مضاربت پر ہین اور ہر ایک نے دونون مین سے اپنا دعوی کیا کہ میرے ہین آدھے نفع کی مضاربت مین مین نے دیے ہین پھر مضارب نے اس سے تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک عمرو کو ہزار درم اور نصف نفع دیا جائیگا اور خالد کو ہزار درم ڈانڈ دیگا اور نفع نہ لیگا اور امام محمد رح کے نزدیک ہر ایک کو ہزار درم دیگا اور کچھ نفع نہ دیگا بلکہ نفع مضارب کا ہو گا وہ اُسکو صدقہ کر دے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ یہ مال عمرو و خالد کی مضاربت کا ہے اور دونون نے اُسکی تصدیق کی پھر اُسکے بعد مضارب نے جدا کلام بیان کیا کہ عمرو کی دو تہائی اور خالد کی ایک تہائی ہے تو تصدیق نہ کیجاویگی وہ دونون کو نصف نصف تقسیم ہو گا یہ مبسوط مین ہے۔ زید کے پاس ایک غلام ہے اُسنے کہا کہ آدھے کی مضاربت

عمرو کا یہ غلام میرے پاس ہے پھر اس کو دو ہزار درم کو فروخت کیا اور کہا کہ راس المال ہزار درم تھے اور رب المال نے کہا کہ مین نے اسکو خاص یہی غلام مضاربت مین دیا تھا پس مضاربت فاسد ہے اور ثمن تمام میرا ہے اور تجھکو اجر المثل یعنی جو ایسے کام کی مزدوری ہوا کرتی ہے ملیگی تو اس صورت مین مالک غلام کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اگر زید و عمرو دونون مضاربون نے اپنے مقبوضہ مال کی نسبت اقرار کیا کہ یہ خالد کا مال ہمارے پاس مضاربت مین ہے اور دونون کی اُسنے تصدیق کی پھر رب المال نے ایک کیواسطے تہائی نفع اور دوسرے کیواسطے چوتھائی نفع کا اقرار کیا تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے ایک شخص کیواسطے مضاربت کا اقرار کیا اور قرارداد کی تعداد نہ تبلائی تو اُسکا قول لیا جائیگا کہ کسقدر کی مضاربت تھی یا اسکے وارثونکا قول اس باب مین قبول ہوگا اگر وہ مرگیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم نفع کا مال مین اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے غلطی کی صرف پانچسو درم تھے تو تصدیق نہ کیجاویگی اور موافق اقرار کے مال کا ضامن ہوگا اور اگر اُسکے پاس کچھ مال رہگیا اُسنے کہا کہ یہ نفع ہے اور راس المال مین نے رب المال کو دیدیا اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا ولیکن رب المال سے مضارب کے دعوی پر قسم لیجاویگی اگر اُسنے قسم کھالی تو جو کچھ مضارب کے پاس ہے اپنے راس المال کے حساب سے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب کی فروخت کی ہوئی چیز مین رب المال نے عیب کا اقرار کیا تو مشتری مضارب کو واپس نہین کرسکتا ہے اور اگر بائع یعنی مضارب نے اقرار کیا تو دونون کے ذمہ واپسی لازم ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ عمرو میرا شریک بطور مفاوضہ کے ہے عمرو نے کہا کہ ہان یا کہا کہ تو نے سچ کہا یا کہا کہ ایسا ہی ہے جیسے اُسنے کہا یا کہا کہ زید سچا ہے تو یہ سب برابر ہین اور وہ دونون باہم شریک قرار دیے جائینگے اور جو کچھ زید کے پاس ہے عین و دین و رقیق و عقار وغیرہ یا دوسرے کے قبضہ مین ہے سب دونون مین برابر رہیگا ولیکن طعام اُسکا اور اُسکے اہل کا یا کپڑا اُسکا اور اُسکے اہل کا استحساناً اُسیکا ہوگا جسکے قبضہ مین ہے ایسے ہی جسکی ام ولد یا مدبرہ ہو وہ بھی اُسی کی ہوگی اور اگر کسی نے قبل اقرار کے کوئی مکاتب کیا ہے تو جسقدر بدل کتابت اُسپر ہے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ اسیطرح اگر یون کہا کہ وہ میرا شریک مین مفاوض ہے یا مین اُسکا مفاوض شریک ہون تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط۔ اگر دونون متفاوضین مین سے ایک نے ایسی چیز کا جو داخل مفاوضہ ہے اقرار کیا تو اُسپر اور اُسکے شریک دونون پر جائز ہے خواہ اُسکا شریک تصدیق کرے یا تکذیب کرے اور مطلق قرض کا اقرار مفاوضہ کے تحت مین داخل ہے۔ اگر ایک متفاوض[1] نے شرکت مین قرضہ کا اقرار کیا اور شریک نے کہا کہ یہ قرضہ تجھپر قبل مفاوضہ کے واجب ہوا ہے خاصۃً تجھی پر ہے اور مقر نے کہا کہ نہین بلکہ بعد مفاوضہ کے واجب ہوا ہے تو قسم سے مقر کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر دو شریک عنان مین سے ایک نے ایسے قرضہ کا جو انکی تجارت کی تحت مین داخل ہے اقرار کیا اور اسکے شریک نے تکذیب کی تو یہ اقرار اُسکے شریک کے حق مین صحیح نہوگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کا خود بنفسہ مباشر ہوا ہے تو تمام کا مواخذہ اسی سے ہوگا اپنے شریک سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا کہ جسکے سبب کے مباشر دونون ہین تو جسقدر اقرار کیا ہے اُسکے نصف کا مواخذہ اس مقر سے ہوگا اور اُسکے شریک سے کچھ مواخذہ نہ کیا جائیگا۔ اور اگر ایسے قرضہ کا اقرار کیا جسکے سبب کا مباشر اُسکا شریک خود ہوا ہے تو اس مقر پر کچھ لازم نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شریک عنان نے اپنے شریک پر چیز کی خرید و فروخت کا جو بعینہ قائم ہے اقرار کیا تو جائز ہے اور اُسکا اُسکے شریک پر بقدر اُسکے حصہ کے لازم آویگا اور اگر کسی تلف کردہ شدہ

[1] وہ شخص جو تجارت مین نصف نصف شریک ہو ۱۲

چیز کی خرید کا اقرار کیا تو اُسکا ثمن اُسپر قرض ہوگا اسکے شریک پر نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اپنی صحت یا مرض مین کفالت کا اقرار کیا تو اُسکے شریک سے مواخذہ کیا جائیگا اور یہ اُسوقت ہے کہ یہ کفالت بمکفول عنہ کے حکم سے ہو اور اگر بدون حکم مکفول عنہ کے کفالت کی ہے تو سب کے نزدیک خاصۃً اُسی پر لازم آویگی اور یہی صحیح ہے۔ اور اگر دو متفاوضون مین سے ایک صحیح ہے دوسرا مریض ہے پس صحیح نے مریض کے وارث کے قرضہ کی کفالت کا اقرار کیا تو کل کفالت صحیح کو لازم ہوگی مریض کے ذمہ لازم نہوگی یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر ایک متفاوض نے اقرار کیا کہ مین نے اپنے شریک کی طرف سے اُسکی زوجہ کے مہر یا نفقہ کی یا جُرم کی کفالت کی ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسپر اور اُسکے شریک پر بھی لازم ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک صرف اُسی پر لازم ہوگی اُسکے شریک پر لازم نہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو شخص متفاوض ہون اور اُنمین سے ایک نے اپنے دونون کے ساتھ تیسرے شخص کی شرکت کا اقرار کیا اور دوسرے شریک نے تکذیب کی تو کتاب مین مذکور ہے کہ اُسکا اقرار دونون پر جائز ہوگا اور جو کچھ دونون کے قبضہ مین ہے وہ ان دونون اور تیسرے کے درمیان بطور ملک کے مشترک ہوگا اور شرکت متفاوضہ یا شرکت عنان ثابت نہوگی۔ اور اگر اُسنے تیسرے شخص کی نسبت یون اقرار کیا کہ وہ ہمارا بطور شرکت عنان یا شرکت مفاوضہ کے شریک ہے اور دوسرے مفاوض نے انکار کیا تو تیسرا شخص شریک عنان قرار پائیگا شریک متفاوض نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کیواسطے شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور عمرو نے انکار کیا تو کسی کو دوسرے کے مقبوضہ مین سے کچھ نہ ملیگا اور اگر عمرو نے کہا کہ مین تیری مقبوضہ چیزون مین بدون مفاوضہ کے شریک ہون اور تو میری مقبوضہ چیزون مین بالکل شریک نہین ہے تو قسم کے ساتھ عمرو کا قول قبول ہوگا یہ حاوی مین لکھا ہے۔ اگر کسی آزاد نے کسی غلام ماذون کیواسطے شرکت مفاوضہ یا کسی مکاتب کیواسطے شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور اُسنے تصدیق کی تو دونون مین مفاوضہ ثابت نہوگی ولیکن جسقدر دونون کے قبضہ مین ہے وہ غلام ماذون یا مکاتب کی تصدیق کرنیکی صورت مین دونونکو برابر تقسیم ہوگا اور دونون مین سے کسی کا دوسرے پر قرضہ یا ودیعت کا اقرار جائز نہوگا علیٰ ہذا اگر کسی لڑکے تاجر کیواسطے مفاوضہ کا اقرار کیا یا لڑکے تاجر نے اقرار کیا اور دوسرے نے تصدیق کی تو بھی دونون مین مفاوضت ثابت نہوگی ولیکن جو کچھ دونون کے پاس ہے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوجائیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی ایسے لڑکے کیواسطے جو کلام نہین کرسکتا ہے شرکت مفاوضہ کا اقرار کیا اور اُسکے باپ نے مقر کی تصدیق کی تو جو کچھ مقر کے پاس ہے وہ دونونکو برابر تقسیم ہوگا اور دونون متفاوض نہونگے اور نہ لڑکے کا مقبوضہ مال دونون مین تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ذمی نے کسی مسلمان کیواسطے مفاوضہ کا اقرار کیا یا مسلم نے ذمی کیواسطے ایسا اقرار کیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک دونون متفاوض نہونگے ولیکن جو کچھ دونون کے قبضہ مین ہے وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے اگر کہا فلان شخص میرا شریک ہے اور اسپر زیادہ نہ کیا تو بیان کیواسطے اسی کے قول کی طرف رجوع کیا جائیگا اور جو شے بیان کی اُسمین اُسکی تصدیق ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز بیان کرے جسمین شرکت ثابت ہوتی ہے یہ محیط مین ہے اگر کہا کہ تو میرا تجارتون مین شریک ہے تو جسقدر اموال تجارت اُن دونون کے قبضہ مین ہے دونون مین مشترک ہوگا ایسے ہی درم و دینار بھی ولیکن رہنے کا گھر اور خادم و کپڑا و اناج ہر ایک کا خاص ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر زید نے کہا کہ مین عمرو کا ہر قلیل و کثیر مین شریک ہون اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی تو وقت اقرار کے جو مال تجارت دونون کے قبضہ مین ہو وہ مشترک

ہو جائیگا پس ہر ایک کا مقبوضہ جو مال تجارت معلوم ہو وہ دونون مین مشترک ہو جائیگا اور اسمین سونا و چاندی بھی داخل ہے
اسمین کسی سے استفسار کی حاجت نہین ہے اور جو مال تجارت معلوم نہو جیسے مسکن وغیرہ جو اموال کہ حاجت اصلی مین کار آمد ہین
وہ تجارت کیواسطے شمار نہونگے اگرچہ وقت اقرار کے انکا ہر ایک کے قبضہ مین ہونا ثابت ہو اور ماسواے سونے اور چاندی
کے جو اموال ہین کہ وہ حاجت اصلی مین مشغول نہین ہین انکے تجارتی ہونے یا نہونے کے باب مین انکے قابض کا قول قبول ہوگا
یہ محیط مین ہے - اگر زید نے کہا کہ جو کچھ اس دوکان مین ہے اسمین خالد میرا شریک ہے پھر کہا کہ مین نے بعد اقرار کے اسمین ایک گٹھری
کپڑے کی داخل کر دی ہے تو اسکی تصدیق نہ کیجا دیگی اور وہ بھی شرکت مین ہوگی اور ایک روایت مین ہے کہ اسکا قول قبول ہوگا
اور بعض مشائخ نے کہا کہ دونون روایتین موافق ہین اسطرح کہ اگر اقرار کے روز سے کھلنے کیوقت تک دوکان بند رہی ہو تو
اسکا قول قبول نہوگا ورنہ مقبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر اقرار کیا کہ جو کچھ اس دوکان مین ہے اسمین عمرو میرا
شریک ہے تو جسقدر دوکان مین ہے سب دونون مین مشترک ہو جائیگا اور اگر کسی متاع مین جھگڑا کیا اور کہا کہ مین نے بعد اقرار کے
دوکان مین داخل کر دی اور مقر لہ نے کہا کہ وقت اقرار کے اسمین موجود تھی تو اس صورت مین روایات مختلف ہین روایت
ابو سلیمان مین ہے کہ مقر لہ کا قول قبول ہوگا اور وہ مشترک ہوگی - اور روایت ابو حفص مین ہے کہ مقر کا قول قبول ہوگا اور
اسی کی ہوگی اور اگر یون کہا کہ جو کچھ میرے قبضہ مین مال تجارت موجود ہے اسمین عمرو میرا شریک ہے پھر مقر نے بعض مال تجارت
کی نسبت کہا کہ یہ مین نے بعد اقرار کے حاصل کیا ہے اور عمرو نے کہا کہ نہین اقرار کیوقت موجود تھا تو باتفاق الروایات مقر کا قول قبول
ہوگا یہ محیط مین ہے - اگر کہا کہ عمرو میرا طحن مین یعنی پیسنے مین شریک ہے اور مقر کے پاس چکی اور اونٹ اور جو چیزین اس کام کیواسطے
ضروری ہوتی ہین سب موجود ہین اور عمرو نے ان سب مین شرکت کا دعوی کیا تو مقر کا قول قبول ہوگا اسیطرح ہر کاریگر کا حال
ہے اگر اسکے قبضہ مین دوکان ہو اور اسمین اسباب ہے اور اسنے عمرو کی نسبت کسی کام مین شرکت کا اقرار کیا تو اس کام مین فقط
شرکت ثابت ہوگی اس متاع مین ثابت نہوگی - اور اگر یون کہا کہ عمرو اس دوکان مین اس کام مین میرا شریک ہے تو جو کچھ اس
دوکان مین کام و آلات کار مین سے موجود ہے دونون مین مشترک ہوگا - اور اگر دوکان و جو کچھ اسمین ہے دونون کے قبضہ مین
ہو پھر ایک نے کہا کہ فلان میرا اس کام مین شریک ہے ولیکن اسکی متاع سب میری ہے اور فلان شخص نے کہا کہ متاع بھی ہم دونون
مشترک ہے تو دونون مین مشترک قرار دیجائیگی یہ مبسوط مین ہے - اگر زید نے کہا کہ ہر زطی گٹھری جو مین نے خریدی ہے اسمین عمرو میرا شریک
ہے اور اسکے پاس دو گٹھریان ہین پس ایک کی نسبت کہا کہ مین نے میراث پائی ہے تو اسیکا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے
اگر کہا کہ جو گٹھری زطی کی میرے پاس تجارت کیواسطے ہے اسمین عمرو میرا شریک ہے پھر ایک گٹھری کی نسبت کہا کہ یہ مین نے اپنے
خاص مال سے خریدی ہے مگر تجارت کیواسطے نہین خریدی ہے تو اسی کا قول قبول ہوگا اور اگر اقرار کیا کہ دونون میرے پاس
تجارت کیواسطے ہین پھر ایک کی نسبت کہا کہ میرے خالص مال سے سواے شرکت کے خریدی گئی ہے تو تصدیق نہ کیجا دیگی یہ مبسوط
مین ہے اگر اقرار کیا کہ ہر زطیان کل کے روز اہواز سے میرے پاس آئی ہین انمین عمرو میرا شریک ہے پھر اقرار کیا کہ دو گٹھریان آئی ہین
اور کہا کہ ایک مال بضاعت ہے تو دونون مال شرکت مین سے قرار دی جاوینگی اور بضاعت کا اقرار اسکا صرف اسکے حصہ مین صحیح
ہوگا پس اپنا حصہ جسکے واسطے بضاعت کا اقرار کیا ہے اسکو دیدے اور اگر بدون حکم قاضی کے نصف شریک کو دے چکا ہے تو باقی

نصف کی قیمت بھی مقرلہ کو دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر یون کہا کہ اس قرضہ مین جو عمرو پر آتا ہے خالد میرا شریک ہے اور خالد نے کہا کہ تو نے میری بلا اجازت یہ متاع اُسکو اُدھار فروخت کر کے دیدی میرے تیرے درمیان شرکت تھی پس اگر مقر ہی نے متاع فروخت کی ہو تو اُسکی نصف قیمت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر یاد داشت مین کہا کہ اسی نے متاع فروخت کی ہے اُسنے کہا کہ مین تے تنہا نہین فروخت کی ہے ہم دونون نے فروخت کی ہے مگر چک میرے نام کی ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر عمرو سے خالد نے کہا کہ تو نے میری متاع پر بلا اجازت میری قبضہ کر لیا اور تو نصف کا ضامن ہے اُسنے کہا کہ مین نے تجھسے کچھ نہین خریدا ہے میرے ہاتھ اُسنے فروخت کی ہے جسکے نام چک ہے تو اُسپر ضمان نہ آویگی ولیکن جو مال چک مین ہے وہ دونون کو تقسیم ہوگا اور مطالبہ کا حق صرف اُسی کو حاصل ہوگا جسکے نام چک ہے یہ مبسوط مین ہے۔ زید نے کہا کہ عمرو ہر تجارت مین میرا شریک ہے اور عمرو نے اُسکی تصدیق کی پھر زید کچھ مال چھوڑ کر مر گیا یا عمرو اسطرح مر گیا پھر میت کے وارثون نے کہا کہ یہ مال اُسنے بلا شرکت حاصل کیا ہے تو وارثون کا قول قبول ہوگا اور اگر انھون نے یہ اقرار کیا کہ جس روز میت نے شرکت کا اقرار کیا ہے اُس روز اُسکے پاس یہ مال تھا تو شرکت مین شمار ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر میت کے نام سے کوئی چک کسی شخص پر قرضہ کی ہو اور اُسکی تاریخ اقرار شرکت سے پہلے کی ہے تو وہ دونونکی شرکت مین شمار ہوگا اور اگر چک کی تاریخ اقرار شرکت سے بعد کی ہو تو وارثون کا قول کہ یہ شرکت مین سے نہین ہے قبول ہوگا کذا فی المبسوط۔

بیسوان باب۔ وصی کے قبضہ کر لینے کے اقرار کے بیان مین۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے اصل مین فرمایا کہ اگر کسی میت کے وصی نے اقرار کیا کہ مین نے جمیع مال میت جو فلان بن فلان پر تھا استیفا پا لیا ہے اور کچھ اُسکی تعداد بیان نہ کی پھر بعد اسکے کہا مین نے اُس سے صرف سو درم پائے ہین اور قرضدار نے کہا کہ میت کے مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے تمام وصول کر لیے ہین پس اگر یہ قرضہ میت کے اُدھار کرنے سے قرضدار پر پیدا ہوا ہے اور وصی نے پہلے تمام قرض کے باستیفا وصول پانے کا اقرار کیا پھر جدا کر کے کہا کہ یہ سو درم تھے پھر قرضدار نے بیان کیا کہ مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے پورے ہزار مجھ سے وصول کر لیے ہین تو قرضدار ہزار درم سے بری ہو جائیگا یہانتک کہ وصی کو اُس سے کسی چیز کے مطالبہ کا اختیار نہوگا اور اس بات مین کہ مین نے سو درم وصول پائے ہین قسم سے وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار کا قول وصی کے حق مین تصدیق نہ کیا جاوے گا تاکہ اُسکو نو سو درم وارث کو ڈانڈ دینے پڑین۔ پھر اگر وارث نے گواہ قائم کیے کہ یہ قرضدار ہے میت کے اسپر ہزار درم تھے تو قرضدار پورے ہزار درم سے بری ہوگا اور وصی کو اُس نو سو درم کے مطالبہ اور دامنگیری کا اختیار نہین ہے ولیکن وصی نو سو درم وارثون کو ڈانڈ دیگا۔ اور اگر قرضدار نے اقرار کیا کہ مجھپر ہزار درم قرضہ تھے پھر وصی نے جو کچھ اُسپر تھا سب کے باستیفا وصول پانیکا اقرار کیا پھر کہا یہ سو درم تھے جدا بیان کیا تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا۔ کیونکہ وصی نے اقرار کیا ہے اور وصی کو بسبب انکار کے وارثون کو نو سو درم ڈانڈ دینے پڑینگے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ جب وصی نے یہ قول کہ وہ سو درم تھے اپنے اقرار سے جدا بیان کیا ہو۔ اور اگر ملا کر یون کہا کہ مین نے تمام مال میت کا جو فلان شخص پر تھا باستیفاء وصول پایا اور وہ سو درم ہے اور قرضدار نے کہا کہ نہین بلکہ ہزار درم ہے تو وصی کی اس بیان مین تصدیق کیجاویگی یہانتک کہ وصی نو سو درم کیواسطے اُسکا دامنگیر ہو سکتا ہے۔ اور جس صورت مین کہ قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر وصی نے اقرار کیا کہ جسقدر اُسپر تھا سب مینے باستیفاء وصول پایا اور وہ سو درم ہین تو اس صورت کا حکم مثل اُس صورت کے

ہی کہ جب وصی نے پہلے تمام قرضہ کے استیفاء کا اقرار کیا ہی - اور یہ سب اس صورت مین ہی کہ قرضہ میت کے فعل سے ثابت ہوا ہو
اور اگر وصی کے اُدھار کرنے سے قرضہ پیدا ہوا ہو - پس اگر وصی نے پہلے استیفاء تمام کا اقرار کیا - پھر اقرار سے جدا بیان
کیا کہ وہ سو درم ہین پھر قرضدار نے اقرار کیا کہ قرضہ کے ہزار درم ہین تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہو جائیگا اور
قرضدار کے کہنے سے وصی پر وارثون کو کچھ دینا نہ پڑیگا - اور اگر اس امر کے گواہ قائم ہوے کہ قرضہ کے ہزار درم ہین تو وصی
کے اقرار کیوجہ سے قرضدار بری ہو جائیگا اور وصی پر وارثون کو نوسو درم انکار یا ابراء[1] کیوجہ سے دینے پڑینگے اور اگر قرضدار نے
پہلے قرضہ کا اقرار کیا پھر وصی نے استیفاء تمام کا اقرار کیا پھر اقرار سے جدا بیان کیا کہ وہ سو درم ہین تو قرضدار بسبب اقرار
وصی کے بری ہوگا اور وصی وارثون کو نوسو درم ڈانڈ دیگا - اور اگر وصی نے یہ کلام اقرار سے ملا کر بیان کیا اسطور سے
کہ جسقدر قرضدار پر تھا سب مین نے پایا اور وہ سو درم ہین پھر قرضدار نے کہا کہ قرضہ مجھپر ہزار درم تھا اور وصی نے
وصول کر لیا ہی تو قرضدار بری ہوگا اور وصی کو اختیار نہوگا کہ کسی قدر کے واسطے اُسکا دامنگیر ہو سکے اور وارث بھی وصی
سے صرف اُسیقدر لے سکتے ہین جتنے کا اُسنے وصول پانے کا اقرار کیا ہی - اور اگر قرضدار نے پہلے ہزار درم کا اقرار کیا پھر
وصی نے کہا کہ جو کچھ اُسپر تھا مین نے بھرپور وصول پایا اور وہ سو درم تھے تو قرضدار پورے ہزار سے بری ہوگا اور وصی
وارثون کو نوسو درم ڈانڈ دیگا یہ محیط مین ہی - وارثون کا مال وصی نے فروخت کیا پھر اسپر گواہ کر لیے کہ مین نے
تمام ثمن بھر پایا اور وہ سو درم ہین پھر مشتری نے کہا بلکہ ایک سو پچاس درم تھے تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار
سے ڈانڈ نہین لے سکتا ہی اور نہ وصی ڈانڈ دیگا اور اگر وصی نے یون اقرار کیا کہ مین نے سو درم بھر پائے اور یہ تمام ثمن
ہی اور مشتری نے کہا کہ ثمن ایک سو پچاس ہی تو باقی پچاس وصی لے سکتا ہے - اسیطرح اگر ذاتی مال اپنا فروخت کیا
تو بھی یہی حکم ہی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر وصی نے اقرار کیا کہ تمام مال میت جو عمرو پر تھا مین نے بھر پایا اور وہ سو درم
تھے پھر گواہ قائم ہوے کہ تمام مال دوسو درم تھے تو قرضدار باقی سو درم کیواسطے پکڑا جائیگا اور وصی کے قول کی اس
زیادتی کے ابطال مین تصدیق نہوگی یہ مبسوط مین ہی - اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کا مال جو زید کے پاس
بطور ودیعت یا مضاربت یا شرکت یا بضاعت یا عاریت کے تھا بھرپور وصول پایا ہے پھر اُسکے بعد کہا کہ مین نے
اس سے صرف سو درم پائے ہین پس اگر وصی نے پہلے استیفاء کا اقرار کیا پھر بعد اسکے کہا کہ سو درم وصول پائے ہین
اور مطلوب نے کہا کہ ہزار درم تھے اُسنے سب وصول کر لیے ہین تو وصی نے جسقدر پر قبضہ کرنیکا اقرار کیا ہے اُس سے
زیادہ کا ضامن نہوگا اور مطلوب تمام مال سے بری ہو جائیگا جیسا قرضہ کی صورت مین تھا اور اگر اس امر پر گواہ
قائم ہوے کہ میت کے ہزار درم مطلوب کے پاس تھے تو وصی اسکا ضامن ہوگا اور مطلوب ضامن نہوگا - یہ حکم اسوقت
ہی کہ وصی نے اقرار سے جدا بیان کیا ہو - اور اگر ملا کر بیان کیا پھر مطلوب نے کہا کہ میرے پاس ہزار درم تھے تو وصی کا
قول اس باب مین مقبول ہوگا کہ مین نے اُس سے سو درم وصول کر لیے ہین اور مطلوب کا کسی چیز کے واسطے
دامنگیر نہین ہو سکتا ہی بخلاف اسکے یہ صورت اگر قرضہ مین واقع ہو تو باقی کیواسطے مطلوب کا دامنگیر ہوگا -
اور اگر مطلوب نے پہلے اقرار کیا کہ میت کے ہزار درم امانت میرے پاس ہین پھر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ اسپر تھا سب مین نے

[1] بری کیا یعنی جو کچھ درم کے ذمہ واجب تھا اس سے اسکا ذمہ پاک کیا ۱۲

بھر پایا اور وہ سو درم ہین پس اگر جدا کر کے تعداد بیان نہ کی تو وصی کل مال کا ضامن ہوگا اور اگر بیان کی تو صرف اُسی قدر اُسپر لازم آویگا جسکا اُسنے وصول پانیکا اقرار کیا ہی اور مطلوب سے کچھ مطالبہ نہین کر سکتا ہے بخلاف قرض کے کہ اُسمین یہ حکم نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان میت کا جو کچھ لوگون پر تھا مین نے وصول کر لیا پھر ایک قرضدار میت کا آیا اور کہا کہ مین نے تجھکو اسقدر مال دیا ہی اور وصی نے کہا کہ مین نے تجھ سے کچھ نہین پایا اور نہ مجھے معلوم تھا کہ فلان میت کا تجھپر کچھ ہی تو وصی کا قول قبول ہوگا اور قرضدار اس قرضہ کیواسطے پکڑا جائیگا اور اگر در اصل اس قرضہ کے ہونے کے گواہ قائم ہوے تو اسمین سے وصی پر کچھ لازم نہین آئیگا کیونکہ اُسنے کسی خاص شخص سے وصول پانے کا اقرار نہین کیا ہے۔ اسیطرح اگر کہا کہ مین نے فلان میت کا کل قرض جو کوفہ مین تھا وصول پایا تو بھی یہی صورت ہی اور یہی حکم وکیل بالقبض کا ہی کذافی الحاوی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ جو کچھ مال فلان میت کا لوگون پر تھا از قسم دین سب مین نے بھر پایا فلان بن فلان سے بھر پایا ہی اور اس امر کے گواہ قائم ہوے کہ میت کے کسی شخص پر ہزار درم ہین اور وصی نے کہا کہ میرے مقبوضہ مین یہ نہین آئے ہین تو وصی کے ذمہ لازم ہونگے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ فلان شخص پر جو دین میت کا تھا مین نے بھر پایا اور قرضدار نے کہا کہ اُسکے مجھپر ہزار درم تھے اور وصی نے کہا کہ اُسکے ہزار درم تجھپر تھے ولیکن تو نے پانچ سو درم اُسکی زندگی مین اُسکو دیدیے تھے اور پانچ سو درم بعد اُسکے مرنے کے تو نے مجھے دیے ہین اور قرضدار نے کہا کہ نہین مین نے کل تجھی کو دیے ہین تو وصی ہزار درم کا ضامن ہوگا ولیکن وارثون سے اُسکے دعوی پر قسم لیجاویگی کذافی المحیط اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کی منزل مین جو کچھ تھا متاع و میراث سے سب اپنے قبضہ مین لے لیا پھر اسکے بعد کہا کہ وہ سو درم اور پانچ کپڑے تھے اور وارثون نے گواہ قائم کیے کہ فلان میت کی منزل مین اُسکے مرنے کے روز ہزار درم اور سو کپڑے تھے تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ کچھ لازم نہ ہوگا تاوقتیکہ گواہ گواہی نہ دین کہ وصی نے ان سب پر قبضہ کر لیا ہی یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ جسقدر فلان میت کی زمین مین اناج تھا یا جو اُس کے نخل مین چھوہارے تھے قبضہ کر لیے یا اس زمین کی کھیتی مین نے قبضہ مین لے لی پھر کہا کہ وہ اسقدر تھی اور وارث نے اس سے زیادہ کا دعوے کیا اور گواہ قائم کیے کہ اس زمین مین اس قدر تھی تو وصی پر اُسکے اقرار سے زیادہ لازم نہ آویگا جب تک کہ گواہ گواہی نہ دین کہ وصی نے اُسپر قبضہ کر لیا ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر وصی نے اقرار کیا کہ مال کتابت فلان مکاتب میت پر ہزار درم تھا اس مین سے نو سو درم میت نے اپنی حین حیات مین وصول پائے اور سو درم اسکے مرنے کے بعد مین نے وصول کیے ہین اور مکاتب نے کہا کہ تو نے پورے ہزار درم لیے ہین اور گواہون نے گواہی دی کہ وصی نے اقرار کیا ہی کہ جو مکاتب پر تھا سب مین نے بھر پور وصول پایا ہی تو پورے ہزار درم وصی پر لازم آوینگے ولیکن پہلے وارث قسم کھا دین کہ ہمکو میت کے وصول کر لینے کا حال معلوم نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر وصی نے اقرار کیا کہ مین نے فلان میت کے مکاتب سے جو کچھ اُسپر تھا بھر پایا اور وہ سو درم تھے اور مکاتب معروف ہی وہ دعوی کرتا ہی کہ تو نے مجھسے ہزار درم وصول کیے ہین اور یہی تمام مال مکاتبت ہی تو سو درم کے بارہ مین وصی کا قول قبول ہوگا اور مکاتب پر نو سو درم لازم آوینگے اور اگر وصی نے تمام مال کتابت وصول پانے کا اقرار کیا اور کچھ تعداد بیان نہ کی تو مکاتب

آزاد ہو جائیگا پھر اگر گواہ قائم ہوے کہ اصل مال کتابت ہزار درم ہین اور مکاتب نے وصی کے وصول پانے کے اقرار سے پہلے ایسا اقرار کیا تھا تو وصی پورے ہزار درم کا ضامن ہوگا کذا فی المبسوط

اکیسوان باب جسکے قبضہ مین میت کا مال ہو اُسکے وارث یا موصیٰ لہ کیواسطے اقرار کر دینے کے بیان مین - ایک شخص زید کے قبضہ مین ایک شخص غائب یعنی عمرو کا مال ہو وہ غائب مر گیا پھر خالد آیا اور دعویٰ کیا کہ مین اُسکا بیٹا ہون اور زید نے اُسکی تصدیق کی تو قاضی چند روز انتظار کریگا خواہ اُسنے کہا ہو کہ میت کا کوئی اور وارث ہو یا نہ کہا ہو پس اگر کوئی وارث دوسرا ظاہر ہوا تو خیر ورنہ خالد کے حوالہ کریگا اور جن جن مقامات مین یہ حکم مذکور ہو کہ قاضی درنگ و انتظار کریگا وہان مدت انتظار کی قاضی کی راے پر ہو کہ وہ خوب خیال کر لے کہ اگر اُسکا وارث کوئی دوسرا ہوتا تو وہ اسقدر مدت مین آجاتا یہ فتاوی صغری کتاب الدعوی مین ہو - املا مین امام محمدرح سے مروی ہو کہ زید مر گیا اور اپنا مال عمرو کے پاس چھوڑا پس خالد نے دعویٰ کیا کہ مین اُسکا بیٹا ہون اور ہندہ نے دعویٰ کیا کہ مین اُسکی جورو ہون پس عمرو نے کہا کہ تم دونون سچے ہو مین تم دونون کے سواے اُسکا تیسرا وارث کوئی نہین جانتا ہون مگر ان دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی تو قاضی چند روز انتظار کے بعد خالد کو تمام مال دیدیگا مگر پہلے خالد سے عورت کے دعویٰ پر اُسکے علم کی قسم لیگا - اسیطرح اگر اس صورت مین میت کوئی عورت ہوتی - اور کسی مرد نے دعویٰ کیا کہ مین اسکا خاوند ہون - تو اُسکا حکم مثل حکم عورت کے اس مسئلہ مین ہوتا - اسیطرح اگر قابض مال نے کسی شخص کی نسبت شوہر یا زوجہ ہونے کا یا مان کی طرف سے بھائی ہونیکا یا چچا یا مامون وغیرہ ذی نسب کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہوگا اور مولی العتاقہ اس صورت مین بمنزلہ نسب کے ہے - پس اگر ایک عورت نے دعویٰ کیا کہ مین میت کی بیٹی ہون اور ایک شخص نے دعویٰ کیا کہ مین نے میت کو آزاد کیا ہے اور قابض مال نے کہا کہ تم دونون سچے ہو یا کہا کہ یہ عورت اُسکی بیٹی ہے اور اس شخص نے اُسے آزاد کیا تھا یا پہلے مولی کی نسبت اقرار کیا پھر بیٹی کی نسبت اقرار کیا تو دونون یکسان ہین اور مال ان دونونکو برابر تقسیم ہوگا اگرچہ دونون نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی ہو اور مولی الموالاۃ[له] اس حکم مین بمنزلہ زوجین کے ہے - اور اگر قابض مال ایک عورت ہو اور مال ایک شخص مرد کا ہو پس اُس عورت قابضہ نے کہا کہ مین میت کی جورو ہون اور یہ عورت بھی جو موجود ہے اُسکی جورو ہو اور یہ مرد جو موجود ہے میت کا مولی ہے یعنی اسکے ہاتھ پر میت اسلام لایا تھا اور اس سے موالاۃ کی تھی اور دوسری عورت نے کہا کہ مین ہی اُسکی جورو ہون تو نہین ہو اور مولی الموالاۃ نے کہا کہ مین ہی اُسکا وارث ہون تم دونون نہین ہو تو قاضی چوتھائی مال دونون جوروؤن کو دیگا اور باقی مال مولی الموالاۃ کو دیدیگا یہ محیط مین ہے - اور اگر قابض نے کہا کہ یہ شخص میت کا بیٹا ہو اور مین نہین جانتا ہون کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث ہے یا نہین ہے تو قاضی انتظار کے بعد اگر کوئی وارث دوسرا آیا تو خیر ورنہ تمام مال اُس بیٹے کو دیدیگا - اور اگر قابض نے کہا کہ مین دوسرا وارث میت کا نہین جانتا ہون تو قاضی انتظار نکریگا بلکہ اس مقر لہ کو مال دیدیگا کذا فی شرح ادب القاضی للصدر الشہید - امام محمدرح نے فرمایا کہ اگر قابض مال نے کہا کہ تو میت کا مان و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور مین نہین جانتا ہون کہ آیا میت کا کوئی اور ایسا وارث ہو کہ تجھے

میراث سے محجوب کردے اور مدعی نے کہا کہ مین اُسکا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہون میرے سوائے کوئی وارث نہین ہے
تو اُسکو میراث نہ ملیگی جبتک معلوم نہو جاوے کہ اُسکا کوئی دوسرا وارث نہین ہے - اور اگر قابض نے کہا کہ تو میت کا ماں
و باپ کی طرف سے بھائی ہے اور ایک بھائی اُسکا ایسا ہی اور ہے تم دونون اُسکے وارث ہو مین تم دونون کے سوائے
اُسکا وارث کوئی تیسرا نہین جانتا ہون اور مدعی نے کہا کہ مین ہی اُسکا ماں و باپ کی طرف سے بھائی ہون میرے
سوائے دوسرا وارث نہین ہے تو قاضی چند روز انتظار کرے اگر دوسرا وارث پیدا ہو تو خیر ورنہ تمام مال اس مدعی
کو دیدیگا یہ محیط مین ہے - اگر ایک شخص نے آکر دعوی کیا کہ میت میرا غلام ہے اور یہ مال میرے غلام کا مال ہے مین اسکا
زیادہ حقدار ہون اور ایک دوسرے شخص نے آکر دعوی کیا کہ مین میت کا بیٹا ہون اور میت آزاد اصلی تھا کبھی مملوک
نہین ہوا ہے اور مین ہی اُسکا وارث ہون اور قابض اقرار کرتا ہے کہ میت غلام تھا اور ان دونون نے باہم ایک دوسرے
کی تکذیب کی تو مال مولی کو ملیگا بیٹے کو نہ ملیگا یہ محیط مین ہے - اگر دعوی کیا کہ مین غائب کا بھائی ہون وہ مرگیا اور
مین وارث ہوا میرے سوائے دوسرا وارث نہین ہے یا کسی نے دعوی کیا کہ مین اُسکا بیٹا یا باپ یا ماں یا اُسکا مولی
آزاد کنندہ ہون یا کسی عورت نے دعوی کیا کہ مین میت کی پھوپھی یا خالہ یا اُسکی بہن کی بیٹی ہون میرے سوائے
اُسکا کوئی وارث نہین ہے اور ایک دوسرے شخص نے دعوی کیا کہ میت نے تمام مال کی تہائی مال کی میرے حق مین وصیت
کی ہے اور قابض نے دونون کی تصدیق کی اور کہا کہ مین نہین جانتا ہون کہ تم دونون کے سوائے میت کے مال کا کوئی دوسرا
وارث حقدار ہے یا نہین ہے تو اس اقرار کے سبب سے مدعی وصیت کو کچھ نہ ملیگا اور قاضی دوسرے وارثون کو مال
دیدیگا یہ خلاصہ مین ہے - شوہر و زوجہ اور مولی الموالاۃ یہ دونون موصیٰ لہ[1] سے مقدم حقدار ہین یہ محیط مین ہے - اگر
قابض مال نے اقرار کیا کہ مالک مال مرگیا اور اس شخص زید کے اُسپر ہزار درم ہین تو قاضی اُس سے دریافت کریگا کہ
اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہے اگر اُسنے کہا کہ ہان تو ان دونون مین خصومت قرار نہ دیگا اور کہا کہ نہین تو قاضی انتظار کریگا
پھر اگر کوئی وارث ظاہر نہوا تو میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا اور اُسکے مقابلہ مین دعوی مدعی کی سماعت
کریگا اور اگر قرضہ ثابت ہوگیا تو اُسکو دلادیگا ورنہ تمام مال بیت المال مین داخل کردیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہے -
ایک شخص کے قبضہ مین دوسرے کا مال ہے مالک مال مرگیا اور قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے جمیع
اس مال کی وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اس عمرو کے واسطے جمیع مال کی وصیت کی ہے اور عمرو نے زید سے کہا کہ میت
نے میرے واسطے تمام اس مال کی وصیت کی تیرے واسطے کچھ وصیت نہین کی ہے تو مال دونونکو برابر تقسیم ہوگا - اور اگر
قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کیواسطے جمیع مال کی وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ عمرو اسکا ماں و باپ کی
طرف سے بھائی ہے وارث ہے اسکے سوائے دوسرا وارث نہین ہے اور زید و عمرو نے باہم ایک دوسرے کی تکذیب کی تو زید
کو تہائی مال اور عمرو کو دو تہائی مال دیا جائیگا - اور اگر قابض مال نے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کے واسطے تمام مال کی
وصیت کی ہے اور بھی اقرار کیا کہ میت نے اقرار کیا ہے کہ عمرو اُسکا بیٹا یا باپ یا مولی العتاقہ یا مولی الموالاۃ ہے اسکے سوائے
اُسکا کوئی وارث نہین ہے تو تمام مال وارث مقرلہ اور مولی کو ملیگا یہ محیط مین ہے - اگر ایک شخص زید نے دعوی کیا کہ مالک

[1] موصیٰ لہ وہ شخص جسکے واسطے مال کی وصیت کی گئی ہو ۱۲

مال پر میرے ہزار درم ہین اور وہ مرگیا ہے اور میرے دعوی کی اُس شخص سے جسکی طرف مال آتا ہے اُسنے تصدیق کی ہے تو اُسپر التفات نہ کیا جائیگا جب تک کہ کوئی وارث حاضر ہو اور اگر جس کی طرف مال ہے اُسنے اور مدعی نے اقرار کیا کہ میت کا کوئی وارث نہین ہے تو قاضی انتظار کریگا پھر میت کی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ وہ جسکی طرف مال ہے اُس سے مال وصول کرے پھر مدعی کو حکم کریگا کہ اپنے دعوی کے گواہ قائم کرے اگر اُسنے قائم کیے تو اُسکے نام موافق دعوی کے مال کی ڈگری کر دیگا پھر اگر مالک مال زندہ آکر موجود ہوا تو قاضی اس ڈگری کو منسوخ و رد کر دیگا پس اگر مدعی نے وہ مال تلف کر دیا ہو اور اصل مین قرضدار پر وہ مال قرضہ ہو تو مالک مال کو قرضدار سے ضمان لینے کا اختیار ہے اور اگر اصل مین اُسنے غصب کر لیا تھا تو اُسکو اختیار ہے کہ چاہے مدعی قبضہ کر لینے والے سے ضمان لے اور اگر دراصل ودیعت[1] تھا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک ضمان قبضہ کر لینے والے پر ہے اور امام محمد رح نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت مثل غصب کے ہے اور اگر مال اُس شخص کے پاس جسکے قبضہ مین ہے اُسکے باپ کی طرف سے پہونچا ہے کہ اُسنے اسکو وصی مقرر کیا تھا تو وہ ضامن ہو گا ضامن وہی ہے جسنے وصول کر لیا ہے یعنی مدعی۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا اُسکا وارث حاضر ہوا اور قرضہ مدعی سے انکار کیا تو حکم قضاء ویسا ہی رہیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہے۔ اور اگر اُس شخص نے جسکے پاس مال ہے اقرار کیا کہ میت نے اس زید کیواسطے تمام مال کی وصیت کی ہے و لیکن خالد بن عمرو کا میت پر اس اس قدر قرضہ ہے اور خالد نے اسکی تصدیق کی اور زید نے وصایت کا دعوی کیا اور قرضہ سے انکار کیا مگر سبھون نے یہ اقرار کیا کہ مدعی نے کوئی وارث نہین چھوڑا ہے تو قاضی چند روز انتظار کریگا پھر قرضخواہ سے کہیگا کہ اپنے قرضہ کے گواہ پیش کرے اگر اُسکے پاس گواہ نہون تو موصی لہ سے اسکے علم پر قسم لیگا کہ مین نہین جانتا ہون کہ اس شخص کا میت پر یہ قرضہ ہے پس اگر اُسنے قسم کھالی تو تمام مال اُسکو دیدیگا اور قرضخواہ کو کچھ نہ دیگا۔ اور اگر قابض مال نے کہا کہ میت نے اس شخص کے واسطے تمام مال کی وصیت کر دی ہے اور یہ مین نہین جانتا ہون کہ اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہے یا نہین پس موصی لہ نے کہا کہ مجھے تمام مال دیدے کہ وہ ہر حال مین میرا ہے خواہ اُسنے کوئی وارث چھوڑا ہو یا نہ چھوڑا ہو تو قاضی اُسکو کچھ نہین دیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اُس شخص نے جسکی طرف مال ہے قاضی سے کہا کہ یہ مال فلان میت کا ہے اُسنے کوئی وارث نہین چھوڑا ہے تو قاضی انتظار کریگا اور اس شخص سے اُس کے نفس کا کوئی کفیل لیگا پھر اگر کوئی وارث یا موصی لہ حاضر ہوا تو خیر ورنہ مال اُس سے لیکر بیت المال مین داخل کر دیگا پھر اگر وہ مال مسلمانون کو تقسیم کر دیا پھر مالک زندہ موجود ہوا تو وہ مال قرضدار پر ویسا ہی قرض رہیگا اور اُسکو بیت المال سے عوض دلایا جائیگا اور اگر وہ مال اصل مین غصب ہو تو مالک کو اختیار ہے چاہے اُس شخص سے لے جسکے پاس تھا یا اُسکے بیت المال مین سے لیوے اور اگر اُسنے غاصب سے لیا تو غاصب کو بیت المال مین سے ملیگا۔ اور اگر دراصل وہ ودیعت تھا تو مستودع پر ضمان نہین آتی ہے یہ قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے کہا کہ میرے نزدیک ودیعت بمنزلہ غصب کے ہے اور اگر قابض مال وصی تھا تو وہ ضامن نہوگا اور مالک کو بیت المال سے عوض ملیگا۔ اور اگر مالک مال زندہ نہ آیا بلکہ اُسکا بیٹا آیا تو جس شخص کی طرف مال تھا وہ کسی صورت مین ضامن نہ ہوگا اور بیٹے کو بیت المال مین سے عوض ملیگا یہ مختصر جامع کبیر مین ہے

[1] یعنی ہمارے عرف مین دعوی و دوم و بر خلاف ہے ۱۲

بائیسوان باب۔ قتل اور جنایت کے اقرار کے بیان مین۔ قال المترجم جنایت لغت مین گناہ کرنیکے معنی مین آیا ہو اور مراد یہان عمدًا اضاعت نفس کے سواے کوئی فعل جس سے جرمانہ لازم آوے اور مترجم اُسکو جرم کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہو اور کبھی قتل عمد کو بھی جنایت کہتے ہین۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو خطا سے قتل کرنیکا اقرار کیا اور گواہ قتل کے اس مقر کے سواے دوسرے پر قائم ہوے اور ولی نے اس سب کا دعوی کیا تو مقر پر آدھی دیت لازم ہو گی اور دوسرے مشہود علیہ پر کچھ لازم نہوگا۔ اسیطرح اگر زید نے عمدًا قتل کرنیکا اقرار کیا اور قتل عمد کے گواہ عمرو پر قائم ہوے اور ولی نے عمد کا دعوی کیا تو مقر کو قتل کر سکتا ہو دوسرے کو قتل نہین کر سکتا ہو۔ اور اگر قتل خطا کی صورت مین ولی نے کل کا مقر پر دعوی کیا تو پوری دیت اُسکے مال پر لازم ہو گی اور اگر مشہود علیہ پر کل قتل کا دعوی کیا تو پوری دیت اُسکی مددگار برادری پر لازم آویگی یہ محیط مین ہو۔ اگر زید نے اقرار کیا کہ مین نے عمرو کو تنہا عمدًا قتل کیا ہے اور بکر نے بھی ویسا ہی اقرار کیا اور ولی نے کہا کہ تم دونون نے اُسکو قتل کیا ہو تو دونون کو قصاصًا قتل کر سکتا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر دو گواہون نے زید پر گواہی دی کہ اُسنے عمرو کو قتل کیا ہو دوسرے دو گواہون نے بکر پر گواہی دی کہ اسنے عمرو کو قتل کیا ہے اور ولی نے کہا کہ تم دونون نے اسکو قتل کیا ہو تو وہ دونون مین سے کسی کو قتل نہین کر سکتا ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اس صورت مین اُسنے ایک کو کہا کہ تو نے قتل کیا ہو تو اُسکو قتل کر سکتا ہو اور اگر دونون سے کہا کہ تم دونون اپنے قول مین سچے ہو تو دونون مین سے کسی کو قتل نہین کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہو۔ اگر اپنے کسی غلام معروف کے حق مین جرم کرنے کا اقرار کیا پھر دوسرے شخص کے مملوک ہونیکا اقرار کیا ہے پس اگر مقر لہ نے ملک ہونے اور جنایت یعنی جرم کرنے مین اُسکی تصدیق کی تو مقر لہ سے کہا جائیگا کہ یا غلام کو دیدے یا اُسکا فدیہ دے اور اگر مقر لہ نے ملک و جرم دونون مین اُسکی تکذیب کی تو مقر فدیہ کا مختار نہوگا اور اگر ملک مین اسکی تصدیق اور جنایت کرنے مین تکذیب کی تو مقر فدیہ کا مختار ہو گیا اور اگر مقر نے پہلے دوسرے کے مملوک ہونیکا اقرار کیا پھر جنایت کا اقرار کیا پس اگر مقر لہ نے دونون باتون مین اُسکی تصدیق کی تو مقر لہ فقط خصم ہو سکتا ہو اور اگر دونون مین اُسکی تکذیب کی تو مقر ہی خصم ہوگا اور اگر ملک مین تصدیق اور جنایت مین تکذیب کی تو جنایت ہدر یعنی لاشے ہو جائیگی یعنی اُسکے اقرار کا اعتبار نہوگا۔ اسیطرح اگر غلام مجہول الحال ہو نہ معلوم ہو کہ مقر کا ہو یا غیر کا ہو پس مقر نے پہلے جرم کرنیکا اقرار کیا پھر ملک کا یا پہلے ملک کا پھر جرم کا اقرار کیا تو بھی یہی حکم ہو۔ اور اگر کہا کہ مین نے جرم کرنے سے پہلے فلان شخص کے ہاتھ فروخت کیا تھا اور فلان شخص نے اُسکی تصدیق کی تو مشتری کو غلام کو دینے اور فدیہ دینے مین اختیار ہوگا یعنی چاہے غلام دیدے یا فدیہ دے یہ محیط سرخسی مین کتاب الجنایات مین ہو

تیئیسوان باب۔ متفرقات مین۔ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے روایت کی ہو کہ اگر ایک شخص نے کہا کہ وارثان زید کے چھہ ہزار درم ہین تو موافق میراث کے اُن سب مین تقسیم ہوگا اور اگر مورث کا کوئی حمل ہو تو وہ بھی ان وارثون مین داخل ہوگا اور اگر کہا کہ اولاد فلان کے چھہ ہزار درم ہین تو وارثان موجودہ مین برابر تقسیم ہوگا حمل کو اُس مین سے نہ ملیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو سے کہا کہ جب مین نے تجھ سے نکاح کیا تھا تو مین نابالغ تھا تو فقط اس اقرار سے دونون مین جدائی نہ کیجاویگی بلکہ اُس سے دریافت کیا جائیگا کہ آیا تیرے والد نے اجازت دی تھی اگر اسنے کہا کہ نہین

تو کہا جائیگا کہ کیا تو نے بعد بالغ ہونے کے اجازت دی اگر اُسنے کہا کہ نہین تو اُس سے کہا جائیگا کہ کیا تو اب اجازت دیتا ہے اگر اُسنے کہا کہ نہین تو اُسوقت باہم جدائی کرادی جاویگی یہ واقعات حسامیہ مین ہے۔ نوادر ہشام مین امام محمد رح سے روایت ہے اگر زید نے اقرار کیا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم خالد کی میراث کے ہین پس اگر مقرلہ نے مقر کے قول کی تصدیق کی تو مقرلہ سے اُسکو خالد کے وارث لے لینگے اور اگر مقرلہ نے انکار کیا تو وارثان خالد کو کسی سے لے لینے کی کوئی راہ نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک غلام نے کسی شخص کو خطا سے قتل کر ڈالا اور مولی کو معلوم نہوا یہانتک کہ اُسنے اقرار کیا کہ مین نے یہ غلام زید کے ہاتھ فروخت کر کے اُسکے سپرد کر دیا تھا اُسنے پھر میرے پاس ودیعت رکھا ہے اور مقتول کے ولی نے اسکی تکذیب کی تو مولی کا قول قبول نہوگا اور نہ اُسکے گواہ مسموع ہونگے اور حکم کیا جائیگا کہ یا غلام مقتول کے ولی کو دے یا اُسکا فدیہ دے پس اگر اُسنے غلام دیا پھر زید حاضر ہوا اور مولی کی تکذیب کی تو جو ہوا وہی رہیگا اور اگر تصدیق کی تو غلام کو واپس لے سکتا ہے اور مولی اُسکی قیمت مقتول کے ولی کو دیگا۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے حالت دانستگی مین کہ اُسنے جرم کیا ہے فروخت کیا تو مقتول کا ولی غلام کو کسی راہ سے نہین لے سکتا ہے اور مولی پر دیت واجب ہوگی خواہ مقرلہ نے اُسکی تصدیق کی یا تکذیب کی ہو یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے۔ ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ زید نے کہا کہ اس عمرو کا مجھپر اسیقدر ہے جسقدر اس بکر کا ہے اور اس مجلس مین بکر کے قرضہ کی کچھ تعداد بیان کی تھی اور نہ کوئی کلام پہلے ایسا کر چکا ہے جس سے معلوم ہو کہ بکر کا اُسپر کسقدر ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ دونون کے لیے جسقدر چاہے اقرار کرے اور اگر بکر نے گواہ قایم کیے کہ میرے اُسپر ہزار درم ہین تو اس سے عمرو کو ہزار درم کا استحقاق ثابت نہوگا اور مقر کو اختیار ہے جسقدر چاہے اُسکے واسطے اقرار کرے نوادر بن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ اگر زید نے کہا کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین جیسے کہ بکر کا مجھپر دینار ہے تو عمرو کے اُسپر ہزار درم ہونگے اور بکر کا اسپر ایک دینار ہوگا۔ اور اگر اسقدر کہکر کہ عمرو کے مجھپر ہزار درم ہین خاموش ہو رہا پھر کہا اور اس بکر کے مجھپر مثل اس عمرو کے ہین تو ہر ایک کو دونون مین سے ہزار درم ملینگے بشرطیکہ یہ ایک ہی مجلس اور ایک ہی کلام مین واقع ہوئے محیط مین ہے۔ زید نے عمرو کے غلام کی نسبت اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہے اور عمرو نے انکار کیا پھر زید نے کہا کہ اگر مین اُسکو خریدون تو یہ آزاد ہے پھر اسکو خریدا تو وہ بکر کو دلایا جائیگا اور عتق باطل ہوگا۔ اور اگر اقرار کیا کہ یہ بکر کا ہے پھر اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے پھر اُسکو خریدا تو بکر کو ملیگا۔ اور اگر پہلے اقرار کیا کہ یہ آزاد ہے پھر کہا کہ یہ بکر کا ہے پھر اُسکو خریدا تو وہ آزاد ہے۔ اور اگر پہلے بکر کے واسطے اقرار کیا پھر کہا کہ یہ خالد کا پھر اُسکو خریدا تو پہلے کو یعنی بکر کو ملیگا اور اگر دونون اقرارون کے بعد شعیب نے اُسکو اس غلام کے خریدنے کا وکیل کیا اور اُسنے خریدا تو موکل کو دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ منتقی مین بروایت بشر بن الولید کے امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ زید نے کہا کہ عمرو کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہین پھر کہا کہ میرے اقرار سے پہلے ضائع ہو گئے تو اُسکی تصدیق نہوگی اور وہ ضامن ہوگا اور اگر کہا کہ میرے پاس ودیعت تھے پھر ضائع ہو گئے تو اسیکا قول قبول ہوگا۔ اور اگر کہا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ودیعت کے ہین کہ ضائع ہو گئے اور یہ کلام ملا کر بیان کیا تو استحساناً اسکی تصدیق ہوگی اسیطرح اگر یہ فقرہ ملایا کہ کل کے روز وہ ضائع ہو گئے تو بھی استحساناً تصدیق ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید کا مجھپر ایک ہروی کپڑا ہے تو جو ہروی کپڑا

لا ویگا اُسمین اُسکی تصدیق کیجاویگی مگر پہلے قسم کہاے اور بعض مشائخ نے کہاکہ یہ امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک چاہیے کہ اس اقرار سے اوسط درجہ کا کپڑا اقرار دیا جاوے اور اصح یہ ہے کہ یہ بالاجماع سب کا قول ہے۔ اسیطرح اگر کہاکہ زید کا مجھپر ایک کپڑا ہی اور اُسکی جنس بیان نہ کی تو جو کپڑا لاویگا اُسمین اُسکی تصدیق کیجاویگی پہنا ہوا اور نیا اس صورت مین یکسان ہے اور اُسکا پیچھا نہ چھوٹیگا جب تک کہ وہ کوئی کپڑا نہ دے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اقرار کیا کہ زید کا مجھپر ایک دار یا زمین یا نخل یا بستان ہی تو یہ غصب کا اقرار ہے پس مال عین یعنی بعینہ اُسی مال کی واپسی کا حکم دیا جائیگا اگر بعینہ موجود ہو اور اگر اُسکے واپس کرنے سے عاجز ہوا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی اور دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے موافق قیمت کا ضامن نہوگا اور اول قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے موافق و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک قیمت کا ضامن ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر اقرار کیا کہ مجھپر فلان شخص کا غلام ہے اور فلان شخص نے ایسا دعوی کیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اُسپر درمیانی غلام یا درمیانی غلام کی قیمت واجب ہوگی اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا غلام اور اُسکی قیمت کے باب مین اُسی کا قول قبول ہوگا اسیطرح اگر اقرار کیا کہ فلان شخص کا مجھپر ایک اونٹ یا گاے یا بکری ہی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کہاکہ مجھپر غلام قرض ہی تو اُسپر غلام کی قیمت واجب ہوگی اور قیمت کے بارہ مین قسم سے اُسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اپنے اوپر ایک چوپایہ ہونیکا اقرار کیا تو جس چوپایہ کو وہ چاہے اُسکی قیمت اسپر واجب ہوگی اور اگر ایک چوپایہ لایا اور کہاکہ یہ ہے تو اُسکا قول قبول ہوگا بشرطیکہ گھوڑا یا بیل یا گدھا یا اونٹ لاوے اور انکے سواے مین اُسکا قول قبول نہ ہوگا یہ فتاوے قاضیخان مین ہے کتاب العلل مین ہی کہ اگر کہا لفلان علی درہم فلوس تو اُسپر مساوی ایکدرم کے فلوس واجب ہونگے اسیطرح اگر کہاکہ لفلان علی دینار دراہم تو اسپر مساوی ایک دینار کے دراہم واجب ہونگے اور اگر کہا لفلان علی بدرہم فلوس تو یہ بیع ہے گویا اسنے کہاکہ مین نے اُسکے ہاتھ فلوس بعوض درم کے فروخت کیے اور فلوس کی مقدار بیان کرنا اُسی پر ہوگی اور منتقی مین ہے کہ اگر کہا لفلان علی درہم دقیق تو اُسپر ایک درم کے مساوی آٹا واجب ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کیواسطے کسی دار یا زمین یا ملک یا شراء مین حق ہونیکا اقرار کیا تو اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ کسقدر ہے اور اگر مقر لہ نے اُس سے زیادہ کا دعوی کیا تو زیادتی پر اس سے قسم لیجاویگی۔ اور اگر اُسنے بیان مقدار سے انکار کیا تو قاضی خود اُس سے دریافت کرتا جاویگا کہ کیا آدھا ہی یا تہائی ہے یا چوتھائی ہی یہانتک ایسی مقدار تک نوبت پہونچے کہ عرف مین اس سے کم کی ملکیت نہین ہوا کرتی ہے پس اسقدر اسپر خواہ مخواہ لازم ہوگا پھر زیادتی پر اُس سے قسم لیجاویگی اور اگر یون کہاکہ اس شخص کا حق اس مین یہ شہتیر یا دروازہ جڑا ہوا یا بناء بدون زمین کے یا حق زراعت یا اجارہ پر رہنے کا ہی تو اُسکے قول کی تصدیق نہ کیجاوے گی لیکن اگر یہ بیان اقرار سے ملا کر کہا ہو تو تصدیق کیجاویگی یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کہاکہ فلان شخص کا مجھپر قرضہ ہی اور بیان کرنے سے انکار کیا تو قاضی اُس سے تعداد درجہ بدرجہ دریافت کرتا جاویگا یہانتک کہ عرف کے موافق اقل مرتبہ کہ جس سے کم پر قرضہ کا اطلاق نہین ہوتا ہے پہونچے پس اگر اسقدر کا اقرار کیا تو خیر ورنہ اسقدر خواہ مخواہ اُسپر لازم ہوگا اور زیادتی پر اُس سے قسم لیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کہاکہ یہ غلام فلان شخص کا ہے مین نے اُس سے خریدا ہی

اور ملا کر کلام بیان کیا اور خرید کے گواہ پیش کیے تو استحساناً مقبول ہونگے اور اگر سکوت کے بعد کہا کہ مین نے قبل اقرار کے اُس سے خرید اہی یا اُسنے مجھے ہبہ کیا ہی یا صدقہ دیا ہی تو اس امر پر اُسکے گواہ مقبول ہونگے یہ مبسوط مین ہے منتقی مین ہے کہ بشر رحمہ اللہ نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی کہ اگر اقرار کیا کہ میرے بھائی کے مجھپر ہزار درم ہین اور اس کا نام نہ بیان کیا تو یہ باطل ہے اور اگر نام لیا اور اُسکا کوئی بھائی اس نام کا ہے تو اسپر یہ لازم آویگا اور اگر کہا کہ میرے بیٹے کے اور اسکا نام نہ لیا اور اُسکا بیٹا معروف ہے مگر اُسنے کہا کہ میرا ایک دوسرا بیٹا ہے مین نے اُسی کو مراد لیا تھا تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر کسی بیٹے کا نام لیا ہے تو اُسکو دوسرے کی طرف مصروف کرنیکا اختیار نہین ہے اور اگر اس قبیل کے امور مین دو نام عمرو وعمر وو سالم وسالم متفق ہوجاوین تو اقرار قرضہ باطل ہوگا اور طلاق وعتاق واقع ہوجاوینگی اور اُسکو بیان کرنا چاہیے کہ ان متفقین مین سے کون مراد ہے یہ محیط مین ہے۔ الاصل یعنی قاعدہ یہ ہے کہ اگر اُسنے کوئی مقدار بیان کرکے دو صنفون مال کی طرف نسبت کیا تو دونون مین سے ہرایک کی نصف لیجاویگی کیونکہ اُسنے مقدار کو دونون کی طرف برابر نسبت کیا ہے پس برابر تقسیم ہوگی چنانچہ اگر دو شخصون کی طرف نسبت کرے تو دونون برابر تقسیم ہوتی ہے اور اضافت مین مساوات ہونا تقسیم مین بھی مساوات چاہتا ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر دس کپڑے ہروی و مروی ہین تو ہرایک مین سے نصف نصف واجب ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کہا مجھپر دو سو مثقال سونا و چاندی ہے تو ہرایک مین سے سو مثقال واجب ہوگی اور مقر لہ چاندی کو زیادہ نہین کرسکتا ہے اور جید وردی ہونے مین مقر کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم قرض وودیعت ہین تو وہ آدھے درم قرض کا ضامن ہے اور آدھے درم ودیعت ہونگے۔ اسیطرح اگر کہا کہ میری طرف زید کے ہزار درم مضاربت وقرض کے ہین توبھی یہی حکم ہے اور اگر اپنے اقرار سے ملا کر یون بیان کیا کہ اس مین سے تین سو درم قرض اور سات سو درم مضاربت کے ہین تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اگر جدا کرکے بیان کیا تو دونون مین سے آدھے آدھے رکھے جاوینگے کذا فی الحاوی اگر اقرار کیا کہ زید کے میرے پاس ہزار درم ہبہ وودیعت کے ہین تو سب ودیعت کے قرار دیے جاوینگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر اقرار کیا کہ زید نے مجھے تین کپڑے زطی ویہودی ودیعت دیے تھے تو اُسپر ایک زطی اور ایک یہودی لازم ہوگا اور تیسرے کپڑے کا بیان اُسی پر ہے خواہ زطی بیان کرے یا یہودی مگر قسم سے بیان معتبر ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھپر ایک قفیز گیہون وجو کی ہے الا ایک ربع تو اسپر تین چوتھائی قفیز واجب ہوگی ہرایک مین سے نصف نصف یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کہا کہ مجھپر ایک کر گیہون وجو وسمسم یعنی تل کا ہے تو ہرایک صنف مین سے ایک تہائی کر واجب ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اور اگر کہا کہ مجھپر نصف درم و دینار و ثوب ہے تو اُسپر ہرایک کا نصف لازم آویگا اسی طرح اگر کہا کہ مجھپر نصف کر گیہون وکر جو وکر چھوہارے کا ہے توبھی یہی حکم ہے اور اگر کہا کہ مجھپر نصف اس غلام واس باندی کا ہے توبھی یہی حکم ہے اور اگر یون کہا مجھپر اس کر کا نصف گیہون وکر شعیر ہے تو اُسپر شعیر یعنی جو کا پورا کر واجب ہوگا اسیطرح اگر کہا کہ مین نے فلان شخص سے نصف اُسکا غلام اور یہ باندی غصب کرلی توبھی باندی کامل واجب ہوگی اسیطرح اگر نصف درم اور یہ دینار کہا توبھی

یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جامع صغیر مین ہی کہ ایک شخص مر گیا اور ایک غلام چھوڑا پس غلام نے وارث سے کہا کہ تیرے
باپ نے مجھے آزاد کر دیا ہے اور زید نے کہا کہ میرے تیرے باپ پر ہزار درم قرضہ ہین پس وارث نے دونون سے کہا کہ تم
دونون نے سچ کہا تو امام اعظم رح کے نزدیک قرضہ مقدم ہوگا اور غلام اپنی قیمت کیواسطے سعی کریگا اور صاحبین رح
نے کہا کہ غلام پر سعایت واجب نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ ایک شخص کا ایک غلام ہے
اور دوسرے کی ایک باندی ہے پس دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کے حق مین شہادت دی کہ اسنے اپنے مملوک کو
آزاد کیا ہے اور دوسرے نے اسکے قول کی تکذیب کی پھر ہر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو خرید
جائز ہے اور ہر ایک کی طرف سے اسکی خریدی ہوئی بیع آزاد ہو جائیگی خواہ قبضہ کرے یا نہ کرے اور ہر ایک دوسرے کو
اپنی خریدی ہوئی چیز کی قیمت کی ضمان دیگا پس اگر دونون کی قیمت برابر ہو تو بدلا ہو جائیگا کوئی بھی دوسرے
سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر دونون مین سے کسی کی قیمت زیادہ ہو تو اسکا مالک دوسرے سے بقدر زیادتی لے لیگا
اسی طرح اگر ہر ایک نے دوسرے پر یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہے پھر بیع واقع ہوئی تو ہر ایک مملوک
کا آزاد ہونا بائع کے مرنے پر ہوگا اب مشتری کے مرنے سے متعلق نہ ہوگا اور ولاء موقوف رہیگی اور اگر ہر ایک نے دوسرے کے
مملوک کی نسبت گواہی دی کہ یہ خالد کا ہے اور یہ شخص معروف ہے اور دونون مین سے ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی
پھر ایک نے اپنے مملوک کے عوض دوسرے کا مملوک خریدا تو بیع جائز ہے اور ہر ایک نے جو مبیع خریدی ہے وہ مقرلہ یعنی خالد کو
مثلاً دیدے اور یہ اسوقت ہوگا کہ خالد نے دونون کی تصدیق کی ہو اور اگر تکذیب کی تو خالد کو دیدینے کے لیے کسی کو حکم نہ
کیا جائیگا اور نہ ہر ایک دوسرے کو اپنی شے خریدہ کی ضمان قیمت دیگا اور نہ بائع دوسرے سے اپنی مبیع کی قیمت لے سکتا ہے۔
اور اگر زید نے عمرو پر گواہی دی کہ اسنے اپنے مملوک کو مدبر کر دیا ہے اور عمرو نے زید پر گواہی دی کہ اسکی مقبوضہ چیز بکر کی ہے
اور اگر بکر اسکا مدعی ہے اور ہر ایک نے دوسرے کی تکذیب کی پھر دونون نے اپنے اپنے مملوک کے عوض باہم خرید کر لی
تو خالد اپنے مقربہ کو اسکے مشتری سے لے لیگا اور جسنے کہ مدبر ہونے کا اقرار کیا تھا اسکی خرید کردہ باندی مثلاً مدبر ہو جائیگی
اور ولاء اسکی موقوف رہیگی اور بیع جائز ہوگی۔ اور کوئی دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر ہر ایک نے دوسرے کی
نسبت یہ گواہی دی کہ اسنے اپنے مملوک کو مکاتب کر دیا ہے پھر دونون نے باہم بیع کر لی اور دونون نے قاضی کے پاس مرافعہ
کیا پس اگر دونون مملوکون نے مکاتب سے انکار کیا تو دونون محض مملوک رقیق رہگئے اور مطلقاً بیع جائز ہونیکا حکم کیا جائیگا
اور اگر دونون نے کتابت کا دعوی کیا تو قاضی دونون سے کتابت واقع ہونیکے گواہ طلب کریگا پس اگر ہر ایک نے گواہ
پیش کیے تو کتابت کا حکم ہو جائیگا اور بیع فسخ ہو جائیگی اور اگر دونون کے پاس گواہ نہون تو ہر ایک بائع سے اسکی بیع کی
نسبت قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے اسکو مکاتب نہین کیا تھا پس اگر دونون نے قسم کھالی تو بیع جائز ہوگی اور ہر ایک اپنے
اپنے مشتری کا غلام ہوگا اور اگر دونون نے قسم سے نکول کیا تو ہر ایک کے مکاتب ہونے کا حکم کیا جائیگا اور بیع فسخ
ہو جائیگی اور اگر دونون شخصون مین سے ایک نے دوسرے پر اسکے مملوک کے مدبر کرنیکی گواہی دی اور دوسرے نے
دوسرے کے مکاتب کرنے کی گواہی دی پھر باہم بیع کر لی پس جسنے مدبر کرنیکی گواہی دی تھی اسکا خرید کردہ اسکے

مال سے مدبر ہوگا اور اسکے بائع کے مرنے پر آزاد ہو جائیگا کیونکہ اُس نے اقرار کیا تھا اور اُسکی ولاء موقوف[له] رہیگی اور جسنے مکاتب کر دینے کی گواہی دی اُسکا خرید کردہ فسخ کتابت کے بعد مملوک ہوگا اگر مملوک کے پاس گواہ نہون تو اسکے بائع سے قسم لیجاویگی کہ مین نے بیع سے پہلے اسکو مکاتب نہین کیا تھا اور دونون شخصون مین سے کوئی دوسرے سے کچھ واپس نہین کر سکتا ہے اور اگر بائع نے قسم کھانے سے انکار کیا تو غلام اُسکے بائع کو واپس کر دیا جائیگا اور بیع فسخ کر دیجاویگی یہ تحریر شرح جامع کبیر مین ہے

کتاب الصلح

اس مین کیس[٢١] ابواب ہین

باب اول - صلح کی تفسیر شرعی اور اُسکے رکن و حکم و شرائط و انواع کے بیان مین قال المترجم مصالح صلح کرنے والا مصالح عنہ جس چیز سے صلح کی ہے یعنی مثلاً مدعی نے دعوے زمین یا ہزار درم کا کیا اور اس سے ہزار درم دیکر صلح کی تو صلح کرنیوالا مصالح ہے اور زمین یا ہزار درم مصالح عنہ اور ہزار درم جو صلح مین دیے وہ بدل الصلح ہے اُسکو مصالح علیہ بھی کہتے ہین مگر اختلاف اعتبار ہے - صلح کی تفسیر شرعی یہ ہے کہ صلح ایسا عقد ہے کہ جو باہمی رضامندی کے ساتھ جھگڑا دور کرنیکے واسطے موضوع ہوا ہے کذا فی النہایۃ اور رکن صلح کا پس ایجاب تو مطلقاً چاہیے اور قبول اُن چیزون مین جو معین کرنے سے متعین ہوتی ہین واجب ہے یہ عینی شرح ہدایہ مین ہے - پس اگر دعوی ایسی چیز مین واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین ہو سکتی ہے پس مدعا علیہ نے مدعی سے کہا صلح کن ازین دعوی با من بدرہم کہ بتو میدہم) یعنی اس دعوی سے میرے ساتھ ایکدرم پر صلح کرلے جو مین تجھے دیتا ہون پس مدعی نے کہا کہ مین نے کیا تو صلح تمام نہ ہوگی تا وقتیکہ طالب صلح یہ نہ کہے کہ مین نے قبول کی اسیطرح اگر دعوی ایسی چیز مین واقع ہوا جو معین کرنے سے متعین نہین ہوتی ہے جیسے درم و دینار اور طالب نے دوسری جنس پر صلح طلب کی تو بھی یون ہی ہونا ضرور ہے ولیکن اگر درم و دینار مین دعوی واقع ہو اور صلح بھی اسی جنس پر طلب کی تو صرف مدعی کے اسقدر کہنے سے کہ مین نے صلح کی صلح تمام ہو جائیگی مدعا علیہ کے قبول کی حاجت نہوگی کیونکہ یہ کسیقدر حق کے ساقط کرنیکے واسطے ہے اور ساقط کرنا فقط ساقط کرنے والے سے تمام ہو جاتا ہے یہ ذخیرہ مین ہے - ایجاب و قبول یہ ہے کہ مدعا علیہ کہے کہ مین نے تجھ سے اس بات سے اتنے پر صلح کی یا تیرے اس دعوے سے اتنے پر صلح کی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے قبول کیا یا مین راضی ہوا یا اور ایسے ہی الفاظ جو قبول و رضا پر دلالت کرتے ہین کذا فی البدائع - ایک شخص نے دوسرے پر کسی شے کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے کہا کہ بر چندین فضل کردم اور مدعی نے کہا کہ کرو تو اس مبلغ پر صلح کرنیوالا ہوگا یہ جواہر الفتاوے مین ہے اور حکم صلح کا یہ ہے کہ بدل مین ملک ثابت ہو جاتی ہے اور جس چیز سے صلح کی گئی ہے اُسمین بھی ملک ثابت ہوتی ہے بشرطیکہ وہ محتمل ہو مثل مال کے یا اُس سے بریت ہو جاتی ہے اگر محتمل ملک نہ ہو جیسے قصاص وغیرہ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ صلح اقرار پر ہو یعنی مدعا علیہ مقر ہو کر صلح کرے اور اگر اُسنے باوجود انکار کے صلح کر لی تو مدعی کیواسطے بدل صلح مین ملک

ثابت ہوتی ہے اور مدعا علیہ دعوی سے بری ہوتا ہے خواہ جس امر سے صلح کی گئی وہ مال ہو یا نہو یہ محیط سرخسی مین ہے - اور شرائط چند قسم کے ہین از انجملہ یہ ہے کہ صلح کرنیوالا عاقل ہو پس صلح مجنون اور طفل لا یعقل کی صحیح نہین کذا فی البدائع اور جو شخص نشہ مین ہو اسکی صلح جائز ہے یہ سراجیہ مین ہے - از انجملہ یہ ہے کہ جو شخص نابالغ کی طرف سے صلح کرنیوالا ہے وہ اس صلح سے اسکو کھلا ہوا ضرر نہ پہونچادے مثلاً ایک شخص نے ایک نابالغ پر قرضہ کا دعوی کیا پس نابالغ کے باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کی پس اگر مدعی کیواسطے گواہ دعوی موجود ہون اور جسقدر مال صلح مین باپ نے دیا وہ اُسکے حق کے برابر یا اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ اتنی زیادتی برداشت کر لیا کرتے ہین تو صلح جائز ہے اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو صلح جائز نہین ہے اور اگر باپ نے اپنا مال ذاتی دیکر صلح کرادی تو جائز ہے از انجملہ یہ ہے کہ نابالغ کی طرف سے صلح کرنیوالا ایسا شخص ہو جسکو نابالغ کے مال مین تصرف کا اختیار ہے جیسے باپ یا دادا یا وصی از انجملہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد نہو اور صاحبین رح کے نزدیک مرتد کی صلح نافذ ہے اور یہ اختلاف اس بنا پر ہے کہ مرتد کے تصرفات امام اعظم رح کے نزدیک موقوف رہتے ہین اور صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک نافذ ہوتے ہین اور مرتدہ عورت کی صلح بلا خلاف جائز ہے یہ بدائع مین ہے - اور بلوغ اور آزادی شرط نہین ہے پس ایسے لڑکے کی صلح جسکو اجازت تصرف ہے صحیح ہے بشرطیکہ اُسمین نفع ہو اور ضرر سے خالی ہو اور غلام ماذون سے بھی صحیح ہے بشرطیکہ اسمین اُسکی مصلحت ہو و لیکن بعض حق کے کم کرنے پر صلح کرنیکا اختیار نہین رکھتا ہے جسوقت کہ اُسکے پاس اپنے حق کے گواہ موجود ہون - اور مدت مقرر کر دینے کا مطلقاً اختیار رکھتا ہے اور عیب کیوجہ سے کسیقدر ثمن کم کر دینے کا بھی مختار ہے اور مکاتب سے بھی صلح کرنا یعنی مکاتب صلح کرے تو جائز ہے یہ غرر مین ہے - از انجملہ یہ ہے کہ جس چیز پر صلح ٹھہری ہے وہ مال معلوم ہو اگر اُسکے قبضہ کی احتیاج ہو - اور اگر اُسکے قبضہ کی احتیاج نہو تو شرط یہ ہے کہ وہ مال ہو خواہ معلوم ہو یا مجہول ہو یہ محیط مین ہے - اگر کسی مال عین پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہے مثل دار یا زمین یا غلام وغیرہ کے دعوی کیا اور کل یا بعض کا دعوی کیا اور مدعا علیہ مقر ہے یا منکر ہے یا ساکت ہے پس اگر صلح کسی قدر دراہم غیر معینہ پر واقع ہوئی تو اُسکی مقدار بیان کرنا شرط ہے اور کھرے درمون پر اس شہر کے چلن کے مطابق واقع ہوگی اور اگر شہر مین نقود مختلف رائج ہون تو اکثر جو رائج ہو اُسپر صلح واقع ہوگی اور اگر بعض درم بعض پر غالب نہون تو مطلق صلح جائز نہو گی جبتک کہ مقدار کے ساتھ کسی چلن کے درمون کو بیان نہ کرے اور درمون کی صلح فی الحال یا میعادی دونون طرح جائز ہے اور جس چیز پر صلح واقع ہوئی اُسکا مجلس مین جدا ہونے سے پہلے قبضہ کر لینا شرط نہین ہے - اور اگر درم معینہ ہون تو صلح جائز ہے اور اس مین قدر و وصف کے بیان کی ضرورت نہین ہے اور عقد صلح اُنکے عین کے ساتھ متعلق نہ ہوگا حتی کہ اگر صلح کرنیوالے نے اُنکو روک لیا اور اُنکے عوض اُنکے مثل دینے چاہے تو جائز ہے اور اگر دینے سے پہلے اُسکے پاس تلف ہو گئے یا اُنمین استحقاق ثابت کیا گیا تو عقد صلح باطل نہ ہوگا اور اُنکے مثل دیدیگا اور اگر تلف ہو جانیکے بعد اُنکی مقدار و وصف مین اختلاف کیا تو دونون باہمی قسم کھا لینے کے بعد صلح کو رد کر لینگے اور اسی طرح اگر دینار پر صلح واقع ہو تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہے - اور اگر اُسکے دعوی سے کسی کیلی مثل گیہون و جو کے یا وزنی

مثل لوہے و تانبے کے صلح ٹھہرائی پس اگر وہ معین ہے اور عقد کو اُسکی طرف نسبت کیا خواہ غائب ہو یا سامنے موجود ہے ولیکن مدعا علیہ کی ملک مین ہو تو صلح صحیح ہے اور یہ صلح اسقدر پر واقع ہو گی جسقدر اُسنے کیلی و وزنی کا نام لیا ہو اور اگر اُسکی طرف اشارہ کر دیا اور کیل و وزن بیان نہ کیا تو جائز ہو اور وہی عقد مین متعین ہو گا۔ اور اگر گیہون مین مدت مقرر کی پس اگر گیہون معین ہین تو باطل ہے صحیح نہین ہو ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے نقل کیا ہو۔ اور اگر گیہون وصف بیان کرکے اپنے ذمہ رکھے ہین تو اُس مین قدر و وصف کا بیان کرنا شرط ہے اور مدت کا بیان کرنا شرط نہین ہے ایسا ہی شیخ الاسلام خواہر زادہ نے ذکر کیا ہو اور اگر مدت بیان کر دی تو جائز ہو اور مدت ثابت ہو جائیگی۔ اور اگر کپڑون پر صلح ٹھہرائی پس اگر کپڑے معین ہون تو صلح جائز ہو اور اُسمین فقط اشارہ کر دینا شرط ہو اور کپڑے غیر معین ہین تو جبتک بیع سلم کی پوری شرطین ذکر نہ کرے صلح جائز نہو گی۔ اور اگر دعوی مدعی سے کسی حیوان پر یا ایسی چیز پر جسمین بسبب جہالت کے بیع سلم جائز نہین ہوتی ہے صلح قرار دی تو جبتک وہ معین نکرے صلح جائز نہو گی یہ شرح طحاوی مین ہو۔ از انجملہ یہ ہو کہ جسپر صلح ٹھہرائی ہے وہ مال متقوم یعنی قیمت دار ہو پس مسلمان کی طرف سے شراب یا سور پر صلح کرنا جائز نہین ہے اسیطرح ایک مٹکے سرکہ پر صلح ٹھہرائی پھر دیکھا تو وہ شراب تھی تو بھی جائز نہین ہو۔ از انجملہ یہ ہو کہ وہ مال صلح کرنے والے کی ملک ہو حتی کہ اگر کسی قدر مال پر صلح کی پھر وہ مال مدعی کے ہاتھ سے استحقاق ثابت کرکے لیا گیا تو صلح صحیح نہوئی یہ بدائع مین ہو اور از انجملہ یہ ہے کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہے وہ ایسا ہو کہ اُسکا عوض لینا مال یا غیر مال سے جائز ہو جیسے قصاص خواہ معلوم ہو یا مجہول ہو یہ محیط مین ہے اور از انجملہ یہ ہے کہ جس امر سے صلح ٹھہرائی ہو وہ بندہ کا حق ہو حق اللہ تعالی نہو خواہ مال عین یا دین یا سوائے اُن دونون کے کوئی حق ہو پس اگر حد زنا یا سرقہ یا شراب خواری سے صلح کی اسطور سے کہ ایسے شخص کو کسی نے پکڑا اُسنے اس امر پر صلح ٹھہرائی کہ مجھ سے اسقدر مال پر صلح کرلے اور مجھے حاکم کے پاس نہ لیجا تو یہ صلح باطل ہے یہ بدائع مین ہے۔ اگر ایک چور نے کسی کے گھر سے مال چوری کا باہر کر دیا پھر اپنے گھر مین سے اُسنے چور کو پکڑا پس چور نے کسیقدر مال معلوم پر صلح کر لی یہانتک کہ اُسنے ہاتھ روک لیا تو چور پر مال واجب نہو گا اور وہ خصومت سے بری ہو جائیگا جبکہ اُسنے چوری کا مال اُسکے مالک کے حوالہ کر دیا اور اگر یہ صلح قاضی کے پاس مرافعہ کرنیکے بعد واقع ہوئی پس اگر لفظ عفو[1] کے ساتھ صلح کی تو بالاتفاق صلح صحیح نہین ہے اور اگر لفظ ہبہ یا براءت کیساتھ واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اور اگر وہ چیز جسکی وجہ سے صلح کی ہے ایسی ہو کہ اُسکا عوض لینا جائز نہین ہوتا ہے جیسے حق شفعہ و حد قذف اور کفالت بالنفس تو اُس سے صلح کرنی جائز نہو گی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر حد قذف سے قاضی کے پاس پیش ہونے سے پہلے صلح کر لی تو بدل صلح واجب نہوگا اور حد ساقط نہ ہو گی یہ سراج الوہاج مین ہو۔ اگر کسی گواہ سے جو ہر گواہی دینا چاہتا ہو مال دیکر صلح کر لی کہ مجھپر گواہی نہ دے تو یہ باطل ہو کیونکہ حقوق اللہ تعالی سے صلح کر لینا باطل ہوتا ہو اور جو گواہ نے لیا ہو اُسکو پھیر دینا واجب ہو اور تعزیر سے صلح جائز ہے یہ بدائع مین ہو اور جس امر پر بعد اختلاف کے ائمہ خوارزم کا فتوی قرار پایا ہے وہ یہ ہے کہ ایسے دعوی فاسد سے جسکی تصحیح ممکن نہین ہو صلح کر لینا صحیح نہین ہو اور

[1] یعنی قطع سے درگذر کرنا اور بخش دینا ۱۲

جس دعوی فاسد کی تصحیح ممکن ہو مثلاً کسی حد کا حدود میں سے ذکر کرنا چھوڑ دیا یا ایک حد کو غلط بیان کیا تو اُس سے صلح
کرنا جائز ہو یہ وجیز کردری مین ہو۔ اور صلح کے انواع بحسب مدعا علیہ کے تین ہین کذا فی النہایہ ایک صلح باقرار مدعا علیہ
دوسری صلح بسکوت یعنی مدعا علیہ نہ اقرار کرے اور نہ انکار کرے اور تیسری صلح مع انکار یعنی مدعا علیہ دعوی مدعی سے انکار
کرے اور پھر بھی صلح کرے اور یہ سب جائز ہین۔ پس اگر صلح باوجود اقرار مدعا علیہ کے واقع ہوئی تو اسمین وہی چیزین معتبر
ہونگی جو بیع مین معتبر ہوتی ہین اگر صلح دعوی مال سے بعوض مال کے واقع ہوئی پس اسمین شفعہ جاری ہوگا اگر دعوی
عقار مین واقع ہوا ہو اور اُس سے صلح ہوئی ہے اور عیب کیوجہ سے واپس ہوگا اور خیار رویت اور شرط ثابت ہوگا اور
بدل کے مجہول ہونے سے صلح فاسد ہوگی اور مصالح عنہ کی جہالت سے صلح فاسد نہوگی اور بدل کے سپرد کرنے پر قادر ہونا
شرط ہوگا یہ ہدایہ مین ہو۔ اور اگر مصالح عنہ اور بدل الصلح دونون نقد ہون تو جو بیع صرف مین معتبر ہے وہی انکی صلح مین
معتبر ہوگا حتی کہ اگر جسپر صلح قرار پائی ہو اسکو مجلس صلح مین اپنے قبضہ مین نہ لیا تو صلح باطل ہوگی یہ تہذیب مین ہے۔ اور
اگر مال سے بعوض منافع کے صلح واقع ہوئی تو شروط اجارات معتبر ہونگے پس اُس مین مدت مقرر کرنا شرط ہوگی اور مدت
کے اندر کسی ایک کے مرنے سے صلح باطل ہو جائیگی کذا فی الہدایہ۔ حتی کہ اگر کسی بیت معین مین کسی مدت معلوم تک رہنے پر
صلح کی تو جائز ہو اور اگر مدت کیواسطے ابداً یعنی ہمیشہ کو کہا یا یہ کہا کہ مرتے دم تک رہونگا تو یہ جائز نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر
دعوی بھی منفعت کا ہو اور صلح بھی منفعت پر ہو پس اگر دونون منفعتین دو جنس مختلف کی ہون مثلاً کسی گھر کے سکونت کے
دعوی سے کسی غلام کیخدمت لینے پر صلح کر لی تو بالاجماع جائز ہے اور اگر دونون جنس واحد کی ہون تو ہمارے نزدیک
جائز نہین ہو یہ بدائع مین ہے۔ اور جو صلح سکوت یا انکار سے ہوتی ہے وہ حق مدعا علیہ مین قسم کا فدیہ اور قطع خصومت
کیواسطے ہو اور مدعی کے حق مین معاوضہ کے معنی مین ہوتی ہو کذا فی الہدایہ۔ اور صلح کے اقسام باعتبار مصالح علیہ اور
مصالح عنہ کے چار ہین کیونکہ یا تو مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونون معلوم ہونگے مثلاً زید کے مقبوضہ دار مین عمرو نے حق
معلوم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے مال معلوم پر صلح کر لی اور یہ صلح جائز ہو یا مصالح عنہ اور مصالح علیہ دونون مجہول
ہونگے اور اسمین دو صورتین ہین یا تو اسمین دینے و لینے کی حاجت نہو گی مثلاً زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر کسی حق
مجہول کا دعوی کیا اور عمرو نے بھی زید کی مقبوضہ زمین پر کسی حق مجہول کا دعوی کیا اور دونون نے حق کو بیان نہ کیا
پھر دونون نے باہم اس شرط پر صلح کر لی کہ ہر ایک اپنا دعوی چھوڑ دے تو یہ جائز ہو۔ اور اگر دینے و لینے کی ضرورت ہو
مثلاً یون صلح کی کہ ایک اپنے پاس سے کسیقدر مال دے اور اُسکو بیان نہ کیا اس شرط پر دیوے کہ دوسرا اپنا دعوی
چھوڑ دے یا دوسرا اُسکے دعوی کے موافق دیدے تو یہ جائز نہین ہو۔ یا مصالح عنہ مجہول اور مصالح علیہ معلوم ہو اور اُسکی
بھی دو صورتین ہین اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنیکی ضرورت ہو دے مثلاً زید کے مقبوضہ دار مین اپنے حق مجہول کا دعوی کیا
اور دونون نے اسطرح صلح کر لی کہ مدعی کسیقدر مال معلوم مدعا علیہ کو دے تاکہ مدعا علیہ مدعی کو اُسکے دعوے کے
موافق حق اُسکو سپرد کر دے تو یہ جائز نہین ہو اور اگر مصالح عنہ کے سپرد کرنیکی ضرورت نہو مثلاً اسیصورت مین مدعا علیہ
نے کسیقدر مال معلوم دیکر اس شرط پر صلح کی کہ مدعی اپنا دعوی چھوڑ دے تو یہ جائز ہے۔ یا مصالح عنہ معلوم اور

مصالح علیہ مجہول ہو تو اُسکی بھی دو صورتین ہین اگر اُسمین دینے و لینے کی ضرورت ہو تو جائز نہین ہی اور اگر دینے و لینے کی ضرورت نہو تو جائز ہی اور قاعدہ کلیہ اس مقام پر یہ ہے کہ نفس جہالت کیوجہ سے عقد صلح فاسد نہین ہوتا ہی بلکہ اس سبب سے فاسد ہوتا ہے کہ بسبب جہالت کے لینا و سپرد کرنا ممکن نہین اُسمین جھگڑا پیدا ہوگا پس جن صورتون مین باوجود جہالت کے دینے لینے کی ضرورت نہین ہے وہان جھگڑا پیدا ہونے کی کوئی وجہ نہین پس جہالت صلح کی صحت مانع نہو گی اور جن صورتون مین لینے و دینے کی ضرورت ہے بسبب جہالت کے جھگڑا پیدا ہوگا پس صلح جائز نہو گی یہ نہایہ مین ہی۔ اور اگر قرضہ سے صلح کی تو اُسکا حکم ثمن کا ہے جیسے بیع مین ثمن ویسے ہی صلح مین بدل صلح ہوگا اور اگر مال عین سے صلح کی تو اُسکا حکم مبیع کا ہے پس جو چیز بیع مین ثمن یا مبیع ہو سکتی ہے وہ صلح مین بدل ہو گی ورنہ نہین ہو گی کذا فی المحیط

دوسرا باب دین مین صلح کرنے اور اُسکے متعلق شرائط مثل مجلس صلح مین بدل پر قبضہ شرط ہونے وغیرہ کے بیان مین

زید کے عمرو پر ہزار درم ہین اُسنے پانچسو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ فتاوی صغری مین ہے۔ اور اگر زید کے ہزار درم اسود ہون اور پانچسو درم ابیض پر صلح کی تو جائز نہین ہے بخلاف اسکے اگر ابیض ہون اور اس سے ادون اسود پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی۔ اور اگر سو درم اسود ہون اور اُسنے پچاس درم غلہ پر صلح کر لی تو جائز ہے خواہ نقد یا کوئی مدت مقرر کی ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم غلہ کے آتے ہون اُسنے پانچسو درم بخیہ پر صلح کی اور مجلس صلح مین ادا کر دیے تو امام اعظم و امام محمد دوسرے قول امام ابو یوسف مین جائز نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر ہزار درم غلہ کے ہون اُتنے ہزار درم بخیہ پر صلح کر لی اور فی الحال دینے کی شرط کی پس اگر قبل افتراق کے قبضہ کر لیا تو جائز ہے ورنہ اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر مدت مقرر کی تو بھی صلح باطل ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنے ذمہ کے درمون سے دینارون پر یا اسکے برعکس صلح قرار دی تو بدل پر قبضہ کرنا شرط ہی۔ اور اگر دینارون سے جو ذمہ مین اُنسے کم دینارون پر صلح کی تو قبضہ شرط نہین ہی اور اگر ذمہ کے سو درم سے دس درم پر بوعدہ ایک ماہ کے صلح کی تو جائز ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر ہزار درم سیاہ اُسپر فی الحال ہون اور اُسنے ہزار درم بخیہ پر صلح کر لی اور مدت مقرر کی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم سیاہ میعادی ہون اور اُسنے ہزار درم بخیہ نقد دینے پر صلح کی تو جائز ہے اگر اسی مجلس مین قبضہ کر لیا ہو یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر جید درم ہزار فی الحال ہون اُنسے ہزار درم نبہرہ پر میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہی ولیکن اگر اصل مال قرض ہو اور اُس سے پانچسو درم پر مدت مقرر کر کے صلح کی تو مدت صحیح نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اگر ہزار درم بخیہ میعادی ہون اُسنے ہزار درم سیاہ فی الحال دینے پر صلح کر لی تو یہ جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم میعادی ہون اُسنے پانچسو درم نقد دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہی کذا فی الهدایۃ۔ اگر زید کے عمرو پر ہزار درم سپید چاندی کے ہین اُسنے پانچسو درم سیاہ پر میعادی صلح کی تو جائز ہی اور اگر پانچسو درم مضروبہ وزن سبعہ پر میعادی صلح کی تو جائز نہین ہے پس حاصل یہ ہی کہ اگر اُسنے حق سے جید اور کم مقدار پر صلح کی تو نہین جائز ہے اور اگر حق سے مقدار و جودت مین کم پر صلح

کی یا اُسکے مثل حق سے جودت اور کم مقدار پر صلح کی تو جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان میں ہے اور اگر ایک شخص کے دوسرے پر
سو درم و سو دینار رہیں اُسنے پچاس درم و دس دینار پر ایک ماہ کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اسیطرح اگر پچاس درم
پر نقد یا میعادی صلح کی تو بھی جائز ہے اسیطرح اگر پچاس درم چاندی سفید تبر پر نقد یا میعادی صلح کی تو بھی جائز ہے
یہ مبسوط میں ہے اور شیخ الاسلام نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ جیسا حق اُسپر ہے تبر جودت میں اُسکے برابر یا کم ہو تو
یہ حکم ہے اور اگر تبر اُس سے جید ہو تو جائز نہیں ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر اُسپر سو درم بخیہ اور دس دینار ہوں اُسنے
پچاس درم سیاہ پر فی الحال یا میعادی صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر اُسپر سو درم و دس دینار ہوں ان سے
سو درم و دس دینار پر میعادی صلح کی تو جائز نہیں ہے اور اگر دونوں پر صلح کی اور دونوں اُسکو دیدیے تو جائز ہے
اور اگر دس درم قبل افتراق کے قبضہ کر لیے اور سو درم باقی رہے تو جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار
درم ہیں کہ اُنکا وزن نہیں معلوم ہے پس اُنسے ایک کپڑے یا عرض معین پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر کچھ معلوم درموں پر صلح
کی تو استحساناً جائز ہے اسیطرح اگر کچھ مدت مقرر کی تو بھی جائز ہے اور بعض سے ابراء اور باقی کے واسطے میعاد قرار دیجائیگی
یہ فتاوی قاضیخان میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم معلومۃ الوزن ہیں اُسنے درم مجہولۃ الوزن ادا کیے تو جائز
نہیں ہے اور اگر صلح میں دیے تو جائز ہے اور اسی پر عمل کیا جاویگا کہ یہ حق سے کم ہیں یہ خلاصہ میں ہے۔ ایک شخص کے دوسرے
پر ہزار درم ہیں اُسنے سو درم پر ایک مہینے کے وعدہ پر اور دو سو درم پر ایک مہینہ تک نہ دے صلح قرار دی تو جائز
نہیں ہے یہ وجیز کردری میں ہے ایک شخص پر کسیقدر دینار کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پس باہم دونوں نے کچھ دیناروں
معلومہ پر کہ بعض اُسکے نقدی اور بعض میعادی ٹھہرے ہیں صلح کر لی تو صحیح ہے یہ جواہر الفتاوی میں ہے۔ اگر کسی نے
دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اُسنے اپنے ذمہ کچھ اناج مقرر کرکے صلح کر لی خواہ اُسمیں میعادی لگائی یا نہیں لگائی اور
قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح باطل ہے اور اگر ذمہ کے درموں سے ایک کر گیہوں معین پر صلح کر لی اور قبضہ سے
پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر ایک کر گیہوں سے جو ذمہ ہیں دس درم پر صلح کی پس اگر دس درم پر قبضہ کیا تو جائز
ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو باطل ہے یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر ایک کر گیہوں قرض سے دس درم پر صلح کی پھر پانچ درم
پر قبضہ کرکے جدا ہو گئے تو بحساب قبضہ کے آدھے کر کی صلح باقی رہی اور بحساب باقی کے آدھے کر کی صلح باطل ہو گئی اور اگر
ایک کر جو معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہوں اگر جدائی سے پہلے دونوں
نے باہمی قبضہ کیا تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح فاسد ہو گئی یہ مبسوط میں ہے۔ اگر اُسپر ایک کر گیہوں
ہوں پس آدھے کر گیہوں اور آدھے کر جو غیر معین پر میعادی صلح کی تو جائز نہیں ہے اور گیہوں اُسپر نقدی رہینگے
اور اگر میعاد مقررنہ کی یا جو بعینہ قائم ہوں اور گیہوں غیر معین ہوں تو جائز ہے اسیطرح اگر جو غیر معین ہوں اور
اسی مجلس میں قبضہ کر لیا تو بھی جائز ہے۔ اسیطرح اگر گیہوں میعادی ہوں اور نصف کر جو نقدی غیر معین ہوں پس
اگر جدا ہو گئے اور گیہوں اُسکو دیے گئے اور جو نہیں دیے گئے تھے تو صلح بقدر حصۂ جو کے فاسد ہے یہ محیط میں ہے۔ اگر
کسی کے اوپر دس درم اور دس قفیز گیہوں تھے اُسنے گیارہ درم پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونوں جدا ہو گئے تو صلح

بقدر ایکدرم کے باطل ہوگئی یہ سراجیہ مین لکھا ہے۔ اگر دو شخصون کے ایک شخص پر ایک کر گیہون قرض ہون پس ایک نے اُس سے اپنے حصہ سے دس درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اپنے شریک کو خواہ چوتھائی کر دیدے یا پانچ درم دیدے یہ مبسوط مین ہے۔ دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم ہین پس اگر دین ایک ہی شخص کے عقد سے واجب نہ ہوا ہو بلکہ دونون مثلاً دین میعادی کے کسی مورث سے وارث ہوے ہون پس ایک نے اُس سے سو درم پر نقد لیکر صرف اس امر پر صلح کی کہ اپنے باقی حصہ چارسو درم کیواسطے ایک سال تک تاخیر دے تو سو درم جو اُسنے وصول کیے ہین دونون مین برابر تقسیم ہونگے اور تاخیر اُسکے حصہ یعنی چارسو درم کی باطل ہی یہ قول امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا ہے حتی کہ اگر دوسرے شریک نے کچھ وصول کیا تو اس صلح کرنیوالے کو اسمین شرکت کا اختیار ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اُسکے حصہ کی تاخیر جائز ہے اور اگر یہ قرضہ دونون مین سے ایک کے فعل سے واجب ہوا ہے مثلاً یہ دونون بطور شرکت عنان کے شریک ہون پس اگر اُس شخص نے تاخیر دی جسکے فعل سے دین واجب ہوا ہے تو پورے قرضہ مین مہلت دینا جائز ہے اور اگر اس شخص نے تاخیر دی جسکے فعل سے دین واجب نہین ہوا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک اُسکے حصہ کی بھی تاخیر صحیح نہین ہے اور صاحبین رح کے نزدیک صحیح ہے۔ اور اگر دونون مین مفاوضہ[له] کی شرکت ہو اور ایک نے مفاوضہ کے قرضہ مین میعاد دیدی تو دونون مین سے کوئی مدت دے سب کے نزدیک بالاتفاق صحیح ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کوئی قرضہ دو شریکون مین مشترک ہو اور ایک شریک اپنے حصہ سے ایک کپڑے پر صلح کرے تو شریک کو اختیار ہے کہ چاہے اُس کپڑے مین آدھا کپڑا اس شرط پر لے کہ چوتھائی قرضہ کا شریک ضامن ہو یا چاہے تو قرضدار سے آدھا قرضہ وصول کر لے۔ اور اگر ایک شریک نے اپنا پورا حصہ آدھا حصہ وصول کر لیا تو اُسکے شریک کو اختیار ہے کہ اس مقبوضہ مین شریک ہو جاوے پھر دونون ملکر باقی قرضہ کو قرضدار سے وصول کر لین یہ کافی مین ہے۔ اگر دو شخصون کے ایک شخص پر ہزار درم بخیہ ہون پھر ایک نے اپنے حصہ سے پانچسو درم زیوف یا پانچسو درم سیاہ پر صلح کر لی تو شریک کو اختیار ہے کہ ان دونون مین آدھے کا اُسکا شریک ہو جاوے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر قرضدار پر دو شخصون کے دو مال ہون ایک کے دراہم اور دوسرے کے دینار ہون اور دونون نے اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے اور سو درم دونون کو بحساب درم و دیناروں کی قیمت کے تقسیم ہونگے پس جسقدر درم دیناروں کے پرتے مین پڑین وہ بیع صرف ہونگے اُسمین اُسی مجلس مین قبضہ شرط ہوگا اور جسقدر درمون کے پرتے مین پڑین وہ بعض حق کا استیفا اور بعض کا ساقط کرنا ہی کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دو شخصون پر ہزار درم قرض کا دعوی کیا پھر دونون نے اُس سے سو دینار کسی مدت کے وعدہ پر صلح کر لی تو جائز نہین ہے خواہ صلح اقرار پر یا انکار پر واقع ہوئی اور اگر دونون نے کسی قدر اناج پر جو ذمہ مقرر کیا میعادی یا غیر میعادی صلح قرار دی تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہون اور اُس سے ایک خاص غلام پر صلح کر لی تو جائز ہی اور غلام طالب کا ہے اُسمین اُسکا عتق جائز ہے اور مطلوب کا عتق اُسکے حق مین جائز نہوگا اور اگر مطلوب کے قبضہ مین طالب کے سپرد کرنے سے پہلے مر گیا تو مطلوب کا مال گیا اور طالب اپنا قرضہ وصول کر لیگا۔ اسیطرح ہر شئے

[له] [illegible]

معین جسمین قبضہ سے پہلے دونون کا افتراق باطل نہین کرتا ہی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر دونون نے ایک دوسریکی تصدیق کی کہ قرضدار پر کچھ قرضہ نتھا توجسکو غلام دیا گیاہے وہ مختار ہے چاہے غلام واپس کردے یا ہزار درم دیدے اور غلام اپنے پاس رہنے دے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر ہزار درم سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ میرے ہاتھ ایک کپڑا فروخت کرے تو صحیح نہین ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر کسی شخص پر قرضہ کا دعوی کیا پھر باہم ایک گھر پر اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ قرضدار اُسمین ایک سال رہکر پھر مدعی کے سپرد کردے تو جائز نہین ہے اسیطرح اگر ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ غلام ایک سال تک مدعا علیہ کی خدمت کرے تو بھی صلح فاسد ہوگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص کے دوسرے پر سو دینار نیشاپوری تھے اسنے سو دینار بخاری پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صحیح یہ ہے کہ قبضہ شرط نہین ہے اور صلح باطل نہوگی اور اُسکے برعکس صورت ہو تو بلا خلاف بدل الصلح پر قبضہ کرنا شرط ہوگا کذا فی الذخیرہ نجم الدین نسفی سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر ایسے ہزار درم کا جن مین چاندی نہین ہے دعوی کیا اور سو درم غطریفی پر صلح کر لی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو فرمایا کہ صلح باطل ہو جائیگی اور یہ جواب ایسی صورت مین ہے کہ دعوی ایسے درم مین واقع ہوا جو اُسکے ذمہ تھے اور اگر معین درمون مین دعوی کیا ہو تو جائز ہے یہ محیط مین ہے جس شخص پر میعادی قرضہ ہو اگر اُسنے میعاد سے پہلے قرضہ ادا کر دیا پھر مقبوضہ طالب کے پاس استحقاق ثابت کرکے لے لیا گیا یا اُسکو طالب نے نبہرہ یا زیوف یا ستوق پاکر واپس کر دیا تو مال پھر وہی میعادی ہوگا یعنی صلہ ۱۲ اسی طرح اگر اُسکے ہاتھ کوئی غلام فروخت کیا یا کسی غلام پر صلح کی اور غلام پر قبضہ کر لیا پھر اس مین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد معلوم ہوا یا بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس کیا تو مال قرضہ پھر میعادی عود کریگا اور اگر یہ خواہش کی کہ صلح کا اقالہ اُس حال پر ہو جو صلح سے پہلے تھا یا عیب سے واپس کرنا بغیر حکم ہو تو پھر مال میعادی ہوگا اور اگر اقالہ یا عیب کی وجہ سے بدون حکم قاضی کے واپس کرنے مین میعاد کا نام نہ لیا تو مال فی الحال لازم آویگا کذا فی فتاوی قاضیخان۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ایک کر گیہون عرض ہون اور اُسنے اُس سے ایک کر جو پر صلح کر لی اور اُسکو دیدیے پھر مدعی نے جو مین عیب پاکر بعد افتراق کے واپس کیے پس اگر مجلس واپسی مین بدل نہ لیا تو بالاجماع صلح باطل ہو جائیگی اور اگر دوسرے اُسی مجلس واپسی مین بدل لیے تو بھی امام اعظم رح کے نزدیک یہی حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک صلح اپنے حال پر باقی رہیگی اور ایسا ہی اختلاف ہر ایسے عقد مین ہے جو بدون قبضہ کے جدا ہو جانے سے باطل ہو جاتا ہے اور اُسمین عیب پاکر واپس کیا ہو جیسے بیع صرف و سلم کذا فی المحیط۔ اگر ایک شخص پر ہزار درم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور اُسنے سو درم پر صلح کی اور مدعی نے کہا کہ مین نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جو میرے تجھپر آتے تھے سو درم پر صلح کی اور باقی سے تجھے بری کر دیا تو جائز ہے اور مدعا علیہ باقی سے قضاءً و دیانۃً بری ہو جائیگا اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھسے ہزار درم سے سو درم پر صلح کی اور یہ نہ کہا کہ مین نے تجھے باقی سے بری کیا تو قضاءً بری ہو جائیگا اور دیانۃً بری نہوگا یعنی اگر واقع مین اُسپر ہزار درم آتے ہین تو عند اللہ بری نہوگا یہ فتاوی ظہیریہ مین ہے۔ اور اگر مطلوب نے ہزار درم ادا کر دیے ہین اور طالب نے انکار کیا پھر سو درم لیکر اُس سے صلح کی تو مطلوب کا یعنی قرضدار ۱۲ ادا کر دینا جائز رہا اور طالب کو حلال نہین ہے کہ اُس سے سو درم لے لے حالانکہ جانتا ہو کہ اُس نے ادا کر دیے ہین

یہ فتاوے قاضیخان مین ہے - اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ثمن بیع کے میعادی ہون اور طالب نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مجھے کوئی کفیل دے اور مین ایک سال تک بعد میعاد کے تاخیر دونگا تو یہ جائز ہے اور یہ استحسان ہے اور اسیطرح اگر کوئی کفیل موجود ہو اور اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ یہ کفیل بری ہے یا اس کفیل کے ساتھ دوسرا کفیل داخل کفالت ہو اور بعد میعاد کے ایک مہینہ کی تاخیر دیگا تو بھی جائز ہے اور اگر اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال مجھے اب دے اور باقی کیواسطے مین بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دونگا تو فاسد ہے - اور اگر طالب نے بدون صلح کے اُسکو بعد میعاد کے ایک سال تک تاخیر دی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے - ایک کے دوسرے پر ہزار درم تھے اُسنے کہا کہ کل کے روز تو مجھے ان مین سے پانچسو درم دیدے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہے اُسنے ایسا ہی کیا تو بری ہو جائیگا اور اگر دوسرے روز اُسکو پانچسو درم ندیے تو پورے ہزار درم امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک عود کرینگے یہ کافی مین ہے - اور اگر یون کہا کہ مین نے پانچسو درم تیرے ذمہ سے کم کردیے اس شرط پر کہ تو پانچسو درم مجھے نقد دیدے اور اسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا تو بالاتفاق اگر قرضدار نے اُسکو قبول کیا تو پانچسو درم سے بری ہو جائیگا خواہ باقی پانچ سو درم اسکو دیے یا نہ دیے ہون - اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے پانچسو درم اس شرط سے کم کردیے کہ تو باقی پانچسو درم مجھے آج دیدے اور اگر آج ندیے تو تجھپر پورا مال بحالہ رہیگا اور قرضدار نے اُسکو قبول کرلیا تو بالاتفاق سب ائمہ کے نزدیک اگر پانچسو درم اُسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہو گیا اور اگر اُسی روز نہ دیے تو بری نہوگا اور اگر کہا کہ مین نے تیرے ذمہ سے پانچسو درم اس شرط پر کم کردیے کہ باقی تو مجھے آج ہی ادا کردے اور اس سے زیادہ نہ کہا اور قرضدار نے قبول کرلیا تو امام ابو حنیفہ و امام محمد رح کے نزدیک اگر اُسی روز دیدیے تو باقی سے بری ہوا ورنہ بری نہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے - اگر کہا کہ ہزار درم مین سے پانچسو درم سے مین نے تجھے بری کیا بشرطیکہ پانچسو درم تو مجھے کل کے روز دیدے تو بری کرنا واقع ہو جائیگا خواہ پانچسو درم دے یا ندے یہ ہدایہ مین ہے - اگر زید کے کسی شخص پر ہزار درم ہون اُسنے پانچسو درم پر اُس سے صلح کرلی اس شرط پر کہ مجھے دیدے اور پانچسو درم صلح کے ادا کا کوئی وقت مقرر نہین کیا تو صلح جائز ہے اور باقی درمون کی اسکی طرف سے حط صحیح ہو گی اور اگر کہا کہ مین نے تجھسے پانچسو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ تو باقی مجھے آج ہی دیدے پھر اگر تو نے مجکو ندیے تو ہزار درم تجھپر بحالہ رہینگے پس اگر اُسنے پانچسو درم اُسی روز دیدیے تو صلح پوری ہو گئی اور اگر نہ دیے اور وہ دن گذر گیا تو پورے ہزار درم اُسپر واجب رہینگے - اور اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچسو درم پر تجھ سے صلح کی اس شرط پر کہ تو آج ہی مجھے دیدے اور یہ نہ کہا کہ اگر تو آج ندیگا تو تجھپر ہزار درم پورے رہینگے پس اگر اُسی روز پانچسو درم دیدیے تو بالاجماع باقی سے بری ہو جائیگا اور اگر نہ دیے اور دن گذر گیا تو امام اعظم و امام محمد رح کے نزدیک پورے ہزار درم اسپر عود کرینگے یہ شرح طحاوی مین ہے - اگر کہا کہ مین نے ہزار درم سے پانچسو درم پر تجھ سے صلح کی جنکو تو مجھے کل کے روز دیدیگا اور تو زیادتی سے بری ہوگا بشرطیکہ اگر تو نے کل کے روز ندیے تو ہزار پورے تجھپر بحالہ رہینگے پس اگر پانچ سو درم دیدیے تو ابراء پورا ہو گیا اور اگر نہ دیے تو بالاجماع ابراء باطل ہوگا یہ کافی مین ہے - اگر کہا کہ مجھے پانچسو درم ادا کردے اس شرط پر کہ تو زیادتی سے بری ہے اور ادا کردینے کا کوئی وقت مقرر نہین کیا تو ابراء صحیح ہے اور پورا قرضہ عود نہ کریگا یہ ہدایہ مین ہے - اور اگر کہا کہ مین نے

لہ جنکو مطالبہ کا حق ہون مین مہلت دینا ہر طرح جائز ہے ۱۲

تجھ سے پانچسو درم کم کر دیے اگر تو نے مجھے پانچسو درم ادا کر دیے تو کم کرنا صحیح نہین ہے خواہ پانچسو درم دیے ہون یا نہ دیے ہون اور یہ بالاتفاق ہے اسیطرح اگر قرضدار یا کفیل سے کہا کہ جسوقت ہزار مین سے تو نے پانچسو درم ادا کر دیے یا جب ادا کر دے یا اگر تو نے دیدیے تو باقی سے بری ہے تو یہ سب باطل ہین باقی سے بری نہوگا اگرچہ پانچسو درم ادا کر دے خواہ لفظ صلح ذکر کیا ہو یا نہ کیا ہو یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر دو شریکون مین سے کسی ایک نے کسیقدر حط کیا پس اگر یہ شریک عقد کرنے والا تھا تو حط کرنا خواہ کل کا حط کرے یا بعض کا امام اعظم رحمہ اللہ تعالی و امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک صحیح ہے اور اپنے شریک کے حصہ کا ضامن ہوگا اگر کل حط کرے اور اگر یہ شخص عقد کرنیوالا نتھا تو سب کے نزدیک اپنے حصہ کا حط کرنا جائز ہے اور اپنے شریک کے حصہ سے بری کرنا سب کے نزدیک جائز نہین ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے

تیسرا باب۔ مہر و نکاح و خلع و طلاق و نفقہ و سکنی[1] سے صلح کرنیکے بیان مین۔ ایک شخص نے ایک عورت سے ایک غلام یا باندی پر نکاح کیا پھر اُس سے ایک معین بکری پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر بکری اُدھار ہو تو جائز نہین ہے اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز پر صلح کی پس اگر وہ معین ہے تو جائز ہے اور اگر غیر معین ہو پس اگر اُدھار ہو تو جائز نہین ہے اور اگر نقد ہے پس اگر اُسی مجلس مین دیدے تو جائز ہے اور اگر اُسی مجلس مین ندے تو جائز نہین ہے۔ اور اگر خادم سے اُدھار درمون پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی خادم معین پر صلح کی اور خادم کے ساتھ کچھ درم معین زیادہ کیے اور دونون پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر کسی عرض معین پر صلح کر کے وہ عرض اسکو دیدیا پھر دخول سے پہلے اسکو طلاق دیدی تو عورت کو خیار ہوگا اگر چاہے تو خادم کی آدھی قیمت اُسکو دیدے یا نصف عرض دنیا ہی دیدے اور اگر مہر کی باندی کے عوض اُسنے خریدا ہو تو بلا خیار اُسکو باندی کی آدھی قیمت دینی پڑیگی۔ اور اگر عورت نے شوہر سے درمون پر صلح کی ہو تو آدھے درم مقبوضہ واپس کریگی۔ اسی طرح اگر اسکو شوہر نے ایک درمیانی خادم دیا ہو اور قبل دخول کے اسکو طلاق دیدی تو عورت اُسکو آدھی باندی بلا خیار واپس دیگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی عورت سے ایک بیت و خادم پر نکاح کیا پھر بیت سے ایک ہروی کپڑے یا غلام[12] پر اُدھار میعادی صلح کی تو جائز نہین ہے اور اگر بیت سے اور خادم سے کسیقدر معلوم درمون یا دینارون پر میعادی اُدھار صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور بیت و خادم کی قیمت سے زیادہ پر صلح کرنا روا نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر کسی عورت سے سو درم پر نکاح کیا پھر اُس مہر سے کسیقدر اناج معین پر صلح کرلی تو جائز ہے اور اگر اناج غیر معین ہو تو جائز نہین ہے بشرطیکہ اسمین اُدھار کی میعاد ہو اور اگر اسی مجلس مین دیدیا تو بھی مذکور ہے کہ جائز نہین ہے۔ اور اگر ایک کر گیہون پر نکاح کیا پھر ایک کر جو معین پر صلح کرلی تو جائز ہے اور اگر جو غیر معین ہون پس اگر میعادی اُدھار رکھے تو بھی جائز نہین ہے اور اگر فی الحال دینے کا وعدہ کیا پس اگر اسی مجلس مین دیدیے تو استحساناً صلح صحیح ہے یا ایک روایت کے موافق صحیح ہے یعنی دو روایتون[2] مین سے ایک روایت کے موافق صحیح ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح باطل ہوگئی۔ اگر ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے تجھ سے نکاح کیا ہے اور اُسنے انکار کیا پھر اُس عورت نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس نکاح کرنیکے دعوے سے باز رہے تو جائز ہے اگر مدعی نے اُسکو قبول کیا پھر اگر مدعی نے اسکے بعد نکاح واقع ہونے پر گواہ قائم کیے تو قبول نہونگے اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے سو درم بشرط مبارات

[1] جائے سکونت یعنی مکان و دار وغیرہ ۱۲ [2] یعنی ایک روایۃ مین ہے کہ صلح صحیح ہوگی اور دوسری روایت مین ہے کہ صحیح نہوگی پس بعض نے کہا کہ اس مسئلہ مین دو روایتین ہین اور بعض نے کہا کہ نہین بلکہ اول استحسان ہے اور دوسرا قیاس ہے ۱۲

یعنی باہمی بریت پر دیے تو بھی جائز ہے اسیطرح اگر کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ تو اپنے دعوی سے بری ہی تو بھی جائز ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ میرے تیرے درمیان نکاح نہین ہی تو شیخ الاسلام نے ذکر کیا کہ امام اعظم رح کے قول پر صلح صحیح ہے اور صاحبین رح کے قول پر صلح نہین صحیح ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مین نے تجھے سو درم اس شرط پر دیے کہ تو کہے کہ مین نے تجھ سے نکاح نہین کیا ہی تو یہ باطل ہے یہ محیط مین ہے ۔ ایک عورت نے دعوی کیا کہ مجھے میرے شوہر نے تین طلاق دیدی ہین اور شوہر نے انکار کیا پھر اُس عورت سے اس امر پر کہ اپنے دعوے سے باز رہے سو درم پر صلح کی تو صحیح نہین ہی اور شوہر کو اُس سے بدل واپس لینا جائز ہی اور عورت اپنے دعوی پر باقی رہیگی ۔ اسیطرح اگر طلاق یا دو طلاق یا خلع کا دعوے کیا تو بھی یہی حکم ہے یہ خزانۃ المفتیین مین ہے ۔ اگر عورت کو قبل دخول کے طلاق دیدی پھر دونون نے مہر مین اختلاف کیا مرد نے کہا کہ پانچسو درم مہر تھا اور عورت نے کہا کہ میرا مہر ہزار درم تھا پھر آدھے مہر سے تین سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہے ۔ اور اگر مرد نے کہا کہ مین نے تیرا مہر کچھ معین نہین کیا تھا صرف تجھے جو احسان کے طور پر مال متعہ دیا جاتا ہی وہ ملیگا پھر دونون نے اس امر پر صلح کی کہ مرد اسکو مال متعہ[1] دیدے اور عورت اُسکو اپنے دعوی سے بری کردے تو جائز ہی ۔ پھر اگر اسکے بعد عورت نے گواہ قائم کیے کہ میرا مہر ہزار درم قرار پایا تھا تو اُسکے گواہ قبول نہونگے ۔ اور اگر شوہر نے اُسکو پہلے ہی مہر دیدیا پھر دخول سے پہلے اُسکو طلاق دیدی اور آدھے مہر واپس لینے کا دعوی کیا اور آدھے کی تعداد مین دونون نے اختلاف کیا شوہر نے کہا کہ تین سو درم ہین اور عورت نے کہا کہ دو سو درم ہین پھر دونون نے باہم ڈھائی سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہی یہ محیط مین ہے ۔ اگر عورت نے مرد پر طلاق بائن دینے کا دعوی کیا پھر سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو بائن طلاق دیدے تو جائز ہے اسیطرح اگر عورت نے کہا کہ سو درم پر صلح اس شرط پر ہی کہ تو میرے واسطے اس طلاق بائن کا اقرار کردے کہ جسکا مین نے دعوی کیا ہی اور وہ منکر ہے تو یہ جائز ہے اور اگر عورت نے اس امر کے گواہ پیش کیے کہ شوہر نے اُسکو تین طلاق یا ایک طلاق بائن دی ہے تو جسقدر اُسنے صلح مین دیا ہے وہ مرد سے واپس لیگی یہ مبسوط مین ہے ۔ ایک مرد نے دوسرے کی عورت پر دعوی کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ مال لیکر اس دعوی سے باز رہے تو ایسی صلح نہین جائز ہے یہ خزانۃ المفتیین مین ہے منتقی مین بروایت بشر رح کے امام ابو یوسف رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک عورت نے ایک مرد پر دعوی کیا کہ مین اسکی جورو ہون اور میرے مہر کے اُسپر ہزار درم ہین اور یہ لڑکا مجھی سے اسکا بیٹا ہے اور مرد نے اس سب سے انکار کیا پھر اُس عورت سے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ ان تمام دعوون سے بری کرے تو اس سے مرد کسی چیز سے بری نہوگا پھر اگر عورت کی طرف سے اُسکے تمام دعوی کے گواہ قائم ہوے تو نکاح ثابت اور نسب ثابت اور مہر سے صلح بھی جائز رہیگی اور یہ سو درم جو عورت کو دیے ہین اُسکے ہزار درم کے دعوی سے صلح مین ہونگے اور یہ حکم استحسانا ہی ۔ اور اگر عورت نے فقط نکاح کا دعوی بغیر کچھ کیے کیا اور مہر کا دعوی نہ کیا اور سو درم پر صلح کی تو صلح جائز نہو گی ۔ اور اگر شوہر نے اُس سے سو درم پر اس شرط پر صلح کی کہ عورت اُسکو دعوی نکاح سے بری کرے اور اس امر پر کہ مرد (یعنی مرد نے[12]) اُسکو بری کرے حالانکہ عورت اُسکی طرف مہر یا نفقہ کا دعوی نہین کرتی ہے تو صلح جائز نہوگی اور اپنے سو درم جو عورت کو دیے ہین واپس لے ۔ اور مرد کو بھی عورت پر نکاح کے دعوی کرنے کی کوئی راہ

[1] قال متعہ سے متعہ شیعہ مراد نہین ہی یہ مال متع قبل دخول کے طلاق پر دیا جاتا ہی موافق کلام شریف کے کتاب النکاح مین مفصل مذکور ہی ۱۲

نہین ہی کیونکہ اُسنے عورت سے مبارات کی ہے اور یہ بمنزلہ خلع کے ہوگا۔ اور اگر عورت نے مرد پر نفقہ و نکاح کا دعوی کیا پھر مرد نے اُس سے سو درم پر بشرط مبارات صلح کی تو جائز ہی اور سو درم نفقہ مین ہونگے اور شوہر اس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور دونون مین نکاح نہین ہی یہ محیط مین ہے۔ نفقہ کے دعوی سے اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی کہ قاضی اُس سے نفقہ مقرر کرسکتا تھا جیسے نقد یا اناج تو وہ نفقہ مقرر کرنے کے حکم مین ہے معاوضہ کا اعتبار نہوگا۔ اور اگر ایسی چیز پر صلح واقع ہوئی جس سے نفقہ مقرر نہین ہوسکتا ہی جیسے غلام و چوپایہ وغیرہ تو وہان معاوضہ کا اعتبار ہوگا اور عورت اپنے شوہر کو نفقہ سے بری کرنیوالی شمار ہوگی یعنی نفقہ سے بعوض اس بدل کے اُسنے شوہر کو بری کردیا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مرد نے اپنی عورت سے صلح کی حالانکہ اُسکے ساتھ دخول نہین کیا ہی اس امر پر کہ مرد اسکو طلاق دیدے اور وہ شوہر کے لڑکے کو دو برس تک دودھ پلاوے یہانتک کہ اُسکا دودھ چھوٹ جاوے اور شوہر اسکو ایک کپڑا معین زیادہ دیگا جس عورت نے کپڑے پر قبضہ کرلیا اور اسکو تلف کیا اور ایک سال تک لڑکے کو دودھ پلایا پھر وہ لڑکا مر گیا اور کپڑے کے دام اور مہر کے دونون برابر ہین تو شوہر اُس سے کپڑے کی آدھی قیمت اور چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی واپس لیگا اور اگر بجاے اسکے عورت نے مرد کو ایک بکری دی ہو کہ جسکی قیمت مثل قیمت دودھ پلائی کے ہی تو مرد اس سے چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لیگا اور بکری اسکو دیجاویگی اور اگر وہ بکری استحقاق مین لے لیگئی تو عورت سے تین چوتھائی کپڑے کی قیمت اور چوتھائی دودھ پلائی کی قیمت واپس لیگا اور بکری کی آدھی قیمت واپس لیگا اور اگر کپڑا استحقاق مین لیا گیا اور بکری نہ لی گئی اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو عورت دوسری بکری کی آدھی قیمت مع اپنے آدھے سال کے دودھ پلائی کے اجر المثل کے لیگی اور مرد اس سے چوتھائی قیمت دودھ پلائی کی لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر عورت نے اپنے نفقہ مین تین درم ماہواری پر اپنے شوہر سے صلح کرلی پھر ایک مہینہ گذرا تو گذشتہ مہینہ کیواسطے اُس سے لے لیوے اور اگر تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کرنیکے بعد مہینہ گذرنے سے پہلے تین گون معین آٹے پر صلح کی تو صلح جائز ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اور اگر عورت نے مہینہ گذرنے سے پہلے درمون سے آٹے کی گونون غیر معین پر صلح کی تو جائز ہی اور بعد گذرنے کے جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر عورت نے شوہر سے تین درم ماہواری پر نفقہ سے صلح کی پھر شوہر نے کہا کہ مجھے اسقدر طاقت نہین ہے تو یہ اسپر لازم ہوگا ولیکن اگر عورت اُسکو بری کردے تو ہوسکتا ہے یا قاضی بری کردے یا نرخ ارزان ہوجاوے اور عورت کو اُس سے کم کفایت کرے تو ہوسکتا ہی اور اگر عورت نے کہا کہ مجھے اسقدر کفایت نہین کرتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ خصومت کرے یہانتک کہ بڑھوالے اگر مرد آسودہ ہو۔ اور اگر قاضی نے عورت کا ماہواری نفقہ کچھ مقرر کردیا اور حکم قضا دیدیا تو عورت کو خصومت کا اختیار ہی اگر اسکو یہ نفقہ کفایت نکرتا ہو اور جسقدر کفایت کرتا ہو اسقدر پورا کرانے پر مطالبہ کرے؛ اور یہی حکم عزیز و اقارب کے نفقہ مین ہی۔ اور اگر عورت کو ہر مہینہ کے نفقہ کا کفیل دیا تو ایک مہینہ کا نفقہ کفیل پر واجب ہوگا اور اگر کفیل نے یون کفالت کی کہ جبتک مین زندہ ہون یا جبتک کہ یہ عورت اُسکی جورو ہے تو اُسکے کہنے کے موافق رکھا جائیگا۔ اور اگر شوہر مر گیا اور عورت کا نفقہ شوہر پر رہگیا تو مین اُسکو باطل کردونگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے سال بھر تک ایک حیوان پر یا کپڑے پر جسکی جنس بیان کردی ہے صلح کی تو جائز ہے خواہ میعادی ہو یا فی الحال دینا ہو

بخلاف اُسکے اگر نفقہ فرض ہونیکے بعد یعنی مقرر ہونیکے بعد یا بعد رضامندی عورت کے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی
مین ہے - اور اگر عورت سے بعد بائن ہونیکے لڑکے کی دودھ پلائی پر کسیقدر اجرت پر صلح کی تو جائز ہے پھر اُس عورت
کو یہ اختیار نہین ہی کہ جسقدر اُسکے درم دودھ پلائی کے ثابت ہوئے ہین اُنکے اناج غیر معین پر صلح کرے یہ مبسوط مین ہے
اگر کسی شخص نے اپنی مطلقہ عورت کے نفقہ سے کسیقدر دراہم معلومہ پر اسطور سے صلح کی کہ جبتک مہینون کے
حساب سے اُسکی عدت گذرے مین اُس سے زیادہ نہ دونگا تو جائز ہے اور اگر اُسکی عدت حیض سے ہو تو جائز
نہین ہے کیونکہ حیض غیر معلوم ہوتا ہے کبھی دو مہینہ مین تین حیض آتے ہین اور کبھی دس مہینہ تک حیض نہین آتا ہے
یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اور اگر اپنے شوہر سے کسیقدر مال پر نفقہ سے اسطور سے صلح کی کہ جبتک اُسکی جورو ہی یہ مال
نفقہ کا پورا ہی تو جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر اُسکی عورت مکاتبہ ہو یا باندی ہو کہ اُسکے مولی نے اُسکو کسی
بیت مین شوہر کے ساتھ بسا یا ہو اُسنے کسیقدر معلوم پر ہر سال کے کھانے کپڑے سے صلح کر لی تو جائز ہی اسیطرح اگر باندی
نے مولی سے صلح کی تو بھی جائز ہی - اور اگر اُس باندی کو اُسکے مولی نے کسی بیت مین نہ بسایا ہو تو صلح جائز نہین ہے -
اسیطرح اگر عورت ایسی چھوٹی نابالغ ہو کہ مرد اُس سے قربت نہ کر سکتا ہو اور اُس سے اُسکے نفقہ سے صلح کی تو
جائز نہین ہی - اور اگر عورت بالغ ہو اور مرد نابالغ ہو اور اُسکے باپ نے عورت سے نفقہ سے صلح کی اور ضامن ہوا تو جائز
ہی - اور اگر مکاتب نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ سے صلح کی تو جائز ہے جیسا کہ تمام حقوق سے جو اُسپر عائد
ہوتے ہون اُسکا صلح کر لینا جائز ہے - ایسا ہی غلام مجحور اور غلام تاجر کا اپنی عورت سے اُسکے نفقہ سے صلح کرنا جائز
ہے یہ مبسوط مین ہی - ایک شخص نے اپنی عورت کے ایک سال کے نفقہ سے ایک کپڑے پر صلح کر لی اور اُسپر قبضہ کر لیا
پھر وہ کپڑا استحقاق مین لے لیا گیا تو اپنا نفقہ واپس کر لیگی اگر مقرر ہو گیا ہی اور اگر مقرر نہین ہوا ہی تو کپڑے کی قیمت اُس
سے لیگی یہ محیط سرخسی مین ہی - اگر ایک شخص کی دو عورتین ہون دونون مین سے ایک باندی ہے جسکو اُسکے ساتھ
مولی نے الگ گھر مین بسایا ہی پس آزاد عورت نے اُسکے ماہواری نفقہ سے کسیقدر پر صلح کی اور باندی سے اس سے
زیادہ نفقہ پر صلح کی تو جائز ہے اسیطرح اگر ایک ذمیہ ہو اور اس سے مسلمان عورت سے زیادہ نفقہ پر صلح کی تو بھی جائز
ہی - اور اگر فقیر نے اپنی عورت سے ماہواری نفقہ کثیرہ پر صلح کی تو فقیر پر صرف اُسکی عورت کے مثل عورت کا نفقہ لازم آویگا
یہ مبسوط مین ہی - اور اگر محارم[1] کے نفقہ پر صلح کی پھر تنگدست ہونیکا دعوی کیا تو اُسکی تصدیق کیجاویگی اور صلح باطل ہوگی
یہ تاتارخانیہ مین ہی - اگر مرد نے اپنے بعض محارم کے ساتھ نفقہ سے صلح کی حالانکہ وہ فقیر ہے تو اُسکے دینے پر مجبور نہ کیا جائیگا
بشرطیکہ اُن محارم نے اُس کے فقیر ہونیکا اقرار کیا ہو - اور اگر اُسکا حال معلوم نہو اور اُسنے فقیر ہونیکا دعوی کیا تو قول اُسیکا
قبول ہوگا اور جسقدر پر اُسنے صلح کی ہی اُسکے ذمہ سے باطل ہوگا ولیکن اگر گواہ قائم ہون کہ یہ خوشحال ہی تو مقدار صلح کی
اُسپر ڈگری ہوگی اور نابالغ بچہ کے نفقہ کا حکم مثل نفقہ زوجہ کے ہی اس معنی کر کہ اس نفقہ کیواسطے آسودہ حال ہونا شرط
نہین ہی پس اسکی صلح برقرار رہیگی اگر نابالغ لڑکا محتاج ہو - اور اگر اسکے نفقہ سے زیادہ پر صلح کی مگر زیادتی ایسی ہی کہ لوگ
اسکے مثل برداشت نہین کرتے ہین تو زیادتی اسکے ذمہ سے دور کر دیجائیگی ایسے ہی کپڑے سے صلح کرنیکا حکم ہی اور بقدر کفایت

[1] محارم جمع محرم وہ لوگ جنمین باہم ایک دوسرے کے ساتھ نکاح جائز نہیں ۱۲

کپڑا اعتبار کیا جائیگا جیسے نفقہ مین معتبر ہی۔ اور اگر اپنی عورت سے اُسکے کپڑے سے ایک درع یہودی پر صلح کی اور اُسکا طول وعرض اور رفعت یعنی کس مرتبہ کا کپڑا ہے بیان نہ کیا تو جائز ہے اور ایسا ہی حکم اہل قرابت کے ساتھ کپڑے سے صلح کرنیکا ہے۔ اور اگر کسی شخص نے اپنے بھائی کے کھانے کپڑے سے حالانکہ وہ تندرست بالغ ہے کسیقدر درمون مقرر پر صلح کی کہ ہر مہینہ تجکو اسقدر درم دیا کرونگا تو جائز نہین ہی اور اُسکے ادا کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر بائنہ عورت نے اپنے شوہر سے اپنے سکنی سے کسیقدر درمون پر صلح کرلی تو جائز نہین ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر اپنی عورت کے نفقہ وکپڑے سے دس برس کیواسطے ایک درمیانی خدمتگار غلام یا باندی پر ایک مہینہ کے وعدہ سے یا کوئی مدت مقرر نہ کی صلح کرلی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہی۔

چوتھا باب۔ ودیعت اور ہبہ واجارہ ومضاربت ورہن مین صلح کرنیکے بیان مین **قال المترجم** مودِع بکسر الدال ودیعت دینے والا۔ مودَع بفتح اول جسکے پاس ودیعت ہی ولیکن مترجم ودیعت رکھنے والے کو بلفظ مودِع یا رب مال تعبیر کرتا ہی اور جسکے پاس ودیعت رکھی ہی اُسکو مستودع کے لفظ کے ساتھ تعبیر کرتا ہی۔ واہب ہبہ کرنیوالا موہوب لہ جسکو ہبہ کیا ہی۔ موہوب وہ چیز جو ہبہ کی گئی۔ مواجر اجارہ دینے والا مستاجر اجارہ لینے والا مضارب جسکو مضاربت پر مال دیا گیا ہو رب المال وہ ہی جسکا اصل مال ہو۔ راہن رہن کرنیوالا مرتہن رہن اپنے پاس رکھنے والا معیر عاریت دینے والا مستعیر عاریت لینے والا۔ **قال فی الکتاب** اگر صاحب ودیعت نے کسی چیز پر صلح کی پس اگر صاحب مال نے ودیعت رکھنے کا دعوی کیا اور مستودع نے کہا کہ تو نے مجھے کوئی چیز ودیعت نہین دی تھی پھر کسی شے معلوم پر اُس سے صلح کی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر صاحب مال نے ودیعت کا دعوی کیا اور مستودع سے واپس کردینے کا مطالبہ کیا پس مستودع نے ودیعت کا اقرار کیا یا خاموش رہا اور کچھ نہ کہا اور صاحب مال اُسپر دعوی کرتا ہی کہ اپنے تلف کردیا ہی پھر کسی شے معلوم پر صلح کرلی تو باتفاق صلح جائز ہی۔ اور اگر رب المال نے مستودع کے تلف کردینے کا دعوی کیا اور مستودع واپس کردینے یا خود تلف ہو جانے کا دعوی کرتا ہی پھر کسی شے معلوم پر صلح کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر مشائخ کا اختلاف ہی اور صحیح یہ ہی کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک ایسی صلح جائز نہین ہے اور یہی امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا پہلا قول ہی اور اسی پر فتوی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور واضح ہو کہ عامہ مشائخ کے نزدیک خواہ پہلے مستودع کہے کہ مین نے واپس کردی یا تلف ہوگئی پھر صاحب مال دعوی کرے کہ تو نے تلف کردی ہی یا پہلے صاحب مال دعوی کرے کہ تو نے تلف کردی پھر مستودع کہے کہ مین نے واپس کردی یا تلف ہو گئی ہے ان دونون مین کچھ فرق نہین ہی کذا فی المحیط اور بالاجماع اگر مستودع کے واپس کردینے یا تلف ہو جانے پر قسم کھا لینے کے بعد صلح کی تو جائز نہین ہی صرف اختلاف اس صورت مین ہی کہ مستودع کی قسم سے پہلے صلح کی ہو۔ اور اگر مستودع نے واپس کردینے یا تلف ہو جانیکا دعوے کیا اور صاحب مال نہ اُسکی تصدیق کرتا ہی اور نہ تکذیب کرتا ہی بلکہ خاموش ہی تو کرخی رح نے ذکر کیا کہ یہ صلح جائز نہو گی موافق اول قول امام ابو یوسف رح کے اور جائز ہی بقول امام محمد رح کے اور اگر صاحب مال نے تلف کردینے کا دعوی کیا اور مستودع نے نہ اُسکی تصدیق کی اور نہ تکذیب کی پھر اُس سے کسی چیز پر صلح کی تو مذکور ہے کہ ایسی صلح

بالاتفاق جائز ہی۔ پھر اگر اسکے بعد اختلاف کیا اور مستودع نے کہا کہ مین نے قبل صلح کے کہا تھا کہ وہ چیز تلف ہوگئی یا مین نے تجھے واپس کردی ہی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلح صحیح نہوئی پس اگر صاحب مال نے کہا کہ تو نے ایسا نہین کیا تھا تو صاحب مال کا قول قبول ہوگا اور صلح باطل نہ ہوگی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر مستعیر[1] نے عاریت سے اصلا انکار کیا پھر صلح کی تو صلح صحیح ہی اور اگر عاریت کا اقرار کیا اور واپس دینے یا تلف ہوجانیکا دعوی نہ کیا اور مالک تلف کردینے کا دعوی کرتا ہے تو یہ صلح صحیح ہی اور اگر خود ہلاک و تلف ہوجانیکا دعوی کیا اور مالک تلف کردینے کا دعوی کرتا ہی تو مسئلہ کا اختلاف مذکورہ جاری ہی اور یہی حکم مضاربت مین ہے۔ اور ہر ایسے مال مین ہی جو دراصل امانت ہو کذا فی المحیط۔ اور اگر ودیعت بعینہ قائم ہو اور وہ دو سو درم ہین پھر سو درم پر اسنے بعد اقرار یا انکار کے صلح ٹھرائی تو جائز نہین ہی جبکہ ودیعت کے گواہ قائم ہون اور اگر گواہ نہون اور مستودع منکر ہو تو صلح جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور مستودع[2] کو فیما بینہ وبین اللہ تعالی زیادتی جائز نہین ہی یعنی سو درم جو اسکے پاس باقی ودیعت مین رہے وہ اسکو حلال نہین ہین کذا فی المحیط بتشریح۔ اور اگر عرض پر صلح کی تو مطلقاً جائز ہے اور اگر دس دیناروں پر صلح کی پس اگر مستودع کے منکر ہونیکی صورت مین صلح کی تو صلح صحیح ہے بشرطیکہ افتراق دیناروں کے قبضہ کے بعد واقع ہو خواہ دراہم مجلس مین موجود ہون یا نہون۔ اور اگر مستودع ودیعت کا اقرار کرتا ہو پس اگر ودیعت مجلس صلح مین موجود ہو تو جائز ہے اگر مستودع اسی مجلس مین از سر نو اسپر قبضہ کرے اور رب المال دیناروں پر قبضہ کرے اور اگر مستودع نے اسپر از سر نو قبضہ نہ کیا تو صلح باطل ہی اور اگر مجلس ودیعت صلح مین موجود نہ ہو تو بھی صلح باطل ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اگر ایک عورت نے کسی شخص زید کو ودیعت دی کہ وہ اسکے پاس دوسرے شخص کی تھی پھر زید سے لیکر عمرو کو ودیعت دی پھر اس سے بھی لے لی اور اسمین سے کوئی متاع گم کردی اور کہنے لگی کہ تم دونوں مین جاتی رہی مین نہین جانتی ہون کہ کسنے ضائع کردی ہے اور ان دونوں نے کہا کہ ہمین نہین معلوم تیری تھیلی مین کیا چیز تھی تو نے ہمکو دی ہم نے ویسی ہی رہنے دی پھر تجھے دیدی پھر اس عورت نے ان دونوں سے کسی قدر مال پر صلح کی تو وہ عورت صاحب متاع کے واسطے ضامن ہوگی اور اسنے جو صلح زید و عمرو سے کی ہی یہ جائز ہی۔ پھر واضح ہو کہ قیمت متاع پر عورت کا صلح کرنا دو حال سے خالی نہین یا تو صاحب متاع کو ڈانڈ دینے کے بعد اسنے صلح کی اور اسی صورت مین خواہ قیمت متاع کے مثل پر یا کم پر حسب بدل پر صلح کرے جائز ہے۔ اور اگر مالک کو متاع کی قیمت ڈانڈ دینے سے پہلے اسنے صلح کی پس اگر اسقدر قیمت پر صلح کی جو مثل قیمت متاع کے یا اسقدر کم ہے کہ لوگ اسقدر کمی برداشت کرلیا کرتے ہین تو صلح جائز ہے اور زید و عمرو ضمان سے بری ہوجاوینگے حتی کہ اگر صاحب متاع نے اسکے بعد اپنی متاع کے گواہ قائم کیے تو اسکو زید و عمرو پر ضمان کی کوئی راہ نہوگی۔ اور اگر عورت نے اسقدر پر صلح کی جو قیمت متاع سے اسقدر کم ہے کہ اتنا خسارہ لوگ برداشت نہین کرتے ہین تو صلح جائز نہین ہی اور مالک کو اختیار ہی چاہے عورت سے قیمت متاع کی ضمان لے یا زید و عمرو سے لیوے بشرطیکہ متاع کے گواہ موجود ہون اور پیش ہون پس اگر اسنے زید و عمرو سے ضمان لی تو دونوں عورت سے جو اسکو دیا ہے واپس کرلینگے اور اگر عورت سے ضمان لی تو یہ صلح اس عورت کے حق مین نافذ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر ایک مال معین پر جو زید کے

[1] عاریت لینے والا شخص ۱۲ [2] ودیعت لینے والا شخص ۱۲

قبضہ مین ہی دعوی کیا اُسنے کہا کہ یہ خالد کی ودیعت ہی یا خالد نے اسکو میرے پاس ودیعت رکھا ہی پھر مدعی سے بعد گواہ
قائم کرنیکے یا اس سے پہلے صلح کر لی تو صلح صحیح ہی اور یہ مال پھر نہین لے سکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر مستعیر
کی سواری مین ٹٹو مر گیا اور ٹٹو والے نے اجارہ سے انکار کیا کہ مین نے عاریت نہین دیا تھا اور مستعیر سے کسیقدر مال پر
صلح کر لی تو جائز ہی پھر اگر اسکے بعد مستعیر نے عاریت کے گواہ پیش کیے اور کہا کہ وہ ٹٹو خود مر گیا تو صلح باطل ہو گی اور اگر مالک سے
قسم طلب کی تو اختیار ہی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک ٹٹو کسی وقت تک کیو اسطے مستعار لیا اور وہ تھک کر
مر گیا اور مستعیر نے کہا کہ میرے نیچے مر گیا ہی اور مالک ٹٹو کا اُس سے منکر اور مکذب ہے اور وہ عاریت کا مقر ہی پس مستعیر
سے اُسکے دام لیکر اُس سے صلح کر لی تو جائز نہین ہی اسیطرح اگر مستعیر نے کہا کہ مین نے تجھے دید یا تھا تو بھی یہی حکم
ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر مضارب نے مضاربت سے انکار کیا پھر اُسکا اقرار کیا یا اقرار کیا پھر انکار کیا پھر کسیقدر
مال پر صلح کر لی تو جائز ہے۔ اگر مضارب کا کسی شخص پر قرضہ ہو کہ اُسکو مضاربت مین سے اُدھار دیا ہی پھر اُس سے
اسطور پر صلح کی کہ مین اُس مین تاخیر دونگا تو جائز ہے اور اگر اُسکے ذمہ سے بعض قرضہ کم کر دیا تو بھی جائز ہی
اور جسقدر کم کر دیا ہی اسقدر رب المال کو خود ڈانڈ دیگا۔ اور اگر کمی بسبب مبیع کے عیب کے ہو یا عیب سے
کسیقدر درمون پر صلح کر لی ہو تو یہ کمی رب المال پر بھی جائز ہو گی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ کوئی کفیل لے سے
اس شرط پر کہ اصیل بری ہو یا اس کفیل پر حوالہ قبول کرے تو یہ جائز ہے کذا فی المبسوط۔ قلت یہ کفالت اصل مین
حوالہ ہوا کہ بنام کفالت ہی کیونکہ کفالت بشرط براءۃ الاصل حوالہ ہوتی ہی۔ اگر زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ اسنے مجھے
یہ غلام ہبہ کیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا ہی اور غلام عمرو کے ہاتھ مین موجود ہی وہ اُس سے انکار کرتا ہی پھر دونون
نے اس شرط سے صلح کر لی کہ آدھا غلام مدعا علیہ کا ہو تو جائز ہی پھر اسکے بعد اگر مدعی نے ہبہ کے گواہ قائم کیے کہ اسنے
ہبہ کر دیا تھا اور مین نے قبضہ کر لیا تھا تو مقبول نہونگے حتی کہ مدعا علیہ سے وہ نصف جو اُسکے قبضہ مین رہا ہے نہین
لے سکتا ہی۔ اور باوجود اسکے کسی نے دوسرے پر کچھ درم شرط کیے تو بھی جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ تمام غلام ایک کو ملے
اور غلام والا کچھ درم دوسرے کو دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر موہوب لہ نے ہبہ کا دعوی کیا اور اقرار کیا کہ مین نے غلام پر
قبضہ نہین کیا تھا اور واہب نے انکار کیا پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ غلام دونون مین برابر تقسیم ہو تو صلح باطل
ہی اور اگر باوجود اسکے کسی پر درم شرط کیے پس اگر واہب پر شرط کیے تو جائز نہین ہی اور اگر موہوب لہ پر شرط کیے تو جائز ہی
اور اگر یون صلح کی کہ غلام پورا ایک کو ملے اور وہ دوسرے کو اسقدر درم دے پس اگر دونون نے واہب پر یہ درم دینے
شرط لگائے تو نہین جائز ہی اور اگر موہوب لہ کو غلام دینا اور اسپر واہب کو درم دینا شرط کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی
ایک عورت نے کچھ زمین اپنے دو بھائیون کو ہبہ کر دی ایک بھائی حقیقی[له] یعنی مان و باپ کی طرف سے ہی دوسرا علاتی
یعنی باپ کیطرف سے ہی پھر وہ عورت مر گئی اور حقیقی بھائی اُسکا وارث ہوا اور کہا کہ یہ ہبہ ناجائز تھا اور دوسرے نے
موافق قول بعض فقہا کے اسکی جواز کا دعوی کیا پھر باہم دونون نے صلح کر لی پھر حقیقی بھائی مر گیا پھر اُسکے وارثون نے
ایسے قاضی کے پاس اس صلح کو باطل کرانا چاہا جو اصل ہبہ کو ناجائز جانتا ہی تو وہ اسکو موافق اُسکے قول کے جو اس

ہبہ کو باطل کہتا ہی یا طل کر کے میراث قرار دیگا اور اُسکے قول کے موافق جو اس ہبہ کو جائز کہتا ہی صلح باطل کر کے اسکو دونون برابر نصف نصف ہبہ قرار دیگا۔ اور اگر عورت نے تمام زمین فقط علاتی بھائی کو ہبہ کردی تھی ولیکن اُسنے بہن کی زندگی مین اسپر قبضہ نہین کیا تھا پھر عورت کے مرنے کے بعد اُسکے حقیقی بھائی نے مخاصمت کی کہ وہ تیرے حق مین جائز نہین ہی کیونکہ تونے اُسپر قبضہ نہین کیا تھا اور علاتی نے کہا کہ تو سچا ہی مین نے اُسپر قبضہ نہین کیا تھا ولیکن مین تجھے بدون حکم قاضی کے نہ دونگا پھر دونون نے باہمی صلح کر لی تو صلح باطل ہی خواہ نصفا نصف پر یا کم یا زیادہ پر صلح کی ہو یہ مبسوط مین ہی۔ اگر زید نے دعوی کیا کہ عمرو نے یہ دار آدھا غیر منقسم مجھے ہبہ کیا اور مین نے اُس سے لیکر قبضہ نہین کیا اور عمرو نے انکار کیا پھر دونون نے اسطور سے صلح کر لی کہ عمرو چوتھائی دار ہزار درم مین دیدے تو جائز ہی یہ حاوی مین ہے۔ اگر زید نے اپنے مقبوضہ دار کی نسبت دعوی کیا کہ مجھے عمرو نے یہ صدقہ دیا اور مین نے قبضہ کر لیا ہی اور عمرو نے کہا کہ نہین بلکہ مین نے تجھے ہبہ کیا تھا اور مین اس ہبہ کو پھیرنا چاہتا ہون پھر دونون نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ عمرو یہ دار زید کے صدقہ مین سپرد کردے تو جائز ہی اور اسکے بعد پھر عمرو کو پھیرنے کا اختیار نہ رہیگا۔ اسیطرح اگر دونون نے صلح قرار دی کہ دار ہم دونون کو آدھا آدھا ملے بشرطیکہ قابض سو درم واہب کو دے تو صلح جائز ہے اور غیر منقسم ہو نا صلح کو باطل نہین کرتا ہی یہ مبسوط مین ہی کسی شخص کو کچھ گیہون معین پر مزدور مقرر کیا پھر اُس سے درمون پر صلح کر لی تو جائز نہین ہی۔ یہ محیط سرخسی مین ہی۔ دوسرے سے ایک دار کرایہ لیا اور مدت مین دونون نے اختلاف کیا پس آجر نے کہا کہ مین نے دو مہینہ کیواسطے دس درم پر کرایہ دیا ہے اور مستاجر نے کہا بلکہ تونے دس درم پر تین مہینے کے واسطے کرایہ دیا ہی پھر دونون نے باہم اس امر پر صلح کی کہ ڈھائی مہینہ دس درم پر رہے تو جائز ہے اور اگر یون صلح کی کہ تین مہینہ تک رہے بشرطیکہ مستاجر ایک درم اور زیادہ کرے تو یہ بھی جائز ہی۔ اور اگر تین مہینہ تک رہنے کیواسطے اس شرط پر صلح کی کہ ایک قفیز معین یا غیر معین موصوف فی الذمۃ زیادہ کرے تو بھی جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ دو ہی مہینے تک مستاجر رہے مگر مواجر دوسرے دار مین سے ایک بیت اور بھی ان دو مہینہ تک اُسکو دیدے تو بھی جائز ہی۔ اور اس جنس کے مسائل مین اصل یہ ہی کہ زیادتی کو دیکھنا چاہئے اگر زیادتی مجہول ہی تو جائز نہین ہے خواہ اُسی جنس سے ہو جو کرایہ پر دی ہے یا اُسکے خلاف جنس ہو اور اگر مستاجر کی طرف سے ہو پس اگر اُسی جنس سے ہو جسکو کرایہ پر لیا ہی تو جائز نہین ہی۔ اور اُس کے خلاف جنس ہو تو جائز ہی اور اگر تین مہینہ تک دس درم پر رہنے کیواسطے اس شرط سے صلح کی کہ مستاجر رب الدار[1] کو ایک زمین بعینہ دیوے تو استحسانًا جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اور اگر مواجر اور مستاجر نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مواجر اُسکو اُسکا کفیل دیوے اور کفیل اسپر راضی ہوا تو جائز ہی اور اگر کفیل غائب ہو تو صلح رد ہی اور اگر یہ شرط کی کہ سکونت دار کے ساتھ اپنے ٹٹو کو فلان مقام تک کی سواری کیواسطے دے تو بھی جائز ہی اسیطرح اگر اپنے کسی خاص غلام کی ایک مہینے کیخدمت زیادہ کردے تو بھی جائز ہی۔ اور اگر مستاجر نے اسکو کسی دار معروف کی ایک مہینہ کی سکونت زیادہ کردی تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک ٹٹو کسی مقام معلوم تک کچھ اجرت مقرر کرکے کرایہ کر لیا پھر ٹٹو والے نے زیادہ اجرت کا اور مستاجر نے زیادہ دوری تک کا دعوی کیا پھر باہم صلح کی کہ مقام

[1] وہ شخص جسکو دار کی ملکیت حاصل ہو ۱۲

وہی ہی جو ٹٹو والے نے معین کیا اور کرایہ وہی جو مستاجر نے اقرار کیا تو یہ صلح جائز ہی۔ اور اگر مستاجر نے اصل اجارہ سے انکار کیا اور ٹٹو والے نے اُسکا دعوی کیا پھر باہم صلح کی کہ مستاجر اس ٹٹو پر فلان مقام تک ایک درم پر جاوے تو جائز ہی اور اگر مستاجر نے دعوی کیا کہ مین نے یہ ٹٹو مع اکاف کے بغداد تک پانچ درم پر کرایہ کیا تھا کہ اُسپر اپنا اسباب لادونگا اور ٹٹو والے نے اُس سے انکار کیا پھر باہم صلح کر لی کہ مین خود اسپر زین سواری سے بغداد تک جاؤنگا تو جائز ہی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ غلام پر دعوی کیا کہ مین نے بسبب عمرو کے سو درم کے جو مجھپر قرضہ تھے یہ غلام عمرو کے پاس رہن کر دیا ہی اور عمرو نے کہا کہ میرا غلام ہی اور سو درم میرے تجھپر قرضہ ہین پھر دونون نے باہم صلح کی کہ عمرو اُن سو درم سے جنکا زید پر دعوی کرتا ہی زید کو بری کرے اور پچاس درم اور دیدے اور زید اس غلام مین جھگڑا کرنا چھوڑ دے تو یہ صلح جائز ہی پھر اگر اس صلح کے بعد عمرو نے اقرار کیا کہ غلام میرے پاس رہن تھا تو صلح نہ ٹوٹیگی۔ اور اگر غلام مرتہن کے پاس ہی اُسنے کہا کہ تو نے میرے پاس بعوض سو درم کے کہ جو میرے تجھپر آتے ہین اس غلام کو رہن کیا ہی اور راہن نے کہا کہ تیرے مجھپر سو درم ہین مگر مین نے یہ غلام تیرے پاس رہن نہین کیا ہی پھر دونون نے باہم صلح کر لی کہ مرتہن اسکو پچاس درم قرض اور دیدے اور غلام ایک سو پچاس پر اُسکے پاس رہن رہے تو صلح جائز ہی اور غلام ایک سو پچاس پر رہن رہیگا اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ مرتہن راہن کو پچاس درم ہبہ کر دے اور راہن غلام کو بعوض سو درم کے اُسکے پاس رہن رہنے دے تو صلح فاسد ہی اور اگر مرتہن نے ہبہ دیا ہو تو اُسکو واپس لینے کا اختیار ہی اور راہن کو اپنے رہن واپس کر لینے کا اختیار ہی۔ اور اگر دونون نے یون صلح ٹھہرائی کہ مرتہن پچاس درم سے راہن کو بری کر دے اور باقی پچاس کے عوض غلام رہن رہے تو جائز ہی۔ اگر مرتہن نے کسی کپڑے کی نسبت جو راہن کے قبضہ مین ہی دعوی کیا کہ اس راہن نے یہ کپڑا میرے پاس بعوض دس درم کے جو مین نے اسکو قرض دیے تھے رہن کیا مگر مین نے ایسا رہن پر قبضہ نہین کیا اور راہن نے کہا کہ تیرے دس درم مجھپر ہین ولیکن مین نے یہ کپڑا تجھے رہن مین نہین دیا پھر دونون نے اس امر پر صلح کی کہ مرتہن ایکدرم قرض کم کر دے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کر دے تو یہ جائز ہی اسیطرح اگر یون صلح کی کہ مرتہن اسکو ایکدرم اور قرض دے تاکہ راہن اُسکے پاس یہ کپڑا رہن کر دے تو بھی جائز ہی۔ اور ایسے ہی اگر یون باہم صلح کی کہ یہ کپڑا اس شرط سے رہن دیا جاوے کہ مرتہن ایکدرم قرضہ کم کر دے اور ایکدرم اور قرض دے یعنی ایکدرم اصل سے معاف کیا اور ایکدرم پھر قرض دیا تو یہ صلح بھی جائز ہے پھر اگر اسکو کپڑا رہن نہ دیا اور اسکو اپنے پاس ہی رکھنا مصلحت معلوم ہوا تو اُسکو اختیار ہی۔ لیکن اصل قرض مین ایکدرم کی کمی ثابت نہ ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کوئی متاع بعوض سو درم کے رہن کی اور رہن کی قیمت دو سو درم ہین پھر مرتہن نے کہا کہ رہن تلف ہو گیا اور راہن نے کہا کہ نہین تلف ہوا ہی پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ مرتہن اسکو پچاس درم دیدے اور باقی سے اسکو بری کرے تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک یہ باطل ہی اور ایسے ہی اگر مرتہن نے رہن راہن کو واپس دینے کا دعوی کیا اور راہن نے انکار کیا تو بھی صلح کا یہی حکم ہے اور اگر راہن نے اسپر تلف کر ڈالنے کا دعوی کیا اور مرتہن نے اُسکا اقرار نہ کیا اور نہ انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح قرار دی تو بالاتفاق

جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر رہن کی قیمت دو سو درم ہون اور قرضہ سو درم ہون پس راہن نے کہا کہ تونے میری متاع فروخت کر ڈالی اُسنے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا پھر دونون نے باہم صلح کر لی تو جائز ہی۔ اور اگر مرتہن نے اقرار کیا کہ مین نے وہ متاع سو درم کو راہن کی وکالت سے فروخت کر دی ہی یعنی راہن نے مجھے وکیل بیع کیا تھا اور راہن نے کہا کہ مین نے تجکو بیع کیواسطے وکیل نہین کیا تھا پھر دونون نے باہم صلح کی کہ مرتہن راہن کو سو درم قرضہ سے بری کر کے پچاس درم زیادہ کر دے تو جائز ہے پھر اگر وہ متاع مرتہن کے پاس ظاہر ہوئی تو صلح ویسی ہی باقی رہیگی۔ اور اگر مرتہن نے متاع فروخت کر دی پھر راہن مر گیا اُسکے وارثون نے اس پر صلح کی کہ مرتہن قرضہ سے بری کر کے پچاس درم وارثون کو زیادہ دے تو بھی جائز ہی۔ پھر اگر دوسرا شخص آیا اور اسنے کہا کہ یہ رہن تو میرا ہی اور اُس سے بھی مرتہن نے دس درم پر صلح کی تو بھی جائز ہے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر راہن مر گیا پھر ایک شخص نے دعوی کیا کہ رہن میرا ہے مین نے راہن کو عاریت دیا تھا کہ وہ رہن کر دے پھر دونون نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ مرتہن ایسا اقرار کر دے تو مرتہن کے قول کی وارثان راہن پر تصدیق نہ کیجاویگی کذا فی المحیط

باب پانچوان

غصب اور سرقہ اور اکراہ و تہدید سے صلح کر لینے کے بیان مین۔ اگر کسی شخص پر غصب کا دعوی کیا پھر مال پر اُس سے صلح کر لی تو صلح جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک کپڑا غصب کیا جسکی قیمت سو درم تھی پھر اسکو تلف کر دیا پھر اُس سے سو درم سے زائد پر صلح کر لی تو جائز ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اگر اُسکی قیمت سے اسقدر زیادتی ہو کہ جسقدر لوگ برداشت نہین کرتے ہین تو باطل ہوگی اور صحیح امام اعظم رح کا مذہب ہی یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی اگر مغصوب یعنی غصب کی ہوئی چیز کوئی غلام ہو اور وہ بھاگ گیا یا غاصب کے پاس ہلاک ہو گیا پس اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رح نے فرمایا کہ اُسکی قیمت سے اگر اسقدر زیادتی خسارہ ہو کہ لوگ اسکو برداشت نہین کرتے ہین تو زیادتی باطل ہوگی۔ اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ اختلاف اس صورت مین ہی کہ جب غلام بھاگ گیا ہو۔ اور اگر ہلاک کیا ہو اور اُسکی قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو بالاتفاق جائز نہین ہی اور اصح یہ ہی کہ دونون صورتون مین اختلاف ہی کذا ذکر الامام فخر الدین فی شرح جامع الصغیر۔ اور اسی اختلاف پر اس صورت مین کہ ایک غلام غصب کیا اور وہ اُسکے قبضہ مین مر گیا پھر کسیقدر مال پر صلح کی پھر غاصب نے گواہ قائم کیے کہ جسقدر پر صلح کی ہی اس سے اُسکی قیمت کم تھی تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک گواہ قبول نہ ہونگے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک مقبول ہونگے اور زیادتی غاصب کو واپس دلائی جاویگی یہ غایۃ البیان شرح ہدایہ مین ہی۔ اور اجماع ہی کہ اگر کسی عرض[له] پر صلح قرار پائی تو جائز ہی خواہ اس عرض کی قیمت غلام کی قیمت سے زیادہ ہو یا کم ہو۔ اور اسپر بھی اجماع ہی کہ اگر قاضی نے غاصب پر قیمت کی ڈگری کی پھر قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہین ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ اگر غلام مغصوب بھاگ گیا پھر اُسکے مالک سے کسیقدر درمون مسمی پر فی الحال یا میعادی اُدھار دینے پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر اسی بھاگے ہوے غلام سے کیلی یا وزنی چیز پر خواہ المعینہ ہو یا غیر معین ہو صلح کی ولیکن بدل پر اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر غیر معین ہو اور اُسی مجلس مین

له اس کا اطلاق ایسی چیز پر ہوتا ہو جو عام ہے عرض مین اسباب کیلوانی سے [۱۲]

قبضہ نہ کیا تو جائز نہین ہی چنانچہ حقیقت مین ہلاک ہوجانے کی صورت مین بھی جائز نہین ہی اور اگر غلام بعینہ قائم ہو اور
غاصب نے اُن چیزون پر جو ہمنے ذکر کی ہین کسی چیز یا غیر معین پر فی الحال دینے یا میعادی اُدھار دینے پر صلح کی تو جائز ہی
اور مثل بیع کے قرار دیجاویگی - اور اگر غاصب نے اور مغصوب منہ نے باہم اختلاف کیا ایک نے کہا کہ بھاگ گیا اور
دوسرے نے کہا کہ نہین بھاگا ہی تو غاصب کا قول قبول ہوگا اگر اُس نے کہا کہ میرے پاس ہی تو تمام اُن چیزون پر جو ہم نے بیان
کی ہین صلح جائز ہے خواہ فی الحال دینا شرط ہو یا میعادی اُدھار ہو - اور اگر کہا کہ بھاگ گیا ہی تو درمون پر صلح
فی الحال یا میعادی اُدھار پر جائز ہی اور کیلی اور وزنی چیز پر فی الحال دینے پر صلح جائز اور اُدھار میعادی جائز
نہین ہے یہ محیط مین ہی - اگر زید نے ایک کپڑا عمرو کا غصب کر لیا اور زید کے پاس خالد نے اُسکو تلف کر دیا پس
مالک نے زید سے اُسکی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائز ہی اور زید خالد سے اُسکی قیمت لے لیگا اور اُسکی زیادتی
صدقہ کر دیگا اور اگر اُسنے خالد ہی سے اُسکی قیمت سے کم پر صلح کر لی تو جائز ہی اور زید کی براءت ہو جائیگی
اور خالد کچھ صدقہ نہ کریگا اور اگر جو مال خالد پر ٹھہرا تھا وہ ڈوب گیا تو مالک پھر زید سے کچھ نہین لے سکتا ہے
یہ حاوی مین ہی - اور اگر ایک کر گیہون غصب کیے پھر اُس سے کسیقدر درمون پر مقرر کرکے فی الحال ادا کرنے یا میعادی
اُدھار پر صلح کی اور کر بعینہ قائم ہے تو صلح جائز ہی - اسیطرح اگر کسیقدر سونے پر مقرر کرکے فی الحال دینے پر یا میعادی
اُدھار پر صلح کی تو بھی جائز ہی اور یہی حکم تمام وزنی چیزون پر صلح کا ہی - اور اگر کسی کیلی چیز پر میعادی اُدھار دینے
کی شرط پر صلح کی تو جائز نہین ہی خواہ گیہون پر صلح کی ہو یا کسی اور چیز پر - اور اگر وہ کر تلف کر دیا ہو پھر کسیقدر
درمون یا دینارون پر صلح ٹھہرائی پس اگر اُدھار ہون تو نہین جائز ہی اور اگر نقد ہون اور قبضہ کر لیا تو صلح
جائز ہی اور اگر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر کسی کیلی یا وزنی چیز پر صلح کی پس اگر نقد فی الحال
ہی اور قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر اُدھار میعادی ہی پس اگر مصالح علیہ سوائے گیہون کے کوئی چیز ہی تو جائز نہین ہی اور اگر
گیہون ہون تو جائز ہی اور اگر ڈیڑھ کر پر صلح کی تو صلح باطل ہی خواہ غصب کر لیا ہوا کر بعینہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو کیونکہ
یہ ربوا یعنی سود ہی یہ محیط مین ہی - اگر ایک کر گیہون و ایک کر جو غصب کرکے تلف کیے اور پھر اُس سے ایک کر جو پر
میعادی اُدھار کرکے اس شرط سے صلح کی کہ گیہون سے اُسے بری کر دے تو جائز ہی اسیطرح اگر کوئی دونون مین سے
موجود ہو اور اُسی پر اس شرط سے صلح کی کہ جو تلف ہو گئی ہی اُس سے بری کر دے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی منتقی
مین ہی کہ ایک شخص نے عروض و گیہون پر جو غصب کیے اور مغصوب منہ نے اُس سے ہزار درم پر ایک سال کے
وعدہ پر صلح کی تو گیہون و جو کا حصہ صلح اگر دونون تلف ہو گئے ہون تو باطل ہی اور ہزار مین سے عروض کے حصہ کی
صلح جائز ہی اور اگر غاصب نے کہا تھا کہ گیہون تلف نہین کیے ہین اور مغصوب منہ نے کہا کہ تلف کر دیے ہین تو غاصب
کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہی - اور اگر سو درم اور دس دینار غصب کر لیے اور دونون تلف کر دیے پھر اُسنے ایک
کر گیہون معین پر صلح کی پھر وہ استحقاق مین لے لیا گیا یا اسمین کچھ عیب پا کر واپس کیا تو درم و دینار دونون واپس لیگا
اور اگر پچاس درم فی الحال نقد یا میعادی اُدھار پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر بعد قبضہ کے اس مین استحقاق

ثابت ہوا یا زیوف یا ستوق پائے اور واپس کردیے تو صلح نہ ٹوٹیگی اُنکے مثل دوسرے لے لیوے - اور اگر پچاس درم کے وزن سے چاندی پر صلح کی تو بھی یہی حکم ہی - اسیطرح اگر سو مثقال چاندی اور دس دینار غصب کیے پھر پچاس درم فی الحال یا میعادی اُدھار پر صلح کی تو بھی جائز ہی - بشرطیکہ یہ دراہم کھرے پن مین چاندی کے برابر ہون اور اگر اس سے اچھے ہونگے تو صلح جائز نہوگی یہ مبسوط مین ہی - اگر ایک کر گیہون غصب کر لیے پھر نصف کر گیہون پر صلح کی پس اگر وہ کر جو غصب کر لیا ہی غائب ہو اور اسی کے آدھے کر پر صلح کی تو نہین جائز ہی خواہ غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو یا انکار کرتا ہو اور اگر دوسرے کر کے نصف پر صلح کی تو جائز ہی خواہ غاصب مقر ہو یا منکر ہو - ولیکن اُسکو جسقدر زیادتی رہی دیانۃً اللہ کے نزدیک حلال نہین ہی جبکہ وہ کر اُسکے پاس درحقیقت قائم ہو اور چاہیے کہ مغصوب منہ کو واپس کردے - اور اگر وہ کر مغصوب حاضر ہو پس اگر غاصب غصب سے انکار کرتا ہو اور اُسنے اُسی کر کے نصف پر یا دوسرے نصف کر پر صلح کی تو قضاءً جائز ہی ولیکن دیانت کی راہ سے اللہ کے نزدیک اُسکو آدھا کر باقی مغصوب منہ[1] کو واپس دینا واجب ہی - اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو آدھے کر غصب کردہ شدہ پر صلح جائز نہین ہی یا دوسرے کر کے نصف پر بھی نہین جائز ہی اور یہ استحسان ہی - اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور اسکو دیدیا تو صلح جائز ہی خواہ کر مغصوب موجود ہو یا غائب ہو خواہ غاصب مقر ہو یا منکر ہو - اور یہی حکم جو ہمنے گیہون کی صورت مین ذکر کیا ہی تمام کیلی چیزون مین اور تمام اُن چیزون مین جو تقسیم ہو سکتی ہین جیسے وزنیات اور عددیات متقاربہ مین بھی جاری ہی - اور اگر مغصوب ایسی چیز ہو کہ تقسیم نہین ہو سکتی ہی مثلاً غلام یا کوئی چوپایہ یا باندی ہو پھر مغصوب منہ سے غاصب نے اُسکے نصف پر صلح کی پس اگر مغصوبہ غائب ہو تو صلح بے شک ناجائز ہے اور اگر موجود حاضر ہو پس اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو بھی صلح ناجائز ہی اور اگر انکار کرتا ہو تو بھی مذکور ہی کہ صلح جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - زید نے عمرو سے ہزار درم غصب کر لیے اور انکو چھپا کر غائب کردیا اور مالک نے اُس سے پانسو درم پر صلح کی اور غاصب نے اسکو انھین درمون مین سے دیے یا دوسرے درمون سے دیے تو یہ صلح قضاءً جائز ہی ولیکن دیانت کی رو سے اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی غاصب کو چاہیے کہ باقی درم مالک کو واپس کردے اور اگر غاصب کے پاس دراہم مغصوبہ اسطور سے موجود ہین کہ مالک اُنکو دیکھتا ہی پس اگر غاصب منکر غصب ہو تو بھی یہی حکم ہی - پھر اگر مالک نے اسکے بعد گواہ پائے اور پیش کیے تو اُسکے واسطے باقی درمون کی ڈگری ہو جائیگی - اور اگر غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو اور درم اُسکے ہاتھ مین ظاہر موجود ہون اور مغصوب منہ اُس سے لے لینے کی قدرت رکھتا ہو اور اُس سے نصف درمون پر صلح کی اس شرط پر کہ باقی درمون سے اسکو بری کردے تو قیاساً مثل اول کے ہی یعنی قضاءً صلح جائز ہی اور استحساناً جائز نہین ہی اُسپر واجب ہی کہ مغصوب منہ کو واپس کردے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی - اگر کسی شخص نے ایک غلام یا کپڑا یا اسکے مشابہ کوئی چیز دو شخصون سے غصب کر لی اور تلف کردی پھر ایک نے دونون مین سے غاصب سے اپنے حصہ سے درمون یا دینارون پر صلح کی اور قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اُس مقبوضہ مین دوسرا شخص اُسکا شریک ہوگا اور مصالح کو یہ اختیار نہوگا کہ چاہے مقبوضہ مین سے اسکو دے یا دوسری دے - اور اگر صلح کسی عرض پر واقع ہوئی اور دوسرے شریک نے

[1] وہ چیز جسکو غاصب نے غصب کیا ۱۲

مصالح سے ضمان لینا اختیار کیا تو مصالح کو اختیار ہوگا کہ چاہے نصف مقبوضہ اسکو دے یا چوتھائی مال مغصوبہ کی دیدے۔
اور اگر عرض قائم ہو پھر دونون مین سے ایک نے غاصب سے اپنے حصہ سے صلح کی پس اگر عرض غاصب کے ہاتھ مین ظاہر
موجود ہو اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو اور غاصب غصب کا اقرار کرتا ہو تو ساکت کو مصالح کے ساتھ شریک ہونیکا
حق مال مقبوض مین نہین ہے۔ اور اگر عرض غائب ہو کہ مالک کو اُسکی جگہ معلوم نہو اور نہ غاصب کو معلوم ہو اور باقی مسئلہ
بحالہ رہے تو ساکت کو مصالح کی شرکت کرنیکا مقبوضہ مال مین اختیار ہے۔ اور اگر عرض غاصب کے ہاتھ مین بعینہ قائم ہو
اسطرح کہ مالک اسکو دیکھتا ہو و لیکن غاصب غصب سے انکار کرتا ہو تو اصل مین مذکور ہے کہ ساکت کو مصالح کے ساتھ
اسکے مقبوضہ مین شرکت کرنیکا اختیار نہین ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ جو اصل مین مذکور ہے یہ امام محمد رحمہ اللہ تعالی کا قول
ہے اور ابن سماعہ نے امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی سے روایت کی ہے کہ ساکت کو مصالح کے مقبوضہ مین اُسکے ساتھ شرکت کا
اختیار ہے۔ شیخ الاسلام نے فرمایا کہ جس صورت مین مغصوب غائب ہو اور مالک کو اسکی جگہ معلوم نہو مگر غاصب کو معلوم ہو
تو بھی حکماً ایسا ہی اختلاف ہونا واجب ہے کذا فی المحیط۔ ایک شخص نے دوسرے کا چاندی کا برتن تلف کر دیا اور قاضی
نے اُسپر قیمت کی ڈگری کر دی پھر قیمت پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو ہمارے نزدیک حکم قضا باطل نہ ہوگا
اسیطرح اگر دونون نے باہم صلح کر لی اور بدون حکم قاضی کے قیمت پر صلح ٹھہری اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے
تو بھی یہی حکم ہے اسیطرح اگر چاندی کا پتر یا درم ضائع کر دیے پھر اس سے کم پر میعادی اُدھار کر کے صلح کی تو بھی
ہمارے نزدیک یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر چاندی کے پتر یا درم تلف کر دیے پھر اسکے مثل دس درم پر کسی
مدت کے اُدھار پر صلح کی تو جائز ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ نوادر بن سماعہ مین امام محمد رحمہ اللہ تعالی سے روایت ہے کہ
ایک شخص نے ایک چاندی کا برتن ڈھلا ہوا غصب کر کے اپنے گھر مین رکھا پھر مالک اُس سے ملا اور اُسکے برابر چاندی پر
یا کسیقدر سونے پر صلح کی پھر قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو صلح باطل نہو گی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ مین ہے کہ ایک شخص نے
ایک طوق سو دینار قیمت کا غصب کیا اور اُسکے پاس سے ضائع ہو گیا اور مالک طوق نے اس سے پچاس دینار پر صلح کی
تو جائز ہے اور اگر غاصب نے اسکو پایا تو طوق کا مالک آدھے کا اُسکا شریک ہوگا۔ اور اگر غاصب کے پاس طوق موجود
ہو اور اُسنے مالک سے اسطور سے صلح کی جسطرح ہمنے بیان کیا تو صلح جائز نہو گی۔ اور بھی نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسف رح
سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے سے ایک چاندی کا کنگن غصب کر لیا اور بعد غصب کے اُسکی قیمت سے زیادہ پر
صلح کی تو جائز نہین ہے اور اگر غاصب نے اُسکو تلف کر دیا اور مغصوب منہ اس امر پر راضی ہوا کہ کنگن کے برابر چاندی
پتر کی لے اور اُسکی بنوائی سے بری کر دے تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کے گھر سے ایک چور پکڑا حالانکہ
چور مال چوری کا گھر سے باہر نکال چکا ہے اور زید نے اُسکو عمرو کے سپرد کرنا چاہا پس چور نے زید سے کسیقدر
مال معلوم پر صلح کی کہ وہ نہ پکڑے اور زید نے صلح کر کے اُسکو چھوڑ دیا تو یہ صلح باطل ہے زید کو وہ مال سارق کو پھیر دینا
واجب ہے اور اگر یہ مال عمرو کا ہو تو چور کو دینا واجب نہوگا اور جب اُسنے یہ سرقہ عمرو کو دیدیا تو خصومت سے بری
ہو جائیگا اور اگر ایسی صلح عمرو سے واقع ہوئی حالانکہ پہلے قاضی کے پاس مقدمہ پیش ہو چکا ہے پس اگر صلح بلفظ عفو

واقع ہوئی تو بالاتفاق عفو صحیح نہین ہی اور اگر بلفظ ہبہ یا برات کے واقع ہوئی تو ہمارے نزدیک ہاتھ کاٹنا ساقط ہو جائیگا
اور امام یا قاضی نے اگر شراب خوار سے اسطور سے صلح کی کہ مال لیکر اسکو عفو کر دے تو صلح نہین صحیح ہی اور مال شراب
خوار کو واپس کرے خواہ یہ پکڑے جانے سے پہلے ہو یا اسکے بعد یہ فتاوے قاضیخان مین ہے ایک موزہ سینے
والے کی دوکان سے لوگون کے موزے چوری گئے اور موزہ دوزنے چور سے صلح کی پس اگر مال مسروقہ بعینہ قائم
ہو تو بدون اجازت مالکان موزہ کے صلح کرنا جائز نہین ہے اور اگر مال مسروقہ تلف کر دیا تو صلح بدون
مالکون کی اجازت کے جائز ہے مگر شرط یہ ہی کہ صلح درمون پر واقع ہو اور اسمین قیمت مین سے زیادہ کمی نہو یہ
خزانۃ المفتین مین ہی ایک شخص چوری مین متہم ہو کر قید کیا گیا پھر اسپر ایک قوم نے دعوی کیا اسنے لوگون
سے صلح کر لی پھر قید سے نکلکر انکار کیا اور کہا کہ مین نے صرف اپنی جان کے خوف سے ان لوگون سے صلح کی تھی تو مشائخ
نے فرمایا کہ اگر قاضی کے قید خانہ مین قید تھا تو صلح جائز ہی اور اگر والی ولایت کے قید خانہ مین تھا تو صلح صحیح نہین
ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو کچھ بضاعت دی اور اسپر راہ مین ڈاکا پڑا اور خود اسکا مال اور
مال بضاعت سب لے لیا گیا پھر جس کے پاس بضاعت تھی اسنے چور رہزن سے صلح کی پھر یہ کہا کہ مین نے صرف
اپنے مال سے صلح کی تھی اور صاحب بضاعت کہتا ہی کہ تو نے میری بضاعت سے صلح کی ہی پس اگر قبضہ کرنیکے وقت
دینے والے نے یہ کہا کہ یہ مال منجملہ اسکے ہی جو مجھپر واجب تھا تو موافق ان دونون کے ملکیت کے حصہ رسد تقسیم ہوگا
اور اگر اسنے کوئی مال خاص کا دعوی صلح بیان کیا تو اسی مال کا خاص قرار دیا جائیگا اور دوسرا اسمین شریک ہوگا
اور اگر مبہم چھوڑ کر یا کوئی تفصیل قابض و واقع کے درمیان نہوئی پس اگر رہزن چور حاضر ہو تو اسیکا قول معتبر ہوگا
کہ تو نے کس مال کے عوض صلح مین دیا ہی بشرطیکہ اس صلح کی کوئی تحریر مفصل نہو اور اگر غائب ہو کہ اس سے ملنے کی قدرت نہین
ہی اور بضاعت لینے والا و دینے والا دونون متفق ہین کہ چور نے دیتے وقت کچھ بیان نہین کیا تھا تو کل مال کے عوض قرار
دیا جائیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ مکرہ کی صلح جائز نہین ہی کذا فی السراجیہ۔ اگر مدعی دو شخص ہون اور مدعا علیہ پر
سلطان نے ایک کے ساتھ صلح کرنے کیواسطے زبردستی کی اسنے دونون کے ساتھ صلح کر لی تو جسکے واسطے زبردستی کی گئی
تھی اور وہ مجبور کیا گیا تھا اسکے ساتھ صلح جائز نہین اور دوسرے کے ساتھ جائز ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی۔ کچھ لوگ ایک شخص
کے گھر مین رات یا دن مین اسکے پاس داخل ہوے اور اسپر ہتھیار نکالے اور اسکو دھمکایا یہانتک کہ اسنے اپنے
دعوی سے کسی چیز پر صلح کر لی یا اسکو اقرار یا ابراء پر مجبور کیا یعنی اکراہ اس سے اقرار یا ابراء کرایا اسنے ایسا ہی
کیا تو مشائخ نے فرمایا کہ امام اعظم رحمہ اللہ کے قیاس پر صلح و اقرار و ابراء جائز ہی کیونکہ امام اعظم رح کے نزدیک اکراہ
صرف سلطان سے ہوتا ہی اور صاحبین رح کے نزدیک اکراہ ہر ایسے شخص سے ہو سکتا ہی کہ جو اسقدر قدرت و غلبہ رکھتا
ہو کہ جس چیز سے وہ ڈراتا ہی اسکو کر دکھاوے اور صاحبین رح ہی کے قول پر فتوی ہے۔ اور اگر ان لوگون نے اسکو ہتھیار
نکال کر نہ ڈرایا بلکہ اسکو صرف مارا پس اگر شہر مین دن مین ایسا ہوا تو صلح جائز ہی۔ اور اگر کسی بڑی لکڑی سے جس سے
جان جاتی رہے ڈرایا تو اس حکم مین وہ بمنزلہ ہتھیار کے ہی اور اگر یہ امر راستہ مین رات یا دن مین یا گانون مین واقع

بضاعت [illegible] وہ شخص جس [illegible] ۱۲

ہوا کہ وہان کوئی مددگار فریادرس نہین پہونچ سکتا ہی تو اقرار و صلح باطل ہی اگرچہ اُنھون نے ہتھیار نہ نکالے ہون اور شوہر نے اپنی جورو کو دھمکایا تاکہ وہ مہر سے کسی چیز پر صلح کرے یا بری کردے تو وہ بمنزلۂ اجنبی کے ہی۔ اور اگر اسکو طلاق سے دھمکایا یا یون دھمکایا کہ اُسکے اوپر دوسری سے نکاح کریگا یا کوئی باندی ام ولد بنالیگا تو یہ اکراہ نہین ہی یہ فتاوی قاضیخان مین لکھا ہے

باب ششم - عمال سے صلح کرنے کے بیان مین - عمال جو لوگ ہمیشہ پیشہ و کام کرتے ہین - اگر کسی شخص نے کندی کرنیوالے کو کندی کیواسطے کوئی کپڑا دیا اُسنے کندی مین اسکو پھاڑ دیا پھر مالک نے کندی والے سے کسیقدر معلوم درمون پر صلح کی خواہ اسطور پر کہ درم کے ساتھ کپڑا بھی مالک لے یا کپڑا کندی والا لے تو صلح جائز ہی خواہ درم فی الحال ٹھہرے ہون یا میعادی اُدھار ہون - اسیطرح اگر اُس سے دینارون پر صلح کی تو بھی جائز ہی خواہ کپڑا مالک کو دینے یا کندی والے کو دینے کی شرط کی ہو اور اگر کسی کیلی یا وزنی پر جو ذمہ مقرر کی ہی صلح کی اور شرط یہ کہ کپڑا کندی والے کو ملے تو صلح حصۂ ثوب کی جائز اور حصہ خرق کی باطل ہی۔ اور اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ کپڑا اسکے مالک کو ملے تو جائز نہین ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر کندی والے نے کہا کہ مین نے تجھے کپڑا دیدیا اور مالک نے انکار کیا اور صلح کی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صلح جائز نہین ہی اور نہ کندی والے کا اجر یعنی مزدوری واجب ہوگی اور امام محمد رح کے نزدیک صلح جائز ہی اور ایسے ہی دوسرے قول امام ابو یوسف مین بھی جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر قصار یعنی کندی کرنیوالے نے دعوی کیا کہ مین نے کپڑا مالک کو دیا اور اجرت طلب کی اور مالک نے انکار کیا پھر اجرت سے نصف پر صلح کی تو جائز ہی۔ اسیطرح اگر کپڑے کے وصول پانے کا اقرار کیا اور دعوی کیا کہ مین نے مزدوری اسکو دیدی ہی اور کندی والے نے انکار کیا پھر دونون نے آدھی اجرت پر صلح کرلی تو جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اجیر مشترک نے دعوی کیا کہ مال عین میرے پاس تلف ہوگیا پھر اُس سے درمون پر صلح کرلی تو امام اعظم کے قول پر اجیر مشترک امین ہوتا ہی اسواسطے اسکے اس کہنے کے بعد کہ مال عین میرے پاس تلف ہوگیا ہی صلح کرنا صحیح نہین ہی جیسا مستودع مین حکم ہی اور صاحبین رح کے نزدیک صحیح ہی اور وہ ضامن ہوتا ہی پس مثل غاصب کے اُسکا حکم ہی۔ اور جرواہا اگر اجیر مشترک ہو تو اُسکا حکم مثل قصار یعنی کندی کرنیوالے کے ہی اور اگر ایک ہی شخص کا اجیر ہو تو اجیر خاص ہی وہ بلا خلاف امین ہوتا ہی اُسکا حکم مثل مستودع کے ہی یہ ذخیرہ مین ہی کچھ سوت کسی جولاہے کو دیا اور اُس سے حسب شرط کے ساتھ بُننے کو کہا تھا اُسنے اسطور سے نہ بُنا اور بناوٹ مین اُسکے خلاف کیا تو مالک کو اختیار ہی چاہے اُس سے کپڑا لیکر ایسی بنائی کی جو اجرت ہوتی ہی اُسکو دیدے یا کپڑا اُسکے پاس چھوڑ دے اور اپنے سوت کے مثل سوت اُس سے لے لے اور اگر اُس سے اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کے پاس رہے اور جولاہہ کچھ دراہم مسمی کسی میعاد پر مالک کو ادا کرے تو کتاب مین مذکور ہے کہ ایسی صلح جائز نہین ہی۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس مسئلہ کی یعنی صلح ناجائز ہونیکی یہ ہی کہ سوت کے مالک نے یہ کیا کہ کپڑا جولاہے کے پاس چھوڑ دیا اور اپنے سوت کے مثل اُس سے تاوان لیا پھر اُس سے کسی قدر دراہم مسمی پر صلح کی اور مدت ادا مقرر کی تو جائز نہین ہی کیونکہ بن دینا اُسکے ذمہ دین تھا پھر جب اُس سے اُسکے عوض اُدھار درمون پر

صلح کی تو یہ دین بعوض دین کے ہوا اور یہ حرام ہی اور اگر یون ہو کہ کپڑے کو سوت کے مالک نے لے لیا پھر اسطور سے صلح کی کہ کپڑا جولاہے کا اور جولاہہ کچھ درم سے کسی مدت مقررہ تک ادا کرے تو صلح جائز ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر یون صلح کی کہ کپڑا لیکر تھوڑی مزدوری دیوے اور تھوڑی گھٹا دے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر رنگریز کو ایک کپڑا اس شرط پر دیا کہ ایکدرم مین ایک قفیز عصفر سے رنگ دے اُسنے دو قفیز سے رنگا حتی کہ مالک ثوب کو اختیار حاصل ہوا کہ چاہے کپڑا لے لے اور اُسکو ایک درم اور دوسرے قفیز کی زیادتی دیدے یا کپڑا رنگریز کے پاس چھوڑ دے اور اپنے سپید کپڑے کی قیمت اس سے ڈانڈ لے پھر مالک نے اس طور سے صلح ٹھہرائی کہ کپڑا لیکر ایک قفیز گیہون معین اسکو دیدے تو جائز ہی خواہ اُس سے اُجرت اور زیادتی قفیز عصفر[۱] سے صلح ٹھہرائی یا دوسرے قفیز کی زیادتی سے صلح ٹھہرائی ہو۔ اور اگر ایک قفیز گیہون اُدھار میعادی پر صلح ٹھہرائی تو امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے یہ صورت کتاب مین نہین لکھی ہی اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی مشائخ عراق نے فرمایا کہ جائز ہی اور مشائخ بلخ نے کہا کہ جائز نہین ہے۔ اور اگر ایک قفیز عصفر پر صلح کی پس اگر قفیز عصفر معین ہی تو جائز ہی اور اگر غیر معین ہے تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی اور اگر رنگریز سے کسیقدر درمون پر میعادی اُدھار کرکے صلح کی تو جائز ہی اسیطرح اگر ایک قیراط سونے پر صلح کی تو جائز ہی بشرطیکہ سونے پر اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا اور اگر قبضہ نہ کیا یا اُدھار کرکے میعاد مقرر کی پس اگر قیمت دوسرے قفیز کی جو اُسنے رنگ مین زیادہ کی ہی ایک قیراط سونا یا اُس سے زیادہ ہو تو یہ اس طور سے جائز ہی کہ اُجرت کو کم کر دیا اور قفیز کی زیادتی کی قیمت مین مدت مقرر کی۔ اور اگر اس قفیز کی قیمت قیراط سونے سے کم ہو تو صلح جائز نہو گی یہ مبسوط مین ہی

ساتوان باب۔ بیع اور سلم مین صلح کرنیکے بیان مین۔ اگر ہزار درم سیاہ پر اپنا غلام فروخت کیا پھر اُس سے ایک ہزار ایک سو درم زیوف یا نبہرہ پر صلح کی خواہ نقد فی الحال یا اُدھار میعادی تو یہ صلح باطل ہی۔ اسیطرح اگر کسی کیلی یا وزنی غیر معین چیز پر صلح قرار دی تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز خریدی اُسپر یا اُسکے کسی ٹکڑے پر کسی دوسرے شخص نے دعوی کیا اور مشتری نے اُس سے صلح کر لی تو جائز ہی اور اگر مشتری نے چاہا کہ یہ بدل صلح بائع سے واپس لے تو اُسکو اختیار نہوگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ حسن بن علی رحمہ اللہ سے دریافت کیا گیا کہ ایک شخص نے دوسرے پر بعد قبضہ مبیع کے فساد بیع کا دعوی کیا اور اُسکو ہنوز گواہ پیش کرنے کی نوبت نہ پہونچی تھی کہ اُنہین باہم کچھ دینارون پر فساد بیع کے دعوی سے صلح کرا دیگئی تو آیا یہ صلح صحیح ہی اُنھون نے فرمایا کہ صحیح نہین ہی پھر کہا گیا کہ اگر اسکے بعد یعنی صلح کے بعد اُسکو گواہ فساد بیع کے ملے اور اُسنے پیش کیے تو سماعت ہو گی فرمایا کہ ہان سماعت ہو گی یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر دعوی کیا کہ میرے اس شخص پر ہزار درم ایک غلام کا ثمن ہین جو مین نے اُسکے ہاتھ بطور بیع فاسد فروخت کیا تھا اور وہ غلام تلف کر چکا ہی پھر اُس سے پانچسو درم پر صلح کر لی اور طالب نے دعوی کیا کہ اُسکی قیمت ہزار درم تھی اور مطلوب نے دعوی کیا کہ چار سو درم تھی تو صلح جائز ہی کذا فی المبسوط اگر رب السلم ایک ہی شخص ہو اُسنے مسلم الیہ کے ساتھ مسلم فیہ سے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہی کذا فی السراج الوہاج اور مسلم فیہ سے سوائے راس المال کے کسی اور جنس پر صلح کرنا جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اُسپر ہزار درم اور

[۱] عصفر جسکو عرف مین کسم کہتے ہین ۱۲ منہ

ایک کر سلم ہو اور اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہی کذا فی البدائع اور امام ابو حنیفہ رحنے فرمایا کہ اگر کوئی شخص سلم مین اس طور پر صلح کرے کہ نصف راس المال اور نصف سلم بعینہ لے لیوے تو کچھ ڈر نہین ہی پس اگر کسی شخص پر ہراتی کپڑے سلم مین ہون اور اُس سے نصف راس المال اور نصف سلم پر صلح کر لی اور صلح جائز ہو گئی پھر مسلم الیہ نصف کپڑا قطع کیا ہوا دینے لایا اور رب السلم اُسکے لینے پر مجبور نہ کیا جائیگا اگر چاہے تو لے لے اور اگر چاہے تو قبول نہ کرے جبتک کہ پورا کپڑا نہ لاوے یہ محیط مین ہی۔ اگر بیع سلم مین میعاد ہی اور صلح اس شرط سے کی کہ نصف راس المال لے لے اور نصف کی سلم توڑ دے اور نصف سلم مدت سے پہلے جلد دیدے تو نصف راس المال کی سلم توڑنا جائز ہی اور تعجیل جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص سے ایک کر گیہون کی سلم قرار دی اور میعاد ایک مہینہ رکھی اور اُسی شخص سے ایک کر جو کی سلم قرار دی اور اُسکی میعاد دو مہینہ رکھی پھر وقت عقد سے ایک مہینہ گذرا اور گیہون کی میعاد آگئی پھر اُس سے اس طور سے صلح کی کہ گیہون لے اور جو کی مدت تک بڑھاوے تو جائز ہی اور اگر اسطور سے صلح کی کہ گیہون لینے مین تاخیر کر دے اور جو کے لینے مین تعجیل کرے تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر بیع السلم کی میعاد آگئی اور مسلم الیہ نے راس المال مین سے کسیقدر اس شرط پر واپس دیا کہ سلم مین ایک مہینہ کی اور میعاد بڑھاوے تو جائز ہی۔ اور بعض نے کہا کہ مراد یہ ہی کہ جائز ہی یعنی واپس دینا جائز ہی اور یہ مراد نہین ہی کہ میعاد دینا جائز ہی یہ قول بعض فقہا کا ہی کہ میعاد بڑھانا اس صورت مین جائز نہین ہی اور روایت کتاب کیوجہ یہ ہی کہ اس صورت مین اور دوسری صورت مین یعنی جبکہ سلم مین میعاد ہی اور مسلم الیہ نے ایکدام راس المال مین سے اس شرط پر کم کر دیا کہ میعاد بڑھاوے تو جائز نہین ہی ان دونون صورتون مین یہی فرق ہی کہ صورت اولی مین جو کتاب مین مذکور ہوئی ہی جائز ہی اور دوسری صورت مین میعاد دینا جائز نہین ہی اور فرق اسطور سے ہی کہ راس المال کے قبضہ کا اعتبار مسلم فیہ کے قبضہ کا ہی کیونکہ دونون کا جریان قبضہ مین ایک ہی طور پر ہوتا ہی حتی کہ دونون کا استبدال جائز نہین ہی اسلیے کہ اُسمین قبضہ فوت ہوگا پس اگر سلم فی الحال ہی اور اُسمین سے بعض مسلم فیہ پر قبضہ کر لیا اس شرط سے کہ باقی کی میعاد مقرر کر دے تو جائز ہی تو اُسی کے اعتبار سے اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ جسقدر سلم اُسپر ہی اُسکی میعاد مقرر کر دے تو بھی جائز ہی۔ اور اگر سلم مین میعاد ہی اور بعض مسلم فیہ کو اس شرط سے قبضہ کر لیا کہ باقی کیواسطے میعاد بڑھا دے تو جائز نہین ہی اسیطرح اگر بعض راس المال پر اس شرط سے قبضہ کیا کہ میعاد بڑھاوے تو بھی جائز نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر سلم کے ایک کر گیہون ہون پھر آدھے کر پر اس شرط سے صلح کی کہ باقی سے اُسکو بری کر دے تو جائز ہی۔ اسیطرح اگر سلم کے ایک کر گیہون کھرے ہون اور اُسنے ایک کر ردی گیہون پر صلح کر لی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر سلم کے ایک کر ردی گیہون ہون اور اُسنے نصف کر کھرے گیہون پر صلح کی تو دوسرے قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے موافق جائز نہین ہی اور یہی امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر سلم مین گیہون اور راس المال سو درم ہون پھر سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ دو سو درم واپس دیگا یا سو درم یا پچاس درم واپس دیگا تو باطل ہی اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ سے سلم سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے راس المال کے سو درم یا راس المال سے پچاس درم واپس دونگا تو صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ساتھ سلم سے راس المال کے سو درم پر صلح کی تو زیادتی جائز نہین ہی اور اقالہ بقدر راس المال کے

واقع ہوگا ایسا ہی شیخ الاسلام نے ذکر کیا ہی اور شمس الائمہ سرخسی نے اشارہ کیا ہی کہ اس صورت مین اقالہ اصلاً باطل ہی یہ محیط مین ہے۔ دو نون نے بیع سلم کا اقالہ کر لیا اور راس المال از قسم عروض[1] تھا کہ وہ تلف ہو گیا یا قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر دیا تو مسلم الیہ اسکی قیمت کا ضامن ہی اور اگر رب المال کو بلا عوض ہبہ کر دیا ہی تو استحساناً ضامن نہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کچھ دراہم معدودہ ایک کر گیہون کی سلم مین کسی میعاد معین کیواسطے دیے پھر کچھ دن بعد دو نون نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ رب السلم کیواسطے نصف کر گیہون زیادہ کر دے اور اسی مدت معینہ پر ادا کر دے تو بالاجماع جائز نہین ہی پھر جب جائز نہوئی تو مسلم الیہ پر امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک واجب ہی کہ تہائی راس المال واپس کرے اور اسپر پورا ایک کر اس میعاد پر واجب الادا ہوگا اور صاحبین نے فرمایا کہ کچھ واپس نکریگا اور اسپر ایک کر پورا واجب ہوگا یہ حصر شرح منظومہ مین ہے۔ ایک کر گیہون کی سلم مین ایک کپڑا دیا پھر مسلم الیہ نے اُس کپڑے پر قبضہ کر کے اُس کپڑے کو دوسرے شخص کو سلم مین دیدیا پھر مسلم الیہ اول نے راس المال پر پہلے رب السلم سے صلح کی پھر اگر یہ صلح اسوقت واقع ہوئی کہ وہ کپڑا دوسرے مسلم الیہ کے پاس سے پہلے مسلم الیہ کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو ہر طرح سے بیع سلم کا فسخ ہی جیسے خیار رویت یا خیار عیب کیوجہ سے بحکم قاضی واپس آیا یا دوسری سلم مین راس المال پر قبضہ سے پہلے دو نون جدا ہوے تو اس صورت مین پہلے مسلم الیہ پر واجب ہی کہ بعینہ وہ کپڑا رب السلم کو واپس کر دے اور اسکو اُس کپڑے کی قیمت کے واپس دینے کا اختیار نہین ہی اور اسیطرح اگر پہلے مسلم الیہ نے اُسکو ہبہ کیا ہوا اور پھر ہبہ سے رجوع کر لینے کیوجہ سے وہ کپڑا اسکے پاس آگیا ہو خواہ رجوع بحکم قاضی ہو یعنی قاضی نے رجوع کیوقت حکم واپسی دیا ہو یا بدون حکم قاضی ہو تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا ہی کہ وہ سبب ہر صورت سے ازسرنو ملک شمار ہی جیسے خرید لینا یا ہبہ مین پانا یا میراث مین پانا تو رب السلم کا حق عین اُس کپڑے مین نہین ہی اُسکی قیمت مین ہی۔ پھر اگر دو نون نے اس امر پر صلح کی کہ مسلم الیہ بعینہ وہی کپڑا رب السلم کو واپس کرے پس اگر یہ صلح اُسوقت واقع ہوئی کہ قاضی نے اُسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم نہین کیا تھا تو قیاساً جائز نہین ہی اور استحساناً جائز ہی اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم کے بعد ایسی صلح قرار دی تو قیاساً جائز نہین ہی اور استحساناً جائز ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور اگر وہ کپڑا مسلم الیہ اول کے پاس ایسے سبب سے واپس آیا جو فسخ و تملیک کے مشابہ ہی جیسے اقالہ اور رد بالعیب بدون حکم قاضی کے تو رب السلم کا استحقاق اُسکی قیمت مین ہی اُسکے عین مین نہین ہی۔ اور اگر اُن دو نون نے باہم عین اس کپڑے کی واپسی پر صلح کی پس اگر یہ صلح پہلے اس سے کہ قاضی اُسپر کپڑے کی قیمت دینے کا حکم کرے واقع ہوئی تو قیاساً نہین جائز ہی اور استحساناً جائز ہی اور اگر اسکے بعد واقع ہوئی تو قیاساً و استحساناً دو نون طرح نہین جائز ہی۔ اور اگر مسلم الیہ اول نے قبل اسکے کہ وہ کپڑا اسکے پاس واپس آوے رب السلم سے صلح کی پھر اسکے بعد وہ کپڑا اُسکے پاس واپس آیا پس اگر بعد اسکے واپس آیا کہ قاضی نے مسلم الیہ اول پر قیمت دینے کا حکم دیدیا ہی تو بعینہ وہ کپڑا لینے پر دو نون کا صلح کرنا جائز نہوگا خواہ کسی سبب سے وہ کپڑا مسلم الیہ اول کے پاس واپس آیا ہو و لیکن اگر بسبب عیب کے بحکم قاضی واپس ملا ہی تو وہ اس کپڑے کو رب السلم کو دیکر اُسکی قیمت اُس سے لیگا اور اگر قاضی کے قیمت دینے کے حکم دینے سے پہلے اُسکے پاس واپس آیا پس اگر ایسے سبب سے

[1] اسباب و سامان ۱۲

واپس آیا جو ہر طرح سے فسخ السلم ہو تو وہ کپڑا پہلے رب السلم کو واپس کردے اور اگر ایسے سبب سے واپس آیا جو تملیک و فسخ سے مشابہ ہو تو اُسپر کپڑے کی قیمت رب السلم کو دینا واجب ہوگی اور اگر دونون نے بعینہ اُسی کپڑے کے لینے پر صلح کی تو اُسمین مشائخ کا اختلاف ہو یہ محیط مین لکھا ہو۔ اور اگر سلم مین دو شریک ہون تو امام اعظم و امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک ایک شریک کا اپنے حصہ راس المال سے کم پر صلح کرنا صحیح نہین ہے اور اگر اپنے حصہ راس المال پر صلح کر لی تو شریک کی اجازت پر موقوف رہیگی اگر اُسنے رد کردی تو صلح بالکل رد ہوجائیگی اور مسلم فیہ دونون مین بحالہ مشترک رہیگا اور اگر اجازت دی تو صلح دونون پر نافذ ہوگی پس نصف راس المال دونون مین مشترک اور باقی نصف مسلم فیہ بھی دونون مین مشترک رہیگا اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ صلح جائز ہو اور نصف راس المال اسکا ہوگا اور اُسکے شریک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اُسکے مقبوضہ مین شرکت کرے یا مطلوب سے اپنا حصہ لے لے و لیکن اگر مسلم الیہ پر جو اسکا مال ہو وہ ڈوب جاوے تو اپنے شریک سے لیگا یہ اختیار شرح مختار مین ہو۔ اور یہ حکم اس صورت مین ہے کہ دونون کا راس المال مخلوط ہو اور اگر مخلوط نہ ہو بلکہ ہر ایک نے اپنا اپنا مال علیحدہ دیا ہو تو اُسمین اختلاف ہو بعض مشائخ نے کہا کہ امام محمد رحمہ اللہ و امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی مثل قول امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے ہو اور بعضون نے کہا کہ اس صورت مین بھی اختلاف ہو اور یہی صحیح ہو کذا فی التبیین و الکافی۔ اور اگر دو متفاوضون کی کسی شخص پر سلم ہو اور ایک نے راس المال پر صلح کر لی تو جائز ہو اور یہی حکم دو شریک عنان مین ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر زید کا عمرو پر ایک کر گیہون سلم مین ہو اور اسکا خالد کفیل ہو پس کفیل نے رب السلم سے راس المال پر صلح کر لی تو اختلاف ہو امام اعظم رحمہ اللہ و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مسلم الیہ کی اجازت پر صلح موقوف ہو اگر اُسنے اجازت دی تو جائز ہوگی اور رب السلم کا حق راس المال مین پیدا ہوگا اور اگر باطل کردی تو باطل ہوجائیگی اور رب السلم کا حق اناج یعنی گیہون مین رہیگا۔ اسیطرح اگر بدون حکم مسلم الیہ کے کوئی شخص کفیل ہو اور اُسنے رب السلم سے اسطرح صلح کر لی تو بھی ایسا ہی اختلاف ہے۔ اسیطرح اگر کسی اجنبی نے راس المال پر صلح کر لی اور مال ضمان دیدیا تو بھی یہی اختلاف ہو یہ محیط مین ہو۔ اور اگر کفیل نے رب السلم کے ساتھ جنس سلم کے اناج پر صلح کر لی مگر یہ اناج سلم سے کھرے ہونے مین کم ہو تو جائز ہے اور کفیل مسلم الیہ سے کھرا اناج جو سلم مین ٹھہرا ہو سے لیگا یہ فتاوے قاضی خان مین ہو۔ اور اگر طالب نے کفیل کو کل سلم ہبہ کردی تو کفیل کو مسلم الیہ سے مسلم کا اناج لے لینے کا اختیار ہو۔ اور اگر کفیل نے رب السلم سے کسی کپڑے یا وزنی چیز پر صلح کر لی تو جائز نہین ہو بخلاف اسکے اگر کفیل نے مسلم الیہ سے سواے سلم کے کسی دوسری چیز پر صلح کر لی تو جائز ہو۔ پھر سلم کے کفیل نے اگر مطلوب کے ساتھ سواے جنس سلم کے کسی چیز پر صلح کر لی تو مطلوب کفیل کے قرضہ سے بری ہوگیا اور طالب کے قرضہ سے بری نہوگا پھر بعد اسکے دیکھنا چاہیے کہ اگر کفیل نے رب السلم کو اناج دیدیا ہو اور اُسکا حق ادا کردیا ہو تو دونون بری ہوجائینگے اور اگر طالب نے مطلوب سے اپنا اناج وصول کیا تو مطلوب کو کفیل سے واپس لینے کا اختیار ہو اور کفیل مختار ہوگا چاہے مسلم الیہ کو طعام سلم دیدے یا جو کچھ اُس سے لیا ہو وہی واپس کردے یہ محیط مین ہو۔ اگر کفیل نے رب السلم سے اس شرط پر صلح کی کہ ایکدرم راس المال مین بڑھا دے اور اسپر قبضہ کرلیا تو جائز نہین ہو یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر کفیل

یعنی رب سلم ۱۲

کفیل نے اس شرط سے صلح کی کہ مسلم الیہ ایک گون گیہون بڑھا دے تو جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر رب السلم نے ایکدرم اس شرط سے بڑھایا کہ مسلم الیہ ایک گون گیہون بڑھا دے تو بھی جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب السلم کے پاس کفیل سلم کی چیز کیلی یا وزنی اس سے گھٹی ہوئی لایا جسکی کفالت کی تھی اور کہا کہ تو اسکو لے مین تجھے ایکدرم واپس دونگا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک یہ امر مسلم الیہ سے ناجائز ہے پس ایسا ہی کفیل سے بھی جائز نہین ہے اور اگر اپنی کفالت سے بڑھی ہوئی جید لایا اور کہا کہ اسکو لے اور مجھے ایکدرم بڑھا دے تو کیلی یا وزنی کسی چیز کی سلم مین یہ جائز نہین ہے اور اگر مسلم الیہ نے وزنی چیز کی سلم مین ایسا کیا تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کفیل نے رب السلم کو سلم اس موضع کے سوائے جو شرط کیا ہے دوسری جگہ ادا کر دی اور اُسنے قبول کر لی تو اسکو اختیار ہے کہ مسلم الیہ سے مقام مشروط مین وصول کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کفیل نے طالب سے اس امر پر صلح کی کہ سلم کا اناج موضع مشروط کے سوائے دوسری جگہ ادا کریگا تو جائز نہین ہے اور طالب اناج و کرایہ واپس کر دے تاکہ اُسکو موضع مشروط مین ادا کرے اور طعام ادا کرنیکا موضع سواد شہر کوفہ قرار پایا ہے اور طالب نے کفیل سے اس شرط پر صلح کی کہ اناج شہر کوفہ مین ادا کرے اور طالب اسکو اس قدر درم دیگا تو جائز نہین ہے اور اگر کفیل نے رب السلم کو سلم کا اناج بدون شرط کے کوفہ مین ادا کر دیا تو کفیل اُسکو مسلم الیہ سے سواد کوفہ مین سے سکتا ہے کوفہ مین نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر زید نے عمرو کو وکیل کیا کہ میرے واسطے ایک کُر گیہون کی مسلم ٹھہرا دے پھر عمرو نے مسلم الیہ سے راس المال پر صلح کر لی تو یہ صلح عمرو پر نافذ ہو گی اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی و امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مثل سلم کے ایک کُر گیہون موکل کو ڈانڈ دیگا۔ اسیطرح اگر مسلم الیہ کو بطریق صلح کے راس المال پر اناج سلم سے بری کر دیا تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر خود موکل نے مطلوب سے راس المال پر صلح کی اور راس المال پر قبضہ کر لیا تو جائز ہے جیسا کہ بدون صلح کے بری کر دینے کی صورت مین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کی طرف سو درم اور سلم کے ایک کُر گیہون کا دعوی کیا اُسنے بیس دینار پر صلح کر لی، پس اگر اس صورت مین سلم کے راس المال مین درم ہون تو سو درم اور سلم دونون کے حصہ کی صلح باطل ہو گی خواہ بدل صلح کے دینارون پر قبضہ کرنے سے پہلے یا بعد دونون جدا ہوے ہون اور اگر راس المال دینار ہون پس اگر راس المال کے پانچ دینار ہون اور صلح مین دونون نے یہ شرط لگائی کہ پانچ دینار بمقابلہ سلم کے ہین اور بیس دینار نقد دیدیے اور سو درم کا بھی حصہ نقد دیدیا تو کل کی صلح جائز ہو گئی۔ اور اگر صلح مین دونون نے پانچ دینار بمقابلہ سلم کے قرار دیے اور بیس دینار نقد دیدیے تو امام محمد رحمہ اللہ نے یہ صورت کتاب مین ذکر نہین فرمائی ہے اور مشائخ نے باہم اختلاف کیا ہے فقیہ ابو جعفر ہندوانی فرماتے تھے کہ جائز نہین ہے اور فقیہ ابو بکر بلخی استاذ ابو جعفر فرماتے تھے کہ جائز ہے اور جسقدر سلم کے حصہ مین پڑے اُسپر سلم کا استحساناً اقالہ بقدر راس المال قرار دیا جائیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر دو ذمیون نے کسی ذمی سے شراب کی مسلم ٹھہرائی پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہو گیا تو اُسکا حصہ سلم باطل ہو گیا اور اپنا حصہ راس المال واپس کر دے پس اگر اپنے راس المال سے اُسنے طعام معین یا میعادی پر صلح قرار دی تو جائز نہین ہے اور اگر دوسرے شریک ذمی کا مال اس صورت مین مسلم الیہ پر ڈوب گیا تو وہ اپنے شریک مسلمان سے اُسکے تصرف مقبوضہ مین شرکت کر سکتا ہے اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کو شراب گیہون کی

سلم مین دی اور اُسکے راس المال یعنی شراب پر قبضہ کر لیا پھر دونون مین سے ایک شخص مسلمان ہو گیا تو سلم ٹوٹ گئی اور اگر اس مسلمان نے راس المال پر صلح کی تو جائز نہین ہے۔ اور اگر ایک نصرانی نے سور دوسرے نصرانی کو شراب کی سلم مین دیا اُسنے سور پر قبضہ کر کے اُسکو تلف کر دیا پھر دونون مین سے ایک مسلمان ہو گیا تو سلم ٹوٹ جاویگی اور اُسپر سور کی قیمت واجب ہوگی کذا فی المبسوط

آٹھواں باب صلح مین شرط خیار اور عیب سے صلح کرنے کے بیان مین۔ اگر زید نے عمرو پر سو درم کا دعوے کیا اُسنے سو درم سے ایک غلام پر صلح کی اور زید کے واسطے یا خود اپنے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی تو صلح جائز اور خیار جائز ہے خواہ مدعا علیہ مقر ہو یا منکر ہو یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہون اُسنے ایک غلام پر اس شرط سے صلح کی کہ ایک مہینہ کی میعاد پر مدعی اسکو دس دینار اور دیوے اور خیار کی شرط کی پس یہ صحیح ہے اور جب عقد پورا ہو گیا اور مدعی نے قبول کیا تو مطلوب ہزار درم سے بری ہو گیا اور جس روز سے عقد پورا ہوا ہے اسی روز سے دس دینار مدعی پر ایک مہینہ کی میعاد پر واجب ہو گئے ہکذا فی المبسوط۔ اگر ایک شخص کے دوسرے پر دس دینار ہون اُسنے ایک کپڑے پر اُن دینارون سے صلح کی اور مطلوب نے اپنی ذات کے واسطے تین روز کے خیار کی شرط کی اور کپڑا طالب کو دیدیا اور طالب کے پاس تین روز سے پہلے تلف ہو گیا تو وہ اسکی قیمت کا ضامن ہوگا اور اُسکے دینار اُسکے قرضدار پر قرضہ ہین اور اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور کپڑا اُسکے پاس مدت خیار مین تلف ہوا تو وہ بعوض ثمن کے اُسکے پاس تلف ہوا۔ اور اگر کپڑا تلف نہوا بلکہ جسکے واسطے خیار مشروط ہے وہ ہلاک ہو گیا تو صلح تمام ہو گئی یہ محیط مین ہے۔ اگر ایک شخص کا دوسرے پر قرضہ ہے اُسنے اپنے غلام پر صلح کی اور تین روز کے خیار کی شرط کی اور تین روز گذر گئے پھر صاحب خیار نے تین روز کے اندر فسخ صلح کا دعوی کیا تو بدون گواہون کے قبول نہوگا پھر اگر اُسنے فسخ کے گواہ دیے اور دوسرے نے تین روز کے اندر صلح تمام کر دینے کے گواہ دیے تو فسخ کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر تین روز کے اندر ایسا اختلاف واقع ہوا تو اُسی کا قول جسکو خیار ہے خیار فسخ کر دینے مین قبول ہوگا اور دوسرے کے جو مدعی اتمام ہے گواہ قبول ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو شخصونکا ایک شخص پر قرضہ ہو اور دونون نے مطلوب سے ایک غلام پر صلح کی اور دونون کیواسطے خیار کی شرط کی پھر ایک صلح پر راضی ہوا اور دوسرے نے فسخ کرنا چاہا تو امام اعظم رح کے نزدیک وہ فسخ نہین کر سکتا ہے اور صاحبین کے نزدیک فسخ کر سکتا ہے۔ اور اگر ایک شخص کا دو شخصون پر قرضہ ہو اُسنے دونون سے ایک غلام پر صلح کر لی اور تین روز کے خیار کی شرط کی پس اگر خیار طالب کے واسطے ہو اور اُسنے ایک کے حق مین صلح کی اجازت دی اور دوسرے کے حق مین فسخ کر دی تو بیشک صاحبین کے قول پر جائز ہے اور امام اعظم رح سے دو روایتین ہین ایک روایت مین دوسرے کے حق مین فسخ جائز اور دوسری روایت مین نہین جائز ہے اور اگر دونون مطلوبون کو خیار ہو پس ایک نے اجازت دی اور دوسرے نے فسخ چاہا تو مسئلہ مین اختلاف ہے امام اعظم رح کے نزدیک کل مین صلح جائز ہوگی اور صاحبین کے نزدیک اجازت دینے والے کے حصہ مین جائز اور دوسرے کے حصہ مین ناجائز ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اگر دعوی مدعی سے باوجود انکار کے مدعا علیہ نے صلح کر لی اور اپنے واسطے خیار کی شرط کی پھر بحکم خیار عقد فسخ کر دیا تو مدعی اپنے دعوے پر عود کریگا اور مدعا علیہ کا صلح کرنا اُسکے اقرار کرنے مین شمار نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایسی چیز پر صلح کی جسکو اُسنے نہین دیکھا ہے تو اسکو دیکھنے کیوقت

خیار حاصل ہوگا کذا فی السراجیہ۔ زید نے عمرو کی جانب کسی حق ہونیکا دعوے کیا اور عمرو نے ایک زطی کپڑے کی گٹھری پر صلح کرلی
اُسکو زید نے بدون دیکھنے کے اپنے قبضہ مین لیا اور زید نے خالد سے کہا کہ جسنے زید پر کسی حق کا دعوی کیا تھا اسی گٹھری پر صلح کرکے
اُسکے قبضہ مین دیدی اور اُسنے بھی نہ دیکھی تو خالد کو بوقت دیکھنے کے واپس کردینے کا اختیار ہی کہ زید کو واپس کردے
اور زید کو اختیار نہوگا کہ عمرو کو واپس کرے خواہ زید نے خالد سے بحکم قاضی واپسی قبول کی ہو یا بلا حکم قاضی قبول کی اور اگر بجائے
خیار رویت کے خیار عیب ہو اور خالد نے بحکم قاضی بسبب اس عیب کے زید کو واپس کردی تو زید اُسکو عمرو کو واپس لیسکتا ہے
یہ محیط مین ہی۔ دعوی مال سے صلح کرنے مین خیار عیب ثابت ہوتا ہی مثلاً کسی نے زید پر قرضہ کا دعوی کیا اُسنے ایک غلام
پر صلح کرلی اور مصالح نے عیب پاکر واپس کرنا چاہا تو کرسکتا ہی اور اُسکا حکم مثل مبیع کے حکم کے ہوگا کہ اگر بحکم قاضی مصالح نے
واپس کیا تو صلح کا فسخ ہی اور زید کو اس واپسی مین اختیار ہی کہ اپنے بائع کو واپس کرے۔ اور اگر مصالح نے بدون حکم
قاضی کے زید کو واپس دیا اور زید نے قبول کرلیا تو مثل ازسرنو بیع ہونے کے حکم کے ہی کہ زید اُسکو اپنے بائع کو واپس
نہین دیسکتا ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور بسبب عیب کے واپس کرنیکے واسطے مصالح علیہ کا حکم مثل مبیع کے ہی کہ تھوڑے
سے عیب اور بہت عیب سے واپس ہوسکتا ہی اور مدعی پھر اپنے دعوی پر رجوع کریگا خواہ بحکم قاضی واپس کیا ہو یا بلا
حکم قاضی واپس کیا ہو یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مدعی نے مصالح علیہ مین عیب پایا لیکن بسبب مدعی کے پاس ہلاک
ہوجانے یا اُسمین زیادتی یا نقصان آجانے کے مدعی اُسکو واپس نہین کرسکتا ہی تو مدعا علیہ سے حصہ نقصان پھیر لیگا پس اگر
یہ صلح مدعا علیہ کے اقرار دعوی کے بعد واقع ہوئی تو حصہ عیب کو اُسی مدعا علیہ مین لیگا۔ اور اگر صلح انکار سے واقع ہوئی ہی تو
دعوی مین لیگا پس اگر گواہ قائم کیے یا مدعا علیہ سے قسم لی اور اُسنے نکول کیا تو حصہ عیب کا مستحق ہوا اور اگر قسم کھلانے سے
اُسنے قسم کھالی تو اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر زید نے عمرو کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور اُس سے
ایک غلام پر صلح کرلی اور وہ غلام استحقاق ثابت ہوکر لے لیا گیا تو مدعی پھر اپنے دعوی پر رجوع کریگا اور یہ حکم اسوقت ہی کہ
مستحق نے صلح کی اجازت نہ دی ہو۔ اور اگر اُسنے اجازت دیدی تو غلام مدعی کو دیا جائیگا اور غلام کی قیمت مستحق مدعا علیہ
سے لیگا اور اگر آدھا غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعی کو اختیار ہی چاہے باقی آدھے پر راضی ہو کہ نصف دعوی پر عود
کرے یا باقی غلام واپس کرکے پورا دعوی کرے۔ اور یہ حکم اسوقت ہی کہ صلح کسی مال عین پر واقع ہوئی ہو اور اگر مال غیر معین
مثل درم و دینار کے ہو یا کیلی و وزنی غیر معین ہو یا کچھ کپڑے بمیعاد ٹھہرا کر وصف بیان کرکے اُسکے ذمہ قرار دیے گئے ہون
تو استحقاق ثابت ہونے کی وجہ سے صلح باطل نہوگی اور اُسکے مثل مدعا علیہ سے واپس لیگا یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔
ایک شخص نے دوسرے سے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور باہم قبضہ کرلیا پھر اسمین عیب پایا اور بائع نے انکار کیا کہ میرے
پاس کا عیب نہین ہی یا اقرار کیا پھر اُس سے کسیقدر درمون پر فی الحال دینے یا میعادی اُدھار دینے پر صلح کرلی تو جائز ہے
اور اگر دینارون پر صلح کی تو باہم قبضہ کرلینا یعنی افتراق[1] سے پہلے شرط ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر عیب سے کسی معین کپڑے پر صلح
کی تو جائز ہی اور اگر کسیقدر معین گیہون پر صلح کی تو بھی جائز ہی اگرچہ قبضہ سے پہلے دونون جدا ہوجاوین۔ اور اگر غیر معین
ہون پس اگر اسمین ادا کرنے کی میعاد ہو تو جائز نہین ہی اور اگر فی الحال دینے ٹھہرے ہون لیکن اگر افتراق سے پہلے ادا

[1] یعنی اگر مدعی پورے دعوے کا دعوی کرتا اُسی کی بابت مدعا علیہ حصہ عیب کے لیگا ۱۲ منہ جدا ہونا اور الگ الگ ہوجانا ۱۲

کردے تو جائز ہے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اسیطرح اگر غلام ہو کہ اُسمین عیب پیدا ہو گیا کہ جسکی وجہ سے مشتری اُسکو واپس نہین کر سکتا ہے یا مشتری کے پاس مرگیا یا عیب سے واقف ہوتے سے پہلے مشتری نے اُسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے واقف ہوا اور عیب سے صلح کر لی تو صلح جائز ہے اور اگر مشتری نے اُسکو قتل کر دیا پھر اُسکے عیب سے واقف ہو کر صلح قرار دی تو صلح جائز نہین ہے۔ اور حاصل اس جنس کے مسائل مین یہ ہے کہ جب مشتری سے واپس کرنا متعذر ہو ولیکن نقصان عیب واپس کرے سکتا ہو تو جب بائع سے اُسنے عیب سے صلح کر لی تو جائز ہے۔ اور جب مشتری سے واپس کرنا متعذر ہوا اور نقصان عیب بھی نہین لے سکتا ہے جب صلح کی تو جائز نہین ہے کیونکہ پہلی صورت مین مشتری نے اپنا حق لیا اور دوسری صورت مین ناحق لیا۔ اور اگر عیب سے واقف ہونیکے بعد اُسکو آزاد کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہین ہے۔ اسیطرح اگر اسکو بعد عیب سے واقف ہونیکے بیع کیواسطے پیش کیا پھر عیب سے صلح کی تو جائز نہین ہے۔ اگر زید نے ایک غلام ہزار درم کو خرید کر کے قبضہ کیا پھر عمرو کے ہاتھ فروخت کیا پھر زید اُسکے کسی عیب سے واقف ہوا اور اپنے بائع سے درمون پر صلح کی تو جائز نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر وہ غلام دوسرے مشتری کے پاس مرگیا پھر دوسرا مشتری اُسکے عیب سے واقف ہوا تو اپنے بائع یعنی مشتری اول سے نقصان عیب لے سکتا ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک پہلے مشتری کو اس نقصان کیوجہ سے اپنے بائع سے نقصان لینے کا یا جو کچھ اُسنے دیا ہے وہ واپس لینے کا اختیار نہین ہے اور اگر صلح کی یعنی بائع اول سے مشتری اول نے بسبب اس عیب کے جسکا نقصان ادا کر دیا ہے صلح کی تو بھی جائز نہین ہے۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک وہ اس نقصان کو بائع اول سے لے سکتا ہے اور اگر صلح کرے تو بھی جائز ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے کوئی کپڑا خریدا اور اُسکی قمیص قطع کرا کے سلائی پھر اسکو ہنوز فروخت کیا تھا یا نہین فروخت کیا کہ اُسکے عیب سے مطلع ہوا اور بیع بعد عیب ظاہر ہونیکے واقع ہوئی پھر اپنے بائع سے اس عیب سے کسیقدر درمون پر صلح کر لی تو جائز ہے اسیطرح اگر اسکو سُرخ رنگا پھر فروخت کیا یا نہ کیا حتی کہ عیب سے صلح کر لی تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اُسکو قطع کرایا اور نہین سلایا یہانتک کہ فروخت کر دیا پھر عیب سے صلح کی تو صحیح نہین ہے۔ اور سیاہ رنگنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بمنزلہ قطع کرنیکے ہے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک بمنزلہ قطع کرکے سلانے کے ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ تیرے اس ٹٹو پر اپنی حاجتون کے واسطے ایک مہینہ سوار ہو کر جایا کرونگا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اُسکی یہ ہے کہ سوار ہونے کی شرط شہر ہی مین قرار دی کیونکہ اگر سواری کی شرط باہر شہر کے یا مطلق سواری لینے کی شرط کی تو جائز نہین ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی عورت سے کوئی چیز خریدی اور اسمین عیب ظاہر ہوا پھر اُس عورت نے اس عیب سے اس شرط پر صلح کی کہ مشتری کے ساتھ نکاح کر لیگی تو جائز ہے اور یہ امر اُسکی طرف سے عیب کا اقرار ہے پس اگر اس عیب کا عوض دس درم تک ہوتا ہے تو وہی اُسکا مہر ہو گیا اور اگر دس درم سے کم ہے تو اُسکے مہر مین دس درم پورے کیے جاوینگے یہ سراج الوہاج مین ہے۔ اگر کوئی ٹٹو خریدا اور اُسپر قبضہ نہ کیا یہانتک کہ بائع نے اُس سے کسی چیز پر اس شرط سے صلح کی کہ بائع کو ہر عیب سے بری کر دے پھر اُسمین کوئی عیب پیدا ہو گیا تو امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک مشتری اُسکی وجہ سے واپس نہین کر سکتا ہے اور امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا کہ واپس کر سکتا ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر کسی قسم کے

عیبون سے صلح کرلی مثلاً کہا کہ مین تیرے ساتھ ترویج وشمطا سے صلح کرتا ہون تو جائز ہی اور بائع فقط اس قسم کے عیبون سے بری ہوگا پس اگر اس قسم کے سوا دوسری قسم کا عیب ظاہر ہوا تو مشتری مخاصمہ کرسکتا ہی۔ اور اگر مشتری کو کوئی عیب ظاہر نہوا ولیکن بائع کو اس سے خوف پیدا ہوا اُسنے مشتری سے ہر عیب سے کسی چیز پر صلح کرکے اسکو دیدی تو صلح جائز ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر بائع نے پچیس سے اور پانچ محدثات سے کسیقدر درمون معلومہ پر صلح کرلی تو جائز ہی اور یہ فقرہ اہل کوفہ کے چوپایون کے سوداگرون کی اصطلاح امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کیوقت مین تھی اور وجہ اسکی یون ہوئی کہ ابن ابی لیلے رحمہ اللہ تعالی فرماتے تھے کہ بدون عیبون کے بیان کیے عیبون سے بری کرنا صحیح نہین ہی پس تخاسیون نے غور کیا تو انکو چارپایون مین پچیس[۲۵] عیب معلوم ہوے جو ہوا کرتے ہین پھر اسکے بعد انکو پانچ عیب اور بھی معلوم ہوے تو انکا نام محدثات رکھا ہی یعنی پانچ عیب کہ نئے معلوم ہوے ہین پس چارپایون کے فروخت کیوقت ابن ابی لیلی کے قول سے بچنے کیواسطے ان سب کو بیان کرتے تھے کیونکہ ابن ابی لیلی اُس وقت کے قاضی تھے یہ ظہیریہ مین ہی۔ اگر مشتری نے خرید کردہ چوپایہ کی آنکھ مین عیب لگایا اور اس سے کسیقدر درمون مسمی پر صلح کرلی اور عیب کو بیان نہ کیا تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک شخص نے ایک باندی پچاس دینار کو خریدی اور باہم قبضہ کرلیا پھر مشتری نے اسمین کچھ عیب لگایا پھر دونون نے باہم اس شرط پر صلح کی کہ بائع اُس باندی کو واپس کرے اور پچاس دینار واپس دے پس اگر بائع نے یہ اقرار کیا ہی کہ یہ عیب میرے پاس کا ہی اسکو باقی دینار بھی واپس کردینا چاہیے اسیطرح اگر ایسا عیب ہی کہ مشتری کے پاس پیدا نہین ہوسکتا ہی تو بھی واپس کردینا چاہیے۔ اور اگر یون کہا کہ میرے پاس تھا یا کچھ اقرار وانکار نہ کیا اور اُسکے مثل مشتری کے پاس پیدا ہوسکتا ہی تو بائع کو وہ دینار رجائز ہے اور یہ امام اعظم وامام محمد رح کے نزدیک ہی۔ اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون صورتون مین جائز ہی یہ خلاصہ مین ہی۔ اور اگر بائع نے مشتری سے کوئی کپڑا لیکر بیع کو اس شرط سے واپس قبول کیا کہ تمام ثمن واپس کردیگا تو واپس کرنا جائز ہی پھر اگر بائع اس امر کا مقر ہی کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہی تو امام اعظم وامام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اسکو وہ کپڑا لینا حلال نہین ہی مشتری کو واپس کردینا چاہیے اور اگر بائع منکر ہی حالانکہ عیب ایسا ہی کہ مشتری کے پاس پیدا نہین ہوسکتا ہی تو بھی یہی حکم ہی اور اگر منکر ہی اور ایسا عیب ہی کہ مشتری کے پاس پیدا ہوسکتا ہی تو بائع پر واجب نہین ہی کہ کپڑا اسکو واپس کردے یہ محیط مین ہی۔ اگر مشتری نے کوئی چوپایہ خرید اور باہمی قبضہ ہوگیا پھر مشتری نے اسمین عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر اُس سے صلح کی کہ چوپایہ اور اُسکے ساتھ ایک کپڑا لیکر تمام ثمن واپس دیگا تو جائز ہی۔ پھر اگر وہ کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اُسکے حصہ ثمن کے اور وہ مقدار عیب ہی واپس لیوے پھر اگر وہ چوپایہ بائع سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مشتری کو اپنا کپڑا واپس کرلینے کا اختیار ہی کیونکہ ثابت ہوا کہ صلح اور بیع دونون باطل تھین یہ حاوی مین ہی۔ اگر بیع مین کوئی عیب پایا اور کسیقدر مال پر اُس سے صلح کرلی اور مشتری نے اسکو وصول کرلیا پھر اُسمین دوسرا عیب پایا تو مشتری کو اختیار ہی کہ مبیع کو مع بدل الصلح کے واپس کردے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر کوئی باندی خریدی اور اُسکو منکوحہ پایا اور بائع کو واپس دینی چاہی اُسنے کسیقدر درمون پر مشتری سے صلح کرلی پھر باندی کے شوہر نے بائن طلاق دیدی تو مشتری کو درم واپس کرنے چاہیے ہین یہ ذخیرہ مین ہی

لہ ترویج کی ہم معنی لفظ ہی ۱۲ لہ یعنی ۱۱ بائع کو اختیار واپس لینے کا نہین ہی ۱۲ منہ لہ یعنی ورسواے اوسکے ہے ۱۲

ایک کپڑا خرید کر قمیص قطع کرائی اور ہنوز نہ سلائی تھی کہ اُسمین ایسا عیب پایا جسکو اپنے پاس ہونیکا بائع نے اقرار کیا اور بائع نے اس شرط سے صلح کر لی کہ بائع اس کپڑے کو قبول کر لے اور مشتری ثمن مین سے دو درم کم کر دے تو جائز ہے اور یہ کمی بمقابلہ نقصان فعل مشتری کے قرار دیجائیگی یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم کو خرید کر باہمی قبضہ کر لیا اور مشتری نے اُسمین عیب لگایا پھر دونون نے باہم اس شرط سے صلح کی کہ دونون مین سے ہر ایک دس درم کم کر دے اور باندی کو کوئی اجنبی لے لے اور وہ اجنبی راضی ہوا کہ اس کمی کے بعد لے لیگا تو اجنبی کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے اور مشتری کی طرف سے کمی کرنا بھی جائز ہے اور بائع کی طرف سے کمی جائز نہین ہے اور اجنبی کو اختیار رہیگا کہ چاہے تو باندی کو نو سو نوے ۹۹۰ درم مین لے لے اور وہی مشتری کو ملینگے یا ترک کر دے یہ خلاصہ مین ہے۔ اگر زید نے عمرو سے ایک باندی ہزار درم کو خریدی اور باہمی قبضہ کر لیا پھر زید نے دوسرے مشتری خالد کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کی اور باہم قبضہ کر لیا پھر خالد نے اسمین عیب لگایا پھر باہم اس شرط سے صلح کی کہ دوسرا مشتری اسکو پہلے بائع کو ایکہزار پانچسو درم مین واپس کر دے تو جائز ہے اور یہ از سر نو بیع ہے اور دوسرے بائع پر اس فعل سے کچھ لازم نہ آویگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے سے ایک کپڑا دس درم کو خریدا اور باہم دونون نے قبضہ کر لیا پھر مشتری نے اسمین عیب لگایا اور بائع نے انکار کیا پھر تیسرا شخص دونون کے درمیان پڑا کہ وہ اُس کپڑے کو آٹھ درم مین لے لے اور پہلا بائع دوسرے بائع سے یعنی مشتری اول سے ایکدرم ثمن کم کر دے تو یہ جائز ہے اور تیسرے شخص کو وہ کپڑا آٹھ درم مین بیع ملیگا پھر اگر تیسرے شخص نے اُسمین کوئی دوسرا عیب پا کر پہلے مشتری کو واپس کیا پس اگر پہلے مشتری نے اسکو بدون حکم قاضی واپس قبول کیا ہے تو اپنے بائع کو واپس نہین کر سکتا ہے اور اگر بحکم قاضی واپس قبول کیا ہے تو اپنے بائع سے خصومت کر سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے ایک کپڑا دس درم کو خرید کر کے باہم قبضہ کر لینے کے بعد کسی کندی کرنیوالے کو کندی کیواسطے دیا وہ اُسکو پھٹا ہوا لایا اور مشتری نے کہا کہ مجھے نہین معلوم کہ یہ بائع کے پاس سے پھٹا ہوا آیا ہے یا کندی والے نے اسکو پھاڑا ہے پھر باہمی صلح اس شرط پر قرار دی کہ مشتری کپڑے کو قبول کر لے اور بائع ایکدرم ثمن کم کر دے اور کندی والا ایکدرم مشتری کو دے اور کندی والا اپنی مزدوری مشتری سے لے لے تو جائز ہے اور اگر یہ صلح اس شرط سے ہو کہ بائع اُس کپڑے کو قبول کر لے اور مشتری ایکدرم کم کر دے اور قصار اُسکو ایک درم دے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اسطور سے باہم صلح نہ کی اور مدعی نے دعوی کیا تو اُس سے کہا جائیگا کہ جسپر تیرا جی چاہے دعوے پیش کر۔ پس اگر اُسنے بائع پر دعوی کیا تو کندی والا بری ہو گیا کیونکہ مشتری نے اقرار کیا کہ اسکو دینے سے پہلے یہ کپڑا پھٹا ہوا تھا اور اگر اُسنے کندی والے پر دعوی کیا تو بائع بری ہو گیا کیونکہ اُسنے اقرار کیا کہ یہ عیب کندی والے کے پاس پیدا ہوا ہے۔ اسیطرح اگر یہ معاملہ کسی رنگریز کے ساتھ جسنے وہ کپڑا عصفر سے رنگا تھا پیش آیا پس سب نے باہم یون صلح کی کہ یہ کپڑا تیسرا شخص نو درم مین لے لے بشرطیکہ بائع اول مشتری اول سے ایک درم کم کر دے اور رنگریز اسکو ایکدرم دیدے تو بھی جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر زید نے کسی کو باندی خریدنے کے واسطے وکیل کیا اُسنے خرید دی پھر موکل نے اُسمین عیب لگایا اور بائع نے موکل کے ساتھ اس عیب سے کسی چیز پر

بدون موجودگی مشتری کے صلح کرلی تو قیاساً صلح باطل ہو ولیکن استحساناً جائز ہو یہ حاوی مین ہو۔ اگر کسی کو اپنا غلام فروخت کرنے کا وکیل کیا اور مشتری نے اسمین عیب لگایا پھر موکل نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مین غلام کو قبول کرلون اور تو ثمن مین سے اسقدر کم کردے یا ثمن لینے مین اتنے دن تاخیر کردے اور بائع کو بری کردے تو جائز ہو۔ اسیطرح اگر موکل بیع اور موکل خرید دونون نے ملکر باہم عیب سے اس شرط سے صلح کرلی کہ موکل بیع مبیع کو قبول کرلے اور موکل خرید ثمن مین سے اسقدر کم کردے یا لینے مین اتنے دن تاخیر کردے تو بھی جائز ہے یہ مبسوط مین ہو۔ اگر کسی شخص نے کوئی غلام کسیقدر درمون کو خریدا اور باہم قبضہ کیا پھر مشتری نے اُس مین عیب لگایا اور دعوی کیا کہ بائع نے اسکو فریب کیواسطے چھپا ڈالا تھا پھر بائع نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ دامون مین سے اسقدر کم کردیگا بشرطیکہ کل عیب سے بائع کو بری کردے اور مشتری نے ایسا ہی کیا پھر ایک شخص نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس مشتری کو اپنے واسطے یہ غلام خریدنے کا وکیل کیا تھا اور مین اسکی صلح سے راضی نہین ہون تو یہ صلح مشتری کے ذمہ لازم ہو گی موکل کے ذمہ لازم نہ ہو گی یہ محیط مین ہو۔ ایک باندی خریدی اور وہ مشتری کے پاس بچہ جنی پھر مشتری نے اُسکو یک چشم پایا یعنی کانی تھی اور بائع نے اقرار کیا کہ مین نے مشتری سے فریب دہی کے لیے چھپا ڈالا تھا پھر اُس سے صلح کی کہ مشتری باندی اور اُسکے بچہ کو ایک کپڑا زیادہ کرکے واپس کرے اور بائع اُسکو پورا ثمن واپس دیگا تو یہ جائز ہو اور ایسا ہی نقص بنا برداراور زیادت بنا بر دار مین ہو یعنی مثل باندی کی زیادتی کے دار کی زیادتی یا کمی کا بھی صلح مین یہی حکم ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر خریدی ہوئی باندی مین عیب کا دعوی کیا اور بائع نے انکار کیا پھر دونون نے اس شرط پر کسیقدر مال پر صلح کی کہ مشتری بائع کو اس عیب سے بری کردے پھر ظاہر ہوا کہ اُس باندی مین عیب تھا یا تھا ولیکن زائل ہو گیا تو بائع کو اپنے بدل صلح واپس کرلینے کا اختیار ہو یہ فصول عمادیہ مین ہو

قال المترجم ۔ قولہ (علی ان یبری المشتری البائع من ذلک العیب) علی روایۃ کتاب الاقرار اقرار من البائع بذلک العیب بکونہ عندہ فلینبغی ان لایقبل بینۃ بعد ذلک علی عدم ذلک العیب فوجہ الظہور خفی فافہم۔ مشتری نے اگر کسی خریدے ہوئے چوپایہ کی آنکھ مین عیب لگایا اور بائع نے اُس سے اس شرط پر کہ ایکدرم ثمن سے کم کردے صلح کرلی پھر وہ عیب مثلاً آنکھ کی سپیدی جاتی رہی تو بدل صلح کو واپس کردے اور صلح باطل ہو گئی۔ اور ایسے ہی اگر مبیع کے حمل ہونیکے دعوی سے صلح کی پھر بعد صلح کے ظاہر ہوا کہ حمل نتھا تو بدل واپس کرے۔ اسیطرح اگر کسی شخص پر مال کا دعوی کیا اور اُس سے مال پر صلح کرلی پھر اُسکا حق جسکے عوض صلح کی ہو کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو بدل صلح واپس کرے۔ یہ وجیز کردری مین لکھا ہو۔ ایک شخص نے ایک باندی خرید کر قبضہ کیا اور اُس باندی کو مشتری کے پاس حیض نہ آیا اُسنے اس عیب کیوجہ سے کہ یہ منقطعۃ الدم یعنے اسکے خون آنے کا انقطاع ہو گیا ہو واپس کرنا چاہا اور بائع نے اُس سے کسی چیز پر صلح کرلی پھر اُسکو حیض آیا تو بائع کو اختیار ہو کہ جو کچھ اُسنے دیا ہو مشتری سے واپس کرلے یہ تاتارخانیہ مین لکھا ہو۔ اگر ایک کر گیہون بعوض دوسرے کر گیہون کے خریدے اور باہم قبضہ کرلیا پھر دونون مین سے ایک شخص نے اپنے اناج مین عیب پایا اور دوسرے شخص نے اُس سے کچھ درمون یا ایک قفیز گیہون یا ایک

قفیز جو پر صلح کرنی چاہی تو جائز نہین ہی- ولیکن اگر دونون نوع مختلف ہو دین مثلاً ایک کُر گیہون بعوض ایک کر جو کے خریدے ہون تو ایسی صلح جائز ہی اور ایسی صورت مین اگر اُدھار میعادی درمون پر صلح کی پس اگر گیہون والے نے عیب لگایا اور جو بعینہ قائم ہین تو جائز ہے اور اگر جو تلف کر دیے ہون تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین لکھا ہی- دو شخصون نے کوئی چیز خریدی اور اُسمین عیب لگایا پھر ایک شخص نے اپنے حصہ سے صلح کر لی تو جائز ہی اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک دوسرے شریک کو خصومت کرنیکا اختیار نہین ہی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک دوسرا شریک باوجود اپنے شریک کے صلح کر لینے کے عیب کی بابت خصومت کر سکتا ہی کیونکہ امام کے نزدیک اگر ایک شخص نے بائع کو اپنے حصہ عیب سے بری کیا تو دوسرے شریک کا حق باطل ہوتا ہی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی نے اسمین اختلاف کیا ہے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے- اگر دو کپڑے ہر ایک دس درم کو خریدا اور دونون پر قبضہ کر لیا پھر ایک مین عیب پایا پھر اس شرط سے صلح کی کہ اسکو بسبب عیب کے واپس کرے اور دوسرے کے دامون مین ایکدرم بڑھا دے تو واپس کرنا جائز ہی اور ایکدرم کا زیادہ کرنا امام اعظم رحمہ اللہ تعالی و امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک باطل ہی یہ حاوی مین لکھا ہی اگر ایک شخص نے ایک باندی ہزار درم مین خریدی اور باہم قبضہ کر لیا پھر اُسنے اُسے کانی پایا اور بائع نے اسکا اقرار کیا پھر اُس سے اُسنے ایک غلام پر صلح کی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر غلام مین اُستے عیب پایا اور پھر اسنے اُس سے دس درم پر صلح کی تو جائز ہی پھر اگر باندی استحقاق مین لے لیگئی تو بقدر اُسکے حصہ ثمن کے یعنی نصف واپس لیوے اور اگر اس امر پر گواہ قائم ہوئے کہ یہ باندی آزاد ہی تو غلام واپس کر کے پورے ہزار درم لے لے یہ مبسوط مین ہے۔ **قال المترجم** مراد یہ ہی کہ غلام مع بدل الصلح دس درم کے واپس کر کے ہزار درم لے لے واللہ اعلم- اگر مکاتب نے کوئی باندی فروخت کی اور مشتری نے اُسمین عیب لگایا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کسیقدر ثمن کم کر دے تو استحسانًا جائز ہے پھر جب کہ بسبب عیب کے کسیقدر ثمن کم کر دیا تو دیکھنا چاہیے کہ اگر کمی مثل نقصان عیب کے یا کم یا اسقدر زیادہ ہی کہ لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہین تو بالاجماع جائز ہی اور اگر زیاتی اسقدر زیادہ ہی کہ لوگ اتنا خسارہ نہین اُٹھاتے ہین تو اختلاف ہی امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز ہی اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک نہین جائز ہے کذا فی المحیط

نوان باب - رقیت و حریت کے دعوے سے صلح کرنیکے بیان مین- ایک شخص نے ایک مجہول النسب پر اپنے غلام ہونیکا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعا علیہ نے سو درم پر اس دعوی سے صلح کر لی اور مدعی کو دیدیے تاکہ اس دعوی سے باز رہے تو صلح جائز ہی پھر اگر مدعی نے اسکے بعد گواہ قائم کیے کہ یہ میرا غلام ہی تو رقیت ثابت ہونیکے حق مین یہ گواہ مقبول نہ ہونگے اور استحقاق ولاء مین مقبول ہونگے مگر یدون گواہون کے وہ ولاء کا مستحق نہین اور اگر مدعی نے اُس سے مال کا کوئی کفیل لیا تو کفالت جائز ہی یہ محیط مین ہی- اگر ایک باندی سے کہا کہ تو میری باندی ہے اُسنے کہا نہین بلکہ مین آزاد ہون اور اُس سے سو درم پر صلح کر لی تو جائز ہی پھر اگر اُس باندی نے گواہ قائم کیے اس امر کے کہ مین اس مدعی کی باندی تھی مگر اسنے سال گذشتہ مین مجھے آزاد کیا ہی یا یہ کہ مین اصلی حرۃ ہون اور میرے

باپ وہان آزاد کیے ہوئے یا خالص آزاد تھے تو مدعی سے سو درم واپس لیگی۔ اور اگر اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مین فلان شخص کی باندی تھی اُسنے سال گذشتہ مین مجھے آزاد کیا تو اس امر کے گواہ مقبول نہونگے اور سو درم واپس نہین لے سکتی ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اس مسئلہ مین بجاے باندی کے غلام ہو اور اُس نے بعد صلح کے اپنی اصلی آزادی کے یا اس امر کے کہ مدعی نے سال گذشتہ مین بحال ملک مجھے آزاد کیا ہے گواہ قائم کیے پس اگر صلح غلام کے ساتھ با وجود انکار دعوی کے واقع ہوئی ہے تو غلام کے گواہ مقبول اور بالاجماع مال کو مولی سے واپس لیگا۔ اور اگر غلام نے مدعی کے دعوی رقیت کا اقرار کیا پھر بھی صلح کر لی پھر موافق مذکورہ بالا کے گواہ قائم کیے تو ایسا ہی حکم ہے جیسا مذکور ہوا اور اگر اُسنے مولی سے مال صلح واپس لینا چاہا تو بھی صاحبین رح کے نزدیک یہی حکم ہے کیونکہ غلام کی آزادی کے گواہ بدون دعوی کے صاحبین رح کے نزدیک مقبول ہوتے ہین پس دعوی مین تناقض ہونا گواہون کے قبول ہونے کا مانع نہین ہے جیسا کہ باندی مین مذکور ہوا اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بسبب تناقض دعوی کے گواہ مقبول نہونے چاہئین اور بدون دعوی کے غلام کی آزادی کے گواہ امام رحمہ اللہ کے نزدیک قبول نہین ہوتے ہین پس اگر اس صورت مین قبول ہون تو بلا دعوی مقبول ہونا لازم آتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر غلام مدعا علیہ نے اس امر کے گواہ دیے کہ مین فلان شخص کا غلام تھا اُسنے سال گذشتہ مین مجھے آزاد کیا ہے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو مقبول نہ ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی غلام نے اس امر کا دعوی کیا کہ میرے مولی نے مجھے آزاد کیا ہے پس مولی نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مین سو درم غلام کو دونگا بشرطیکہ وہ اس دعوی سے بری کر دے تو صلح باطل ہے اور جب غلام اپنی آزادی کے گواہ قائم کریگا آزاد ہو جائیگا اور باندی اس حکم مین مثل غلام کے ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر ام الولد و مدبر نے عتق کا دعوی کیا اور مولی نے اس شرط پر صلح کی کہ دونون کو اسقدر مال دیگا اور دونون اس دعوی سے باز رہین تو یہ صلح باطل ہے اسیطرح اگر دونون نے ام ولد ہونے یا مدبر ہونیکا دعوی کیا اور مولی نے اُن دونون سے اس شرط پر صلح کی کہ اسقدر مال دیگا اور دونون دعوی سے باز رہین تو بھی باطل ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر غلام نے اپنے مالک پر اعتاق صحیح کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر غلام نے اُس سے دو سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ عتق کو پورا کر دے تو جائز ہے پھر اگر غلام کو اس امر کے گواہ ملے کہ مولے نے اُسکو قبل صلح کے آزاد کر دیا تھا تو جو کچھ اُسنے مولی کو دیا ہے سب واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے اگر مکاتب نے اپنے مولیٰ پر دعوی کیا کہ اسنے آزاد کر دیا ہے اور ہنوز مکاتب نے کچھ مال کتابت ادا نہین کیا تھا پھر مولی نے اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ نصف مال کتابت ادا کرے اور نصف مال مولی کم کر دیگا تو صلح جائز ہے کذا فی المحیط پھر اگر مکاتب نے اس امر کے گواہ قائم کیے کہ مولے نے قبل صلح کے اُسکو آزاد کیا ہے تو صلح باطل ہوگی یہ مبسوط مین ہے

دسوان باب۔ عقار اور اُسکے متعلقات سے صلح کے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مقبوضہ پر دعوی کیا اور دونون نے کسی بیت معلومہ پر صلح قرار دی پس اگر یہ صلح مدعا علیہ کے کسی دوسرے دار کے بیت معلومہ پر واقع ہوئی تو جائز ہے اسیطرح اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسکا دعوی کیا ہے صلح کی تو بھی جائز ہے پھر اگر باقی دار پر اُسنے دعوی کیا اور گواہ قائم کیے تو شیخ الاسلام نے اپنی شرح مین ذکر کیا ہے کہ اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسکا دعوی کیا ہے صلح کی ہے

لہ آزاد کرکے [illegible] ۱۲

تو اُسکے دعوی کے باقی دار پر بعد صلح کے سماعت نہوگی اور یہی ظاہر الروایۃ مین ہے۔ اور ابن سماعہ نے امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی ہے کہ سماعت ہوگی اور اسی پر امام ظہیر الدین فتوی دیتے تھے۔ اور اس امر پر روایات متفق ہین کہ اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ دار مدعی کا ہے تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ باقی ادا مدعی کے سپرد کردے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر حق کا دعوی کیا اور حق بیان نہ کیا اور اُس سے اُسی دار کے بیت معلومہ پر یا دوسرے دار کے بیت معلومہ پر صلح کی تو جائز ہے۔ پس اگر اُسی دار کے بیت معلومہ پر جسمین حق کا دعوی کیا ہے صلح کی پھر مدعی نے گواہ قائم کیے کہ یہ سب دار میرا ہے تاکہ باقی دار بھی لے لے تو ظاہر الروایہ کے موافق گواہ قبول نہ ہونگے اور ابن سماعہ نے امام محمد رح سے روایت کی کہ قبول ہونگے اور اُسکے نام باقی دار کی ڈگری کردیجائیگی اور اگر مدعی نے گواہ قایم نہ کیے بلکہ مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ مدعی کا ہے تو اُسکو حکم کیا جائیگا کہ مدعی کے سپرد کردے یہ ظہیریہ مین ہے۔ اگر کسی شخص کے دار مین سے چند گز دون معلوم کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس دعوی سے کسیقدر درمون معلومہ پر صلح کر لی تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر مدعا علیہ نے اپنے حصہ دار سے جو کسی دوسرے شخص کے پاس ہے اور وہ مدعا علیہ کے حصہ کا مقر ہے صلح کی پس اگر مدعی جانتا ہے کہ مدعا علیہ کا اُسکے دار مین اسقدر حصہ ہے تو یہ صلح بالاجماع جائز ہے کیونکہ اگر اُسنے کوئی حصہ کسی دار کا خریدا اور مشتری کو حصہ کی مقدار معلوم ہے تو جائز ہے اور اگر مشتری کو بائع کے حصہ کی مقدار نہین معلوم ہے یا بائع و مشتری دونون کو نہین معلوم ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک بیع جائز نہین ہے پس ایسا ہی حال صلح کا ہے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک بیع جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔

قال المترجم ۔ پس حاصل مسئلہ کا یہ ہوا کہ اگر مدعی کو مدعا علیہ کے حصہ دار کی جو دوسرے مقر کے پاس ہے مقدار نہین معلوم ہے تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک صلح جائز نہین ہے اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز فافہم۔ اگر ایک شخص کے مقبوضہ دار کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر مدعی نے اُس سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے اقرار کردیا اور مدعی نے چاہا کہ صلح توڑدے اور کہا کہ مین نے تو تیرے انکار کیوجہ سے صلح کر لی تھی تو اُسکو صلح توڑنے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کے دار مین حق کا دعوی کیا پھر اس دعوی سے مسیل[1] آب پر یا اس شرط پر کہ اس دار کی کسی دیوار پر اس قدر چند جذوع رکھیگا صلح کر لی تو باطل ہے بشرطیکہ اُسکا کوئی وقت مقرر نہ کیا ہو اور اگر کوئی وقت مقرر کیا مثلاً ایکسال یا اس سے زیادہ کوئی معلوم وقت مقرر کیا تو مشائخ نے اختلاف کیا ہے کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ صلح جائز ہے اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ نہین جائز ہے۔ اور اگر کسی زمین مین حق کا دعوی کیا اور اُس سے نہر سے ایک مہینہ تک پانی لینے پر صلح کی تو جائز نہین ہے اور اگر دسوین حصہ نہر مع زمین پر صلح کی تو بیع پر قیاس کر کے صلح جائز ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر ایک دیوار کے دعوی سے راستہ پر صلح کر لی پس اگر راستہ سے راستہ کا رقبہ مراد ہے تو صلح بلاشک ناجائز ہے اور اگر راستہ سے آمد و رفت مراد ہے تو آمد و رفت کے فروخت پر قیاس کر کے دو روایتین ہین جس روایت کے موافق آمد و رفت کا حق فروخت کرنا جائز ہے اُسکے موافق ایک شخص کی آمد و رفت کے حق پر صلح جائز ہو جائیگی یہ محیط مین ہے۔ **قال المترجم** راستہ سے طریق خاص مراد ہے چنانچہ قیاس بیع شاہد ہے۔ اگر کسی شخص کے بیت مین حق کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ ایکسال تک

[1] قولہ مسیل آب قول ظاہر امراد پانی بہنے کا حق ہو نہ اُسکا رقبہ پیر قیاس مسئلہ طریق خاص فافہم ۱۲

اُسکی چھت پر رہا کرے تو کتاب مین مذکور ہو کہ جائز ہو اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُسوقت ہو کہ چھت پتھر چنائی ہو اور اگر ایسی نہو تو جسطور سے چھت کا کرایہ دینا جائز نہین ہو صلح بھی جائز نہین ہو اور بعض مشائخ نے کہا کہ ہر حال مین صلح جائز ہو یہ ظہیریہ مین ہو۔ اگر ایک شخص کے قبضہ مین ایک بیت ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ بیت ایک شخص کا اور چھت دوسرے شخص کی ہو تو جائز نہین ہو جبکہ اسپر کوئی عمارت نہو اور اگر عمارت ہو اور اس شرط سے صلح کی کہ نیچے کا مکان ایک کا اور بالاخانہ دوسرے کا ہو تو جائز ہو کذا فی الحاوی۔ ایک دار پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اپنے غلام کو ایکسال تک مدعی کی خدمت کیواسطے دینے پر صلح کرلی تو جائز ہو اور مدعی کو اختیار ہو کہ غلام کو اپنے گھر لیجاوے اور شمس الائمہ حلوائی نے فرمایا کہ اپنے گھر لیجانے سے یہ مراد نہین ہو کہ اُسکو سفر مین بمقدار سفر لیجاوے بلکہ یہ مراد ہو کہ فناے شہر اور گانوں مین لیجاوے اور شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ اس مقام پر مدعی کو سفر مین لیجانے کا اختیار ہو اور یہ بھی اختیار ہو کہ غلام کو دوسرے کی خدمت کیواسطے مزدوری پر دیدے یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر کسی حق کا دعوی کیا پھر اُس سے اس شرط پر صلح کی کہ مین اس دار کے فلان بیت مین ہمیشہ رہونگا یا مرتے دم تک رہونگا تو جائز نہین ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس دار کے کسی بیت معین مین کسی مدت معلوم تک کی اجازت پر صلح کرلی تو یہ صلح جائز ہو پھر[1] اگر مدعا علیہ نے مدعی سے اس بیت کی سکونت سے اسیقدر دراہم معلوم پر صلح کی تو جائز ہو یہ محیط مین ہو۔ ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ قابض اس دار مین ایکسال تک رہکر مدعی کے سپرد کرے تو جائز ہو اسیطرح اگر باہم اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اسمین ایک سال تک رہکر قابض کو دیدے تو بھی جائز ہو اور اگر کسی پر قرضہ کا دعوی کیا اور دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ قرضدار اس دار مین ایکسال تک رہکر مدعی کے سپرد کرے تو نا جائز ہو کذا فی الذخیرہ ایک شخص کی مقبوضہ زمین کی نسبت اپنی ملک کا دعوی کیا پھر دونون نے اس شرط پر صلح کی کہ قابض اُسمین پانچ برس تک زراعت کرے بشرطیکہ رقبہ زمین مدعی کا ہو تو یہ جائز ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہو۔ اگر کسی شخص نے ایک دار مین حق کا دعوی کیا پس قابض نے مدعی سے غلام یا کوئی حیوان ایک سال خدمت کیواسطے دینے پر صلح کی تو فاسد ہو خواہ صلح باقرار حق مدعی ہو یا بانکار ہو پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر مدعا علیہ نے وقت صلح کے یون کہا تھا کہ مین نے تیرے حق سے یا تیرے حصہ سے صلح کی تو یہ مدعا علیہ کی طرف سے حق یا حصہ کا اقرار ہو پھر جب صلح فاسد ٹھہری تو اُس سے کہا جائیگا کہ جسقدر تو نے اقرار کیا ہو اُسکو مدعی کیواسطے بیان کردے۔ اور اگر یون کہا تھا کہ مین نے تیرے دعوے سے صلح کرلی تو یہ اقرار نہین ہو یہ محیط مین ہو۔ اگر ایک دار خریدا اور اسکو مسجد بنایا پھر ایک شخص نے اسمین دعوی کیا پھر اس سے اُس مسجد بنانے والے نے یا جنکے درمیان وہ مسجد ہو اُن لوگون نے صلح کرلی تو صلح جائز ہو یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اگر ایک دار تین شخصون مین مشترک ہو یعنی تینون اُسپر قابض ہون ہر ایک کے قبضہ مین اُسکی ایک منزل ہو اور صحن اپنے حال پر ہو پھر سبھون نے اسمین جھگڑا کیا تو ہر ایک کو اُسکی مقبوضہ منزل ملیگی اور صحن تینون مین تین تہائی مشترک

[1] [illegible] اور اس بیت کی سکونت ترک کرے تو جائز ہے ۱۲

ہونیکا حکم ہوگا اور اگر قاضی کے اس حکم سے پہلے باہم اسطور سے صلح کرلی کہ ایک کو نصف صحن اور باقی دونونکو چوتھائی چوتھائی ملے تو جائز ہی اسیطرح اگر صلح مین ایک نے اپنے واسطے دوسرے کی آدھی منزل مقبوضہ شرط کی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک دار دو شخصون کے قبضہ مین ہو اور دونون نے جھگڑا کیا ہر ایک اپنے مالک ہونیکا مدعی ہی تو دونون کے درمیان نصف نصف کا مثل ترکہ کے حکم دیا جائیگا پس اگر حکم قاضی سے پہلے باہم اسطور سے صلح کی کہ ایک کی دو تہائی اور دوسرے کی تہائی ہی تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک دار دو شخصون کے قبضہ مین اسطرح ہو کہ ایک کے قبضہ مین ایک منزل اور دوسرے کے قبضہ مین دوسری منزل ہو اور ایک نے کہا کہ یہ تمام دار میرے اور تیرے درمیان نصف نصف ہی اور دوسرے نے کہا بلکہ تمام دار میرا ہی تو تمام کے مدعی کو اُسکا مقبوضہ اور نصف دوسرے کا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونون مین مشترک ہوگا اور اگر حکم قاضی سے پہلے دونون نے اسطرح صلح کرلی کہ دونون مین برابر تقسیم ہو یا ایک کا تہائی اور دوسرے کا دو تہائی ہی تو جائز ہی اسی طرح اگر بعد حکم قاضی کے اسطور سے صلح کرلی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر قبضہ کی یہ صورت ہو کہ ایک شخص منزل مین رہتا ہو اور دوسرا اُس منزل کے بالاخانہ پر ہو اور ہر ایک نے کل کا دعوی کیا تو ہر ایک کو اُسکا مقبوضہ دیا جائیگا اور صحن دونونکو برابر تقسیم ہوگا پھر اگر حکم قضا کے بعد یا اس سے پہلے دونون نے اسطور سے صلح کرلی کہ بالاخانہ والے کو نیچے کا مکان اور آدھا صحن اور نیچے والے کو بالاخانہ اور آدھا صحن ملے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ دو شخصون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا اور دونون نے اسطرح صلح کی کہ ایک کی اصل دیوار اور دوسرے کی اُسکے جذوع رکھنے کی جگہ ہی تو جائز ہی اور اگر یون صلح کی کہ اُسپر کوئی دیوار معلوم بنا کے اُسپر اپنے جذوع معلومہ رکھے تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک دیوار مین جھگڑا کیا اور اسطور سے صلح کی کہ دونون اسکو گروا دین اور درحقیقت اس سے خوف تھا اور گروا کر اس شرط سے بنوا دین کہ ایک شخص کا تہائی اور دوسرے کی دو تہائی ہو اور جو کچھ خرچ پڑے وہ بھی اُسی حساب سے دونون پر تقسیم ہو اور اُسی حساب سے ہر ایک اُسپر اپنی دھنیان رکھے تو یہ جائز ہی یہ حاوی مین ہی۔ اگر کسی شخص کے بالاخانہ مین کچھ حق کا دعوی کیا پھر اُس علو کے کسی بیت معین پر یا کسی دوسرے بالاخانہ کے ایک بیت معین پر صلح کرلی تو جائز ہی کیونکہ اُسنے مجہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی مقبوضہ عمارت دار مین دعوی کیا اور اُس سے اس دعوی عمارت سے کچھ معلوم درمون پر صلح کرلی تو جائز ہی اسیطرح اگر یون دعوی کیا کہ آدھی عمارت میری اور آدھی دوسرے کی ہے بسطور سے کہ دونون غاصب تھے دونون نے آدھی آدھی عمارت بنوائی تو بھی صلح کا یہی حکم ہی بخلاف اسکے اگر دوسرے کی مقبوضہ بکری کے ہاتھ یا آنکھ کا دعوی کیا اور اس سے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور کہا کہ ہم دونون نے اسکو اپنے باپ سے میراث پایا ہی اور قابض نے اُس سے انکار کیا پھر ایک نے اس دعوی سے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کرلی اور اُسکے شریک نے چاہا کہ اس سو درم مین اُسکا شریک ہو تو اُسکو یہ اختیار نہین ہی اور دوسرے کو بسبب اس صلح کے یہ اختیار نہوگا کہ دار مین سے کچھ لے جبتک کہ گواہ قایم نکرے اور اگر ایک مدعی نے تمام دعوی سے سو درم پر صلح کی اور اپنے بھائی کی سپردگی کا

ضامن ہوا پس اگر اُسکے بھائی نے اُسکے سپرد کیا تو صلح جائز ہی اور اُسکا بھائی سو کے آدھے یعنی پچاس درم لے لیگا اور اگر اجازت ندی تو وہ اپنے دعوی پر باقی رہیگا اور صلح کرنیوالا پچاس درم قابض کو واپس کر دیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر دو شخصون مین سے ہر ایک کے قبضہ مین ایک ایک دار ہو اور ہر ایک نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین اپنے حق کا دعوی کیا اور یون صلح کی کہ ہر ایک دوسریکے دار مین سکونت اختیار کرے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر ہر ایک نے دوسریکے مقبوضہ دار مین اپنے حق کا دعوی کیا اور اس شرط سے صلح کی کہ ہر ایک دوسرے کو اپنا اپنا مقبوضہ بدون تقسیم و اقرار کے دیدے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مین دعوی کیا اور اُس سے کسیقدر دراہم معلومہ پر صلح کی بشرطیکہ دوسرا ایک کر گیہون زیادہ کرے۔ پس اگر اس شرط پر صلح ہوئی کہ مدعی وہ دار مدعا علیہ کے پاس چھوڑ دے اور کر اور درم مدعا علیہ کی طرف سے ملین پس اگر کر معین ہو تو بیشک صلح جائز ہی اور اگر معین نہو بلکہ وصف جید[1] یا درمیانی یا ردی بیان کر کے اُسکے ذمہ رکھا گیا ہو تو بھی صلح جائز ہوگی خواہ فی الحال اسپر قبضہ دینا شرط ہو یا میعادی اُدھار ہو۔ اور اگر ایسا بھی نہو یعنی کر وصف کر کے ذمہ بھی نہ رکھا گیا ہو بلکہ مطلقاً بلا وصف ہو تو تمام دار کی صلح باطل ہوگی یعنی بقدر حصہ دراہم کے بھی صحیح نہوگی۔ اور اگر کر مدعی کی طرف سے ہو اور دراہم مدعا علیہ کیطرف سے ہون پس اگر کر معین بعینہ ہو تو سب کی صلح جائز ہوگی اور اگر غیر معین بذمہ رکھا گیا ہو پس اگر اُسکا وصف کیا ہو اور تمام شرائط سلم کی تعیین پائی جاتی ہون مثلاً کر ادا کرنیکی میعاد اور مکان ادا اور درمون سے کر کا حصہ بیان ہو تو کل کی صلح جائز ہوگی بشرطیکہ تمام[2] درمون پر مجلس صلح مین قبضہ کیا یا جو حصہ کر کے مقابل ہین انپر قبضہ کر لیا ہو اور اگر تمام دراہم کے قبضہ سے پہلے دونون مجلس صلح سے جدا ہو گئے تو حصہ کر کی صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر کر مین تمام شرائط سلم کی بالاتفاق نپائی گئی ہون مثلاً اُسنے مکان ادا بیان نہ کیا یا درمون سے حصۂ کر بیان نکیا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک کل کی صلح باطل ہو جائیگی خواہ درمون کے دینے مین تعجیل ہوئی ہو یا نہوئی ہو اور صاحبین رح کے نزدیک اگر راس المال کی تعجیل کی ہو تو کل کا عقد جائز ہوگا۔ اور اگر درمون کے دینے مین تعجیل نہ کی ہو تو فقط حصۂ کر کی صلح فاسد ہوگی اور اگر کر کے ادا کرنے مین میعاد نہو تو بالاجماع درمون مین سے حصۂ کر کی صلح فاسد ہوگی اور حصہ دار کی صلح فاسد ہونے مین اختلاف ہی صاحبین رح کے نزدیک جائز رہیگی بشرطیکہ کر کا وصف بیان کیا ہو اور امام اعظم رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک جائز نہوگی۔ اور اگر کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم مدعی کی طرف سے ہون پس اگر کر معین ہو تو صلح تمام کی جائز ہوگی اور اگر وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو تو اُسکا حکم بعینہ اُسی تفصیل سے ہی جو ہم نے مدعی کی طرف سے کر ہونے کی صورت مین بیان کیا ہی۔ اور یہ سب حکم اس صورت مین ہی کہ صلح اس شرط سے واقع ہوئی کہ مدعی اپنے دعوی کو ترک کردے۔ اور اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ مدعی اُس دار کو لے لے اور باقی مسئلہ بحالہ رہے پس اگر کر اور درم مدعی کی طرف سے ہون یا کر مدعا علیہ کی طرف سے اور درم مدعی کی طرف سے ہون تو اس صورت کی سب وجہون کا حکم وہی ہی جو ہمنے پہلی صورت مین تفصیل سے بیان کیا ہی پھر یہ سب جو ہمنے بیان کیا اس صورت مین ہی کہ تمام کر مین میعاد مقرر ہو اور اگر ایسا نہو بلکہ بعض کر مین میعاد ہو پس اگر کر مین سے جسقدر میعادی ہی وہ سلم کی مقدار کے لائق ہی تو صلح سب کی جائز ہوگی اور جسقدر کر میعادی ہی وہ درمون کی طرف

[1] خالص اور بے میل جسکو ہمارے عرف مین کھرا بولتے ہین ۱۲
[2] یعنی مدعی نے صلح کے درمون اور حصہ کر کے درمون پر یا صرف حصہ کر کے درمون پر قبضہ کیا ہو ۱۲

اور جو فی الحال ہو وہ حصہ دار کے ساتھ عقد کے جائز ہونیکے واسطے ملا دیا جائیگا۔ اور اگر مدعا علیہ نے دار سے کسی معین حیوان پر
اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو ایک کر گیہون جید اپنے ذمہ لیکر ادا کرے اور میعادی نہیں ہین یعنی قبل افتراق کے یہ گیہون
ادا کرے میعادی نہین ہی تو صاحبین نے فرمایا کہ جائز نہین ہی اور امام کے نزدیک واجب ہی کہ جائز ہو اگرچہ کر بعینہ نہو مگر
وصف کرکے ذمہ رکھا گیا ہو کیونکہ کیلی چیز جب ذمہ رکھی گئی اور وہ درمون و دینارون کے سوائے دوسری چیز اعیان
کے مقابل ٹھہرائی گئی تو ثمن ہوجاتی ہی اور ایسے ثمن کے ساتھ خریدنا امام کے نزدیک جائز ہی بشرطیکہ وصف کرکے
ذمہ لیا ہو خواہ اُسکا ادا کرنا فی الحال قرار پایا ہو یا میعادی ہو یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اپنے دعوی سے جو اُسنے کسی دار
کی نسبت کیا ہی ایک کر درمیانی گیہون پر صلح کی پھر اُس کر سے ایک کر جو غیر معین پر صلح کر لی تو جائز ہے یہ مبسوط مین
ہی۔ اگر دار کے دعوے سے درمون پر صلح واقع ہوئی اور بدل صلح پر قبضہ کرنے سے پہلے دونون جدا ہوگئے تو صلح
نہ ٹوٹے گی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے ایک دار کے دعوے سے جسکو گواہون نے نہین دیکھا ہی اور نہ اُسکے حدود
کو پہچانا ہی صلح کر لی یا کسی غیر معین دار کے دعوی سے صلح کر لی پھر ایک دار پر دعوی کیا اور کہا کہ یہ وہ دار نہین ہی
جس سے صلح کی ہی اور مدعا علیہ نے کہا کہ یہ وہی ہی تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور صلح رد کر دیجائیگی اور پھر
مدعی دوبارہ دعوی کریگا یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کی دیوار مین موضع جذوع کا دعوی کیا یا اُسکے
دار مین کسی راستہ یا پانی کے مسیل کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اُس سے کسیقدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو
جائز ہی کیونکہ مجہول حق سے معلوم بدل پر صلح کی ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص کا دروازہ یا موکھلا موجود
ہی اُسپر اُسکے پڑوسی نے جھگڑا کیا اور اُسنے کسیقدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ پڑوسی کو دیگا تاکہ وہ موکھلا
بند نہ کرے اُسکو کھلا رہنے دے تو یہ صلح باطل ہی اسی طرح اگر اس شرط سے صلح واقع ہوئی کہ موکھلے و دروازہ کا
مالک کچھ درم لیکر اُن دونون کو بند کر دے تو بھی باطل ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے سے کچھ زمین خریدی
پھر بائع نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دی اور مشتری ثانی نے وہ زمین لے لی اور مشتری اول نے اُس سے خصومت
کرنیکا قصد کیا پس دوسرے مشتری نے اُس سے کہا کہ زمین میرے پاس رہنے دے اور مجھ سے کسیقدر مال معلوم پر
صلح کرلے اُسنے ایسا ہی کیا تو صلح جائز ہی اور وہ زمین دوسرے کی ملک پہلے مشتری کی طرف سے ہوئی اُسکو یہ
اختیار نہین ہی کہ جو کچھ مال صلح اُسنے اس شرط سے دیا ہی اُسکو واپس لیوے یہ خزانۃ المفتین مین ہی۔ اگر کسی نے
دوسرے کی زمین مین سے چند گزون کا دعوی کیا اور مالک زمین نے اس دعوی سے کسیقدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی
تو جائز ہی۔ اور اگر زمین دو شخصون کی ہو کہ اسمین دونون کی کھیتی ہو اُسپر ایک شخص نے دعوی کیا اور دونون
نے انکار کیا پھر ایک نے اس شرط سے صلح کی کہ اسکو سو درم دیوے اور وہ نصف کھیتی مدعی کو دیگا پس اگر کھیتی پک گئی
ہو تو صلح جائز ہی اور اگر پکی نہو تو بدون شریک کی رضامندی کے صلح جائز نہو گی۔ اور یہ بخلاف اسکے ہی کہ اگر یون صلح کی
کہ آدھی کھیتی مع آدھی زمین کے سو درم کی صلح مین دیگا کہ یہ جائز ہی۔ اور اگر تمام کھیتی ایک ہی شخص کی ہو پھر کسی نے
اُسکر دعوی کیا پھر مدعی نے اُسکو سو درم اس شرط سے دیے کہ آدھی کھیتی دیدے اور زمین نہ دے پس کھیتی پکی ہو لی

ہو تو جائز ہی اور اگر پکی نہو تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر ایک قوم کے درمیان ایک نہر ہو اور سبھون نے اُسکے کھودنے یعنی مٹی صاف کرنے یا مسناۃ و پل بندی کرنے پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکا خرچہ سبھون پر موافق حصہ کے ڈالا جاوے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص کا چھتا یا پاٹخانہ شارع عام پر ہو اور اُسکے دور کرنیکے واسطے کسی شخص نے اُس سے جھگڑا کیا اور چھتے والے نے اُسکے ساتھ کسیقدر معلوم درمون پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو اپنی جگہ پر رہنے دے تو ایسی صلح جائز نہین ہی اور لوگو نکو چاہیے کہ اُسکے دور کرنیکے واسطے اُسکے مالک سے خصومت کرین خواہ وہ چھتا قدیمی ہو یا جدید ہو یا اُسکا حال معلوم نہو۔ اور اگر امام وقت نے اُس سے دور کرنیکے واسطے خصومت کی پھر اُس سے اس شرط سے صلح کرلی کہ اُسکا چھتا اپنی جگہ پر چھوڑ دیا جائیگا بشرطیکہ وہ کچھ مال معلوم ادا کرے تو جائز ہی بشرطیکہ وہ جدید ہو اور امام وقت کو مسلمانون کے حق مین یہ مصلحت معلوم ہو کہ اُسکو چھوڑ کر اُسکے عوض مال لیکر بیت المال مین داخل کرے بشرطیکہ عام لوگون کو اُس سے ضرر نہو یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر مخاصم نے چھتا دور کرنیکے واسطے مال دیا ہو تو جائز ہی بشرطیکہ وہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو تو جائز نہین ہی اور یہی صحیح ہی اور اگر اُسکا حال معلوم نہو اور مخاصم نے اُسکے دور کرنیکے واسطے مال دیا ہو تو جائز نہین ہی اور اگر چھتے کے مالک نے مخاصم کو چھتا دور کرنیکے واسطے مال دیا تو کیسا ہی ہو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر چھتا خاص راستہ پر کسی کوچہ غیر نافذہ مین ہو پس اگر صلح اس طور سے واقع ہوئی کہ مخاصم کچھ دراہم معلومہ مالک ظلہ[1] یعنی چھتے سے لیکر ظلہ کو اُسی طور سے چھوڑ دے تو صلح جائز نہین ہی بشرطیکہ قدیمی ہو اور اگر جدید ہو پس اگر مخاصم اس کوچہ کا رہنے والا نہو اور اُسکو اس چھتے کے نیچے سے گذرنے کا حق حاصل نہو تو جس شخص کو اُسکے نیچے سے آمد و رفت کا حق حاصل ہے اُسکی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اور اگر صلح کرنیوالا اُس کوچہ کا رہنے والا ہو پس اگر تمام چھتے سے صلح کی تو صلح جائز ہی اُسکے حصہ کی صحیح ہوگی اور شریکون کے حصہ کی موقوف رہیگی اگر اُسکے سب شریکون نے اجازت دیدی تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور اگر اُنھون نے اُسکے صلح کی اجازت ندی اور چھتا دور کیا گیا تو بیشک اُسکے شریکون کے حصہ کی صلح باطل ہوگی یہانتک کہ چھتے والے کو اُن شریکون کے حصہ کا بدل صلح مصالح سے واپس کرلینے کا اختیار ہی اگر سب بدل صلح اُسکو دیدیا ہی۔ اور اسمین مشائخ کا اختلاف ہی کہ اُسکے حصہ کا بدل صلح ابھی واپس لے سکتا ہی یا نہین اور صحیح یہ ہی کہ واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر صلح صرف اُسی صلح کرنیوالے کے حصہ سے ہی تو صلح جائز ہے پھر بعد اسکے دیکھا جائیگا کہ اگر شریکون نے چھتا اپنے حال پر چھوڑ دینے مین احسان کیا اور چھوڑ دیا تو تمام بدل صلح مصالح کو دیا جائیگا اور اگر اُنھون نے چھتا دور کردیا تو مصالح سے تمام بدل صلح واپس لینے مین مشائخ کا اختلاف ہی۔ اور اگر چھتے کا حال معلوم نہو کہ نیا بنا ہی یا پرانا ہی تو صلح جائز نہین ہی۔ اور اگر صلح اُس چھتے کے دور کرنے پر واقع ہوئی پس اگر اس شرط پر واقع ہوئی کہ مخاصم درم لیکر چھتے کو دور کردے تو ہر حال مین صلح جائز ہی۔ اور اگر یون صلح واقع ہوئی کہ چھتے والا مخاصم سے کچھ درم معلومہ لیکر چھتا دور کردے تو جائز ہی اگر چھتا قدیمی ہو اسیطرح اگر جدید ہو یا مجہول الحال ہو تو بھی یہی حکم ہی کذا فی المحیط اور یہی صحیح ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ایک شخص کا ایک نخل اُسکی ملک مین ہی اُسکی شاخین پھوٹ کر پڑوسی کے

[1] ظلہ یعنی ہر کسی دوسرے کی املاک یا گذرگاہ پر جسکو چھا رکھے عرف مین اسکو چھتا کہتے ہین ۱۲

گھر مین جا نکلین اُسنے اُنکا قطع کر دینا چاہا اور نخل کے مالک نے کسیقدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ نخل کو ایسا ہی چھوڑ دے تو یہ ناجائز ہی۔ اور اگر کاٹ ڈالنے پر صلح واقع ہوئی پس اگر مالک نخل نے پڑوسی کو کچھ درم اُسکے قطع کیواسطے دیے تو جائز ہی اور اگر پڑوسی نے نخل والے کو کچھ درم اس قطع کیواسطے دیے تو صلح باطل ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے کسی زمین کے نخل کا مع اصل کے دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ امسال جو اسمین پھل آوین وہ مدعی کے ہین تو جائز نہین ہی کیونکہ یہ صلح ایسے بدل پر واقع ہوئی کہ وہ معدوم و مجہول ہی حالانکہ اُسکے سپرد کرنے کی ضرورت ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ ایک شخص کے اجمہ[1] مقبوضہ پر حق کا دعوی کیا پھر اُسنے اس طور سے صلح کی کہ اس اجمہ کا شکار ایکسال تک مدعی کو دیا جائیگا پس اگر اجمہ کے صید مدعا علیہ کے مملوک نہون تو کسی حال مین صلح جائز نہین ہی اور اگر مملوک ہون مثلاً پکڑ کے اجمہ مین چھوڑ دیے ہون پس اگر بدون شکار کرنیکے اُنکا پکڑنا ممکن ہی تو صلح جائز ہے اگر بدون شکار کرنیکے ہاتھ نہین آسکتے ہین تو صلح جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص نے ایسا دار خریدا جسکا کوئی شفیع ہی پس شفیع نے اس شرط سے صلح کی کہ مشتری اُسکو کسیقدر دراہم معلومہ دے تاکہ وہ شفعہ سپرد کر دے تو مال واجب نہوگا اور شفعہ باطل ہو جائیگا اور اگر مال لے لیا ہو تو مشتری کو واپس کرے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اور اگر مشتری نے شفیع کے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اسکو دار دیدے اور شفیع ثمن پر کسیقدر رشے معلوم بڑھا دے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ نصف یا تہائی یا چوتھائی دار لے لے اور باقی کا شفعہ مشتری کو سپرد کر دے تو جائز ہی اور اگر شفیع کے طلب شفعہ اور گواہ کر لینے کے بعد جب شفعہ مؤکد ہو گیا تب ایسی صلح واقع ہوئی تو شفیع شفعہ سے نصف دار کا لینے والا ہو جائیگا حتی کہ جسمین سے نصف بطور شفعہ کے لے لیا ہی اُسمین جدید شفعہ دوبارہ نہین ہو سکتا ہی اور شفیع اس صلح سے باقی نصف کا شفعہ مشتری کو دیدینے والا ہو جائیگا حتی کہ اگر یہ شفیع مبیع یا طریق مین شرکت رکھتا ہو تو پڑوسی کو اختیار ہوگا کہ جو نصف شفیع نے شفعہ مین نہین لیا ہی اُسکو لے لیوے اور اگر شفیع کے طلب کرنے سے پہلے یہ صلح واقع ہوئی تو نصف کو از سر نو بیع جدید مین لینے والا قرار دیا جائیگا اور اُسمین جدید شفعہ ہو سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مشتری نے شفیع سے اس شرط سے صلح کی کہ دار کے کسی بیت کو اُسکے حصہ ثمن کے عوض لیکر شفعہ سپرد کر دے تو صلح باطل ہی اور حق شفعہ باقی رہیگا اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ شفیع کے شفعہ طلب کرنیکے بعد ایسی صلح واقع ہوئی ہو اور اگر قبل طلب کے ایسی صلح ہوئی تو صلح باطل ہی اور شفعہ بھی باطل ہو جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی شخص نے کسی دار مین شفعہ طلب کیا اور مشتری نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ شفیع کو دوسرا دار بعوض کسیقدر دراہم معلومہ کے دیدے بشرطیکہ وہ شفعہ مشتری کے سپرد کر دے تو یہ فاسد ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے ایک دار خریدا اُس دار کے کسی حصہ کی نسبت ایک شخص نے خصومت کی اور باقی مین شفعہ کا دعوے کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ نصف دار نصف ثمن مین اس شرط سے دیدے کہ مدعی دعوی سے بری کرے تو جائز ہی اور اگر کسی دوسرے دار کے نصف دینے پر اسطور سے صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ایک زمین خریدی اور شفیع نے شفعہ سپرد کر دیا پھر شفیع نے شفعہ سپرد کر دینے سے انکار کیا پھر اُس سے مشتری نے اس شرط سے صلح کی کہ نصف زمین نصف ثمن مین لے لے تو جائز ہی

اور یہ بیع جدید قرار دیجائیگی۔ اسیطرح اگر شفیع[۱] طلب شفعہ کے بعد مر گیا پھر مشتری نے اُسکے وارثون سے اسی طرح صلح کی تو بھی جائز ہی اور بیع جدید قرار دیجائیگی اور اگر مشتری مر گیا اور مشتری کے وارثون نے اس شرط سے صلح کی کہ ہم نصف دار نصف ثمن مین دیدین تو بھی جائز ہی اور یہ لینا شفعہ کی راہ سے ہوگا جدید بیع قرار نہ دیجائیگی یہ فتاویٰ قاضیخان مین ہی۔ اگر کسی دار کے شفعہ مین ایک شریک اور ایک پڑوسی نے جھگڑا کیا اور باہم اس شرط سے صلح کی کہ نصف نصف برابر دونون لےلین اور مشتری نے دونون کو دیدیا تو جائز ہے کذا فی الحاوی

باب گیارھوان۔ قسم مین صلح کرنیکے بیان مین

ایک نے دوسرے پر مال کا دعویٰ کیا اُسنے انکار کیا پھر دونون نے صلح کی کہ مدعا علیہ قسم کھالے اور وہ مال سے بری ہی اور مدعا علیہ نے قسم کھالی تو صلح باطل ہی اور مدعی اپنے دعویٰ پر باقی رہیگا اگر اُسنے گواہ قایم کیے تو مال لے لیگا اور اگر گواہ نہ پائے اور اس سے قسم طلب کی پس اگر پہلا قسم کھانا قاضی کے سامنے نہ تھا تو قاضی دوبارہ اُس سے قسم لیگا اور اگر قاضی کے سامنے تھا تو دوبارہ قسم نہ لیگا یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اور اگر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ اگر مدعا علیہ قسم کھالے تو وہ خصومت سے اسوقت تک بری ہی جبتک مدعی کو گواہ ملین اور اُسنے قسم کھالی تو خصومت سے بری ہونے مین مشائخ کا اختلاف ہی اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ خصومت سے بری ہوگا اور یہی اصح ہی حتی کہ مدعی کو اختیار ہی کہ قاضی کے سامنے دوبارہ اُس سے قسم لیوے یہ ذخیرہ مین لکھا ہی۔ اور اگر دونون نے اسطرح صلح ٹھرائی کہ مدعی اپنے دعویٰ پر قسم کھالے تو مدعا علیہ اُسکے مال کا ضامن ہی اور اگر مدعی نے اس شرط پر قسم کھالی اور مدعا علیہ نے اُس مال سے انکار کیا تو پھر اُسکے ذمہ کچھ لازم نہ آویگا اور صلح باطل ہی۔ اسیطرح اگر دونون نے اسطرح صلح کی کہ طالب و مطلوب دونون قسم کھالین پھر مدعا علیہ پر نصف مال دعویٰ لازم آویگا تو بھی باطل ہی۔ اور اگر دونون نے اسطرح صلح کی کہ طالب آج کے روز اپنے دعویٰ پر قسم کھالے اور اگر آج کا دن گذر گیا اور اُسنے قسم نہ کھائی تو اُسکا کچھ حق نہین ہی پھر وہ دن گذر گیا اور مدعی نے قسم نہ کھائی تو صلح باطل ہی اور مدعی اپنے دعویٰ پر باقی رہیگا اسیطرح اگر یون صلح کی کہ مطلوب قسم کھالے تو وہ مال کا ضامن ہی یا اُسپر مال ہی یا مقر مال ہی تو بھی صلح باطل ہی اور مشروط غیر لازم ہی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر مال یا اُسکے ماسوا کا دعویٰ کیا اور اُسنے انکار کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین اُسنے مدعا علیہ کی قسم کی درخواست کی اور قاضی نے قسم اُسپر رکھی اور اُسنے کسیقدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ اسطور سے قسم نہ لے تو صلح جائز ہی اور وہ اس صلح سے قسم سے بری ہوگا اسیطرح اگر یون صلح کی کہ مین نے تجھ سے اُس قسم سے جو تیری طرف سے مجھپر لازم آئی ہی صلح کی یا یون کہا کہ مجھپر جو تیری طرف سے قسم آئی ہی اسقدر درمون پر فدیہ کی اور دوسرا شخص راضی ہو گیا تو صلح جائز ہی۔ اور اگر قسم کو بعوض مال معلوم کے خریدا یا مشتری نے قسم اسکے ہاتھ مال معلوم پر فروخت کی تو جائز نہین ہی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اگر یون صلح ٹھرائی کہ طالب یا مطلوب قسم کھالے اور آدھا مال مدعا علیہ پر ہوگا۔ یا آج کے روز طالب یا مطلوب قسم کھالے بشرطیکہ اگر آج قسم نہ کھاوے تو مال اُسپر ہی یا طالب آج کے روز قسم کھاوے کہ جو لیگا وہ حق ہی تو یہ سب صورتین صلح کی باطل ہین کیونکہ یہ خلاف

[۱] مقصود طلب کرنا ہو ۱۲م

شرع مین یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر یون صلح قرار دی کہ طالب نے غلام کی آزادی یا عورت کی طلاق یا حج یا ایمان مؤکدہ کی قسم کھاوے اگر اسطور سے قسم کھالیگا تو اُسکا مال مجھپر ہی تو اس صورت مین مطلوب پر کچھ لازم نہ آویگا اور نہ طالب پر طلاق و عتاق لازم آویگا ولیکن اگر مطلوب اس امر کے گواہ قایم کرے کہ مین نے مدعی کو یہ مال ادا کردیا ہی یا اُسنے مجھے اس مال سے بری کردیا ہی تو اُسوقت مین اُسکا غلام آزاد ہوجائیگا اور اس کی جورو پر طلاق ہوجائیگی کیونکہ مدعی کا اپنی قسم مین حانث ہونا عادل گواہون سے ثابت ہوگیا اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ مدعا علیہ ان چیزون کی اسطور سے قسم کھاوے کہ اگر اسطور سے قسم کھالیگا تو وہ میرے دعوی سے بری ہے اُسنے قسم کھالی تو بری نہ ہوگا اور طلاق و عتاق واقع نہوگی ولیکن اگر مدعی نے اپنے دعوی کے گواہ قایم کیے تو اُسوقت مین مطلوب کا طلاق و عتاق واقع ہوجائیگا کیونکہ اُسکا حانث ہونا عادل گواہون سے ثابت ہوگیا یہ محیط مین لکھا ہے۔

بارھوان باب۔ خون اور زخمون سے صلح کرنے کے بیان مین نفس اور نفس سے کم پر عمدًا یا خطاءً جرم کرنے سے صلح کرنا جائز ہی ولیکن اگر عمدًا جرم کرنے سے دیت سے زیادہ پر بھی صلح کی تو بھی جائز ہی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور یہ مال جرم کرنے والے پر اُسی کے مال سے فی الحال دینا واجب ہوگا اور اُس کی مددگار برادری پر واجب نہوگا کذا فی الحاوی اور خطا سے جرم کرنے مین اگر دیت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز نہین ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ جب کسی مقدار دیت پر جو مقررہ ہین صلح قرار دی ہو اور اُس مین زیادتی کی ہو۔ اور اگر سوائے اُن مقدارون کے کسی مال پر صلح قرار دی اور اُسمین زیادتی کی تو جائز ہی ولیکن اُسی مجلس مین قبضہ کرلینا شرط ہی تاکہ دین سے بعوض دین کے بدون قبضہ کے افتراق لازم نہ آوے۔ اگر قاضی نے مجرم پر سو اونٹ دیت کا حکم کیا اُس نے سو اونٹ سے سو سے زیادہ گایون پر جو اُس کے پاس موجود ہین صلح کی اور گائین اُسکو دیدین تو جائز ہی اور اگر کسی قدر اونٹون سے سوائے درم و دینار کے کسی کیلی یا وزنی چیز پر اُدھار میعادی صلح کی تو جائز نہین ہے کیونکہ معارضۃ الدین بالدین ہے۔ اور اگر دیت کے اونٹون سے ان کے مثل قیمت پر یا اسقدر زیادت پر کہ لوگ برداشت کرلیا کرتے ہین صلح کرلی تو جائز ہی اور اگر زیادتی مین اسقدر خسارہ ہے کہ لوگ برداشت نہین کیا کرتے ہین تو صلح جائز نہوگی۔ اور اگر قاضی نے اسپر درم یا دینارون کا دیت مین حکم کیا اور قاتل نے انسے گیہون یا جو یا اونٹ و گاے وغیرہ پر جو اُس کے پاس موجود نہین ہین صلح قرار دی تو جائز نہین ہے اگرچہ جدا ہونے سے پہلے ان چیزون کو دیدے کیونکہ ایسی چیز کی بیع کرنا جو آدمی کے پاس وقت عقد کے موجود نہو سوائے سلم کے اور صورت مین جائز نہین ہی۔ اور اگر قاضی نے اُسپر اونٹ یا گاے کا دیت مین حکم کیا اور اُس نے اُنسے گیہون وغیرہ پر صلح کی حالانکہ بدل اُس کے پاس موجود نہین ہے ولیکن جدائی سے پہلے اُسنے یہ اناج دیدیا تو جائز ہے اور اگر جدائی سے پہلے یہ اناج نہ دیا اور دونون جدا ہوگئے تو صلح جائز نہوگی یہ سراج الوہاج مین ہی۔ اور اگر مجرم کے سوائے دوسرے شخص نے دیت سے زیادہ پر صلح کی اور ضامن ہوا تو زیادتی باطل ہوگی اگرچہ صلح جنس دیت کے سوائے دوسری جنس پر ہو۔ اور اگر درمون کا اُسپر حکم ہوا اور اُسنے دو ہزار دینار پر صلح کرلی اور اُسی مجلس مین قبضہ کرلیا تو جائز ہے اور اگر ڈگری ہونے سے پہلے دو سو اونٹ

غیر معین پر صلح کرلی تو سنہ اسمین سے واجب ہون گے اور خیار طالب کو ہے پس جس سن کے اونٹ دیت مین واجب ہوتے ہین اگر اُس سے نقصان ہو تو طالب کو اختیار ہوگا کہ صلح کو رد کر دے یہ حاوی مین ہے - ایک شخص نے دوسرے کو عمداً قتل کیا اور تیسرے کو خطا سے قتل کیا پھر دونون کے دلیون سے دونون دیتون سے زیادہ پر صلح کی تو صلح جائز ہے اور مقتول خطا کے ولی کو بقدر دیت کے ملیگا اور باقی عمداً مقتول کے ولی کو ملیگا اور اگر دونون کے وارثون سے دو دیت یا کم پر صلح کی تو دونون مین برابر تقسیم ہون گی یہ محیط سرخسی مین ہے - اور قتل عمد کے بدل الصلح کا حکم مہر کے مانند ہے تو جیسے جہالت مہر مین برداشت کیجاتی ہے وہی یہان بھی برداشت کیجاویگی - اور جو چیز التسمیہ صحیح ہونے کی مانع ہے وہ صلح مین وجوب بدل کی مانع ہے اور مسمی کے فاسد ہونے کے وقت قصاص ساقط ہوجاتا ہے اور نفس کا بدل یعنی دیت واجب ہوتی ہے جیسے نکاح مین مہر مثل واجب ہوتا ہے مثلاً ایک کپڑے پر صلح قرار دی دلیکن ایک صورت مین نکاح و صلح مین فرق ہے وہ یہ ہے کہ اگر شراب پر نکاح کیا تو مہر مثل واجب ہوگا اور عمداً خون کرنے سے اگر شراب پر صلح کی تو کچھ واجب نہوگا یہ کافی مین ہے - اور قتل خطا مین دیت واجب ہوگی یہ اختیار شرح مختار مین ہے - اور اگر عمداً ہاتھ کاٹنے سے شراب یا سور پر صلح کی تو تسمیہ جائز نہین ہے ولیکن عفو صحیح ہے یعنی قصاص معاف کرکے اُسنے جو بدل مقرر کیا وہ بدل ناجائز اور عفو صحیح ہے اور مقطوع الید ہاتھ کاٹنے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر خطا سے اُسنے ہاتھ کاٹا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو ہاتھ کٹا ہوا اُس سے دیت لے سکتا ہے اور اگر کسی آزاد کے دینے پر صلح واقع ہوئی تو یہ بھی مثل شراب و سور پر صلح واقع ہونے کے ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر ہر ایک کا خون (یعنی ارش ۱۲) دوسرے پر آتا ہے اور دونون نے ایک دوسرے کو خون سے معاف کردینے پر صلح کی تو جائز ہے جیسے خلع مین ہے یہ اختیار شرح مختار مین ہے - ایک شخص کو عمداً زخمی کیا اور اُس سے صلح کی تو دو حال سے خالی نہین ہے یا تو زخم سے اچھا ہوگیا یا مرگیا پس اگر زخم سے یا ضرب سے یا سر زخمی کرنے سے یا کاٹ ڈالنے ہاتھ سے یا کسی جرم سے فقط اُن چیزون سے صلح کی تو صلح جائز ہے بشرطیکہ اسطرح اچھا ہوا ہو کہ اُسکا کچھ اثر باقی ہو اور اگر اسطرح اچھا ہوگیا کہ اثر بھی باقی نہ رہا تو صلح باطل ہوگئی اور اگر اس جنایت سے مرگیا تو بخلاف صاحبین کے امام کے نزدیک یہ حکم ہے کہ صلح باطل ہوگئی اور دیت واجب ہوگی اور اگر ان پانچون چیزون اور جو کچھ ان سے حادث ہو صلح کی تو صلح جائز ہے اگر اُس سے مرگیا اور اگر اچھا ہوگیا تو اس مقام پر مذکور ہے کہ صلح جائز ہے اور کتاب الوکالت مین مذکور ہے کہ اگر کسی نے دوسرے کے سر مین ہڈی کھولدینے والا زخم لگایا پھر کسی کو وکیل کیا کہ اُس سے صلح کرے اسطور سے کہ اس زخم سر سے اور جو کچھ اس سے نفس تک پیدا ہو صلح کرے یعنی نفس ضائع ہوجانے تک صلح کرے پس اگر وہ شخص مرگیا تو صلح نفس سے قرار دیجاویگی اور اگر اچھا ہوگیا تو دس حصون مین سے ساڑھے نو حصے مال واجب ہوگا اور نصف دسوان حصہ جیسکے زخم آیا ہے وہ واپس کردیگا اور عامہ مشائخ نے فرمایا کہ ان دونون روایتون مین اختلاف بسبب اختلاف وضع کے ہے کیونکہ اس مقام پر یون صلح کی کہ جو کچھ اس زخم سر سے نفس ضائع ہوتے تک پیدا ہو سب سے صلح کی اور یہ ایک شئے معلوم ہے لہذا بدل صلح کو قائم و حادث دونون پر تقسیم کرنا ممکن ہوا اور اس مقام پر زخم اور جو اُس سے پیدا ہو صلح قرار دی ہے اور یہ امر مجہول ہے کبھی پیدا ہوتا ہے اور کبھی نہین پیدا ہوتا ہے اور اگر پیدا ہوا تو بھی نہین معلوم کہ کسقدر پیدا ہوگا اسیواسطے بدل کو قائم

وحادث پر تقسیم کرنا متعذر ہوا پس تمام بدل بمقابلہ موجود کے قرار پایا۔ ولیکن اگر جنایت سے صلح کی تو سب صورتوں مین صلح جائز ہو ولیکن اگر اسطور سے اچھا ہوگیا کہ بالکل اُسکا اثر باقی نہ رہا تو جائز نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اگر جرم عمدًا کیا ہو اور مجروح نے جرح کرنیوالے سے تھوڑے سے بدل پر صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا بیمار تھا تو صلح جائز ہو اور اگر جراحت خطا سے ہو اور اس سے صلح کی حالانکہ وقت صلح کے وہ مرض الموت کا مریض تھا اور بدل مین سے کم کردیا تو یہ صلح تہائی مال سے معتبر ہوگی پھر یہ وصیت مددگار برادری کے واسطے صحیح ہوگی نہ قاتل کے واسطے اگرچہ دیت پہلے قاتل پر واجب ہوئی اور مددگار برادری اسکی طرف سے اُسکو برداشت کریگی یہ محیط مین ہو۔ اگر مریض نے عمدًا خون کے حق سے جو اُسکا چاہیے ہے ہزار درم نقد دینے پر صلح کرلی پھر بعد صلح کے ایک سال کی تاخیر دیدی تو تہائی مال سے تاخیر جائز ہوگی کذا فی المبسوط **قال المترجم** یعنی مریض کا تہائی مال اگر ہزار درم ہوں تو پورے ہزار درم کی تاخیر ایک سال تک واجب ورنہ جسقدر تہائی مال ہوتا ہو اسقدر کے حصہ کی تاخیر روا ہوگی اس عبارت سے جہاں مذکور ہے یہی مراد ہوتی ہو یاد رکھنا چاہیے واللہ اعلم بالصواب۔ اگر کسی نے دوسرے کی اُنگلی عمدًا کاٹ ڈالی یا خطا سے کاٹی اور اُس سے کسی قدر مال پر صلح کرلی پھر دوسری اُنگلی اُسی کے پہلو کی شل ہوگئی تو کاٹنے والے پر امام اعظم رح کے نزدیک اُسکا بھی ارش لازم آویگا اور صاحبین کے نزدیک کچھ لازم نہوگا یہ حاوی مین ہو۔ قلت ہذا اذا شلت بسبب القطع۔ ایک شخص قتل کیا گیا اُسکے دو بیٹے ہین پھر ایک نے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کرلی تو جائز ہو اور اُسکے بھائی کو اُسمین شرکت کا اختیار نہین ہے اور اگر قتل خطا سے واقع ہوا ہو اور ایک نے کسی قدر مال پر اس سے صلح کرلی تو اُسکے شریک کو اس مال مین شرکت کا اختیار ہو ولیکن اگر مصالح چاہے کہ اُسکو چوتھائی ارش دیدے تو ہوسکتا ہو یہ مبسوط مین ہو۔ اگر خون عمد سے ایک غلام یا باندی پر صلح کرلی تو جائز ہے اور درمیانی درجہ کی باندی یا غلام دلائے جائینگے۔ اور اگر کسی غلام معین پر صلح کرلی پھر وہ غلام آزاد نکلا تو قاتل پر دیت لازم آویگی۔ قلت یعنی قصاص ساقط ہوگیا۔ اور اگر دونوں مین اختلاف ہوا قاتل نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس غلام پر صلح کی ہو اور ولی مقتول نے کہا کہ نہین بلکہ اُس غلام پر صلح کی ہو تو صلح جائز ہو اور قسم سے قاتل کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہو۔ اگر قتل عمد سے دو غلاموں پر صلح قرار دی پھر ایک غلام آزاد نکلا تو امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک یہ غلام پورا حق ہو اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ غلام اور دوسرے آزاد کی قیمت اگر وہ غلام ہوتا تو جسقدر ہوتی دینی پڑیگی اور امام محمد رح کے نزدیک یہ غلام اور پورا ارش درموں سے دینا پڑیگا یہ کافی مین ہو۔ اور اگر قتل عمد سے کسی گھر مین ایک سال تک رہنے یا کسی غلام سے ایک سال تک خدمت لینے پر صلح کی تو جائز ہے اور اگر ہمیشہ کے واسطے یا جو کچھ قاتل کی باندی کے پیٹ مین ہے اُسپر یا جو کچھ اُسکے درخت سے پیدا ہو خواہ سالہائے معلومہ پر یا ہمیشہ کے واسطے صلح کی تو جائز نہین ہو یہ نہایہ مین ہے۔ اور اگر قتل عمد سے جو کچھ اسکی بکریوں کے پیٹ مین ہے یا جو کچھ اُن کے تھنوں مین ہے یا جسقدر اُسکے درخت خرما پر دس برس تک پیدا ہو اُسپر صلح کی تو قاتل پر دیت واجب نہوگی کذا فی المحیط۔ اور اگر اسطور سے صلح کی جو کچھ تیرے درخت خرما پر پھل مین اُسپر صلح کی تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مقتول کے ولی نے قاتل سے اس شرط سے صلح کی کہ مین تجھکو بیہوں اس شرط سے معاف کرتا ہوں کہ جو تیرا خون فلان شخص پر ہے تو اُسے معاف کردے تو جائز ہو

اور یہ صلح درحقیقت بلا بدل کے عفو ہے پس اگر قاتل نے فلان شخص کو اپنے خون واجب سے معاف کردیا تو مقتول کا
ولی اُس سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر معاف نہ کیا تو دو صورتین ہین اگر قاتل کا خون جو دوسرے شخص پر
آتا ہے وہ دوسرا شخص اس ولی مقتول کا باپ یا بیٹا یا ان کے مثل ہے تو ولی مقتول اُس قاتل سے دیت لے لیگا
اور اگر قاتل کا قصاص کسی اجنبی پر واجب ہے تو ولی مقتول کو قاتل سے کچھ لینے کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین
ہے منتقی مین ہے کہ ابن سماعہ نے امام ابو یوسف سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کا داہنا ہاتھ کاٹ ڈالا
پس ہاتھ کٹے ہوئے نے قاطع[۱] سے اس شرط سے صلح کی کہ مین قاطع کا اُلٹا ہاتھ کاٹ ڈالون اور کاٹ ڈالا تو یہ
صلح پہلے جرم کا عفو ہے اور اُسپر اس اُلٹے ہاتھ کاٹنے کا جرمانہ نہ آویگا اور نہ قاطع پر کچھ جرمانہ آویگا اور اگر بعد اس صلح
کے اُلٹے ہاتھ کاٹنے سے پہلے دونون نے جھگڑا کیا تو صلح کرنے والے کو اُلٹے ہاتھ کاٹنے کا اختیار نہوگا ولیکن اپنے سیدھے
ہاتھ کی دیت لے لیگا۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ قاطع کا ہاتھ و پیر کاٹ ڈالے یا قاطع کے غلام کو قتل کر دے
پس اگر اُسکا ہاتھ و پاؤن کاٹا تو قاطع اُس سے اپنے پاؤن کی دیت بھر لیگا۔ اور اگر اُسکے غلام کو قتل کیا تو
قاطع کی اُسپر اپنے غلام کی قیمت واجب ہوئی پس دونون باہم بقدر دیت ہاتھ کے بدلا کر لینگے اور جسقدر کسی کا
حق زیادہ ہوگا وہ اسقدر لے لیگا۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اس آزاد کا ہاتھ کاٹ ڈالے یا فلان شخص کے غلام کو
قتل کر دے اور ایسا ہی بعد صلح کے کیا تو دوسرے آزاد کے ہاتھ کی دیت دیگا اور دوسرے غلام کی قیمت دیگا اور اپنے
ہاتھ کی دیت اپنے ہاتھ کاٹنے والے سے بھر لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر قتل عمد مین اس شرط سے صلح کی کہ اُسکا پاؤن
کاٹ ڈالے تو یہ مفت[۲] معاف کرنا ہے اور اگر قتل خطا ہو تو اُسپر دیت واجب ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر عمداً ہاتھ کاٹ
ڈالنے سے اس شرط پر صلح کی کہ اُسکا پاؤن کاٹ ڈالے تو صلح باطل ہے اور مفت عفو ہو گیا اور قاطع سے کچھ نہین لے سکتا
ہے ایسا ہی عامہ روایات اس کتاب مین مذکور ہے اور اسی کتاب کی بعض روایات مین ہے کہ ارش لے لیگا اور اگر خطا سے
ہاتھ کاٹنے کی صورت مین ایسا واقع ہو تو سب روایتون کے موافق بالاتفاق اُس سے ہاتھ کی دیت لے لیگا۔ اور اگر قتل
عمد مین کذا کذا مثقال چاندی و سونے پر صلح کی یعنی کسی قدر تعداد بیان کی مگر اُس تعداد مین چاندی اور سونے کو داخل
کیا تو جائز ہے اور اُسپر ان دونون مین سے ہر ایک کا نصف واجب ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر قتل عمد ہو پھر اُس سے کسی
شخص نے ہزار درم پر صلح کر لی اور ضامن نہ ہوا تو اُسپر کچھ واجب نہ ہوگا اور اگر قاتل نے خود ہی اس مصالح کو وکیل
کیا تھا تو بدل صلح قاتل پر واجب ہوگا اور اگر اپنے غلام پر ولی مقتول سے اس قول سے صلح کی اور اُس غلام کی خلاص
کا ضامن ہوا۔ یعنی یہ غلام تجھکو حقوق غیر سے پاک کر کے سپرد کیا جائیگا اسکا ضامن ہوا پس اگر وہ غلام ولی مقتول
کے پاس سے استحقاق مین لے لیا گیا تو مصالح سے کچھ نہین لے سکتا ہے ولیکن قاتل سے اُسکی قیمت لے لیگا بشرطیکہ قاتل
نے اُسکو صلح کا حکم کیا ہو اور اگر مصالح اُسکی خلاص کا ضامن ہوا ہے اور خود از راہ احسان صلح کی ہے پھر وہ غلام استحقاق
مین لے لیا گیا تو ولی اُس سے غلام کی قیمت بھر لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر فضولی نے خون عمد سے ہزار درم پر صلح کی اور ضامن
ہو گیا پھر وہ ہزار درم استحقاق مین لے لیے گئے تو ولی مقتول اُسکے مثل مصالح سے لے لیگا پھر جب فضولی نے درم

[۱] قاطع یعنی کاٹنے والا شخص [۲] [illegible]

ضامن ہوکر دیدیے تو قاتل سے نہین لے سکتا ہی - اور اگر قاتل نے اسکو صلح کا وکیل کیا تھا اور ضامن ہونے کا وکیل نہین
کیا تھا اور اُسنے ضامن ہوکر ادا کردیے تو جسقدر ادا کیے ہین قاتل سے لے لیگا یہ محیط مین ہی - ایک غلام اور ایک آزاد
نے ملکر ایک شخص کو عمداً قتل کر ڈالا پھر غلام کے مالک اور آزاد نے کسی شخص کو وکیل کیا کہ دونون کی طرف سے
ولی مقتول سے صلح کرے اُسنے دو قاتلون کی طرف سے ہزار درم پر صلح کی تو ہر ایک پر نصف نصف لازم آئیگا اور
بعض روایات مین مذکور ہے کہ اگر خطا سے قتل کیا ہو اور ایسی صورت واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین
ہی - اگر غلام نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور مقتول کے دو ولی ہین اور غلام کے مالک نے ایک ولی سے اُسکے حصّہ سے
اُسی غلام قاتل کے دینے پر صلح کرلی تو جائز ہی اور اس مصالح سے جسکو غلام ملا ہی کہا جائیگا کہ تو اپنے شریک کو نصف غلام
دیدے یا آدھی دیت اُسکو دیدے اس شرط سے کہ غلام تیرا ہی - اور اگر باوجود اس غلام کے دوسرے غلام پر بھی صلح کی
تو دوسرے مین اُسکا حق نہوگا اور اگر غلام قاتل کے نصف پر صلح قرار دی تو جائز ہی اور وہ غلام اُسکے مالک اور
مصالح کے درمیان نصف نصف ہوگا پھر اس صلح کے سبب سے دوسرے کا حق قصاص نہ رہا بلکہ مال سے متعلق
ہوگیا اور نصف غلام غیر منقسم کا دونون آدمیون مین سے مستحق ہوا پس دونون شریک غلام کے دوسرے ولی کو یا تو آدھا
غلام دینگے یا نصف دیت اُسکو دینگے - اور اگر اُس سے درمون پر یا کسی کیلی یا وزنی چیز پر خواہ نقد یا میعادی اُدھار
صلح کی تو جائز ہی اور دوسرے کا اُسمین کچھ حق نہوگا ولیکن وہ غلام قاتل کو پکڑیگا پس غلام کا مولی یا تو نصف غلام
اُسکو دیگا یا آدھی دیت دیگا اور باندی اور مدبرہ اور ام الولد عمداً قتل کرنے سے صلح کرنے مین یکسان ہین یہ مبسوط مین
ہی - اگر غلام ماذون نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا تو اپنی طرف سے اُسکا صلح کرنا جائز نہین ہی اور اگر اُسکے غلام نے کسی کو
عمداً قتل کیا اور اُسکی طرف سے غلام ماذون نے صلح کی تو جائز ہی یہ کنز مین ہی - اور اگر غلام نے کسی کو خطا سے قتل کیا اور
مولے نے بعضے اولیاے مقتول سے دیت سے کم پر صلح کرلی یا عروض یا کسی حیوان معین پر صلح کی تو جائز ہی اور باقی ولیونکو
اُس مین شرکت کا اختیار ہی یہ مبسوط مین ہی - ایک غلام نے زید کا عمداً ہاتھ کاٹ ڈالا اور مولی نے غلام کو بحکم قاضی یا
بلا حکم زید کو دیدیا اور زید نے اسکو آزاد کردیا پھر زید اُسی ہاتھ کاٹنے کیوجہ سے مرگیا تو غلام اُسکے نفس کا بدل صلح ہوجائیگا
اور اگر زید نے اسکو آزاد نہ کیا ہو تو غلام اُسکے مالک کو واپس دیا جائیگا پھر زید کے ولیون سے کہا جائیگا کہ تمھارا جی
چاہے اسکو قتل کردو یا عفو کردو یہ شرح جامع صغیر صدر الشہید مین ہی - اگر کسی باندی نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا
اور اُسکے دو ولی موجود ہین وہ باندی بچہ جنی پھر اُسکے مالک نے ایک ولی سے کہا کہ یہ باندی کا بچہ تیرے حق دیت کی
صلح مین تجھے دیتا ہون اُسنے صلح کرلی تو جائز ہے اور دوسرے ولی کے مولی پر پانچ ہزار درم واجب ہونگے - اور اگر اس
شرط سے صلح کی کہ اسکے حق مین اُسکو تہائی باندی دیدے تو جائز ہے اور اُسکے شریک کو چاہیے نصف باندی دیدے یا
نصف دیت دیدے پس اس کتاب کی روایت مین اُسکا بعض[ف] کے دینے کا اختیار کرنا دونون حصونکے دینے کا اختیار
نہین قرار دیا گیا - اور جامع کی روایت مین ہے کہ ایک کے حصہ مین دینے کا اختیار ہونا وہی دونون کے حصہ مین
اختیار ہے جیسا فدیہ کی صورت مین ہوتا ہے اور یہی روایت اصح ہے اور پہلی روایت مذکورہ کی تاویل یہ ہے کہ

ف یعنی مولی کو باندی کے دینے اور فدیہ مین اختیار ہی اور جب اُسنے ایک کو باندی دی تو اسنے باندی دینی اختیار کی ولیکن اس روایت کے موافق ایسا نہین ہی کیونکہ اس کو دوسرے کے حق مین فدیہ دینے کا اختیار بھی باقی ہی پس بعض باندی کے دینے کا اختیار کرنا لغو ہی ۱۲ م

اسنے ایک سے تہائی باندی پر صلح کی اور یہ حصہ اسکے حق سے کم ہو تو مولی دوسرے سے یہ کہہ سکتا ہے کہ مین نے اُسکے حصہ مین دینا اس سبب سے اختیار کیا کہ وہ اپنے حق سے کم پر راضی ہوگیا اور تو اُسپر راضی نہین ہوگا پس مجھپر لازم یہ نہین ہے کہ باندی ہی تیرا پورا حق تجھے دون بلکہ مجھے اختیار ہے کہ باندی مین سے دون یا اور سے۔ اور اگر اُسنے ایک شریک سے نصف باندی پر صلح کی تو یہ صلح اسکا اُس امر کو اختیار کرنا ہے کہ باقی آدھی باندی دوسرے کو دیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مدبر نے کسی کو عمداً قتل کیا اور اُسکے مولی نے اُس سے ہزار درم پر صلح کر لی اور یہی اس مدبر کی قیمت ہے تو جائز ہے اور اگر اسکے بعد پھر مدبر نے کسی کو خطا سے قتل کیا تو مذکور ہے کہ اُسکے مالک پر دوسری قیمت لازم آوے گی اور اگر پہلا قتل خطا سے ہوا اور مولے نے ہزار درم پر جو اسکی قیمت ہے صلح کر لی پھر مدبر نے کسی دوسرے کو قتل کیا تو مولی دوسری قیمت کا ضامن نہوگا پہلا ولی اور دوسرا دونون ایک قیمت مین شریک قرار پاوینگے یہ محیط مین ہے۔ اگر مدبر نے ایک شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی خطا سے آنکھ پھوڑ دی تو مولی کو اُسکی قیمت دونون کو دینی ہوگی کہ دونون مین تین تہائی تقسیم ہوگی۔ پس اگر مولی نے آنکھ والے کو سو درم صلح کر کے دیے حالانکہ مدبر کی قیمت چھ سو درم ہے اُسنے سو درم پر قبضہ کر لیا اور باقی سو درم سے بری نہین کیا تو دونون مدعی اس سو درم کو باہم تین حصہ کر کے تقسیم کرینگے اور اگر بعد اس تقسیم کے اُسکو سو درم سے بری کر دیا تو اس تقسیم مین تغیر نہ آویگا۔ اور اگر سو درم پر صلح کر لی اور باقی سے قبضہ اور تقسیم سے پہلے بری کر دیا تو یہ سو درم دونون کو پانچ حصے ہوکر تقسیم ہونگے ایک پانچوان آنکھ والے کو اور چار پانچوان خون کے ولی کو ملینگے۔ اور اگر سو درم پر قبضہ کر لیا پھر باقی سو درم سے تقسیم سے پہلے اُسکو بری کر دیا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک یہ سو درم دونون مین تین تہائی تقسیم ہونگے پھر رجوع کر کے کہا کہ آنکھ والے کو اسمین سے پانچوان حصہ ملیگا اور یہی قول امام محمد رح کا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مدبر نے کسی شخص کو خطا سے قتل کیا اور دوسرے کی آنکھ پھوڑ دی پھر دونون سے مولی نے ایک غلام پر صلح کر کے دونون کو دیدیا تو جائز ہے پھر اگر دونون نے اختلاف کیا اور ہر ایک دعویدار ہوا کہ ولی مقتول یعنی خون کا حقدار مین ہون اور دونون مین سے کسی کے پاس گواہ نہین ہین تو غلام دونون کو برابر تقسیم ہوگا پس اگر مدبر کے مالک نے کہا کہ تو ولی مقتول ہے اور دوسرے سے کہا کہ تو آنکھ کا حقدار ہے تو قسم سے اُسکا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مدبر نے عمداً قتل کرنیکا اقرار کیا تو مثل مملوک محض کے اقرار اُسکا جائز ہے پس اگر مولی نے ایک ولی مقتول سے کسی کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور دوسرے ولی کی مولی پر مدبر کی نصف قیمت واجب ہوگی بشرطیکہ اُسکے گواہ موجود ہون یا مولی اسکا اقرار کرے اور اگر گواہ نہوے تو کچھ نہین ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنی عورت کو زخمی کیا پس عورت نے اس سے اسی عمداً جراحت سے خلع کرنے پر صلح کی اور سواے جراحت کے خلع مین کچھ نہین قرار دیا پس اگر وہ عورت اس زخم سے اچھی ہوگئی اور اثر رہگیا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور زخم کا ارش[1] بدل خلع قرار دیا جائیگا اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع کے ساتھ ہو یا صریح طلاق کے ساتھ ہو۔ اور اگر اچھی ہوگئی اور اُسکا اثر بھی باقی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی حتی کہ عورت پر شوہر کو بدل خلع واپس کرنا واجب نہین ہے اگرچہ خلع مین فقط جراحت کا نام لیا ہے۔ یہ حکم اُسوقت ہے کہ زخم سے اچھی ہوگئی ہو اور اگر اس زخم سے مرگئی تو امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ باطل ہے اور جب امام اعظم رح کے نزدیک تسمیہ باطل ہوا تو قیاس

[1] ارش وہ مال جو بعوض زخم کے واجب ہو ۱۲

چاہتا ہے کہ قصاص واجب ہو اور استحساناً شوہر کے مال مین دیت واجب ہوگی پھر دیکھنا چاہیے کہ اگر طلاق بہ لفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر بلفظ طلاق ہوئی تو رجعی ہوگی اور صاحبین رح کے نزدیک نکاح مفت واقع ہوگا حتی کہ شوہر پر دیت لازم نہ آویگی اور عفو ہوگا پھر طلاق اگر بہ لفظ خلع واقع ہوئی تو بائن ہوگی اور اگر صریح واقع ہوئی تو روایت ابو سلیمان مین رجعی ہوگی اور ابو حفص کی روایت کے موافق بائن ہوگی یہ سب اسصورت مین ہے کہ فقط جراحت پر خلع کیا ہوا ور اگر جراحت سے اور جو اُس سے پیدا ہووے خلع کیا تو سب کے نزدیک وہی ہے جو صاحبین رح کے نزدیک فقط جراحت پر خلع کرنے کی صورت مین مذکور ہوا ہے۔ یہ حکم مذکور عمداً زخمی کرنے کی صورت مین ہے اور اگر خطا سے زخمی کرنے کی صورت ہو پس اگر فقط جراحت پر خلع کیا اور عورت اس زخم سے اچھی ہوگئی اور اثر باقی رہا تو خلع جائز اور تسمیہ جائز اور طلاق بائن ہوگی اور اگر اچھی ہوگئی اور اثر بھی نہ رہا تو طلاق مفت واقع ہوگی اور عورت پر مہر واپس کرنا لازم نہین ہے۔ اور اگر اس زخم سے مرگئی تو امام اعظم رح کے نزدیک اس صورت کا حکم اور زخم سے اچھے ہوجانے اور اثر نہ باقی رہنے کا حکم یکسان ہے اور صاحبین رح کے نزدیک خلع جائز اور تسمیہ جائز ہے اور اگر جراحت پر اور جو اُس سے پیدا ہو سب پر خلع کیا اور زخم خطا سے ہے اور اس زخم سے مرگئی تو تسمیہ صحیح اور طلاق بائن ہوگی خواہ لفظ خلع سے واقع ہوئی یا لفظ طلاق سے اور مددگار برادری کے ذمہ سے یہ دور کیا جاویگا اور تہائی مال سے معتبر ہوگا بشرطیکہ صاحب فراش ہونے کے بعد اُسنے خلع کیا ہو یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہے۔ اور اگر اُسنے خلع کیا حالانکہ غالباً ایسے زخم سے موت آجاتی ہے پس اگر تمام بدل خلع تہائی مال کے برابر ہے تو مددگار برادری کیواسطے وصیت ہے اور جائز ہے اور اگر تمام بدل خلع تہائی مال کے برابر نہین نکلتا ہے تو جسقدر تہائی نکلتی ہے اسقدر مددگار برادری سے دور کیا جائیگا اور باقی اس کے وارثون کو دینگے اور تمام مال سے اُسکا اعتبار ہوگا اگر اُسنے صاحب فراش ہونے سے پہلے خلع کیا ہے یہ بعض مشائخ کے نزدیک ہے اور بعض مشائخ کے نزدیک خواہ غالباً اُس سے موت آجاتی ہو یا نہ آتی ہو یہی حکم ہے۔ اور جو کچھ ہم نے جراحت پر خلع کرنے مین ذکر کیا ہے وہی ضربہ اور شجہ اور ہاتھ کٹنے اور ضرب ید سے خلع کرنے مین ہے۔ اور جنایت پر اگر خلع کیا تو اسکا حکم وہی ہے جو جراحت سے اور جو اُس سے پیدا ہو دونون سے صلح کرنے کی صورت مین ہے اور ایسا ہی حکم اسصورت مین ہے کہ اگر کسی نے اپنی عورت کو مجروح کیا پھر اُسکے ساتھ اس شرط سے صلح کی کہ اسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب سے وہ اسکو معاف کردے تو اُسکا حکم مثل اسصورت کے ہے کہ عورت سے جراحت اور جو اس سے پیدا ہو سب سے صلح کی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی دوسرے کی جورو کو خطا سے زخمی کیا پھر اُسکے شوہر نے اس عورت سے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو ایک طلاق دیگا بشرطیکہ اس سب کو معاف کردے پھر وہ عورت اس زخم سے مرگئی تو عفو تہائی مال سے معتبر ہوگا اور طلاق بائن ہوگی اور اگر زخمی کرنا عمداً ہو تو یہ سب جائز ہے اور طلاق رجعی ہوگی۔ اگر کسی نے اپنی عورت کے دانت مین مارا پھر اُس سے اس جنایت پر بشرط ایک طلاق کے صلح کی تو جائز ہے اور طلاق بائن ہوگی اور اگر وہ دانت سیاہ پڑگیا یا گر گیا یا اسکی وجہ سے دوسرا دانت گر گیا تو اسپر کچھ واجب نہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا پھر مکاتب نے اس سے سو درم پر صلح کی تو جائز ہے پس اگر ادائے صلح کے بعد آزاد ہوگیا تو صلح گذر چکی اور ادا کرنا ہوگیا اور اگر ادائے بدل الصلح سے پہلے آزاد ہو الپس آزاد ہوتے ہی اُس سے

بدل الصلح کا مطالبہ کیا جائیگا اور اگر بعد اداے بدل الصلح کے عاجز ہوا تو صلح پوری ہو چکی اور ادا بھی ہو چکا اور اگر ادا کرنے سے پہلے عاجز ہوا تو جبتک آزاد نہو اس سے مطالبہ نہ کیا جائیگا اور یہ قول امام اعظم رحمہ اللہ کا ہے اور صاحبین رحمہما اللہ تعالی نے فرمایا کہ اُسکے مالک سے فی الحال اُسکے ادا کرنے کا مطالبہ ہوگا کہ یا تو غلام کو دیدے یا اُس کا فدیہ دے اور اگر درمون یا اناج معین یا غیر معین پر صلح واقع ہوئی اور بدون قبضہ کے دونون جدا ہوگئے تو صلح اپنے حال پر رہیگی اور اگر مکاتب کی طرف سے کسی شخص نے کفالت کی اور بدل الصلح دین ہے تو کفالت جائز ہے اور اگر بدل صلح عین[1] ہو مثلاً کوئی غلام یا کپڑا معین ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ پس اگر جس چیز پر صلح واقع ہوئی ہے وہ غلام ہو اور اُسکا کوئی کفیل ہو گیا پھر غلام دینے سے پہلے مر گیا تو ولی مقتول کو کفیل سے ضمان قیمت کا اختیار ہے اور اگر چاہے تو غلام کی یہ قیمت مکاتب سے لیوے۔ اور اگر وہ غلام بعینہ قائم ہو تو قبضہ سے پہلے اسکو فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور اسپر اس امر کے گواہ قائم ہوے اور اُس نے ولی مقتول کے ساتھ کسی قدر مال پر اُدھار میعادی صلح کر لی تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے خون کے عوض کسیقدر مال پر ذمہ میعادی اُدھار کر کے صلح کی اور قتل کرنا خود مکاتب کے اقرار یا گواہون سے ثابت ہے اور کسی شخص نے بدل الصلح کی کفالت کر لی پھر وہ مکاتب عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا تو ولی مقتول کو مکاتب سے مواخذہ کرنے کا جبتک آزاد نہو اختیار نہین ہے ولیکن کفیل کو مکاتب کے آزاد ہونے سے پہلے گرفتار کر سکتا ہے یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر مکاتب نے کسی شخص کو عمداً قتل کیا اور اسکے دو شخص ولی ہین پھر ایک نے سو درم پر اُس سے صلح کر لی اور مکاتب نے اسکو ادا کر دیے پھر عاجز ہو کر مملوک محض ہو گیا پھر دوسرا ولی مقتول آیا تو مولی کو اختیار ہے چاہے نصف غلام قاتل اسکو دیدے یا اسکی نصف دیت ادا کر دے۔ اور اگر عاجز نہوا یا کہ آزاد ہو گیا پھر دوسرا ولی آیا تو اُس کے واسطے مکاتب پر مکاتب کی نصف قیمت کی ڈگری کیجاویگی کہ وہ اُس پر قرضہ ہو گی۔ اور اگر دونون ولیون مین سے ایک نے خون سے بدون صلح کے معاف کر دیا تو مکاتب پر حکم کیا جائیگا کہ دوسرے کیواسطے اپنی آدھی قیمت مین سعی کرے پس اگر دوسرے نے مکاتب سے اسکے عوض کسی شے معین پر صلح کر لی تو جائز ہے ولیکن جبتک اسپر قبضہ نہ کرے اسمین تصرف نہین کر سکتا ہے۔ اور اگر کسی شے غیر معین پر صلح کی اور قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو صلح باطل ہو گئی اور اگر کسی معین اناج پر اُسکی نصف قیمت سے زیادہ پر صلح کی تو جائز ہے اور یہی حکم عروض کا ہے اور اگر درم یا دینار دن جو اُسکی نصف قیمت سے زیادہ ہین صلح کی تو جائز نہین ہے یہ صلح بمنزلہ اُسکے ہے کہ قرضہ سے اُسکی مقدار سے زیادہ پر اسی جنس سے صلح کی حالانکہ یہ ناجائز ہے۔ اور اگر اسکے واسطے کسی شخص نے آدھی قیمت کی کفالت کر لی تو جائز ہے اور اگر کفیل نے اُس سے اناج یا کپڑے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور کفیل مکاتب سے نصف قیمت لے لیگا۔ اور اگر مکاتب نے اُسکو نصف قیمت کے عوض کچھ رہن دیا اور وہ تلف ہو گیا حالانکہ اُس سے آدھی قیمت ادا ہو سکتی تھی تو وہ جسکے عوض رہن تھا اسمین گیا اور اگر اسکی قیمت مین کچھ زیادتی ہو تو زیادتی باطل ہو گی یہ مبسوط مین ہے

تیرھوان باب عطیہ مین صلح کرنے کے بیان مین اگر دفتر مین کوئی عطیہ کسی شخص کے نام لکھا ہوا ہے اور اُسمین دوسرے

[1] یعنی وہ شے جو مقرر و معین ہو ۱۲

نے اُس سے جھگڑا کیا اور کہا کہ یہ میرا ہے اور مدعا علیہ نے اس سے کسی قدر درمون یا دینارون پر خواہ نقد یا میعادی اُدھار صلح قرار دی تو صلح باطل ہے اسیطرح اگر کسی مال عین پر اُس سے صلح کی تو بھی باطل ہے یہ مبسوط مین ہے۔ زید کے نام دیوان مین عطیہ لکھا ہوا ہے وہ دو بیٹے چھوڑکر مر گیا اور دو نون نے اس شرط سے صلح کی کہ دفتر مین ایک کے نام سے لکھی جاوے اور وہی اسکو لیوے اور دوسرے کو کچھ عطیہ نہ ملے اور جسکے واسطے عطیہ ہو جائیگا وہ کچھ مال معلوم دیوے تو صلح باطل ہے اور مال صلح واپس کرے اور عطیہ اسی کا ہوگا جسکے واسطے امام وقت نے مقرر کیا ہے یہ وجیز کردری مین ہے۔ اگر کوئی عورت مر گئی اور اُسکے عطیہ مین دو شخصون نے جھگڑا کیا اور ہر ایک نے دعوے کیا کہ عورت مذکورہ ہماری مان یا بہن تھی پھر دونون نے اس شرط سے صلح قرار دی کہ یہ عطیہ ایک کیواسطے دوسرے کے نام سے لکھا جاوے بشرطیکہ وہ اُسپر جعل دیوے تو عطیہ اُسی کو ملیگا جسکے نام ہے اور جو اُسنے دوسرے کو دیا ہے وہ واپس کر لیگا۔ اور اسی طرح اگر یون صلح کی کہ وہ ایک کے نام لکھی جاوے بشرطیکہ جو حاصل ہوگا وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا تو بھی باطل ہے اور وہ عطیہ اُسی کو ملے گا جسکے نام سے ہے۔ اور اگر عورت کا ایک بیٹا ہو اور اس عورت کے عطیہ پر اُسکے بھائی نے نام لکھا دیا پھر اُسکے بیٹے نے اُس سے جھگڑا کیا اور بھائی نے کسی قدر درم معلومہ پر یا کسی عرض معین پر اس شرط سے صلح کی کہ عطیہ بھائی کو دیدے تو جسقدر اُسنے درم لیے ہین وہ جائز نہین ہین اور جو کچھ عطیہ مین رزق وغیرہ حاصل ہو وہ اسیکو ملے گا جس کا نام دفتر مین چڑھا ہوا ہے اسی طرح اگر وہ شخص جسکا نام چڑھایا گیا ہے کوئی اجنبی ہو کہ عورت کے اور اُس کے درمیان قرابت نہو تو بھی ایسا ہی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی اور اُسکا بیٹا ہے پس امام وقت نے اُسکے بیٹے کو عطیہ کا وارث اس شرط سے کیا کہ ان وارثون مین میراث کے طور پر سے تقسیم ہو دے تو یہ ٹھیک ہے اور اگر اُسنے یہ حکم دیا کہ سب قرعہ ڈالین جس کے نام سے قرعہ برآمد ہو اُسی کا نام لکھا جاوے پھر اگر اس شخص سے جس کے نام قرعہ پڑا ہے کچھ جعل لے لیا تو اسکو واپس کرنا چاہیے اور اگر کسی شخص کو عطیہ مین زیادتی پہونچی اس نے اپنے بیٹے کو دیوان مین داخل کرایا کہ جو کچھ حاصل ہو وہ میرے اس لڑکے اور بھائی کے درمیان برابر تقسیم ہو تو جس کے نام دفتر مین ہو اُسی کو ملیگی اور شرط باطل ہے۔ اور اگر کسی شخص نے بجاے اپنے لشکر مین کسی دوسرے شخص کو بھیجدیا اور اُسکے واسطے کچھ جعل مقرر کر دی پھر وہ شخص قایم مقام اس لشکر جہاد مین گیا اور وہان اُنھون نے کثیر مال غنیمت حاصل کیا تو حصہ اُس قایم مقام کو ملیگا اور جو شخص پیچھے رہگیا تھا اور اُسنے بجاے اپنے اُسکو مقرر کرکے بھیجا تھا اُسکو اُسکے جعل کو جو اُسنے دیا ہے واپس کر دے۔ اسی طرح اگر کسی شخص کو اجرت پر یعنے درمون معینہ پر چند ماہ کیواسطے مزدور کیا کہ میری طرف سے اس لشکر جہاد مین جاوے تو یہ جائز نہین ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے

چودھوان باب ۔ غیر کی طرف سے صلح کرنے کے بیان مین ۔ درمیانی کا صلح کرنا اسوقت درست ہے کہ جب وہ آزاد بالغ ہو پس غلام ماذون اور نابالغ کی صلح جائز نہین ہے یعنی درمیانی بنکر غیر کی طرف سے صلح کر دینا جائز نہین ہے یہ بدائع مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے پر حق کا دعوی کیا اور اجنبی نے مدعی سے صلح کی پس اگر مدعی نے دین کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے انکار کیا پھر اجنبی نے مدعی سے کہا کہ فلان شخص سے اپنے دعوی سے ہزار درم پر صلح کر لے اُسنے کہا کہ

مین نے صلح کی تو موقوف رہیگی اگر مدعا علیہ نے اجازت دیدی تو جائز ہے اور بدل لازم آویگا اور اگر رد کردی تو باطل ہوگئی
اور اجنبی درمیان سے نکل جاویگا۔ اور اگر مدعی سے یون کہا کہ مین نے تجھ سے تیرے دعوی سے جو فلان شخص پر کیا ہے
ہزار درم پر صلح کرلی تو اسمین مشائخ نے اختلاف کیا ہے بعضون نے کہا کہ یہ اور پہلی صورت یکسان ہے اور بعضون
نے کہا کہ یہ بمنزلہ اس قول کے ہے کہ مجھ سے صلح کرلے اپنے دعوی سے جو فلان شخص پر کیا ہے ہزار درم پر۔ اور اگر یون
کہا کہ مجھسے ہزار درم پر صلح کرلے یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرلے یا فلان شخص سے ہزار درم پر
صلح کرلے بشرطیکہ مین ضامن ہون تو ان تینون صورتون مین صلح کا نفاذ اجنبی پر ہوگا اور مال اُسی پر لازم آویگا اور
مدعا علیہ سے واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور یہ حکم اسوقت ہے کہ مدعا علیہ منکر ہو اور درمیانی نے بدون اُس کے حکم کے
صلح کرلی اور اگر وہ منکر ہو مگر درمیانی نے اُسکے حکم سے صلح کی پس اگر وکیل نے مدعی سے کہا کہ فلان شخص سے اپنے دعوی
سے ہزار درم پر صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال مدعا علیہ پر واجب ہوگا اور درمیانی درمیان سے نکلجاویگا
اور اگر درمیانی مامور نے مدعی سے یون کہا کہ مین نے تجھ سے ہزار درم پر صلح کرلی تو اس مین جسطرح ہمنے بیان کیا ہے
ویسا ہی مشائخ کا اختلاف ہے یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر یون کہا کہ مجھ سے صلح کرلے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ
ہوگی ولیکن بدل صلح دینے کیواسطے مصالح پکڑا جائیگا اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح
کرلے تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کرلے کہ مین ضامن ہون تو
صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مدعی کو خیار ہے چاہے بحکم عقد مدعا علیہ سے بدل کا مطالبہ کرے اور چاہے بحکم کفالت مصالح سے
مطالبہ کرے اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ مدعا علیہ منکر ہو پس اگر قرضہ کا مقر ہو اور اجنبی نے اسکے بلاحکم صلح کرلی پس اگر
اجنبی نے کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر صلح کرلے تو صلح مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے تجھ
سے صلح کی تو مشائخ نے جیسا ہمنے ذکر کیا ہے اختلاف کیا ہے۔ اور اگر کہا کہ مجھ سے ہزار درم پر صلح کرلے تو یہ صلح اجنبی پر نافذ ہوگی
اور مال اُسی کے ذمہ لازم ہوا اور مدعا علیہ سے واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم
پر صلح کرلے تو بمنزلہ اس قول کے ہے کہ مجھ سے صلح کرلے یعنے صلح اُسی پر نافذ ہوگی اور مال اُسی کو لازم ہوگا اور مدعا علیہ سے
واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر یون کہا کہ فلان شخص سے صلح کرلے اس شرط سے کہ مین ضامن ہون تو یہ مدعا علیہ
کی اجازت پر موقوف ہے۔ یہ سب اُس صورت مین ہے کہ مدعا علیہ قرضہ کا مقر ہو اور اجنبی نے بدون اُسکے حکم کے
صلح کی ہو۔ اور اگر اُسنے اجنبی کو صلح کرنیکا حکم کیا ہو پس اگر اُس نے کہا کہ فلان شخص سے صلح کرلے تو یہ صلح مدعا علیہ پر
نافذ ہوگی اور اسی پر مال واجب ہوگا اور اگر یون کہا کہ مجھ سے صلح کرلے تو بھی صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی مگر اجنبی سے
مال کا مطالبہ ہوگا پھر وہ مدعا علیہ سے واپس لیگا۔ اسی طرح اگر کہا کہ فلان شخص سے ہزار درم پر میرے مال سے صلح کرلے یا
ہزار درم پر صلح کرلے بشرطیکہ مین اُسکا ضامن ہون تو یہ صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور مال اجنبی پر بحکم کفالت واجب
ہوگا نہ بحکم عقد حتی کہ قبل ادا کرنے کے موکل سے نہین لے سکتا ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر اُس نے کہا کہ مین
نے تجھ سے صلح کی تو عقد صلح اُسی کو لازم ہوگا جیسا کہ مجھ سے صلح کرنے کے کہنے کی صورت مین تھا یہ بعض کا قول ہے اور بعض نے

کہاکہ صلح اسکے ذمہ لازم نہوگی جیساکہ فلان شخص سے صلح کرے کہنے کی صورت مین تھا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اور یہ سب اُس صورت مین ہے کہ مال دعوی دین ہو اور اگر عین ہو پس اگر مدعا علیہ منکر ہو اور اجنبی اُسکے حکم سے یا بلا حکم صلح کرے تو اُسکا حکم وہی ہے جو دین کی صورت مین اُسکے حکم سے یا بلا حکم صلح کرنے کا تھا اور اگر مدعا علیہ مقر ہو پس اگر اجنبی نے بدون اُسکے حکم کے صلح کی پس اگر یون کہاکہ فلان شخص سے صلح کرے تو مدعا علیہ کی اجازت پر موقوف رہیگی اور یہ صلح اجنبی پر نافذ نہوگی۔ اور اگر کہاکہ مین نے تجھ سے صلح کی تو اس مین مشایخ کا اختلاف ہے جیسا ہمنے سابق مین بیان کیا ہے۔ اور اگر یون کہاکہ مجھ سے صلح کرے یا فلان شخص سے صلح کرے میرے مال سے ہزار درم پر یا میرے ان ہزار درمون پر تو یہ صلح اُسی پر نافذ ہوگی اور مال عین اُسی کا ہوگا۔ اور اگر کہاکہ فلان شخص سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کرے کہ مین ضامن ہون تو یہ صلح اجازت مدعا علیہ پر موقوف ہے اگر اسنے اجازت دیدی تو یہ شخص کفیل ہو جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور اگر صلح مدعا علیہ کے حکم سے ہو تو اسطور سے کہنے مین کہ فلان شخص سے صلح کرے صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور یہ شخص مامور درمیان سے نکل جائیگا۔ اور اس کہنے مین کہ مین نے تجھ سے صلح کر لی مشایخ نے اختلاف کیا ہے اور اس کہنے مین کہ مین نے تجھسے صلح کی یا فلان شخص سے میرے مال سے ہزار درم پر صلح کرے تو صلح مدعا علیہ پر نافذ ہوگی حتی کہ اُسی سے بدل کا مطالبہ کیا جائیگا۔ اور اگر یون کہاکہ تو فلان شخص سے صلح کرے بشرطیکہ مین ضامن ہون تو بھی مدعا علیہ پر نافذ ہوگی اور گویا عقد صلح مدعی و مدعا علیہ کے درمیان جاری ہوا اور اجنبی پر کفالت کیوجہ سے ضمان لازم آویگی عقد کیوجہ سے لازم نہ آویگی یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر مصالح نے مدعی سے درمون پر صلح کر لی پھر کہاکہ مین یہ درم نہین اداکرونگا پس اگر عقد صلح کو اپنی طرف یا اپنے مال کی طرف نسبت کر چکا ہے یا بدل الصلح کا ضامن ہو چکا ہے تو اُسپر اداکیواسطے جبر کیا جاویگا اور اگر اسمین سے کوئی بات نہو تو اسپر جبر نہ کیا جائیگا یہ ذخیرہ مین ہے ایک شخص نے دوسرے کی طرف کچھ دعوی کیا اور بدون حکم مدعا علیہ کے ایک شخص اجنبی نے مدعی سے صلح کر لی اور سو درم بدل صلح ٹھہرائے پھر مدعی نے وہ دراہم زیوف[1] پائے یا کسی عرض پر صلح واقع ہوئی اور مدعی نے اُسمین عیب پاکر واپس کیا تو مصالح پر کچھ لازم نہین ہے اور مدعی اپنے دعوی پر باقی رہیگا یہ محیط مین ہے اگر کسی خاص غلام پر اُس سے صلح کی اور اسمین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد یا مدبر یا مکاتب نکلا تو اپنے دعوی کی طرف عود کریگا اور صلح کرنے والے پر کچھ واجب نہوگا۔ اور اگر اُس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی اور ضامن ہو گیا اور دیدیے پھر وہ استحقاق مین لیے گئے یا زیوف[1] یا ستوق نکلے تو مدعی کو اُس شخص سے لینے کا اختیار ہے جسنے صلح کی ہے نہ مدعا علیہ سے چنانچہ اگر یہ صلح مدعا علیہ کے ساتھ واقع ہوئی ہو تو جس سے صلح کرے اُسی سے لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر وہ چیز جسپر مدعی نے دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے صلح کر لی تھی استحقاق ثابت کرکے لے لیگئی تو صلح کرنے والے کو اختیار ہے کہ بدل الصلح واپس کرے خواہ مصالح درمیانی ہو یا مدعا علیہ ہو یہ حاوی مین ہے اور اگر مدعی نے فضولی کے ساتھ کسیقدر مال معلوم پر اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ مال جسمین دعوی ہوا ہے درمیانی کو ملے مدعا علیہ کو نہ ملے حالانکہ مدعا علیہ دعوی مدعی سے منکر ہے تو صلح جائز ہے خواہ درمیانی نے صلح کو اپنے مال کی طرف نسبت کیا یا نہ کیا ہو خواہ ضامن ہوا ہو یا

[1] لہ جو ناقص ہون ۱۲

نہوا ہو۔ پھر جب یہ صلح جائز رہی تو مصالح کو اختیار ہے کہ مدعی سے اُس شے مدعا بہ کے سپرد کرنے کا مطالبہ کرے پس اگر اُس
سپرد کرنا ممکن ہوا مثلاً گواہ قایم کیے یا مدعا علیہ نے اقرار کیا تو اسکے سپرد کردیگا اور اگر ممکن نہوا تو مصالح کو صلح فسخ کرکے
اپنا بدل صلح واپس لینے کا اختیار ہے۔ پس اگر مدعی نے مدعا علیہ کے ساتھ خصومت کرنی چاہی اور اس امر کے گواہ قائم
کرنے چاہے کہ یہ شے مدعا بہ اس مصالح کی ملک ہے جسنے اُس سے خریدی ہے یا مدعا علیہ سے قسم لینی چاہی تاکہ وہ نکول
کرے حالانکہ مدعا علیہ منکر ہے تو مدعی کی خصومت اسکے ساتھ صحیح ہے پس اگر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ یہ شے مدعی کی ہو تو اس کے
قبضہ سے لیکر درمیانی کے سپرد کردیگا اور اگر درمیانی نے مدعا علیہ سے خصومت کرنی چاہی پس اگر وہ منکر ہو تو خصومت صحیح ہی اور
اگر اس نے مدعی کی ملک ہونے کا اقرار کیا تو درمیانی کی خصومت اُسکے ساتھ مسموع نہ ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر مدعی نے درمیانی
سے اسطور سے صلح کی کہ مدعا بہ مدعا علیہ کی ہو بشرطیکہ مدعی اسکو اس مدعا بہ مسمی دعوی سے بری کردے اور درمیانی نے صلح کو اپنے
مال کی طرف نسبت کیا یا بدل صلح کا ضامن ہوگیا تو جائز ہے اور وہ شے مدعا علیہ کی ہوگی خواہ مدعا علیہ منکر ہو یا مقر ہو یہ محیط
مین ہے۔ اور اگر اجنبی نے مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کرلی کہ وہ دار مدعی کے ہاتھ مین اسقدر مال صلح کے عوض سپرد کردے
تو جائز ہے ایسے ہی اس شرط سے کہ وہ دار مدعی کیواسطے اتنے کو خرید کیوجہ سے ہوجاوے تو بھی جائز ہے اور اگر درمیانی صلح
کیواسطے مامور ہو اور اُسنے ضمانت کرکے بدل صلح ادا کردیا تو صحیح یہ ہے کہ مدعی سے واپس لیگا یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ ایک
شخص پر ایک کر گیہون قرض کا دعوی کیا اور اُسنے انکار کیا اور ایک درمیانی نے اُس سے دس درم کے عوض خرید کی
شرط پر صلح کی اور درم دیدیے تو صلح باطل ہے اور اگر خرید نہ کیا بلکہ دس درم پر صلح کرکے اُس کو دیدیے تو جائز ہے یہ مبسوط
مین ہے وکیل خصومت نے اگر صلح کرلی تو صحیح نہین ہے بخلاف مامور کے یعنی صلح کیواسطے مامور ہو تو جائز ہے یہ ذخیرہ مین
ہے۔ اگر کسی شخص کو وکیل کیا کہ اس دار کے دعوی سے یا اُس دار کے دعوی سے صلح کرلے پس جس سے وکیل نے صلح کرلی
جائز ہے اسی طرح اگر فلان پر دین[1] کے دعوی یا فلان دوسرے پر دین کے دعوی سے صلح کرنے کا وکیل کیا اور
اُسنے دونون مین سے کسی سے صلح کرلی تو جائز ہے اور اگر موکل نے کہا کہ مین نے تجھے اس دار کے دعوی مین خصومت
کرنیکا یا اس دعوی سے صلح کرنیکا وکیل کیا تو توکیل صحیح ہے حتی کہ اگر قبل خصومت کے اُسنے صلح کرلی تو جائز ہے اور
اگر اس دار کے دعوی مین خصومت کی پھر چاہا کہ صلح کرے تو اسکی صلح جائز نہ ہوگی اسی طرح اگر کہا کہ مین نے تجھے
اپنے اس غلام کے فروخت کرنے کا یا فلان شخص پر دعوی سے صلح کرنے کا وکیل کیا تو توکیل صحیح ہے اور دونون کامون
مین سے جس ایک کام کو اُسنے اختیار کیا جائز ہے اور اُسکو یہ اختیار نہین ہے کہ ایک مین شروع کرنے کے بعد دوسرے مین ہاتھ
لگاوے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کو ایک دار مین دعوی سے صلح کرنے کیواسطے وکیل کیا اُس نے قابض سے سو درم پر
صلح کی اور صلح کو اپنے موکل کی طرف نسبت نہ کیا اور نہ تسمیہ کیا تو استحساناً جائز ہے کذا فی المحیط السرخسی۔

پندرھوان باب۔ وارثون ووصی ومیراث ووصیت مین صلح کرنے کے بیان مین۔

اگر ترکہ وارثون مین مشترک
ہو پھر انھون نے ایک کو کچھ مال دیکر صلح کرکے خارج کیا حالانکہ ترکہ عقار یا عروض ہے تو صحیح ہے خواہ جو کچھ دیا ہے وہ قلیل ہو یا
کثیر ہو۔ اور اگر ترکہ سونا ہو اور چاندی دی یا چاندی ہو اور سونا دیا تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ یہ بیع بخلاف جنس بیع[2] ہے پس مساوات

[1] یعنی جو اسطور کی شرط پر عوض مین زمین ... فروخت کردہ شدہ ۱۲

شرط نہوگی ولیکن مجلس مین باہم قبضہ شرط ہوگا پس اگر وہ شخص جس کے ہاتھ مین ترکہ ہے اس شخص کے حصہ سے منکر ہو تو اُسی قبضہ پر اکتفا کیا جائیگا اور اگر مقر ہو مصالح کے حصہ سے مانع نہ ہو تو جدید قبضہ ہونا چاہیے یعنی قابض جس جگہ مال عین موجود ہے وہان جاوے اور اتنا وقت گذرے کہ اُسپر قبضہ کر لینا اتنے عرصہ مین ممکن ہے یہ کافی مین ہے - اور اگر ترکہ مین درم و عروض ہون اور درمون پر صلح واقع ہوئی پس اگر جسقدر دراہم اپنے صلح مین لیے ہین وہ اُس کے حصہ ترکہ کے درمون سے زائد ہون تو صلح جائز ہے اور درمون کے ترکہ کے برابر درم صلح مقابل کر دے جاوینگے اور باقی درم صلح کے بمقابلہ عروض کے رکھے جاوینگے اور دونون بدلون پر مجلس صلح مین قبضہ ہونا شرط ہے بشرطیکہ باقی وارث اس صلح کرنے والے کے حصہ کے مقر ہون اور مانع نہ ہون اور اگر منکر ہون یا مقر ہون مگر مانع ہون تو مصالح کے حصہ پر مجلس مین قبضہ ہونا شرط نہین ہے - اور اگر بدل اسکے حصہ دراہم کے مثل ہو تو صلح جائز نہین ہے ایسے ہی اگر کم ہون تو بھی نہین جائز ہے اور حاکم ابو الفضل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بدل صلح اگر اسکے حصہ دراہم کے مثل یا کم ہو تو صلح صرف اسوقت باطل ہوگی کہ جب باہم اقرار و تصادق ہو اور اگر انکار ہو تو صلح جائز ہے - اور اگر ترکہ کے درمون سے اُس کے حصہ کی مقدار معلوم نہ ہو تو صلح جائز نہین ہے - اور اگر عروض یا دینارون پر صلح واقع ہوئی تو جائز ہے اگرچہ بدل کم ہو اور اگر ترکہ مین عروض و دینار ہون اور صلح دینارون پر واقع ہوئی تو اسمین بھی وہی تفصیل ہے جو ہمنے درمون کی صورت مین بیان کی ہے اور اگر درمون پر صلح واقع ہوئی تو ہر حال مین جائز ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر ترکہ مین سونا و چاندی اور دوسری چیز بھی ہو اور صلح چاندی یا سونے پر واقع ہوئی تو ضرور ہے کہ بدل صلح اسکے حصہ سے جو سونے و چاندی مین ہے زائد ہو اور اسقدر کا جو سونے و چاندی کے حصہ کے مقابل ہے باہمی قبضہ شرط ہے اور اگر بدل صلح عروض ہو تو مطلقاً جائز ہے کیونکہ اسمین ربوا یعنی سود کا خوف نہین ہے اور اگر ترکہ مین درم و دینار ہون اور بدل صلح مین بھی درم و دینار ہون تو ہر طرح صلح جائز ہے ولیکن باہمی قبضہ شرط ہے یہ کافی مین ہے - اور اگر صرف عروض و عقار کے حصہ سے صلح کی یا سوائے بعض اعیان کے بعض سے صلح کی تو جائز ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے - اور اگر ترکہ مین دین نہو یعنی درم و دینار دین نہون اور اعیان ترکہ غیر معلوم ہون تو کیلی و وزنی چیز پر صلح کرنے کو بعضون نے جائز کہا اور بعضون نے ناجائز کہا ہے - اور اگر ترکہ کیلی و وزنی نہ ہو ولیکن اعیان غیر معلومہ ہون تو اصح یہ ہے کہ ایسی صلح جائز ہے یہ ہدایہ مین ہے اور اگر عورت سے اُسکے آٹھوین حصہ میراث اور مہر سے صلح کی گئی اور وارث لوگ اُسکے نکاح کے مقر ہین پس اگر ترکہ مین لوگون پر دین ہو اور سب سے صلح اس شرط سے کیگئی کہ عورت کا حصہ دین وارثون کا ہو یا صرف اُسکے ترکہ سے صلح کی گئی اور زیادہ کچھ صلح مین بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی - پس اگر وارثون نے چاہا کہ اس شرط سے صلح ہو کہ عورت کا حصہ دین اس کے وارثون کا ہو جاوے تو اسکی صورت یہ ہے کہ عورت کسی وارث سے کوئی مال عین بعوض اپنے حصہ دین کی مقدار کے خریدے پھر وارث کو میت کے قرضدار پر اتنا حصہ دین اُترا دے پھر باہم صلح قرار دین بدون اُس کے کہ یہ امر صلح کے درمیان شرط کرین تو صلح جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اور اگر وارثون نے عورت کے اس شرط سے صلح کی کہ عورت قرضدار سے قرضہ لے اور باقی مالون مین اپنا حصہ چھوڑ دے تو باطل ہے - اور اگر صلح مین قرضہ کو داخل

نہ کیا تو باقی ترکہ سے صلح جائز ہے اور قرضہ انہین باہم مشترک بموجب فرائض کے قرضدار پر باقی رہیگا یہ محیط مین ہے اگر عورت نے اپنے آٹھوین حصہ میراث اور مہر سے کسیقدر درہم معلومہ پر صلح کر لی اور ترکہ مین کچھ دین یا نقد ظاہر نہ تھا حتی کہ صلح جائز ہو گئی پھر میت کا کوئی قرضہ ظاہر ہوا جسکو وارث نہین جانتے تھے یا ترکہ مین کوئی مال معلوم ہوا جسکو وارث نہین جانتے تھے تو اس دین و عین کی صلح مین داخل ہونے مین اختلاف ہے بعضون نے کہا کہ داخل نہوگا بلکہ تمام وارثون مین بحساب اُنکے حصہ میراث کے تقسیم ہوگا۔ اور بعضون نے کہا کہ داخل ہوگا اور اس قول کے موافق اگر میت کا قرضہ ظاہر ہو تو صلح فاسد نہ ہوجاویگی گویا یہ دین وقت صلح کے ظاہر ہوا ہے اور جس کے قول کے موافق داخل نہوگا تو یہ دین و عین وارثون مین تقسیم ہوگا اور صلح باطل نہ ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر میت پر قرضہ ہو پھر عورت سے اُسکے آٹھوین حصہ سے کسی چیز پر صلح قرار دی تو جائز نہین ہے کیونکہ ترکہ مین قرضہ ہونا اگرچہ قلیل ہو تصرف کا مانع ہوتا ہے پس اگر وارثون نے اسکا جائز ہونا چاہا تو اسکا طریقہ یہ ہے کہ وارث میت کے قرضہ کا ضامن ہوجاوے بشرطیکہ ترکہ مین سے واپس نہ لیگا یا کوئی اجنبی بشرط برات میت کے ضامن ہوجاوے یا میت کا قرضہ وارث لوگ کسی دوسرے مال سے ادا کر دین پھر باہم اُس عورت کے آٹھوین حصہ مہر سے صلح کرین جسطرح بیان ہوا ہے تو جائز ہے اور اگر وارث نے قرضہ میت کی ضمان نہ کی و لیکن کوئی مال جس مین میت کے قرضہ کی ادا ہو سکتی ہے جدا کیا پھر باقی مال مین اُس عورت نے جسطرح بیان کیا ہے صلح کی تو جائز ہے پس اگر میت کے قرضخواہ نے وارثون کے تقسیم کر لینے اور صلح کر لینے کی اجازت اپنے حق وصول پانے سے پہلے دیدی تو اسکو اختیار ہے کہ اُس سے رجوع کرے یہ ظہیریہ مین ہے۔ ایک عورت نے اپنے شوہر کی میراث سے کسی معلوم مال پر صلح کر لی پھر میت پر کچھ قرضہ ظاہر ہوا تو عورت کے ذمہ بھی بقدر اُسکے حصہ ترکہ کے لازم آویگا اور وہ بدل صلح مین سے لے لیا جائیگا یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر کوئی عورت مر گئی اور خاوند و بھائی چھوڑا اور بھائی نے اسکی تمام میراث سے شوہر سے کسی قدر درمون معلومہ پر اور ایک متاع پر اُس عورت کے متاعون مین سے صلح کر لی اور اس سبکو بیان کر لیا۔ پھر دونون نے باہم اختلاف کیا۔ پس اگر اصل صلح مین اسقدر اختلاف کیا کہ واقع ہوئی ہے یا نہین تو منکر صلح سے قسم لیجاویگی اور اگر صلح و بدل صلح پر اتفاق کیا اور مصالح نے دعوی کیا کہ اس نے بدل صلح پر میرے قبضہ کرنے کے بعد مجھ سے غصب کر لیا ہے اور دوسرے نے انکار کیا تو اسی دوسرے کا قول قسم سے معتبر ہوگا اور باہم دونون سے قسم نہ لیجاویگی۔ اور اگر بدل صلح کی جنس یا مقدار مین اختلاف کیا تو دونون سے باہم قسم لیجائیگی اور صلح رد کرینگے اور اگر دونون نے بدل کی صفت مین اختلاف کیا پس اگر صفت[1] عین مین ہو تو منکر کا قول قبول اور باہمی قسم نہ لیجائیگی اور اگر صفت ذمہ مین ہو تو باہم قسم کھا دین اور صلح رد کرینگے اور اگر کسی نے گواہ پیش کیے تو اُسکے گواہ قبول ہونگے اور اگر دونون نے گواہ قایم کیے تو وہ گواہ قبول ہونگے جو زیادتی کے مثبت ہون۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ مین نے تجھ سے اس متاع پر صلح کی تھی و لیکن تو نے اسمین تغیر کر دیا اور قطع کر دی اور بھائی نے کہا کہ مین نے ایسا نہین کیا ہے تو قسم سے بھائی کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے ایک وارث غائب ہے اور باقی وارثون نے میت کی جورو سے اس شرط سے صلح کر لی کہ اُسکا حصہ وارثان حاضر کو ملے تو جائز ہے اور اگر بعض ترکہ پر اس شرط سے صلح کی کہ کل ترکہ شرکت مین رہے تو غائب کی اجازت اور حکم قاضی سے صلح

[1] قولہ صفت مین یعنی بدل الصلح اگر مال عین ہو اور اُسکی صفت مین اختلاف کیا یا وہ موصوف کرکے ذمہ لیا اور اُسکی صفت مین اختلاف کیا ۱۲

موقوف رہیگی یہ فصول عمادیہ مین ہے ایک شخص مرگیا اور اُسنے زید و عمرو دو بیٹے چھوڑے اور میت پر قرضہ ہے اور میت کی زمین
اور قرضہ اُسکا دوسرون پر ہے پھر زید نے عمرو سے کسیقدر دراہم معلومہ پر اس شرط سے صلح کر لی کہ زمین زید کو ملے اور وہ دراہم جو باپ
کے دوسرون پر قرض ہین وہ بحالہ دونون مین مشترک رہین اور جو قرضہ باپ پر ہے اُسکا زید ضامن ہوا اور وہ اسقدر دراہم ہین تو
امام ابو یوسف رح سے امالی مین روایت ہے کہ یہ صلح جائز ہے اور اگر میت پر جو قرضہ ہے اسکو بیان نہ کیا تو صلح باطل ہوگی کذا فی
فتاوی قاضیخان - ایک وارث پر قرضخواہ نے ترکہ مین قرضہ کا دعوی کیا اور وارث نے انکار کیا پھر ترکہ مین سے کسیقدر مال پر صلح
کی اور ضامن ہوا کہ اگر باقی وارث تیری صلح کو جائز نہ رکھینگے اور جو مال تو نے ترکہ مین سے صلح مین دیا ہے اُسکو طلب کرینگے تو مین
ضامن ہون تو یہ ضمان صحیح ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے - ایک شخص مرگیا اور اُسنے زید و عمرو دو بیٹے چھوڑے پھر ایک شخص نے میت
پر سو درم قرضہ کا دعوی کیا اور زید ایک بیٹے نے اقرار کر لیا اور کہا کہ اسمین سے مین اسقدر اپنے حصہ کے یعنی پچاس درم تجھے دیتا ہون بشرطیکہ
تو مجھے باقی قرضہ کیواسطے گرفتار نکرے تو امام اعظم رح نے فرمایا کہ یہ باطل ہے - قرضخواہ کو باقی قرضہ کیواسطے گرفتار کرنیکا اختیار رہے
اور امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ زید کو نہ پکڑیگا بلکہ عمرو سے باقی قرضہ وصول کر لیگا لیکن اگر وہ قرضہ عمرو سے وصول نہ ہوا
ڈوب گیا یا اسنے انکار کیا تو مقر سے باقی وصول کریگا اور اسیطرح اگر عمرو غائب ہو تو قرضخواہ کو اختیار ہے کہ حاضر کو تمام قرضہ کیواسطے
پکڑے اور صلح باطل ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر دار تمام وارثون مین مشترک ہو اور سب کے قبضہ مین ہو اور ایک شخص نے اسمین
حق کا دعوی کیا اور بعضے وارث غائب ہین اور بعضے حاضر ہین اور حاضر نے اس مدعی سے انکار سے صلح کی پس اگر یہ صلح مدعی کے
تمام دعوی سے واقع ہوئی جو کچھ اس مصالح کے قبضہ مین ہے اور جسقدر شریکون کے قبضہ مین ہے سب سے یہ صلح جائز ہے اور
مصالح اور اُسکے شریک دعوی سے بری ہوگئے اور مصالح اپنے شریکون سے کچھ نہین لے سکتا ہے - اور اگر اسنے صرف اپنے مقبوضہ سے
صلح کی تو بھی صلح جائز ہے اور مدعی کو اسکے شریکون کے مقبوضہ مین دعوی کا اختیار باقی رہا - اور اگر بعد اقرار کے مصالح نے
صلح کی اسطور سے کہ حاضر نے مدعی کے تمام دعوی کا اقرار کیا ہے پھر اُس سے صلح کی پس اگر اُسنے اپنے اور اپنے ساتھیون
کے تمام مقبوضہ سے صلح کی تو صلح جائز ہے اور مصالح مشتری سے اپنے زعم مین اپنے مقبوضہ اور اپنے شریکون کا مقبوضہ
خرید لیوالا ہے پس اگر اُسکو اپنے شریکون کے مقبوضہ پر ملکیت کا مقبوضہ ممکن ہوا مثلاً اُسکے شریکون نے تصدیق کی کہ یہ
مقبوضہ مدعی کا ہے تو لے لیگا اور اسکو اختیار نہوگا اور اگر اُسکے شریکون نے حق مدعی سے انکار کیا تو مصالح مشتری کو اختیار
ہی چاہیے صلح فسخ کر کے تمام بدل صلح واپس کر لے یا یہان تک انتظار کرے کہ کسی حجت شرعی سے باقی وارثون کا مقبوضہ لے
سکے ایسا ہی شیخ الاسلام خواہرزادہ نے ذکر کیا ہے - اور شمس الائمہ سرخسی نے اسصورت مین یون ذکر کیا ہے کہ مصالح مدعی سے
شریکون کے حصے جو اُسکے سپرد نہین ہوے ہین بقدر اُنکے حصہ کے واپس لیگا اور اپنے حصہ کے عوض نہ لیگا ایسا ہی اگر حاضر
نے مدعی سے اس شرط سے صلح کی کہ میرا حق مدعی کا ہو تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حاضر نے مدعی سے فقط اپنے مقبوضہ سے صلح کی تو اُسکا
مقبوضہ اُسکے سپرد کیا جائیگا زیادہ نہ دیا جائیگا اور اُسکو اختیار نہوگا یہ محیط مین ہے بعض وارثون پر میت کے قرضہ کا دعوے
کیا پس ہر وارث نے صلح کر لی حالانکہ بعض وارث غائب ہے پھر وہ غائب آیا اور اُسنے صلح کی اجازت نہ دی پس اگر مدعی نے
اپنا دعوی گواہی سے ثابت کر دیا اور اس وارث نے بدل صلح کو ترکہ سے بحکم قاضی ادا کیا تو صلح صحیح ہے اور اگر مصالح نے اپنے

مال سے بحکم قاضی ادا کیا ہے تو اسکو اختیار ہوگا کہ باقی وارثون سے اپنا مال موافق حصہ کے لے لیوے اور اگر اُسنے ترکہ مین سے بلا حکم قاضی دیا ہے تو غائب کو اختیار ہے کہ صلح کی اجرت ندے اور بقدر اپنے حصہ کے واپس کرے اور اگر اپنے مال سے بلا حکم قاضی دیا ہے تو غائب سے واپس نہین لے سکتا ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ اگر دو شخصون نے ایک شخص کے مقبوضہ گھر و زمین پر دعوی کیا اور دونون نے کہا کہ یہ میراث ہے ہم نے اپنے باپ سے پائی ہے اور قابض نے انکار کیا پھر ایک مدعی نے اس دعوی سے اپنے حصہ سے سو درم پر صلح کر لی اور اُسکے شریک نے چاہا کہ اس سو درم مین اُسکا شریک ہو جاوے تو اُس کو یہ اختیار نہین ہے۔ اور اگر ایک نے تمام دعوی سے سو درم پر صلح کی اور ضامن ہوا کہ اپنے بھائی کے حصہ کو بھی مدعا علیہ کے سپرد کریگا تو اُس کے بھائی کو اختیار ہے چاہے اپنے حصہ کو سپرد کر کے آدھا بدل صلح یعنی پچاس درم لے لے اور اگر چاہے تو سپرد نہ کرے۔ پس اگر اُسنے سپرد کیا تو کل کی صلح جائز ہو جائیگی اور بدل صلح دونون مین برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر سپرد نہ کیا تو صرف اُسی کے حصہ کی باطل ہو جاویگی اور اُس کے حصہ مین مدعی کو اپنے دعوی کرنے کا اختیار ہے اور مصالح کو آدھا بدل یعنی پچاس درم سپرد کر دیگا۔ اور آیا مدعا علیہ کو مصالح کی صلح باقی رکھنے یا فسخ کرنیکا اختیار ہے یا نہین ہے پس جاننا چاہیے کہ زیادات مین اِسکے مشابہ ایک مسئلہ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ ایک غلام دو شخصون مین مشترک ہے ایک نے تمام غلام کسی مشتری کے ہاتھ فروخت کر دیا اور ضامن ہوا کہ شریک کا حصہ بھی سپرد کر دیگا پھر اُسکے شریک نے اپنا حصہ سپرد نہ کیا تو مشتری کو اختیار ہے کہ چاہے بائع کے حصہ کی بیع تمام کر دے یا فسخ کر دے یہ امام ابو یوسف رح کے نزدیک ہے اور امام محمد رح کے نزدیک اسکو خیار نہوگا۔ اور غلام و دار مین کچھ فرق نہین ہے۔ پس جب غلام مین اختلاف ہوا تو دار مین بھی ایسا ہی اختلاف ہونا چاہیے یہ محیط مین ہے۔ اگر بالغ وارث نے وصی کی جانب درم و دینار و رقیق و متاع کی قسم سے کسی میراث کا دعوے کیا اور وصی نے انکار کیا پھر اس سب دعوی سے کسی غلام یا کپڑے معلوم پر صلح کر لی تو جائز ہے اسیطرح اگر وصی نے کہا کہ مین اپنے قسم کے فدیہ مین تجھے یہ دیتا ہون تو بھی جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو وارثون نے اپنے وصی کی طرف کسی عین[1] یا دین کا دعوی کیا پھر وصی نے بدون اقرار کے دونون مین سے ایک سے صلح کر لی پھر دوسرے نے چاہا کہ وصی سے اپنا حصہ لے لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اگر اُسنے چاہا کہ اپنے بھائی مصالح کے ساتھ اُس کے مقبوضہ مین شریک ہو جاوے پس اگر مال دعوی وصی کے ہاتھ مین قائم ہو تو بھائی کے مقبوضہ مین اُسکا شریک نہین ہو سکتا ہے اور اگر وصی کے پاس تلف ہو گیا ہو حتی کہ اُسپر دین ہو کر واجب ہوا اور دونون مین مشترک ہوا اور غیر مصالح نے مصالح کے ساتھ شریک ہونا چاہا تو اسکو شرکت کا اختیار ہوگا ولیکن اگر بدل صلح عروض مین سے ہو تو مصالح کو خیار ہوگا اور اگر بدل صلح درہم ہون اور قرضہ کے مثلاً سو درم ہون اور صلح پچاس درم پر واقع ہوئی تو مصالح کو خیار نہوگا بلکہ اسکو چوتھائی قرضہ یعنی پچیس درم دیگا۔ پس اگر وارث بالغ و نابالغ ہون اور وصی نے بالغون کے دعوی سے اور نابالغون کے دعوی سے سب سے کسیقدر درمون معلوم پر صلح کر لی اور بالغون نے اُسپر قبضہ کر لیا اور نابالغون کا حصہ جو کچھ اُسمین سے ہوتا ہے وہ اُن پر خرچ کیا تو یہ صلح نابالغون پر جائز ہوگی اور نابالغونکو اختیار ہے کہ بقدر اپنے حصہ کے وصی سے پھر لیوین ولیکن یہ مذکور نہین ہے کہ بدل صلح مین بقدر اپنے حصہ کے لینگے یا اصل دعوی مین سے بقدر اپنے حصہ کے لیوینگے اور اُس کا حکم بہ تفصیل ہے

[1] یعنی مال جیسے اسباب و مکان و جانور وغیرہ ۱۲

یعنی اگر نابالغون نے بالغ ہو کر اس صلح کی اجازت دی تو بدل صلح سے بقدر اپنے حصہ کے لے لینگے اگر چاہین اور وصی کو اختیار ہوگا کہ بالغون سے بقدر اُن کے حصہ کے واپس کرے اور بالغون کو یہ اختیار نہ ہوگا کہ نابالغون سے کچھ واپس لیوین اگرچہ انھین نے اسکو انھین پر خرچ کیا ہے۔ اور اگر بالغ ہو کر اُنھون نے صلح کو رد کر دیا تو بقدر حصہ دعوی کے رجوع کرینگے اور وصی کو اختیار ہوگا کہ جسقدر نابالغون کا حصہ اُسنے بالغون کو دیا ہے وہ واپس کرے اور بالغ وارث نابالغون سے کچھ بھی واپس نہین لے سکتے ہین اگرچہ اُنھین پر اُسکو صرف کر دیا ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص مر گیا اور اُسنے ہزار درم چھوڑے اور دو شخصون کے ہر ایک میت پر ہزار درم ہین پھر ایک قرضخواہ آیا اُسنے وارث سے پانسو درم ترکہ پر صلح کر لی اور لے لیے پھر دوسرا آیا تو وہ وارث سے باقی پانچ سو درم ترکہ لے لیگا اور پہلے صلح کرنے والے سے پانچ سو درم کا نصف لے لیگا پس پہلے کو ہزار کی چوتھائی اور دوسرے کو ہزار کی تین چوتھائی ملیگی۔ اور اگر پہلا قرضخواہ آیا اور قاضی نے اُسکے واسطے پانچ سو درم کا حکم کیا پھر دوسرا آیا تو اسکو سوائے باقی پانچ سو درم کے جو وارث کے پاس ہین اور کچھ نہ ملیگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے واسطے ایک غلام یا دار کی وصیت کی اور ایک بیٹا اور ایک بیٹی چھوڑی اور ان دونون وارثون نے موصی لہ سے غلام کے عوض سو درم پر صلح کر لی پس اگر صلح کے سو درم مال میراث مین سے ہون تو غلام دونون مین تین حصے ہو کر تقسیم ہوگا اور اگر یہ سو درم اُنھین دونون کا ذاتی مال ہو میراث نہو تو غلام دونون کو برابر تقسیم ہوگا کیونکہ یہ دونون کی طرف سے مساوی معاوضہ ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر وصی نے اقرار کیا کہ میرے پاس میت کے ہزار درم ہین اور میت کے دو بیٹے موجود ہین پس ایک نے اپنے حصہ سے چار سو درم مال وصی پر صلح کر لی تو جائز نہین ہے۔ اسی طرح اگر ہزار درم کے ساتھ کوئی متاع ہو تو بھی صلح اسطور سے جائز نہین ہے اور اگر وصی نے اُسکو تلف کر دیا ہو تو چار سو پر صلح جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص زید مر گیا اور عمرو کے واسطے تہائی مال کی وصیت کر گیا اور بالغ و نابالغ وارث چھوڑے پس بعض وارثون نے موصی لہ سے کسیقدر درمون معلومہ پر اس شرط سے صلح کی کہ موصی لہ کا حق اس وارث کو ملے تو یہ صورت صلح کی اور دوسری صورت یعنی بعضے وارث کا بعضے وارث سے اسطور سے صلح کر لینا یکسان ہے پس اگر ترکہ مین قرضہ نہو اور نہ کوئی شے نقود مین سے ہو تو ایسی صلح جائز ہے اور اگر ترکہ مین میت کا کسی پر قرضہ ہو تو جائز نہین ہے اور اگر ترکہ مین نقود مین سے ہو پس اگر اس نقد کا تہائی مثل بدل صلح کے یا زیادہ ہو تو صلح جائز نہوگی اور اگر کم ہو تو جائز ہے بشرطیکہ موصی لہ قبل افتراق کے بدل صلح پر قبضہ کرے اور اگر قبضہ سے پہلے دونون جدا ہو گئے تو نقد کی صلح باطل ہوگی یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر میراث چار آدمیون مین مشترک ہو دو وارث نابالغ ہون اور دو بالغ ہون اور اُسکا ایک وصی ہے اور میت نے کسی کے حق مین کچھ وصیت کی ہے وہ بھی موصی لہ موجود ہے پھر سب نے جمع ہو کر باہم اسطور سے صلح کر لی کہ اُس سب مال کو متقوم کر کے ایک وارث بالغ کو کچھ زیور معین اور کپڑے دیے اور دوسرے بالغ وارث کو معین زیور اور متاع و رقیق دیے اسی طرح دونون نابالغون اور موصی لہ کو زیور اور کوئی چیز حصہ رسد تقسیم کر دی تو جائز ہے ولیکن زیور جو بمقابلہ زیور آئے گا وہ بیع صرف کے شرائط سے اعتبار کیا جائیگا اور مقابلہ متاع و عروض مین بیع کا اعتبار ہے پس اگر دونون قبضہ سے پہلے جدا ہو گئے تو

زیور کے حصہ مین صلح باطل ہوگی حصۂ متاع مین باطل نہ ہوگی اور حصہ زیور مین صلح فاسد ہونے کی وجہ سے حصۂ متاع مین فساد آجانا ضرور نہیں ہے یہ محیط مین ہے۔اگر وارثون نے موصی کے مرنے سے پہلے وصیت سے صلح کر لی تو جائز نہین ہے یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔باپ اگر غلام یا مکاتب ہو اور لڑکا آزاد ہو تو باپ کی صلح کی ہوئی اسپر جائز نہو گی ایسے ہی کافر باپ کی صلح کی ہوئی بیٹے مسلمان پر جائز نہین ہوتی ہے اور بالغ معتوہ و مجنون ہمارے نزدیک خواہ مجنون ہی بالغ ہوا ہو یا نابالغ ہونے کیوقت اچھا تھا پھر مجنون ہو گیا بمنزلہ نابالغ کے ہے یہ محیط مین ہے۔اگر نابالغ کا کسی شخص پر قرضہ ہو اور باپ نے مال قلیل پر اُس سے صلح کی حالانکہ گواہ قرضہ کے موجود نہین ہین اور قرضدار قرضہ کا منکر ہے تو جائز ہے۔اور اگر قرضہ گواہون یا قرضدار کے اقرار سے ظاہر ہو اور باپ نے اسقدر کمی پر جو لوگ برداشت کر لیتے ہین صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر اسقدر رکم کر دیا کہ لوگ اسقدر خسارہ نہین اُٹھاتے ہین پس اگر وہ قرضہ بسبب اسی باپ کی خرید وفروخت کے واجب ہوا ہو تو صلح اُسکی ذات کے لیے جائز ہوگی اور بقدر قرضہ کے ضامن ہوگا یعنی بیٹے کے واسطے ضامن ہوگا۔اور اگر باپ اس قرضہ کا وجوب سبب نہین ہوا ہو یعنی مثلاً اسکی خرید وفروخت سے واجب نہین ہوا ہو تو صلح جائز نہ ہوگی یہ سراجیہ مین ہے۔وصی نے یتیم کے ہزار درم کا کسی شخص پر دعوی کیا اور گواہ نہین ہین پھر پانچسو درم پر اُن ہزار سے باوجود انکار مدعا علیہ کے اُس سے صلح کر لی پھر عادل گواہ پائے تو قرضدار کو اختیار ہے کہ گواہون[۱] سے ہزار درم پر قسم لیوے۔اسی طرح اگر یتیم نے بعد بلوغ کے گواہ پائے تو بھی یہی حکم ہے اور اُن دونون کو اُس سے قسم لینے کا اختیار نہین ہے یہ قنیہ مین ہے۔اگر نابالغ کا کوئی گھر یا غلام ہو اُسمین کسی شخص نے دعوی کیا پھر باپ نے نابالغ کے مال سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ عادل موجود تھے تو صلح جائز ہے مگر مثل قیمت یا صرف اسقدر زیادتی پر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین۔اور اگر مدعی کے پاس گواہ ہی نہون یا گواہ عادل نہون تو صلح جائز نہین ہے اور اگر اُسکے گواہون کا حال مستور ہو تو ہمارے مشائخ نے فرمایا کہ صلح جائز نہین ہے اور بعض نے کہا کہ بقول امام اعظم رح کے صلح جائز ہے اس بناپر کہ حکم ظاہری عدالت پر دینا جائز ہے اور بعضون نے کہا کہ اگر مدعی کے گواہ مستور ہون تو باپ کو بشروط صلح کرنی چاہیے۔اور اگر باپ نے اپنے مال سے صلح کر دی تو ہر حال مین جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔اگر وارث سب نابالغ ہون تو وصی کی صلح مثل باپ کی صلح کرنے کے ہے خواہ اُنکا دعوی دائر ہوا ہو یا اُنپر کسی نے دعوی کیا ہو اور خواہ دعوی عقار مین ہو یا مال منقول مین ہو۔اور اگر وارث لوگ سب بالغ ہون اور حاضر موجود ہین پس وصی نے اُنپر نافذ ہونے کے لیے صلح کی تو نہین جائز ہے خواہ دعوی اُنپر دائر ہوا اور وصی نے اُنکے واسطے صلح کر دی یا اُنکے دعوی سے صلح کر لی خواہ دعوی منقول مین ہو یا عقار مین ہو۔خواہ اس دعوی کے گواہ عادل موجود ہون یا نہون یہ محیط مین ہے۔اور اگر سب وارثان بالغ غائب ہون پس اگر اُنپر دعوی دائر ہوا اور وصی نے صلح کر لی تو نہین جائز ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ

---

[۱] قولہ گواہون مین کہتا ہون کہ اصل مین ہے فلہ ان یحلفہا علی الالف۔اور ظاہر یہ ہے کہ ضمیر بینہ کی جانب راجع ہوتی ہے اور یہ امر معلوم ہے کہ شاہد پر قسم نہین آتی جیساکہ یہی اصل ہے پس ظاہرا اسوقت یہ ہے کہ لہ مین جو ضمیر مجرور ہے وہ یتیم کی طرف راجع ہو اور یحلفہا مین ضمیر منصوب وصی اور مدعا علیہ کی جانب راجع ہو اور معنی یہ کہ یتیم کو اختیار ہے وصی اور مدعا علیہ سے ہزار درم پر قسم لے وفیہ تامل فلیتامل ۱۲

ہون یا نہون اور خواہ دعوی عقار مین واقع ہوا ہو یا منقول مین ہو۔ اور اگر انکی طرف سے دعوی ہوا اور وصی نے صلح کر لی
پس اگر عقار کے دعوی سے صلح کر لی تو اُنکے حق مین نافذ نہوگی تاوقتیکہ وہ اجازت نہ دین یہ ہر حال مین ہے۔ اور اگر منقول
کے دعوی سے صلح کی پس اگر انکے دعوی کے گواہ موجود ہون تو صلح جائز ہے بشرطیکہ بدل صلح مین جسقدر دعوی کیا ہے اُسکے
مثل قیمت لی ہو یا کمی صرف اس قدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین اور اگر اسقدر کمی ہو کہ لوگ نہین برداشت کرتے ہین تو صلح
جائز نہین ہے۔ اگر دعوی کے گواہ نہون توجس طرح صلح کر لی ہو جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے۔ اگر وارث دو قسم بالغ و نابالغ ہون
پس اگر بالغ حاضر موجود ہون اور اُنپر کسی نے دعوی کیا اور وصی نے اُس سے صلح کر لی تو بالاجماع بالغون کے حصہ مین صلح
جائز نہوگی خواہ دعوی عقار مین ہو یا منقول مین اور خواہ مدعی کے پاس اس امر کے گواہ ہون یا نہون اور نابالغون کے حصہ
مین جائز ہے بشرطیکہ اس صلح مین اُنکو ضرر نہ پہونچتا ہو۔ اور اگر اُنکی طرف سے دعوی دائر ہوا اور صلح کی پس اگر دعوی مال
منقول مین ہو تو وصی کی صلح بالغون و نابالغون دونونکے حق مین جائز ہے بشرطیکہ اُنپر ضرر نہ آتا ہو اور اگر اُنکو ضرر پہونچتا ہو
تو جائز نہین ہے خواہ اُنکے پاس گواہ عادل موجود ہون یا نہون اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک
نابالغون کے حصہ مین صلح جائز ہے بشرطیکہ اُنکو ضرر نہ پہونچتا ہو اور بالغون کے حصہ مین نہین جائز ہے خواہ اُنکو ضرر پہونچتا ہو
یا نہ پہونچتا ہو۔ اور اگر بالغ وارث غائب ہون پس اگر اُنپر دعوی دائر ہوا اور وصی نے صلح کر دی تو بالاجماع یہ حکم
ہے کہ نابالغونکے حصہ کی صلح جائز ہو بشرطیکہ اُنکے حق مین ضرر نہو۔ اور بالغون کے حصہ مین جائز نہین ہے خواہ اُنکو ضرر
ہو یا نہ ہو خواہ مدعی کے گواہ ہون یا نہون خواہ دعوی عقار مین ہو یا منقول مین ہو۔ اور اگر اُنکے دعوی سے صلح کر لی
پس اگر منقول مین دعوی کیا اور صلح کر لی تو اُسکی صلح بالغون و نابالغون دونون کے حق مین بالاتفاق جائز ہے بشرطیکہ اُنکو
ضرر نہ پہونچتا ہو خواہ اُنکے پاس گواہ ہون یا نہ ہون۔ اور اگر عقار مین دعوی کیا ہے تو امام اعظم رح کے نزدیک بالغ و نابالغ
سب کے حق مین اُسکی صلح جائز ہے بشرطیکہ اُنپر ضرر نہوتا ہو اور اگر ضرر ہو تو نہین جائز ہے خواہ اُنکے گواہ ہون یا نہون اور
صاحبین رح کے نزدیک نابالغون کے حق مین جائز ہے بشرطیکہ اُنکو ضرر نہ پہونچے اور بالغون کے حق مین نہین جائز ہے خواہ اُنکو ضرر ہو
یا نہو اور باپ یا اُسکے وصی کے موجود ہونے کی حالت مین دادا مثل باپ کے ہے یہ محیط مین ہے۔ اور یہی حکم دادا کے وصی کا ہے
اور مان اور بھائی کی صلح نابالغ کے واسطے جائز نہین اور نہ اُسکی طرف سے جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ مان کے وصی و چچا و بھائی
کے وصی کی صلح نابالغ کے حق مین چچا و مان و بھائی کے ترکہ مین مثل باپ کے وصی کے ہے بشرطیکہ دعوی صغیر کے لیے مال اُنکے
عقار کے واقع ہو اور جو چیز کہ نابالغ کو ان لوگون کے سوائے دوسرے کی طرف سے ملی ہے اسمین نابالغ کے واسطے اُن کی
وصیون کا صلح کرنا جائز نہین ہے۔ یہ ذخیرہ مین ہے اگر کسی شخص نے میت پر قرضہ کا دعوی کیا پس وصی نے یتیم کے کسی قدر
مال پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو یہ جائز نہین ہے اسیطرح اگر بغیر صلح کے مال میت سے اُسکو
ادا کر دیا تو بھی جائز نہین ہے اور وارثون کو خیار ہوگا کہ چاہین تو وصی سے ضمان لین یا جسکو ادا کیا ہے اُس سے ضمان لین
پس اگر اس شخص سے جسکو ادا کیا ہے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہے اور اگر وصی سے ضمان لی تو وصی اُس شخص سے
جسکو ادا کیا ہے واپس لیگا خواہ اسکے پاس وہ مال بعینہ قائم ہو یا تلف ہو گیا ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر وصی نے کسی شخص کے

ساتھ جیسے میت یا نابالغ پر دعوی کیا تھا صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ نہون یا قاضی کو اُسکے دعوی کی صحت کا علم ہو یا قاضی نے حکم دیا ہو تو صلح جائز ہی اور اگر ایسا نہو تو نہین جائز ہے یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر نابالغ کا کسی پر عمدًا خون ہوا اور باپ یا وصی نے کسی قدر مال پر قاتل سے صلح کر دی تو جائز ہی ولیکن اگر مال صلح دیت سے کم ہو تو جائز نہین ہی یہ تہذیب مین ہی۔ اگر کسی شخص نے اپنے غلام کی خدمت کی کسی کیواسطے ایک سال تک کے لیے وصیت کی اور یہ غلام اُسکا تہائی مال ہوتا ہی پھر وارث نے اس خدمت سے کسی قدر درمون پر یا ایک مہینہ تک کسی بیت مین سکونت کرنے یا دوسرے خادم کی خدمت کرنے یا ٹٹو کی سواری لینے یا کسی کپڑے کے پہننے پر صلح کر لی تو استحسانا جائز ہی اسیطرح اگر نابالغ کے وصی نے ایسا کیا تو بھی جائز ہی۔ پھر اگر وہ غلام جس سے صلح کی ہی بعد موصی لہ کے بدل صلح پر قبضہ کرنے کے مر گیا تو صلح جائز رہی اور اگر کسی کپڑے پر صلح کی اور موصی لہ نے اسمین عیب پایا تو اُسکو اختیار ہی کہ واپس کر کے اُس غلام سے خدمت لینی اختیار کرے اور اُسکو یہ اختیار نہین ہی کہ کپڑے پر قبضہ کرنے سے پہلے اُسکو فروخت کرے۔ اور اگر کسی قدر درمون پر صلح کی تو قبل قبضہ کے اُنکے عوض کپڑا خرید سکتا ہی۔ اور اگر بعض وارث نے اُن اشیاے مذکورہ کے عوض اُس سے یہ وصیت کی خدمت خرید نی چاہی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر موصی لہ[1] سے یون کہا کہ مین نے تجکو یہ درم بجاے تیرے غلام سے خدمت لینے کے یا تیری خدمت کے عوض یا خدمت کے بدلے یا خدمت کے قصاص مین یا اس شرط سے کہ تو خدمت لینا ترک کرے دیے ہین تو جائز ہی۔ اور اگر یون کہا کہ مین تجکو یہ درم اس شرط سے ہبہ کرتا ہون کہ تو وصیت کا حق خدمت ہبہ کر دے تو بھی جائز ہی بشرطیکہ درمون پر قبضہ کرے۔ اور اگر وارث دو شخص ہون اور ایک نے موصی لہ سے دس درم پر اس شرط سے صلح کی کہ اس خادم کی خدمت تو فقط میرے واسطے سواے میرے شریک کے قرار دے تو جائز نہین ہی۔ اور اگر جمیع وارثون کے واسطے قرار دینے کو شرط کرے تو استحسانا جائز ہی۔ اور اگر وارثون نے اُس غلام کو فروخت کر دیا ہی اور موصی لہ نے جسکے واسطے اُس غلام کی خدمت کی وصیت کی اجازت دیدی تو اُسکا حق خدمت باطل ہو گیا اور اُسکو ثمن مین سے کچھ نہ ملیگا۔ اسیطرح اگر وارثون نے اُسکو بعوض جنایت کے دیدیا اور موصی لہ نے اجازت دی تو جائز ہی۔ اور اگر وہ غلام خطا سے مقتول ہوا اور وارثون نے اسکی قیمت لے لی تو اُنپر لازم ہی کہ اُس قیمت کے عوض دوسرا غلام خرید یں کہ جو موصی لہ کی ایک سال تک خدمت کرے اور اگر اُس سے کسی قدر دراہم معلومہ پر یا اناج پر عوض لیکر حق ساقط کر دینے کے طور پر صلح کی تو جائز ہی اور اگر غلام کا ایک ہاتھ کاٹا گیا اور وارثون نے اُسکا ارش[2] لے لیا تو اسمین مع غلام کے ایک سال تک موصی لہ کا حق خدمت ثابت ہوگا بوجہ اسکے کہ جب بدل نفس مین حکم ہی اُسی قیاس پر بدل الطرف یعنی ہاتھ پیر وغیرہ کے بدل مین حکم ہی پھر اگر وارثون نے دس درم دیکر صلح کر لی کہ موصی لہ اس حق کو مع غلام کے وارثونکے سپرد کرے تو بطریق اسقاط حق بعوض کے جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص کیواسطے اپنے گھر مین رہنے کی وصیت کی اور مر گیا پھر موصی لہ سے وارثون نے کسیقدر درمون معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہی۔ اسی طرح اگر دوسرے دار کی سکونت معلومہ پر صلح کر لی تو بھی جائز ہی۔ یا کسی غلام کی مدت معلومہ تک خدمت کرنے پر صلح کی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر دوسرے دار کی سکونت یا غلام کی خدمت پر زندگی بھر تک کے واسطے اُس سے صلح کی تو جائز نہین ہی۔ پھر پہلی صورت مین یعنی جب مدت معلومہ تک صلح کی ہو اگر مدت معلومہ گذرنے سے

[1] جسکے حق مین وصیت واقع ہوئی ہے ۱۲ [2] معاوضہ جو بابت قطع عضو غلام کے لازم آیا ہو ۱۲

پہلے غلام مرگیا یا دار گر گیا تو صلح ٹوٹ جاویگی اور حق موصی لہ اُسی دار سے جسکے رہنے کی اُسکو وصیت تھی متعلق ہو جائیگا ایسا ہی اگر کسی نے اپنے غلام کی خدمت کرنیکے واسطے کسیکے حق مین وصیت کی پھر وارث نے دوسرے غلام کی خدمت یا کسی دار کی سکونت مدت معلومہ تک اختیار کرنے پر موصی لہ سے صلح کر لی پھر مدت گذرنے سے پہلے مصالح علیہ مرگیا تو بھی اُسکا حق اُسی غلام سے متعلق ہوگا جسکی خدمت کی اُسکے حق مین وصیت تھی پھر اس صورت مین یعنے سکونت دار کی وصیت کی صورت مین جبکہ حق موصی لہ اس دار سے جسکی اُسکے حق مین وصیت تھی متعلق ہوا تو مذکور ہے کہ اگر اُسکے واسطے یہ وصیت تھی کہ مرتے دم تک سکونت کرے تو اُسکو مرتے دم تک سکونت کا اختیار ہے۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اُس صورت پر رکھا جائیگا کہ جب غلام مصالح علیہ نے موصی لہ کی کچھ خدمت نہ کی یا دار مصالح علیہ مین کچھ مدت نہ رہا ہو اور اگر کچھ مدت خدمت لی یا گھر مین رہا ہو تو اُسیکے حساب سے اسکو باقی مدت اس دار وصیت مین سکونت کا اختیار ہوگا اور اُسکا بیان یہ ہے کہ اگر مثلاً ایک سال تک اپنے غلام کی خدمت پر صلح کی اور موصی لہ نے اُس سے چھ مہینے خدمت لی تھی کہ وہ مرگیا تو موصی لہ کو اب دار وصیت مین صرف آدھی عمر تک رہنے کا حق حاصل ہوگا اس لیے ایک روز اس دار مین موصی لہ رہیگا اور دوسرے روز اسمین وارث رہین گے اسی طرح موصی لہ کی باقی عمر تک ہوگا۔ اور اگر موصی لہ کیواسطے ایک سال تک گھر مین سکونت کی وصیت ہوا اور غلام مصالح علیہ بعد چھ مہینے کے مرگیا تو موصی لہ اُس دار وصیت مین آدھے سال تک رہ سکتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر یون وصیت کی کہ جو کچھ میری بکریون کے تھنون مین ہے وہ فلان شخص کو دیا جاوے پھر وارثون نے اس دودھ مین سے کم یا زیادہ پر صلح کر لی تو نہین جائز ہے اور اگر اُس سے کسی قدر درمون پر صلح کی تو جائز ہے اور صوف کا بھی یہی حکم ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کیواسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی اور وصیت کرنیوالا مرگیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی تو جائز ہے اگرچہ اُسکی مزدوری کا حاصل اس سے زیادہ ہو۔ اور اگر اُسکے حق مین ہمیشہ کے واسطے اپنے غلام کی مزدوری کی وصیت کی پھر وارث نے ایک مہینے کی مزدوری کے برابر صلح کی اور اُس مزدوری کو بیان کر دیا تو جائز ہے اور اگر اسقدر مقدار کو بیان نہ کیا تو جائز نہین ہے۔ اور اگر اس سے ایک ہی وارث نے اس شرط سے صلح کی کہ مزدوری غلام کی خاص میرے ہی واسطے ہو تو نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر کسی وارث نے موصی لہ سے وہ غلام مدت معلومہ تک اجارہ لیا تو جائز ہے جیسا کہ غیر وارث کا اجارہ لینا جائز ہے بخلاف اس شخص کے اجارہ لینے کے جسکے واسطے خدمت غلام کی وصیت کی گئی ہے کہ وہ نہین جائز ہے ایسے ہی اگر دار کی سکونت کی وصیت کی ہو اور اُسنے کرایہ لیا تو بھی ناجائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کسی شخص کے واسطے اپنے نخل کی حاصلات کی ہمیشہ کے واسطے وصیت کی پھر موصی لہ نے وارث کے ساتھ پھل نکلنے سے پہلے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کی تو جائز ہے۔ اور اگر کسی سال کا پھل نکلا ہے پھر بعد نکلنے کے اس رسیدہ اور ہر بار کے پھل سے جو آیندہ ہمیشہ تک اس درخت سے نکلے صلح کی تو جائز ہے اور امام محمدؒ نے یہ ذکر نہین فرمایا کہ بدل الصلح اس موجود اور آیندہ کے پھلون کی بہار پر کیونکر تقسیم ہوگا اور متاخرین مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہے فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم میدانی فرماتے ہین کہ آدھا بدل اس موجودہ کے مقابلہ مین اور آدھا آیندہ بہار دن کے مقابلہ مین ہوگا۔ اور فقیہ ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہین کہ بدل الصلح بقدر قیمت ثمر کے تقسیم ہوگا

پس اگر قیمت موجودہ کی اور جو نکلینگے برابر ہو تو بدل نصفا نصف تقسیم ہوگا اور اگر تین تہائی کی نسبت ہو تو بدل کے بھی تین حصے ہونگے۔ اور اس اختلاف کا فائدہ اس صورت مین ظاہر ہوتا ہی کہ مثلاً موصی لہ کے ساتھ کسی غلام پر صلح کر لی پھر آدھا غلام موصی لہ کے پاس سے استحقاق مین لیا گیا تو فقیہ ابو بکر محمد بن ابراہیم رح کے قول پر موصی لہ مصالح سے آدھے موجودہ پھل اور آدھے جو آیندہ پیدا ہون واپس لیگا۔ اور فقیہ ابو جعفر رح کے قول کے موافق اگر دونوں کی قیمت یکسان ہو تو یہی حکم ہی اور اگر قیمت مین تین تہائی کی نسبت ہو تو اُسکے حساب سے واپس لیگا۔ اور فقیہ محمد بن ابراہیم کے قول کی وجہ یہ ہی کہ جو آیندہ پیدا ہون اُسکا فی الحال جاننا ممکن نہین ہی کیونکہ کبھی تو آیندہ بہار آتی ہی اور کبھی نہین آتی ہی اور کبھی آیندہ کے پھل موجودہ سے زیادہ ہوتے ہین اور کبھی کم ہوتے ہین پس ہم نے اسکو مثل موجود فی الحال کے قرار دیا کہ یہی بدل ہی۔ اور فقیہ ابو جعفر کے قول کی یہ وجہ ہی کہ آیندہ جو پھل آوین اُنکی قیمت فی الحال معلوم ہو سکتی ہے اس طور سے کہ یہ درخت ہمیشہ پھلدار ہونے کی حالت مین کتنے کو خریدا جا سکتا ہی اور ہمیشہ بے پھل ہونے کی حالت مین کتنے کو خریدا جائیگا پس پھلدار ہونے کی صورت مین ڈیڑھ ہزار درم کو اور بے پھل ہونے کی صورت مین ایک ہزار کو خریدا جاوے تو معلوم ہوا کہ جو غلہ نکلے گا اُسکی قیمت پانچسو درم ہی پھر غلہ موجودہ کی قیمت دریافت کی جاوے پس اگر یہ بھی پانچسو درم ہو تو دونون مساوی قیمت کے معلوم ہوے اور اگر موجودہ کی قیمت دوسو پچاس درم ہون تو معلوم ہوا کہ تہائی ہی پس اُسکے حساب سے واپس ہوگی یہ محیط مین ہی۔ اور فقیہ ابو جعفر نے فرمایا کہ اگر دار مین مسیل آب یا موضع جذوع سے صلح واقع ہوئی تو بھی یہی حکم ہی کہ دیکھا جائیگا کہ اس دار کی درحالیکہ اسمین دوسرے شخص کے پانی بہانے کا حق ہی کیا قیمت ہی اور اسی دار کی درحالیکہ یہ حق غیر نہین ہی کیا قیمت ہی پس جو کچھ ان دونون مین فرق نکلے وہی مسیل کی قیمت ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی معین نخل کے غلہ کی ہمیشہ کے واسطے کسی شخص کے حق مین وصیت کی اور وارثون نے اُس سے اُسکے پھل نکلنے اور رسیدہ ہونے کے بعد ان پھلون اور غلۂ بہار سے جو آیندہ ہمیشہ تک پیدا ہو کسی قدر گیہون پر صلح کی اور موصی لہ نے ان گیہون پر قبضہ کر لیا تو جائز ہی اور اگر گیہون پر اُدھار کر کے صلح کی تو جائز نہین ہی۔ اور اگر اُس سے کسی تول کی چیز پر اُدھار صلح کی تو جائز ہی۔ اور اگر خشک چھوہارون پر صلح کی تو جائز نہین ہی جب تک یہ نہ معلوم ہو کہ یہ خشک چھوہارے اِن پھلون سے جو درخت پر موجود ہین زیادہ ہین۔ اور اگر اس نخل کی حاصلات غلہ سے دوسرے نخل کے غلہ پر ہمیشہ کیواسطے یا کسی مدت معلومہ تک دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ قلت[1] احتمال یجز لمکان الربوا۔ ایک شخص نے اپنے نخل کے غلہ کی کسی شخص کے حق مین تین برس کے واسطے وصیت کی اور یہ نخل اُسکا تہائی مال ہوتا ہی اور نخل مین پھل نہین ہین پھر موصی لہ نے وارثون سے کسی قدر دراہم معلومہ پر وصیت سے صلح کر کے دراہم پر قبضہ کر لیا اور شرط کر دی کہ مین نے یہ غلہ نخل وارثون کو سپرد کیا اور اُنکو حق وصیت سے بری کیا اور درخت مین اس تین سال تک کچھ نہ نکلا یا جس قدر وارثون نے اُسکو دیا ہی اُس سے زیادہ پیدا ہوا تو قیاساً صلح باطل ہی و لیکن استحساناً صلح جائز ہی یہ فصول عمادیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے لیے وصیت کی کہ جو کچھ میری باندی کے پیٹ مین ہی وہ اُسکو دیا جاوے حالانکہ باندی حاملہ ہی اور وہ شخص وصیت کنندہ مر گیا پھر وارث نے موصی لہ سے کسی قدر دراہم

[1] وہ شخص جسکی جانب سے صلح واقع ہو ۱۲ [illegible]

معلومہ پر صلح کر لی اور اُسکو دیدیے تو جائز ہی مگر جائز اس طور سے ہی کہ صلح مین عوض لیکر اپنا حق ساقط کر دیا نہ یہ کہ موصی لہ نے وارث کو وصیت کا مالک کیا ہی کیونکہ تملیک کے طور پر صلح نہین ہو سکتی ہی - اور اگر ایک وارث نے اپنی خصوصیت پر کہ میرے ہی واسطے ہو صلح کی تو جائز نہین ہی بخلاف اسکے اگر اس شرط سے صلح کی کہ یہ تمام وارثون کے واسطے ہو تو جائز ہی یا مطلقاً صلح کی تو بھی جائز ہے - اور اگر وارثون کی طرف سے غیر شخص نے انکے حکم سے یا بدون وارثون کے حکم کے موصی لہ سے صلح کر لی تو جائز ہے کذا فی المحیط - اگر کسی شخص کے واسطے جو کچھ اپنی باندی کے پیٹ مین ہے وصیت کی پھر وارثون نے دوسری باندی کے پیٹ کے عوض پر صلح کر لی تو جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہی - اگر کسی باندی کے پیٹ کی دوسرے شخص کے واسطے وصیت کی اور وارثون سے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح واقع ہوئی پھر اُس باندی کے مردہ لڑکا پیدا ہوا تو صلح باطل ہی اور اگر کسی شخص نے باندی کے پیٹ مین کچھ مار دیا کہ جسکے صدمہ سے اُسکے مردہ جنین گر گیا تو اُسکا ارش وارثون کو ملیگا اور صلح جائز رہی یہ حاوی مین ہے - اور اگر دو برس گذر گئے اور وہ کچھ نہ جنی تو صلح باطل ہو گئی یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ مین ہی اُسکو ہزار درم دیے جاوین پھر اُس جنین سے یعنی جو پیٹ مین ہی اُسکے باپ نے اس وصیت سے کسی قدر مال پر صلح کی تو جائز نہین ہی اسی طرح اگر اُسکی ماں نے وصیت سے صلح کر لی تو بھی جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی - اور اگر کسی شخص نے جو کچھ اُسکی باندی کے پیٹ مین ہی کسی نابالغ یا معتوہ کے دینے کے واسطے وصیت کی پھر اُسکے باپ یا وصی نے وارثون سے کسی قدر درمون پر صلح کر لی تو جائز ہے اسی طرح اگر وصیت کسی مکاتب کے حق مین ہو تو بھی اسکی صلح جائز ہے - اور اگر کسی چیز کی وصیت کی کہ جو کچھ فلان عورت کے پیٹ مین ہی اُسکو یہ چیز دی جاوے اور وہ حبل غلام تھا اُسکے مولا نے اسکی طرف سے صلح کی تو جائز نہین ہے پھر اگر اُسکے مولی نے مریض کے مرنے کے بعد کسی چیز پر صلح کی پھر مولی نے اُس حاملہ باندی کو آزاد کیا اور جو اُسکے پیٹ مین ہی اُسکو بھی آزاد کیا پھر وہ ایک غلام جنی تو غلام آزاد ہو جائیگا مگر وصیت کا مال اُسکو نہ ملیگا بلکہ اُسکے آزاد کرنے والے کو ملیگا اور صلح بھی جائز نہ ہو گی اسی طرح اگر اس باندی کو فروخت کیا تو بھی یون ہی رہیگا یعنی مال وصیت بائع کو ملیگا مشتری کو نہ ملیگا - اسی طرح اگر مالک نے جو باندی کے پیٹ مین ہی اُسکو ہبہ کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک کی باندی و بچہ کے آزاد کرنے یا فقط باندی کے آزاد کرنے کے روز وصیت کرنیوالا زندہ تھا پھر مرا ہے تو یہ وصیت غلام کے حق مین ہو گی مولی کے حق مین نہو گی یہ مبسوط مین ہی -

سولھوان باب مکاتب و غلام تاجر کی صلح کے بیان مین

اگر مال کتابت ہزار درم ہون اور مکاتب نے دعوی کیا کہ مین نے یہ درم ادا کر دیے ہین اور مالک نے اُس سے انکار کیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ پانچ سو درم ادا کرے اور باقی زیادتی سے بری کر دے تو جائز ہے یہ محیط مین ہی - اگر مولی نے اپنے مکاتب سے اس شرط سے صلح کی کہ میعاد سے پہلے تھوڑا مال کتابت یعنی کسی قدر مال کو کہا کہ یہ میعاد سے پہلے ادا کر دے اور باقی اُسکے ذمہ سے دور کر دیا تو جائز ہے - اور اگر مال کتابت ہزار درم ہون اسمین کسی قدر زیادتی پر اس شرط سے صلح کی کہ میعاد آنے کے بعد ایک سال کی مہلت دے تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مال کتابت کی میعاد آجانے کے بعد اس شرط سے صلح کی کہ بعض مال ادا کرے اور بعض مال مین تاخیر دیگا تو جائز

اور اگر مال کتابت مین درم ہون اُن درمون سے دینار بہ تعجیل دیدینے پر صلح کر لی تو جائز ہے اور اگر دینارون پر میعادی
اُدھار صلح کی تو جائز نہین ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دونون نے اس شرط سے صلح کر لی کہ مال کتابت مین سے درم باطل کر کے
اس قدر دینارون پر کتابت مقرر کرین تو جائز ہی اسی طرح اگر اُنکی جگہ وصیف[ل] اُدھار مقرر کیا تو بھی جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔
ایک غلام یا باندی پر اُدھار کتابت ٹھہرائی پھر ہزار درم پر صلح کر لی اور ایک سال کی میعاد مقرر کی تو جائز ہی یہ محیط سرخسی
مین ہی۔ اگر مکاتب نے کسی شخص پر قرضہ کا دعویٰ کیا اُسنے انکار کیا پھر مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ تھوڑا لے لے
اور تھوڑا چھوڑ دے پس اگر مکاتب کے پاس قرضہ کے گواہ ہون تو چھوڑ دینا صحیح نہین ہی اور باقی بھی لے لیگا اور اگر گواہ
نہون تو جائز ہی۔ اور اگر مکاتب نے بعض قرضہ کی تاخیر کرنے پر صلح کی تو جائز ہی بشرطیکہ یہ قرضہ اُسپر بطور اقراض[ل] و
استقراض نہوا ہو یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے مکاتب پر قرضہ کا دعویٰ کیا اور مکاتب نے انکار کیا پھر اُس سے
اس شرط پر صلح کی کہ بعض ادا کرے اور بعض وہ چھوڑ دے تو جائز ہی اور مکاتب کا بیٹا حکم مین باپ کے ہی۔ اور مکاتب
کی طرف کسی وصیت کا دعویٰ کیا جاوے اور وہ انکار کر کے صلح کرے تو اُسمین اُسکی صلح مثل آزاد کی صلح کے ہی یہ مبسوط مین ہی۔
اور اگر مکاتب نے عاجز ہو کر رقیق ہو جانے کے بعد صلح کی پس اگر مکاتب کے پاس اُسکا حاصل کیا ہوا کچھ مال نہو تو یہ صلح
مولیٰ کے حق مین روا نہو گی اور مکاتب کے حق مین روا ہو گی یہانتک کہ بعد آزاد ہونیکے اُس سے مواخذہ کیا جاویگا
ولیکن اگر عاجز ہونے سے پہلے اُسپر گواہ قائم ہون تو اُسکی صلح جائز ہو گی۔ اور اگر اُسکے پاس اُسکا کمایا ہوا کچھ مال ہو تو
امام رح کے نزدیک صلح جائز ہی اور صاحبین رح نے اسمین اختلاف کیا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مکاتب کے مولیٰ نے مکاتب پر
قرضہ کا دعویٰ کیا اور مکاتب نے اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے تو جائز ہی۔ اور اگر مکاتب نے
اپنے مولیٰ پر مال کا دعویٰ کیا اور مولیٰ نے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ کچھ لے لے اور کچھ چھوڑ دے پس
اگر مکاتب کے پاس اُسکے گواہ ہون تو جائز نہین ہی اور اگر نہون تو صلح جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور غلام تاجر کا حکم چھوڑ دینے
یا تاخیر کرنے یا صلح مین مثل مکاتب کے ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر غلام تاجر نے کسی کے ساتھ اپنے قرضہ کے دعویٰ
سے کچھ لینے اور کچھ چھوڑ دینے پر صلح کی تو جائز نہین ہی بشرطیکہ اُسکے گواہ ہون اور اگر نہون تو جائز ہی یہ حاوی مین ہے۔
اگر غلام تاجر پر کسی شخص نے قرضہ کا دعویٰ کیا اور غلام نے باقرار یا بانکار اُس سے اس شرط سے صلح ٹھہرائی کہ تہائی وہ
چھوڑ دے اور تہائی مین تاخیر دے اور تہائی غلام تاجر ادا کرے تو جائز ہی۔ اور اگر مولیٰ نے اُس غلام کو محجور کر دیا پھر اسپر
کسی شخص نے دعویٰ کیا اور مدعی کے پاس گواہ نہین ہین اور غلام محجور نے اُس سے صلح کی پس اگر غلام کے پاس اُسکی کمائی
کا کچھ مال نہین ہی تو فی الحال صلح حق مولیٰ مین نہین جائز ہی ولیکن غلام کے حق مین جائز ہی حتیٰ کہ بعد آزاد ہونے کے اُسکا
دامن پکڑا جائیگا۔ اور اگر اُسکے پاس کچھ مال اُسکی کمائی کا موجود ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک صلح جائز ہی اور صاحبین کے
نزدیک نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر غلام محجور پر کسی نے قرضہ کا دعویٰ کیا اور غلام نے اس سے اس شرط سے صلح کی
کہ بعض چھوڑ دے اور بعض مین میعاد مقرر کر دے تو جائز نہین ہی۔ اور اگر غلام محجور کے ہاتھ سے کسی آزاد نے غلام کے مالک
کی کوئی متاع تلف کر دی اور غلام محجور نے کسی قدر دراہم معلومہ پر جو اس متاع کی قیمت سے کم ہین اُس سے صلح کی تو جائز

ل وصیف یعنی وہ غلام و باندی [illegible] ۱۲

نہین ہے - اور اگر کسی قدر اناج پر صلح کی تو بھی جائز نہین ہے - اسیطرح اگر کسی آزاد نے اس غلام مجور سے مولی کے کچھ درم غصب کر لیے اور اُسنے دیناروں پر اُسکے ساتھ صلح کی تو بھی جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہے - اور اگر کسی غلام مجور نے کسی غلام تاجر پر قرضہ کا دعوی کیا اور تھوڑے دعوی پر اُس سے صلح کر لی پس اگر مدعی کے پاس گواہ دعوی ہون تو صلح جائز نہین ہے اور اگر نہون تو جائز ہے - اور اگر مدعی غلام تاجر ہو اور مدعا علیہ غلام مجور ہو تو ایسی صلح جائز نہین ہے خواہ مدعی کے پاس گواہ ہون یا نہون - پس اگر گواہ نہون تو موائے مدعا علیہ کے حق مین یہ صلح جائز نہین ہے کیونکہ اُسنے ایسے حق کا التزام کیا جو اُس سے نہین ہو سکتا ہے درحالیکہ وہ مجور ہے ولیکن اُسکے حق مین یہ صلح صحیح ہے کہ بعد آزادی کے اُس سے مواخذہ کیا جائیگا اور اگر مدعی کے پاس گواہ نہون تو موائے مدعا علیہ کے حق مین یہ صلح جائز نہوگی کذا فی المحیط -

سترھوان باب ذمیو اور حربیون کی صلح کے بیان مین - ہر صلح کہ جو دو مسلمانون مین جائز ہے وہ دو ذمیون مین بھی جائز ہے اور جو دو مسلمانون مین نہین جائز ہے وہ ذمیون مین بھی نہین جائز ہے سوائے ایک صلح کے کہ شراب و سور سے صلح کرنا ذمیون مین جائز ہے یہ محیط مین ہے - اگر ایک ذمی نے دوسرے سے دس درم بعوض ایک درم کے خریدے اور باہم قبضہ کر لیا پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو دس مین سے پانچ درم واپس کردے پس اگر وہ دس درم بعینہ قائم ہون تو بسبب ربوا کے صلح جائز نہین ہے اور اگر اُسنے تلف کر دیے ہون تو بہ طریق اسقاط حق کے صلح جائز ہے - اور اگر ایک نصرانی نے دوسرے نصرانی کی ایک سور غصب کر لی پھر اُس سے سوائے درم و دینار کے کسی وزنی یا کیلی چیز پر صلح کی پس اگر وہ سور بعینہ قائم ہو تو جائز ہے خواہ مصالح علیہ معین ہو یا وصف کر کے ذمہ رکھا گیا ہو خواہ ذمہ لیکر فی الحال ادا کرنے کی شرط ہو یا کچھ مدت مقرر ہو - اور اگر سور تلف کیا ہے تو صلح جائز نہین ہے جبکہ کیلی یا وزنی چیز غیر معین ہو اور اگر معین ہو یا غیر معین فی الحال ہو اور اُسی مجلس مین قبضہ کر لیا ہو تو جائز ہے - اور اگر درم و دیناروں پر کچھ میعاد مقرر کر کے صلح کی تو جائز ہے - اور اگر وہ سور قائم ہو اور اُس سے کسی دوسرے سور پر اُدھار صلح کی تو نہین جائز ہے - اور اگر دونون معین قائم ہون تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر کسی حربی نے دوسرے کا مال غصب کر لیا خواہ اسکو تلف کر دیا یا نہین تلف کیا پھر اُس سے صلح کی تو طرفین کے نزدیک نہین جائز ہے بخلاف امام ابو یوسف رح کے - اسیطرح اگر کسی تاجر مسلمان نے یا ایسے مسلمان نے جو وہین دار الحرب مین مسلمان ہوا ہے کسی حربی کا مال تلف کر دیا یا اُسکا مال غصب کر لیا پھر دونون نے صلح کی خواہ مال مغصوب قائم ہو یا تلف کر دیا ہو تو طرفین کے نزدیک نہین جائز ہے بخلاف قول امام ابو یوسف کے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر اسیطرح دار الحرب مین کسی حربی مسلمان کا مال غصب کیا تو صلح جائز نہین ہے یہ تاتارخانیہ مین ہے - اگر کسی مسلمان تاجر نے دار الحرب مین کسی حربی کی کوئی چیز غصب کر لی اور پھر دونون نے باہم صلح کر لی تو بالاجماع صلح نہین جائز ہے - اور اگر دونون مین سے ایک نے دوسرے کو کچھ قرضہ دیا پھر اس شرط سے صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ مین تاخیر دیدے پھر حربی مسلمان ہو گیا تو جائز ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر دو حربی دار الحرب مین مسلمان ہو گئے پھر ایک نے دوسرے کی کوئی چیز غصب کر لی یا اُسکو کچھ زخمی کیا پھر اُس سے کسی چیز پر صلح کر لی تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز نہونا چاہیے اور یہی امام محمد رح کا قول ہے یہ حاوی مین ہے - اگر کسی مسلمان نے دار الحرب مین کسی حربی کو کچھ قرضہ دیا پھر اُس سے اس شرط

صلح کی کہ کچھ چھوڑ دے اور کچھ قرضہ تاخیر کر دے پھر جس قدر مین تاخیر کی تھی اُسکی میعاد آگئی اور حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور مسلمان نے اپنے قرضہ کے واسطے اسکو گرفتار کرنا چاہا اور جو چھوڑ دیا تھا وہ بھی لینا چاہا تو جسقدر اسپر ہی اُسکے واسطے گرفتار نہین کر سکتا ہی خود وہ چاہے دیدے اور جسقدر چھوڑ دیا ہی اُسمین رجوع نہین کر سکتا ہی۔ اسی طرح اگر حربی ہی مسلمان سے طالب ہو تو بھی یہی حکم ہی اور یہی امام اعظم رح و امام محمد رح کا قول ہی۔ اور اگر ایسا معاملہ دو حربیون مین ہو اور دونون امان لیکر دار الاسلام مین آئے تو قاضی کسیکی دوسرے پر ڈگری نہ کریگا و لیکن اگر دونون مسلمان ہو گئے یا ذمی ہو گئے تو قاضی اُنکے درمیان فیصلہ یون کریگا کہ کچھ چھوڑ دینا اور باقی مین تاخیر دینا[1] بطریق صلح کے جائز رکھیگا اور باقی کی میعاد آنے پر اُسکو ادا کرنے کے واسطے طالب کی درخواست پر مجبور کریگا۔ اور اگر کوئی حربی امان لیکر دار الاسلام مین آیا اور اُدھار دیا یا لیا یا غصب کیا یا اُسکا کچھ غصب کیا گیا پھر کم کر دینے اور تاخیر دینے پر صلح کی تو جائز ہی خواہ یہ معاملہ اُسکا کسی مسلمان سے ہوا ہو یا کسی مستامن سے جو اُسی دار الحرب کا یا غیر دار الحرب کا ہی واقع ہوا اسی طرح اگر یہ دونون حربی اپنے اپنے ملک مین چلے گئے پھر امان لے کر لوٹ آئے تو یہ صلح جو واقع ہوئی تھی دونون پر نافذ ہوگی کذا فی المبسوط

اٹھارھوان باب۔

صلح کے بعد مدعی یا مدعا علیہ یا مصالح علیہ کے بغرض صلح باطل کرنے کے گواہ قائم کرنیکے بیان مین۔ اگر مدعی نے بعد صلح کے گواہ قائم کیے تو مسموع نہونگے و لیکن اگر بدل صلح مین عیب ظاہر ہوا اور مدعا علیہ نے انکار کیا اور مدعی نے بسبب عیب کے واپس کرنے کے گواہ قائم کیے تو مسموع ہونگے یہ بدائع مین ہی۔ ہشام نے امام محمد رح سے روایت کی ہی کہ اگر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ مدعی نے قبل صلح کے یا بدل پر قبضہ کرنے سے پہلے یہ اقرار کیا ہی کہ میرا مدعا علیہ پر کچھ نہین ہی تو صلح باطل نہو گی اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مدعی نے بعد صلح کے ایسا اقرار کیا ہی تو صلح باطل ہو گی اور اگر قاضی کو علم ہوا کہ مدعی نے قبل صلح کے قاضی کے سامنے اقرار کیا تھا کہ میرا مدعا علیہ فلان پر کچھ نہین ہی تو صلح باطل ہو جائیگی بعد انعقاد مذکور کے اور اس مقام پر قاضی کا علم بمنزلہ مدعی کے بعد صلح کے اقرار کرنے کے ہے یہ محیط سرخسی مین ہی کسی شخص پر ہزار درم کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے ایفا یا ابراء کے گواہ دیے تو قبول نہونگے اور اگر اُسپر ہزار درم کا دعوی کیا اُسنے ادا کر دینے یا ابراء کا دعوی کیا پھر کسی چیز پر صلح کر دی گئی پھر مدعا علیہ نے ایفا یا ابراء کے گواہ پیش کیے تو قبول ہونگے اور بدل واپس لایا جائیگا یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا اور اُس سے ہزار درم پر اس شرط سے صلح کی کہ قابض کو یہ دار مدعی سپرد رکھے پھر قابض نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار میرا ہی یا فلان کا تھا مین نے اُس سے خریدا ہی یا میرے باپ کا تھا اُسنے میرے واسطے میراث چھوڑا ہی تو ہزار درم کی واپسی نہین ہو سکتی ہی۔ اور اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مین نے صلح سے پہلے طالب سے اسکو خریدا ہی تو گواہ قبول ہونگے اور صلح باطل ہو جائیگی۔ اور اگر خرید پر گواہ قائم نہ کیے بلکہ اس امر کے گواہ دیے کہ قبل اس صلح کے دوسرے دار پر صلح کی ہے تو پہلی صلح تمام کی جاویگی اور دوسری باطل کی جاویگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ہر صلح کہ ایک صلح کے بعد واقع ہو وہ باطل ہی اور پہلی صلح صحیح ہی۔ اسی طرح ہر صلح کہ بعد خریدنے کے واقع ہو وہ باطل ہی۔ اور اگر ایک خرید کے بعد دوسری خرید واقع ہو تو دوسری صحیح ہی۔ اور اگر پہلے صلح کی پھر مصالح عنہ کو خرید لیا تو خرید جائز اور صلح باطل کی جاویگی یہ محیط مین ہی۔ ایک شخص

[1] ف یعنی کسی قدر مدت کے واسطے مہلت دینا ۱۲

مقبوضہ گھر پر دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اس سے پہلے صلح واقع ہونے کا دعوی کیا اور اُسپر گواہ قائم نہ کیے اور قاضی نے مدعی کے نام اُس گھر کی ڈگری کر دی اور مدعی نے وہ گھر کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا پھر مدعا علیہ نے چاہا کہ مدعی سے قسم لیوے کہ واللہ مین نے تجھ سے اس دار کے دعوی سے قبل اس دعوی کی صلح نہین کی ہی تو اسکو اختیار ہی پس اگر قسم لینے پر مدعی نے قسم سے انکار کیا تو مدعا علیہ کو اختیار ہی چاہے بیع کی اجازت دیکر ثمن لے لے یا مدعی سے ضمان لیوے یہ ذخیرہ مین ہے اگر کسی شخص کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا کہ میرے باپ سے مجھے میراث ملا ہی پھر کسی شے پر صلح کر لی پھر مدعا علیہ نے گواہ قائم کیے کہ یہ دار مین نے اس مدعی کے باپ سے اُسکی زندگی مین اُس سے خریدا ہی یا یون گواہ دیے کہ مین نے اسکو فلان شخص سے خریدا ہی اور فلان شخص نے اس مدعی کے باپ سے خریدا تھا تو گواہ مقبول نہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر زید پر ہزار درم وایک دار کا دعوی کیا زید نے اُس سے سو درم پر اُسکے دعوی سے صلح کر لی پھر مدعی نے اقرار کیا کہ ان دونون چیزون مین سے ایک مدعا علیہ کی تھی تو صلح باقی سے جائز رہے گی اور مدعا علیہ اُس سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی اسی طرح اگر مدعی نے بعد صلح کے ہزار درم اور دار دونون پر گواہ قائم کیے تو ہزار باطل ہین اور دار مین اپنے حق پر رہیگا بخلاف اسکے اگر ایک غلام و باندی کا دعوی کیا پھر کسی قدر مال پر صلح کر لی اور دونون کی ملکیت کے گواہ دیے تو صحیح ہی اور دونون اسکو ملین گے۔ اور اگر ہزار درم اور ایک دار کا دعوی کیا اور ہزار درم پر صلح کر لی پھر نصف ہزار اور نصف دار پر گواہ قائم کیے تو دونون مین کوئی چیز اسکو نہ ملے گی۔ اور اگر ہزار درم و نصف دار کے گواہ دیے تو صلح کے ہزار ان ہزار سے ادا ہو گئے اور نصف دار لے لیگا کیونکہ یہ صلح بعض حق کا لینا اور باقی کا ساقط کرنا ہی اور ساقط عود کرنے کا احتمال نہین رکھتا ہی اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے وہ دار استحقاق مین لے لیا گیا تو ہزار درم صلح مین سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اسکو صلح مین ایک غلام دیا اُسنے قبضہ کر لیا پھر غلام نے گواہ دیے کہ مین آزاد ہون اور قاضی نے اسکی آزادی کا حکم دیا تو صلح باطل ہو گئی اسی طرح اگر اس امر کے گواہ دیے کہ مین مدبر یا مکاتب ہون تو بھی یہی حکم ہی۔ اسی طرح اگر باندی ہو اور اُسنے گواہ قائم کیے کہ مین ام ولد ہون یا مکاتبہ یا مدبرہ ہون اور گواہی دونون کی قاضی نے قبول کر لی تو صلح باطل ہو گئی یہ محیط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ ایک شخص کے دوسرے پر ہزار درم ہین پھر طالب نے گواہ قائم کیے کہ مین نے اس سے سو درم اور اس کپڑے پر صلح کی ہے اور مطلوب نے گواہ دیے کہ اسنے مجھے ان درمون سے بری کر دیا ہی تو صلح کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر طالب نے اس امر کے گواہ دیے کہ اسنے مجھ سے فقط سو درم پر صلح کی ہی تو مطلوب کی بریت کے گواہ اولی ہین یعنی وہی قبول ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ ہزار درم کے قرضدار نے گواہ پیش کیے کہ طالب نے مجھ سے چار سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مین اُسکو ادا کر دون اور باقی سے مجھے بری کر دے اور ایسا ہی ہوا ہی اور طالب نے کہا کہ مین نے تجھے پانچ سو درم سے بری کیا اور پانچ سو پر صلح کی ہی اور دونون کے گواہون نے ایک ہی وقت بیان کیا یا دو وقت علیحدہ علیحدہ بیان کیے یا بالکل وقت بیان نہ کیا تو سب صورتون مین مطلوب کے گواہ مقبول ہونگے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر دعوی مثلی چیزون مین واقع ہو جیسے گیہون و کہ جو پھر اُسکے نصف پر صلح کی پھر

مدعی نے گواہ دیے کہ یہ سب گھر میرا ہی تو دعوی صحیح نہین اور گواہ مسموع نہونگے یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص کی طرف ایک دار و ہزار درم کا دعوی کیا پھر اُس سے پانچ سو درم اور آدھے گھر پر صلح کر لی پھر گواہ قائم کیے کہ پانچسو درم اور پورا دار میرا ہی تو ہزار درم مین سے کچھ اُسکے نام ڈگری نہوگی اور باقی دار کی ڈگری ہو جائیگی۔ اور اگر پورے دار اور تہائی پانچسو درم کے گواہ دیے تو اُسکے نام کچھ ڈگری نہوگی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر مستہلک مال کی قیمت سے کم پر درمون یا دینارون سے صلح ہوئی پھر تلف کر دینے والے نے گواہ قائم کیے کہ جس قدر پر صلح ہوئی ہی اُس سے مستہلک مال کی قیمت بہت کم تھی اسمین کھلا ہوا خسارہ ہی تو امام کے نزدیک گواہ غیر مقبول اور صاحبین کے نزدیک مقبول ہین یہ تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے دار مین دعوی کیا پس قابض نے دو گواہ اس امر کے دیے کہ اسنے مجھ سے کسی چیز پر صلح کی اور راضی ہوا اور مین نے اُسکو دیدیے تو جائز ہی اگرچہ گواہون نے مصالح کی مقدار بیان نہ کی ہو۔ اسی طرح اگر ایک نے دراہم بیان کیے اور دوسرے نے کچھ بیان نہ کیا تو بھی جائز ہی یا دونون نے یون گواہی دی کہ مدعی نے سب مصالح بھر پایا ہی تو بھی جائز ہی۔ اور اگر ایسی صورت ہو کہ قابض دار نے انکار کیا اور مدعی نے صلح کا دعوی کیا اور دو گواہ لایا کہ ایک نے بدل مین دراہم معینہ بیان کیے اور دوسرے نے کوئی شے غیر مسمّٰی[1] بیان کی یا دونون نے بدل کا تسمیہ چھوڑ دیا تو گواہی قبول نہوگی۔ اور اگر ایک گواہ نے کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح واقع ہونے کی بالمعائنہ گواہی دی اور دوسرے نے اس طور سے صلح واقع ہونے کے اقرار کی گواہی دی تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر ایک شخص نے دوسرے کے دار مین دعوی دائر کیا پھر دونون گواہون نے مقدار مسمّٰی مین اختلاف کیا ایک نے گواہی دی کہ اسنے سو درم پر صلح کی ہی اور دوسرے نے ڈیڑھ سو درم پر صلح کی گواہی دی پس اگر مدعی دار وہی صلح کا مدعی ہو تو یہ گواہی قبول ہوگی بشرطیکہ مدعی دونون مین سے زیادہ مال کا دعوی کرتا ہو اور اگر مدعی صلح وہ ہو جو مدعی علیہ ہی تو یہ گواہی نامقبول ہوگی خواہ دونون گواہون نے مدعی کے قبضہ کر لینے کی گواہی دی ہو یا نہ دی ہو کذا فی المحیط

[1] یعنی اسکا نام نہ لیا گیا ۱۲

انیسوان باب جو مسائل صلح متعلق باقرار ہین اُنکے بیان مین۔ اگر ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم کا دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے اس شرط سے صلح کی کہ جن ہزار درم کا مدعا علیہ پر دعوی کیا ہی اُنکے عوض ایک غلام فروخت کر دے تو یہ جائز ہی اور مدعا علیہ مقر قرضہ ہو جائیگا حتی کہ اگر مدعی سے وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا یا اُسنے کچھ عیب پاکر اُسکو واپس کیا تو مدعا علیہ سے ہزار درم لے لیگا۔ اور اگر مدعا علیہ نے کہا کہ مین نے تجھ سے اُن ہزار درم سے جنکا تو نے مجھپر دعوی کیا ہی اس غلام پر صلح کی۔ تو اس قول سے مدعا علیہ قرضہ کا مقر نہو جائیگا حتی کہ اگر غلام استحقاق مین لیا گیا یا بسبب عیب کے واپس کیا تو ہزار درم نہین لے سکتا ہی مگر اپنا ہزار درم کا دعوی کر سکتا ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر دو شخصون نے اس طور سے صلح کی کہ ایک دوسرے کو ایک دار دے اور دوسرا اسکو ایک غلام دے تو یہ اقرار نہین ہی اسی طرح اگر اس شرط سے صلح کی کہ زید عمرو کو یہ غلام دیدے بشرطیکہ عمرو اسکو اپنے قرضہ سے جو زید پر ہی بری کر دے تو یہ زید کی طرف سے وہ غلام عمرو کا ہونے کا اقرار نہین ہی۔ اور اگر دونون نے زید و عمرو سے یون کہا کہ زید اس دار سے بری ہو یعنی باز دعوی دے اور عمرو اس غلام سے بری رہے تو یہ صلح ہی اقرار نہین ہی۔ اور اگر دونون نے اس طور سے

صلح کی کہ زید مثلاً اُسمین سے نکل جاوے اور عمرو کے سپرد کر دے تو یہ صلح صحیح ہی اقرار نہین ہی اور نہ انکار ہی۔ اور جو چیز دونون کی صلح کی کسی کے استحقاق مین لی گئی تو دونون باقی کے واسطے اپنی حجت پر رہین گے جیسے کہ قبل صلح کے تھے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی دار مین حق کا دعوی کیا اور کسی غلام معین پر میعادی یا وصف بیان کر کے ذمہ رکھ کر صلح کی تو جائز نہین ہی۔ پھر اگر اُسکے حق سے صلح کی یعنی صلح مین کہا کہ تیرے حق سے صلح کی تو اُسکے حق کا اقرار کیا اور چونکہ وہی مجمل ہی اسواسطے حق کے بیان مین اُسی کا قول لیا جائیگا۔ اور اگر دعوی حق سے صلح کی تو اقرار نہین ہی یہ وجیز کردری مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کے مقبوضہ مال معین پر دعوی کیا اُسنے انکار کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر اسواسطے صلح کی کہ مدعی کے واسطے اس مال معین کا اقرار کر دے تو جائز ہی اور منکر کے حق مین مثل بیع کے ہوگا اور مدعی کے حق مین ایسا ہی کہ گویا ثمن مین زیادتی کر دی یہ اختیار شرح مختار مین ہی۔ ایک مرد نے ایک عورت پر دعوی کیا کہ مین نے اس سے نکاح کیا ہی اُسنے انکار کیا پھر اُس عورت سے صلح کی کہ سو درم صلح مین دیتا ہون تاکہ تو اقرار کر دے اُسنے اقرار کر دیا تو جائز ہی اور مال لازم آدیگا پس اگر یہ اقرار گواہون کے سامنے ہو تو عورت کو اُس مرد کے ساتھ رہنا جائز ہے اور اگر گواہون کے سامنے نہو تو عند اللہ اُس عورت کو حلال نہین ہی کہ اُس مرد کے ساتھ رہے جبکہ وہ عورت جانتی ہی کہ ہم دونون مین نکاح نہین واقع ہوا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص پر ہزار درم کا دعوی کیا اور مدعی نے اُس سے کہا کہ تو میرے واسطے ہزار درم کا اقرار اس شرط پر کر دے کہ مین سو درم گھٹا دونگا اُسنے اقرار کیا تو گھٹا دینا جائز ہی یہ ظہیریہ مین ہی۔ اور اگر کسی شخص پر خون یا زخم کا دعوی کیا پس اگر عمداً خون کرنے یا زخمی کرنے کا دعوی کیا پھر مدعی نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعلیہ اقرار کر دے تو صلح اور اقرار دونون باطل ہین اس اقرار سے وہ گرفتار نہوگا۔ اور اگر خطا سے خون یا زخم کا دعوی کیا ہو تو بھی یہی حکم ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ اور اگر کسی شخص کی طرف اپنے قذف کی وجہ سے حد قذف کا دعوی کیا اور سو درم پر مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو صلح و اقرار باطل ہی۔ اور اگر مدعا علیہ نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اُسکو بری کر دے تو بھی جائز نہین ہی۔ اور اگر پہلی صورت مین اپنے اقرار پر حد مارا بھی گیا تو اسکی گواہی جائز ہی اور اگر کسی پر شراب خواری یا زناکاری کا دعوی کیا اور سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ وہ اقرار کر دے تو بھی باطل ہی۔ اور اگر کسی کی طرف کسی متاع کے سرقہ کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی اسکو سرقہ سے بری کر دے تو جائز ہی یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے پر متاع کی چوری کا دعوی کیا پھر اُس سے سو درم پر اس شرط سے صلح کی کہ مدعی چور کو سو درم دیگا بشرطیکہ چور چوری کا اقرار کر دے اُسنے ایسا ہی کیا پس اگر سرقہ عروض مین سے ہو اور وہ بعینہ قائم ہو تو صلح جائز اور سرقہ بعوض اُن درمون کے جو سارق کو دیے ہین مدعی کی ملک ہو جائیگا۔ اور اگر تلف کر دیا ہو تو صلح جائز نہین ہی اور اگر چوری مین دراہم ہون تو کتابت مین مذکور ہی کہ صلح جائز نہین ہی خواہ وہ بعینہ قائم ہون یا تلف کر دیے ہون اور مشائخ نے فرمایا کہ تاویل اس حکم کی یہ ہی کہ یہ حکم اس صورت مین ہی کہ دراہم مسروقہ کی مقدار معلوم نہو اور اگر معلوم ہو کہ وہ سو درم تھے تو صلح جائز ہی جبکہ سو درم بدل صلح پر مجلس مین قبضہ کر لیا ہو۔ اور اگر چوری مین سونا ہو اور صلح درمون پر واقع ہوئی تو جائز ہی خواہ سرقہ بعینہ قائم ہو یا تلف کر دیا ہو ولیکن تلف

کر دینے کی صورت مین جواز کی یہ تاویل ہی کہ اس وقت جائز ہی کہ جب مسروقہ سونے کا وزن معلوم ہو ورنہ نہین جائز ہے یہ ظہیریہ مین ہے - اگر دو شخصون نے ایک دار مین جھگڑا کیا حالانکہ وہ ایک کے قبضہ مین ہی پھر دونون نے اس شرط سے صلح کی کہ ہر واحد دوسرے کے واسطے نصف دار کا اقرار کر دے اور ہر ایک نے تسلیم کیا تو جائز ہی - اسی طرح اگر یون صلح کی کہ ایک شخص دوسرے کے واسطے کسی بیت معلوم کا اقرار کرے اور دوسرا اسکے لیے باقی دار کا اقرار کرے تو بھی جائز ہی - پھر اگر وہ بیت معلوم جسپر صلح واقع ہوئی تھی استحقاق مین لیا گیا تو مدعی کو اپنے دعوی کی طرف رجوع کرنے کا اختیار ہی کہ باقی دار مین دعوی کرے - اسی طرح اگر کسی غلام پر صلح کی بشرطیکہ مدعی دوسرے قابض کیواسطے تمام دار کا اقرار کرے تو صلح جائز ہی اور اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا چنانچہ اگر بدون اقرار کے اسطور پر صلح واقع ہو تو بھی ایسا ہی ہی کذا فی المحیط

بیسوان باب اُن امور کے بیان مین جو بعد صلح کے بدل الصلح مین تصرف کرنے مین پیدا ہوتے ہین - اگر ایک دار کے دعوی سے کسی غلام کی ایک سال خدمت پر یا کسی گھر کی سکونت پر یا ایسی چیز پر جسکا اجارہ دینا جائز ہی صلح کی تو جائز ہی اور اسکا حکم مثل اجارہ کے ہوگا حتی کہ کسی ایک کے مرنے سے باطل ہو جائیگی - اور مدعی اور اسکے وارث اس دار کو لے لین گے اگر صلح باقرار ہوگی اور اگر انکار سے ہوگی تو دعوی و خصومت کی طرف رجوع کرینگے اور اگر کچھ منفعت صلح حاصل کرنے کے بعد دونون مین سے کوئی مرا تو بقدر باقی کے دار مین سے لیگا جبکہ باقرار ہو اور اگر بانکار ہو تو خصومت کی طرف رجوع کرے یہ تہذیب مین ہی - غلام یا چوپایہ جسپر صلح واقع ہوئی ہی اگر بدون کسی نفع اُٹھانیکے مرگیا تو صلح باطل ہو جائیگی اور مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا اور اگر نصف نفع اُٹھانیکے بعد مرگیا تو نصف مین صلح جائز اور نصف مین باطل ہوگی اور مدعی نصف دعوی کی طرف رجوع کریگا یہ بالاجماع ہی اور نیز صاحب خدمت کو اختیار ہی کہ غلام کو اجرت پر دیدے کذا فی محیط السرخسی اور اگر مالک نے اُسکو کرایہ لیا تو امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز نہین ہی یہ کافی مین ہی اگر کسی دار مین دعوی کرکے ایک سال غلام کی خدمت کرنے پر صلح کر لی پھر مالک نے اُس غلام کو آزاد کیا تو آزاد ہو جائیگا اور غلام کو خیار ہوگا کہ چاہے مصالح کی خدمت کرے یا نکرے پس اگر اُسنے خدمت کر دی تو صلح باطل نہوگی اور اگر نہ کی تو باطل ہو جائیگی اور مالک کے واسطے پھر اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا اور آزاد کرنیوالا صاحب خدمت کیواسطے کچھ ضامن نہوگا اور اگر صاحب خدمت نے اُسے آزاد کیا تو آزاد نہوگا اور اگر مالک نے غلام کو قتل کیا تو بھی مثل آزاد کرنیکی صورت کے ضامن نہوگا اور جسقدر اُسنے خدمت نہین لی اسقدر کی صلح باطل ہو جائیگی اور اگر صاحب خدمت نے اُسے قتل کیا تو قیمت کا ضامن ہوگا اور صلح ٹوٹ جائیگی یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور اسی طرح اگر اسکو کسی اجنبی نے خطا سے قتل کیا اور مالک نے اُسکی قیمت لے لی تو بھی یہی حکم ہی اور صلح ٹوٹ جانے پر مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا یہ امام محمد رح کے نزدیک ہی اور امام ابو یوسف کے نزدیک اور بعضے نسخون مین ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک صلح نہ ٹوٹے گی اور مالک کو اختیار ہی چاہے اُسکو دوسرا غلام اس قیمت مین خرید دے یا مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کرے یہ محیط سرخسی مین ہی - اور اگر مالک نے اُس غلام کو جسکی خدمت کرنے پر صلح کی تھی کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع جائز نہین ہی اور اگر مدعی نے اُسکو فروخت کیا تو جیسے اُسکا آزاد کرنا نہین جائز ہی بیع بھی نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی - اور بدل صلح مین اگر منقول ہو تو قبل قبضہ کے تصرف نہین جائز ہی پس مدعی اُسکو بیع و ہبہ وغیرہ نہین کر سکتا ہی اور اگر بدل صلح عقار ہو تو شیخین کے نزدیک جائز ہی یہ بدائع مین ہی - اگر کسی کے مقبوضہ دار پر دعوی کیا پس مدعا علیہ نے کسی

کپڑے یا حیوان معین پر یا کیلی یا وزنی معین پر صلح کر لی اور مدعی نے قبل قبضہ کے اُسکو فروخت کرنا چاہا تو جائز نہین ہی اور اگر کیلی
و وزنی وصف کر کے ذمہ رکھی ہو تو قبضہ سے پہلے اس سے استبدال یعنی دوسری چیز بدل لینا جائز ہی ولیکن اگر کیلی و وزنی ذمہ
لی ہو اور اُس سے کسی شے معین پر استبدال کیا اور بدون قبضہ کے دونون جدا ہو گئے تو صلح ثانی باطل نہو گی اور اگر غیر معین ہو تو
قبضہ سے پہلے جدا ہوئے تو صلح باطل ہو گی اسکو امام محمدؒ نے کتاب الاصل مین ذکر کیا ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر عمداً خون سے کسی غلام پر
صلح کی تو قبل قبضہ کے اُسکا فروخت کرنا جائز ہی۔ اور اگر دار کے دعوی سے کسی غلام پر صلح کر لی تو قبل قبضہ کے اُسکی بیع نا جائز ہی
کیونکہ یہ اپنے قبضہ مین آنے سے پہلے مبیع کا فروخت کرنا ہی یہ محیط سرخسی مین ہی اگر کسی دار مین حق کا دعوی کیا اور دو غلامون پر
صلح کر لی اور مدعا علیہ نے ایک اُسکو دیدیا اور دوسرا اُسکے پاس ہی مر گیا تو مدعی کو اختیار ہی چاہے مقبوضہ غلام واپس کر دے اور
اپنے دعوی کی طرف رجوع کرے یا اسکو رہنے دے اور باقی دوسرے غلام کے حصہ کے موافق دعوی کرے یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی
کی مقبوضہ زمین مین حق کا دعوی کیا اُسنے دوسری زمین پر صلح کر لی اور مدعی کے قبضہ سے پہلے غرق ہو گئی تو مدعی کو اختیار
ہی اگر چاہے تو صلح توڑ کر اُسی زمین کی طرف رجوع کرے جسپر دعوی کیا تھا بشرطیکہ صلح باقرار ہوئی ہو اور اگر صلح بانکار ہوئی ہی
تو اُس زمین کے دعوی کی طرف رجوع کرے اور اگر چاہے تو انتظار کرے یہانتک کہ پانی اُس زمین مین جذب ہو جاوے پس اگر
اُس غرق سے زمین مین کچھ نقصان آ گیا ہی اور اُسنے انتظار کیا تو مدعی کو خیار ہو گا خواہ صلح باقرار ہو یا بانکار ہو اور اگر غرق سے
کچھ نقصان نہین آیا ہی تو خیار نہو گا۔ اور اگر وہ زمین غرق ہو گئی جس سے صلح کی تھی پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی اور غرق سے زمین
مین کچھ نقصان آ گیا ہی پس اگر اُسوقت ہوئی کہ مدعی نے صلح کی زمین پر جا کر قبضہ کا قابو پا لیا ہی تو مدعا علیہ کو کچھ خیار نہو گا اور
اگر ہنوز اُسنے زمین صلح پر جا کر قبضہ کا قابو نہین پایا ہی کہ مصالح عنہ زمین غرق ہو کر ناقص ہوئی تو مدعا علیہ کو خیار ہو گا۔ اور
اگر صلح انکار کے ساتھ واقع ہوئی ہی تو مدعا علیہ کو خیار نہو گا خواہ صلح کی زمین پر مدعی نے قبضہ کا قابو پایا ہو یا نہ پایا ہو اور یہ
بالاجماع سب ائمہ کے نزدیک ہے یہ محیط مین ہی۔ ابن سماعہ نے امام محمدؒ سے روایت کی ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار پر
دعوی کیا پھر اُس سے ہزار درم اور ایک سال تک غلام کی خدمت پر صلح کی پھر اُسنے ہزار درم لئے اور غلام پر قبضہ کر لیا پھر خدمت
کرنے سے پہلے وہ غلام مر گیا تو امام محمدؒ نے فرمایا کہ اپنے دعوی کی طرف رجوع کرے پس اگر اپنے حق کے گواہ قائم کیے تو اُسکا حق ہزار
درم اور قیمت خدمت پر تقسیم ہو گا پس جو ہزار درم کے پڑتے مین پڑے وہ قابض کو ملیگا اور جو خدمت کے پڑتے مین پڑے وہ
مدعی کو ملیگا اور اگر گواہ قائم نہوے تو ہزار درم اُسکے سپرد رہین گے اور حصہ خدمت باطل ہو گیا اور صلح صحیح رہی یہ محیط سرخسی مین ہی
اور اگر صلح اقرار سے واقع ہو اور کچھ مصالح عنہ استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعا علیہ بقدر حصہ استحقاق کے بدل صلح مین سے واپس
لیگا اور اگر کل مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو کل بدل صلح واپس لیگا پھر مدعی کو اختیار ہی چاہے مستحق سے خصومت کرنے کی
طرف رجوع کرے اور اگر بعض مصالح عنہ یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اُسکے مستحق سے چاہے خصومت
کرے یہ غایۃ البیان مین ہی۔ اور اگر صلح انکار یا سکوت سے واقع ہوئی اور مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو مدعی بدل صلح
مدعا علیہ کو واپس کر کے مستحق کے ساتھ خصومت کریگا اور اگر کچھ مصالح عنہ استحقاق مین لیا گیا تو بقدر اُسکے حصہ کے واپس
کرے اور اسی قدر مین مستحق سے خصومت کرے یہ کافی مین ہی۔ ایک شخص نے نصف دار پر جو ایک شخص کے قبضہ مین ہی دعوی

کیا اور قابض نے کسی قدر دراہم معلومہ پر اُس سے صلح کر کے دراہم مدعی کو دیدیے پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا پس اگر مدعی نے نصف دار شایع پر دعوی کیا تھا پس اگر یون کہا تھا کہ نصف دار میرا ہے اور نصف مدعا علیہ کا ہے تو استحقاق کی صورت مین مدعا علیہ مدعی سے نصف بدل واپس لیگا۔ اور اگر یون کہا تھا کہ نصف میرا ہے اور باقی نصف مین نہین جانتا ہون کہ کس کا ہے یا اُسنے کہا کہ نصف میرا ہے اور خاموش رہا پھر نصف دار غیر منقسم استحقاق مین لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے کہا کہ نصف میرا ہے اور نصف فلان شخص کا سوائے مدعا علیہ کے بیان کیا پھر مدعا علیہ نے اُس سے صلح کی پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ مدعی سے کچھ بدل واپس نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر مدعی نے نصف معین کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے اُس سے صلح کی پھر وہی نصف جسکا مدعی نے دعوی کیا تھا استحقاق مین لیا گیا تو مدعی سے بدل واپس لیگا۔ اور اگر دوسرا نصف استحقاق مین لیا گیا تو کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر نصف غیر منقسم پر استحقاق ثابت ہوا تو نصف بدل مدعی سے واپس لیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اگر زید کے دار مین حق بلا بیان کا دعوی کیا اُسنے کسی قدر درمون پر اُس سے صلح کر لی اور دیدیے پھر کسی قدر دار مین استحقاق ثابت ہوا تو کچھ بدل واپس نہ دیگا کیونکہ شاید اُسکا حق استحقاق کے سوائے باقی مین ہو اور اگر کل دار استحقاق مین لیا گیا تو اپنے دراہم صلح واپس لے سکتا ہے یہ کافی مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین نصف کا دعوی کیا اور باقی نصف کے حق مین کچھ نہ کہا اور قابض نے دعوی مدعی کا اقرار کیا اور سو درم پر اُس سے صلح کر لی۔ پھر دوسرے شخص نے نصف دار کا دعوی کیا اور باقی نصف کی بابت کچھ نہ کہا اور مدعا علیہ نے اُسکا بھی اقرار کر لیا اور اُسکے ساتھ کسی قدر دراہم معلومہ پر صلح کر لی اور دیدیے پھر نصف دار استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعا علیہ دونون سے کچھ واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر تین چوتھائی دار استحقاق مین لیا گیا تو دونون سے نصف ہر ایک کا واپس لیگا۔ اسی طرح اگر مدعا علیہ نے دوسرے مدعی کیواسطے اقرار نہ کیا ہو و لیکن اُسنے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے اور قاضی نے اُسکے نام ڈگری کر دی اور ہنوز اُسنے قبضہ نہ کیا تھا کہ مدعا علیہ نے کسی قدر دراہم معلومہ پر اُس سے صلح کی پھر یہ صورت واقع ہوئی کہ نصف دار کی قاضی نے مستحق کے نام ڈگری کر دی تو مدعا علیہ مدعی اول یا ثانی سے کچھ بدل صلح واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر دوسرے مدعی نے موافق حکم قاضی کے نصف پر قبضہ کر لیا پھر قابض دار نے اُس مدعی ڈگری دار سے اُسکا مقبوضہ خرید لیا پھر نصف دار مین استحقاق ثابت ہوا تو مدعا علیہ پہلے مدعی اور دوسرے مدعی سے نصف اُسکا جو انکو دیا ہے واپس لیگا یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے شخص کے مقبوضہ دار مین دعوی کیا اُسنے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا تو مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا اور یہ اسوقت ہوگا کہ مستحق اس صلح کی اجازت نہ دے اور اگر اُسنے اجازت دیدی تو صلح جائز رہے گی اور وہ غلام مدعی کو دیا جائیگا اور مستحق اسکی قیمت مدعا علیہ سے لے لیگا اور اگر اجازت نہ دی اور غلام لے لیا تو صلح باطل ہو جائیگی اور مدعی اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا پس اگر صلح اقرار سے واقع ہوئی ہو تو مدعا علیہ سے وہ چیز جسکا دعوی کیا ہے لے لیگا۔ اور اگر صلح بانکار یا باقرار ہوئی ہو تو اپنے دعوی کرنیکی طرف رجوع کریگا اور اگر نصف غلام مین استحقاق ثابت ہوا اور لے لیا گیا تو مدعی کو خیار ہوگا چاہے باقی نصف پر راضی ہو کر نصف دعوی کی طرف رجوع کرے یا پورا غلام واپس کر کے تمام دعوی کی طرف رجوع کرے کذا فی شرح الطحاوی قال المترجم

قال المترجم کہتا ہے اور ان دونوں [illegible]

وینبغی ان یکون الرجوع علی ما فصل فی الفصل الاول۔ اگر بدل صلح مین مجلس صلح مین یا بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہوا یا مدعی نے اسکو ستوق یا رصاص یا زیوف یا نبہرہ پایا پس اگر بدل صلح جنس دعوی سے ہو مثلاً ہزار درم کا دعوی کرکے سو درم پر صلح کی ہو تو مدعی بدل صلح کا مثل لے لیگا اور یہ سو درم کھرے ہوتے ہین اور اصل دعوی کی طرف رجوع نہ کریگا۔ اور اگر بدل صلح جنس دعوی کے خلاف ہو مثلاً سو دینار کا دعوی کیا اور سو درم پر صلح واقع ہوئی تو یہ صلح معاوضہ ہے پس اگر استحقاق مجلس صلح مین ثابت ہو تو مثل بدل صلح کے واپس لیگا اور اگر بعد افتراق کے استحقاق ثابت ہوا تو مثل نہین لے سکتا ہے بلکہ اصل دعوی کی طرف رجوع کریگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر زید پر ایک کر گیہون ہون اور اس سے ایک کر جو پر صلح کی اور دیدیا اور دونون جدا ہو گئے پھر کر جو مین استحقاق ثابت ہوا اور لے لیا گیا تو صلح باطل ہو گئی اور بعد باطل ہونے کے مدعی اصل حق یعنی ایک کر گیہون لے لیگا اور اگر ہنوز دونون مجلس صلح مین موجود ہون کہ کر جو مین استحقاق پیدا ہوا تو اسکے مثل ایک کر جو لے لیگا اور اصل باقی رہیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر درمون سے فلوس پر صلح کرکے قبضہ کر لیا پھر استحقاق مین لیے گئے تو درم واپس لیگا کذا فی الحاوی۔ ایک شخص نے دوسرے پر ہزار درم اور ایک دار کا دعوی کیا اور مدعا علیہ نے سو دینار پر اس سے صلح کر لی پھر وہ دار مدعا علیہ کے قبضہ سے استحقاق مین لیا گیا تو مدعی سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور اگر کسی نے دوسرے کے مقبوضہ دار مین حق کا دعوی کیا اور اسنے سو درم و ایک غلام پر صلح کر لی تو جائز ہے پس اگر غلام استحقاق مین لیا گیا تو غلام کی قیمت دیکھنی چاہیے اگر دو سو درم ہون تو تہائی صلح باقی رہی اور دو تہائی ٹوٹ گئی پس دو تہائی دعوی کی طرف رجوع کریگا اور اگر اسکی قیمت سو درم ہون تو آدھی صلح ٹوٹ گئی پس آدھے دعوی کی طرف رجوع کریگا۔ اور اگر اسی مسئلہ مین مدعی نے مدعا علیہ کو ایک کپڑا بھی دیا ہو تو غلام کے استحقاق مین لیے جانے کی حالت مین جبکہ غلام کی قیمت سو درم ہو تو مدعی مدعا علیہ سے آدھا کپڑا واپس لیگا اور آدھے دعوے کی طرف رجوع کریگا۔ اور اگر مدعا علیہ کے قبضہ سے کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو مدعا علیہ مدعی سے نصف غلام اور پچاس درم واپس لیگا بشرطیکہ غلام کی قیمت سو درم ہون۔ پھر اگر مدعی و مدعا علیہ مین اختلاف ہوا کہ مدعی نے کس قدر دار مین اپنے حق کا دعوی کیا ہے پس مدعی نے کہا کہ مین نے نصف دار کے حق کا دعوی کیا ہے اور دار کی قیمت مثلاً دو سو درم ہین پس انہین سے میرا حق سو درم ہے اور کپڑے کے سو درم ہین پس میرا حق دار و کپڑے مین غلام و سو درم پر منقسم ہوا اور برابر تقسیم ہوا پس جب کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو تجھ کو جو کچھ تو نے مجھے دیا ہے یعنی غلام و سو درم سے نصف واپس لینے کا حق پہونچتا ہے۔ اور مدعا علیہ نے کہا کہ نہین بلکہ دار مین سے تیرا حق دسوان حصہ ہے اور اسکی قیمت بیس درم ہین اور کپڑے کی قیمت سو درم ہین اور اسکو غلام و سو درم پر تقسیم کرنے سے چھ حصے کیے جاوینگے پس بمقابلہ کپڑے کے غلام و سو درم کے پانچ چھٹے حصے پڑتے ہین پس جب کپڑا استحقاق مین لیا گیا تو مین تجھسے پانچ چھٹے حصے غلام و سو درم کے واپس لے سکتا ہون پس اگر ایسا اختلاف واقع ہوا تو قسم سے مدعا علیہ کا قول قبول ہوگا اور وہ پانچ چھٹے حصے غلام و سو درم کے واپس لیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اصل عقد نکاح مین مہر مقرر نہین کیا ولیکن مہر سے عورت کے ساتھ اس شرط سے صلح کر لی کہ یہ غلام اسکے مہر مین قرار دیوے یا بعد نکاح کے یہ مہر مقرر کیا پھر وہ غلام استحقاق مین لے لیا گیا

تو عورت قیمت لے لیگی بخلاف اسکے اگر ہزار درم مہر مقرر کیا پھر ہزار درم سے ایک غلام پر صلح کر لی پھر وہ غلام استحقاق
مین لیا گیا تو عورت اُس سے ہزار درم لے لیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دار کا دعوی ہوا ورد دوسرے دار پر صلح واقع ہوئی
اور ہر ایک نے دونون مین عمارت بنائی تو دار مثل باندی کے اور عمارت مثل اولاد کے قرار دی جائیگی اس حکم مین کہ
وقت استحقاق کے ہر واحد دوسرے سے اپنی عمارت کی قیمت مثل قیمت اولاد باندی کے لے لیگا اور ہر ایک ملتزم
سلامت ہے۔ دو شخصون نے ایک میدان مین اختلاف کیا ہر ایک نے دعوی کیا کہ یہ میرا اور میرے قبضہ مین ہے تو
بدون گواہون کے کسی کے نام ملک یا قبضہ کی ڈگری نہوگی۔ اور اگر ایک نے دوسرے کو بعوض ایک غلام کے
سپرد کر دیا اور اُسنے اُسمین عمارت بنا کر سکونت اختیار کی پھر غلام مین استحقاق ثابت ہوا یا وہ آزاد نکلا تو صلح باطل ہو گئی
اور ہر ایک اپنے دعوی کی طرف رجوع کریگا اور مدعی کو اختیار نہین ہے کہ اُسکی عمارت کو توڑ ڈالے یا رہنے سے ممانعت
کرے۔ جب تک کہ گواہون سے اپنا دعوی ثابت نہ کرے۔ اور اگر اُسنے بعوض غلام کے اُس سے خریدا ہو اور عمارت
بنائی ہے پھر غلام استحقاق مین لیا گیا تو مشتری پر عمارت توڑ ڈالنے کے واسطے جبر کیا جائیگا یہ کافی مین لکھا ہے۔

اکیسوان باب۔ متفرقات مین

امام وقت یا قاضی نے اگر شراب خوار سے کچھ مال لیکر معاف کر دینے کی شرط پر
صلح کی تو جائز نہین ملہ ہے خواہ اُسکے پکڑ کر پیش ہونے سے پہلے ہو یا پکڑے جانے اور پیش ہونے کے بعد واقع ہو یہ فتاوی
قاضیخان مین لکھا ہے۔ اگر اپنی عورت پر زنا کی تہمت لگائی یہانتک کہ لعان واجب ہوا پھر اُس عورت سے کسی قدر مال پر
اس شرط سے صلح کی کہ اُس سے لعان کا مطالبہ نہ کرے تو باطل ہے اور بعد قاضی کے سامنے پیش ہونے کے عفو کرنا بھی باطل
ہے اور بعضون نے کہا کہ جائز ہے یہ فصول عمادیہ مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کی جورو سے زنا کیا اور شوہر کو معلوم ہوا
اور اُسنے دونون کو ماخوذ کرنا چاہا پھر دونون نے معًا اُس سے صلح کی یا ایک نے صلح کی اس شرط سے کہ اسقدر درم
معلومہ یا کوئی اور چیز لے اور دونون سے عفو کر دے تو صلح باطل ہے مال واجب نہوگا اور عفو کرنا بھی باطل ہے
خواہ قاضی کے سامنے پیش ہونے سے پہلے ہو یا بعد ہو یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اور اگر اُسی عورت نے جسکے ساتھ زنا
کیا گیا ہے اُسکے ساتھ صلح کی اور کچھ درمون پر اسکو دینے یا اُس سے لینے پر صلح کی تو باطل ہے اور ہر ایک اپنا مال صلح واپس
لے سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور جن صورتون مین صلح جائز ہے اور قاضی نے چاہا تو قاضی کو چاہیے کہ خود صلح کرنیوالا نہ بن جاوے
بلکہ درمیانی درجہ کے آدمیون کے سپرد کرے اور قاضی کو چاہیے کہ حکم قضا مین جلدی نہ کرے بلکہ اُن خصوم کو دو تین مرتبہ
صلح کے واسطے واپس کر دے بشرطیکہ اُنمین صلح باہمی ہو جانیکی امید ہو مثلاً سب کا میلان صلح کی طرف ہو اور لا محالہ
حکم قاضی کے خواہشمند نہون ولیکن اگر لا محالہ حکم قاضی کے طالب ہون اور صلح سے منکر ہون پس اگرچہ قضا مین
التباس ہو اور کھلی ہوئی ظاہر نہو تو قاضی کو چاہیے کہ انکو صلح کی طرف پھیرے اور اگرچہ قضا کھلی ہوئی ظاہر ہو
پس اگر خصومت دو اجنبیون مین واقع ہو اور صلح سے منکر ہون تو انکو صلح کی طرف نہ پھیرے بلکہ دونون مین
فیصلہ کر دے۔ اور اگر دو اہل قبیلہ یا اہل محارم مین جھگڑا ہو تو انکو دو تین مرتبہ صلح کیواسطے پھیر دے اگرچہ صلح سے منکر
ہون یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر غنم مین دعوی کیا اور نصف پر صلح کر لی بشرطیکہ سال بھر تک تمام بچے مطلوب کے ہونگے تو

ملہ کیونکہ حدود شرعیہ حقوق اللہ مین نہ حقوق عباد پس اُنکے معاف کرنیکا بھی بندہ کو اختیار نہین ہے ۱۲

جائز نہین ہی۔ اسی طرح اگر طالب کے واسطے تمام بچون کی شرط پر صلح کی تو بھی ناجائز ہی۔ اور اگر صوف غنم پر اس شرط سے کہ فی الحال
کاٹ لیگا صلح کی تو امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جائز ہے بخلاف قول امام محمدؒ کے۔ اور بعض نے کہا کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک
بھی اسی صورت مین جائز ہے کہ جبکہ انھین غنم کے صوف پر صلح کی ہو اور اگر دوسرے غنم کے صوف پر صلح کی ہو تو ناجائز
ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکے تھن مین جو دودھ ہے یا اُسکے پیٹ مین جو بچہ ہی وہ اُسی کا ہی
تو بالاتفاق نہین جائز ہے یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی غلام مین کچھ دعوی کیا اور مدعا علیہ سے اس شرط سے صلح کی کہ اس
گیہون کے آٹے کی اس قدر گونین دے یا اس بکری زندہ کا اتنے رطل گوشت دے تو یہ صلح جائز نہین ہے اسی
طرح اگر بھاگے ہوئے غلام پر صلح کی تو بھی جائز نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے دوسرے پر مال یا حق کا
کسی شئے مین دعوی کیا پھر اُس سے کسی قدر مال پر صلح کر لی پھر ظاہر ہوا کہ مدعا علیہ پر یہ مال نہ تھا یا حق اُسپر ثابت
نہ تھا تو مدعا علیہ کو مال صلح کے واپس کر لینے کا حق حاصل ہوگا یہ خزانۃ الفتاوی مین ہی۔ اگر مدعی نے بعد صلح کرنے
اور بدل صلح لے لینے کے کہا کہ مین اپنے دعوی مین مبطل تھا یعنی محق نہ تھا جھوٹا تھا تو مدعا علیہ کو اُس سے بدل
صلح واپس کر لینے کا اختیار ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص پر مال کا دعوی کیا اور اُس سے کسی قدر مال پر صلح
کر لی پھر یہ حق اُسکا کسی دوسرے شخص پر ظاہر ہوا تو پہلے شخص سے جو بدل صلح لیا ہی اُسکو واپس کردے یہ وجیز کردری
مین ہی۔ ایک نے دوسرے پر دعوی کیا کہ میرے پچاس دینار اُسکے قبضہ مین مال شرکت کے ہین اور پچاس دینار اُسپر
قرض ہین اور مدعا علیہ مال شرکت کا مقر ہی پھر دونون نے باہم پچاس دینار پر صلح کر لی تو حصہ شرکت مین صحیح نہین ہی
اور حصہ قرض مین صحیح ہی۔ اور اگر مدعا علیہ نے مال شرکت سے انکار کیا پھر دونون نے صلح کر لی تو یہ صلح حصہ شرکت
و قرض دونون مین صحیح ہی یہ ذخیرہ مین ہی۔ مطلوب نے اگر طالب کا حق ادا کر دیا اور طالب انکار کر گیا اور کسی قدر
مال پر صلح کی تو ظاہر مین صلح جائز ہی مگر باطن مین فیما بینہ وبین اللہ تعالی طالب کو یہ مال صلح لینا حلال نہین ہے یہ
تاتارخانیہ مین ہی۔ اگر کوئی دار کسی شخص کے قبضہ مین ہو وہ کہتا ہی کہ مجھے یہ دار فلان شخص نے صدقہ دیا اور مین نے قبضہ کر لیا ہی
اور فلان شخص کہتا ہی کہ مین نے تجھے ہبہ کیا تھا اور مین چاہتا ہون کہ واپس لون پھر دونون نے اس شرط سے صلح کر لی کہ
سو درم لیکر صدقہ مین قابض کے سپرد کرے تو جائز ہی اور پھر بعد صلح کے اُس کو رجوع کرنیکی مجال نہو گی اسی طرح اگر قابض
دار نے اقرار کیا کہ یہ ہبہ ہی اور واہب نے رجوع کرنا چاہا پھر سو درم پر اس شرط سے کہ وہ دار قابض کے سپرد کردے صلح
کر لی تو جائز ہی۔ اور اگر مالک دار نے ہبہ وصدقہ سے انکار کر کے اپنا دار لینا چاہا پھر دونون نے ایک کپڑے پر اس شرط
سے صلح کی کہ قابض یہ کپڑا اُس کو دیدے بشرطیکہ مالک موافق دعوی قابض کے صدقہ مین یہ دار اُسکے سپرد کردے
تو جائز ہی۔ اور اگر دونون نے یون صلح کی کہ یہ دار دونون مین برابر نصف نصف رہے بشرطیکہ قابض سو درم مالک کو دے
تو جائز ہی۔ اگر کوئی شخص غلام کا قابض ہوا اور زید نے دعوی کیا کہ مجھے اسنے یہ غلام صدقہ دیکر قبضہ کرا دیا تھا اور قابض
نے اُس سے انکار کیا پھر قابض نے غلام کے فدیہ مین ایک کپڑا اُسکو دیکر اس شرط سے صلح کی کہ اپنے دعوی سے بری ہو جاوے
تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ دس سے پانچ پر صلح کی پھر دونون نے صلح توڑ دی تو نہ ٹوٹیگی کذا فی القنیہ۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ

سے روایت ہی کہ ایک شخص نے ہزار درم کو ایک غلام فروخت کرکے ثمن پر قبضہ کر لیا اور غلام مشتری کو نہ دیا اور ایک شخص مشتری کے واسطے اس امر کا ضامن ہو گیا تھا کہ مین غلام تیرے سپرد کر دونگا اور مشتری نے غلام طلب کیا پس ضامن نے مشتری سے اس شرط سے صلح کی کہ ثمن مشتری کو واپس دیوے تو امام ابو یوسفؒ نے فرمایا کہ جائز ہی اور وہ ثمن جو بائع نے قبضہ کر لیا ہی اُسی کا ہوگا اور یہ غلام ضامن کا ہوگا اور امام ثانی نے فرمایا کہ کیا تو نہین دیکھتا ہی کہ اگر کسی نے دوسرے پر دعوی کیا کہ اُس نے میرے ہاتھ یہ غلام اپنا جو اُسکے قبضہ مین ہی ہزار درم کو فروخت کیا ہی اور قابض غلام نے انکار کیا پھر مدعی کے دعوی سے اس شرط سے صلح کر لی کہ ثمن مدعی کو واپس دے اور مدعی نے ثمن پر قبضہ کر لیا پھر مدعا علیہ نے اقرار کیا کہ بیع واقع ہوئی تھی تو غلام اُسی کو ملیگا اور ثمن مدعی کو ملیگا یہ محیط مین ہی۔ اگر کسی شخص نے قرضہ سے ایک غلام پر صلح کر لی حالانکہ قرضدار مقر ہی اور اُسنے غلام پر قبضہ کر لیا تو اُسکو قرضہ پر مرابحۃً فروخت کرنیکا اختیار نہین ہی یہ مبسوط مین ہی۔ زید کے عمرو پر ہزار درم ہین اور عمرو نے اُسکے آدھے بوجہ صلح زید کو دیے اور صلح کا لفظ نہ کہا پھر واپس لینے چاہے تو واپس لے سکتا ہی اور اگر کوئی شی عروض مین سے دی ہو تو واپس نہین لے سکتا ہی یہ وجیز کردری مین لکھا ہی۔ کفیل بالنفس نے اگر مال پر اس شرط سے صلح کی کہ اُسکو کفالت سے بری کر دے تو صلح باطل ہی۔ اور آیا کفالت باطل ہوگی یا نہین اسمین دو روایتین آئی ہین ایک روایت کے موافق ساقط ہو جائیگی کذا فی البدائع اسی پر فتوی دیا جاوے کذا فی الذخیرہ۔

کتاب المضاربۃ

اس کتاب مین تیئیس باب ہین

باب اول مضاربت کی تفسیر و رکن و شرائط اور احکام کے بیان مین شرعاً ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل کے ساتھ نفع مین شریک ہونے کے عقد کو مضاربت کہتے ہین پس اگر با وجود ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے عمل ہونے کے نفع مین شرکت نہو بلکہ کل نفع کی رب المال کے واسطے شرط ہو تو یہ بضاعت ہوگی اور اگر کل مضارب کے واسطے شرط ہو تو قرض ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ پس اگر مضارب نے اس شرط پر مال اپنے قبضہ مین لیا اور بعد قبضہ کے ہنوز کوئی کام نہین کیا تھا کہ اُسکو کچھ نفع ملا یا اُسنے گھٹی اُٹھائی یا مال تلف ہو گیا تو نفع مضارب کا ہوگا اور گھٹی اور تلف ہونا بھی اُسی پر رہیگا یہ محیط مین ہی۔ اور مضاربت کا رکن ایجاب و قبول ہی اور یہ ایجاب و قبول ایسے الفاظ سے جو مضاربت پر دال ہون جیسے لفظ مضاربت و مقارضہ و معاملہ وغیرہ اور ایسے الفاظ جو اس معنی پر دلالت کرتے ہون مثلاً رب المال یون کہے کہ یہ مال مضاربت اس شرط سے لے کہ اسمین اللہ تعالی جو نفع سے روزی یا رزق دے وہ ہم دونون مین آدھی یا تہائی یا چوتھائی وغیرہ اجزاے معلومہ پر ہی یا اسی طور سے کہا کہ مقارضۃً یا معاملۃً لے اور مضارب نے اُسکے قول کے بعد کہا کہ مین راضی ہون یا مین نے قبول کیا یا اسکے مثل تو رکن مضاربت کے تمام ہو جائینگے یہ بدائع مین لکھا ہی۔ اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم لے اور آدھے یا تہائی یا دسوین حصہ پر کام کر یا یہ ہزار درم لے اور اس سے کوئی چیز خرید پس جو ملک سے بڑھتی ہو وہ حصیا کہ ہی اور اس سے زیادہ کچھ نہ کہا یا کہا کہ یہ مال آدھے پر یا آدھے

کے ساتھ دے اور اس سے زیادہ نہ کہا تو استحساناً جائز ہے۔ اور اگر یون کہدیا کہ اس مال کے ساتھ کام کر اس شرط سے کہ جو
اللہ تعالی رزق دے یا جو بڑھے وہ ہم دونون مین مشترک رہے تو مضاربت قیاساً و استحساناً جائز ہے یہ محیط مین لکھا ہے
اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم لے اسکے عوض ہروی کپڑا آدھے پر خرید یا کہا کہ اُسکے عوض غلام آدھے پر خرید تو یہ فاسد ہے
اور جو چیز اسکے عوض خریدیگا وہ رب المال کی ہوگی اور مضارب کو اجر المثل ملیگا یعنی جو ایسے کام کی اجرت ہوتی
ہو دی جائیگی اور جو خریدا ہے اسکو بدون حکم رب المال کے فروخت نہین کرسکتا ہے اور اگر بلا حکم فروخت کیا تو
مثل بیع فضولی کے اسکا حکم ہے کہ بدون اجازت رب المال کے جائز نہ ہوگی۔ اور اگر خریدی ہوئی چیز اُسنے فروخت کی اور
وہ تلف ہوگئی یا مشتری سے واپس لینے پر قادر نہ ہوا تو اُس چیز کے فروخت کے روز کی قیمت کا ضامن ہوگا اور جس ثمن
کو فروخت کی ہے وہ مضارب کا ہوگا پس اگر اُس ثمن مین اُس قیمت سے جو ڈانڈ دی ہے کچھ زیادتی ہو تو اسکو صدقہ کرے
اور اگر رب المال نے مضارب کے بیع کی اجازت دیدی پس اگر مبیع بعینہ قائم ہو تو بیع نافذ ہوگی اسی طرح اگر اسکا قائم ہونا
یا تلف ہونا کچھ نہ معلوم ہو تو بھی نافذ ہوگی اور ثمن رب المال کو تمام حلال ہوگا اُس مین سے کچھ صدقہ نہ دے جیسا کہ ابتدا مین
بیع کے واسطے حکم دینے کی صورت مین ہے اور اگر اجازت دینے کیوقت مبیع کا تلف ہوجانا معلوم ہو تو اُسکی اجازت باطل
ہے اور جب اجازت باطل ہوئی تو مضارب اُسکی قیمت کا جو بیع کے روز تھی ضامن ہوگا اور ثمن مضارب کا ہوگا اگر ثمن مین
قیمت سے زیادتی ہو تو زیادتی صدقہ کردے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم مضاربت لے اور
اُسکے عوض ہروی کپڑے آدھے پر خرید یا غلام آدھے پر خرید آیا یہ مضاربت جائز ہے یا نہین اسکی کوئی روایت
کسی کتاب مین نہین ہے اور فقیہ **ابو بکر محمد بن عبد اللہ بلخی**ؒ فرماتے ہین کہ یہ جائز نہ ہونا چاہیے یہ ذخیرہ مین لکھا ہے

مضاربت کے شرائط صحیحہ بہت ہین کذا فی النہایہ۔ ازانجملہ راس المال مین درم و دینار ہون امام اعظمؒ
و امام ابو یوسفؒ کے نزدیک اور فلوس رائجہ ہون امام محمدؒ کے نزدیک حتی کہ اگر راس المال مضاربت مین سوائے درم
و دینار و فلوس کے ہووے تو بالاجماع مضاربت نہین جائز ہے اور اگر راس المال مین فلوس ہون تو شیخینؒ کے نزدیک
ناجائز اور امام محمدؒ کے نزدیک جائز ہے کذا فی المحیط اور فتوی اسی پر ہے کہ جائز ہے یہ تاتارخانیہ مین کبری سے نقل ہے۔ اور
اگر سونا و چاندی سکہ مضروبہ نہو تو روایت الاصل کے بموجب جائز نہین ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور
کبری مین ہے کہ تبر سے مضاربت مین دو روایتین ہین پس جن مقامات مین تبر کا رواج مثل اثمان کے ہے یعنی درم و
دینار و فلوس کے طور پر رواج ہے وہان مضاربت جائز ہے یہ تاتارخانیہ اور مبسوط و بدائع مین ہے اور مضاربت
دراہم نبہرہ و زیوف کے ساتھ جائز اور ستوقہ کے ساتھ ناجائز ہے اور اگر ستوقہ رائج ہون تو مثل فلوس کے ہین یہ فتاوی
قاضی خان مین ہے۔ اور اگر مضارب کو کوئی غلام یا عروض دیا اور کہا کہ اسکو فروخت کرکے دام وصول کرکے انمین مضاربت
کر اُسنے درم یا دینار سے فروخت کرکے مضاربت کی تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ہزار درم قیمت کا غلام سو درم
مین فروخت کیا اور مضاربت کی تو امام اعظمؒ کے نزدیک سو درم مین یہ مضاربت جائز ہے یہ مبسوط مین لکھا ہے۔ اور اگر
اُس غلام کو کسی کیلی یا وزنی چیز کے عوض فروخت کیا تو امام اعظمؒ کے نزدیک بیع جائز ہے اور مضاربت فاسد ہوگی

کیونکہ کیلی و وزنی راس المال سے مضاربت نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی اور اگر کہا کہ میرا غلام مضاربت کے طور پر
لے اس شرط پر کہ میرا راس المال اُسی کی قیمت ہی تو مضاربت فاسد ہی اور اگر کہا کہ میرے واسطے ایک غلام اُدھار خرید
اور پھر اُسکو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے مضاربت کر اُسنے غلام خریدا اور اُسکو نقدی کے عوض بیچا پھر مضاربت کی
تو جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی۔ از انجملہ یہ ہی کہ راس المال عقد کے وقت معلوم ہو تاکہ ثانی الحال مین دونون مین
جھگڑا نہ پڑے اور اُسکا معلوم ہونا یا تسمیہ سے یا اشارہ سے ہوتا ہی کیونکہ امام محمدؒ نے ذکر فرمایا ہی کہ اگر ایک نے دوسرے کو
کچھ درم دیئے کہ دونون مین سے کوئی اُنکا وزن نہین جانتا ہی تو یہ جائز ہی کیونکہ وقت عقد کے اگرچہ تسمیہ راس المال
کا کہ اتنے ہین پایا نہ گیا ولیکن وقت عقد کے راس المال کی طرف اشارہ پایا گیا ہی کذا فی المحیط۔ اور ان درمون کے
وصف و مقدار مین قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہی۔ از انجملہ یہ ہی کہ راس المال
نقد عین ہو دین نہو کہ دیون سے مضاربت نہین جائز ہی حتی کہ اگر کسی کے دوسرے پر ہزار درم قرضہ ہون اور صاحب
قرضہ نے قرضدار کو حکم دیا کہ اُنسے مضاربت کرے تو نہین جائز ہی کذا فی النہایہ اور یہ بالاجماع ہی یہ محیط سرخسی مین
لکھا ہی۔ اور اگر اس حکم کے بعد قرضدار نے ہزار درم قرضہ کے عوض کوئی چیز خریدی اور فروخت کرکے نفع یا
نقصان اُٹھایا تو نفع اور نقصان اُسی پر ہوگا اور قرضخواہ کا قرضہ اُسپر بحالہ باقی رہیگا اور یہ قول امام اعظمؒ کا ہی
اور صاحبینؒ کے نزدیک جو خرید و فروخت کی وہ قرضخواہ پر جائز ہوگی اور نفع و نقصان اُسی کا ہوگا اور قرضدار
قرضہ سے بری ہو جائیگا اور اُسکا اجر المثل قرضخواہ پر ثابت ہوگا یہ محیط مین لکھا ہی۔ اگر زید کا قرضہ عمرو پر ہو
اُسنے بکر سے کہا کہ میرا مال عمرو سے وصول کرلے پس اُس سے مضاربت کر تو جائز ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اگر زید کا
عمرو پر ہزار درم قرضہ ہو اُسنے بکر سے کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کرکے اُس سے مضاربت کر اُسنے ہزار مین سے
تھوڑا وصول کرکے مضاربت کی تو جائز ہی۔ اور اگر یون کہا کہ میرا قرضہ عمرو سے وصول کرلے پھر اُس سے مضاربت
کر یا پس اُس سے مضاربت کر اُسنے تھوڑا وصول کرکے مضاربت کی تو جائز نہین ہی۔ اور ایسے ہی اگر کہا کہ
میرا قرضہ وصول کرلے تاکہ اُس سے مضاربت کرے یا اُس سے مضاربت کر۔ تو بھی یہی حکم ہے یہ محیط مین ہے۔
اگر رب المال نے غاصب یا مستودع یا مستبضع سے کہا کہ جو تیرے پاس ہی اُسمین آدھے پر مضاربت کر تو
امام ابو یوسفؒ اور حسن بن زیاد کے نزدیک جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہی فتاوی رشید الدین مین ہی کہ اگر
اپنے قرضدار سے یون کہا کہ جو میرا قرضہ تجھپر ہے وہ خالد کو دیدے تاکہ خالد اُس سے کپڑے خرید کر فروخت کرے
اس شرط سے کہ جو نفع حاصل ہو وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو اور قرضدار نے دیدیا تو بطور مضاربت کے صحیح ہے یہ
فصول عمادیہ مین لکھا ہی۔ از انجملہ یہ ہی کہ راس المال مضارب کے سپرد ہو اُسمین رب المال کا کچھ قبضہ نہو پس اگر
دونون نے یہ شرط لگائی کہ مضارب کے ساتھ رب المال بھی عمل کرے تو مضاربت فاسد ہوگی خواہ مالک عاقد ہو یا
غیر عاقد ہو مثل باپ یا وصی کے اگر ان دونون نے مال صغیر کو مضاربت پر دیا اس شرط سے کہ صغیر اُسکے ساتھ کام کرے
تو فاسد ہی یہ کافی مین لکھا ہی۔ اور اگر مضارب نے اس طور سے عمل کیا تو مضاربت فاسد ہی ولیکن مضارب کو اپنے کام کے

مثل مزدوری ملے گی کہ وہ باپ یا وصی پر واجب ہوگی کہ پھر دونوں اسکو صغیر کے مال سے ادا کرینگے یہ مبسوط مین لکھا ہے اگر دو شریک متفاوض یا دو شریک عنان مین سے ایک نے کسی کو مال مضاربت دیا اور مضارب کے ساتھ اپنے شریک کے کام کرنے کی شرط کی تو صحیح نہیں ہے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر عاقد مضاربت کے مال کا مالک نہو اور اسنے اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ شرط کی پس اگر وہ عاقد ایسا ہو کہ خود اسکو مضاربت کے طور پر لینا ناجائز ہو تو جائز ہے جیسے باپ یا وصی کہ اگر ان دونوں نے نابالغ کا مال مضاربت پر دیا اور اپنے کام کرنے کی مضارب کے ساتھ کسی قدر نفع پر شرط کی تو مضاربت جائز ہے۔ اور اگر مضاربت کا عقد کرنیوالا ایسا ہو کہ خود وہ مال بطور مضاربت کے نہیں لے سکتا ہے اور نفع کے کسی حصہ پر اپنے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو عقد فاسد ہوگا جیسے غلام ماذون نے کسی کو مال مضاربت دیا اور شرط کی کہ خود مضارب کے ساتھ کام کرے گا تو فاسد ہے۔ اگر ماذون نے اپنے مولی کے واسطے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی حالانکہ ماذون پر قرضہ نہیں ہے تو بھی مضاربت فاسد ہے اور اگر ماذون پر قرضہ ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو مال مضاربت دینے کے واسطے وکیل کیا پس وکیل نے مضارب کو مال مضاربت کے واسطے دیا اور اپنے واسطے کسی قدر نفع معلوم پر مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط کی تو فاسد ہے یہ فتاوی قاضی خان مین لکھا ہے۔ اور مکاتب نے اگر کسی کو مال مضاربت کے واسطے دیا اور اپنے مولی کے مضارب کے ساتھ کام کرنے کی شرط لگائی تو مطلقاً جائز ہے کیونکہ وہ مثل اجنبی کے ہے خواہ مکاتب پر قرضہ ہو یا نہ ہو کذا فی التبیین پس اگر کچھ کام کرنے سے پہلے مکاتب عاجز ہوا حالانکہ اسپر کچھ قرضہ نہیں ہے تو مضاربت فاسد ہو جاوے گی پھر اگر اس کے بعد دونوں نے کوئی چیز خریدی یا فروخت کی اور نفع اٹھایا تو کل نفع رب المال کا ہوگا اور مضارب کو اس کے کام کی کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اور اگر دونوں نے مال سے کوئی باندی خریدی پھر مکاتب عاجز ہوا یعنی مال کتابت ادا نہ کرسکا پھر دونوں نے اس کو بعوض ایک غلام کے فروخت کیا پھر دونوں نے غلام کو چار ہزار درم کو فروخت کیا تو مولی اس مین سے راس المال پورا لے لیگا۔ اور جو باقی رہے گا۔ دونوں مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت پر دیئے اور کہدیا کہ اس مین اپنی راے سے کام کر تو مضارب کو اختیار ہو گیا کہ کسی دوسرے کو مضاربت کے واسطے دیدے پس اگر اس نے دوسرے مضارب کو اس شرط سے دیا کہ خود اس کے ساتھ کام کرے یا رب المال اس کے ساتھ کام کرے تو دوسری مضاربت فاسد ہوگی اور نفع جو حاصل ہو وہ پہلے مضارب اور رب المال مین موافق اس شرط کے تقسیم ہوگا جو شرط کہ مضاربت اولی مین قرار پائی ہو اور رب المال کو کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اگرچہ اس نے کام کیا ہو یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اور دوسرے مضارب کو اجر المثل ملے گا یعنی اس کے مثل کام کی جو مزدوری ہوتی ہے۔ وہ ملیگی یہ محیط سرخسی مین ہے از انجملہ یہ ہے کہ نفع مین سے مضارب کا حصہ ایسے طور سے معلوم ہو کہ نفع مین شرکت منقطع نہ ہو کذا فی المحیط پس اگر یون کہا کہ اس نفع پر دس درم زائد یا آدھے و تہائی وغیرہ نفع کے ساتھ دس درم کی شرط لگائی تو مضاربت صحیح نہ ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب کے واسطے

آدھے یا تہائی مال کا نفع شرط کیا تو مضاربت جائز ہے۔ اور اگر کسی کے واسطے راس المال سے سو درم غیر معین کا نفع شرط کیا تو جائز ہے اور اگر کسی کے واسطے سو درم معین کا نفع یا اُس نصف راس المال کا نفع شرط کیا یعنی معین نصف کا نفع شرط کیا تو مضاربت فاسد ہے اور اگر کسی کے واسطے نصف نفع سوائے دس درم کے یا تہائی نفع سوائے پانچ درم کے شرط کیا تو مضاربت فاسد ہے۔ **قال المترجم** یعنی نصف یا ثلث وغیرہ کسی جزو معلوم نفع میں سے کچھ استثنا کیا تو فاسد ہے۔ فافہم۔ از انجملہ یہ ہے کہ جو مضارب کے واسطے مشروط ہے وہ راس المال سے نہو حتی کہ اگر راس المال میں سے یا راس المال و نفع میں سے اس کے لیے کچھ شرط کر دیا تو مضاربت فاسد ہو گی یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور مضاربت میں شروط فاسدہ بھی ہیں منجملہ ان کے بعض ایسی ہیں کہ مضاربت کو باطل کرتی ہیں اور بعض ایسی ہیں کہ مضاربت کو باطل نہیں کرتی ہیں بلکہ خود باطل ہو جاتی ہیں۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ تجکو تہائی نفع ملیگا اور دس درم ہر مہینہ میں کہ تو مضاربت کا کام کرے تو مضاربت جائز ہے اور شرط باطل ہے یہ نہایہ میں ہے۔ پس اگر اس نے اس شرط پر کام کیا اور نفع اُٹھایا تو نفع موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور اس میں مضارب کو کچھ مزدوری نہ ملے گی۔ اسیطرح اگر اس مزدوری کی اپنے کسی غلام کے واسطے جو اسکے ساتھ مضاربت کا کام کرتا ہے شرط کی یا کسی دوکان کے کرایہ کے واسطے شرط کی جس میں خرید و فروخت کرتا ہے تو بھی نفع موافق شرط کے ہے اور غلام مضارب کو یا کرایہ مکان کے واسطے کچھ نہ ملے گا اور وہ غلام جس کے واسطے مضارب نے مزدوری شرط کی ہے۔ قرضدار ہو یا مضارب کا مکاتب ہو یا اُسکا بیٹا یا باپ ہو تو موافق شرط کے جائز ہے اور جس نے مضارب کے ساتھ راس المال میں ان لوگوں میں سے کام کیا اُس کو موافق شرط کے دس درم ماہواری ملیں گے اور اگر یہ شرط کی کہ رب المال کا غلام مضارب کے ساتھ دس درم ماہواری پر کام کرے تو شرط فاسد ہے۔ اور تمام نفع رب المال اور مضارب میں موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر رب المال کے غلام پر قرضہ ہو اور اسکے واسطے یہ شرط لگائی یا اپنے بیٹے یا مکاتب کے واسطے یہ شرط کی تو جائز ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر آدھے کی مضاربت پر ہزار درم مضارب کو اس شرط سے دیے کہ رب المال ایک سال تک اپنی زمین مضارب کو دے تاکہ اس میں وہ اپنی زراعت کرے یا کوئی دار اُس کو دے کہ وہ اس میں رہے تو شرط باطل اور مضاربت جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے واسطے اسطور سے زمین یا دار دینے کی شرط کی تو مضاربت فاسد ہو گی یہ نہایہ میں ہے۔ اور امام ابو یوسفؒ سے روایت ہے کہ اگر اپنا مال مضاربت پر اس شرط سے دیا کہ مضارب رب المال کے گھر یا اپنے گھر میں خرید فروخت کرے تو جائز ہے اور اگر یہ شرط کی کہ مضارب رب المال کے دار یا اپنے دار میں سکونت کرے تو نہیں جائز ہے یہ محیط میں ہے۔ امام قدوری نے فرمایا کہ جو شرط نفع میں موجب جہالت یا قطع شرکت ہو تو وہ موجب فساد مضاربت ہے اور جو شرط ان باتوں کی موجب نہیں ہے وہ مضاربت کے فاسد ہونے کی بھی موجب نہیں ہے مثلاً یوں شرط کریں کہ وضیعہ دونوں پر رکھی جاوے یعنے بیع کی گھٹی دونوں پر پڑے یہ ذخیرہ میں ہے **مضاربت کا حکم** یہ ہے کہ مضارب اول میں امین ہوتا ہے اور کام شروع کرنے میں وکیل ہو جاتا ہے۔ اور جب اس نے نفع حاصل

کیا تو شریک ہے اور جب مضاربت فاسد ہو تو وہ اجیر ہے یعنے مزدور ہے اور اگر رب المال کی مخالفت کی یعنی جو وقت عقد کے قرار پایا ہے اس مین خلاف کیا تو غاصب ہے اگرچہ بعد کو اسے اجازت حاصل ہو جاوے اور اگر کل نفع رب المال کے لیے شرط کیا تو بضاعت ہے اور اگر کل نفع مضارب کے لیے شرط کیا تو قرض ہے ہکذا فی الکافی مضارب نے اگر مضاربت فاسدہ مین کام اور نفع اٹھایا تو تمام نفع رب المال کو ملیگا اور مضارب کو اسکے کام کے مثل مزدوری ملے گی ولیکن مسمّی سے زیادہ نہ ملیگی یہ قول امام ابو یوسف رح کا ہے اور اگر نفع نہ اٹھایا تو مضارب کو اجر مثل ملیگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور یہی حکم ظاہر الروایت ہے کذا فی المحیط اور اگر مضاربت صحیحہ ہو اور مضارب نے کچھ نفع نہ اٹھایا تو اس کو کچھ نہ ملے گا اور اگر مضاربت فاسدہ مین مضارب کے پاس مال تلف ہو گیا تو مضارب ضامن نہ ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے اور اس کو اپنے کام کا اجر مثل یعنی اُس کام کی سی مزدوری ملیگی۔ کذا فی المبسوط۔

دوسرا باب۔ اُن مضاربتون کے بیان مین جن مین بدون صریح نفع کے ذکر کرنے کے مضاربت جائز ہے اور جن مین نہین جائز ہے اور ان شرطون کے بیان مین جو ایسی مضاربت مین جائز ہین اور جو نہین جائز ہین۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ اس شرط پر مضاربت کر کہ جو نفع اللہ تعالےٰ روزی کرے وہ ہم دونوں مشترک ہو تو جائز ہے اور نفع دونون کو برابر تقسیم ہوگا یہ فتاویٰ قاضی خان مین ہے۔ اور اگر ہزار درم مضاربت مین اُس کو دیکر کہا کہ اس شرط سے کہ ہم دونون نفع مین شریک ہین اور مقدار بیان نہ کی تو مضاربت جائز ہے اس لیے کہ مطلق شرکت برابری چاہتی ہی۔ اسی طرح اگر اس کو مال دیا اور کہا کہ اس مین میری شرکت کے ساتھ مضاربت کر اور اس سے زیادہ نہ کہا تو یہ مضاربت جائز ہے اور نفع برابر تقسیم ہوگا اور اگر کہا کہ اس شرط سے کہ مضارب کی کچھ شرکت یا شرک ہے۔ یا شرکت ہے تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک دونون یکسان ہین اور نفع برابر تقسیم ہوگا اور امام محمد رح نے فرمایا کہ مضاربت فاسد ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت کے واسطے اس شرط سے دیے کہ جو فلان شخص نے فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کیا ہے وہی ہم دونون مین ہے پس اگر رب المال و مضارب کو فلان شخص کا فلان مضارب کے واسطے نفع مقرر کرنا معلوم ہے تو مضاربت جائز ہے اور اگر دونون نہین جانتے ہین تو نہین جائز ہے اسی طرح اگر ایک جانتا ہے دوسرا نہین جانتا ہے تو بھی فاسد ہے یہ محیط مین ہے اور اگر ہزار درم مضاربت مین اس شرط سے دیے کہ مضارب کا جو جی چاہے نفع رب المال کو دے تو یہ فاسد ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضاربت مین یہ شرط لگائی کہ مضارب کو تہائی یا چھٹا حصہ نفع مین سے ملے گا یا رب المال کو تہائی یا چھٹا حصۂ نفع ملے گا تو بھی فاسد ہے کیونکہ اس نے دونون حصون مین سے کوئی مبہم حصہ مقرر کیا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت پر اس شرط سے دیے کہ مضارب کو تہائی نفع ملے گا یا کہا کہ نصف ملیگا اور رب المال کے واسطے کچھ تعرض نہ کیا تو مضاربت جائز ہے اور مضارب کو موافق شرط کے دیکر باقی رب المال کو ملیگا۔ اور اگر کہا کہ رب المال کو نصف ملے گا یا تہائی ملے گا اور مضارب کے واسطے کچھ بیان نہ کیا تو بھی استحسانًا جائز ہے اور رب المال کا حصہ نکال کر باقی مضارب کو دیا جائیگا۔ یہ محیط مین ہی اور اگر رب المال

نے مضارب سے یہ شرط کی کہ میرے لیے نصف نفع اور تجھکو تہائی ملے گا تو مضارب کو تہائی نفع دیکر باقی رب المال کو دیا جائے گا یہ فتاوے قاضی خان مین لکھا ہے۔ اگر مضاربت مین کچھ نفع کی کسی غیر شخص کے واسطے شرط لگائی کہ وہ مضارب یا رب المال نہین ہے پس اگر اس اجنبی کے حق مین مضاربت کے کام کرنے کی شرط ہے تو مضاربت جائز ہے اور شرط جائز ہے۔ اور رب المال ایسا ہوگا کہ گویا اس نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا ہے اور اگر اجنبی کے کام کرنے کی شرط نہین ہے تو مضاربت جائز اور شرط غیر جائز ہے اور جس قدر حصہ اجنبی کے واسطے شرط کیا تھا وہ مسکوت عنہ قرار دیا جائے گا پس رب المال کو ملے گا اور اگر کچھ نفع کی رب المال یا مضارب کے غلام کے واسطے شرط کی پس اگر غلام کا کام کرنا شرط ہے تو ہر حال مین مضاربت اور شرط دونون جائز ہین اور اگر کام کرنا شرط نہین ہے پس اگر غلام پر قرضہ نہ ہو تو شرط صحیح ہے۔ خواہ غلام مضارب کا ہو یا رب المال کا اور اگر غلام پر قرضہ ہو پس اگر مضارب کا غلام ہو تو امام اعظمؒ کے نزدیک شرط صحیح نہین ہے۔ اور یہ نفع مشروط مثل مسکوت عنہ کے ہوگا۔ پس رب المال کو ملے گا۔ اور صاحبینؒ کے نزدیک شرط صحیح ہے اس کو دفا کرنا واجب ہے اور اگر غلام رب المال کا ہو تو بلا خلاف مشروط رب المال کا ہوگا اور اگر کسی ایسے شخص کے واسطے کچھ نفع مین سے دینے کی شرط کی جس کے حق مین مضارب یا رب المال کی گواہی مقبول نہین ہوتی ہے جیسا بیٹا جورو و مکاتب وغیرہ اُن کے مانند تو اس کا حکم وہی ہے جو اجنبی کے واسطے کسی قدر نفع کی شرط کرنے مین مذکور ہوا ہے اور اگر بعض نفع کی مضارب کے قرضہ یا رب المال کے قرضہ ادا کرنے کے واسطے شرط کی تو جائز ہے۔ اور جسکی قرضہ ادا کرنے کی شرط ہو مشروط اسی کو ملے گا یہ محیط مین ہے اور اگر کچھ نفع کی مساکین یا حاجیون کے لیے یا غلامون کی آزاد کرنے کے لیے شرط کی تو شرط صحیح نہین ہے کیونکہ مشروط لہ[1] کا راس المال نہین اور نہ عمل ہے پس مشروط مثل مسکوت عنہ کے قرار پاکر رب المال کو دیا جاویگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیئے اس شرط سے کہ تہائی نفع مضارب کا اور تہائی رب المال کا اور تہائی جس کو مضارب چاہے اُس کا ہے تو شرط باطل ہے اور دو تہائی نفع رب المال کو ملے گا۔ اور اگر اس سے کہا کہ تہائی نفع جسکو رب المال چاہے تو یہ اور مسکوت عنہ یکسان ہے پس رب المال کو ملے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دو شخصون نے ہزار درم کسی کو مضاربت پر دیے اس شرط سے کہ مضارب کو تہائی نفع اور باقی کی تہائی ایک رب المال کو اور دو تہائی دوسرے کو ملے گی پس مضارب نے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو تہائی مضارب کو اور باقی دونون کو برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضارب نے تہائی نفع کی اپنے واسطے اس طور سے شرط کی کہ اس تہائی کی تہائی ایک کے حصہ مین سے اور دو تہائی دوسرے کے حصہ مین سے لے گا تو صحیح ہے اور باقی نفع دونون مالکون کو بارہ حصہ کر کر اس طور سے تقسیم ہوگا کہ پانچ اسکو ملین گے جس کے حصہ سے دو تہائی کی شرط کی ہے اور سات دوسرے کو ملین گے یہ محیط سرخسی مین ہے اگر دو آدمیون نے دو شخصون کو ہزار درم اس شرط سے مضاربت پر دیے کہ آدھا نفع تم دونون کا اس شرط سے کہ فلان کو دو تہائی کہ جن مین سے ایک تہائی فلان رب المال کے حصہ سے اور دو تہائی فلان دوسرے رب المال کے حصہ سے ملے گی اور فلان دوسرے مضارب کو ایک

[1] یعنی جس کے لیے نفع شرط کیا گیا ۱۲

تہائی کہ جسمین سے دو تہائی فلان رب المال کے حصہ سے یعنی اس رب المال کے حصہ سے جسنے پہلے مضارب کو ایک تہائی دی ہی اور ایک تہائی دوسرے رب المال کے حصہ سے ملے گی اور باقی آدھا نفع دونون رب المال کو برابر تقسیم ہوگا پس دونون نے اس شرط سے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو آدھا نفع دونون مضاربون کو موافق شرط کے ملے گا اور باقی آدھا دونون رب المال کو نو حصے ہو کر تقسیم ہوگا پس جس نے مضارب کے واسطے اپنے حصہ سے نصف کی دو تہائی کی شرط کی ہے اس کو چار حصہ اور دوسرے کو پانچ حصے ملین گے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص کو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ مضارب کو دو تہائی نفع اس شرط سے ملے گا کہ اپنے مال سے ہزار درم ملا دے اور دونون سے کام کرے اُس نے ملا کر دونون سے مضاربت کی اور نفع اُٹھایا تو موافق شرط کے تقسیم ہوگا کہ مضارب کو اس کے ہزار کا نفع خاص کر اسی کو ملے گا اور باقی آدھے نفع مین سے دو تہائی اس کی مضاربت کا اور ایک تہائی رب المال کا ہوگا۔ اور اگر رب المال نے دو تہائی نفع کی اپنے واسطے اور ایک تہائی کی مضارب کے واسطے شرط کی تو نفع دونون کو اُن کے مال کے موافق تقسیم ہوگا کیونکہ مال دینے والے نے شرط کر دی ہے کہ اس کے مال کا کل نفع اسی کو ملے اور وہ آدھا نفع ہے تو یہ از سر نو ابضاع ہے نہ مضاربت یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر ہزار درم اُس کو مضاربت مین دیے بشرطیکہ ہزار درم اپنی طرف سے ان مین ملا دے اور دونون ہزار سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ مضارب کو دو تہائی نفع ملیگا نصف اس مین کا رب المال کے نفع سے اور آدھا خود اس کے ذاتی مال کے نفع سے بشرطیکہ جس قدر نفع باقی رہا وہ رب المال یعنی ہزار درم دینے والے کا ہے تو یہ جائز ہے مضارب کو موافق شرط کے دو تہائی نفع ملیگا اور ایک تہائی رب المال کو ملے گا اور اگر اس کو دو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ اپنے پاس سے ایک ہزار درم ملا کر مضاربت کرے بشرطیکہ نفع دونون مین مساوی تقسیم ہو تو جائز ہے۔ اور اگر رب المال یعنی دو ہزار دینے والے نے یہ شرط کی کہ اسی کو تین چوتھائی ملے اور مضارب کو ایک چوتھائی تو موافق دونون کے مال کے تین تہائی ہو کر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی ایک شخص کو ہزار درم دیے اور کہا کہ اگر ان کے گیہون خریدے تو مضارب کو نصف نفع اور اگر آٹا خریدے تو چو تہائی نفع اور اگر جو خریدے تو تہائی نفع ملیگا تو صحیح ہے اور جو چیز اُن مین سے خریدے گا اُسی کی شرط کے موافق نفع ملے گا اور اگر اس نے گیہون خرید لیے تو پھر دوسری چیز نہین خرید سکتا ہے کیونکہ شرکت واقع ہو جائیگی اور عقد اسپر ہوگا حالانکہ یہ شرط عقد مین نہ تھی۔ اور اگر یہ شرط کی کہ اگر مضارب سفر کو نکلے تو نفقہ اسی پر ہے تو شرط باطل اور مضاربت جائز ہے یہ وجیز کردری مین منتقی سے منقول ہے۔ اور اگر کہا کہ اگر تو شہر مین مضاربت کرے تو تجھے تہائی اور اگر سفر کرے تو آدھا نفع ملیگا پھر اس نے شہر مین خرید کر کے بیچنے کو سفر کیا تو امام محمد رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مضاربت خرید پر ہی اگر اس نے شہر مین خریدا تو شہر کی مضاربت کے موافق اس کو نفع دیا جائے گا خواہ شہر ہی مین فروخت کرے یا غیر جگہ چلا جاوے اور اگر اس نے تھوڑے مال سے شہر مین اور تھوڑے سے سفر مین کام کیا تو ہر ایک کی شرط کے موافق ہر ایک کا نفع ملیگا اگر دو شخصون کو مضاربت پر مال اس شرط سے دیا کہ ایک کو تہائی نفع اور باقی رب المال کو ملے اور

دوسرے شخص کے واسطے اجر المثل رب المال پر واجب ہوا اور رب المال اور دوسرے کے درمیان بسبب اسکے کہ نفع مین شرکت نہ ہوئی مضاربت فاسد ہوگی بخلاف اول کے کہ اس کے ساتھ جائز ہے ولیکن کوئی ایک فقط اس مال مین تصرف نہین کرسکتا ہو کیونکہ دونون کے واسطے تصرف کی اجازت ویسے ہی قائم ہو کذا فی محیط السرخسی

تیسرا باب - ایسے شخص کے بیان مین جسنے بعض مال مضاربت پر دیا اور بعض مضاربت پر نہین دیا ہو اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اور کہا کہ ادھے تجھپر قرض ہین اور آدھے تیرے پاس ادھیاؤ کی مضاربت پر ہین اس نے لے لیے تو موافق تقرر کے جائز ہے یہ ذخیرہ مین ہے بس اگر وہ مال اس کے کام کرنے سے پہلے تلف ہو تو وہ آدھے کا ضامن ہوگا - اور اگر کام کر کے نفع اٹھایا تو نصف نفع خاص مضارب کا ہوگا اور باقی نصف دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا - اور اگر مضارب نے خواہ کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد اپنے اور رب المال کے درمیان مال تقسیم کیا حالانکہ رب المال حاضر نہین ہے تو اسکا تقسیم کرنا باطل ہے کیونکہ ایک تنہا تقسیم نہین کرسکتا ہے اور اگر قسمت کا ایک حصہ قبل اس کے کہ رب المال اپنے حصہ پر قبضہ کرے تلف ہوگیا تو دونون کا مال گیا اور اگر تلف نہ ہوا یہان تک کہ رب المال نے آکر تقسیم کی اجازت دی اسطرح کہ اپنے حصہ پر قبضہ کرلیا تو تقسیم جائز ہے اور اگر اس نے اپنا حصہ اپنے قبضہ مین نہ لیا تھا کہ تلف ہوگیا تو مضارب کا آدھا حصہ لے لیگا - اور اگر خود مضارب کا حصہ گیا تو وہ رب المال کے حصہ مین سے کچھ نہین لے سکتا ہو اور اگر دونون حصے تلف ہوئے بعد ازانکہ رب المال تقسیم پر راضی ہوچکا ہو تو رب المال مضارب سے جسقدر مضارب کا ہوا ہو آدھا اسین سے لے لیگا اور رب المال کے پانچ سو درم مضارب پر بحالہ قرض رہین گے یہ مبسوط مین ہے اور اگر رب المال نے یون کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ ان کے نصف تجھپر قرض ہین اور نصف سے تو مضاربت کر بشرطیکہ تمام نفع میرا ہے تو جائز ہے مگر مکروہ ہے کیونکہ یہ قرض نفع کھینچنے کے واسطے ہوگیا ہو یہ محیط و ذخیرہ و مبسوط و محیط سرخسی مین ہو پس اگر مضارب نے اس شرط سے مضاربت کر کے نفع اٹھایا یا نقصان اٹھایا تو نفع و نقصان دونون مین برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہو - اور اگر کہا کہ یہ ہزار درم اس شرط سے لے کہ اسکے آدھے تجھپر قرض ہین اور آدھے مضاربت مین ہین تو ادھیاؤ پر کام کر تو یہ جائز ہے اور اگر کہا کہ آدھے اس کے نصف کی مضاربت پر ہین اور آدھے مضارب کو ہبہ ہین اور مضارب نے اسی شرط سے بلاتقسیم کے قبضہ کرلیے تو یہ ہبہ فاسد ہو اور مضاربت جائز ہے پس اگر مضارب کے پاس مضاربت کا کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد سب مال تلف ہوگیا تو مضارب حصہ ہبہ یعنی آدھے کا ضامن ہوگا یہ محیط مین ہے اور کسی کتاب مین کوئی روایت ایسی نہین پائی جاتی ہو کہ ہبہ فاسدہ مضمون ہوتا ہے یعنی ہبہ فاسد کی ضمان دینی پڑتی ہے مگر یہی روایت اس کتاب مین ایسی ہے - اور اگر اس نے نفع اٹھایا تو آدھا نفع حصہ ہبہ کا ہے وہ مضارب کو ملے گا اور باقی آدھا موافق شرط کے مضاربت مین تقسیم ہوگا - اور گھٹی دونون پر برابر پڑے گی پھر یہ ذکر نہ کیا کہ ہبہ کے حصہ کا نفع آیا مضارب کو حلال ہو یا نہین ہے اور فقیہ ابوجعفر رح نے فرمایا کہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک حلال نہین ہے اس کو صدقہ کردے اور فقیہ

ابواسحق الحافظ نے فرمایا کہ بالاجماع حلال ہے اسکو صدقہ نہ کرے۔ یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر آدھے کو بضاعت پر اور آدھے کو نصف کی مضاربت پر مقرر کر دیا تو جائز ہے۔ پس اگر کام کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال تلف ہو گیا تو رب المال کا مال گیا اور اگر نفع اُٹھایا تو تین چوتھائی نفع رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملیگا یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر اس شرط سے دیا کہ نصف مضارب کے پاس ودیعت ہے اور نصف آدھے کی مضاربت پر ہے تو موافق تقریر کے جائز ہے پس اگر اُس نے تمام مال مین تصرف کیا تو حصہ ودیعت کے نصف کا ضامن ہوگا اور اگر نصف مین نفع اُٹھاوے تو اسی کا اور گھٹی اُٹھادے تو اسی پر پڑے گی۔ یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال کے دو حصے برابر کیے اور ایک حصہ مین مضاربت شروع کی اور گھٹی اُٹھائی تو اس پر اور رب المال پر آدھی آدھی گھٹی پڑے گی اور اگر نفع اُٹھایا تو نفع برابر تقسیم ہوگا ولیکن جو حصہ ودیعت کا نفع ہو اس کو مضارب صدقہ کر دے یہ امام اعظم رح اور امام محمد رح کے نزدیک ہے یہ محیط مین ہے اور اگر ہروی کپڑون کی گٹھری آدھی ایک کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کر کے دیدی پھر اسے حکم کیا کہ باقی کو فروخت کر کے تمام ثمن سے مضاربت کرے پس اگر یہ شرط کی کہ نفع دونون مین برابر تقسیم ہو تو نفع اور گھٹی دونون مین برابر رہے گی اور یہ قیاس قول امام اعظم رح ہی اور صاحبین رح کے نزدیک تین چوتھائی نفع رب المال کو اور چوتھائی مضارب کو ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑے گی اور اگر اُسنے دونون مالون کو خلط نہ کیا تو جس مین مضاربت فاسد ہے اس مین مضارب کو اجر المثل ملے گا اور اگر ملا دیا تو اُس نصف مین اس کو اجر المثل نہ ملے گا اور اگر یون شرط کی کہ مضارب کو دو تہائی نفع اور رب المال کو تہائی ملے تو امام اعظم رح کے قول پر نفع دونون مین اسی حساب سے اور گھٹی دونون مین برابر تقسیم ہو گی اور صاحبین رح کے نزدیک مضارب کو تہائی نفع اور رب المال کو دو تہائی ملے گا۔ اور اگر رب المال کے واسطے دو تہائی نفع کی اور مضارب کے واسطے ایک تہائی کی شرط کی تو امام کے نزدیک نفع دونونکو برابر اور صاحبین رح کے نزدیک مضارب کو چھٹا حصہ اور باقی رب المال کو ملے گا کذا فی محیط السرخسی والمتصل بہذا الباب اگر کسی نے دوسرے کو ہروی کپڑون کی ایک گٹھری دیکر آدھی اس کے ہاتھ پانچ سو درم کو فروخت کر دی پھر اسے حکم کیا کہ باقی فروخت کر کے تمام ثمن سے مضاربت کرے اس شرط سے کہ جو اللہ تعالے رزق دے وہ ہم دونون مین نصفا نصف تقسیم ہو پس مضارب نے باقی آدھی بھی پانچ سو درم کو فروخت کی اور ان درمون سے اور جو اس پر ہین مضاربت کی تو امام اعظم رح کے نزدیک نفع اور گھٹی دونون برابر تقسیم ہو گی یہ مبسوط مین ہے۔ اور صاحبین رح کے نزدیک رب المال کو تین چوتھائی نفع اور مضارب کو ایک چوتھائی نفع ملے گا اور گھٹی سب رب المال پر پڑیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُس کو حکم دیا کہ دونون مالون سے اس شرط سے مضاربت کرے کہ مضارب کو دو تہائی نفع ہے اس نے اُسی شرط سے کام کیا تو مضارب کو دو تہائی نفع ملے گا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر گھٹی اُٹھائی تو امام اعظم رح کے نزدیک گھٹی دونون پر برابر پڑے گی اور صاحبین رح کے نزدیک اگر مضارب نے دونون مالون سے کام کیا تو اس کو تہائی نفع ملے گا اور رب المال کو دو تہائی نفع ملے گا اور سب گھٹی رب المال پر پڑے گی

یہ محیط میں ہے اور اگر رب المال نے اپنی ذات کے واسطے دو تہائی نفع کی اور مضارب کے واسطے ایک تہائی نفع کی شرط کی اور مسئلہ بحالہ ہے تو نفع دونوں میں مساوی اور گھٹی دونوں پر برابر رہیگی یہ مبسوط میں ہے اور یہ امام اعظمؒ کا قول ہو اور صاحبینؒ کے نزدیک رب المال کو پانچ چھٹے حصہ اور مضارب کو چھٹا حصہ نفع ملیگا یہ محیط میں ہو اور دیکھا جائے گا کہ اگر مضارب نے دونوں کو خلط کر دیا ہے تو اُسکو اُس نصف میں جسکی مضاربت فاسد ہوا اجر مثل نہ ملیگا اور اگر خلط نہیں کیا ہے تو اُس نصف میں جسکی مضاربت فاسد ہے مضارب کو رب المال سے اجر مثل بھی ملیگا یہ محیط سرخسی میں لکھا ہے

چوتھا باب۔ ان تصرفات میں جن کا مضارب کو اختیار ہے اور جن کا اختیار نہیں ہے - اصل یہ ہو کہ مضارب کے افعال تین طرح کے ہیں ایک وہ کہ جن کا مطلق مضاربت سے مالک ہوتا ہے یہ وہ ہیں کہ ارباب مضاربت و اس کے توابع سے ہیں از انجملہ بیع و خرید کے واسطے وکیل مقرر کرنا جب ضرورت پڑے اور رہن دینا اور لینا اور اجارہ دینا اور لینا اور ودیعت رکھنا اور بضاعت دینا اور مسافرت کرنا - اور دوم وہ افعال کہ جن کا مطلق مضاربت سے مالک نہیں ہوتا ہے اور جب یہ اُس سے کہدیا جاوے کہ اپنی راے سے کام کر تو مالک ہو جاتا ہے - اور ایسے وہ افعال ہیں کہ جو مضاربت سے ملحق ہوسکتے ہیں - پس دلالت پائی جانے پر لاحق کیے جاوینگے جیسے کچھ مال مضاربت یا شرکت میں غیر کو دینا یا اپنے یا دوسرے کے مال کو مال مضاربت میں ملانا - اور سوم وہ افعال کہ جن کا مطلق عقد سے اور نیز اپنی راے سے عمل کرنے کی اجازت دینے سے مالک نہیں ہوتا ہے مگر اُس وقت مختار ہوتا ہے کہ جب صریح طور سے اس فعل کو رب المال بیان کر دے اور وہ استدانۃ ہے یعنے راس المال سے کوئی اسباب خریدنے کے بعد اس کو درم و دینار سے خریدنا یا جو اس کے مشابہ ہیں اسے خریدنا - اور سفتجہ لینا اور دینا اور مال کے عوض یا بلا مال آزاد کرنا یا قرض یا ہبہ یا صدقہ دینا کذا فی الہدایہ - اور مضارب کے واسطے جائز ہے کہ نقد یا اُدھار فروخت کرے کذا فی الکافی - اور اگر مضاربت کا کوئی مال فروخت کیا اور ثمن میں تاخیر دیدی تو رب المال پر بھی اس کا جواز ہوگا اور مضارب کچھ ضامن نہوگا یہ غایۃ البیان میں ہے اور اگر عیب بیع کی وجہ سے تاجروں کے مانند کچھ دام کم کر دیے یعنی جسطرح تاجر ایسے عیب میں کم کر دیا کرتے ہیں یا لوگ اتنا خسارہ برداشت کر لیتے ہیں اسقدر کم کر دیا تو جائز ہے کیونکہ یہ تاجرانہ افعال میں سے ہے - اور اگر بدون عیب کے کچھ کم کر دیا یا کھلے خسارہ کے ساتھ کمی کر دی کہ لوگ اسقدر برداشت نہیں کرتے تو امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک خاص مضارب پر جائز ہوگا - اور وہ رب المال کے واسطے اُس کا ضامن ہوگا - اور جو ثمن وصول کیا اور اس سے کام کیا وہ خاص مضاربت میں ہوگا اور راس المال اس میں سے وہی ہوگا جو مشتری سے وصول کیا ہے یہ مبسوط میں ہے اور سواری کے واسطے اس کو ٹٹو خریدنے کا اختیار ہو اور سواری اس کے واسطے کشتی خریدنے کا اختیار نہیں اور اس کو اختیار ہو کہ کشتی کو کرایہ کرلے اور اس کو اختیار ہے کہ مضاربت کے غلام کو تجارت کی اجازت دے - یہی مشہور روایت ہے کذا فی الکافی - اور اس غلام پر کسی فروخت کی ہوئی چیز کا عہدہ نہ ہوگا عہدہ اس کی فروخت کی ہوئی چیز کا صرف مضارب پر ہو یہ محیط میں ہو اور جو شخص

مضارب کی طرف سے ماذون ہو وہ اُسی قدر تصرفات کا مختار ہوگا جن کا مضارب مالک ہے نہ اُنکا جن کا مضارب مالک نہین ہے پس اگر غلام ماذون نے کسی غلام کو خریدا اور اُسنے کوئی جرم کیا تو یہ ماذون اُسکو دے نہین سکتا ہے اور نہ اسکا فدیہ دے سکتا ہے تاوقتیکہ مضارب یا رب المال حاضر نہ ہو۔ اور اگر کسی غلام پر مضاربت مین سے قرضہ پیدا ہو گیا تو مضارب کو وہ غلام اس قرضہ مین بیچنا جائز ہے خواہ مولی حاضر ہو یا غائب ہوا اور اگر مضارب نے اُس غلام کو اس کے قرضہ مین رہن کر دیا تو جائز نہین ہے خواہ اس مین قرضہ سے زیادتی ہو یا نہ ہو کیونکہ رہن حکماً قرضہ کا ایفا ہے حالانکہ اُس کو یہ اختیار نہین ہے کہ اس کا قرضہ مال مضاربت سے ادا کر دے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اس نے بعوض قرضہ مضاربت کے وہ غلام رہن کر دیا خواہ اسمین زیادتی ہو یا نہین ہو تو رہن جائز ہے۔ اور اگر رہن نہ کیا ولیکن غلام نے کسی شخص کا مال تلف کر دیا یا اُسکا چوپایا مار ڈالا اور مضارب نے اسکو اس سبب سے فروخت کیا حالانکہ رب المال حاضر نہین ہے یا اس شخص کے قرضہ مین وہ غلام دیدیا یا مال مضاربت اس کا قرضہ ادا کر دیا تو یہ جائز ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے تنگدست یا خوش حال پر دامون کا اُترانا قبول کیا تو جائز ہے کذا فی الکافی اور اس کو اختیار نہین ہے کہ مال مضاربت سے کسی غلام یا باندی کا نکاح کر دے۔ یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت یا کچھ اس مین سے رب المال کو بضاعت دیا اور رب المال نے اس سے خرید و فروخت کی تو یہ مضاربت بحالہ باقی رہیگی۔ اور رب المال مضارب کا کام مین مددگار ہوگیا۔ اور اس مین کچھ فرق نہین ہے کہ مال مضاربت نقد یعنی درم و دینار ہون یا عروض ہوگیا ہو۔ اور اگر رب المال نے مضارب کی بلا اجازت اُسکے گھر سے مال مضاربت لے لیا اور اُس سے خرید و فروخت کی پس اگر راس المال وہی درم و دینار نقدی ہو تو یہ مضاربت کا نقض یعنی توڑ دینا ہے اور اگر راس المال عروض ہوگیا تو مضاربت کا توڑنا نہین ہے پھر اگر راس المال کے عروض ہونیکی صورت مین رب المال نے عروض کو دو ہزار درم کو فروخت کیا اور راس المال ہزار درم تھے پھر دو ہزار درم کو کوئی اسباب جو چار ہزار کی قیمت کا ہے خریدا تو یہ اسباب خریدا ہوا رب المال کا ہوگا اور وہ مضارب کے لیے پانسو درم کا ضامن ہوگا کذا فی المحیط **قلت** یہ ضمان اس صورت مین ہے کہ مضاربت آدھے پر قرار پائی ہو۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو راس المال مضاربت پر دیا تو دوسری مضاربت صحیح نہین ہے اور پہلی مضاربت ہمارے نزدیک فاسد نہ ہوگی اور نفع دونون مین پہلی مضاربت کی شرط کے موافق تقسیم ہوگا یہ کافی مین ہے اگر رب المال نے مال مضاربت مضارب کے ہاتھ بیچا یا مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو جائز ہے خواہ مال مین راس المال سے زیادتی ہو یا نہ ہو ولیکن جس صورت مین کہ رب المال نے مضارب کے ہاتھ فروخت کیا تو مضاربت باطل ہو جاویگی۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ بیچا تو مضاربت باطل نہ ہوگی اور رب المال کو جائز ہوگا کہ چاہے ثمن مضارب کو دیدے اور مضاربت کو باقی رکھے یا نہ دے اور مضاربت کو توڑ دے یہ محیط مین ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ کوئی کھیت اجارہ لیکر بعض مال سے اسمین زراعت کے واسطے گیہون خریدے کذا فی الحاوی اور اگر کوئی کھیت درخت یا رطب بونے کے واسطے کرایہ لیا اور کہا کہ یہ مضاربت مین سے ہے تو جائز ہے اور

اگیگی ہو تو رب المال پر اور نفع ہو تو دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور اگر کوئی درخت یا نخل بطریق بٹائی پر لیا بدین شرط کہ مال مضاربت سے اُسپر خرچ کرے تو جائز نہین ہے اور جو کچھ خرچ کیا اسکا ضامن ہوگا اگرچہ اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی راے پر عمل کرے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کوئی زمین مزارعت پر لی اور اسمین وہ گیہون جو کسیقدر مال مضاربت سے خریدے ہین بوئے تو جائز ہے بشرطیکہ اس سے کہا گیا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے اور اگر بیج اور ہل کے بیل مالک زمین کی طرف سے ہون اور بونا مضارب پر ہو تو جو حاصل ہو وہ مضارب کا ہوگا یہ خزانۃ المفتین مین ہے۔ اسیطرح اگر ہل کے بیلون کی شرط مضارب پر ہو تو بھی یہی حکم ہے کذا فی الحاوی۔ اور اگر زمین کو بدون دانہ کے مزارعت پر دیدیا تو جائز ہے خواہ رب المال نے اس سے کہا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو۔ یہ محیط مین ہے۔ اور مضارب اور رب المال کو یہ جائز نہین ہے کہ جو باندی مضاربت کے واسطے خریدی ہے۔ اس سے وطی کرے اور نہ اس کا بوسہ لینا جائز ہے۔ اور نہ مساس جائز ہے خواہ اسمین راس المال سے زیادتی ہو یا نہ ہو یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو باندی کے ساتھ وطی کی اجازت دیدی تو بھی اُسکو اس سے وطی کرنا اور بوسہ ومساس وغیرہ حلال نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اس کو مضارب کے ساتھ بیاہ دیا پس اگر اس مین راس المال سے زیادتی ہو تو نکاح باطل ہے اور وہ مضاربت پر باقی رہیگی جیسے تھی اور اگر اس مین زیادتی نہ ہو تو مثل اجنبی کیساتھ نکاح کردینے کے جائز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور یہ باندی مال مضاربت سے نکل جاویگی اور رب المال کے راس المال مین محسوب ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور مضارب کو اُسکے بعد فروخت کرنے کا اختیار نہ ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور مضارب کو یہ اختیار نہین ہے کہ ایسے شخص کو خریدے کہ وہ رب المال کی طرف سے بسبب قرابت کے آزاد ہوتا ہو یا رب المال نے اُس کے آزاد کرنے کی بوقت ملک کے قسم کھائی ہو اور یہ بھی جائز نہین ہے کہ ایسے شخص کو خریدے جو خود مضارب کی طرف سے آزاد ہوتا ہو بشرطیکہ مال مین نفع ظاہر ہو پس اگر اس نے ایسے شخص کو خریدا جو رب المال یا مضارب کیطرف سے آزاد ہوتا ہے تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا قرار دیا جاویگا مضاربت پر نہ ہوگا اور اگر اسکے دام مضاربت سے دیے ہون تو ضامن ہوگا۔ اور اگر مال مین نفع ظاہر نہ ہو تو ایسے شخص کا خریدنا جو مضارب کی طرف سے آزاد ہوتا ہے جائز ہے پس اگر بعد خریدنے کے اس کی قیمت بڑھ گئی حتی کہ نفع ظاہر ہوا تو مضارب کا حصہ اسمین سے آزاد ہو گیا اور رب المال کے واسطے کچھ ضامن نہ ہوگا اور غلام رب المال کے حصہ کی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور اگر آدھا غلام مال مضاربت سے جسمین نفع نہین ہے اور آدھا اپنے مال سے خریدا تو دونون کے حق مین صحیح ہے۔ کذا فی الکافی۔ اور مضاربت مطلقہ مین مضارب کو اختیار ہے کہ مال مضاربت کے ساتھ خشکی یا تری کا سفر کرے یہی ظاہر الروایہ ہے اور اُسکو ایسے خوفناک سفر کا جس سے لوگ بچتے ہون بالاتفاق اختیار نہین ہے اور یہی صحیح ہے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور فتاوے ابو اللیث مین ہے اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے ولیکن اس ملک کے تاجرون کا یہ معاملہ ہے کہ مضارب لوگ اپنا مال اس مین ملا دیتے ہین اور رب المال اُن کو منع نہین کرتے ہین پس اس مضارب نے بھی لوگون کے معاملات پر کام کیا پس اگر یہ تعارف اُن لوگون مین غالب ہے تو مجھے امید ہے

کہ مضارب اس صورت مین ضامن نہ ہوگا اور یہ صورت تعارف الناس پر محمول کی جائیگی یہ محیط مین ہی اگر کسی شخص سنے نابالغ لڑکے یا غلام مجور کو مال مضاربت دیا اس سنے خریدا اور نفع یا نقصان اُٹھایا حالانکہ لڑکے کے والد کی یا غلام کے مولے کی اجازت نہ تھی تو یہ خرید و فروخت رب المال پر جائز ہوگی- اور نفع دونون مین بالشرط تقسیم ہوگا اور خرید و فروخت کا عہدہ رب المال پر رہیگا پھر یہ عہدہ لڑکے کی طرف بعد بالغ ہونے کے بھی منتقل نہ ہوگا ولیکن غلام کیطرف بعد آزاد ہونے کے منتقل ہوگا۔ اور اگر غلام مضاربت کے کام مین مرگیا یا لڑکا مضاربت کے کام مین قتل ہوا حالانکہ دونون سنے نفع حاصل کیا ہے تو غلام کا مالک رب المال سے غلام کی وہ قیمت لیگا جو رب المال کی اجازت سے مضاربت کا کام شروع کرنے کے روز تھی پس جب رب المال سنے یہ قیمت اُس کے مولی کو دیدی تو بعد دینے کے اُس کا مالک ہوگیا پس جسقدر غلام سنے مضاربت مین نفع اُٹھایا ہے وہ رب المال کا ہے نہ مولی کا اور لڑکے کا حال یہ ہے کہ قاتل کی مددگار برادری پر دیت لازم آوے گی اور وارثان طفل کو یہ بھی اختیار ہے کہ چاہین رب المال کی مددگار برادری سے دیت وصول کرین پھر رب المال کی مددگار برادری قاتل کی مددگار برادری سے اسقدر دیت وصول کرے گی پھر وارثان طفل کو اس کے حصہ کا نفع دیا جاوے گا- یہ مبسوط مین ہے- اور اگر مضارب سنے شراب یا سور یا ام ولد یا مکاتب خریدا تو راس المال کا ضامن ہوگا خواہ اس کو علم ہو یا نہ ہو[1] یہ محیط سرخسی مین ہے- اور اگر مضارب نے بیع فاسد سے کوئی ایسی چیز خریدی جس کا قبضہ سے مالک ہوسکتا ہے- تو خلاف کرنیوالا قرار نہ دیا جائے گا اور خریدی چیز مضاربت مین رکھی جائے گی کیونکہ تصرف کا حکم عام ہے اس مین صحیح و فاسد دونون داخل ہین یہ محیط مین ہے اور اگر ایسی کوئی چیز خریدی جسکے دام اسقدر زیادہ دیئے کہ لوگ اندازہ مین اتنا خسارہ برداشت نہین کرتے ہین تو مخالف ہوگا خواہ رب المال سنے اس سے کہا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو- اور اگر مضاربت کا مال اسقدر خسارہ سے فروخت کیا کہ لوگ اندازہ نہین کرتے ہین یا غیر متعارف میعاد پر اُدھار دیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے بخلاف صاحبین رح کے قول کے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے مضارب نے کسی ایسے شخص کے ساتھ خرید و فروخت کی جس کی گواہی اسکے حق مین بسبب قرابت یا زوجیت کے یا ملک کے نامقبول ہے جیسے مکاتب یا غلام مدیون پس اگر یہ خرید و فروخت بعوض مثل قیمت کے واقع ہوئی تو بالاجماع جائز ہے اور اگر ایسی قیمت پر ہو کہ لوگ اسقدر خسارہ مثل قیمت سے کم اندازہ نہین کرتے ہین تو بالاجماع نہین جائز ہے اور اگر اسقدر خسارہ ہو کہ لوگ اُٹھا سکتے ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک نہین جائز ہی- اور صاحبین رح کے نزدیک جائز ہے مگر مکاتب اور غلام مدیون کے ساتھ ان کے نزدیک بھی نہین جائز ہے یہ محیط مین ہے- اگر مضارب نے ایسے شخص کے واسطے جس کی گواہی اس کے حق مین نامقبول ہے یا اپنے مکاتب کے واسطے یا اپنے غلام قرضدار یا غیر قرضدار کے واسطے مضاربت مین قرضہ کا اقرار کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک خاصۃً اسی کے مال مین لازم آوے گا مگر وہ قرضہ جو اُسنے مضاربت مین اپنے غلام غیر قرضدار کے واسطے اقرار کیا وہ اُسپر لازم نہ ہوگا- اور صاحبین رح کے نزدیک اُس کا اقرار ان سب کے واسطے جائز ہے مگر اپنے غلام یا مکاتب کے واسطے اگر اقرار کیا تو نہین جائز ہے یہ محیط

[1] یعنے مدبر و ام ولد ہونا خریدنے کے وقت جانتا ہو یا نہین ۱۲-

سرخسی مین ہے۔ اور یہ حکم اُس وقت ہے کہ مال مضاربت مین زیادتی نہ ہو اور اگر زیادتی ہو تو اُس کا اقرار ان لوگون کے واسطے اُسکے حصہ مین جائز ہے یہ مضاربت جامع صغیر مین صریح مذکور ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے ایک باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اس کو ہزار درم کو فروخت کیا اور ہنوز اُسکے دام وصول نہ کیے تھے کہ اپنے واسطے اس کو پانچ سو درم کو خرید لیا تو جائز نہین۔ اسی طرح اگر رب المال نے اپنے لیے پانچ سو درم کو خریدی تو جائز نہین ہی۔ اسی طرح اگر مضارب نے اُسے دو ہزار کو بیچا۔ اور سوا ایک درم کے سب دام وصول کیے ہون اور پہلے ثمن سے کم پر مضارب یا رب المال نے اسے اپنے واسطے خریدا تو جائز نہین اسی طرح اگر دونون مین سے کسی کے بیٹے یا باپ یا غلام یا مکاتب نے اُسکو خریدا تو بھی امام اعظمؒ کے نزدیک ناجائز ہی اور صاحبینؒ کے نزدیک سوا مکاتب وغلام کے باقی لوگون کی خریداری جائز ہے۔ اور اگر مضارب نے اپنے یا رب المال کے بیٹے کو اسکے یا اپنے لیے خریدنے کے واسطے وکیل کیا تو بھی جائز نہین ہے یہ امام اعظمؒ کا قول ہی کہ نہ وکیل کے واسطے روا ہے نہ موکل مضارب کے واسطے اور اگر رب المال نے اپنے واسطے مضارب کو وکیل کیا یا مضارب نے اسکو وکیل کیا تو بھی جائز نہین ہے یہ مبسوط مین ہی بشیر بن غیاث نے امام ابو یوسفؒ سے روایت کی ہے۔ کہ دو شخصون نے ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور اُسکو شرکت کرنے سے منع کر دیا پھر وہ تھیلی جس مین راس المال تھا پھٹ گئی اور اس کے درم مضارب کے درمون مین بدون فعل مضارب کے مل گئے تو اُسکو ان کی عوض خرید وفروخت کا اختیار ہے اور وہ ضامن نہ ہوگا اور شرکت دونون مین ثابت ہو گئی اور اسکو اختیار نہ ہوگا کہ کسی متاع کو اسمین سے خاص اپنے واسطے فروخت کرنے کا ارادہ کرے اور نہ اس کے ثمن سے کوئی شے خاص اپنے واسطے خرید کرے ولیکن اگر مال کے عوض کسی شے کے خریدنے سے پہلے اُسنے ہزار درم کو مضاربت کے لیے کوئی شے خریدی اور گواہ کر لیے پھر مال سے نقد دام دیدیے پھر اپنے واسطے کوئی شے ہزار درم کو خریدی اور مال سے دام دیدیے تو جائز ہے یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے مال مضاربت سے کوئی باندی خریدی پھر اُسکے بعد گواہ کیے کہ مین نے اس باندی کو اپنے واسطے بطور خرید مستقبل کے بعوض مثل اس مال کے یا نفع سے خریدا ہے اور رب المال نے خواہ اس کو اس کی راے پر عمل کرنے کی اجازت دی تھی (یعنی مرضی پر عمل ۱۲) یا نہین دی تھی تو اس کا اپنی ذات کے لیے خریدنا باطل ہے اور اُسکو اس سے وطی کرنا نہ چاہیے اور وہ باندی بحالہ مضاربت پر باقی رہیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور امام محمدؒ کا یہ قول کہ اس نے گواہ کیے کہ مین نے اس باندی کو اپنے واسطے خریدا ہے دو صورتون کو محتمل ہے۔ ایک یہ کہ باندی جو مضاربت کی ہے اُسکو خود ہی اپنے واسطے اپنے سے بعوض ثمن اول کے یا بہ نفع یا بوضع خرید کرتا ہے اور دوسری یہ کہ باندی کو دوبارہ پہلے بائع سے اپنے واسطے بعوض ثمن اول کے یا نفع سے یا گھٹی (کمی ۱۲) سے خرید تا ہے پس اگر پہلی صورت مراد ہے تو خرید اسکی ناجائز ہے خواہ مثل ثمن اول کے خریدے یا نفع سے یا کمی سے کیونکہ خرید وفروخت مین ایک ہی شخص دونون طرف سے عقد کرنے والا نہین ہو سکتا ہے سوا باپ کے کہ اس نے اگر مال صغیر خرید وفروخت کیا تو خود ہی خریدنے والا اور بائع ہو سکتا ہے اس مین اتفاق ہے یا وصی کے کہ وہ بھی علی الاختلاف

ایسا کرسکتا ہے اور اگر دوسری وجہ مراد ہے تو امام محمدؒ کے نزدیک تفصیل نہ کرتے ہیں یہ اشارہ ہے کہ یہ بھی جائز نہیں ہے اور اگر مال مضاربت سے خریدنے کے وقت اُس نے گواہ کرلیے ہوں کہ میں اپنے واسطے خریدتا ہوں پس اگر رب المال نے اُسکو یہ اجازت دی ہے تو جائز ہے اور جو خریدی وہ اسی کی ہوگی اور جسقدر اس نے دام دیے ہیں ان کا رب المال کے واسطے ضامن ہوگا اور اگر رب المال نے اس کو ایسی اجازت نہیں دی ہے تو باندی مضاربت میں ہوگی مگر باندی خریدنے کے وقت اگر رب المال حاضر ہوا اور اس سے اس نے کہدیا کہ میں اس کو اپنے واسطے خریدتا ہوں تو ہوسکتا ہے یہ محیط میں ہے اور امام محمدؒ نے زیادات میں فرمایا کہ اگر کسی شخص نے دوسرے سے کہا کہ یہ ہزار درم مضاربت میں لے اور مضارب نے لے لیے اور ایک باندی ہزار درم میں مضاربت کے لیے خریدی اور کھرے درم قرار دیے گئے جیسا کہ مطلق درم کہنے کا بیع میں حکم ہوتا ہے پھر اس نے مضاربت کے درم دیکھے تو نبہرہ یا زیوف پائے[12] پس اگر لینے دینے کے وقت دونوں کو اس مشار الیہ کا علم نہ ہوا یا ایک کو معلوم ہوا اور دوسرے کو معلوم نہ ہوا یا دونوں کو معلوم ہوا مگر ایک کو دوسرے کے معلوم ہونے کی خبر نہیں ہے تو خرید مضاربت میں جائز ہے پھر اگر مضارب نے باندی کے بائع کو وہی درم دیے اور اس نے چشم پوشی کرکے لے لیے تو مضارب رب المال سے کچھ نہیں لے سکتا ہے اور راس المال یہی زیوف درم قرار دیے جائیں گے اور اگر بائع نے چشم پوشی نہ کی اور مضارب کو واپس دیے تو مضارب رب المال کو واپس دیکر اس سے کھرے لے لیگا۔ اور راس المال میں کھرے درم قرار پاوینگے۔ پس اگر مضارب نے خریدنے سے پہلے درموں کو دیکھا اور معلوم کیا کہ یہ زیوف ہیں پھر اس طرح سے باندی خریدی تو یہ خرید مضارب ہی پر نافذ ہوگی اور راس المال میں زیوف درم قرار دیے جاوینگے۔ اور اگر وہ دراہم جنکو مضارب نے اپنے قبضہ میں لیا ہے ستوق[12] یا رصاص ہوں اور مضارب نے کھرے ہزار درم کو ایک باندی خریدی تو تینوں صورتوں میں جو ہم نے ذکر کی ہیں کسی صورت میں مضاربت کی نہ ہوگی رب المال کی ہوگی اور مضارب کو جیسے اس کام کی مزدوری ہوتی ہے وہ ملیگی۔ اور اگر مضاربت کے درم کھرے ہوں ولیکن جسقدر رکھے گئے تھے اس سے کم ہوں مثلاً پانچ ہی سو ہوں اور مضارب نے ہزار درم کو باندی خریدی تو تینوں صورتوں میں آدھی باندی مضاربت کی ہوگی اور آدھی رب المال کو دیجاویگی۔ پھر اگر اس باندی کو مضارب نے فروخت کرکے نفع اُٹھایا تو آدھے دام رب المال کے ہوں گے اور باقی آدھے میں سے اپنا پورا راس المال نکال لیگا باقی نفع رہجاویگا کہ دونوں کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور جو کچھ مضارب نے رب المال کو خرید دیا ہے یعنے آدھی باندی اس میں مضارب کو اجر المثل نہ ملیگا۔ اور اگر مضارب و رب المال دونوں جانتے تھے کہ دراہم زیوف یا ستوق ہیں یا کم ہیں اور ہر ایک دوسرے کے آگاہ ہونے کو بھی جانتا تھا تو مضاربت اسی مشار الیہ سے متعلق ہوگی پس اگر درم زیوف یا نبہرہ ہوں اور اس کے عوض باندی خریدی تو خرید مضاربت کے واسطے ہوگی اور اگر کھرے درموں سے خریدے تو اپنے واسطے خریدنے والا شمار ہوگا۔ اور اگر دراہم ستوق یا رصاص ہوں اور ان کے عوض کوئی شے خریدی تو وہ رب المال کی ہوگی اور مضارب کو ایسی چیز خریدنے کی مزدوری ملے گی اور دراہم کم ہوں تو جسقدر پر قبضہ کیا ہے اُسی پر مضاربت رہیگی حتی کہ اگر پانچ سو پر قبضہ کیا ہے اور خریدی ہزار درم کو

[12] کھوٹے یا چلن سے باہر
[12] رانگ

تو آدھی باندی مضاربت اور آدھی باندی مضارب کی ہوگی[له] یہ ذخیرہ میں ہے۔ اور اگر مضارب نے مال سے کوئی متاع خریدی خواہ اس میں زیادتی ہے یا نہیں ہے اور رب المال نے اُس کو فروخت کرنا چاہا اور مضارب نے انکار کیا اور نفع پانے تک روکنا چاہا تو مضارب اس کی بیع پر مجبور کیا جاویگا ولیکن اگر چاہے کہ رب المال کو دیدے تو ہو سکتا ہے پس اس سے کہا جاویگا کہ اگر روکنا منظور ہے تو رب المال کا مال دیدے اور اگر اس میں نفع ہو تو کہا جائیگا کہ اس المال اور اُسکا حصۂ نفع اُسکو دیدے اور متاع تجھے سپرد کردیجائے گی۔ یہ بدائع میں ہے۔ اور رب المال کو اختیار نہیں ہے کہ اس سے انکار کرے یہ مبسوط میں ہے اگر مضارب نے مال سے کوئی متاع خریدے پھر مضارب نے کہا کہ میں اسے روک رکھونگا جبتک مجھے نفع کثیر حاصل نہو اور رب المال نے اُسے فروخت کرنا چاہا تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو مال مضاربت میں زیادتی ہو گی یا نہو گی اور دونوں صورتوں میں بدون رب المال کی رضامندی کے مضارب کو متاع روکنے کا اختیار نہیں ہے ولیکن اگر رب المال کو اسکا راس المال در صورت عدم زیادتی کے یا راس المال مع حصہ نفع کے در صورت زیادتی کے دیدے تو روک سکتا ہے اور اگر اس نے رب المال کو یہ نہ دیا اور اسکو روکنے کا حق حاصل نہ ہوا تو آیا بیع کے واسطے مجبور کیا جائیگا پس اگر مال میں زیادتی ہو تو بیع کے واسطے مجبور کیا جائیگا ولیکن اگر رب المال سے کہے کہ میں تجھے تیرا راس المال و تیرا حصۂ نفع دیے دیتا ہوں در صورتیکہ مال میں زیادتی ہے یا فقط تیرا راس المال دیے دیتا ہوں در صورتیکہ زیادتی نہیں ہے اور اُس کو اختیار کرے تو بیع کرنے پر مجبور نہ کیا جائیگا اور رب المال اس کے قبول کرنے پر مجبور کیا جائیگا اور اگر مال میں زیادتی نہ ہو تو بیع پر مجبور نہ کیا جائے گا۔ اور رب المال سے کہا جائیگا کہ تمام متاع خالص تیری ملک ہے پس یا تو تو اُس کو بعوض اپنے راس المال کے لے لے یا اس کو فروخت کردے تاکہ تجھے تیرا راس المال وصول ہو جاوے یہ محیط میں ہے۔ اور جو فعل مضارب کو مثل بیع و شرا و اجارہ و بضاعت وغیرہ کے مضاربت صحیحہ میں جائز ہے وہی مضاربت فاسدہ میں جائز ہے اور مضارب پر ضمان نہیں ہے اسیطرح اگر اُس سے کہدیا کہ اپنی راے سے عمل کر تو جو افعال اس کو مضاربت صحیحہ میں جائز ہو جاتے تھے وہی جائز ہو جاوینگے کذا فی الفصول العمادیہ

پانچواں باب۔ دو شخصوں کو مال مضاربت دینے کے بیان میں۔ اگر ایک شخص نے دو شخصوں کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دے پس اس کے عوض ایک غلام جو دو ہزار کی قیمت کا ہے دونوں نے خریدا اور قبضہ کر لیا پھر اُس کو ایک نے بدون دوسرے کی اجازت کے ایک عرض کے بدلے جو ہزار کی قیمت کا ہے فروخت کیا اور رب المال نے اُسکی اجازت دیدی تو یہ جائز ہے اور مضارب عامل پر دو ہزار درم غلام کی قیمت واجب ہو گی۔ ایک ہزار اُن میں سے رب المال اپنے راس المال میں لے لیگا اور دوسرا ہزار نفع میں ہے کہ اس کا آدھا رب المال لیگا اور باقی آدھا دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔ پس حصہ عامل یعنی چہارم ہزار درم کی طرح دیکر باقی اُسکو ڈانڈ بھرنی پڑے گی اور دوسرے مضارب کا حق رب المال کے حق کا تابع ہے۔ پس اس کے حق کی وجہ سے اُس کے ایک حصہ میں اجازت رب المال کی ممنوع نہ ہو گی یعنی نافذ ہو جائے گی۔ اور اگر مضارب نے وہ غلام دو ہزار درم کو بیچا اور رب المال نے اجازت دیدی تو دونوں مضاربوں پر جائز ہے۔ اور بائع پر ضمان نہ ہو گی اور مشتری سے

مضارب ۱۲

له قلت ولم یذکر انہ کیف جازت المضاربۃ مع عدم قولہ اعمل فیہ برایک ولعلہ مبنی علی حمل تلک لا جازۃ واللہ اعلم ۱۲ عہ زیادتی آنکہ ہزار سے دو ہزار کی چیز مل گئی ۱۲

دو ہزار لیے جاوینگے اور وہ دونون ہزار مضاربت مین رکھے جاوینگے گویا دونون نے اسکو فروخت کیا ہے۔ اور اگر
مضارب نے وہ غلام دو ہزار سے کم کو فروخت کیا خواہ کمی اسقدر ہے کہ قلیل ہے یا کثیر ہے مگر ایسی کہ لوگ برداشت
کر جاتے ہین۔ اور رب المال نے اجازت دیدی تو اس کی اجازت باطل ہے اور اگر رب المال نے خود ہی فروخت کیا
اور ایک مضارب نے اجازت دیدی پس اگر اس نے مثل قیمت پر فروخت کیا ہے تو جائز ہے اور اگر قیمت سے کم پر تھوڑی
کمی یا بہت کمی سے فروخت کیا تو جائز نہین ہے جب تک کہ دونون مضارب اس کی اجازت نہ دین اور اگر ایک
مضارب نے کسی ثمن کے عوض جو ہمنے ذکر کیے ہین فروخت کیا اور دوسرے مضارب نے اجازت دیدی اور رب المال نے
اجازت نہ دی تو جائز ہے بشرطیکہ اس کو اسقدر کمی سے بیچا ہو کہ لوگ اسقدر خسارہ برداشت کر لیتے ہین اور اگر
اسقدر خسارہ ہو کہ لوگ نہین اُٹھاتے ہین تو صاحبینؒ کے نزدیک نہین جائز ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک جائز ہے
بمنزلہ اس کے کہ گویا دونون نے اس کو فروخت کیا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر دو شخصون کو ہزار درم آدھے کی
مضاربت پر دئے اور یہ کہا کہ دونون اپنی راے سے کام کرنا یا نہ کہا تو ایک شخص تنہا خرید و فروخت نہین کر سکتا ہے
پس اگر ایک شخص نے آدھے مال مین بدون دوسرے کے حکم کے تصرف کیا تو وہ اس نصف کا ضامن ہوگا کذا فی محیط
السرخسی۔ اور جو کہ اس کے تصرف سے نفع حاصل ہوا وہ اس کا ہے ولیکن اس نفع کو صدقہ کر دے کیونکہ حرام
سبب سے حاصل ہوا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اس صورت مین ایک نے باجازت دوسرے کے کام کیا تو ضامن
نہ ہوگا اور رب المال اپنا راس المال ہر ایک سے نصف نصف لیگا اور جسقدر عامل کے پاس نفع رہا وہ دونون عاملون
اور رب المال مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر وہ مال جو مضارب مخالف پر تھا ڈوب گیا یعنی تلف ہوا تو اپنا
سب راس المال مضارب موافق سے وصول کرلے گا اور اگر کچھ باقی نفع رہگیا تو اس مین سے رب المال آدھا لیگا
اور باقی چوتھائی مین جو مخالف کا حصہ ہے لحاظ کیا جائے گا کہ اگر اُسی قدر ہے جسقدر مضارب مخالف پر ڈوبا ہے
تو اسمین محسوب کر لیا جائے گا اور اگر یہ چوتھائی اس سے زیادہ ہے جسقدر اسپر ہے تو جسقدر اسپر ہے وہ اُسمین سے
محسوب کر کے باقی اُسکو دیا جاویگا تا آنکہ اس کے تمام حصہ نفع تک پورا ہو جاوے اور اگر یہ تہائی اس سے کم ہو جسقدر
اس پر ہے تو اس نفع کی مقدار تک اُس سے محسوب کر لیا جاویگا اور جو اُسپر باقی رہا اس کو وہ وقت فراخ دستی کے
ادا کرے اور اُسکی یعنی مسئلہ مذکورہ کی مثال یہ ہے کہ راس المال ہزار درم ہو اور مضارب موافق کے پاس ڈیڑھ ہزار درم ہین
ہزار درم نفع کے ہین اور پانچسو درم راس المال کے ہین اور پانچ سو درم راس المال کے مضارب مخالف پر قرضہ ہین پس
رب المال اپنے راس المال مین ہزار درم لے لیگا اور مضارب موافق کے پاس پانچسو درم رہجاوینگے یہ نفع ہین ان کو
پانچسو درم کے ساتھ جو مضارب مخالف پر قرض ہین ملایا جاوے پس ہزار درم نفع ہو گئے اس کے چار حصے کیے جاوین دو حصہ رب المال
کو ملینگے اور ایک حصہ مضارب موافق کو اور باقی ایک حصہ مضارب مخالف کا رہا پس معلوم ہوا کہ مضارب مخالف کا حصۂ
نفع ڈھائی سو درم ہین اور قرضہ سکے اُسپر پانچ سو درم ہین پس یہ دو سو پچاس درم اُسکے نفع کے اُسمین محسوب کر لیے
جاوینگے اور اُسپر ڈھائی سو درم قرضہ باقی رہینگے وہ اُس سے جب آسودہ حال ہو جاوے تو وصول کر لیے جاوینگے اور اگر

مضارب موافق کے پاس دو ہزار پانسو درم ہون پس رب المال کے ہزار درم دیگر باقی ہین پانچ سو درم جو مضارب مخالف پر ہین ملانے سے کل دو ہزار درم نفع کے ہوئے اس مین سے موافق تقسیم کے مخالف مضارب کا چوتھائی نفع پانچ سو درم ہوئے اور یہ اسی قدر ہین جتنے اسپر قرضہ ہین پس اس کو کچھ واپس دینا نہ پڑے گا۔ اور اگر مضارب موافق کے پاس تین ہزار درم ہون تو رب المال کا راس المال دینے کے بعد جو کچھ مضارب مخالف پر قرضہ ہے وہ ملانے سے دو ہزار پانچ سو درم نفع کے ہوئے اس مین سے مخالف کا چوتھائی حصہ یعنی چھ سو پچیس درم ہوئے پس اس مین سے اس قدر جو اُسپر ہے یعنی پانچ سو درم نکال لینے کے بعد ایک سو پچیس درم باقی رہے وہ اُسکو واپس کردیے جاوینگے اور یہی اسکا تمام حصہ ہے اور باقی نفع رب المال اور مضارب موافق کے درمیان تین حصون مین موافق ان کے حصہ کے تقسیم ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب مخالف کا مقبوضہ تلف نہ ہوا بلکہ اس عامل کا مقبوضہ تلف ہوا جسنے دوسرے کے حکم سے کام کیا ہے تو رب المال اُس مضارب مخالف سے نصف راس المال کی ضمان لے گا اس کے سوا اس سے کچھ نہ لے گا اور اگر دونون مضاربون نے ہزار درم مضاربت پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو باہم برابر تقسیم کرلیا پھر ایک نے نصف سے ایک غلام خریدا پھر دوسرے نے اُسکے خرید کی اجازت دی تو اس کی اجازت سے وہ غلام مضاربت مین سے نہ ہوگا اور اگر دونون نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا پھر ایک نے اس کو کسی ثمن معلوم کے عوض بیچا اور دوسرے نے اجازت دی تو جائز ہے۔ اسی طرح اگر رب المال نے اجازت دیدی تو جائز ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ ایک غلام دونون نے خریدا پھر ایک نے اس کو بعوض کسی اسباب یا باندی کے فروخت کیا اور دوسرے نے اجازت دیدی تو قیاساً جائز نہین ہے اور استحساناً جائز ہے۔ اور اگر دوسرے نے اجازت نہ دی یہان تک کہ بائع نے اس اسباب یا باندی پر قبضہ کرلیا اور اس کو ہزار درم کو فروخت کیا پھر دوسرے نے اجازت دی تو جائز نہین ہے اور وہ غلام مضاربت مین واپس دلایا جائے گا اور دونون کے قبضہ مین رہے گا اور مضارب بائع کو اس اسباب یا باندی کی قیمت اس کے مالک کو دینی پڑے گی اور اسکا ثمن اُسکو ملیگا اور اگر شریک نے غلام کے بعوض باندی یا اسباب کے بیچنے کی اجازت نہ دی مگر رب المال نے اجازت دی تو بیع جائز ہو جاویگی اور غلام بیچنے والے کو غلام کی قیمت رب المال کو دینی پڑیگی اور جو اُس نے خریدا ہے وہ اسی کا ہوگا اور مضاربت باطل ہو جاوے گی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک مضارب نے بدون دوسرے کی اجازت کے کسیقدر مال کسی شخص کو بضاعت مین دیا اور بضاعت لینے والے نے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اُٹھایا تو یہ نفع و نقصان اُسی مضارب بضاعت دینے والے پر پڑے گا اور رب المال کو ضمان لینے مین اختیار ہے چاہے بضاعت لینے والے سے لیوے اور وہ بضاعت دینے والے سے پھیر لیگا اور چاہے مضارب بضاعت دینے والے سے لے اور وہ اپنے بضاعت لینے والے سے کچھ نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر دونون مضاربون مین سے ہر ایک نے دوسرے کو اجازت دیدی کہ جسقدر مال چاہے بضاعت مین دیوے پس ایک نے کسی کو بضاعت دی اور دوسرے نے دوسرے کو دی تو یہ دونون پر اور رب المال پر بھی جائز ہے۔ اور اگر دونون مضاربون نے کوئی غلام کسی شخص کے ہاتھ فروخت کیا تو ہر ایک کو اختیار ہے کہ مشتری سے آدھے دام وصول کرلے اگرچہ اسکے شریک نے اُسکو اجازت نہ دی ہو اور آدھے

دام سے زیادہ نہین لے سکتا ہے الا اس صورت مین کہ شریک اُسکا اجازت دیدے پس اگر اجازت دیدی تو آدھے سے زیادہ وصول کر لینا جائز ہے اور اگر رب المال نے مضاربت دیتے وقت دونون سے کہدیا تھا کہ یہ مال بضاعت مین نہ دینا پھر دونون نے بضاعت مین دیا تو دونون ضامن ہون گے۔ اور اگر دونون نے رب المال کو بضاعت مین دیا تو یہ مضاربت پر قرار رکھکر جائز ہوگا کذا فی المبسوط

چھٹا باب مضارب پر شرطین قائم کرنے کے بیان مین۔ اصل یہ ہے کہ رب المال نے جب مضاربت مین مضارب پر کوئی شرط قائم کی پس اگر ایسی شرط ہو کہ اس مین رب المال کا فائدہ ہو تو مضارب کو اُسکی نگاہداشت ضروری ہے اور اُسکا وفا کرنا واجب ہے اور اگر وفا نہ کی تو مخالف اور عامل بلا اجازت قرار دیا جاویگا اور اگر اُسمین رب المال کا کوئی فائدہ نہین ہے تو صحیح نہین اور مثل کالعدم مسکوت عنہ کے قرار دیجاویگی کذا فی المحیط اور اگر رب المال نے مضارب کے واسطے مال مین تصرف کرنے کی خصوصیت کسی شہر خاص یا کسی متاع خاص[ع] کیساتھ کردی تو مضاربت اُسی کے ساتھ مقید ہوگی اور مضارب کو اُس سے تجاوز کرنا روا نہین اسی طرح ایسے شخص کو بضاعت بھی نہین دے سکتا ہے جو اس کو اُس شہر سے باہر لیجاوے۔ پس اگر مضارب اس کو اس شہر سے باہر لے گیا اور دوسرے شہر مین جاکر خرید و فروخت کی تو ضامن ہوگا اور یہ اسی کے واسطے ہوگا اور نفع بھی اسی کا ہوگا۔ اور نقصان بھی اسی پر پڑے گا۔ اور اگر کوئی چیز خرید و فروخت نہ کی حتی کہ واپس کرکے اسی شہر مین جو معین کیا ہے لے آیا تو ضمان سے بری ہوگیا۔ اور وہ مال مضاربت مین بحالہ ہوگیا۔ اسیطرح اگر کسی قدر مال سے اسی شہر مشروط مین خرید کی اور باقی کو جو باہر لے گیا تھا واپس کرلایا تو سب مضاربت مین قرار دیا جاوے گا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر آدھے مال سے کوفہ مین نہ خریدا حالانکہ کوفہ رب المال نے معین کیا تھا بلکہ کوفہ سے خارج خرید کی اور باقی آدھے مال سے واپس لاکر کوفہ مین خرید و فروخت کی تو جسقدر کوفہ سے خارج خریدا اُسکا ضامن ہے اور اس کا نفع اسی کا اور گھٹی اسی پر پڑیگی اور جسقدر سے واپس لاکر کوفہ مین خرید و فروخت کی ہے وہ مضاربت مین ہوگا۔ اور اصل مین ہے کہ مضارب اس صورت مین امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک مخالفت[ل] کا نفع سب صدقہ کر دے گا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر یہ شرط کی کہ کوفہ کے بازار مین مضاربت کرے اس نے دوسری جگہ کام کیا تو استحساناً جائز ہے اور اگر اسطرح کہا کہ سوائے بازار کوفہ کے کہین مضاربت نہ کرے اور اُسنے دوسری جگہ کام کیا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ جن الفاظ سے تقیید ہو جاتی ہے یعنی کسی جگہ کام کرنا خاص مقید ہو جاتا ہے یہ ہین کہ مین نے تجھے مال مضاربت مین دیا بشرطیکہ تو کوفہ مین کام کرے یا تاکہ تو کوفہ مین کام کرے یا پس اس کے ساتھ کوفہ مین مضاربت کر یا یون کہا کہ کوفہ مین آدھے کی مضاربت پر مین نے تجھے مال دیا تو ان صورتون مین خاص کوفہ ہی مین کام کر سکتا ہے غیر جگہ نہین کر سکتا ہے اور جو لفظ اس معنی کو مفید نہین ہین وہ اس طرح ہین کہ مین نے تجھے مضاربت مین مال دیا اور تو کوفہ مین کر یا تو کوفہ مین کام کر پس اس سے خصوصیت منحصر کوفہ پر نہین ثابت ہوتی ہے۔ اور ضابطہ یہ ہے کہ اگر اس نے مضاربت کیساتھ ایسا لفظ ذکر کیا جو مبتدا نہین ہو سکتا ہے بلکہ کلام سابق پر مبنی کیا جا سکتا ہے تو اس صورت مین کلام سابق سے متعلق و مبنی کیا جاویگا جیسا کہ پہلے الفاظ مین ہے کہ اس مین مضاربت کے کام کے ساتھ کوفہ مین کام کرنا مقید ہے مبتدا نہین قرار دیا جا سکتا ہے۔ اور یہ زبان اُردو کے قواعد مین جاری ہے۔ اور اگر ایسا نہو بلکہ جو لفظ اُسنے قید کے واسطے ذکر کیا ہے وہ ایسا ہو کہ مبتدا[ع۲] ہو سکتا ہے تو اس کو مبتدا قرار دینگے جیسے کہ دوسرے الفاظ مین ظاہر ہے پس یہ کلام زائد بطور مشورہ کے قرار دیا جاوے گا

[ل] یعنی بقدر مال جس مین مخالفت کی ہے ۱۲ [ع] ... [ع۲] یعنی مستقل کلام ہو ... ۱۲

اور مضارب کو اختیار ہوگا کہ کوفہ مین یا غیر جگہ کام کرے یہ کافی مین ہے مگر مترجم نے اپنی زبان کے موافق تشریح کی ہے قدوری
مین ہے کہ اگر مضارب کو ہزار درم دیے اور یہ کہا کہ یہ ہزار درم آدھے کی مضاربت پر اس شرط سے لے کہ تو اس سے طعام
خریدے تو یہ قید یعنے طعام کی صرف گیہون اور اس کے آٹے پر قرار دی جاوے گی اسی طرح اگر یون کہا کہ یہ ہزار
درم آدھے کی مضاربت پر لے پس اس سے طعام خرید کر تو بھی ایسا ہی ہے یا کہا کہ یہ ہزار درم آدھے کی مضاربت پر لے
تا کہ اس سے طعام خریدے یا کہا کہ طعام کی مضاربت مین لے تو ان سب سے مضاربت طعام کے ساتھ مقید ہو گی
حتی کہ اگر اس نے طعام کے سوا کوئی اور چیز خریدی تو مخالف اور ضامن ہوگا۔ اور اس کو اختیار ہے کہ طعام خواہ شہر
مین خریدے یا دوسری جگہ خریدے اور طعام مین بضاعت دے کیونکہ تخصیص صرف طعام کی ثابت ہوئی ہے اور
باقی خریدنے کی جگہ وغیرہ سب عام رہیگی اور اگر یون کہا کہ یہ ہزار درم لے اور اس سے طعام خرید تو اس کو اختیار
ہے کہ چاہے آٹا گیہون کا اور گیہون خریدے یا اور کوئی چیز خریدے اور اس کا یہ کہنا کہ اس سے طعام خرید بہ طور
مشورہ کے قرار دیا جاوے گا یہ محیط مین ہے۔ **قال المترجم** طعام کے لفظ سے گیہون اور اس کے آٹے کی خصوصیت
ہونا باعتبار اطلاق اہل کوفہ کے ہے اور ہماری زبان مین اگر اس لفظ کو استعمال کیا تو یہ خصوصیت نہ ہوگی بلکہ میرا
گمان ہے کہ گیہون یا اس کا آٹا خصوصاً مراد نہ ہو کیونکہ طعام سے اگر اناج کہا جائیگا تو سب قسم کے اناج کو شامل ہے
اور اگر مطعوم فی الحال مراد ہے تو ہر چیز جو کھائی جاوے اور از قسم طعام ہو وہ مراد ہوگی واللہ اعلم اور بعض مشائخ نے اس
لفظ طعام کو اپنی زبان فارسی مین ان معنی سے منحرف کر کے تصریح کر دی ہے کہ ہماری زبان مین اس سے گیہون و اس کا
آٹا مراد نہ ہوگا۔ فاحفظہ۔ اگر اس کو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ مضاربت مین خاصۃً طعام خریدے تو اس کو
اختیار ہے کہ جب خاصۃً طعام کے واسطے نکلے تو اپنے واسطے کوئی ٹٹو کرایہ کر لے جیسا کہ طعام کے واسطے کرایہ کریگا
اور یہ بھی اس کو اختیار ہے کہ کوئی ٹٹو اپنے سفر کے واسطے خریدے جیسا کہ تاجر لوگ کیا کرتے ہین اور بھی اسکو اختیار
ہے کہ اگر کرایہ مین نہ پاوے تو طعام لادنے کے واسطے باربرداری خریدے بلکہ خرید لینا کرایہ کرنے سے زیادہ موافق
ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور طعام لادنے کے واسطے کشتی نہ خریدے الا اس ملک مین جہان تاجرون کی ایسی عادت ہو پس
اگر مضاربت علی العموم ہے تو کشتی خریدنا بھی جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اس کو اختیار ہے کہ بعض مال سے کوئی
ایسا بیت خریدے کہ جس مین طعام کی حفاظت کرے اور اس مین فروخت کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رقیق
مین مضاربت کے واسطے اس کو ہزار درم دیے تو سوائے رقیق کے اور کوئی چیز نہین خرید کر سکتا ہے ہان اسکو اختیار
ہے کہ اسی شہر مین جس مین مال دیا ہے رقیق خریدے یا دوسرے شہر مین خریدے اور اس کو رقیق مین بضاعت دینے کا
بھی اختیار ہے اور اس کو رقیق لادنے کے واسطے ٹٹو کرایہ لینے بھی جائز ہین اور یہ بھی اختیار ہے کہ رقیقون کے واسطے
کھانا کپڑا اس مال سے خرید دے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضاربت مین یہ شرط لگائی کہ فلان شخص سے خریدے اور اسی
کے ہاتھ فروخت کرے تو تقیید صحیح ہے اور اسکے سوا دوسرے سے خرید و فروخت نہین کر سکتا ہے یہ کافی مین ہے
اور اگر اسکو اس شرط سے مضاربت مین مال دیا کہ اہل کوفہ سے خرید و فروخت کرے اسنے کوفہ مین ایسے شخص سے

خرید و فروخت کی جو کوئی نہین ہے تو جائز ہے اسیطرح اگر اُسکو بیع صرف کے واسطے اس شرط سے مال مضاربت دیا کہ صرافون
سے خرید و فروخت کرے تو اُسکو غیر صرافون سے بھی خرید و فروخت کا اختیار ہے یہ مبسوط مین ہے اور اگر عقد مضاربت
کے واسطے کوئی وقت معین کر دیا تو مضاربت اسی وقت تک مقید ہوگی حتی کہ اسوقت کے گذر جانے سے مضاربت
باطل ہو جائے گی یہ کافی مین ہے۔ اور اگر کسی کو مضاربت مین ہزار درم اس شرط سے دیے کہ نقدی سے خریدے
اور نقدی سے فروخت کرے تو سوائے نقدی سے خرید و فروخت کرنے کے اس کو اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے۔
اور اگر اُسکو حکم کیا کہ اُدھار بیچے اور نقد نہ بیچے اور اس نے نقدی سے بیچا تو جائز ہے اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ اسوقت
ہے کہ اس نے نقد سے اس کے مثل پر قیمت پر یا زیادہ پر بیچا ہو یا جسقدر راس سے ثمن بیان کیا ہے اس کے مثل پر
فروخت کیا ہو اور اگر اس سے کم کو نقد فروخت کیا تو وہ مخالف قرار دیا جائے گا یہ مبسوط مین ہے اور اگر کہا کہ
اس کو ہزار سے زیادہ پر نہ بیچے اسنے زیادہ پر بیچا تو جائز ہے کیونکہ اس مین رب المال کی بہتری ہے کذا فی الحاوی اور اگر
مضاربت پہلے مطلقہ ہو پھر بعد عقد مضاربت کے مضارب کے عمل کرنے سے پہلے یا اس کے عمل کرنے اور خرید و فروخت
کرکے دام وصول کرکے مال نقدی یعنے درم و دینار ہو جانے کے بعد رب المال نے کوئی قید لگائی مثلاً کہا کہ ادھار
نہ بیچے یا گیہون و اُسکا آٹا وغیرہ نہ خریدے یا فلان شخص سے نہ خریدے یا سفر نہ کرے تو یہ تخصیص جائز ہے اور اگر
مضارب نے کام شروع کیا اور راس المال عروض ہو گیا پھر ایسی تخصیص کی تو صحیح نہین ہے۔ اور اگر اس کو سفر کرنے
سے منع کر دیا تو موافق روایت کے مضاربت مطلقہ مین سفر جائز ہے اور اگر مال عروض ہو گیا ہو تو منع کرنا صحیح نہین ہے
یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور جب اس نے تھوڑے مال سے کوئی چیز خریدی پھر رب المال نے کہا کہ اس مال سے
سوائے گیہون کی تجارت کے کوئی کام نہ کرے تو باقی مال سے اُسکو سوائے گیہون کی مضاربت کے کوئی کام کرنا جائز
نہین ہے اور جب اس شے کو فروخت کیا اور نقد دام آئے تو اُسسے بھی سوائے گیہون کے کچھ نہین خرید سکتا ہے یہ حاوی
مین ہے اگر کسی کو مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ اس سے ثیاب خرید و فروخت کرے پس ثیاب بنی آدم کے ملبوس کا
اسم جنس ہے یعنے جامہ جو بنی آدم پہنتے ہین تو اُسکو اختیار ہے کہ اس مال سے خز و حریر و قز و سوت کے کپڑے و کتان و
چادرین و طیلسان و اختیات وغیرہ ایسے کپڑے خریدے اور اسکو یہ اختیار نہین ہے کہ پلاس و پردے و انماط و تکیہ
و خیمہ ابرے وغیرہ ایسے کپڑے خریدے۔ اور اگر اس شرط سے دیا کہ اس کے عوض ثیاب البز خریدے تو بز مین فقط روئی
و کتان کے کپڑے شامل ہونگے اور اس کو حریر و خز و قز کی چادرین و طیلسان وغیرہ خریدنے کا اختیار نہ ہوگا کذا فی المبسوط

ساتوان باب مضارب کے مال مضاربت غیر کو دینے کے بیان مین

اگر مضارب نے رب المال کی بلا اجازت دوسرے کو
راس المال مضاربت کے واسطے دیا تو جب تک دوسرا اسمین تصرف نہ کرے مضارب دینے والا ضامن نہ ہوگا اور یہی ظاہر
الروایۃ ہے یہ تبیین مین لکھا ہے پھر رب المال کو اختیار ہے چاہے اول سے اپنے راس المال کی ضمان لے یا دوسرے سے ضمان
لے پس اگر اس نے اول سے ضمان لے لی تو اول و ثانی مین مضاربت صحیح ہوگی اور نفع دونون مین موافق شرط کے مشترک
ہوگا اور اگر اس نے ثانی سے ضمان لی تو وہ اول کی طرف رجوع کریگا اور جس قدر اُسنے ضمان مین دیا ہے وہ اس

لے لیگا اور اول و ثانی مین مضاربت صحیح ہوگی اور نفع دونون مین موافق شرط کے مشترک ہوگا اور وہ نفع ثانی کو حلال ہوگا اور اول کو حلال نہوگا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے یہ اختیار کیا کہ جو نفع مضارب ثانی نے حاصل کیا ہے اُسمین سے اپنا مشروط حصہ جو پہلے مضارب سے شرط کیا تھا لے لے اور کسی سے دونون مین سے کچھ ضمان نہ لے تو یہ نہین کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے اور یہ سب اسوقت ہے کہ دونون مضاربتین صحیح ہون کذا فی التبیین اور اگر مضاربت اولی فاسد ہو اور دوسری جائز ہو تو دونون سے کسی پر ضمان نہین ہے اور تمام نفع رب المال کو ملیگا اور پہلے مضارب کو اجر المثل ملیگا اور دوسرے مضارب کا پہلے مضارب پر نفع مشروط کے برابر لازم آوے گا۔ اور اگر پہلی مضاربت جائز اور دوسری فاسد ہو تو بھی کسی پر ضمان نہوگی اور دوسرے کا اجر المثل پہلے اور پہلے کو موافق شرط کے نفع ملیگا اسیطرح اگر دونون مضاربتین فاسد ہون تو بھی کوئی ضمان نہوگا یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب نے مال تلف کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا تو خاصۃً اسی پر ضمان ہوگی پہلے پر نہ آویگی کیونکہ اُس نے اُس فعل مین مضارب اول کی مخالفت کی یعنی ضمان اسی پر مقصود ہوگی بخلاف اسکے اگر اس نے مضاربت کا کام کیا ہو تو اس نے اول کے حکم کی فرمانبرداری کی اسی واسطے رب المال کو دونون مین سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہوتا ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب کے کام شروع کرنے سے پہلے تمام مال اُسکے پاس سے کسی غاصب نے غصب کیا تو دونون مین سے کسی پر ضمان نہ آوے گی بلکہ ضمان خاصۃً غاصب پر آوے گی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دوسرے مضارب نے کسی تیسرے کو وہ مال بضاعت مین دیدیا وہ خرید و فروخت کرتا ہے تو رب المال کو اختیار ہے کہ تینون مین سے جس سے چاہے ضمان لیوے اور جو نفع ہو وہ دونون مضاربون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا رب المال کو کچھ نہ ملیگا اور گھٹی پہلے مضارب پر پڑیگی پس اگر رب المال نے پہلے مضارب سے ضمان لے لی تو دوسری مضاربت صحیح ہو جاویگی اور اگر دوسرے مضارب سے ضمان لی تو وہ اول سے واپس لے لیگا۔ اور اگر مستبضع سے یعنے جسکے پاس بضاعت ہے اس سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے لے لیگا اور دوسرا پہلے سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربت مین اس شرط سے دیا کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نفع رزق دے وہ ہم دونون مین مشترک ہوگا یا ہم دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اُس سے کہدیا کہ اپنی راے سے اُسمین عمل کرے پس اول نے دوسرے مضارب کو تہائی نفع کی شرط سے دیدیا تو جائز ہے۔ اور دوسرے کو تہائی نفع اور رب المال کو آدھا اور پہلے کو چھٹا حصہ نفع ملیگا اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے کے واسطے آدھے نفع کی شرط لگائی تو اُسکو آدھا نفع اور رب المال کو آدھا نفع ملیگا۔ اور پہلے مضارب کو کچھ نہ ملیگا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے مضارب کے واسطے دو تہائی نفع کی شرط کی تو نفع رب المال اور دوسرے مضارب مین نصفا نصف تقسیم ہوگا اور پہلا مضارب دوسرے کو چھٹے حصے نفع کے مثل ڈانڈ دے گا۔ یہ فتاوی قاضی خان مین ہے اور اگر رب المال نے پہلے مضارب سے یون کہا کہ جو کچھ تو نے اس مین نفع حاصل کیا وہ ہم دونون مین آدھا آدھا ہوگا یا جو کچھ تجھے نفع یا زیادتی ملے یا کہا کہ جو کچھ تو نے اس مین حاصل کیا یا جو کچھ تجھے اللہ تعالیٰ نے اس مین رزق دیا یا کہا کہ جو کچھ تجھے اس مین نفع پہونچا وہ ہم دونون مین نصفا نصف ہوگا اور اُس نے کہدیا کہ اپنی راے سے اس مین عمل کرے اس نے دوسرے کو آدھے یا دو تہائی یا پانچ چھٹے حصے کے نفع سے دیدیا تو سب جائز ہے اور دوسرے کو تمام وہ نفع جو

اُسکے لیے شرط کیا ہے دیا جاوے گا اور باقی نفع پہلے اور رب المال کے درمیان برابر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے ۔ منتقی مین ہے کہ بشر بن الولید رح نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت پر دیدیا اور کہا کہ جو کچھ اللہ تعالی رزق دے وہ ہمارے اور تیرے درمیان ہے پس آدھا نفع رب المال کا اور باقی آدھا دونون مضاربون مین برابر تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اُسنے دوسرے کو مضاربت پر دیدیے اور کہدیا کہ اپنی راے سے کام کرے تو دوسرے کو بھی اختیار ہے کہ تیسرے کو مضاربت پر دیدے اور دوسرا مضارب اس امر مین مثل اول کے ہوگا۔ کذا فی الذخیرہ۔ اور اگر اول نے دوسرے کو مضاربت پر دیا اور اس سے یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے تو دوسرا اس کو تیسرے کو مضاربت مین نہین دیسکتا ہے یہ محیط مین ہے اگر کسی شخص نے ایک شخص کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور اس سے یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اس نے دوسرے کو تہائی کی مضاربت پر دیدیا اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے عمل کرے اور دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصہ کی مضاربت پر دیدیا اس نے کام کیا اور نفع یا نقصان اُٹھایا تو پہلا مضارب ضمان سے بری ہے اور رب المال کو اختیار ہے کہ چاہے دوسرے سے اپنے راس المال کی ضمان لے یا تیسرے سے ضمان لے پس اگر اُسنے دوسرے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر تیسرے سے ضمان لی تو دوسرے سے واپس لے سکتا ہے اور نفع دونون کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور اگر پہلے مضارب نے دوسرے کو تہائی پر مال دیتے وقت کہدیا تھا کہ اپنی راے سے کام کرے پس دوسرے نے تیسرے کو چھٹے حصے کے نفع پر دیدیا اور اس نے نفع یا نقصان اُٹھایا تو رب المال کو تینون مین سے ہر ایک سے ضمان لینے کا اختیار ہے پس اگر تیسرے سے ضمان لی تو وہ دوسرے سے واپس لیگا اور دوسرا پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر دوسرے سے ضمان لی تو وہ پہلے سے واپس لیگا۔ اور اگر پہلے سے ضمان لی تو وہ کسی سے نہین لے سکتا ہے پھر جب پہلے مضارب کی ملک مستقر ہو گئی تو دوسری اور تیسری دونون مضاربتین صحیح ہو گئین اور گھٹی پہلے مضارب پر پڑے گی اور نفع ثابت تیسرے کو چھٹا حصہ اور دوسرے کو چھٹا حصہ اور پہلے کو دو تہائی ملیگا یہ مبسوط مین ہے اور مضارب کو اختیار ہے کہ دوسرے سے شرکت عنان کرے اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جب نفع دونون مین تقسیم ہوا تو مال مضاربت مع حصۂ نفع مضارب کے ہوگا پس اس مین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور جو بڑھا وہ دونون مین شرکت مین ہوگا یہ بدائع مین ہے اور اگر مضارب اول نے مال کسی کو مضاربت پر اس شرط سے دیا کہ دوسرے کو نفع مین سے سو درم ملینگے اُسنے کام کیا پس نفع یا نقصان اُٹھایا یا کام کرنے کے بعد مال اُسپر ڈوب گیا تو رب المال کسی سے ضمان نہین لے سکتا ہے اور گھٹی اسی پر ہوگی اور مال کا ڈوب جانا یعنی ضائع ہونا بھی اسی پر ہوگا اور دوسرے کا اجر مثل پہلے مضارب پر ہوگا اور پہلا مضارب اُسکو رب المال سے واپس لیگا۔ اور اگر اسمین نفع ہو تو اولاً مال مین سے عامل کو اجر المثل دیا جاے گا پھر نفع رب المال اور مضارب اول مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور اگر رب المال نے پہلے مضارب کے واسطے سو درم نفع کی شرط کی اور یہ نہ کہا کہ اپنی راے سے کام کرے پھر مضارب نے دوسرے کو آدھے کی

مضاربت پر دیدیا اُس نے کام کیا تو گھٹی یا تلف ہونے کی صورت مین دونون مضاربون پر ضمان آویگی اور اس صورت مین اگر نفع حاصل ہو تو سب رب المال کا ہے اور رب المال پر پہلے مضارب کے واسطے اجر المثل اور پہلے مضارب پر دوسرے مضارب کے واسطے مثل نصف نفع کے جو اس کے خاص مال مین حاصل کیا ہے۔ واجب ہوگا کذا فی المبسوط۔

آٹھوان باب ۔ مضاربت مین مرابحہ اور تولیہ کے بیان مین۔ اس مین تین فصلین ہین **فصل اول** مضارب کے رقم وغیرہ پر مرابحہ یا تولیہ سے فروخت کرنے کے بیان مین۔ **قال المترجم** یہ اصطلاحات کتاب البیوع مین گزر چکی ہین ولیکن اعادہ کیا جاتا ہے۔ مرابحہ وہ بیع کہ ثمن اول سے نفع پر فروخت کرے۔ اور تولیہ برابر ثمن اول کے فروخت کرے اور رقم تاجرون کی نشانی جس سے حال ثمن کا معلوم ہو جس کو ہندی مین آنکھ بولتے ہین۔ فاحفظہ قال محمدؒ فی الجامع صغیر اگر مضارب نے کوئی متاع کچھ خرچہ کے بعد مرابحہ سے فروخت کی تو متاع کے لادنے وغیرہ مین جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا حساب کرے اور جو اس نے اپنے کھانے و کپڑے و تیل و سواری و کپڑے دھلائی و اشیائے ضروری مین خرچ کیا ہے اُس کو محسوب نہ کرے **قال المترجم** یعنی مثلاً کوئی متاع بصرہ سے خرید لایا اور اسکی بار برداری مین دس درم خرچ ہوئے اور ثمن متاع کا سو درم ہے اور اپنے سفر خرچ مین پانچ درم خرچ ہوئے تو یون کہے کہ مجھے ایک سو دس درم مین پڑی ہے اس پر نفع قرار دے اور ایک سو پندرہ درم نہ کہے اور نہ اُسپر نفع لگاوے اور اصل فقہی اس باب مین یہ ہے کہ جس چیز سے مال عین مین حقیقۃً یا حکماً زیادتی ہو وہ راس المال کے معنی مین ہے پس وہ راس المال مین داخل کیجاوے گی اور جو ایسی نہین ہے وہ راس المال کے معنی مین نہین ہے پس وہ راس المال مین ملائی نہ جاوے گی اور جس جگہ ملانا صحیح ہو وہان مضارب کو چاہیئے کہ بیع مرابحہ کے وقت یون کہے کہ مجھے اتنے کو پڑی ہے تاکہ کذب سے بچے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی اور اُسپر دو ہزار کی رقم ڈالدی پھر خریدار سے کہا کہ مین اس کو رقم پر مرابحہ سے بیچتا ہون پس اگر مشتری کو اُس کی رقم بتلاوے تو جائز ہے اس مین کچھ ڈر نہین ہے اور اگر مشتری کو رقم نہ معلوم ہوئی تو بیع فاسد ہے پھر جب اسکو معلوم ہوا کہ اس کی رقم اسقدر ہے تو مشتری کو خیار ہوگا چاہے اُسکو لے یا چھوڑ دے اور اگر اس نے قبضہ کر لیا اور فروخت کردی پھر معلوم کیا کہ اسکی رقم اسقدر ہے اور راضی ہو گیا تو اُسکی رضامندی باطل ہے اور اُسپر اُسکی قیمت واجب ہوگی اور اس باب مین تولیہ مثل مرابحہ کے ہے۔ اگر مضارب نے اُس کو رقم پر تولیہ کے طور پر فروخت کیا اور مشتری نہین جانتا ہے کہ اس کی رقم کیا ہے پھر مضارب نے اس کے بعد دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو جائز ہے بشرطیکہ اول نے قبضہ نہ کیا ہو اور اسی طرح اگر اول کو اُسکی رقم معلوم ہوئی اور وہ خاموش رہا قبول نہ کیا یہان تک کہ مضارب نے دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کر دیا تو بھی بیع ثانی جائز ہے۔ اور اگر اول مشتری رقم معلوم کرنے کے بعد راضی ہو گیا پھر مضارب نے اس کو دوسرے کے ہاتھ بطور بیع صحیح کے فروخت کیا تو دوسری بیع باطل ہے۔ اور اگر اول مشتری نے ان صورتون مین مضارب سے لیکر متاع پر قبضہ کر لیا پھر مضارب نے دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا تو بیع ثانی باطل ہوگی اور اگر مشتری اول نے بعد رقم جاننے کے بیع توڑ دی تو بھی دوسری

بیع حسب جائز نہ ہو جاوے گی۔ اور اگر مضارب نے کوئی متاع ہزار درم کو خریدی پھر ایک شخص سے کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ متاع دو ہزار درم کو سو درم کے نفع سے فروخت کرتا ہون اور کچھ رقم وغیرہ کا نام نہ لیا اور اس شخص نے خرید لی پھر اس کو معلوم ہوا کہ مضارب نے ہزار درم کو خریدی تھی تو بیع دو ہزار ایک سو درم کو لازم ہو گی اور جو فعل مضارب نے کیا اس مین کچھ ڈر نہین ہے۔ کذا فی المبسوط۔ اگر یون کہا کہ مین نے تیرے ہاتھ اس کو درم کے ساتھ ایک درم نفع لیکر بیچا تو اگر دس درم کو خریدی ہو تو بیس درم کی ہوئی اور اگر دس درم کی خریدی ہوئی پر ایک درم کے ساتھ دو درم نفع سے بیچی تو تیس درم کی ہوئی اور اگر کہا کہ دس درم کے ساتھ پانچ درم نفع سے بیچی تو پندرہ درم کی ہوئی ایسے ہی اگر ہر درم کے ساتھ نصف درم نفع سے کہا تو بھی پندرہ درم ہوے اور اگر یون کہا بربح العشرۃ خمسۃ عشر یعنی دس درم کے ساتھ پندرہ درم نفع تو قیاساً پچیس درم ہوے۔ اور استحساناً پندرہ درم ہوے **قال المترجم** زبان اردو مین یون شائع ہے کہ دس درم کی چیز نفع کے ساتھ پندرہ درم کو بیچی اور مترجم کا گمان ہے کہ صورت مسئلہ مین شاید استحساناً حکم جو کتاب مین ہے جاری ہو واللہ اعلم بالصواب۔ اسی طرح اگر کہا بربح العشرۃ احد عشر و نصفا یعنی دس درم کی چیز نفع سے ساڑھے گیارہ کو تو نفع ڈیڑھ درم کا ہوگا اور کہا کہ بربح العشرۃ عشرۃ و خمسۃ او خمسۃ و عشرۃ دس درم کی چیز کے ساتھ دس و پانچ کا یا پانچ و دس کا نفع ہے تو دام پچیس درم ہونگے **قلت** یہ بھی بلحاظ ایک نوع کی عربی عبارت کے ہے فافہم۔ کذا فی المحیط السرخسی اگر مال مضاربت سے ایک کپڑا دس درم کو خرید ا اور اُسکے پاس نقصان پاکر تین درم کا رہگیا پھر اس نے ہر درم پر ایک درم گھٹی کے ساتھ فروخت کیا تو دام پانچ درم ہون گے اور اگر ایک درم کے ساتھ دو درم کی گھٹی پر بیچا تو دام تین درم و تہائی درم ہون گے اور اگر فی درم نصف درم کی گھٹی کے ساتھ دیا تو دام چھ درم و دو تہائی درم ہون گے ایسے ہی اگر کہا کہ بوضیعۃ العشرۃ خمسۃ عشر دس درم کے ساتھ گھٹی پندرہ درم کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر مضارب نے ایک غلام خرید ا اور اسپر قبضہ کر لیا پھر اُسکو ایک باندی کے عوض بیچا اور باندی پر قبضہ کرکے غلام دیدیا تو اُسکو اختیار نہین ہے کہ باندی کو مرابحہ یا تولیہ کے ساتھ فروخت کرے الا اُسی شخص کے ساتھ جسکی ملک مین غلام ہے۔ اور اگر وہ شخص جسنے غلام خریدا ہے اُسنے غلام دوسرے کے ہاتھ فروخت کیا یا اُسکو ہبہ کرکے اُسکو سپرد کر دیا پھر مضارب نے باندی کو مرابحہ یا تولیہ سے فروخت کیا تو جائز نہین ہے۔ اور اگر مضارب نے باندی مرابحہ یا تولیہ سے اس شخص کے ہاتھ بیچی جسکو غلام ہبہ کیا گیا ہے تو یہ جائز ہے اور اگر مضارب نے ایسے شخص کے ہاتھ جو غلام کا مالک نہین ہے باندی کو راس المال دس درم پر نفع لیکر فروخت کیا اور غلام کے مالک نے اجازت دیدی تو جائز ہے۔ پھر باندی مضارب کی طرف سے مشتری کی ملک ہو گی اور مضارب غلام لیگا اور جسنے اس سے باندی خریدی ہے مضارب دس درم اس سے لیگا اور غلام کا مولی مشتری سے قیمت غلام کی لیگا اگر مضارب کے قبضہ مین مضاربت کی باندی ہو اس نے بعوض غلام کے فروخت کر دی اور باہم قبضہ کر لیا پھر مضارب نے وہ غلام اُس مشتری کے ہاتھ جسنے باندی خریدی ہے دس کے گیارہ درم نفع کے حساب سے بیچا یعنی دس درم کی چیز پر ایک درم نفع کے حساب سے بیچا تو بیع فاسد ہے اور اگر اُسی کے ہاتھ دس کے ساتھ گیارہ کی گھٹی سے فروخت کی تو جائز ہے اور

مشتری اس مضارب کو اس باندی کے گیارہ جزو کے دس جزو دیگا۔ اور اگر یون کہا کہ مین تیرے ہاتھ یہ غلام دس درم نفع سے بیچتا ہون تو جائز ہے اور مضارب وہ باندی اور دس درم لے لیگا اور اگر کہا کہ دس درم راس المال سے گھٹی سے بیچتا ہون تو بیع باطل ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر راس المال ہزار نیشاپوری ہون اور اس سے ایک غلام خریدا اور غلام ہزار درم رزی کے عوض فروخت کیا اور کہا کہ مین نے اسکو ہزار درم[12] نیشاپوری کو خریدا تھا اور تیرے ہاتھ سو درم نفع پر بیچتا ہون تو مشتری پر ہزار درم نیشاپوری اور سو درم مروزی واجب ہونگے اور اگر کہا کہ دس کے گیارہ نفع کے ساتھ بیچتا ہون یعنی اس حساب سے نفع لون گا تو ثمن اور نفع دونون نیشاپوری ہونگے اور اگر کہا کہ سو درم گھٹی سے بیچتا ہون تو یہ سو درم بھی نیشاپوری ہونگے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کو مال مضاربت دیا اُسنے اس مال سے باندی خریدی اور قبضہ کرلیا اور اسکو بعوض ایک غلام کے فروخت کیا اور باہم قبضہ کرلیا پھر مشتری کے پاس اُس باندی مین زیادتی ہوگئی یا بچہ جنی پھر مضارب نے وہ غلام اس باندی کے مالک کے ہاتھ سو درم نفع سے بیچا حالانکہ اس کو باندی کے بچہ جننے کا حال معلوم نہین ہے پس اگر باندی مین بدن کی زیادتی ہو تو باندی اور سو درم لے لیگا۔ اور اگر بچہ کی زیادتی ہے تو مضارب کو اختیار ہے چاہے باندی و سو درم لے لے یا بیع توڑے اور بچہ نہین لے سکتا ہے۔ اور بیع تولیہ اس صورت مین مثل مرابحہ کے ہے۔ اور مضاربت کا مال ہزار درم ہو اور اُس کے عوض باندی خریدی اور اسکو ڈیڑھ ہزار کو فروخت کیا پھر اس کو ایک ہزار کو خریدا تو صاحبین رح کے نزدیک اُسکو ہزار کے مرابحہ پر فروخت کرے اور امام اعظم رح کے نزدیک پانچ سو درم کے مرابحہ سے فروخت کرے یعنی نفع کا حساب پانچ سو درم سے کرلے۔ اور اگر اسکو ہزار درم و ایک کر درمیانی گیہون سے فروخت کیا ہو یا ہزار درم و ایک دینار سے بیچا ہو پھر اُس کو ہزار درم مین خریدا تو امام اعظم رح کے نزدیک اُس کو مرابحہ سے فروخت نہ کرے اور اگر اسکو سو دینار کو فروخت کیا ہو اور قیمت اُسکی ہزار درم سے زیادہ ہو پھر اُسکو ہزار درم کو خریدا تو امام اعظم رح کے قیاس قول مین اُسکو مرابحہ سے فروخت نہ کرے۔ اور اگر مضارب نے وہ باندی کسی کیلی یا وزنی چیز یا کسی عرض کے عوض کہ جس کی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہے فروخت کی پھر اُس کو ہزار درم مین خریدا تو اُس کو ہزار پر نفع[اسا بتنے ۱۲] بمرابحہ فروخت کرنا جائز ہے یہ محیط مین ہے

فصل دوسری رب المال و مضارب سے خرید و فروخت مین مرابحہ کے بیان مین۔ اگر مضارب نے رب المال سے یا رب المال نے مضارب سے کوئی چیز خریدی اور اس کو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو ثمن سے کمتر و نفع حصہ مضارب پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ تاتارخانیہ مین اسبیجابی سے منقول ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور رب المال نے ایک غلام پانچسو درم کو خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار درم کو بیچا تو مضارب اسکو پانچ سو درم پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے ولیکن اگر اس خرید و فروخت کو جیسی واقع ہوئی ہے سب صاف بیان کردے تو جس طرح چاہے فروخت کرسکتا ہے۔ کذا فی البدائع۔ اور اگر مضارب نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ایک ہزار دو سو درم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ایک ہزار ایک سو پر

مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے کذا فی الکافی **قال المترجم** یہ اس وقت ہے کہ مضاربت آدھے پر ہو فافہم۔ اور اگر رب المال نے ہزار کو ایک غلام لیا اور مضارب کے ہاتھ پانچ سو درم پر مال مضاربت سے فروخت کیا تو مضارب اس کو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر رب المال نے پانچ سو درم کو خریدا اور مضارب کے ہاتھ ایک ہزار ایک سو کو فروخت کیا تو وہ اسکو پانچ سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے۔ اور اگر مضارب نے اسکو چھ سو کو خریدا ہو تو مضارب اسکو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اپنے ذاتی حصہ نفع کو محسوب نہ کرے گا تاوقتیکہ جو اس نے نقد دیا ہے ہزار سے زیادہ نہو اور جب زیادہ ہو تو اپنے ذاتی حصہ کو ہزار سے زیادہ پر محسوب کرے گا۔ اور اسی قیاس پر تمام مسائل جاری ہوتے ہین یہ حاوی مین ہے اور اگر رب المال نے اسکو ہزار مین خریدا حالانکہ اُس کی قیمت دو ہزار ہے پھر اُسکو مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا بعد از انکہ مضارب ایک ہزار درم راس المال سے مضاربت کا کام شروع کر چکا ہے اور اس مین ایک ہزار کا نفع پا چکا ہے تو وہ اُسکو ایک ہزار پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا۔ اسی طرح اگر رب المال نے پانچ سو کو دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو بیچا تو وہ اسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو ہزار مین خریدا اور قیمت بھی اُسکی ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر رب المال نے اس کو پانچ سو مین خریدا اور قیمت اسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو مضارب اُسکو پانچ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کوئی غلام ڈیڑھ ہزار کی قیمت کا ہوا اور رب المال نے اسکو ہزار درم مین خریدا اور مضارب کے ہاتھ ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر رب المال نے اُسکو دو ہزار مین خریدا اور قیمت اُسکی ایک ہزار ہے اور مضارب کے ہاتھ اُسکو دو ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے ڈیڑھ ہزار کا اسباب ایک ہزار مین خریدا اور مضارب کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار مین فروخت کیا تو مضارب اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کریگا ولیکن اگر صورت واقعہ کو ویسا ہی بیان کر دے تو اختیار ہے جس طرح چاہے۔ فروخت کرے۔ کذا فی البدائع اور اگر رب المال بدون عوض کے کسی غلام کا مالک ہوا اور مضارب کے ہاتھ مضاربت کے ہزار درم پر فروخت کیا تو وہ اس کو مرابحہ سے فروخت نہ کرے تاوقتیکہ بیان نہ کر دے کہ مین نے اس کو رب المال سے خریدا ہے یہ مبسوط مین ہے مضارب نے ہزار کی قیمت کا غلام پانچ سو درم مین خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو مرابحہ سے پانچ سو درم پر فروخت کر سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار درم کو فروخت کیا تو رب المال اس کو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے گا۔ اور اگر مضارب نے پانچ سو درم مضاربت سے غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ ڈیڑھ ہزار ثمن پر یعنی جسکے عوض مضارب نے خریدا ہے مع نفع مضاربت کے اُسپر

مرابحہ سے فروخت کرے اور پانچ سو درم نفع رب المال کو طرح دیدے اور وہ پانچ سو درم بھی جس کے ساتھ ملا کر راس المال پورا ہوتا ہے۔ اور اگر مضاربت میں سے پانچ سو درم مضارب پاس رہے تو اس کا اس غلام کے ثمن میں حساب نہ کیا جاویگا اور اس صورت میں غلام کی قیمت اس سے زیادہ ہونا یا کم ہونا دونوں برابر ہیں کچھ فرق نہیں ہے یہ مبسوط میں ہے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا مضارب نے ہزار کو خریدا اور رب المال کے ہاتھ ہزار کو بیچا تو وہ اس کو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر مضارب نے ہزار کو ایک غلام خریدا اور رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا پھر رب المال نے اس کو کسی اجنبی کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا پھر مضارب نے اُس کو اجنبی سے دو ہزار کو خریدا تو مرابحہ سے اسکو بقول امام اعظم رح کے نہیں فروخت کر سکتا ہے الا اس صورت میں کہ صورت واقعہ کو صاف بیان کر دے تو اس کو جس طرح چاہے فروخت کر سکتا ہے اور صاحبین رح کے نزدیک دو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ حاوی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو وہ غلام فروخت کیا اور رب المال نے اجنبی کے ہاتھ ایک ہزار چھ سو درم کو بیچا پھر مضارب نے ڈیڑھ ہزار سے مضاربت کر کے دو ہزار تک بڑھا لیے پھر دو ہزار کو اجنبی سے وہ غلام خریدا تو اُسکو دو ہزار پر مرابحہ سے صاحبین رح کے نزدیک فروخت کر سکتا ہے اور یہ ظاہر ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ایک ہزار چار سو پر مرابحہ سے فروخت کر سکتا ہے یہ مبسوط میں ہے مضارب نے ہزار کو خریدا اور تولیہ میں رب المال کو دیا اس نے اجنبی کے ہاتھ ڈیڑھ ہزار کو مرابحہ سے فروخت کیا پھر مضارب کے دو ہزار کو مرابحہ سے لیا پھر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے تین سو درم یعنی پانچواں حصہ ثمن کم کر دیا تو اجنبی مضارب سے پانچواں حصہ یعنے چار سو درم کم کر دے گا اور امام اعظم رح کے نزدیک اسی کو ایک ہزار دو سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا الا اگر صورت واقعہ صاف بیان کر دی تو جسقدر کو چاہے فروخت کرے اور صاحبین رح کے نزدیک ایک ہزار چھ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور دلیل[ع] یہ ہے کہ جسقدر رب المال نے اجنبی کے ذمہ سے کم کیا اسکے تین حصے کیے جاوینگے دو حصے راس المال میں اور ایک حصہ نفع میں رہے گا پس نفع میں سے سو درم گئے اور چار سو باقی رہے پھر اجنبی پر واجب ہے کہ ایسے ہی مضارب سے کم کرے پس اجنبی ثمن میں سے چار سو درم کم کرے گا پھر ثمن مضارب سے نفع رب المال بھی طرح دیا گیا اور یہ چار سو درم ہیں پس جب ایک ہزار چھ سو سے چار سو درم کم ہوے تو ایکہزار دو سو باقی رہے یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال کے ذمہ سے تولیہ کے ثمن سے دو سو درم کم کیے تو رب المال اجنبی کے ذمہ سے دو سو درم اور اُسکا حصہ نفع یعنی سو درم کم کر دیگا پھر اجنبی مضارب کے ذمہ سے یہ تین سو درم اور اس کا حصۂ نفع سو درم کم کر دے گا تو مضارب کے ہاتھ میں وہ غلام اجنبی کے پاس سے ایک ہزار چھ سو کی خرید میں آیا پھر اگر اسکو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو صاحبین کے نزدیک ایک ہزار چھ سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور امام اعظم رح کے نزدیک ایک ہزار دو سو پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط میں ہے

فصل تیسری دو مضاربوں میں مرابحہ کے بیان میں **قال** محمد رح فی الاصل اگر کسی نے ایک مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے۔ پھر ایک مضارب نے ایک

[ع] یعنی امام اعظم کے قول کی دلیل ۱۲

غلام پانچ سو درم کو مضاربت میں خریدا اور دوسرے مضارب کے ہاتھ ہزار درم میں اُسکو فروخت کیا پھر دوسرے مضارب نے اسکو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہر دو ثمن سے کمتر پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو ایک ہزار مضاربت کے اور ایک ہزار اپنے مال سے دینے میں فروخت کیا تو دوسرا اُسکو ایک ہزار دو سو پچاس پر مرابحہ سے فروخت کرے کیونکہ دوسرے نے آدھا اپنے واسطے خریدا ہے اور اول نے یہ آدھا ڈھائی سو کو خریدا تھا کذا فی البدائع۔ اگر ایک کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے نے اس مال سے مضاربت کر کے دو ہزار کر لیے پھر اول نے ان ہزار درم مضاربت سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو جو اُسکے پاس ہیں فروخت کیا اور قیمت اس کی دو ہزار درم ہے تو دوسرا اس کو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اول نے اس کو ایک ہزار کو اس طور سے خریدا کہ پانچ سو درم مضاربت کے دیے ہوں اور پانچ سو درم اپنے ذاتی دیے ہوں اور باقی مسئلہ بحالہ رہا تو دوسرا اُسکو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر اول نے اس غلام کو ہزار درم اپنے ذاتی سے اور پانچ سو درم مضاربت کے ملا کر خریدا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس اور ایک تہائی درم پر مرابحہ فروخت کرے گا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی سے وہ غلام خریدا ہو تو بھی دوسرا اس کو ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و ایک تہائی درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر ایک کو ہزار درم مضاربت میں دیے ہوں اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے ہوں پس اول نے ہزار درم سے ایک غلام خریدا اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کیا تو وہ اسکو ڈیڑھ ہزار پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ اور اگر اول نے اُسکو پانچ سو درم کو خریدا ہو تو دوسرا اُسکو ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا۔ اور اگر اول نے ہزار درم مضاربت سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ تین ہزار کو فروخت کیا دو ہزار اُسنے مضاربت کے دیے اور ایک ہزار اپنے مال سے دیے تو دوسرا اُسکو دو ہزار اور ایک چھٹے حصے ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اول نے اُسکو مضاربت کے پانچ سو درم سے لیا ہو اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو دوسرا اُسکو ایک ہزار اور پانچ چھٹے حصے ہزار پر مرابحہ سے فروخت کریگا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر ایک شخص کو ہزار درم مضاربت میں اور دوسرے کو دو ہزار درم دیے پس اول نے ایک غلام ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم اپنے مال سے ملا کر خریدا پھر اس کو دوسرے کے ہاتھ تین ہزار درم کو دو ہزار مضاربت سے اور ایک ہزار اپنے مال سے ملا کر فروخت کیا تو دوسرا اس کو چھ سو چھیاسٹھ درم اور دو تہائی درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ مبسوط میں ہے۔۔ اور اگر اول نے اُسکو ہزار درم مضاربت اور پانچ سو درم ذاتی مال سے ملا کر خریدا ہو پھر دوسرے کے ہاتھ اس کو دو ہزار درم مضاربت اور ایک ہزار ذاتی سے فروخت کیا ہو تو دوسرا اُسکو دو ہزار پانچ سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا یہ محیط سرخسی میں ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دوسرے کو دو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر اول نے ایک باندی ہزار درم ذاتی اور پانچسو درم مضاربت کے ملا کر خریدی اور دوسرے کے ہاتھ دو ہزار درم اس کے ذاتی اور ایک ہزار مضاربت کے ملا کے[1] فروخت کی تو وہ اُسکو دو ہزار آٹھ سو تینتیس درم و ایک تہائی درم پر

[1] یعنی کل تین ہزار ۱۲

رابحہ سے فروخت کرے گا پھر جب اس نے ثمن پر قبضہ کیا تو اپنی ذات کے واسطے ہزار درم کا حصہ نکال لیگا اور باقی مضاربت میں رہیگا۔ اور اگر وہ ثمن جسکے عوض فروخت کیا ہے چار ہزار درم ہون تو اس مین سے اُسکے ذاتی سترہ جزو ن مین سے بارہ جزو ہونگے اور باقی مضاربت مین رہیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر کوئی غلام ہزار درم مضاربت اور پانچسو درم ذاتی مال سے خریدا ہو اور دوسرے کے ہاتھ ایک ہزار درم مضاربت اور دو ہزار درم اُسکے ذاتی مال کے عوض فروخت کیا ہو تو دوسرا اُسکو دو ہزار درم و دو تہائی[۱] ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کریگا کذا فی محیط السرخسی

نوان باب مضاربت مین استدانت کے بیان مین۔ **قلت استدانت** اُدھار لینا۔ اگر رب المال نے مضارب کو اُدھار لینے کی اجازت دیدی تو قرضہ دونون پر برابر تقسیم ہوگا اور اگر رہن کیا اور اس کی قیمت اور دین دونون برابر ہین تو مضارب پر اُسکی نصف قیمت ہوگی۔ کیونکہ استدانت کی اجازت دینا دوسرا[۲] عقد ہے اور جو نفع مضاربت[۳] مین حاصل ہو وہ موافق شرط کے رہے گا اور جو استدانت سے حاصل ہو پس اگر عقد مطلقاً ہو تو دونون مین برابر تقسیم کرنے کا حکم کیا جائیگا خواہ مضاربت مین نفع نصفا نصف ہو یا تین تہائی ہو کیونکہ اس عقد کو مضاربت سے باہم کوئی تعلق نہین ہے یہ محیط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیئے تو مضارب کو اس سے[۴] زیادہ کے عوض مضاربت کے لیے کسی چیز کے خریدنے کا اختیار نہین ہے خواہ رب المال نے اُس سے کہا ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے یا نہ کہا ہو پس اگر اس سے زیادہ مال کو کوئی شے خریدی تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربت مین ہوگی اور اس سے زیادہ مضارب کی ہوگی اُسکا نفع و نقصان اسی پر رہے گا اور اس کا ثمن خاصۃً اسی کو دینا پڑے گا اور اس خلط کرنے سے مضارب ضامن نہوگا[۵] یہ فتاوی قاضیخان مین ہے اگر ہزار درم مضاربت کے عوض کوئی چیز خرید لی تو پھر اُسکو دوسری چیز خریدنے کا مضاربت مین اختیار نہین[۶] ہے۔ اور اگر راس المال درم ہون اور مضارب نے اثمان کے سوا یعنی درم و دینار کے سوا کیلی و وزنی چیز کے عوض کوئی اسباب خریدا تو اپنی ذات کے واسطے خریدنیوالا ہوگا کیونکہ اسنے مال مضاربت کے سوا دوسری چیز کے عوض خریدا ہے پس مضاربت مین استدانت کی اور یہ اسکو جائز نہین ہے۔ اور اگر راس المال درم ہون اور اُسنے بعوض دینار کے خرید کیا یا دینار ہون اور بعوض دراہم کے خریدا تو استحساناً مضاربت مین جائز ہے کیونکہ درم و دینار ثمن ہوتے ہین و حق مضاربت مین مثل جنس واحد کے ہین یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اسی طرح اگر فلوس سے خریدا تو اس امام کے موافق جو فلوس سے مضاربت جائز کہتا ہے تو بھی یہی حکم ہے۔ اسی طرح اگر دودھیا درمون سے خریدا حالانکہ مضاربت کے درم سیاہ ہین یا ثابت درمون سے خرید کیا حالانکہ مضارب کے دراہم مکسورہ[۷] ہین تو بھی یہی حکم ہے۔ کذا فی الحاوی۔ اور اگر سونے و چاندی کے تبر[۸]

[۱] قولہ دو تہائی ہزار یعنی ایک ہزار تین حصون مین سے دو حصہ ۱۲م [۲] قولہ دوسرا عقد یعنی شرکت الوجوہ ہے اور کتاب الشرکت کو دیکھو ۱۲ [۳] یعنی مال مضاربت کو ذاتی مال مین خلط کرنے سے غاصب و ضامن نہو جائیگا بلکہ مضاربت باقی رہیگی ۱۲ [۴] کیونکہ مال نہین ہے ۱۲ [۵] یعنی گلائے ہوئے کو فتہ ٹوٹے ہوئے ٹکڑے ۱۲ [۶]... [۷] قولہ مکسورہ یعنی روپیہ ٹوٹے ہوئے یعنی اٹھنیان اور چوانیان وغیرہ ریزگاری ہین ۱۲ [۸] ف درم و دینار مضاربت مین بمنزلہ جنس واحد کے ہین ۱۲

مرضونہ سے جو ثمن ہوسکتے ہین کوئی چیز خریدی تو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا - اور اگر مضاربت مین ہزار درم ہون اور اس نے سو دینار کو کوئی چیز خریدی اور دینارون کی قیمت ہزار درم سے زیادہ ہے تو بقدر حصہ ہزار کے مضاربت مین جائز ہے اور زیادتی مشتری کے ذمہ پڑے گی - اور وہ مضاربت مین شریک ہوگا - اور اگر قیمت سو دینارون کی ہزار درم ہون اور اس نے دینارون سے کوئی چیز خریدی کہ جس کی نیت مضاربت کے واسطے کی تھی پھر دینارون کا بھاؤ گران ہوگیا قبل اسکے کہ مضارب دام ادا کرے اور ڈیوڑھا ہوگیا یعنی سو دینار کی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہوگئی تو یہ گھٹی مال پر آئی پس ہزار درم کے دینار خرید کرکے ادا کردے پھر متاع کو فروخت کرکے اُسکے ثمن سے باقی دینار ادا کرے یہ محیط مین ہے اگر مضاربت کے ہزار درم ہون اُسنے پانچسو درم اور ایک کر گیہون واسطے ایک باندی خریدی اور اسپر قبضہ کرلیا اور دراہم مضارب کے پاس تلف ہوگئے تو مضارب باندی کو اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا ہوگا اور اُسپر باندی کا ثمن واجب ہوگا اور مضاربت کی ضمان اُسپر نہ ہوگی - اور اگر مضارب نے اسکو پچاس دینار کو خریدا ہو اور قبضہ کرلیا ہو اور دام دینے سے پہلے اس کے پاس مضاربت کے درم سب تلف ہوگئے ہون تو رب المال سے استحساناً پچاس دینار پھر لیکر بائع کو دے گا - پھر اگر مضارب نے اُسکے بعد وہ باندی تین ہزار درم یا کم و بیش کو فروخت کی تو رب المال اس مین سے اپنا مال ہزار درم و پچاس دینار لے لیگا پھر جو باقی رہے وہ دونون مین نفع مشترک ہوگا - اگر اسی طرح راس المال نقد بیت المال ہو یعنے جو نقد بیت المال قبول کرتا ہے ویسا ہو اور مضارب نے باندی کو ہزار درم غلہ سے خریدا تو بھی حکم مذکورہ بالا جاری ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور اگر اس نے پہلے پانچ سو درم کو ایک غلام خریدا تو بھی بعد اُس کے پانچسو درم کی مقدار سے زیادہ کو کچھ نہین خرید سکتا ہے - ایسا ہی ہر طرح کا دین جو راس المال مین لائق ہوتا ہو تو یہی حکم ہے کیونکہ بقدر مستحق کے مضاربت سے خارج ہوگا - اسی طرح اگر اُس کے قبضہ مین کوئی باندی یا عرض ہو پس اُسنے مضاربت مین باندی خریدی تاکہ عروض کو فروخت کرکے اُس سے اُس کے دام ادا کرے تو جائز نہین ہے خواہ دام فی الحال دینے کی شرط ہو یا میعادی اُدھار ہون اور اگر میعاد آجانے سے پہلے اپنے مقبوضہ کو فروخت کیا تو اس کو کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ خریدنے کے وقت عقد بیع اُسی کے واسطے ہوچکا ہے وہ بدل کر مضاربت کا نہ ہوجاویگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب نے خرید و فروخت کی اور مال مضاربت مین تصرف کیا یہانتک کہ اُسکے پاس کیلی و وزنی و عددی ہر قسم کے اموال جمع ہوگئے اور درم و دینار اس کے پاس نہ رہے اور نہ فلوس رہے تو اس کو اختیار ہے کہ ایسے ثمن سے کوئی متاع خریدے جس کے مثل جنس و صفت و قدر مین اس کے پاس نہین ہے - مثلاً ایک غلام بعوض ایک کر گیہون وصف کرکے ذمہ رکھکر خریدا پس اگر وہ کر درمیانی گیہون کا ذمہ لیا ہے اور اس کے پاس درمیانی گیہون کا کر موجود ہے تو جائز ہے اور اگر جید ذمہ لیے اور اس کے پاس جید ہین تو جائز ہے - اور اگر اُس کے پاس جیسے ذمہ لیے ہین اُس سے جید یا ردی موجود ہین تو وہ غلام مضاربت کا نہ ہوگا مضارب ہی کا ہوگا کذا فی البدائع - اور اگر اُدھار گیہون سے خریدا حالانکہ اس کے پاس گیہون موجود ہین تو جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے - اور اگر مضارب کو رب المال نے

حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے اس نے کچھ کپڑے خریدکے اُن کو اپنے پاس سے عصفر سے رنگا تو بقدر عصفر کی زیادتی کے وہ مضاربت مین شریک ہوگا اور اصل کپڑے مال مضاربت مین قرار دیے جاوین گے اور رنگ اُن مین خاص مضارب کی ملک ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُسکو اپنی راے سے عمل کرنے کا حکم نہ دیا ہو اور اُسنے کپڑون کو اپنے پاس سے رنگا تو وہ کپڑون کا ضامن ہوگا اور رب المال کو خیار ہوگا چاہے کپڑے لیکر اس کو رنگ کی زیادتی دیدے یا مثل غصب کے اس سے سپید کپڑون کی قیمت لے لے بشرطیکہ اس قیمت مین راس المال پر زیاتی نہو پس اگر رب المال کے کسی امر کو اختیار کرنے سے پہلے اُسنے کپڑون کو مساومت یا مرابحہ سے فروخت کر دیا تو جائز ہے اور وہ ضمان سے بری ہو گیا اور مساومت سے فروخت کرنے کا تمام ثمن بے رنگے ہوے کپڑون پر اور رنگ کی زیادتی پر تقسیم ہوگا۔ پس رنگ کا حصہ مضارب کا ہوگا اور باقی مضاربت مین رہیگا اس مین سے رب المال اپنا راس المال پورا لے لیگا پھر جو باقی رہا وہ دونون کا نفع ہے اور مرابحہ کی صورت مین تمام ثمن ان دامون پر جن کے عوض مضارب نے کپڑے خریدے ہین اور رنگ کی قیمت پر جو رنگنے کے روز تھی تقسیم ہوگا اور اگر اس مین زیادتی ہو مثلاً کپڑے ہزار کو خریدے ہون حالانکہ اسوقت ان کی قیمت دو ہزار کے برابر تھی پس رب المال کو اختیار ہے چاہے سپید کپڑون کے اعتبار سے تین چوتھائی قیمت کی ضمان لے یا اس سے تین چوتھائی لیکر تین چوتھائی مین جسقدر رنگ سے زیاتی ہوتی ہے۔ وہ مضارب کو دیدے اور اگر مضارب کے پاس ثمن تلف ہو گیا تو ضامن نہ ہوگا۔ یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر اُن کو سیاہ رنگا تو صاحبین رح کے نزدیک مثل سرخ رنگنے کے حکم کے ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک سیاہی کپڑے مین نقصان شمار ہے پس اس مین مضارب کا کچھ حصہ نہ ہوگا جیسے لدائی و کندی مین نہین ہوتا ہے اور نہ وہ ضامن ہوگا اور اصح یہ ہے کہ یہ حکم ان کپڑون مین ہے جن مین سیاہی سے کپڑے کی قیمت گھٹ جاتی ہے۔ مگر جن مین سیاہی سے بڑھتی ہے ان مین سیاہی کا حکم مثل سرخی و زردی کے ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر اس نے تمام مال مضاربت سے کپڑے خریدے پھر اُنکی بار برداری و کندی و چنائی وغیرہ مین اپنے پاس سے مال لگایا تو مضارب احسان کرنیوالا شمار ہوگا کیونکہ اگر یہ زیادتی بطور احسان کے اُسکی طرف سے نہ قرار دیجاوے تو مضاربت مین استدانت ہوئی اور اُسکا وہ مختار نہین ہے اور مضارب پر ضمان نہ ہوگی خواہ رب المال نے اس سے کہدیا ہو کہ مضاربت مین اپنی راے سے عمل کر یا نہ کہا ہو ہر صورت یہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اسیطرح اگر مضارب کی خریدی ہوئی چیز کے ثمن مین جو اُسنے تمام مال مضاربت سے خریدا ہے کچھ زیادتی کر دی تو یہ زیادتی اسکی طرف سے احسان ہے اور یہ زیادتی خاص اُسی پر اُسکے مال سے لازم آئیگی مال مضاربت سے دین واجب نہوگی اور اسکو مرابحہ سے فقط ثمن پر فروخت کرے نہ زیادتی پر یہ کافی مین لکھا ہے۔ اور اگر مضارب نے کپڑون کو رنگا یا نہین بلکہ سو درم ان کی کندی مین اپنے مال سے دیے اور اس سے خواہ کپڑون مین کچھ خوبی بڑھ جاتی ہے یا نقصان آتا ہے تو مضارب پر ضمان نہوگی خواہ زیادتی ہو یا نقصان آوے پھر اگر اُسنے نفع یا نقصان سے فروخت کی تو جسقدر اُسنے کندی مین دیا ہے اسقدر مال مین وہ متبرع یعنی احسان کرنیوالا شمار ہوگا اور بعض مشائخ نے کہا کہ یہ موافق قول صاحبین رح کے ہے ولیکن امام اعظم رح کے نزدیک مثل مسئلہ کرایہ کے حکم ہونا چاہیے

کیونکہ تجارت کے خرچہ مین یہ رسم جاری ہے کہ بمنزلہ کرایہ کے اس کو راس المال مین ملاتے ہین یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُسنے سو درم کو ایک کشتی خریدی[1] حالانکہ مال اُسکے پاس بحالہ باقی ہے پھر اُسنے پورے ہزار درم سے طعام خریدا اور اس کو کشتی پر لادلایا تو وہ کرایہ مین احسان کرنے والا ہوگا اور اگر اُسنے سو درم باقی رکھے اور نو سو درم کو اناج خریدا اور سو درم باقی کے کرایہ مین خرچ کئے تو احسان کرنے والا نہوگا اور کرایہ بھی ملاکر مرابحہ سے فروخت کرے گا اسی طرح اگر سو درم کرایہ مین دیدے پھر ہزار درم سے اناج خریدا اور رب المال نے حکم دیدیا تھا کہ اپنی راے سے عمل کرے تو اس کو اختیار ہے کہ ایک ہزار ایک سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے اس مین سے ہزار درم مضاربت کے ہون گے اور سو درم خود مضارب کے ہون گے یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اور اُسکو حکم کیا کہ رب المال پر استدانت کرلے تو جائز ہے کیونکہ استدانت[2] اُدھار خریداری ہے اور اگر کسی کو اُدھار خریدنے کے واسطے اس شرط سے وکیل کرے کہ خریدی ہوئی چیز پوری موکل کی ہوگی تو جائز ہے۔ پس اسی طرح نصف مین[3] جائز ہے۔ پس اگر مضارب نے مال مضاربت سے ایک غلام خریدا پھر ایک باندی مضاربت مین اُدھار ہزار درم کو خریدی اور ہزار درم اُسکے دام اُدھار کئے اور اُسپر قرضہ کرلیا پھر اُس باندی کو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے پھر وہ دام مقبوضہ اُسکے پاس تلف ہوگئے حالانکہ اُسنے باندی ہنوز سپرد نہین کی تھی تو مضارب پر اُسکا آدھا ثمن اور آدھا رب المال پر لازم آئیگا اور اگر باندی تلف نہوئی تو وہ دونون مین برابر تقسیم ہوگی دونون اُس کے ثمن سے اپنا اپنا قرضہ دیدین گے اور باقی دونون مین برابر تقسیم ہوگا پس اگر مضارب نے باندی فروخت نہ کی ہو بلکہ اس کو آزاد کردیا ہو اور راس المال سے اسمین زیادتی نہین ہے تو آدھے کا عتق اسکا جائز ہے۔ اور اگر رب المال نے ہزار درم اُسکو مضاربت مین دیے اور حکم کیا کہ استدانت کرے اس شرط سے دئے کہ جو کچھ اللہ تعالی اس مین رزق دے وہ دونون مین اس طرح تقسیم ہو کہ مضارب کے لیے دو تہائی اور رب المال کی ایک تہائی رہے پس مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی جو دو ہزار قیمت کی ہے خریدی اور مضاربت مین اُدھار ایک غلام ہزار درم کو جسکی قیمت دو ہزار درم ہے خریدا پھر دونون کو چار ہزار درم کو فروخت کیا تو باندی کے ثمن سے رب المال اپنا راس المال پورا لے لے گا اور جو کچھ باقی رہا وہ دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ یعنی دو تہائی مضارب کو اور ایک تہائی رب المال کو ملے گا۔ اور غلام کے ثمن سے اُسکا آدھا ثمن ادا کرکے باقی وہ ان مین برابر تقسیم ہوگا۔ اور اگر اُسکو یون حکم کیا ہو کہ مضاربت پر قرضہ لے اس شرط سے کہ قرضہ سے جو چیز خریدے اس مین رب المال کا تہائی اور مضارب کا دو تہائی ہو بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی ہمکو رزق دے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو پس مضارب نے راس المال سے دو ہزار قیمت کی باندی خریدی اور مضاربت مین اُدھار ہزار دینار کو ایک باندی دو ہزار قیمت کی خریدی پھر دونونکو چار ہزار درم مین فروخت کیا تو مضاربت کی باندی مین سے رب المال اپنا ہزار درم مال لے لیگا اور باقی دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہوگا۔ اور جو باندی اُدھار خریدی ہے اُسکا ثمن دونون مین تین حصہ ہوکر موافق دونون کی ملک کے تقسیم ہوگا اور نفع مین دونون مین آدھے آدھے کی شرط ہونا باطل ہے۔ اور اگر اُسکو ہزار درم مضاربت مین دیے اس

شرط سے کہ جو کچھ اللہ تعالی رزق دے وہ دونون کو اس طرح تقسیم ہو کہ رب المال کو تہائی اور مضارب کو دو تہائی ملے گی
اور حکم کیا کہ مضاربت پر قرضہ لے اس شرط سے کہ جو کچھ اللہ تعالی دے وہ بھی دونون مین اسی طرح تقسیم ہوگا پھر
اس نے مضاربت کے مال سے دو ہزار قیمت کی باندی خریدی پھر مضاربت پر اُدھار ایک باندی دو ہزار کی ہزار دینار
کو خریدی پھر دونون کو چار ہزار کو فروخت کیا تو مضاربت کا حصہ دونون کو موافق شرط کے رب المال کے مال اصل
نکال دینے کے بعد تقسیم ہوگا اور قرضہ کی باندی کا حصہ دونون مین برابر تقسیم ہوگا اسی طرح اگر اس کو حکم کیا
کہ رب المال پر قرضہ لے تو بھی یہی حکم ہے اور اگر حکم کیا کہ اپنے اوپر قرضہ لے تو جو چیز قرض خریدی وہ مضارب پر
ہوگی رب المال پر نہ ہوگی۔ اور اگر رب المال نے حکم کیا کہ رب المال یا مال پر استدانہ کرے اُسنے مال مضاربت سے
ایک باندی خریدی پھر ہزار درم قرض لیکر ایک غلام خریدا تو خود اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا اور قرض اُسی پر ہوگا
کیونکہ استدانہ اُدھار خرید کو کہتے ہین اور قرض لینا اور چیز ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے اُس سے کہا کہ
مجھپر ہزار درم قرض لے اور مضاربت پر کوئی چیز خریدا اُسنے ایسا ہی کیا تو خود اسی پر رہیگا حتی کہ اگر رب المال
کو دینے سے پہلے اُس کے پاس تلف ہوگئی تو وہی ضامن ہوگا کیونکہ قرض لینے کا حکم باطل ہے۔ کذا فی الحاوی اگر
کسی کو ہزار درم تہائی کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ اپنی رائے سے اس مین کام کرے اور حکم کیا کہ مال پر استدانت
کرے اُسنے ہزار درم سے کپڑے خریدے اور کسی رنگریز کو دیے کہ ان کو زرد رنگ دے اور سو[۱] درم اس کی مزدوری کے
ٹھہرائے اور کوئی معروف چیز بیان کردی کہ جس سے اس نے یہ کپڑے زرد رنگ دیے پھر مضارب نے مرابحہ سے
دو ہزار درم کو فروخت کردیے تو رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور مضارب رنگریز کی مزدوری کے
سو درم دیدے گا اور باقی نفع گیارہ حصہ کرکے دس حصہ اس مین سے دونون مین تین ٹکڑے کرکے مضاربت مین تقسیم
ہوگا اور ایک حصہ سو درم قرضہ کا دونون کو آدھا آدھا تقسیم ہوگا اور اگر اس نے کپڑون کو مساومۃ[۲] کے طور سے
فروخت کیا تو ثمن کو کپڑون کی قیمت اور زیادتی[۳] رنگ پر یعنی جسقدر زیادتی رنگ مین پڑھگئی ہے اُسپر تقسیم کرینگے پس
جسقدر کپڑون کے حصہ مین پڑے وہ مال مضاربت ہے اس مین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور باقی اُن دونون کو
تین تہائی موافق شرط کے نفع مین تقسیم ہوگا۔ اور جو قیمت رنگ مین آوے اس مین سے سو درم رنگریز کی اجرت دیجاویگی
اور باقی دونون کو برابر تقسیم ہوگا اور اگر اسنے ہزار درم مضاربت مین کسی قسم کے کپڑے خریدے اور مال مضاربت پر سو درم
قرض لیے اس سے زعفران خریدی اور کپڑے رنگے پھر ان کو مال مضاربت و قرضہ پر مرابحہ سے دو ہزار درم کو فروخت کیا تو
ثمن کے گیارہ حصہ کئے جاوینگے تو دس حصہ اس مین سے مضاربت کا مال موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور ایک حصہ خاص
مضارب کا ہوگا۔ اور اگر اُن کو اُسنے مساومۃ سے فروخت کیا تو ثمن کو کپڑونکی قیمت اور زیادتی رنگ کی قیمت پر تقسیم
کرینگے پس جسقدر کپڑون کے پرتے مین پڑے وہ مضاربت مین اور جو رنگ کے پرتے مین آوے وہ مضارب کا ہوگا۔
اور اُسپر ادائے قرض اپنی ذات سے فقط واجب ہوگا۔ اور اگر اُسنے زعفران سو درم کو اُدھار خریدی یا رنگریز سے سو
درم اُجرت رنگائی ٹھہرائی تو سب صورتون مین جو ہمنے ذکر کی ہین دونون کا حکم یکسان ہے۔ یہ مبسوط مین ہے رب المال نے

[۱] رب المال پر نہ ہوگا ۱۲ م [۲] قولہ مساومۃ یعنی بیچک پر نہین بلکہ مسری سے چکا کر خریدی ۱۲ [۳] اسکے دریافت کرنیکی یہ صورت ہے کہ کپڑونکی بغیر رنگ قیمت اندازہ کیجاوے اور رنگ کے ساتھ اندازہ کیجاوے پس جسقدر فرق ہوا ہے رنگ سے وہ زیادتی ہوئی ۱۲

اُسکو مال پر استدانہ کرنے کا حکم کیا اُسنے مال مضاربت سے کوئی متاع خریدی اور اس کے لادنے کے واسطے سو درم کو ٹٹو کرایہ کئے تو یہ سو درم مشترک ہون گے اگر اُسنے متاع کو مرابحہ سے فروخت کیا تو سب گیارہ ہو کر کے دس جزو مضاربت مین رکھے جاوینگے اور ایک جزو دونون مین مساوی ہوگا مگر پہلے اُس ایک جزو مین سے کرایہ ادا کر دیا جائے گا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مساومتہ مین بیچا تو تمام ثمن دونون مین موافق شرط کے مضاربت مین رہے گا پھر کرایہ کا ادا کرنا مضارب اور رب المال پر آدھا آدھا واجب ہے۔ اور اگر اُسنے سو درم کو کرایہ نہ کیا بلکہ سو درم قرض لیے اور بعینہ اُنسے کرایہ کر لیا تو اُس کو اختیار ہے کہ متاع کو ایک ہزار ایک سو پر مرابحہ سے فروخت کرے اور یہ قول امام اعظم رح کا ہے وصاحبین رح کے نزدیک کپڑون کو ہزار درم پر مرابحہ سے فروخت کرے گا اور اس مین کرایہ کا حصہ داخل نہ ہوگا۔ اور اگر مساومتہ سے فروخت کیا تو تمام ثمن مضاربت مین رکھا جائے گا اور کرایہ کی ضمان خاصۃً مضارب کے مال مین ہوگی کیونکہ اُسی نے قرض لیے ہین۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے ٹٹو فقط تیرے مال کے لادنے کے واسطے کرایہ کیے تھے۔ اور رب المال نے کہا کہ تو نے اپنی ذات کے واسطے اپنا مال لادنے کیواسطے کرایہ کیے تھے پھر تو نے اُسپر میرے کپڑے لادے تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے کسی نے ہزار درم تہائی کی مضاربت پر دیے اور حکم کیا کہ مضاربت پر استدانہ کرے اُسنے ہزار درم مضاربت کے اور تین ہزار اُدھار کو ایک باندی پانچ ہزار کی قیمت کی خریدی اور بعد قبضہ کے پانچ ہزار کو فروخت کر دی اور دام وصول کر لیے پھر پہلے ہزار درم اور باندی اور اُسکے دام سب اُسکے قبضہ مین تلف ہوگئے تو ہزار کا ضامن ہوگا چار ہزار باندی کے بائع کو دیگا اور پانچہزار اُسکے مشتری کو دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے پھر رب المال سے پانچہزار پانچسو اکتالیس اور دو تہائی درم واپس لیگا اور مضارب کو اپنے ذاتی مال سے تین ہزار چار سو اٹھاون وایک تہائی درم قرضخواہ کو دینے پڑینگے۔ پس اگر ہزار درم مضاربت کے اولاً تلف ہوے پھر باندی اور پانچہزار درم پیچھے تلف ہوے اور باقی مسئلہ بحالہ ہے تو بھی اُسکو نو ہزار درم دینے پڑین گے جیسا کہ ہمنے بیان کیا۔ لیکن رب المال سے پانچ ہزار چھ سو پچیس درم واپس لیگا۔ یہ مبسوط مین ہے۔

دسوان باب

خیار عیب وخیار رویت کے بیان مین۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُس نے اُنکے عوض مین ایک غلام خریدا پھر مضارب نے غلام مین عیب لگایا تو مخاصم اس باب مین مضارب ہی ہوگا رب المال نہ ہوگا اور جب اس نے اس امر کے گواہ قائم کئے کہ یہ عیب بائع کے پاس کا ہے تو اس کو واپس کر دے گا پھر اگر بائع نے دعویٰ کیا کہ مضارب اُس عیب پر راضی ہوگیا تھا تو مضارب سے قسم لی جاوے گی کہ واللہ مین اس عیب پر راضی نہین ہوگیا تھا اور نہ مین نے کسی بیع کے واسطے یہ غلام پیش کیا ہے۔ اور اگر مضارب نے اقرار کر دیا کہ مین عیب پر راضی ہوگیا تھا یا مین نے بائع کو اس سے بری کر دیا تھا یا جب سے دیکھا ہے۔ تب سے اُسکو کبھی بیع کے واسطے پیش کیا ہے تو اس کو بائع کو واپس نہین دے سکتا ہے جیسا وکیل خاص کا حکم ہے۔ لیکن جبکہ اس کو بائع کو واپس کرنا ممکن نہ ہوا تو یہ غلام مضاربت مین رہیگا اور مضارب کے ذمہ نہ پڑیگا۔ اور کتاب الوکالت مین وکیل خاص کا

یہ حکم لکھا ہے کہ اگر وہ عیب پر راضی ہوا پس اگر قبل قبضہ کے راضی ہوا تو موکل کے ذمہ پڑیگا اور اگر بعد قبضہ کے راضی ہوا ہے تو وکیل کے ذمہ پڑیگا ولیکن اگر موکل اسکو عیب دار ہی لینا چاہے تو لے سکتا ہے اور مضارب مین ان دونون کی تفصیل نہین مذکور ہے پس بعض مشائخ نے فرمایا کہ جیسا حکم تفصیلی وکیل خاص مین ہر وہی مضارب مین بھی ہے اور بعضون نے کہا ہے کہ یہ بخلاف وکیل خاص کے ہے یعنے جب مضارب عیب پر راضی ہوا تو وہ ہر حال مین مضاربت مین رہیگا خواہ قبضہ سے پہلے عیب پر راضی ہوا یا اس کے بعد راضی ہوا - اور اگر بائع نے رب المال پر دعوی کیا کہ رب المال عیب پر راضی ہو گیا ہے اور مضارب نے انکار کیا اور مدعی نے رب المال اور مضارب سے اسپر قسم لینی چاہی تو دونون مین سے کسی سے قسم نہین لے سکتا ہے یہ محیط مین ہے - اور اگر مضارب نے ایسا غلام خریدا جسکو اس نے نہین دیکھا اور رب المال نے دیکھا ہے تو مضارب کو اختیار ہے کہ اپنے دیکھنے پر اُسے واپس کردے - اور اگر مضارب نے اُسکو دیکھ لیا ہے پھر خرید کیا تو دونون مین سے کسی کو خیار رویت نہ ہوگا - اگرچہ رب المال نے اس کو نہ دیکھا ہو - اور اگر مضارب کے خریدنے سے پہلے رب المال کو معلوم ہو گیا کہ وہ غلام کانا ہے پھر مضارب نے اُسکو خریدا حالانکہ خود یہ عیب نہین جانتا ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ بسبب عیب کے واپس کردے اور جو شخص کسی غیر معین غلام کے ہزار درم کے خریدنے کے واسطے وکیل کیا گیا وہ سب امور مذکورہ بالا مین مثل مضارب کے ہے - اور اگر کسی شخص نے مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ فلان شخص کا غلام خاص خریدے پھر فروخت کرے پھر مضارب نے اس کو خریدا حالانکہ نہین دیکھا ہے اور رب المال اس کو دیکھ چکا ہے تو مضارب کو اسمین خیار رویت نہ ہوگا اسی طرح اگر مضارب اُسکو دیکھ چکا ہے اور رب المال نے نہین دیکھا ہے تو یہ صورت بھی اس حکم مین مثل اول کے ہے اور اگر غلام کانا ہو اور دونون مین سے کوئی یہ جانتا تھا تو مضارب اُسکو کبھی واپس نہین کر سکتا ہے اسی طرح اگر کسی معین غلام کے خریدنے کا وکیل ہو اور اس غلام کو موکل دیکھ چکا ہے یا اس کے عیب سے آگاہ ہو چکا ہے - اور وکیل نے خریدا تو واپس نہین کر سکتا ہے یہ مبسوط مین ہے - اگر مضارب نے کوئی مضاربت کا غلام فروخت کیا اور مشتری نے بعد قبضہ کے اسمین عیب لگایا حالانکہ عیب ایسا ہے کہ ویسا پیدا ہو سکتا ہے اور مضارب نے اقرار کر لیا کہ یہ میرے پاس کا ہے اور قاضی نے بسبب اسکے اقرار کے اُسکو واپس کر دیا یا مضارب نے خود ہی بدون حکم قاضی کے قبول کر لیا یا مشتری نے اقالہ طلب کیا اور مضارب نے اقالہ کر لیا تو یہ سب رب المال پر جائز ہے - اور اگر مضارب نے عیب کا اقرار نہ کیا بلکہ انکار کیا پھر مشتری سے کسی شے پر اس عیب سے صلح کر لی پس اگر مصالح علیہ کی قیمت اس ثمن کے برابر ہو جو عیب کے حصہ مین پڑتا ہے یا زیادہ ہو مگر صرف اتنی زیادتی ہو کہ لوگ برداشت[عہ] کر لیتے ہین تو جائز ہے اور اگر اسقدر زیادہ ہو کہ لوگ برداشت نہین کر سکتے ہین تو جائز نہین ہے اور کتاب مین یہ مسئلہ بلا ذکر خلاف مذکور ہے اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ حکم صاحبین رح کے قول پر ہے اور امام اعظم رح کے نزدیک ہر حال مین جائز ہے - اور بعض مشائخ نے کہا ہے کہ یہ بالاتفاق سب کا قول ہے کذافی الذخیرہ

گیارھوان باب - علی الترادف آگے پیچھے دو مال مضاربت کے دینے اور ایک کو دوسرے مین ملا دینے اور مال

[عہ] یعنی اندازہ کرنے والے اتنا خسارہ اُٹھا لیتے ہین ۱۲

مضاربت کو غیر مضاربت مین ملا دینے کے بیان مین۔ **قال** محمد رحمہ اللہ تعالی اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دوسرے ہزار درم بھی آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے پہلے اور دوسرے دونون مالون کو ملا دیا تو اس جنس کے مسائل مین اصل وکلیہ یہ ہے کہ جب مضارب نے رب المال کا مال رب المال سے ملایا تو ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر رب المال کا مال اپنے مال یا غیر کے مال کے ساتھ ملایا تو ضامن ہوگا اور اس مسئلہ مین تین صورتین حاصل ہین یا تو رب المال نے دونون مضاربتون مین اُس سے کہا تھا کہ اپنی راے سے عمل کرے یا دونون مین اُسکو اجازت نہ دی تھی یا ایک مین یہ اجازت دی تھی دوسری مین نہین دی تھی اور مضارب کا ملا دینا یا تو دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد واقع ہوا ہے یا دونون مین نہین یا ایک مین بدون دوسرے کے نفع اُٹھانے کے بعد واقع ہوا۔ پس اگر مضارب سے رب المال نے دونون مضاربتون مین کہدیا ہو کہ اپنی راے سے عمل کرے اور اُسنے ایک مال کو دوسرے مال مین ملا دیا تو ضامن نہ ہوگا۔ خواہ ان دونون مالون کو دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہو یا دونون مین نفع اُٹھانے سے پہلے یا ایک مین بدون دوسرے کے نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہو اور اگر دونون مضاربتون مین اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا تھا اور اس نے دونون مالون مین نفع اُٹھانے سے پہلے ایک کو دوسرے مین ملا دیا تو کچھ ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا ہے تو دونون مالون کا ضامن ہوگا اور دونون کے حصۂ نفع کا بھی جو رب المال کا قبل ملانے کے تھا ضامن ہوگا۔ اور اگر ایک مین نفع اُٹھایا تھا دوسرے مین نہین اُٹھایا تھا کہ دونون کو ملا دیا تو وہ اس مال کا ضامن ہوگا جس مین نفع نہین اُٹھایا ہو اور جس مین نفع اُٹھایا اُسکا ضامن نہ ہوگا۔ اور اگر اُسنے پہلی مضاربت مین اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو کہا ہے اور دوسری مین نہین کہا ہے اور اُسنے پہلے مال کو دوسرے مین ملایا تو مسئلہ چار صورتون سے خالی نہین ہے یا تو اس نے قبل کسی مین نفع اُٹھانے کے ایک کو دوسرے مین ملایا یا دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا یا پہلے مین نفع اُٹھانے اور دوسرے مین قبل نفع اُٹھانے کے ملایا یا دوسرے مین نفع اُٹھا کر پہلے مین نفع اُٹھانے سے پہلے دونون کو ملایا پس دو صورتون مین دوسری مضاربت کے مال کا جس مین رب المال نے اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا ہے ضامن ہوگا ایک یہ ہے کہ جب دونون مین نفع اُٹھانے کے بعد ملایا اور دوسری یہ ہے کہ جب پہلی مضاربت کے مال مین جس مین رب المال نے اپنی راے سے عمل کرنے کی اجازت دی ہے نفع اُٹھا کر دوسری مضاربت کے مال سے بدون دوسرے مین نفع اُٹھانے کے ملا دیا ہو تو پہلی مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا دوسری کے مال کا ضامن ہوگا۔ اور دو صورتون مین پہلی اور دوسری دونون مضاربت کے مال کا ضامن نہ ہوگا۔ ایک یہ کہ دونون مالون کو دونون مین نفع اُٹھانے سے پہلے ملا دیا اور دوسری یہ کہ مال ثانیہ مین جس مین اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا ہے نفع حاصل کیا اور جس مین راے سے عمل کرنیکو کہا ہے یعنی پہلی مین نفع نہین اُٹھایا اور دونون کو ملا دیا۔ اور اگر دوسری مضاربت مین اُس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو کہا اور پہلی مین نہ کہا ہو تو بھی جیسا ہم نے بیان کیا مسئلہ چار صورتون سے خالی نہین ہے اور ان مین سے دو صورتون مین پہلی مضاربت کے مال کا ضامن ہوگا دوسری

مضاربت کا ضامن نہ ہوگا ایک یہ ہے کہ دونون مالون کو دوتون مین نفع اٹھانے کے بعد ملایا دوسری یہ کہ صرف دوسری مضاربت مین جس مین راے سے عمل کرنے کو کہا ہے نفع اُٹھاکر ملا دیا ہو اور ان مین سے دو وجہون مین کسی مال کا ضامن نہ ہوگا وہ دو نون یہ ہین کہ دونون مین نفع نہین اُٹھایا اور قبل نفع اُٹھانے کے خلط کردیا یا دوسری مین نفع نہین اُٹھایا پہلی مین نفع حاصل کرکے ملایا یہ محیط مین ہے - اگر کسی شخص نے دوسرے کو مال مضاربت دیا اور اُس سے راے سے عمل کرنے کو نہین کہا اور مضارب نے مال کسی شخص کو دیا اور کہا کہ اپنے اس مال سے یا میرے اس مال سے ملاکر دونون سے کام کر پس اس شخص نے لیا ولیکن ہنوز نہین ملایا تھا کہ اس کے پاس سے ضائع ہوگیا تو مضارب پر یا اُس شخص پر جسنے اس سے لیا ہے ضمان نہین آتی ہے کیونکہ وہ مال اُسکے ہاتھ مین جب تک نہ ملاوے بمنزلہ ودیعت کے ہے اور مطلق عقد سے مضارب ودیعت دینے یا بضاعت دینے کا مالک ہوتا ہے پس مضارب دینے سے مخالف نہ ہوجائے گا اور لینے والا جب تک نہ ملاوے تب تک فقط لے لینے سے غاصب نہ ہوجائے گا یہ مبسوط مین ہی اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین اور ہزار درم تہائی کی مضاربت مین دیے اور دونون مین اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو نہین کہا پس مضارب نے دونون کو ملا دیا اور ہنوز کچھ کام نہین کیا تھا پھر کام شروع کیا تو اس پر ضمان نہ ہوگی اور دونون آدھے نفع کو نصفا نصف اور آدھے کو تین تہائی تقسیم کرلین گے اور اگر ملانے سے پہلے ایک مین نفع اور دوسرے مین گھٹی اُٹھائی تو گھٹی مین وہ مال داخل نہ ہوگا جسمین نفع ہے کیونکہ یہ مضاربتین دو ہین پھر اگر اُسکے بعد دونون کو ملا دیا تو اس مال کا جسمین گھٹی ہی ضامن ہوگا اور جس مین نفع اُٹھایا ہے اُسکا ضامن نہ ہوگا پھر اگر گھٹی کے مال مین نفع اُٹھایا تو وہ مضارب کا ہے اور امام اعظم رح و امام محمد کے نزدیک اسکو صدقہ کردے یہ محیط سرخسی مین ہے - اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیئے کہ اُس عـه مین اپنی راے سے عمل کرے یعنی نفع کو ۱۲ اُسنے اس مین ہزار درم کا نفع اُٹھایا پھر رب المال نے دوسرے کو دوسرے ہزار درم آدھے نفع کی مضاربت پر دیے کہ اس مین اپنی راے سے عمل کرے پھر پہلے مضارب نے دونون ہزار درم کسی شخص کو تہائی نفع پر دیے کہ اپنی راے سے عمل کرے اور دوسرے مضارب نے بھی اُس شخص کو ہزار درم مضاربت کے تہائی نفع پر دیے کہ اپنی راے سے عمل کرے اُسنے ان ہزار کو پہلے کے دونون ہزار سے ملا دیا تو اسپر کچھ ضمان نہین ہی پھر اگر ان سب پر ایک ہزار کا نفع اُٹھایا تو ایک تہائی خود لے لے اور باقی دو تہائی دونون مضاربون کو دیدے کہ وہ دونون باہم بحساب اپنے مال کے تین حصہ کرکے تقسیم کرلین یعنی اس مین سے دو تہائی پہلا مضارب لے اور ایک تہائی دوسرا لے پھر جب پہلے مضارب نے اس مین سے دو تہائی لیا تو رب المال کو اُسکے راس المال کے ہزار درم دیدے اور جو خود مضارب نے نفع حاصل کیا تھا یعنے ہزار درم اس مین سے نصف یعنی پانچ سو درم رب المال کو دے اور پانچ سو درم خود لے اور جو مضارب کے مضارب نے اس کو نفع دیا ہے یعنی دو تہائی ہزار کی دو تہائی اس مین سے رب المال تین چوتھائی لے لے گا اور باقی ایک چوتھائی مضارب کے پاس رہجاوے گی وہ اس کی ہوگی - اور دوسرا مضارب بھی اپنے مضارب سے دو تہائی ہزار کی تہائی لے لیگا اور رب المال کو اسکے ہزار درم راس المال کے دیدیگا پھر اس نفع کے چار حصہ کرکے تین چوتھائی رب المال کو دے گا

عـه یعنی بلا اجازت دوسری ۱۲

اور ایک چوتھائی خود لیگا یون باہم تقسیم کر لینگے۔ اور اگر مضارب اول نے جسوقت اپنے مضارب کو تہائی نفع پر مال دیا اور اپنی راے سے کام کرنے کی اجازت دی تھی خود کچھ نفع حاصل نہ کیا تھا پھر اُسکے مضارب نے کام کرکے ہزار درم نفع پائے۔ پھر دوسرے مضارب نے اُسی شخص کو ہزار درم اپنی مضاربت کے بھی تہائی کے نفع پر دیے اور اپنی راے سے کام کرنے کی اجازت دیدی پھر اس شخص نے دونون ہزار کے ساتھ ایک ہزار کو ملا دیا اور کام کیا اور ایک ہزار نفع اُٹھائے تو نفع اور نقصان باعتبار مال کے تین ٹکڑے کیا جاوے گا تین ہزار درم کے حصہ مین ایک ٹکڑا یعنی مثلاً تہائی نفع پڑیگا اور ایک ہزار دوسرے مضارب کے ہین پس اس تہائی مین سے دوسرے مضارب کا مضارب اپنا حصۂ نفع یعنی تہائی کا تہائی لے لے گا اور باقی مضارب کو دے گا پھر مضارب سے رب المال اپنا راس المال لے لے گا اور مابقی نفع دونون مین چار حصہ ہو کر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گا۔ اور دو ہزار کے حصہ مین دو ٹکڑے یعنی دو تہائی ہزار آوین گے پس ان دو تہائی ہزار مین سے اور نیز پہلے ایک ہزار نفع مین سے وہ شخص یعنی پہلے مضارب کا مضارب اپنا حصہ یعنی ایک تہائی تقسیم کرا لیگا اور باقی نفع مع ایک ہزار راس المال کے مضارب اول کے پاس آیا اسمین سے رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور باقی نفع کے چار حصے ہو کر تین چوتھائی رب المال کو اور ایک چوتھائی مضارب کو ملے گی یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر باین اجازت دیے کہ اپنی راے سے عمل کرے اُسنے کام کرکے ہزار درم نفع پائے پھر دوسرے ہزار درم تہائی کی مضاربت پر اس اجازت سے کہ اپنی راے سے کام کرے دیدیے اس نے ان ہزار مین سے پانچ سو درم پہلی مضاربت مین ملا دیے اور بعد ملانے کے ہزار درم تلف ہو گئے تو یہ تلف ہونے والے پہلے مال کا نفع قرار دیے جاوین گے اور ایسا ہو جاویگا کہ گویا اُسنے نفع نہین اُٹھایا ہے۔ اور امام محمد رح نے فرمایا کہ ہزار درم اس کل مین سے حساب سے تلف شدہ قرار پاوین گے یعنے پانچ حصہ کرکے چار پانچوین پہلے مال سے اور ایک پانچوان حصہ دوسرے مال سے قرار دیا جائے گا یہ کافی مین ہے۔ اور اگر تلف نہ ہوے بلکہ اُسنے ملا کر کام کیا یہان تک کہ دوسرا ایک ہزار درم نفع پائے تو اس نفع کا پانچوان حصہ دوسری مضاربت کے درمون کا اور چار پانچوین حصے پہلی مضاربت مین قرار پاوین گے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے پس مضارب نے ان ہزار درم سے اور اپنے پاس سے ہزار درم سے ایک باندی خریدی پھر خریدنے کے بعد دام دینے سے پہلے دونون ہزار ایک دوسرے مین ملا کر دام دیدیے تو وہ ضامن نہ ہوگا پھر اگر اُسکے بعد اسنے وہ باندی فروخت کر دی اور ملا ہوا ثمن وصول کیا تو اس مین بھی اُسپر ضمان نہین ہے اور اس کو اختیار ہے کہ پھر ثمن سے خرید و فروخت کرے پس اس مین سے نصف یعنے اسقدر حصہ ثمن باندی کا جو اس نے مال مضاربت سے خریدا ہے مضاربت مین ہوگا اور نصف ثمن کا یعنی اسقدر حصۂ ثمن باندی کا جو اپنے مال سے خریدا ہے اُسکا ہوگا اور اگر بدون موجودگی رب المال کے مضارب نے مال تقسیم کیا تو قسمت[بٹوارہ ۱۲] باطل ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت کے لیکر قبل اس کے کہ اُس کے عوض کوئی چیز خریدے اپنے مال سے ہزار درم کے ساتھ ملا دیے پھر ان سے کوئی چیز

خریدی تو خرید اسی کی ذات کے واسطے ہوگی اور رب المال کے واسطے ہزار کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اُسنے مال مضاربت کے عوض خریدنے کے بعد مال مین اپنا مال ملا دیا اور ہنوز اُس نے خریدی ہوئی چیز کے دام بائع کو نہ دیے تھے کہ اس کے پاس سے مال ضائع ہوا تو ہزار درم مضاربت کا ضامن ہوگا اور جو کچھ اُسے بائع کو دینا پڑے گا اپنے مال سے دے گا اور رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہے اور جب اُسنے باندی پر قبضہ کر لیا تو آدھی باندی مضاربت مین ہوگی اور آدھی اس کی ہوگی کذا فی المبسوط۔ اگرچہ[۱] مضاربت ٹوٹ گئی کیونکہ مضاربت قائم رہنے کی شرط یہ ہے کہ راس المال اُسکے پاس امانت مین ہو یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر مضارب نے کسی دوسرے شخص کے ساتھ ہزار درم مضاربت سے اور ہزار درم اس شخص کے پاس سے ایک باندی خریدی اور دونون ہزار کے ملانے سے پہلے دام ادا کر دیے پھر دونون نے باندی پر قبضہ کیا تو آدھی باندی مضاربت کی اور آدھی اس شخص کی ہوگی پھر اگر دونون نے ایک ہی ثمن سے اس باندی کو فروخت کیا اور ملا ہوا ثمن وصول کیا تو جائز ہے اور مضارب ضمان آوے گی پھر اگر مضارب نے اس شخص سے دام بٹوا لیے تو یہ بٹوارہ رب المال پر جائز ہے۔ پھر اگر بعد تقسیم کر لینے کے مال مضاربت کو اس شخص کے مال سے ملا دیا تو مضارب مال مضاربت کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کے ساتھ رب المال کی اجازت سے دوسرے سے شرکت کر لی پھر مضارب نے شریک سے کہا کہ مین نے تجھسے باہمی بٹوارہ کر لیا ہے اور یہ جو میرے پاس ہے یہ مضاربت کا ہے اور دوسرے نے تکذیب کی تو قسم سے شریک کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہے **قال** محمد رح فی الجامع ایک شخص نے دوسرے کو سو دینار جنکی قیمت ڈیڑھ ہزار درم ہی دیے اور کہا کہ انسے اور اپنے پاس سے ایک ہزار سے کام کر اس شرط سے کہ نفع ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو یہ جائز ہی اور اگر نفع مین یہ شرط نہ ہوتی تو نفع دونون مین پانچ حصہ ہو کر بقدر دونون مالون کے دونون کو تقسیم ہوتا۔ **قلت** یعنی تین حصہ رب المال کو اور دو حصۂ مضارب کو ملتے۔ اور جب باہم آدھے آدھے کی شرط ہوئی تو گویا دینار والے سے چھٹے حصے کی شرط ہوئی پس یہ مضاربت چھٹے حصۂ نفع پر ہے۔ اور یہ صورت اگرچہ شرکت کے طور پر ہے کیونکہ مال دینے کی شرط دونون طرف سے کی گئی ہے و لیکن شرط کی تصحیح اسوجہ سے ممکن نہین ہے کہ کام کرنیکی شرط دونون نے صرف اسی کی طرف کی ہے جسکو مال دیا ہے۔ اور شرکت مین دونون پر کام کرنے کی شرط ہوتی ہی پس یہ عقد صورت مین شرکت معلوم ہوتا ہے اور معنی مین مضاربت ہے اور دینار والے کا یہ کہنا کہ اپنے مال سے ایک ہزار سے کام کر اسکا فائدہ یہ ہے کہ اگر مضارب اپنے مال سے اُسکو ملا دے تو مضارب کے ذمہ سے ضمان دور ہو جاوے۔ اور جب یہ عقد حق دینار مین مضاربت ہوا تو ان کا سپرد کرنا اور حاضر کرنا شرط ہوا اور اگر کوئی مال قبل خرید واقع ہونے کے تلف ہوا تو اُس کے مالک کا تلف ہوا مگر بات یہ ہے کہ اگر دینار تلف ہو جاوین گے تو مضاربت باطل ہو جاویگی اور اگر درم تلف ہو جاوین گے تو مضاربت اپنے حال پر رہیگی پھر اگر دینارون کی قیمت گھٹ گئی اور ایک ہزار رہگئی پھر مضارب نے اُنکے عوض اور اپنے مال سے ہزار درم کے عوض ایک باندی خریدی اور باندی کو ہزار درم نفع پر فروخت کیا تو ہر ایک مال کا نفع پانچ سو درم ہوگا مگر

[۱] یعنی مال مضاربت مضمون ہو جائیگا باوجود نصف باندی مضاربت مین ہونے کے ۱۲

مال دینار کا نفع جو پانچسو درم ہون گے موافق شرط کے اُس کے چھ حصے کرکے پانچ چھٹے حصہ مالک دینار کو دیئے جاوین گے اور چھٹا حصہ درم والے کو ملے گا۔ اور درمون کے جو پانچ سو درم نفع ہین وہ مالک درم کو خاصۃً ملین گے اور اگر مضارب نے ہر مال سے ایک اسباب علیحدہ خریدا پھر جو درمون سے خریدا ہے اس کو فروخت کیا اور کچھ نفع نہ پایا اور جو دینارون سے خریدا ہے اُس کو فروخت کرکے پانچ سو درم نفع اٹھایا تو موافق شرط کے اُسکو اس نفع مین سے چھٹا حصہ ملے گا۔ اور اگر دینارون سے خریدے ہوئے اسباب کے فروخت مین کچھ نفع نہ پایا اور جو درمون سے خریدا ہے اس مین پانچ سو درم نفع اُٹھایا تو کل نفع مالک درم یعنی مضارب کو ملیگا اور اگر دینارون کی قیمت اسقدر گھٹی کہ آٹھ سو رہگئی پھر مضارب نے دینارون اور اپنے درمون سے ایک غلام خریدا تو مضارب کو اسمین سے نو حصون مین سے پانچ حصہ ملینگے اور باقی چار حصہ مضاربت مین رہین گے پس اگر مضارب نے وہ غلام فروخت کیا اور اسمین نفع اُٹھایا تو ثمن مین سے ہر ایک اپنا اپنا راس المال لے لیگا پھر اسمین سے مضارب پانچ نوین حصۂ نفع کے خاصۃً اپنے مال کے نکال لیگا۔ اور باقی چار نوین حصۂ مضاربت مین رہینگے وہ دونون کو چھ حصہ ہو کر موافق شرط کے تقسیم ہون گے اور اگر مضارب نے اس غلام کو فروخت نہ کیا یہانتک کہ دینارونکی قیمت ہزار درم ہوگئی پھر اُسکو تین ہزار کو فروخت کیا تو دونون اس ثمن کے نو حصہ کرین گے اُن مین سے پانچ حصہ یعنی ایک ہزار چھ سو چھیاسٹھ درم دو دو تہائی درم مضارب کے پاس آوینگے جس مین ایکہزار اُسکا راس المال ہے اور باقی خاصۃً اُسی کا نفع ہے اور باقی چار حصہ یعنی ایک ہزار تین سو تینتیس درم اور ایک تہائی درم مضاربت مین ہونگے کہ جس مین سے ایکہزار درم راس المال کے ہون گے اور باقی دونون مین چھ حصہ ہو کر نفع تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہے

بارھوان باب۔ مضارب کے نفقے کے بیان مین۔ اگر مضارب نے شہر مین کام کیا تو اُسکا نفقہ راس المال مین نہین ہے اور اگر اس نے سفر کیا تو اُسکا کھانا و پینا و سواری خواہ خرید سے یا کرایہ سے مال مضاربت مین رکھی جاوے گی پھر اگر اس کے پاس کچھ باقی رہجاوے جبکہ اپنے شہر مین آجاوے تو اُسکو مضاربت مین ڈالدے اور اگر اسکا نکلنا سفر سے کم ہو پس اگر اتنی مسافت ہو کہ صبح جاتا ہے اور شام کو چلا آتا ہے اور اپنے اہل و عیال مین رات بسر کرتا ہے تو وہ بمنزلہ شہر کے بازاریون کے ہے کہ جو شہر مین فروخت کرتے ہین اور اگر ایسا ہے کہ اپنے گھر مین اہل و عیال کے ساتھ رات نہین بسر کرتا ہے تو اُسکا نفقہ مال مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ کذا فی الہدایۃ۔ اور راستہ ضرورت مین جو صرف ہو وہ نفقہ ہے اور وہ کھانا و پانی و کپڑا و بچھونا و سواری ٹٹو کا چارا ہے۔ کذا فی محیط السرخسی و از انجملہ کپڑے دھولائی اور مقام ضرورت مین تیل اور حمام کا کرایہ اور حجامت بنوائی ہے اور ان سب مین اُسکو اجازت مطلق بطور معروف کے ہوگی حتی کہ اگر معروف طور سے خرچ نہ کیا تو زیادتی کا ضامن ہوگا۔ یہ کافی مین ہے۔ اور امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ ان سے گوشت کو دریافت کیا گیا فرمایا کہ جس طرح کھاتا تھا کھاوے یہ ذخیرہ مین ہے لیکن دوا اور پچھنے دلوانے اور سرمہ وغیرہ کا صرف اُسکے ذاتی مال سے ہوگا مال مضاربت سے نہ ہوگا۔ اسی طرح وطی کرنے کی اور خدمت کی باندی کا ثمن کا حساب مضاربت مین نہ لگایا جاوے گا اور اگر کسی شخص کو مزدور کرلیا کہ وہ

سفر مین اُسکی خدمت کرتا ہے اور جس شہر مین اترتا ہے وہان اُسکے لیے روٹی سالن پکاتا ہو اور اُسکے کپڑے دھوتا ہے اور جو کام ضروری ہو سب کرتا ہے تو اُسکا حساب مضاربت مین کیا جاوے گا اسی طرح اگر اس کے ساتھ اُسکے چند غلام ہون کہ مال مضاربت مین کام دیتے ہین تو وہ لوگ بھی بمنزلہ اسی مزدور کے ہون گے اور ان کا نفقہ مال مضاربت مین ہوگا۔ اسی طرح اگر مضارب کے چوپائے ہون کہ اپر مضاربت کا مال لادکر کسی شہر کو لیجاتا ہے تو اُسکا چارہ بھی جب تک وہ اس کام مین ہین مال مضاربت سے دیا جاوے گا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر رب المال نے اپنے غلامون یا چوپاؤن سے سفر مین اس کی اعانت کی تو مضاربت فاسد نہ ہوگی اور ان غلامون وچوپاؤن کا نفقہ خود رب المال پر ہوگا مال مضاربت مین نہ ہوگا اور اگر مضارب نے بلا اجازت رب المال کے اُن کو نفقہ دیا تو اپنے مال سے ضمان دیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور جب وہ ضامن قرار پایا پس اگر اس نے مال مین کچھ نفع اُٹھایا تو پہلے رب المال اپنا راس المال سب لے لیگا اور جو باقی رہا وہ دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا پھر جو نفع حصہ مضارب مین آیا ہے وہ اس مال مین محسوب کیا جاوے گا جو اُسپر ضمان ہی پس اگر اُسکے حصہ کا نفع اس مال سے جو اُسپر ضمان ہے کم ہوے تو مضارب بقدر کمی کے رب المال کو پورا کردے گا اور اگر اُسکا حصہ نفع مال مضمون سے زیادہ ہو تو بقدر ضمان کے کاٹ کر باقی پورے حصہ تک نفع اُسکو دیدیا جاوے گا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو حکم دیا کہ میرے غلامون وچوپاؤن کو نفقہ دے تو یہ اسکے مال مضاربت مین محسوب ہوگا یعنی اصل مال رب المال مین حساب کیا جاوے گا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر اس نے باوجود اجازت رب المال کے غلامون وچوپاؤن کے نفقہ مین اسراف وزیادتی کردی تو راس المال مین سے فقط نفقہ مثل کا حساب کیا جاوے گا یعنی اسراف وزیادتی کا حساب نہ کیا جاوے گا یہ محیط سرخسی ومبسوط مین ہے اور اس نفقہ کا حساب کرنے کا یہ طریقہ ہی کہ اگر راس المال مین نفع ہو تو پہلے نفع مین سے محسوب کیا جاوے کیونکہ نفقہ جزو تلف شدہ ہی اور اصل تلف شدہ مین یہ ہی کہ نفع کی طرف پھیرا جاوے اور اگر نفع نہ ہو تو راس المال مین محسوب ہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے اپنے مال سے خرچ کیا یا مضاربت پر ادھار لیا ہو تو یہ مضاربت مین لے لیگا۔ اس طرح کہ پہلے راس المال نکالکر پھر دوسری مرتبہ نفقہ محسوب کریگا پھر نفع تقسیم ہوگا اور اگر مال مضاربت تلف ہوگیا تو رب المال سے کچھ نفقہ واپس نہین لے سکتا ہی یہ ذخیرہ مین ہی اور اگر مضارب نے قبل خرید وفروخت کے راس المال مین سے کچھ اپنی ذات پر صرف کیا تو رب المال اس سے اپنا راس المال بھرپور لے لیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر متاع مضاربت لادنے کے واسطے کوئی جانور خریدا یا مضاربت کے واسطے اناج خریدا اور دام دینے سے پہلے راس المال تلف ہوگیا تو رب المال سے دوبارہ لے لیگا یہ مبسوط مین ہی اور اگر اپنا کھانا کپڑا تیل خریدا یا سواری کرایہ کی پھر راس المال ضائع ہوگیا تو رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہے یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مضارب کے اہل وعیال کوفہ مین بھی ہون اور اُسکے اہل وعیال بصرہ مین بھی ہون اور دونون جگہ اُسکا وطن ہو پھر وہ راس المال لیکر کوفہ سے بصرہ کو چلا تاکہ وہان تجارت کرے تو وہ راستے بھر مال مضاربت سے اپنا نفقہ لیگا اور جب بصرہ مین داخل ہوگیا تو جب تک وہان رہے اُسکا نفقہ اُسکے ذمہ ہی پھر جب وہان سے

کوفہ کو لوٹ چلا تو راستہ مین نفقہ مال مضاربت سے لیگا۔ اور اگر مضارب کے اہل یہان کوفہ مین ہون اور رب المال
کے بصرہ مین ہون اور رب المال کے ساتھ وہ بصرہ کو تجارت کے واسطے چلا تو راستہ مین اور بصرہ مین اور بصرہ
سے لوٹ کر راہ مین اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا یہ مبسوط مین ہے اور اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم
مضاربت مین دیے حالانکہ دونون کوفہ مین موجود ہین ولیکن کوفہ مضارب کا وطن نہین ہے تو جب تک
مضارب کوفہ مین ہے اُسکا نفقہ اُس کی ذات پر ہے۔ پھر اگر مال مضاربت لیکر سفر کر گیا پھر لوٹ کر تجارت کی غرض سے
کوفہ مین آیا تو جب تک کوفہ مین ہے اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا اور کوفہ اور دوسرے شہر اُسکے حق مین یکسان
ہون گے۔ یہ محیط مین ہے۔ پھر اگر اس نے کوفہ مین کسی عورت سے نکاح کر لیا اور اُسکو وطن بنا لیا تو مال مضاربت
سے اُسکا نفقہ ہونا باطل ہو گیا یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب مال مضاربت لیکر تجارت کی کوئی چیز خریدنے
کے واسطے کسی شہر کو گیا اور وہان پہونچکر کچھ نہ خریدا یہان تک کہ پھر اپنے شہر کو واپس آیا اور مال مین سے
اپنے نفقہ مین خرچ کیا ہے تو یہ نفقہ مال مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی شخص کو مال مضاربت
دیا اور حکم کیا کہ اپنی راے سے عمل کرے پس مضارب نے دوسرے کو مضاربت مین دیا وہ مال لیکر کسی شہر کو
خرید و فروخت کے واسطے سفر کر گیا تو اس کا نفقہ مضاربت مین ہوگا کیونکہ وہ بمنزلہ مضارب اول کے ہے یہ
مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کسی شہر مین اقامت کی نیت کر لی تو نفقہ اُسکا مال مضاربت سے رہیگا اور
اقامت کی نیت سے اسوقت مضاربت سے نہین رہتا ہے کہ جب اپنے شہر مین اقامت کرے یا کسی شہر کو دار الاقامت
بنالے یعنی وطن قرار دیوے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت کسی شخص کو بضاعت مین دیا تو
مستبضع یعنی بضاعت لینے والے کا نفقہ مال مضاربت مین نہوگا۔ اور اگر مضارب نے رب المال کو بضاعت دیا اس نے
کام کیا تو یہ مضاربت مین رہے گا اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا نفقہ مضاربت مین نہوگا
یہ مبسوط مین ہے اور اگر مضارب نے مال مضاربت لیکر اور اپنا مال لیکر سفر کیا تو نفقہ دونون مالون پر تقسیم کیا جاویگا
خواہ اُس نے دونون مالون کو ملایا ہو یا نہ ملایا ہو خواہ رب المال نے اس سے اپنی راے سے عمل کرنے کو کہا ہو یا نہ کہا
ہو اور مقدار سفر یا اس سے کم دونون اس باب مین برابر ہین بشرطیکہ اپنے اہل و عیال مین رات بسر نہ کرتا ہو یہ فتاوی
قاضی خان مین ہے۔ اسی طرح اگر دو شخصون کا مال مضاربت لیکر اُس نے سفر کیا تو اسکا نفقہ دونون کے مالون کی مقدار
پر ہوگا۔ اور اگر ایک مال بضاعت کا ہو تو اُسکا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا الا اس صورت مین کہ بضاعت کا کام
کرنے کے واسطے فارغ ہوا ہو تو اپنا ذاتی مال خرچ کرے بضاعت مین سے خرچ نہ کرے (اور نہ مضاربت مین سے
خرچ کرے) ولیکن اگر صاحب بضاعت نے اس کو اجازت دیدی ہو تو بضاعت مین سے خرچ کرے۔ یہ محیط سرخسی
مین ہے۔ **قال** محمد رح فی الزیادات ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے
اس کے عوض ایک باندی جو ہزار درم قیمت کی ہے خریدی اور باندی کے نفقہ کی ضرورت ہوئی تو اس کا نفقہ رب المال
پر واجب ہوگا اور مضارب کے حصہ مین اُسکا نفقہ نہ لگایا جائیگا اور یہی ظاہر الروایۃ ہے اور حسن رح نے امام اعظم رح سے

روایت کی ہی کہ اس کا نفقہ رب المال و مضارب دونون پر بقدر ان کی ملک کے ہوگا یہ محیط مین ہے اگر مضارب کسی شہر مین آیا اور کوئی چیز خریدی پھر رب المال مرگیا اور اسکو خبر نہین ہی پھر متاع کو کسی دوسرے شہر مین لایا تو مضارب کا نفقہ اُسکے ذاتی مال سے ہوگا اور جو راہ مین تلف ہوا اُسکا ضامن ہے اور اگر صحیح سالم بچگئی تو متاع کا فروخت کرنا جائز ہے کیونکہ حق بیع مین مضاربت باقی ہے یہ وجیز کردری مین ہی۔ اور اگر مضارب متاع کو لیکر رب المال کے مرنے سے پہلے اس شہر سے باہر ہوا تو ضائع ہونے کا وہ ضامن نہ ہوگا۔ اور سفر کا نفقہ مال سے ہوگا یہان تک کہ شہر مین پہونچ جاوے اور متاع کو مال سے فروخت کردے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر مضارب راستہ مین ہو اور رب المال نے ایک ایلچی بھیج کر اس کو سفر سے منع کردیا یا رب المال مرگیا تو اسکو اختیار ہے جس شہر کی طرف چاہے توجہ کرے اور اُس کا نفقہ مال مضاربت مین ہوگا و لیکن اگر مال مضاربت نقدی ہو حالانکہ وہ شہر یا راستہ مین ہے پھر رب المال کے شہر کے سواے دوسرے شہر کی طرف نکلا تو ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر رب المال مرگیا درحالیکہ مضارب رب المال کے شہر کے سواے دوسرے شہر مین ہے اور مضاربت مین متاع اُسکے پاس ہی۔ پھر اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف چلا تو استحساناً اسپر تلف ہونے کی ضمان نہین ہے اور نفقہ مضاربت سے واجب ہے یہان تک کہ رب المال کے شہر مین پہونچ جاوے۔ اسی طرح اگر رب المال زندہ ہو اور اس نے ایلچی بھیج کر مضارب کو خرید و فروخت سے منع کردیا حالانکہ اس کے پاس متاع تجارت موجود ہے پھر وہ اُسکو لیکر رب المال کے شہر کی طرف نکلا تو سفر مین اگر متاع تلف ہوجاوے تو استحساناً ضمان نہ ہوگی اور استحساناً اس کا نفقہ مال مضاربت سے ہوگا۔ اور اگر مال مضاربت سے اس کے پاس نقدی درم و دینار ہون اور رب المال مرگیا درحالیکہ مضارب دوسرے شہر مین موجود ہے یا کوئی ایلچی بھیجکر رب المال نے اسکو خرید و فروخت سے منع کردیا پھر مضارب مال لیکر رب المال کے شہر کی طرف متوجہ ہوا اور مال راستہ مین تلف ہوگیا تو اُسپر ضمان نہین ہی اور اگر سالم بچکر آیا اور اس مین سے مضارب نے راہ مین اپنی ذات پر خرچ کیا تو وہ نفقہ کا ضامن ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت اور ہزار درم اپنے مال سے ایک غلام خریدا اور اُسپر کچھ خرچ کیا تو اس نے تطوع و احسان کیا اور اگر اُس نے قاضی کے سامنے پیش کرکے بحکم قاضی اُسپر کچھ خرچ کیا تو دونون پر بقدر ہر ایک کے راس المال کے واجب ہوگا کذا فی الحاوی۔ اور جو مضاربت فاسد ہو اُس مین مضارب کا نفقہ مال مضاربت مین نہوگا پس اگر اس نے اپنی ذات پر خرچ کیا تو اُسکے کام کا جو اجر المثل اُسکو چاہئے اس مین محسوب کرلیا جائیگا اور جو باقی بچیگا وہ اُسکو ملیگا اور اگر زیادہ خرچ کیا ہے تو بقدر زیادتی کے مضارب سے لیا جائیگا یہ مبسوط مین ہے

تیرھوان باب مضاربت کے غلام کے آزاد کرنے اور مکاتب کرنے اور مضاربت کی باندی کے بچہ کی دعوت نسب کے بیان مین۔ اگر مضارب نے مضاربت کا غلام آزاد کیا پس یا تو مضاربت مین نفع ہوگا یا نہ ہوگا اور یا غلام کی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہوگی یا نہ ہوگی۔ پس اگر مضاربت مین نفع ہو تو عتق صحیح نہین ہی۔ اور اگر رب المال نے اس کو آزاد کیا ہو تو صحیح ہی۔ اور وہ اپنا راس المال بھر پانے والا شمار ہوگا۔ اور اگر مضاربت مین

نفع ہوا اور غلام کی قیمت مین زیادتی ہو مثلاً ایک غلام پانچسو درم کو جو ہزار کی قیمت کا ہی خرید ااور راس المال بھی ہزار درم ہین اور مضارب نے اُسکو آزاد کیا تو بھی صحیح نہین ہی۔ کیونکہ مال مضاربت ہرگاہ دو جنس مختلف ہون اور قیمت ہر ایک کی مثل راس المال کے ہو تو ہر واحد دونون مالون مین سے راس المال کے ساتھ مشغول اعتبار کیا جاویگا گویا کہ اس کے ساتھ دوسرا نہین ہے اور راس المال دونون مین شائع اعتبار کیا جائیگا۔ کذا فی محیط السرخسی اور اگر رب المال ہی نے خود آزاد کیا ہو تو عتق جائز ہوگا اور آزاد کرنے کی وجہ سے وہ اپنے تمام مال کا بھر پانے والا شمار ہوگا اور پانچسو درم نفع باقی رہے۔ وہ دونون کو برابر تقسیم ہو جاوین گے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر اس غلام کی قیمت مین زیادتی ہو مثلاً پانچسو درم کو دو ہزار کا غلام خرید ااور اُس کو آزاد کیا تو چوتھائی مین اُسکا آزاد کرنا جائز ہی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ پس رب المال مضارب کے ہاتھ کے باقی پانچسو درم اپنے راس المال مین وصول کر لیگا اور غلام مین سے مضارب کی ملکیت بقدر سات سو پچاس درم ہو جائیگی پس مضارب کی ملکیت غلام مین زیادہ ہو گئی کہ جو آزاد کرنے کے روز نہ تھی اور جو اس کی زیادتی غلام مین پیدا ہوئی ہی وہ آزاد نہ ہو جائیگی پھر ہم کہتے ہین کہ اگر مضارب خوش حال ہو تو رب المال کو تین طور سے اختیار حاصل ہوگا چاہے مضارب سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کی ضمان لے پھر مضارب کو اختیار ہوگا کہ غلام سے ایک ہزار پانچ سو درم اگر چاہے تو لے لے اور اُسکی تمام ولاء مضارب کی ہوگی اور اگر رب المال چاہے تو غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرادے اور مضارب کو خیار ہوگا کہ چاہے غلام سے دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کرادے یا چاہے تو اسقدر غلام کو آزاد کرے اور ولاء اُن دونون مین آٹھ حصون مین منقسم ہوگی پانچ حصہ رب المال کے اور تین حصہ مضارب کے ہون گے اور اگر رب المال چاہے تو غلام مین سے اپنا حصہ آزاد کرے اور وقت آزاد کرنے کے غلام کے پانچ حصہ آزاد ہو جاوینگے اور مضارب کو ایک حصہ مین اختیار باقی رہے گا اور یہ وہی ہے جو بعد آزاد کرنے کے اُس کے حق مین زیادتی پیدا ہوگئی ہے۔ پس چاہے تو اُس کو آزاد کردے یا اس سے سعی کرادے اور جو فعل اُسمین سے چاہے اختیار کرے مگر ولاء ان مین آٹھ حصون مین تقسیم ہوگی۔ اور اگر مضارب تنگدست ہو تو رب المال کو دو طرح کا اختیار ہوگا چاہے غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراوے یا چاہے تو اسقدر غلام آزاد کردے۔ اور مضارب کو بھی جسقدر اُسکے حق مین زیادتی پیدا ہو گئی ہے اسمین خیار ہوگا اور اس کی ولاء دونون کو آٹھ حصہ ہو کر تقسیم ہوگی جیسا کہ ہم نے سابق مین ذکر کیا ہے اور یہ سب امام اعظم رح کا قول ہے اور صاحبین رح کے نزدیک ہرگاہ مضارب نے نفع ہونے کی حالت مین آزاد کیا تو تمام غلام رب المال و مضارب سے آزاد ہو جائے گا پھر رب المال اپنے پانچ سو درم باقی راس المال کے مضارب سے وصول کر لیگا پھر مضارب سے اگر وہ خوش حال ہو تو ایک ہزار دو سو پچاس درم کی ضمان لیگا۔ اور مضارب اُسکو غلام سے واپس نہین لے سکتا ہے اور اگر مضارب تنگدست ہے تو رب المال غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراویگا اور تمام ولاء مضارب کی ہوگی۔ یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے دو غلام خریدے ہر ایک دونون مین سے ہزار درم قیمت کا ہے اور مضارب نے

لہ یعنی مضاربت [illegible] ۱۲۵۰ [illegible] مضارب ۱۲۵۰ [illegible]

دونون کو آزاد کر دیا تو ہمارے نزدیک اس کا آزاد کرنا باطل ہے اور اگر اُسکے بعد اس کی قیمت بڑھ جائے تو بھی عتق باطل رہا کذا فی المبسوط اور اگر رب المال نے دونون کو آزاد کیا تو دیکھا جائیگا کہ اگر دونون کو ایک ساتھ آزاد کیا ہے تو دونون آزاد ہو جاوین گے۔ اور مضارب کو پانچسو درم کی ضمان دیگا خواہ تنگدست ہو یا خوش حال ہو اور غلام پر سعی کرنا لازم نہ آوے گا اور اگر ایک کو بعد دوسرے کے آزاد کیا تو پہلا کل آزاد ہو جائیگا اور اُسکی ولاء رب المال کی ہوگی۔ اور دوسرے مین سے آدھا آزاد ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اور اگر ہزار درم کو دو غلام ایسے خریدے کہ ایک کی قیمت ہزار درم اور دوسرے کی دو ہزار درم ہی پھر مضارب نے دونون کو معًا آزاد کر دیا یا متفرق آزاد کر دیا حالانکہ وہ خوش حال ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک ہزار درم کی قیمت والا غلام آزاد نہو گا اس کا آزاد کرنا صحیح نہین ہی اور دو ہزار والے کا چوتھائی آزاد ہو جاویگا۔ اور اسکی مضاربت ٹوٹ گئی۔ اور ہزار درم والے کی مضاربت باقی رہی پھر جب رب المال نے اپنا تمام راس المال وصول کرنے کا قصد کیا تو مضارب اُس غلام کو فروخت کر دے گا اور اُس کے ثمن سے رب المال اپنا راس المال بھر پورے لیگا پس وہ غلام جسکی قیمت دو ہزار تھی وہ راس المال مین مشغول رہا بلکہ تمام نفع رہا کہ دونون مین آدھا آدھا تقسیم ہونا چاہیے تھا پس مضارب نے رب المال کا آدھا غلام آزاد کیا ہے۔ حالانکہ وہ خوش حال ہے۔ تو امام اعظم رح کے نزدیک رب المال کو تین طور سے خیار حاصل ہوگا چاہے[1] رب المال مضارب سے ہزار درم کی ضمان لے پھر اگر مضارب چاہے غلام سے ڈیڑھ ہزار درم لے لیگا اور اُسکی تمام ولاء مضارب کی ہوگی۔ اور اگر اس نے غلام سے سعی کرانا اختیار کیا تو وہ اپنی آدھی قیمت کے واسطے سعی کریگا اور مضارب بھی اس سے پانچ سو درم کے واسطے سعی کرا سکتا ہی اور یہ پانچسو درم چوتھائی وہ ہین۔ جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اُسکی زیادتی اس غلام مین پیدا ہوئی ہے اور اس چوتھائی کے واسطے جو آزاد کرنے کے روز مضارب کی ملک تھی سعی نہ کراوے گا۔ اور غلام کی ولاء دونون مین برابر مشترک ہوگی اور اگر اس نے غلام کا آزاد کر دینا اختیار کیا تو مضارب کو یہ اختیار حاصل ہوگا کہ غلام سے اس چوتھائی کے واسطے جو رب المال کا راس المال دینے کے بعد اُسکو غلام مین حاصل ہوئی ہی سعی کراوے اور اگر چاہے تو آزاد کر دے۔ اور چاہے جو فعل ان دونون مین سے اختیار کرے ہر صورت غلام کی ولاء دونون مین برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر مضارب تنگدست ہو تو بھی سب صورتون مین یہی حکم ہوگا جو ہمنے ذکر کیا ہے الا یہ کہ رب المال کو صرف دو ہی طور کا خیار حاصل ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر مضارب نے دونون کو آزاد نہ کیا بلکہ رب المال نے ایک ہی لفظ سے دونون کو آزاد کر دیا پس ہزار درم قیمت والا غلام رب المال کے مال سے آزاد ہو جاوے گا اور اسپر کچھ سعی کرنی لازم نہ آوے گی اور جس غلام کی قیمت دو ہزار درم ہین اُسکا تین چوتھائی رب المال کے مال سے آزاد ہو جاویگا اور باقی ایک چوتھائی مین اگر رب المال خوش حال ہو تو امام اعظم رح کے نزدیک مضارب کو اختیار ہی کہ چاہے یہ چوتھائی آزاد کر دے

[1] قال فی نسخۃ الکتاب ثبت لرب المال الخیارات لاولان انتہی یعنی رب المال کو پہلے دو طور کا خیار حاصل ہوگا اور پہلے دو طور یہ ہین کہ مضارب سے ضمان لینا یا غلام سے سعی کرانا اور تیسری صورت یہ تھی کہ چاہے غلام کو آزاد کر دے لیکن مترجم کے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہی اور صحیح یہ کہ اخیر دونون خیار حاصل ہونگے اور مقدمہ کے باب اغلاط الاصل مین لکھو واللہ اعلم بالصواب ۱۲ منہ

یا غلام سے سعی کراوے یا رب المال سے ضمان لیوے پھر رب المال غلام سے لے سکتا ہے اور اگر رب المال تنگدست ہو تو چاہے آزاد کرے یا غلام سے سعی کراوے اور یہ امر ظاہر ہے اور پھر مضارب رب المال سے اپنے پورے حصہ تک نفع کی ضمان لیگا اور یہ پانچ سو درم ہوے کیونکہ یہی باقی رہے ہین خواہ رب المال خوش حال ہو یا تنگدست ہو پھر رب المال کو اختیار نہین کہ ان دوسرے پانچ سو درمون کو غلام سے واپس لیوے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال نے دونون کو متفرق آزاد کیا پس اگر دو ہزار والا اولاً آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک تین چوتھائی اُسکا آزاد ہوگا۔ اور چوتھائی آزاد نہوگا اور ہزار قیمت والے مین سے وقت آزاد کرنے کے نصف آزاد ہوگا پھر مضارب کو دونون غلامون مین تین طور سے خیار ہے اگر رب المال خوش حال ہو تو چاہے رب المال سے پہلے غلام کی چوتھائی کی ضمان لے اور دوسرے کے نصف قیمت کی ضمان لے یا چاہے پہلے کا چوتھائی اور دوسرے کا نصف آزاد کردے یا چاہے پہلے غلام سے چوتھائی کے واسطے اور دوسرے سے آدھے کے واسطے سعی کرادے پس اگر مضارب نے رب المال سے ضمان لینا اختیار کیا تو وہ پہلے غلام سے چوتھائی قیمت اور دوسرے سے آدھی قیمت واپس لیگا اور جب لے لے تو ان دونون کی کل ولاء رب المال کی ہوگی۔ اور اگر مضارب نے سعی کرانا یا آزاد کردینا اختیار کیا تو پہلے غلام کی ولاء دونون مین چار حصہ ہوکر منقسم ہوگی تین حصے رب المال کے اور ایک حصہ مضارب کا ہوگا اور دوسرے کی ولاء دونون کو برابر تقسیم ہوگی۔ اور اگر رب المال نے پہلے ہزار کی قیمت والا غلام آزاد کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک یہ غلام پورا بدون سعایت کے آزاد ہو جائے گا اور جب اس نے دوسرے کو یعنی دو ہزار والے کو آزاد کیا تو اُس مین سے نصف آزاد ہوگا اور پھر اس مین وہی حکم جاری ہوگا جو دو شخصون کے مشترک غلام مین ایک شریک کے آزاد کرنے کی صورت مین جاری ہوتا ہے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر ہزار درم مین دو غلام خریدے کہ ہر ایک دونون مین سے ہزار درم کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے دونون غلامون کو ایک ساتھ یا ایک بعد دوسرے کے آزاد کیا پھر رب المال نے ایک کی آنکھ پھوڑ دی یا ہاتھ کاٹ دیا تو نصف راس المال کا بھر پانے والا قرار دیا گیا پھر دوسرے غلام مین زیادتی ظاہر ہوئی ولیکن مضارب کے آزاد کرنے کے بعد اس مین زیادتی ظاہر ہوئی ہے یعنی پیدا ہوئی ہے تو عتق باطل ہے اور اگر مضارب نے اُسکے بعد دونون کو آزاد کیا تو جس غلام پر جنایت واقع ہوئی یعنی آنکھ پھوڑی گئی یا ہاتھ کاٹا گیا ہے تو اس کا آزاد کرنا جائز نہوگا کیونکہ اُس مین باقی راس المال سے زیادتی نہین ہے اور رہا دوسرا غلام پس اس مین سے چوتھائی آزاد ہوگا جو کہ نصف زیادتی اس راس المال نصف باقی مین سے ہے جو باقی رہی ہے پھر وہ غلام جسپر جنایت واقع ہوئی فروخت کیا جائیگا اور رب المال کو تمام راس المال دیا جاویگا اور مضارب اگر خوش حال ہے تو رب المال کو آدھی قیمت اس غلام کی جسکا آزاد کرنا جائز ہے ضمان دیگا کیونکہ ظاہر ہوا کہ وہ تمام نفع ہے اور آدھا اس مین رب المال کا ہے پس یہ ضمان رب المال کو دے گا اور غلام سے واپس لیگا اور یہی امام اعظم کے نزدیک دو سو پچاس درم اس سے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب نے مضاربت کا کوئی غلام یا باندی مکاتب کردی پس اگر اس کی قیمت مثل راس المال کے ہو تو کتابت جائز نہین اور جب غلام نے

مال کتابت ادا کیا تو آزاد نہ ہوگا اور جو اس نے مال کتابت دیا ہے وہ مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ اور اگر قیمت مین راس المال پر زیادتی ہو مثلاً قیمت دو ہزار درم ہو۔ اور دو ہزار پر اسے مکاتب کیا اور راس المال ہزار درم ہین تو امام اعظم رح کے نزدیک بقدر اُسکے حصہ کے یعنی چوتھائی کے کتابت صحیح ہے اور جو اُس مین رب المال کا حصہ ہے اس کی کتابت صحیح نہین ہے ولیکن رب المال کو اختیار ہے کہ اُسکی کتابت توڑدے پس اگر اس نے کتابت نہ توڑی یہان تک کہ غلام نے تمام بدل کتابت ادا کیا تو امام اعظم رح کے نزدیک حصہ مضارب آزاد ہوگا نہ زیادہ آزاد نہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک کل آزاد ہوجاویگا اور جسقدر مضارب نے بدل کتابت ادا کیا ہے اُسمین سے چوتھائی اُسکو دیا جائیگا اور تین چوتھائی بالاتفاق مضاربت مین رکھا جائیگا۔ اور جب حصہ مضارب آزاد ہوا تو مضاربت ٹوٹ جاویگی پس رب المال اپنا راس المال تین چوتھائی مال کتابت سے وصول کرلیگا اور باقی پانچ سو درم اور کل غلام نفع مین رہیگا پس پانچ سو درم برابر اور غلام برابر دونون تقسیم ہوگا پس مضارب کے واسطے ایسی زیادتی شرکت کی پیدا ہوئی جو آزاد کرنے کے روز اُسکو حاصل نہ تھی پس امام اعظم رح کے نزدیک اسقدر آزاد نہ ہوگا جیسا کہ معلوم ہوچکا ہے۔ اور امام اعظم رح کے نزدیک رب المال کو اُس کے حصہ مین تین طرح کا خیار حاصل ہوگا بشرطیکہ مضارب خوشحال ہو یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مکاتب نے کچھ ادا نہ کیا اور مر گیا اور آٹھ ہزار درم سے کم چھوڑے تو مملوک غلام مرا اور کتابت باطل ہوگئی کیونکہ وہ عاجز مرا ہے اس لیے کہ جسقدر اُسکی ملک ہے یعنی چوتھائی کمائی وہ بدل کتابت ادا کرنے کے واسطے پوری نہین ہے پس رب المال اس مین سے ایک ہزار درم اپنے راس المال کے لے لیگا اور باقی دونون مین برابر تقسیم ہونگے۔ اور اگر پورے آٹھ ہزار درم چھوڑے تو ادا کرکے مرا ہے پس آزاد مرد مرا پس مضارب اس مین سے دو ہزار درم لے لیگا اور رب المال کے واسطے ایک ہزار پانچ سو درم غلام کی تین چوتھائی قیمت کی ضمان دے گا کیونکہ اسقدر پر مولی کی ملک باقی رہی تھی۔ اور مضارب نے اُسکو فاسد کیا اسواسطے ضامن ہوگا اور باقی چھ ہزار درم جو اس کی کمائی کے باقی رہے ہین وہ رب المال اور مضارب کے درمیان برابر تقسیم ہون گے۔ اور اگر مکاتب نے نو ہزار درم چھوڑے تو مضارب اس مین سے دو ہزار بدل کتابت لے لیگا اور غلام آزاد مرا اور ایک ہزار درم زائد بھی میراث کے حق مین لے لیگا کیونکہ تمام ولا اُسی کی رہی کیونکہ تمام غلام اُسی کی طرف سے آزاد ہوا ہے اسلیے کہ بسبب ضمان دیدینے کے مضارب اُسکا مالک ہوگیا۔ پھر اگر کتابت کے روز غلام کی قیمت ایک ہی ہزار درم ہون پھر بڑھ گئی ہو تو کتابت نافذ نہوگی۔ اور اگر کتابت کے روز اُس کی قیمت دو ہزار درم ہون پھر کم ہوگئی پھر اُس نے بدل ادا کیا یا مر گیا تو اُسکا حکم وہی ہوگا جو پہلے مسئلہ مین گذر چکا ہے کیونکہ چوتھائی اُسکی ملک تھی پس اس مین کتابت کا نفاذ ہوگا ولیکن مکاتب اُسکی اس قیمت کا ضامن ہوگا جو ادا کرنے کے روز رہ گئی ہے پس اس مسئلہ مین مسئلہ اولی سے وقت ضمان مین مخالفت ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مضارب نے کسی غلام مضاربت کو جس کی قیمت مثل راس المال کے یا اس سے کم تھی دو ہزار درم پر آزاد کیا اور راس المال کے ہزار درم ہین تو اسکا عتق باطل ہے جیسے بلا مال آزاد کرنے کی صورت مین عتق باطل ہوتا ہے۔ اور اگر غلام کی قیمت راس المال سے زائد ہو مثلاً دو ہزار درم ہون اور راس المال

یعنی ادائے مال کتابت ۱۲

ایک ہزار درم ہین اور مضارب نے دو ہزار درم پر آزاد کیا تو غلام مین سے امام اعظم رح کے نزدیک خاصۃً مضارب کا چوتھائی حصہ آزاد ہوگا۔ اور صاحبین رح کے نزدیک تمام غلام آزاد ہو جائے گا۔ اور مضارب کو بدل عتق مین سے اس کا حصہ یعنی چوتھائی دیا جاوے گا۔ اور مابقی غلام کو سپرد کیا جائے گا۔ پس بالاتفاق مضاربت مین سے نہ ہوگا۔ اور مشائخ نے فرمایا کہ یہ حکم اسوقت ہی کہ مضارب نے غلام سے کہا ہو کہ مین نے تجھے ہزار درم پر آزاد کیا اور غلام نے قبول کیا ہو یہان تک کہ نفس قبول سے آزاد ہو گیا ہو یا مکاتب ہو گیا ہو اور جو اُس نے اُسکے بعد کمایا وہ مکاتب کی یا آزاد قرضدار کی کمائی کے مثل ہو ولیکن اگر مضارب نے غلام سے یون کہا کہ اگر تو نے مجھے دو ہزار درم ادا کیے تو تو آزاد ہے۔ اور اس نے دو ہزار درم دیدیے اور غلام مین سے مضارب کا حصہ آزاد ہو گیا پس جو کچھ اس نے غلام سے لیا ہے وہ مضاربت مین ہوگا کیونکہ وہ مضاربت کے غلام کی کمائی ہے پس اُس مین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا اور باقی دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا۔ یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم آدھے کی مضاربت پر ہون پس مضارب نے اُسکے عوض ایسی باندی جسکی قیمت ہزار درم ہے خریدی اور اس سے وطی کی اور اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار درم کا ہی پھر مضارب نے دعوی کیا کہ یہ میرا بیٹا ہی پھر اس بچہ کی قیمت بڑھکر ڈیڑھ ہزار درم ہو گئی اور مضارب خوش حال ہی پس رب المال کو اختیار ہی چاہے غلام سے ایک ہزار دو سو پچاس درم کے واسطے سعی کراوے یا چاہے اُسکو آزاد کر دے اور اگر رب المال نے غلام سے ہزار درم وصول کئے تو مضارب کو باندی کی آدھی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو ضمان دینی پڑیگی یہ کافی مین ہے اگر ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے پس اُسکے عوض ایک باندی خریدی کہ ہزار درم قیمت کی ہے پھر اُسکے ایک بچہ پیدا ہوا جو ہزار کی قیمت کا ہے پھر مضارب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا تو دعوت نسب باطل ہی اور وہ باندی کے عقر کا ضامن ہوگا اور اس کو اختیار ہے کہ باندی اور اُسکے بچہ کو فروخت کرے پس اس مقام پر امام محمد رح نے حکم مبہم بیان کیا ہی حالانکہ اس مین تفصیل ہی اور وہ یہ ہے کہ اگر وقت خرید سے چھ مہینے سے کم مین بچہ پیدا ہوا ہی تو اُسکو باندی کے فروخت کا اختیار ہی ولیکن مضارب پر عقر لازم نہ ہوگا۔ اور اگر چھ مہینے سے زیادہ مین بچہ پیدا ہوا ہی تو اُسپر عقر لازم ہوگا اور اُسکو اختیار ہی کہ جب تک رب المال نے اس سے عقر نہین وصول کر لیا ہی اسوقت تک باندی کو فروخت کر دے اور جب اس سے عقر وصول کر لیا اور وہ سو درم ہین تو مضارب کی دعوت نسب صحیح ہو گئی اور بچہ کا نسب اُس سے ثابت ہو گیا اور باندی اسکی ام ولد ہو گئی پھر رب المال کے واسطے باندی کی قیمت کے نو سو درم تمام راس المال اُسکا اور پچاس درم باقی کے ڈانڈ دیگا خواہ تنگدست ہو یا خوش حال ہو اور رہا بچہ وہ تمام نفع ہی اس مین سے مضارب کا حصہ آزاد ہو جائیگا یعنی نصف اور باقی نصف کی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور اس مین مضارب پر ضمان نہوگی اگرچہ وہ خوش حال ہو۔ اور اگر اس نے دونون مین سے کسی کو فروخت نہ کیا اور رب المال نے اپنا عقر وصول نہ کیا یہان تک کہ باندی کی قیمت بڑھ گئی پس دو ہزار کی ہو گئی تو وہ مضارب کی ام ولد ہو گئی اور مضارب پر اس کی تین چوتھائی کی قیمت خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو لازم آویگی اور رہا بچہ پس وہ بحالہ مملوک رہیگا تاوقتیکہ

مضارب اس قیمت کو جو اسپر باندی کی واجب ہے ادا کرے یا رب المال کچھ عقر نہ لیوے اور مضارب کو اختیار ہے کہ اُسکو فروخت کردے اور اگر اس غلام کو فروخت نہ کیا یہان تک کہ بڑھکر دو ہزار درم کا ہو گیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہو جائیگا اور اس مین سے اُسکا چوتھائی آزاد ہو جاویگا یہ مبسوط مین ہے۔ اور مضارب پر غلام کی ضمان نہین آتی ہے صرف غلام پر اپنی قیمت کے واسطے سعی کرنا چاہیے ہے اگرچہ مضارب خوش حال ہووے۔ اور جب غلام مین سے امام اعظم رح کے نزدیک چوتھائی اور صاحبین رح کے نزدیک کل آزاد ہو گیا تو مضارب سے اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا جب کہ مضارب خوش حال ہو نہ غلام کی سعایت سے۔ اور جب مضارب سے اپنا راس المال لے لیا پس جسقدر باندی کی قیمت اور اُسکا عقر مضارب پر باقی رہا وہ سب نفع ہوگا اور تمام غلام نفع رہا پس جسقدر باندی کی قیمت اور اسکا عقر رہا وہ سب نفع مخصوص رب المال کو دیا جاویگا پس اگر عقر کے سو درم ہون تو یہ سب رب المال کا قرار دیا جاویگا اور مضارب اسکو رب المال کو ادا کریگا پس حاصل یہ ہے کہ مضارب اس صورت مین رب المال کے واسطے تمام باندی کی قیمت ہزار درم کا اور اسکے عقر سو درم کا ضامن ہوگا پس رب المال اس مین سے ہزار درم اپنے راس المال کا اور ایک ہزار ایک سو درم نفع کا بھر پانے والا ہو جائیگا پھر مضارب کے واسطے غلام مین سے اسی کے مثل قرار دیا جائیگا جسقدر رب المال نے نفع پا لیا ہے یعنی ایکہزار ایک سو درم پس غلام یعنی اُسکے بیٹے مین سے ایک ہزار ایک سو درم بقدر حصہ مضارب کے آزاد ہو جائیگا پس اسقدر بدون سعی کرنے کے مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور باقی نو سو درم لڑکے مین سے نفع رہگئے۔ پس وہ دونون مین برابر تقسیم ہونگے پس مضارب کے حصہ مین اس مین سے چار سو پچاس درم آئے پس لڑکے مین سے چار سو پچاس درم بقدر حصہ مضارب کے بدون سعی کرنے کے آزاد ہوگا اور باقی چار سو پچاس درم کے واسطے وہ سعی کریگا اور رب المال کو دیگا پھر جب اس نے رب المال کو دیدیے تو کل آزاد ہو گیا پس رب المال کی ولاء اُس غلام مین سے دو دسوین حصہ اور ایک دسوین کا چوتھائی حصہ ہوگی اور مضارب کے واسطے سات دسوین حصہ اور ایک دسوین کی تین چوتھائی حصہ ہوگی اور یہ امام اعظم رح کے نزدیک ہے اور صاحبین رح کے نزدیک پوری ولاء مضارب کی ہوگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب تنگدست ہو کہ ادا کرنے پر قادر نہین ہے اور رب المال نے چاہا کہ باندی سے اپنے راس المال اور حصہ نفع کے واسطے سعی کرادے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا اور اگر بچہ سے سعی کرانی چاہی تو اس سے ڈیڑھ ہزار درم کے واسطے سعی کرا سکتا ہے اس مین سے ہزار درم اُسکے راس المال کے ہونگے اور پانچسو درم اس غلام مین نفع کے ہونگے پھر رب المال کو اس غلام کی تین چوتھائی ولاء ملیگی یہ مبسوط مین ہے۔ اور مضارب پر باندی کی آدھی قیمت اور آدھا عقر باقی رہیگا کہ جب وہ آسودہ حال ہوگا تو اس کو ادا کرنا پڑیگا۔ پس اگر غلام نے سعایت سے ادا کیا پھر اس نے چاہا کہ مضارب سے واپس لے تو اُسکو یہ اختیار نہوگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر باندی ہزار کی قیمت کے برابر ہو اور اسکے ایک بچہ ہوا جو ہزار کی قیمت کے مساوی ہے اور مضارب نے اوسکے نسب کا دعوی کیا اور رب المال نے اس سے سو درم عقر بھر لیے اور مضارب نے باندی لے لی تو باندی مضارب کی ام ولد ہو جاویگی اور بچہ آزاد ہو جاویگا

اور اُسکا نسب مضارب سے ثابت ہوگا اور باندی کی قیمت مین مضارب نوسو پچاس درم کا ضامن ہوگا نوسو باقی راس المال کے اور پچاس درم حصہ نفع رب المال منجملہ ان سو درم کے جو باندی مین ہے پھر جب رب المال نے اُسپر قبضہ کر لیا تو نصف ولد مضارب کی طرف سے آزاد ہو جائیگا اور باقی نصف کی قیمت کیواسطے رب المال کیلیے سعی کریگا اور اُسکی ولا دونون مین برابر تقسیم ہوگی اور اگر مضارب تنگدست ہو حالانکہ اُسنے عقر ادا کر دیا تو رب المال کو اختیار ہوگا کہ غلام سے نوسو درم باقی راس المال کے واسطے سعی کراوے پھر باقی سو درم اس مین سے نفع رہے کہ جسکے آدھے کے واسطے رب المال کے لیے غلام پھر سعی کریگا اور رب المال کو اُسکی ولا مین ساڑھے نو دسوین حصہ ملین گے اور رب المال کی آدھی قیمت باندی کی مضارب پر قرضہ رہیگی یہ قول امام اعظم رح کا ہے۔ یہ مبسوط مین ہے۔ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اُس نے اُس مال کے عوض ایک باندی ہزار کی قیمت کی خریدی اُسکے ایک بچہ ہوا جو ہزار کی قیمت کے برابر ہے اور اس کے نسب کا رب المال نے دعوی کیا تو وہ اُسکا بیٹا قرار پاویگا۔ اور باندی اس کی ام ولد ہوگی اور مضارب کے واسطے باندی یا بچہ کی قیمت مین کچھ ڈانڈ نہ دیگا۔ اور نہ عقر دیگا۔ اور اسی طرح اگر وہ بچہ دو ہزار کی قیمت کے برابر ہو تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی دو ہزار کی قیمت کی ہو اور رب المال نے نسب کا دعوی کیا تو دعوت نسب صحیح ہے اور باندی اُس کی ام ولد ہو جاوے گی اور بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا اور رب المال باندی کی چوتھائی قیمت مضارب کو ڈانڈ دیگا خواہ آسودہ حال ہو یا تنگدست ہو اور بچہ کی قیمت مین سے کچھ ڈانڈ نہ دیگا اور بھی باندی کے عقر کا آٹھوان حصہ مضارب کو دیگا۔ اور اگر خود مضارب ہی نے باندی سے وطی کی اور قیمت باندی کی دو ہزار درم ہین اور اُسکے بچہ ہوا اور بعد بچہ پیدا ہونے کے مضارب نے اُسکے نسب کا دعوی کیا اور قیمت بچہ کی ہزار درم ہے تو باندی اس کی ام ولد ہو جاویگی اور تین چوتھائی اس کی قیمت رب المال کو دیگا اور تین آٹھوین حصے عقر کے دیگا خواہ خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور بچہ کی قیمت مین کچھ ضامن نہوگا اور یہ بچہ مضاربت مین غلام ہوگا کہ مضارب اُسکو فروخت کر سکتا ہے۔ اور اُسکا نسب مضارب سے ثابت نہوگا۔ پھر جب مضارب نے جو کچھ اُسپر باندی کی قیمت اور عقر واجب ہوا تھا رب المال کو دیا اور اس نے قبضہ کر لیا تو بچہ کا نسب مضارب سے ثابت ہو جائے گا اور اس مین سے آدھا آزاد ہو جائے گا اور نصف قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا خواہ مضارب خوش حال ہو یا تنگدست ہو اور امام اعظم رح کے نزدیک اُسکی ولا رب المال و مضارب مین برابر رہے گی اور صاحبین رح کے نزدیک کل ولا مضارب کی ہوگی کذا فی المحیط

چودھوان باب خرید و فروخت کرنے سے پہلے یا اس کے بعد مال مضاربت کے تلف ہو جانے کے بیان مین مال مضاربت مین سے جو تلف ہوا وہ نفع مین رکھا جائے گا نہ راس المال مین یہ کافی مین ہے اگر مال مضاربت مین تصرف کرنے سے پہلے مال مضاربت تلف ہو گیا تو مضاربت باطل ہو گئی۔ اور تلف ہونے کے باب مین قسم سے مضارب کا قول مقبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے راس المال تلف کر دیا یا اسکو خرچ کر دیا یا دوسرے شخص کو دیدیا اُس نے تلف کر دیا تو اسکو مضاربت پر کوئی چیز خریدنے کا اختیار نہین ہے۔ اور اگر

سلہ یعنی دس حصوں مین سے ساڑھے نو حتی کہ اگر یہ لڑکا وارث ہزار درم چھوڑ مرے تو رب المال یا اسکے عصبہ کو اسمین سے ساڑھے نوسو درم ملینگے ۱۲م

مال کو اس شخص سے جس نے تلف کیا ہے لے لیا تو اُس کو اُسکے عوض مضاربت پر خریدنے کا اختیار ہی یہ حسن رح نے امام اعظم رح سے روایت کی ہی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ امام محمد رح سے مروی ہی کہ مضارب نے راس المال کے درم کسی شخص کو قرض دیے پس اگر وہی دراہم بعینہا واپس ملے تو مضاربت مین آگئے اور اگر اُن کے مثل واپس ملے تو مضاربت مین رجوع نہ ہو جاوین گے۔ یہ ذخیرہ مین ہی۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم ہون اُس نے اُنکے عوض ایک غلام خریدا اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ یہ دراہم اُس کے پاس سے تلف ہوگئے تو رب المال اُس کو دوسرے ہزار درم دیگا۔ اور اگر دوسرے ہزار بھی ثمن مین ادا کرنے سے پہلے تلف ہوئے تو وہ پھر رب المال سے لے سکتا ہے ایسے ہی جب تک ایسا ہوتا رہے لے سکتا ہے اور راس المال جتنے بار رب المال نے دیے ہون سب کا مجموعہ قرار پاویگا یہ کافی مین ہی پھر اگر اُسکے بعد مضارب نے اس کو مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرے۔ اور اگر اس امر کو جو واقع ہوا ہی ویسا ہی بیان کردے اور کل پر مرابحہ سے فروخت کرنا چاہے تو اُسکو اختیار ہی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے ہزار درم کو ایک باندی خریدی اور ہنوز اُسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ مضارب نے دعوے کیا کہ مین نے اسکا ثمن ادا کردیا ہے اور بائع نے انکار کیا اور قسم کھالی تو مضارب رب المال سے دوسرے ہزار درم لیکر بائع کو دیکر باندی پر قبضہ کرلیگا پھر جب دونون مال مضاربت کو تقسیم کرین تو رب المال اس مین سے اپنے راس المال مین دو ہزار درم لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم نصف کی مضاربت پر دیے اسنے اُن کے عوض ایک باندی خریدی اور دام ادا کرنے سے پہلے یہ ہزار درم تلف ہوگئے پس رب المال نے کہا کہ تیرے باندی کے خریدنے کے پہلے مال ضائع ہوا ہی پھر تو نے اپنے واسطے باندی خریدی ہے نہ مضاربت کے واسطے اور مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ مال اسوقت ضائع ہوا ہی کہ مین باندی خرید چکا ہون اور اب مین تجھسے اسکا ثمن لینا چاہتا ہون اور حالت یہ ہی کہ معلوم نہین ہوتا ہے کہ مال کب ضائع ہوا ہی تو رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کئے تو مضارب کے گواہ قبول ہون گے۔ اور اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ تو نے مال ضائع ہونے سے پہلے باندی خریدی ہی پس اسکی خرید مضاربت مین رہی اور مضارب نے کہا کہ مال ضائع ہونے کے بعد مین نے باندی خریدی ہی پس اس کی خرید میرے واسطے رہی تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط مین ہے اور اگر ہزار درم تلف نہ ہوے اور باندی کے ثمن مین ادا نہ کئے ولیکن اُن سے ایک دوسری باندی مضاربت مین خریدی اور کہا کہ اس کو بیچکر پہلی باندی کے دام اُسکے دامون سے ادا کرون گا تو دوسری باندی کی خرید اُسکی ذات کے واسطے واقع ہوگی مضاربت مین نہ ہوگی۔ اور اگر پہلی باندی پر قبضہ کرکے اُسکے عوض دوسری باندی خریدی ہو تو جائز ہے اور دوسری باندی مضاربت مین رہیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ہزار درم کو ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی اور دام دینے سے پہلے مال ضائع ہوا تو رب المال کل ہزار کی ڈانڈ بھریگا یہ حاوی مین ہی اور اگر دو ہزار کی قیمت کی باندی بعوض ہزار کی قیمت کی باندی کے خریدی اور خریدکر اس باندی پر قبضہ کرلیا اور جسکے عوض خریدی ہی وہ ہنوز نہ دی تھی کہ دونون مرگئین تو مضارب خریدشدہ باندی کی قیمت مین پانچ سو درم ڈانڈ دیگا اور باقی رب المال ...

واجب ہونگے۔ اور اگر خرید شدہ باندی کی قیمت ایک ہزار درم ہون اور جس کے عوض خریدی ہے اُسکی قیمت دو ہزار ہون اور رب المال نے اُس کو اجازت دیدی ہو کہ قلیل وکثیر سے خرید تاکہ یہ خریداری جائز ہووے پس مضارب نے خرید شدہ پر قبضہ کیا اور دونون مر گئیں تو رب المال سے قیمت لیگا یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب کے پاس ہزار درم آدھے کی مضاربت پر ہون اُس نے بعوض اُن کے ایک گٹھری کپڑے کی خریدی اور اسکو دو ہزار کو فروخت کیا پھر دو ہزار کو ایک غلام خریدا اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ دونون ہزار اُسکے پاس سے ضائع ہو گئے تو رب المال ایک ہزار پانچسو درم اور مضارب پانچسو درم دیگا اور غلام مین سے چوتھائی مضارب کا اور تین چوتھائی مضاربت کا ہوگا اور راس المال دو ہزار پانچ سو درم ہو جاوینگے اور غلام کو مرابحہ سے فقط دو ہزار پر فروخت کر سکتا ہے پھر اگر غلام چار ہزار درم کو فروخت کیا تو چوتھائی ثمن مضارب کا ہوا اور تین چوتھائی مضاربت مین رہا اُسمین سے دو ہزار پانچسو درم راس المال کے نکال دیے جاوین باقی پانچسو درم رب المال و مضارب کے درمیان نفع رہگیا یہ کافی مین ہے اور اگر مضاربت مین کام کرکے دو ہزار تک بڑھا لیے پھر دونون ہزار سے ایک باندی خریدی جسکی قیمت دو ہزار سے کم ہے اور اسپر قبضہ کر لیا پھر یہ سب اُسکے پاس معًا تلف و ہلاک ہو گئے تو مضارب پر باندی کے ثمن کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور اُسمین سے تین چوتھائی رب المال سے واپس لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ ہزار درم مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی اور ہنوز دام نہ دیے تھے کہ اُسکو دو ہزار کو فروخت کیا اور دام لے لیے اور باندی نہ دی یہانتک کہ یہ سب تلف ہو گیا تو یہ چار صورتون سے خالی نہین ہے یا تو تمام اموال ایک ساتھ تلف ہوئے یا ہزار مضاربت کے پہلے تلف ہوئے پھر دو ہزار درم اور باندی ساتھ ہی یا آگے پیچھے تلف ہوئی یا باندی پہلے مری پھر دونون مال ساتھ ہی یا آگے پیچھے تلف ہوئے یا دو ہزار درم پہلے تلف ہوئے پھر باندی و مال ہزار درم ساتھ ہی یا آگے پیچھے تلف ہوئے پس یہ چار صورتین ہین پس اگر پہلی صورت واقع ہوئی ہو تو مضارب تین ہزار درم کا ضامن ہوگا ہزار درم باندی کے بائع کو اور دو ہزار درم اِسکے مُشتری کو دیگا اور رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم واپس لیگا۔ اور اگر دوسری صورت واقع ہوئی تو ضمانت کے تینون ہزار درم سب رب المال پر واجب ہونگے اور اگر تیسری صورت واقع ہوئی تو دو ہزار پانچ سو درم رب المال پر اور پانچسو درم مضارب پر واجب ہونگے۔ اور اسی طرح اگر چوتھی صورت واقع ہوئی ہو تو بھی یہی حکم ہے جو تیسری صورت مین مذکور ہوا ہے اور اصل یہ ہے کہ جسقدر مال کا مضارب رب المال کے واسطے عامل ہوا اور اُس کے لیے کام کرتا ہو تو اسقدر کی ضمان رب المال پر قرار پاویگی کیونکہ اُسی کے کام کیوجہ سے مضارب پر ضمان آئی ہے تو جسکے نفع کے لیے کام تھا وہی ضمان دے اور اسوجہ سے کہ اس نے مضارب کو اس بلا مین ڈالا ہے تو اسی پر اس کی رہائی اور بلا سے نکالنا واجب ہے اور جسقدر مال کا اپنی ذات کے لیے عامل اور اپنے واسطے کام کرتا تھا اس کی ضمان مضارب پر ہوگی کیونکہ اُسکا نفع خود کھاویگا تو اُسکا نقصان بھی خود ہی اُٹھاوے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر کسی شخص کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس اُسنے اُسکے عوض ایک باندی ہزار درم کی قیمت کی خریدی اور دام نہ دیے یہانتک کہ باندی مقبوضہ کو دو ہزار درم مین فروخت کیا پھر باندی نہ دی اور ثمن دونون ہزار

وصول کر لیے پھر دو ہزار کو دو ہزار قیمت کی باندی خریدی اور دام نہ دیے مگر باندی پر قبضہ کر لیا پھر سب درم اور دونون باندیان تلف و ہلاک ہوگئین تو مضارب پر واجب ہے کہ ان لوگونکو پانچہزار درم دیوے اسمین سے پہلی باندی کے بائع کو ہزار درم دے اور اُسکے مشتری کو ثمن مقبوضہ یعنی دو ہزار درم واپس دے کیونکہ باندی کے سپرد کرنے سے پہلے اُسکے مرجانے سے بیع فسخ ہوگئی ہے اور دوسری باندی کے بائع کو دو ہزار اُسکا ثمن دیوے پھر رب المال سے اُسمین سے چار ہزار درم لے لیگا اس طرح کہ ہزار درم پہلی باندی کے دام اور ڈیڑھ ہزار درم جو اُسکو فروخت کر کے دام لیئے تھے اسمین اور ڈیڑھ ہزار دوسری باندی کے دام لیگا اور اگر پہلے ہزار درم اولاً تلف ہوئے پھر باقی سب ساتھ ہی تلف ہوئے تو رب المال سے پورے پانچہزار درم تاوان لیگا اور اگر دوسری باندی اولاً ہلاک ہوئی پھر باقی سب ساتھ تلف ہوئے تو رب المال سے چار ہزار درم لیگا۔ اسی طرح اگر پہلی باندی اولاً ہلاک ہوئی یا دو ہزار درم اولاً تلف ہوئے تو بھی یہی حکم ہے کہ یہ صورت اور کل کا ساتھ ہی تلف ہونا معنے مین یکسان ہے اور اگر ہزار درم مضاربت سے ہزار درم کی قیمت کی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا اور دام نہ دیے پھر باندی کے عوض دو ہزار قیمت کا غلام خرید کر قبضہ کر لیا اور باندی نہ دی پھر غلام کے عوض ہروی کپڑون کی گٹھری تین ہزار قیمت کی خرید کر قبضہ مین لے لی اور غلام نہ دیا پھر اُسکے پاس یہ چارون چیزین تلف ہوگئین تو اسکی پانچ صورتین ہین اگر سب اموال ایک ساتھ تلف ہوئے تو مضارب پر چھ ہزار درم لازم آوینگے ان مین سے ایک ہزار باندی کی قیمت اور دو ہزار غلام کی قیمت اور تین ہزار ہروی گٹھری کی قیمت ہوگی پس رب المال سے چار ہزار پانچسو لیگا اور اپنے مال سے ایک ہزار پانچسو دیگا پس پورے چھ ہزار ادا کریگا اور اگر ہزار درم پہلے تلف ہوے پھر باقی ایک ساتھ تلف ہوے تو مضارب رب المال سے پانچہزار پانچسو درم لے کر اپنے مال سے پانچسو درم ملا کر دیوے اور اگر پہلے غلام ہلاک ہوا پھر باقی معاً تلف ہوے تو رب المال سے چار ہزار پانچسو درم لے گا یعنی اپنے پاس سے ڈیڑھ ہزار دے گا اور اسی طرح اگر پہلے کپڑون کی گٹھری تلف ہوئی پھر سب باقی ساتھ ہی تلف ہوے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر باندی پہلے مر گئی پھر باقی سب ایک ساتھ تلف ہوئے تو رب المال سے چار ہزار سات سو پچاس درم لیگا۔ اور اگر ہزار درم سے ایک باندی ہزار درم کی قیمت کی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُس باندی سے دو باندیان ہر ایک ہزار درم کی خریدین اور اُنپر قبضہ کر لیا پھر سب باندیان اور راس المال ایک ساتھ تلف ہوے تو مضارب پر پہلی باندی کے ہزار درم اور دوسری دونون باندیون کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور یہ سب رب المال سے لے لیگا بخلاف اسکے اگر پہلی باندی کے عوض ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی ہو اور اُسپر قبضہ کیا ہو اور باقی مسئلہ یون ہی واقع ہو تو مضارب پر پہلی باندی کے ہزار درم اور دوسری باندی کے دو ہزار درم واجب ہونگے اور رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم لیگا اسی طرح اگر دو باندیون مین سے ایک پہلے مر گئی پھر باقی سب ساتھ ہی تلف ہوے تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر ہزار درم پہلے تلف ہوے پھر باقی سب ساتھ ہی تلف ہوے تو مضارب سب تین ہزار درم رب المال سے لے لیگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اُسنے بعوض اُنکے ہزار درم کی قیمت کی باندی خریدی اور اُسپر قبضہ کر لیا پھر اُسکو دو ہزار کو بیچکر دام لیے اور باندی نہ دی پھر اُن دو ہزار اور پہلے

ایک ہزار سے چار ہزار کی قیمت کی باندی خرید کر قبضہ کر لیا پھر پہلی باندی کے بائع کو راس المال ہزار درم دیدیے اور دو ہزار اُس کو دیے جس سے دوسری باندی خریدی ہے تو اُسپر ایک ہزار درم اُسکے مال سے دوسری باندی کے بائع کیواسطے واجب ہونگے پس اگر اُسنے پہلے ہزار درم ادا نہ کیے یہان تک کہ تلف ہوگئے اور دوسری باندی چھ ہزار درم کو فروخت کردی تو خود مضارب کے ہزار درم کے حصہ کے مقابلہ مین اس باندی کے ثمن کی تہائی ہوگی یعنی دو ہزار درم اور باقی چار ہزار درم مضاربت مین رہینگے کہ اسمین سے ایک ہزار درم اُس شخص کو دیدے جس سے پہلی باندی خریدی ہی پھر رب المال ہزار درم اپنا راس المال لے لیگا اور باقی دو ہزار درم موافق شرط کے اُن دونون مین نفع کے تقسیم ہونگے اور اگر مضارب نے وہ دو ہزار درم جس سے دوسری باندی خریدی ہی ادا نہ کیے یہان تک کہ ضائع ہوگئے اور مسئلہ بحالہ رہے تو یہ درم بھی دوسری باندی کے ثمن سے باقی دو تہائی مین سے ادا کریگا پس کچھ نفع باقی نہ رہیگا یہ مبسوط مین ہی۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے کوئی متاع خرید کر اُسپر قبضہ کر لیا اور ہزار درم نہ دیے یہان تک کہ تلف ہوگئے پھر بائع نے اُسکو بری کردیا تو مضارب کو رب المال سے کچھ لینے کا اختیار نہین ہی اور وہ متاع مضاربت مین رہیگی یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضاربت سے اُس نے کام کیا یہان تک کہ چار ہزار درم ہوگئے دو ہزار انمین سے دین ہین اور دو ہزار عین ہین اُس نے ان دو ہزار سے ایک باندی خریدی اور ہنوز اسپر قبضہ نہ کیا تھا کہ دونون دو ہزار تلف ہوگئے تو وہ رب المال سے اُسکی تین چوتھائی لے لیگا اور جب اُس نے باندی پر قبضہ کیا تو بدون مضاربت کے چوتھائی باندی اُسکی ہوگی پھر اگر باندی اُسکے پاس تلف ہوگئی پھر اُسکے بعد دین برآمد ہوا تو یہ سب رب المال کا ہوگا کیونکہ یہ اُس کے راس المال سے کم ہے اسواسطے کہ اُسکا راس المال دو ہزار پانچسو درم ہین اور مضارب اُن دو ہزار مین سے رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اور جسقدر مال مضاربت مین سے تلف ہوگیا وہ نفع مین سے محسوب کیا جائیگا نہ راس المال سے کذا فی الکافی

پندرھوان باب مضارب کے مال مضاربت سے منکر ہوجانے کے بیان مین۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر رب المال سے مضارب نے کہا کہ تو نے مجھکو کچھ نہین دیا ہے پھر کہا کہ مجھے تو نے ہزار درم مضاربت مین دیے ہین تو وہ مال کا ضامن ہوگا۔ امام ابو حنیفہ رح نے فرمایا کہ اگر ان درمون سے باوجود انکار کے کوئی چیز خریدے تو اپنے واسطے خریدنے والا ہوگا۔ اور اگر بعد اقرار کے خریدے تو قیاس چاہتا ہی کہ اپنے واسطے خریدنے والا ہو مگر استحساناً مضاربت مین ہوگی اور وہ ضمان سے بری ہوجائیگا کذا فی المحیط۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مضارب نے کہا کہ یہ ہزار درم راس المال ہین اور یہ پانچ سو درم نفع ہین اور خاموش رہا پھر کہا کہ مجھپر فلان شخص کا قرضہ ہی تو اُسکا قول قبول ہوگا حسن رح نے کہا کہ اگر اُس نے اپنے قول کو ملا کر بیان کیا تو مقبول ہوگا اور اگر جدا کرکے بیان کیا تو مقبول نہ ہوگا اور یہ قیاس قول امام اعظم ہی کذا فی الحاوی۔ اگر مضارب کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اقرار کیا کہ مین نے اس مین ایک ہزار کا نفع اُٹھایا ہی اور دو ہزار درم لایا پھر اُس نے انکار کیا اور کہا کہ مجھے اس مین صرف پانچسو درم کا نفع حاصل

ہواہی پھر اُسکے پاس دو نون ہزار درم تلف ہوگئے اور گواہون نے گواہی دی کہ اُس نے اسقدر نفع کا اقرار کیا ہے تو اُس سے اُن پانچ سو درم نفع کی ضمان لیجاویگی جسکا اس نے انکار کیا تھا اور رب المال اُنکو راس المال مین لے لیگا اور سوائے اُن پانچ سو درم کے اُس سے کچھ ضمان نہین لے سکتا ہے۔ اور اگر اُس نے یون انکار کیا ہو کہ مین نے کچھ بھی نفع نہین اُٹھایا ہے اور باقی مسئلہ بحالہ رہے تو پورے ہزار درم نفع کی ضمان اُس سے لیجاوے گی اور رب المال اُسکو اپنے راس المال مین لے لیگا اور پھر راس المال کی ضمان اُسپر نہین آتی ہے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے کہا کہ مین نے تجھے تیرا راس المال دیدیا ہے اور یہ جو میرے پاس ہے یہ نفع ہے پھر کہا کہ مین نے تجھے دیا نہین ہی ولیکن میرے پاس تلف ہوگیا ہے تو وہ ضامن ہوگیا کذا فی الحاوی

سولھوان باب نفع کے تقسیم کرنے کے بیان مین

اصل یہ ہے کہ رب المال کے اپنے راس المال پر قبضہ کرنے سے پہلے نفع کی تقسیم موقوف رہتی ہے اگر اُس نے راس المال پر قبضہ کر لیا تو تقسیم صحیح ہوگئی اور اگر قبضہ نہ کیا تو باطل ہوگئی یہ محیط سرخسی مین ہے امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر مضارب نے مال مضاربت مین کام کیا اور ایک ہزار درم کا نفع اُٹھایا پھر دونون نے نفع تقسیم کر لیا حالانکہ مال مضاربت مضارب کے پاس بحالہ باقی ہی پس رب المال نے پانچسو درم نفع لیے اور پانچسو درم مضارب نے لیے۔ پھر جسکو دونون نے راس المال قرار دیا ہی وہ مضارب کے پاس کام کرنے سے پہلے یا اُسکے بعد تلف ہوگیا تو دونون کا نفع تقسیم کر لینا باطل ہوگیا اور جو رب المال نے وصول کیا ہی وہ راس المال مین شمار ہوگا اور جو مضارب نے لیا ہی وہ رب المال کو دیکر اُسکے ہزار درم پورے کر دے اگر بجنسہ قائم ہو اور اگر اُس نے تلف کر دیے ہون یا ضائع ہوے ہون تو اُسکے مثل رب المال کو دیدے اور ایک ہزار درم جو مضارب کے پاس سے تلف ہوے یہ نفع مین قرار دیے جاوینگے یعنی نفع تلف ہوا ہے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر نفع کے دو ہزار درم ہون پھر ایک نے ایک ایک ہزار لے لیے پھر راس المال تلف ہوا پس وہ ہزار درم جو رب المال نے نفع قرار دیکر لیے ہین وہی راس المال ہین اور مضارب اپنے مقبوضہ مین سے پانچسو درم اُسکو دیدے گا اور اگر رب المال نے راس المال وصول کر لیا پھر دونون نے نفع تقسیم کیا پھر رب المال نے وہ ہزار درم جو راس المال مین لیے ہین مضارب کو دیدیے اور کہا کہ اس سے مضاربت سابقہ پر کام کر پھر اگر اسمین نفع یا نقصان ہو تو پہلی تقسیم باطل نہوگی کیونکہ یہ مضاربت جدیدہ ہی اور پہلی مضاربت تو اُسوقت ختم ہوگئی جس وقت دونون نے نفع تقسیم کیا اور یہ جو کہا کہ اُس مضاربت مین جو پہلے تھی کام کر اس سے یہ مراد لیجاویگی کہ جس شرط سے پہلی مضاربت تھی اُس شرط سے اس مضاربت مین کام کر یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر دونون نے نفع تقسیم کر لیا اور مضاربت فسخ کر دی پھر دوبارہ عقد مضاربت قرار دیا پھر اُسکے بعد راس المال تلف ہوگیا تو پھر پہلے نفع کو باہم واپس نہ کرینگے پس جس صورت مین مضارب کو خوف ہو کہ بعد تقسیم کے بسبب اُسکے مقبوضہ راس المال کے تلف ہو جانے کے نفع واپس لیا جاویگا تو اُس صورت مین یہی حیلہ ہے یعنی عقد جدید قرار دے یہ تبیین مین ہی جس شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اور مضارب نے دو ہزار نفع اُٹھایا پھر دونون نے نفع باہم تقسیم کر لیا پھر مضارب نے رب المال کو ہزار درم راس المال اُسکا دیدیا پھر

مضارب نے اپنا حصہ نفع ہزار درم لے لیا اور حصہ رب المال رہگیا وہ اُس نے نہ لیا یہانتک کہ مضارب کے پاس تلف ہوگیا پس ہزار درم جو اُسکے پاس ضائع ہوے ہین دونون کے ضائع ہوے اور جو مضارب کے پاس باقی رہے وہ دونون کے باقی رہے پس رب المال اُس سے پانچ سو درم واپس لیگا اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ حصہ رب المال کا قبل قبضہ کے ضائع ہوگیا اور اگر مضارب کا حصہ ہزار درم بعد اُسکے قبضہ کر لینے کے ضائع ہوا تو تقسیم نہ ٹوٹیگی اور جسقدر ضائع ہوا وہ مضارب کا مال گیا اور جو باقی رہا ہے یعنی غیر مقبوضہ حصہ رب المال وہ رب المال کا ہے رب المال اسکو لے لیگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے بٹائی کر لی اور اپنا حصہ لے لیا اور رب المال نے اپنا حصہ نہین لیا یہانتک کہ جو کچھ مضارب نے اپنے واسطے قبضہ مین لیا تھا اور جو اُسکے پاس باقی تھا سب ضائع ہوگیا تو جسقدر رب المال نے اپنے حصہ کا نفع اپنے قبضہ مین نہین لیا تھا وہ دونون کا مال گیا اور ایسا ہوگیا کہ گویا تھا ہی نہین کیونکہ مضارب اسقدر مین امین باقی رہا تھا اور مضارب اُسقدر مین سے جو اُس نے اپنی ذات کے واسطے اپنے قبضہ مین لیا ہے نصف حصہ رب المال کو ڈانڈ دیگا چونکہ اُسپر قبضہ کرنے کی وجہ سے اُسکا بھر پانے والا ہوگیا تھا اسوجہ سے تلف ہونا مال مضمون کا تلف ہونا قرار پاویگا پس اُسکی ضمان لازم آئی اور چونکہ یہ بھی ظاہر ہوگیا کہ وہی تمام نفع ہے اسلیے کہ جو حصہ رب المال تلف ہوا وہ امانت کی راہ سے گیا اور ایسا گیا کہ گویا تھا ہی نہین تو بسبب امانت کے اُسکی ضمان نہ آویگی رہگیا صرف اسقدر حصہ جو مضارب کے قبضہ مین ہے پس چونکہ یہ مال مضمون ہے اور اسی قدر حصہ نفع ہے اسواسطے مضارب اسمین سے نصف رب المال کو ڈانڈ دیگا یہ مبسوط مین ہے کسی نے دوسرے کو آدھے کی مضاربت پر کچھ مال دیا اُس نے اُس مال سے خرید و فروخت کی خواہ نفع اُٹھایا یا نہین اور ایک اسباب خریدا اور اُسکو فروخت نہین کیا یہانتک کہ رب المال نے مضارب کے لیے نفع مین کچھ بڑھا دیا یا کچھ گھٹا دیا پھر اُسکے بعد نفع اُٹھایا تو جائز ہے اور دونون اس اقرار پر تقسیم کرینگے خواہ نفع اُسکے بعد حاصل ہو یا پہلے اور اگر دونون نے بانٹ لیا پھر ایک نے زیادتی یا کمی کر دی تو بھی ایسا ہی ہے اور امام محمد رح سے روایت ہے کہ رب المال کی طرف سے مضارب کے لیے کمی جائز ہے زیادتی نہین جائز ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر رب المال نے مضارب سے دس بیس لے لیے اور مضارب باقی مال سے کام کرتا رہا پس اگر مضارب نے ہر بار جب رب المال کو دیا تو یہ کہدیا کہ یہ نفع ہے تو یہ نفع مین رکھا جائیگا اور پھر اسکے بعد مضارب کا یہ کہنا کہ مین نے نفع نہین اُٹھایا ہے جو کچھ تو نے مجھسے لیا ہے وہ راس المال مین تھا مقبول نہوگا۔ اور اگر اس نے دیتے وقت یہ نہین کہا تو امام ابو یوسف رح سے مروی ہے کہ حساب کے روز رب المال اپنا پورا مال لے لیگا اور باقی دونون مین مشترک ہوگا اور جو کچھ رب المال نے حساب سے پہلے لیا ہے وہ راس المال مین سے کم نہ کیا جائیگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ ایک شخص کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُس نے اُسمین ایک ہزار کا نفع اُٹھایا اُس سے رب المال نے کہا کہ میرا راس المال مجھے دے اور جو باقی رہگیا وہ تیرا ہے تو یہ جائز نہین ہے جس صورت مین کہ مال بعینہ قائم ہو کیونکہ یہ مجہول ہبہ ہے اور اگر تلف کیا گیا ہو تو جائز ہے کیونکہ جو کچھ مضاربت کا اُسپر تھا اُس سے بری کر دیا ہبہ نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے

سترھوان باب۔ رب المال و مضارب مین اور دو مضاربون مین اختلاف کے بیان مین۔ اور اس باب مین سات فصلین ہین

فصل اول۔ مضارب کی خریدی ہوئی چیز مین اس طور سے اختلاف کرنے کے بیان مین کہ یہ مضاربت کی ہی یا نہین ہی۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اُس نے ایک ہزار درم کو ایک غلام خریدا اور خریدتے وقت یہ نہ کہا کہ مین اسکو مضاربت کے واسطے خریدتا ہون پھر جب اُسپر قبضہ کیا تو کہا کہ خریدنے کی حالت مین میری نیت تھی کہ مضاربت مین ہی اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی اور کہا کہ تو نے اپنے واسطے خریدا ہے تو اس مسئلہ کے اندر چار صورتین ہین یا تو مضارب کے اقرار کے وقت مال مضاربت اور غلام دونون قائم ہونگے یا دونون تلف ہوگئے ہونگے۔ یا غلام قائم ہوگا اور مال تلف ہو گیا ہوگا یا مال قائم ہوگا اور غلام تلف ہو گیا ہوگا پس پہلی صورت مین قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا پھر اگر بائع کو مال مضاربت یعنی غلام کا ثمن دینے سے پہلے اُس کے پاس تلف ہو گیا تو رب المال سے پھر لیگا اور بائع کو دیدیگا اور دوسری صورت مین بدون گواہون کے مضارب کے قول کی تصدیق نہوگی اور مضارب بائع کو ہزار درم ڈانڈ دیگا اور رب المال سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور یہی حکم تیسری صورت مین ہی۔ اور چوتھی صورت مین مذکور ہے کہ مضارب کی اس باب مین رب المال پر تصدیق کیجاویگی کہ جسقدر اُسکے پاس راس المال ہی وہ بائع کو دیدے اور اس باب مین تصدیق نہوگی کہ درصورت اس مال مقبوضہ کے تلف ہو جانے کے دوبارہ رب المال سے پھر لے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت ہزار درم سے ایک غلام خریدا پھر اُسکے دام اپنے مال سے دیے اور کہا کہ مین نے اپنے واسطے خریدا ہی اور رب المال نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال کا قول لیا جائیگا یعنی وہ غلام مضاربت مین رکھا جائیگا اور مضارب ہزار درم مضاربت کے اپنے دامون کے بدلے جو اُس نے ادا کیے ہین لے لیگا اور اگر ہزار درم کو ایک غلام خریدا اور مضاربت یا غیر مضاربت کا کچھ نام نہ لیا پھر کہا کہ اپنے واسطے مین نے خریدا ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر اس امر پر اتفاق کیا کہ مضارب کے دل مین خریدنے کے وقت کچھ نیت نہ تھی تو امام ابو یوسف رح کے قول پر دامون پر حکم ہوگا اگر اُس نے مضاربت سے دام دیے ہین تو وہ غلام مضاربت کا ہی اور اگر اپنے پاس سے دیے ہین تو اُسکا ہی اور امام محمد رح کے نزدیک یہ خرید مضارب کے واسطے ہوگی خواہ اُس نے مال مضاربت سے دام دیے ہون یا اپنے مال سے دیے ہون جیسا کہ وکیل خاص کا حکم کتاب البیوع مین معلوم ہو چکا ہی یہ محیط مین ہی ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور کچھ نام نہ لیا پھر دوسرا ہزار درم کو خریدا اور کچھ بیان نہ کیا پھر کہا کہ دونون کی مین نے مضاربت کیواسطے نیت کی تھی اور ہنوز مال دیا نہین ہی پس اگر دونون مین اسکی تصدیق کی تو پہلا مضاربت مین ہوگا دوسرا نہوگا اسیطرح اگر دونون مین اُسکی تکذیب کی یا اول مین تصدیق کی اور دوسرے مین تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے۔ اور اگر دوسرے مین تصدیق کی اول مین نہ کی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور دوسرا غلام مضاربت مین قرار دیا جائیگا۔ اور اگر دونون کو ایک ہی صفقہ مین خریدا ہو ہر واحد ہزار درم کو خریدا اور کہا کہ مین نے نیت کی تھی کہ ہر واحد دونون مین

بعوض ہزار مضاربت کے ہے پس اگر رب المال نے دونون مین اسکی تصدیق کی تو ہر ایک کا نصف مضاربت مین قرار دیا جائیگا اور باقی مضارب کا ہوگا اور اگر دونون مین تکذیب کی تو بھی یہی حکم ہے اور اگر کسی معین مین تصدیق کی اور کہا کہ یہ غلام تونے مضاربت کے واسطے خریدا ہے تو وہی مضاربت مین ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے دونون کو بعوض اپنے ہزار درم و مضاربت کے ہزار درم کے خرید ا ہے پس رب المال نے کہا کہ تونے یہ غلام معین بعوض مال مضاربت کے خریدا ہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اور دونون غلامون کا نصف مضاربت کا ہوگا اور نصف مضارب کا ہوگا کذا فی المبسوط

دوسری فصل

مضاربت کے عموم وخصوص مین اختلاف کے بیان مین۔ اگر مضارب نے دعوی کیا کہ مضاربت ہر تجارت کے واسطے عام تھی اور رب المال نے خصوص کا دعوی کیا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ کافی مین ہے مضارب ورب المال نے اگر اختلاف کیا پس مضارب نے کہا کہ تونے مجھے آدھے کی مضاربت پر مال دیا ہے اور کسی چیز کا نام نہین لیا ہے اور رب المال نے کہا کہ مین نے صرف روئی کے کپڑون یا اناج کی تجارت کی اجازت دی ہے پس اگر یہ اختلاف تصرف سے پہلے واقع ہوا ہو تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور رب المال کا تجارت عام ہونے سے انکار کرنا بطور عموم کے تصرف کرنے سے ممانعت ٹھہرایا جائیگا اور مضارب کو بطور عموم کے تصرف کرنے کا اختیار نہوگا اور اگر تصرف کرنے کے بعد یہ اختلاف ہوا تو استحسانًا قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا اور رب المال پر گواہ لانے ہونگے اور اسی کو یعنی استحسان ہی کو ہمارے علماء ثلثہ رحمہم اللہ تعالی نے اختیار کیا ہے یہ محیط مین ہے اور اگر رب المال عمومًا مضاربت کا مدعی ہو تو قیاسًا واستحسانًا اسی کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے اور اگر عموم وخصوص مین اختلاف کرنے کی صورت مین دونون نے گواہ قائم کیے پس اگر دونون فریق گواہون نے آگے پیچھے کا وقت مقرر کیا یعنی گواہی مین بیان کیا تو اسکی گواہی پر حکم کیا جائیگا جو دونون مین آخر امر کو ثابت کرتا ہے یعنی اخیر وقت[۵] والے گواہون کی گواہی پر حکم ہوگا۔ اور اگر دونون فریق نے وقت بیان نہ کیا یا ایک ہی وقت بیان کیا یا ایک نے وقت بیان کیا اور دوسرے نے بیان نہ کیا اور معلوم نہین ہوتا کہ کون امر پہلے تھا۔ اور کون امر بعد کا ہے تو مدعی خصوص کے گواہون پر ڈگری ہوگی۔ ایسا ہی کتاب الاصل مین مذکور ہے۔ اور قدوری مین ہے کہ اگر دونون نے گواہ قائم کیے اور مضارب عموم مضاربت کا دعوی کرتا ہے پس اگر اسکے گواہون نے صریح گواہی دی کہ رب المال نے اسکو ہر تجارت کے واسطے مال دیا ہے تو اسی کے گواہ قبول ہونگے اور اگر اسطور سے گواہی نہ دی تو رب المال کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اسی طرح اگر سفر سے ممانعت و عدم ممانعت مین اختلاف کیا تو بھی مثل عموم وخصوص تجارت کے اختلاف کے حکم ہے کذا فی الحاوی۔ اگر مضارب مال مین تصرف کر چکا ہو پھر دونون نے مضاربت کے خاص ہونے مین تو اتفاق کیا مگر اس نوع مین اختلاف کیا جسکے ساتھ خصوصیت واقع ہوئی ہے اور دونون نے گواہ قائم کیے تو جس طرح عموم وخصوص

سلہ یعنی کسی خاص چیز کی تجارت کا ۱۲

۵ قولہ اخیر وقت یعنی مثلاً ایک فریق گواہ نے کہا کہ رمضان ۱۳۱۵ھ مین رب المال نے خاص گیہون کی اجازت دی تھی اور فریق دوم نے گواہی دی کہ شوال سنہ مذکور مین عام اجازت دی تو یہ گواہی اخیر مقبول ہوگی ۱۲

کے اختلاف مین دونون کے گواہ قائم کرنے کی صورت مین مفصلاً حکم مذکور ہوا ہے وہی یہان بھی ہو اگر دونون فریق نے وقت بیان کیا اور ایک نے دوسرے کے وقت سے پیچھے کا وقت بیان کیا تو پچھلے وقت والون پر حکم ہوگا اور یہ امر اخیر امر اول کا ناسخ قرار دیا جاویگا اور اگر اول و آخر معلوم نہو سکے مثلاً دونون نے ایک ہی وقت بیان کیا یا وقت ہی بیان نہ کیا یا صرف ایک ہی نے وقت بیان کیا تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ محیط مین ہے۔ امام ابو یوسف رح سے روایت ہو کہ اگر مضارب نے کہا کہ تونے مجھے سب شہرون مین جانے کی اجازت دی تھی یا تونے کچھ قید نہین لگائی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے صرف بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تونے بصرہ و کوفہ جانے کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ فقط بصرہ جانے کی اجازت دی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مجھے تونے نقد و اُدھار دونون کی اجازت دی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے نقد کا حکم کیا تھا تو مضارب کا قول قبول ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے

تیسری فصل مضارب کیواسطے جو نفع شرط کیا گیا اُسکی مقدار مین اختلاف کرنے اور راس المال کی مقدار مین اختلاف کرنے اور جہت قبض المال مین اختلاف کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اُسنے اُسمین ایک ہزار درم کا نفع اُٹھایا پھر دونون نے اختلاف کیا مضارب نے کہا کہ تونے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ تہائی کی شرط کی تھی تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اگر دونون نے نفع مین اختلاف کیا رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے لیے تہائی کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تونے میرے واسطے نصف کی شرط کی تھی پھر مضارب کے پاس مال تلف ہوگیا تو مضارب چھٹے حصہ نفع کا ضامن ہوگا اور خاص اپنے مال سے مالک کو ادا کریگا اور اُسکے ماسوا کی اُسپر ضمان نہین ہے یہ حاوی مین ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تونے میرے واسطے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے نفع مین سے سو درم کی تیرے واسطے شرط کی تھی یا کہا کہ مین نے تیرے واسطے کچھ شرط نہین کی تھی اور مضاربت فاسد ہے اور تجھکو اجر المثل ملیگا تو قسم سے رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اسیطرح اگر مضارب نے کہا کہ تونے میرے لیے آدھے نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے دس درم کم تہائی نفع کی شرط کی تھی تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر ان دونون مسئلون مین دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ میرے واسطے تہائی نفع کی شرط کی تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تیرے واسطے تہائی نفع اور دس درم کی زیادتی کی شرط کی تھی یعنی مضاربت فاسد ہے اور اجر المثل واجب ہے تو مضارب کا قول قبول ہوگا اسکو تہائی نفع ملیگا اور رب المال کے قول کی جو مضاربت فاسد ہونے کے دعوی مین ہو تصدیق نہ کیجاویگی۔ پھر اگر دونون نے اپنے دعوی پر گواہ قائم کیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے یہ محیط مین ہے۔ اور اگر مال مین گھاٹا کھایا اور رب المال نے کہا کہ مین نے

تیرے واسطے نصف نفع کی شرط کی تھی اور مضارب نے کہا کہ تونے میرے واسطے سو درم دینے کی شرط کی تھی یا کچھ نہیں شرط کی تھی پس اجر المثل ملنا چاہیے تو قول رب المال کا قبول ہوگا اور اگر دونوں نے اپنے اپنے دعوی کے گواہ قائم کیے تو گواہ بھی رب المال کے قبول ہونگے بشرطیکہ مضارب اس دعوے کے گواہ قائم کرے کہ رب المال نے بلا شرط مال دیا تھا اجر المثل چاہیے ہو اور اگر مضارب نے اس دعوی کے گواہ دیے کہ رب المال نے سو درم دینے کی شرط کی تھی تو رب المال کے گواہ قبول نہونگے بلکہ مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ مبسوط میں ہے۔ ایک مضارب کے پاس دو ہزار درم ہیں اس نے کہا کہ تونے مجھے راس المال میں ہزار درم دیے تھے اور ہزار درم میں نے نفع کمایا ہے اور رب المال نے کہا کہ نہیں بلکہ میں نے تجھے دو ہزار درم مضاربت میں دیے ہیں تو مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر دونوں نے مقدار راس المال و نفع میں اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ میں نے راس المال میں تجھے دو ہزار درم دیے ہیں اور تہائی نفع کی شرط کی ہے اور مضارب نے کہا کہ راس المال میں ایک ہزار درم دیے ہیں اور نصف نفع کی شرط کی ہے تو راس المال کی مقدار میں مضارب کا قول قبول ہوگا اور نفع کی شرط میں رب المال کا قول قبول ہوگا اور دونوں میں سے جسنے اپنی زیادتی کے دعوی کے گواہ قائم کیے اُسکے گواہ قبول ہونگے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مقدار راس المال میں رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور وہ دو ہزار درم راس المال کے لے لیگا اور اگر مال کے تین ہزار درم ہوں تو نفع کے دعوے میں مضارب کے گواہ قبول ہونگے حتی کہ دو ہزار سے زیادہ ایک ہزار جو نفع رہا وہ دونوں میں نصفا نصف تقسیم ہوگا یہ مبسوط میں ہے۔ اور اگر مضارب تین ہزار درم لایا اور کہا کہ ایک ہزار راس المال کے ہیں اور ایک ہزار نفع کے ہیں اور ایک ہزار کسی شخص کی ودیعت ہیں یا غیر کی مضاربت یا بضاعت کے ہیں یا شرکت کے ہیں یا مجھپر ہزار درم قرضہ ہیں تو ودیعت و شرکت و بضاعت و قرضہ میں مضارب کا قول قبول ہوگا یہ بدائع میں ہے۔ اگر رب المال نے بضاعت ہونے کا دعوی کیا اور مضارب نے مضاربت صحیحہ یا فاسدہ کا دعوی کیا تو رب المال کا قول قبول ہوگا یہ ذخیرہ میں ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو کچھ مال دیا اُسنے کچھ نفع حاصل کیا پھر عامل نے کہا کہ مجھے تونے یہ مال قرض دیا ہے اور دینے والے نے کہا کہ میں نے تجھے بضاعت میں یا تہائی کی مضاربت میں دیا ہے یا مضاربت میں دیا ہے اور کچھ نفع مقرر نہیں کیا ہے یا تیرے واسطے سو درم نفع سے مقرر کر دیے ہیں تو رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اسی طرح اگر رب المال نے بضاعت یا مضاربت کا دعوی کیا اور قابض مال نے کہا کہ مجھے تونے قرض دیا ہے تمام نفع میرا ہے تو بھی رب المال کا قول قبول ہوگا اور گواہ مضارب کے مقبول ہونگے یہ ذخیرہ میں ہے۔ پس اگر مضارب نے بضاعت ہونے کا اقرار کیا تو اُسے کچھ نہ ملیگا اور اگر تہائی پر مضاربت کا اقرار کیا تو تہائی نفع دیا جائیگا اور اگر مضاربت فاسدہ کا اقرار کیا تو اجر المثل ملیگا یہ مبسوط میں ہے اور اگر دونوں نے گواہ قائم کیے تو مضارب کی گواہی مقبول ہوگی یہ بدائع میں ہے۔ اور اگر مال عامل کے پاس بعد اس کہنے کے کہ یہ میرے پاس قرض تھا تلف ہو گیا اور رب المال نے کہا کہ یہ بضاعت یا مضاربت صحیحہ یا فاسدہ تھا تو

اصل و نفع کا ضامن ہوگا۔ لیکن اگر رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے تہائی کی مضاربت پر دیا ہے تو اس صورت مین سوا‌ے تہائی کے باقی کا ضامن ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے مضاربت مین دیا ہے اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے قرض دیا ہے تو رب المال کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر اسکے بعد مضارب کے پاس یہ مال تلف ہو گیا پس اگر قبل عمل کے تلف ہوا تو وہ ضامن نہوگا اور اگر بعد عمل کے تلف ہو تو مضارب مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونون نے اپنے اپنے دعوی پر گواہ دیے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور مضارب ضامن ہوگا خواہ مال قبل عمل کے ضائع ہوا یا اسکے بعد ضائع ہوا ہو یہ محیط مین ہے۔ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے مضاربت مین دیا ہے اور میرے کام کرنے سے پہلے وہ ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا کہ تو نے غصب کر لیا ہے تو مضارب پر ضمان نہوگی اور اگر اُسنے عمل کیا پھر ضائع ہوا ہے تو وہ مال کا ضامن ہوگا اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو دونون وجہون مین مضارب کے گواہ قبول ہونگے۔ اور اگر مضارب نے کہا کہ مین نے تجھسے یہ مال مضاربت مین لیا اور اُس سے کام کرنے سے پہلے یا بعد وہ میرے پاس سے ضائع ہوا اور رب المال نے کہا کہ تو نے مجھسے غصب کر لیا ہے تو رب المال کا قول مقبول ہے اور مضارب دونون صورتون مین ضامن ہے یہ مبسوط مین ہے۔ منتقی مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ مضارب نے کہا کہ مین نے تجھسے غصب کر لیا ہے پس ضمان و یکسب نفع میرا ہے اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے اُس سے تجارت کرنے کا حکم کیا تھا تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر گواہ قائم ہون تو اُسکے گواہ بھی قبول ہونگے۔ اور اگر رب المال نے اس امر کے گواہ دیے کہ عامل نے اقرار کیا ہے کہ مین نے یہ مال بضاعت لیا ہے اور عامل نے گواہ دیے کہ رب المال نے اقرار کیا ہے کہ عامل نے اسکو غصب کر لیا ہے تو رب المال کے گواہ قبول ہونگے اور یہ حکم اُسوقت ہے کہ یہ معلوم نہو کہ ان دونون اقرارون مین سے کون مقدم ہے اور اگر معلوم ہو تو موخر اقرار والے کے گواہ مقبول ہونگے یہ محیط مین ہے

چوتھی فصل

رب المال کو راس المال خواہ دونون کے نفع تقسیم کرنے سے پہلے یا بعد وصول ہونے یا نہ وصول ہونے مین اختلاف واقع ہونے کے بیان مین۔ امام محمد رح نے فرمایا کہ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے اُسنے اُسمین ہزار درم کا نفع اُٹھایا اور رب المال سے کہا کہ مین نے تجھے ہزار درم راس المال دیدیا ہے اور یہ باقی میرے پاس نفع موجود ہے اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھسے کچھ وصول نہین پایا ہے تو قسم سے رب المال کا قول قبول ہوگا پس اُس سے یون قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے مضارب سے راس المال لیکر قبضہ نہین پایا ہے پس اگر اُس نے اسطرح قسم کہالی تو باقی ہزار درم راس المال مین لے لیگا اور مضارب کے استحلاف کا انتظار نہ کیا جاویگا پھر مضارب سے قسم لیجاویگی کہ واللہ مین نے راس المال کو تلف نہین کیا اور نہ ضایع کیا ہے پس اگر اُس نے قسم کہالی تو ضمان سے بری ہو گیا اور رب المال کا قبضہ کرنا ثابت نہوگا اور اگر مضارب نے قسم سے انکار کیا تو یہ اقرار ہوا کہ راس المال اُسکے پاس تھا اور وہ انکار کر گیا ہے تو راس المال کا ضامن ہوگا اور یہ ظاہر ہوا کہ مال مضاربت ہزار معین موجود ہین تو رب المال ان ہزار درمون کو اپنے راس المال مین لے لیگا

قسم کہانے تک ۱۲

پس باقی ہزار درم مضارب پر دین رہینگے تو رب المال مضارب سے اپنا حصہ نفع یعنی پانچ سو درم لے لیگا یہ محیط مین ہے اور اگر جسوقت رب المال نے اُس سے قسم لینی چاہی اُسوقت مضارب نے اقرار کیا کہ مین نے تجھے دیا نہین ہے ولیکن میرے پاس سے ضائع ہو گیا ہے اور اُسپر قسم کھالی تو وہ رب المال کو اُسکی آدھی ڈانڈ دیگا اور اگر گواہ قائم کیے گئے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے اور اگر مضارب نے اس امر کے گواہ دیے کہ رب المال نے اقرار کیا ہے کہ مین نے ہزار درم راس المال پر قبضہ کیا ہے اور رب المال نے اس امر کے گواہ دیے کہ مضارب نے اقرار کیا ہے کہ رب المال نے اپنے راس المال مین سے کچھ وصول نہین کیا ہے پس اگر یہ معلوم ہو کہ کون اقرار اول کا ہے تو مضارب کے گواہ مقبول ہونگے اور اگر یہ معلوم ہو کہ یہ اقرار پہلا ہے تو پچھلے اقرار والے گواہ مقبول ہونگے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر رب المال و مضارب نے نفع تقسیم کیا اور ہر ایک نے اقرار کیا اور ہر ایک نے اپنا حصہ لینے کا اقرار کیا پھر اختلاف کیا اور مضارب نے کہا کہ مین رب المال کو اُسکا راس المال دے چکا ہون حالانکہ رب المال منکر ہے تو اُسی کا قول قبول ہوگا اور اُسکا نفع کی تقسیم کا اقرار کرنا راس المال وصول پانے کا اقرار نہ رکھا جائیگا اور یہ جو کتاب مین ہے کہ اُسی کا قول قبول ہوگا یعنی رب المال کا اُس سے یہ مراد ہے کہ جو مضارب رب المال پر دعوی کرتا ہے یعنی خالص پانچ سو درم جو اُس نے اپنے قبضہ مین لیے ہین اسمین رب المال کا قول قبول ہوگا ولیکن مضارب کے راس المال کی ضمان سے بری ہونے کے حق مین مضارب ہی کا قول قبول ہوگا اور مشایخ نے فرمایا کہ ہر ایک سے دوسرے کے دعوی پر قسم لیجاویگی پھر اگر دونون نے قسم کھالی تو مضارب کے قسم کھا لینے سے اُسپر سے ضمان اُتر جاویگی اور رب المال کے قسم کھا لینے سے اسکا راس المال وصول پانا بھی منتفی ہوجائیگا پس ہزار درم مال مضاربت سے تلف شدہ قرار دیے جاوینگے اور بقدر مال تلف شدہ نفع مین سے رکھا جائیگا پس جسقدر رب المال نے وصول کیا ہے یعنی پانچ سو درم نفع کے وہ راس المال مین سے شمار کیے جاوینگے اور جو مضارب نے پانچسو درم لیے ہین وہ بھی راس المال مین شمار ہونگے اور مضارب رب المال کو واپس کر دیگا بشرطیکہ بعینہ قائم ہون اور اگر تلف ہوے ہون تو رب المال کو اُنکی ڈانڈ دیکر رب المال کا راس المال پورا کریگا یہ محیط مین ہے۔ اور اگر دونون نے گواہ قائم کیے تو مضارب کے گواہ قبول ہونگے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے

پانچوین فصل

دو مضارب کے اختلاف مین درحالیکہ ایک رب المال کے ساتھ ہے اگر کسی شخص نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا اور آدھے کی شرط کی پھر دونون تین ہزار درم لائے اور رب المال نے کہا کہ میرا راس المال دو ہزار درم ہین اور ایک ہزار نفع ہے اور ایک مضارب نے اُسکی تصدیق کی اور دوسرے نے کہا کہ راس المال ایک ہزار درم ہین اور دو ہزار نفع ہین تو رب المال دونون مضاربون سے ہزار درم لے لیگا اور ہر ایک کے پاس ہزار ہزار درم رہجاوینگے پھر رب المال اس مضارب سے جسنے تصدیق کی ہے پانچ سو درم حساب مین اپنے مال اصل کے لے لیگا پھر دوسرے کے مقبوضہ سے پانچ سو درم سے مقاسمہ کریگا اور تین

تہائی تقسیم کریگا کیونکہ رب المال کے زعم مین یہ پانچ سو درم بھی اُسکے راس المال کے ہین اور قابض منکر ہے وہ کہتا ہے کہ نفع ہے اور رب المال کا حق اسمین میرے حق سے دوچند ہے کیونکہ رب المال کا حق نصف نفع مین ہے اور رہا ایک مضارب کا حق چوتھائی نفع ہے اسواسطے پانچ سو کو تین تہائی تقسیم کریگا ایک تہائی رب المال اپنے راس المال کے حساب مین لیگا پس اُسکے پاس ایک ہزار آٹھ سو تینتیس و تہائی درم جمع ہوئے پھر باقی ہزار کو چار حصون مین تقسیم کرینگے پس رب المال کے پاس پانچ سو درم نفع کے آوینگے اور اُس مضارب کے پاس جسنے اُسکی تصدیق کی ہے دو سو پچاس درم آوینگے پھر ان دونون کو جمع کرکے اُسمین سے رب المال اپنا باقی راس المال لیگا اور جو کچھ بچا وہ دونون مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ دو شخصون کو ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر دونون دو ہزار درم لائے اُسمین سے پانچسو درم دودھیا ہین اور ایک ہزار پانچ سو درم سیاہ ہین پس ایک نے کہا کہ یہ پانچ سو درم دودھیا فلان شخص کے ہمارے پاس ودیعت ہین یا دین ہین یا میری ملک ہین اور پانچ سو درم سیاہ نفع کے ہین اور دوسرے مضارب نے اقرار کیا کہ دودھیا و سیاہ دونون کو ملاکر ہزار درم سب نفع ہین تو اسکی چند صورتین ہین یا تو مال دونون کے قبضہ مین ہوگا یا سب مال منکر کے قبضہ مین ہوگا یا سب مال مقر کے قبضہ مین ہوگا یا دودھیا منکر کے قبضہ مین اور باقی مقر کے قبضہ مین ہوگا یا دودھیا درم مقر کے قبضہ مین اور سیاہ منکر کے قبضہ مین ہونگے پس اگر پہلی صورت ہو تو رب المال ہزار درم سیاہ پہلے لیگا یعنی راس المال مین۔ اور مقر لہ یعنی جس فلان شخص کے واسطے اقرار کیا ہے وہ آدھے دودھیا درم مقر کے مقبوضہ سے لیگا۔ اور جسقدر دودھیا درم منکر کے مقبوضہ ہین وہ اُسکے اور رب المال کے درمیان مین تین حصہ ہو کر تقسیم ہونگے دو حصہ رب المال کو اور ایک حصہ مضارب کو ملیگا۔ اور پانچ سو درم سیاہ چار حصہ ہو کر تقسیم ہونگے آدھے رب المال کو اور چوتھائی ہر مضارب کو ملینگے۔ اور دوسری صورت مین جب تمام مال منکر کے پاس ہو تو بھی یہی حکم ہے کیونکہ جس مضارب نے ودیعت سے انکار کیا ہے اور تمام مال پر قبضہ کیا ہے اقرار کرتا ہے کہ تمام مال جو میرے قبضہ مین ہے وہ مضاربت کا ہے پس معنیً اُسکی طرف سے یہ اقرار ہو گیا کہ اُسمین سے آدھا میرے پاس ہے اور آدھا دوسرے مضارب مقر کے پاس ہے پس وہی پہلی صورت ہو گئی اور اگر تیسری صورت ہو تو وہ پانچ سو دودھیا مقر لہ کو دیدیگا اور ہزار درم رب المال کو دیدیگا اور پانچ سو درم چار حصون مین تقسیم ہونگے۔ اور اگر دودھیا منکر کے پاس ہون اور مقر کہتا ہے کہ مجھے ودیعت نہین دی ہے بلکہ میرے ساتھی کو دی ہے تو رب المال اپنا راس المال لیگا اور باقی چار حصون پر تقسیم ہوگا پھر مقر اپنا دودھیا درمون کا حصہ مقر لہ کو دیدیگا۔ اور اگر دودھیا سب مقر کے پاس ہون تو مقر لہ لیگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر دو شخصون کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور دونون کو حکم کیا کہ دونون اپنی رائے سے اسمین عمل کرین پھر دونون دو ہزار درم اپنے قبضہ مین لائے پھر ایک نے کہا کہ اسمین ہزار درم راس المال ہین اور پانچ سو درم نفع کے ہین اور پانچسو درم فلان شخص کے ہین اسنے ودیعت دیے تھے جو ہمنے اُسکی اجازت سے مال مین ملا دیے ہین پس وہ شخص مال مین پانچسو درم کا ہمارا

شریک ہے اور اُس مقرلہ شخص نے تصدیق کی اور دوسرے مضارب نے کہا کہ یہ ہزار پورے نفع کے ہین تو رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور جس نے شرکت کا اقرار کیا ہے اُس سے دو سو پچاس درم مقبوضہ مقرلہ لے لیگا اور باقی پانچ سو درم رب المال اور دونون مضارب چار حصہ کرکے باہم تقسیم کر لینگے اور اسمین سے مضارب مقر کو ایک سو پچیس درم ملینگے وہ اُنکو مقرلہ کے درمون مین ملا کر پھر دونون پانچ حصون مین تقسیم کرینگے اسمین سے ایک حصہ مضارب کو اور چار حصہ مقرلہ کو ملینگے۔ اور اگر اقرار کے روز تمام مال مقر کے قبضہ مین ہو تو جسکے واسطے اسنے اقرار کیا ہے وہ شخص پورے پانچسو درم مال مین سے لے لیگا اور رب المال اپنا راس المال ہزار درم لے لیگا اور باقی پانچ سو درم دونون مضاربون اور رب المال مین چار حصہ ہو کر تقسیم ہونگے۔ اور اگر تمام مال منکر کے قبضہ مین ہو تو رب المال اپنے ہزار درم راس المال لے لیگا پھر باقی ہزار درم کو وہ اور دونون مضارب باہم چار حصون مین بانٹ لینگے اور جسقدر مقر کو ملا وہ اُسکو اپنے اور مقرلہ کے درمیان پانچ حصون پر تقسیم کریگا جسمین سے مقرلہ کو چار حصے ملینگے یہ مبسوط مین ہے۔ اور اگر دونون مضارب دو ہزار درم لائے اور ایک نے کہا کہ راس المال کے ہزار درم تھے پھر ہمارے ساتھ فلان شخص پانچ سو درم کا شریک ہو گیا جو ہمنے مال مین ملا دیے اور کام کیا پھر ہمکو پانچ سو درم نفع ہوئے اور دوسرے مضارب نے انکار کیا اور رب المال نے بھی انکار کیا اور مال دونون مضاربون کے قبضہ مین ہے تو رب المال ہزار درم اپنا راس المال لے لیگا اور دو سو پچاس درم مقرلہ کو دیگا پھر مقر کے مقبوضہ سے تراسی و دو تہائی درم مقرلہ نفع لیگا اور دوسرے کے مقبوضہ سے بھی مثل اسکے دیا جائیگا اور یہ تین سو تینتیس و ایک تہائی ۳۳۳ ۱/۳ ہے اور رب المال اور مضارب منکر کے درمیان تین تہائی تقسیم ہوگا پھر جو کچھ دونون مضاربون کے قبضہ مین باقی ہے اور وہ تین سو تینتیس و ایک تہائی ۳۳۳ ۱/۳ ہے چار حصہ ہو کر تقسیم ہوگا آدھا رب المال کو ملیگا اور ہر ایک مضارب کو اُسکا چوتھائی دیا جائیگا اور جب مقرلہ نے جو کچھ اُسکو پہونچتا ہے وصول کر لیا تو جمع کرکے اُسکے اور مقر کے درمیان نو حصے ہو کر تقسیم ہوگا اسمین سے نوان ایک حصہ مقر کو اور آٹھ حصے مقرلہ کو ملینگے یہ محیط سرخسی مین لکھا ہے۔

چھٹی فصل

مضارب کی خریدی ہوئی کے نسب مین اختلاف کے بیان مین۔ مضارب نے ہرگاہ مضاربت مین ایسی چیز خریدی جسکی بیع کرنا ممکن نہین ہے تو مضاربت مین سے نہوگی اور اپنی ذات کے واسطے خریدنے والا شمار ہوگا اور اگر خلاف[1] و وفاق[2] مین اختلاف کیا تو مدعی وفاق کا قول قبول ہوگا۔ مضارب نے ہزار درم مضاربت سے ایک غلام خریدا اور اُسکا نسب معروف نہین ہے اور مضارب نے رب المال سے کہا کہ یہ تیرا بیٹا ہے اور اُسنے تکذیب کی تو اسکی دو صورتین ہین یا تو غلام مین راس المال پر زیادتی ہوگی یا نہین ہوگی اور انمین سے ہر ایک صورت تین وجوہ سے خالی نہین ہے یا تو رب المال اُسکی تصدیق کریگا یا تکذیب کریگا یا مضارب سے کہیگا کہ بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر غلام کی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہو مثلاً اسکی قیمت دو ہزار درم ہو اور رب المال نے اُسکی تصدیق کی تو رب المال سے نسب ثابت ہو جائیگا اور وہ مضارب کا غلام رہا اور اگر رب المال نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور دونون کے واسطے اپنی قیمت کے چار حصہ[3] کرکے سعی کریگا۔ اور اگر

[1] قولہ خلاف یعنی عقد مضاربت کی شرطون سے برخلاف عمل کرنیوالا ۱۲ [2] قولہ وفاق یعنی موافق شرط کے عمل کرنیوالا ۱۲ [3] یعنی دو ہزار کے واسطے اسطرح سعی کریگا کہ چوتھائی مضارب کیلیے اور تین چوتھائی رب المال کے لیے ۱۲

مضارب سے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضارب کا غلام رہا اور مضارب راس المال کی ضمان رب المال کو دیگا۔ اور اگر اُسکی قیمت مین زیادتی نہو مثلاً ہزار ہی درم اُسکی قیمت ہو اور مضارب نے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے پس اگر رب المال نے تصدیق کی تو اُسکا نسب رب المال سے ثابت ہو جاویگا اور مضارب کا غلام رہیگا۔ اور وہ راس المال کی ضمان دیگا۔ اور اگر تکذیب کی تو مضاربت مین رہیگا پھر اگر اُسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور تین چوتھائی قیمت کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور ایک چوتھائی کے واسطے مضارب کے لیے سعی کریگا یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو وہ مضاربت مین رہیگا پھر اگر اُسکو فروخت نہ کیا یہانتک کہ قیمت اُسکی دو ہزار درم ہو گئی تو آزاد ہو جائیگا اور اپنی قیمت کے واسطے دونون کے لیے چار حصہ کر کے سعی کریگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر رب المال نے مضارب سے کہا کہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام مین زیادتی ہو گی یا نہو گی پس اگر زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمان دیگا اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام آزاد ہو جائیگا اور رب المال کے واسطے سعی نہ کریگا۔ اور اگر مضارب نے رب المال سے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو غلام مضارب کا ہے اور راس المال کی ضمان دے اور اگر غلام مین زیادتی نہو پس اگر مضارب نے اُسکی تصدیق کی تو مضارب کا بیٹا مضاربت مین مملوک رہیگا اور اگر اُسکی قیمت بڑھ گئی تو مضارب سے اُسکا نسب ثابت ہو جائیگا اور آزاد ہو جاویگا اور رب المال کے واسطے تین چوتھائی قیمت کے لیے سعی کریگا اور مضارب پر ضمان نہ آویگی اور اگر مضارب نے تکذیب کی تو غلام مضاربت مین رہیگا یہ محیط سرخسی مین ہے اور اگر اسکی قیمت بڑھ گئی اور دو ہزار ہو گئی تو وہ آزاد ہو جاویگا اور دونون کیلیے اپنی قیمت سے چار حصے کر کے سعی کریگا یعنی تین چوتھائی رب المال کے واسطے اور ایک حصہ مضارب کیواسطے یہ مبسوط مین ہے اسیطرح اگر مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ وہ تیرا بیٹا ہے تو بھی ایسا ہی حکم ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر ایک غلام دو ہزار درم کی قیمت کا خریدا[1] پھر مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہے تو نسب مضارب سے ثابت ہو جائیگا پھر چونکہ یہ دعوت دعوت تحریر ہے پس بمنزلہ آزاد کرنے کے قرار پاویگی اور رب المال کو اپنے حصہ مین خیار حاصل ہوگا کہ چاہے آزاد کرے یا تین چوتھائی کے لیے سعی کرا دے یا مضارب سے تاوان لے اگر وہ خوشحال ہو اور ولا اُسکی دونون مین چار حصے ہو کر مشترک ہو گی اور اگر رب المال نے اُسکی اِس امر کی تصدیق کی ہو تو مضارب سے وہ آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کا ضامن ہوگا۔ اور اگر اُس نے تصدیق نہ کی و لیکن اُسکے بعد اُسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا تو وہ مضارب کا بیٹا ہے آزاد ہو جائیگا اور مضارب راس المال کی ضمان دیگا اگر ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے اور رب المال نے تکذیب کی تو نسب ثابت نہوگا اور وہ بحالہ مضاربت مین مملوک رہیگا پھر اگر دو ہزار اُسکی قیمت ہو گئی تو اُسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا اور مضارب سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور اپنی تین چوتھائی قیمت کیواسطے رب المال کیلیے سعی کریگا اور مضارب پر اُسکی ضمان نہ آویگی۔ اور اگر رب المال نے اُسکی تصدیق کی ہو حالانکہ اُسکی قیمت ایک ہزار ہو تو اُسکا نسب

[1] یعنی راس المال سے اسکی قیمت زیادہ نہو ۱۲ [2] لان الذی اشتری المضارب لم یکن ممن یعتق علیہ وان صار بعد ذلک کمک فی حصتہ ۱۲ منہ [3] راس المال ہزار درم ۱۲

مضارب سے ثابت ہو جائیگا اور وہ مضاربت مین رہیگا پھر اگر اُسکی قیمت دو ہزار ہو گئی تو اُسکا چوتھائی آزاد ہو جائیگا
اور تین چوتھائی کے واسطے رب المال کے لیے سعی کریگا اور اگر پہلے ہی اُسکی قیمت بڑھکر دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب نے
اسکے بیٹے ہونے کا دعوی کیا اور رب المال نے تکذیب کی تو نسب ثابت ہو جائیگا اور یہ بمنزلہ چوتھائی آزاد کرنے کے
قرار دیا جاویگا پس رب المال کو خیار حاصل ہوگا کہ اگر مضارب خوش حال ہو تو چاہے اس کا سے ضمان لے یعنی تین
چوتھائی قیمت کی یا غلام سے سعی کراوے یا آزاد کردے اور اگر مضارب سے ضمان لے لی تو مضارب مقدار مال کو غلام
سے واپس نہین لے سکتا ہی اور اگر سعی کرانا یا آزاد کرنا اختیار کیا تو رب المال کو اُسکی تین چوتھائی دلا ہو جیگی اور اگر
رب المال نے اسکی تصدیق کی ہو تو اُسکی کچھ ضمان مضارب پر واجب نہوگی ہان یہ اختیار ہوگا کہ چاہے غلام سے سعی
کراوے یا اوسکو آزاد کرے اور اگر اُس غلام کی قیمت ہزار سے نہ بڑھی اور مضارب نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور رب المال
نے کہا کہ تو جھوٹا ہی بلکہ وہ میرا بیٹا ہے تو وہ رب المال کا بیٹا اُسکے مال سے آزاد ہوگا اور مضارب پر اس صورت مین ضمان
نہ آویگی اور اگر اُسکے نسب کا دونون مین سے کسی نے دعوی نہ کیا یہانتک کہ اُسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر مضارب
نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور رب المال نے کہا کہ تو جھوٹا ہی بلکہ وہ میرا بیٹا ہی تو مضارب کا بیٹا ہوگا اور دونون سے آزاد
ہو جائیگا اور ولاء دونون مین چار حصہ ہو کر مشترک رہیگی اور کسی کے لیے دوسرے پر ضمان نہ آویگی اور اگر خریدنے
کے روز غلام دو ہزار کی قیمت کا تھا اور مضارب نے اُسکا ثمن یعنی ہزار درم دیدیے اور رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا
ہی اور مضارب نے اُسکی تکذیب کی تو رب المال سے اُسکا نسب ثابت ہوگا اور تین چوتھائی غلام نفس[1] دعوت نسب
سے آزاد ہو جائیگا اور مضارب کو چوتھائی مین ویسا ہی خیار ہوگا جیسا ہمنے رب المال کی صورت مین بیان کیا ہی اور
اگر مضارب نے اُسکی تصدیق کی تو یہ غلام رب المال کا بیٹا اور مضارب کا ذاتی غلام ہوگا اور مضارب رب المال کے
مال کا ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے اُسکی تصدیق نہ کی بلکہ کہا نہین یہ تو میرا بیٹا ہی تو وہ مضارب کا بیٹا اُسکے
مال سے آزاد ہوگا اور راس المال کی ضمان رب المال کو دیگا اور اگر وہ غلام ایک ہزار درم کی قیمت کا ہو اور
رب المال نے کہا کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مضارب نے تکذیب کی تو اُسکا بیٹا اُسکے مال سے آزاد قرار پاویگا۔ اور اگر
مضارب نے تصدیق کی تو رب المال کا بیٹا مضارب کا غلام[2] ہوگا اور مضارب راس المال کا ضامن ہوگا اور اگر
مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ یہ میرا بیٹا ہی تو رب المال ہی کا بیٹا اسکے مال سے آزاد ہوگا اور کسی کی دوسرے پر کچھ ضمان
نہ آویگی۔ اور اگر دونون نے ایسا نہ کیا یہانتک کہ اُسکی قیمت دو ہزار درم ہو گئی پھر رب المال نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہی اور
مضارب نے کہا کہ تو جھوٹا ہی تو رب المال سے نسب ثابت اور تین چوتھائی آزاد ہوگا اور مضارب کو چہارم مین خیار ہوگا
اور اگر مضارب نے تصدیق کی تو وہ رب المال کا بیٹا اور مضارب کا غلام ہی اور مضارب راس المال کا ضامن ہوگا
اور اگر مضارب نے کہا کہ نہین بلکہ وہ میرا بیٹا ہی تو غلام سے تین چوتھائی کا عتق رب المال سے ثابت ہوگا اور نسب
ثابت ہوگا پھر مضارب نے بھی اس ثابت النسب مین دعوی کیا تو نسب ثابت نہوگا ولیکن مثل اپنا حصہ آزاد
کرنے کے شمار ہوگا پس اُسکا حصہ بھی آزاد ہوگا۔ اور کوئی دوسرے سے ضمان نہین لے سکتا ہے اور ولاء دونون

[1] قولہ نفس دعوت یعنی فقط دعوی کرتے ہی بغیر کمائی وغیرہ کے ۱۲ م [2] قولہ غلام الخ اسلیے کہ جب مضارب نے مالک مال کا بیٹا خریدا تو مال کا ضامن ہوا اور یہ خرید اسی کے واسطے ہوئی پس مضارب کا غلام ٹھہرا ۱۲ م۔

چار حصہ ہو کر مشترک ہوگی یہ مبسوط مین ہے۔

ساتوین فصل اس باب کے متفرقات مین۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ اگر مضارب نے کہا کہ تو نے مجھے ہزار درم زیوف یا نبہرہ مضاربت مین دیے ہین اور مضاربت صحیحہ تھی اور رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے کھرے درم دیے ہین پس اگر مضارب نے اُس سے کام شروع نہین کیا ہے تو مثل ودیعت کے ہین پس مضارب کے قول کی تصدیق کیجاویگی خواہ اُسنے کلام ملا کر کہا ہو یا جدا کر کے کہا ہو مگر صرف ستوقہ کے دعوی مین بدون ملا کر کلام کرنے کے تصدیق نہ کیجائیگی اور اگر کام شروع کر دیا ہے تو زیوف و نبہرہ مین بھی تصدیق نہ کیجائیگی اور نیز نوادر ابن سماعہ مین امام محمد رح سے روایت ہے کہ کسی مضارب کے قبضہ مین مال ہے وہ اُس سے کام کرتا ہے اور مضارب نے اقرار کیا کہ جو ہزار درم فلان شخص پر میرے نام سے ہین وہ رب المال کے ہین اور مضاربت ہزار درم پر تھی پھر مضارب نے بعد اُسکے کہا کہ میرے پاس پانچسو درم اُن ہزار کی مضاربت سے ہین جنکا مین نے اقرار کیا کہ وہ مضاربت کے ہین اور رب المال نے کہا کہ وہ ہزار درم میرے ہین مضاربت کے نہین ہین تو رب المال کا قول قبول ہوگا اور اگر مضارب نے اپنے اقرار کے ساتھ اس کلام کو ملایا ہو تو اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی یہ محیط مین ہے۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور ظاہر مین مضبوطی کی غرض سے اس امر کے گواہ کر لیے کہ یہ قرض ہین تاکہ مضارب اُنکی حفاظت مین کوشش کرے اس خوف سے کہ رب المال قرض کے دعوی سے وصول نہ کرے پس مضارب نے عمل کیا اور نفع یا نقصان اُٹھایا پھر اگر دونون نے ایک دوسرے کی تصدیق کی کہ قرض کا نام ظاہر مین تلجیہ تھا اور واقع مین در پردہ مضاربت تھی تو موافق دونون کی تصدیق کے رکھا جائیگا اگر دونون نے باہم اختلاف کیا اور رب المال نے کہا کہ حقیقت مین قرض تھے تلجیہ نہ تھا اور مضارب نے کہا کہ قرض مین تلجیہ تھا درحقیقت مضاربت تھی اور مضارب نے اپنے قول پر گواہ قائم کیے تو یہ صورت اور قرض کے تلجیہ ہونے پر باہم تصدیق کرنے کی صورت یکسان ہے یہ ذخیرہ مین ہے۔ اور اگر دونون گواہون نے مضاربت کی گواہی دی اور دو گواہون نے قرض کی گواہی دی اور اُسکے سوائے کچھ تفسیر بیان نہ کی تو مدعی کے قرض کے گواہون کی گواہی مقبول ہوگی یہ مبسوط مین ہے اور اگر مضاربت کے گواہون نے اس تفسیر سے گواہی دی کہ قرض بطور تلجیہ کے تھا اور درحقیقت مضاربت تھی تو اُنکی گواہی اولی ہے وہی مقبول ہوگی یہ ذخیرہ مین ہے۔ اگر رب المال نے مضارب کے واسطے چھٹے حصہ نفع کا اقرار کیا اور مضارب نے کہا کہ میرا نصف نفع مشروط ہے اور دو گواہ لایا ایک نے گواہی دی کہ تہائی نفع مشروط ہے اور دوسرے نے آدھے نفع کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے نزدیک دونون کی گواہی باطل ہے اور مضارب کو وہی ملیگا جو رب المال نے اقرار کیا ہے یعنی چھٹا حصہ اور صاحبین رح کے نزدیک گواہی جائز ہے اور تہائی نفع پر جواز ہوگا اسکو تہائی نفع ملیگا۔ اور اگر مضارب نے نصف کا دعوی کیا اور اُسکے ایک گواہ نے تہائی نفع کی اور دوسرے نے دو تہائی کی گواہی دی تو بالاتفاق گواہی باطل ہے یہ مبسوط مین ہے۔ اگر رب المال نے کہا کہ مین نے تجھے مال صرف بضاعت کے طور پر دیا تھا حتی کہ قول رب المال ہی کا رہا اور مضارب نے دو گواہ دیے ایک نے گواہی دی کہ رب المال نے مضارب کے لئے دوسو درم شرط کی ہے اور دوسرے نے سو درم مشروط ہونے کی گواہی دی پس اگر مضارب سو درم کا مدعی ہے تو یہ گواہی نامقبول ہے اور اُسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور نہ اجر المثل ملیگا اور اگر

لہ یعنی نفع وغیرہ تقسیم [illegible]

دو سو درم کا مدعی ہی تو مسئلہ مین اختلاف ہی کہ امام اعظم رح کے نزدیک نامقبول اور صاحبین رح کے نزدیک مقبول ہی مگر سو درم پر مقبول ہو گی اور اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری کیجاویگی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے دعوی کیا کہ اُسنے ڈیڑھ سو درم کی شرط کی تھی پس ایک گواہ نے ایسی ہی گواہی دی اور دوسرے نے سو درم کی گواہی دی تو بالاجماع اُسکے واسطے اجر المثل کی ڈگری ہوگی یہ مبسوط مین ہی ایک شخص نے دو شخصون کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور دونون نے کام کیا اور نفع اُٹھایا پس ایک نے دعوی کیا کہ رب المال نے ہم دونون کے واسطے آدھے نفع کی شرط کی ہی اور دوسرے نے دعوی کیا کہ ہم دونون کے واسطے تہائی نفع کی شرط کی ہی اور رب المال نے دعوی کیا کہ دونون کے واسطے سو درم نفع سے مشروط کیے ہین یہانتک کہ قول رب المال کا رہا پھر اگر دونون نے گواہ قائم کیے ایک فریق آدھے نفع کی اور دوسرے نے تہائی نفع کی گواہی دی تو امام اعظم رح کے قیاس قول مین یہ گواہی نامقبول ہی اور دونون کے واسطے اجر المثل رب المال کے اقرار کی وجہ سے ملیگا جیسا کہ اگر بالکل گواہ قائم نہ کرتے تو بھی یہی ہوتا ولیکن صاحبین رح کے نزدیک جسنے نصف کا دعوی کیا اُسکو چھٹا حصہ نفع ملیگا اور اجر المثل نہ ملیگا اور دوسرے کو رب المال کے اقرار سے اجر المثل ملیگا یہ محیط مین ہے

اٹھارھوان باب مضارب کے معزول ہونے اور اُسکے تقاضا سے امتناع کرنے کے بیان مین

رب المال کے مرنے سے مضاربت باطل ہو جاتی ہی خواہ مضارب کو اُسکا علم ہو یا نہو حتی کہ اُسکے بعد مال مضاربت سے خرید یا سفر کرنے کا اختیار نہین رکھتا ہی یہ فتاوی قاضی خان مین ہی اور دونون مین سے کسی کے مجنون ہونے سے بھی باطل ہوتی ہی بشرطیکہ جنون مطبق ہو اور اگر رب المال مرتد ہو گیا اُسکے بعد مضارب نے خرید و فروخت کی تو یہ مطلب امام اعظم رح کے نزدیک موقوف ہی اگر پھر وہ مسلمان ہو گیا تو اُسکا نفاذ ہوگا اور تمام احکام مین اُسکا مرتد ہونا کالعدم شمار کیا جائیگا اسی طرح اگر دار الحرب مین جا ملا ولیکن ہنوز اُسکے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم قاضی کی طرف سے جاری نہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو کر واپس آیا تو بھی یہی حکم ہی موافق اُس روایت کے جسمین اُسکی موت اور میراث کے واسطے حکم حاکم شرط ہی اور اگر وہ مر گیا یا مرتد ہونے سے قتل ہوا یا دار الحرب مین جا ملا اور قاضی نے اُسکے جا ملنے کا حکم جاری کر دیا تو امام اعظم رح کے قاعدہ پر مرتد ہونے کے روز سے مضاربت باطل ہو گئی کذا فی البدائع اگر کسی شخص کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور مضارب مرتد ہو گیا یا اُسکے مرتد ہونے کے بعد اُسکو مال دیا پھر اُسنے خرید و فروخت کی اور نفع یا نقصان اُٹھایا پھر وہ مرتد ہونے پر قتل کیا گیا یا مر گیا یا دار الحرب مین جا ملا تو جو کچھ اُسنے کیا ہی وہ سب جائز ہی اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا اور جو کچھ اُسنے خرید و فروخت کی ہی اُسکی ذمہ داری یعنی عہدہ رب المال پر ہی یہ قول امام اعظم رح کا ہی اور امام ابو یوسف و امام محمد رح کے نزدیک تصرف کرنے مین اُسکا حال مرتد ہوتے کے بعد مثل اُسکے ہی جیسا قبل مرتد ہونے کے تھا پس عہدہ اُسی پر ہوگا اور رب المال پر اُسکا رجوع کیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب مر گیا یا قتل ہوا یا دار الحرب مین جا ملا تو مضاربت باطل ہو گئی پھر اگر وہ دار الحرب مین جا ملا اور وہین اُسنے خرید و فروخت

کی پھر مسلمان ہو کر واپس آیا تو جو کچھ اُسنے دار الحرب مین خرید و فروخت کی ہی سب اُسی کی ہو گی اور کسی چیز کی اُسپر ضمان نہو گی ولیکن عورت کا مرتد ہونا یا نہ مرتد ہونا بالاجماع یکسان ہی خواہ وہ عورت رب المال ہو یا مضارب ہو اور مضاربت بحالہ صحیح رہیگی تاوقتیکہ وہ مر نہ جاوے یا دار الحرب مین نہ جا ملے یہ حاوی مین ہے۔ اور اگر رب المال نے مضارب کو معزول کیا اور مضارب کو اُسکے معزول ہونے کی خبر نہ ہوئی یہانتک کہ اُسنے خرید و فروخت کی تو جائز ہی اور اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہونے پر معزول ہوگا۔ اور اگر اپنے معزول ہونے سے آگاہ ہوا حالانکہ مال مضاربت مین اسباب موجود ہے تو اُسکو اختیار ہے کہ اس اسباب کو خود فروخت کرے اور معزول ہو جانا اسکا مانع نہین ہی پھر یہ نہین جائز ہے کہ اُسکے ثمن سے کوئی دوسرا اسباب خریدے اور اگر مال مضاربت راس المال کی جنس سے ہو تو مضارب کو اسمین تصرف کرنے کا اختیار نہین ہی۔ اور اگر راس المال کی جنس سے نہو مثلاً راس المال دینار ہین اور یہ مال درم ہین یا اُسکے برعکس ہی تو اسکو استحساناً اختیار ہی کہ راس المال کی جنس سے فروخت کرے۔ اور اسی قیاس پر حق عروض و اُسکے اشباہ مین رب المال کے مرنے یا مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملنے کے بعد حکم جاری ہی یہ کافی مین ہی۔ اگر مال مضاربت فلوس ہون اور رب المال نے ممانعت کر دی تو اسکا حکم بھی ایسا ہی ہی جیسا مال مضاربت کے درم ہونے اور راس المال کے دینار ہونے کا حکم تھا کہ اس صورت مین اسکی ممانعت سے جو خرید ہر وجہ سے خرید ہی اسکی ممانعت ہو جاویگی اور جو ایک وجہ سے خرید دوسری وجہ سے بیع ہی اُسکی ممانعت نہو گی حتی کہ اگر فلوس کو درمون کے عوض فروخت کیا تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے تصرف کیا ہی اور مال مضاربت لوگون پر ادھار ہو گیا ہی اور مضارب تقاضے سے باز رہا پس اگر مال مین نفع نہو تو اُسکو اختیار ہی کہ تقاضے سے باز رہے اور اُسکو حکم کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضدارون پر حوالہ کر دے یعنی رب المال کو وکیل کر دے اور اگر مال مین نفع ہی تو وہ تقاضے سے باز نہین رہ سکتا ہی بلکہ اُسکو تقاضے کا حکم کیا جائیگا کہ راس المال درم و دینار نقدی ہو جاوے یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ اسی طرح پر ہر وکیل بیع کہ تقاضے سے انکار کرے تو اُسپر تقاضے کے واسطے جبر نہ کیا جائیگا ولیکن بجبر حکم کیا جائیگا کہ ثمن رب المال کو مشتری پر اُترا دے اور یہی حکم مستبضع مین ہی یہ کافی مین ہی ولیکن جو شخص اُجرت پر فروخت کرتا ہی جیسے بیاع اور دلال وغیرہ تو اُنپر تقاضے کے واسطے ضرور جبر کیا جائیگا کہ وصول کر دین اور بحکم عادت یہ بمنزلہ اجارہ صحیحہ کے قرار پائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی اور اگر مال مضاربت لوگون پر قرضہ ہو گیا اور رب المال نے مضارب کو اس خوف سے منع کر دیا کہ مضارب سکو کھا نہ جاوے اور کہا کہ مین خود تقاضا کرونگا پس اگر مال مین نفع ہو تو تقاضا مضارب کا حق ہی اور اگر مال مین نفع نہو تو رب المال کو ممانعت کا اختیار ہی اور مضارب پر جبر کیا جائیگا کہ رب المال کو قرضدارون پر حوالہ کر دے یہ فتاوی قاضی خان مین ہی۔ پھر اگر مال مین نفع ہو اور مضارب تقاضے کے واسطے مجبور کیا گیا پس اگر قرضہ اُسی شہر مین جہان مضاربت ہی موجود ہو تو اُسکا نفقہ تقاضے کے ایام مین مال مضاربت سے نہو گا اور اگر دوسرے شہر مین ہو تو اس سفر و آمد و رفت کا خرچہ جب تک وہ تقاضے مین رہے مال مضاربت سے ہو گا اور

اگر مضارب کے سفر و مقام نے طول کھینچا یہانتک کہ تمام دین سب نفقہ مین گیا پس اگر نفقہ دین سے بڑھ گیا تو بقدر دین کے نفقہ محسوب کر دیا جائیگا اور جو بڑھا وہ مضارب پر پڑیگا یہ محیط مین ہی

اُنیسوان باب مضارب کے مرنے اور مرض مین اقرار کرنے کے بیان مین۔ اگر مضارب مر گیا اور اُسپر قرضے ہین اور مال مضاربت اُسکے پاس ہونا معروف معین ہی اور وہ درم ہین اور راس المال بھی درم تھے تو قرضخواہون سے پہلے رب المال کو اسکا راس المال دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی پھر اگر مضاربت مین نفع بھی معروف ہو اور مضارب کو وصول ہو جانا معلوم ہو تو رب المال اپنا حصہ نفع بھی قرضخواہون سے پہلے لے لیگا پھر جو مضارب کا حصہ نفع رہا وہ قرضخواہون مین تقسیم ہوگا یہ محیط مین ہی۔ پس اگر مضارب کے وارثون اور قرضخواہون نے کہا کہ جو قرضہ مضارب پر ہی وہ مضاربت کا ہی اور رب المال نے اُنکی تکذیب کی تو رب المال کا قول اُسکی علمی قسم سے مقبول ہوگا۔ اور اگر مضاربت کا مال اُسکے مرنے کے وقت عروض یا دینار ہون حالانکہ راس المال درم تھے اور رب المال نے چاہا کہ اسکو مرابحہ سے فروخت کرے تو نہین کر سکتا ہی اُسکی بیع کا اختیار مضارب کے وصی کو ہی اور اگر اُسکا کوئی وصی نہو تو قاضی اُسکی طرف سے ایک وصی مقرر کریگا کہ اس مال کو فروخت کرے اسمین سے رب المال کو اُسکا راس المال و حصہ نفع دیدیگا اور مضارب کا حصہ نفع اُسکے قرضخواہون کو ملیگا اور مضاربت صغیرہ مین لکھا ہی کہ اس مال کو میت کا وصی و رب المال فروخت کرینگے اور جو اول مذکور ہوا وہ اصح ہی یہ مبسوط مین ہی۔ پھر اگر رب المال نے چاہا کہ دینارون مین سے بقدر اپنے راس المال و حصہ نفع کے لے لے اور وصی نے دیدیے تو جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضاربت بطور معین معلوم نہوئی تو رب المال بھی تمام ترکہ مین قرضخواہون کے مثل قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہی۔ اگر کسی نے ایک ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پھر مضارب نے اپنی موت کے قریب ذکر کیا کہ مین نے اس مال سے خرید و فروخت کی اور ایک ہزار درم نفع اُٹھائے پھر مضارب مر گیا اور مال مضاربت معین طور سے شناخت مین نہین ہی حالانکہ مضارب کا اسقدر مال موجود ہی کہ اُس سے مال اصل و نفع کی وفا ممکن ہی تو رب المال اپنے راس المال کے ہزار درم لے لیگا اور اُسکو کچھ نفع نہ ملیگا اور اگر مضارب نے یہ اقرار کیا ہو کہ مین نے نفع پر قبضہ بھی کر لیا ہی تو بقدر حصہ رب المال کے ضامن ہوگا۔ اور اگر مضارب نے مرض مین یون کہا کہ مین نے اس مال مین ہزار کا نفع حاصل کیا اور میرے قبضہ مین آگیا پھر سب مال ضائع ہو گیا اور رب المال نے کہا نہین بلکہ تیرے پاس ہی اور تو بسبب انکار کرنے کے ضامن ہو گیا تو قسم کے ساتھ مضارب کا قول قبول ہوگا۔ اور اگر مضارب قسم کھانے سے پہلے مر گیا تو اُسکے وارثون سے اُنکے علم پر قسم لیجاویگی پس اگر سب لوگ قسم کھا گئے تو سب بری ہو گئے اور اگر کوئی قسم سے باز رہا تو خاصتہ اُسی کے حصہ مین سے راس المال و حصہ نفع رب المال کو دلایا جائیگا اسی طرح اگر مضارب نے مرض الموت مین یون کہا کہ مین نے راس المال اور حصہ نفع رب المال کو دیدیا ہے اور رب المال نے انکار کیا تو بھی قسم سے مضارب کا قول قبول ہوگا اور وہ ضامن نہوگا اور اگر قسم سے پہلے مضارب مر گیا

تو جیسا ہم نے پہلی صورت مین بیان کیا ہی رب المال کو اختیار ہی کہ اُسکے وارثون سے قسم لے ولیکن یہ صورت پہلی صورت سے ایک بات مین خلاف ہے وہ یہ ہے کہ اس صورت مین جسقدر حصہ نفع مضارب کے پاس اُسکے زعم مین اسکا موجود ہی اسمین سے رب المال اپنا راس المال لے لیگا پھر اگر کچھ باقی رہا تو موافق شرط کے دونون کو تقسیم ہوگا پس اگر مضارب پر اسقدر قرضہ ہو کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہو اور اُسکا حصہ نفع معین طور سے شناخت مین نہو اور یہ معلوم ہے کہ مضارب نے ہزار درم نفع اُٹھائے اور وصول پائے ہین تو رب المال باقی قرضخواہون سے بقدر حصہ نفع کے حصہ بانٹ لیگا اور بقدر راس المال وا پنے حصہ نفع کے حصہ نہ بٹاویگا یہ محیط مین ہے ۔ اور اگر مضارب نے مرض مین در حالیکہ اُسپر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے تمام مال کو محیط ہی یہ اقرار کیا کہ مین نے مال مضاربت مین ہزار درم نفع اُٹھایا ہی اور مال مضاربت مع نفع کے فلان شخص پر قرضہ ہی پھر مرگیا پھر اگر قرضخواہون نے اُسکا اقرار کر دیا تو رب المال کا کچھ حق مضارب کے ترکہ مین نہوگا ولیکن فلان شخص قرضدار کا پیچھا پکڑیگا اور اُس سے اپنا راس المال وصول کریگا اور باقی کا آدھا بھی اپنا حصہ نفع لے لیگا اور جو بچا اُسکو مضارب کے قرضخواہ مضارب کے مال مین ملا کر باہم بانٹ لینگے ۔ اور اگر قرضخواہون نے انکار کیا اور کہا کہ مضارب نے راس المال مین کچھ نفع نہین اُٹھایا ہی اور جو قرضہ فلان شخص پر ہی وہ مضاربت کا نہین ہی تو یہ قرضہ تمام ترکہ کے ساتھ رب المال و قرضخواہون کو موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور رب المال کا حصہ بقدر راس المال کے لگایا جائیگا اور نفع مین سے کچھ نہ لگایا جائیگا یہ مبسوط مین ہی اور یہ حکم اُسوقت ہی کہ مضاربت حالت صحت مین معروفہ ہو الا یہ کہ مال مضاربت اُسی کے قول سے پہچانا گیا ہو اور اگر مضاربت معروفہ نہو صرف اسی کے قول سے پہچانی گئی ہو تو رب المال حالت صحت کے قرضخواہون کے ساتھ بقدر راس المال کے بھی شریک نہین کیا جائیگا یہ محیط مین ہی ۔ اور اگر اُسنے کہا کہ یہ ہزار درم میرے پاس فلان کی مضاربت ہین اور مثلاً ایک ہزار درم فلان دوسرے کی ودیعت ہین اور فلان شخص تیسرے کا مجھپر اسقدر قرضہ ہی تو پہلے مال مضاربت ادا کرنا شروع کیا جائیگا اور اگر مضاربت کے مال کا معین[1] طور سے اقرار نہ کیا تو مضارب کا تمام مال رب المال اور صاحب ودیعت اور قرضہ کے درمیان موافق حصون کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ فلان شخص کے ہزار درم مضاربت کے میرے پاس اس صندوق مین ہین اور فلان دوسرے کے مجھپر ہزار درم آتے ہین پھر صندوق مین کچھ پایا نہ گیا تو تمام ترکہ رب المال اور قرضخواہ مین موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور اگر صندوق مین ہزار درم ملے تو رب المال ہی لے لیگا اور اگر دو ہزار درم صندوق مین نکلے تو رب المال کو ہزار درم اُسمین سے ملینگے اور باقی ہزار درم قرضخواہ کے ہین خواہ دونون ہزار مختلط ہون یا جُدا جدا رکھے ہون پھر اگر یہ معلوم ہو کہ مضارب ہی نے بدون اجازت رب المال کے مال خلط کر دیا ہی تو امام اعظم رح کے نزدیک سب مین موافق حصہ کے تقسیم ہوگا اور صاحبین رح کے نزدیک آدھا رب المال کو اور آدھا قرضخواہون کو ملیگا یہ محیط سرخسی مین ہی ۔ اور اگر کہا کہ زید کے مجھپر ہزار درم مضاربت کے ہین اور یہ وہی ہین جو میرے

[1] قولہ معین الخ یعنی اس طرح نہ جتلایا کہ اسکی شناخت ہوجاوے بلکہ وہ مجہول رہا تو ودیعت کی طرح ضامن ہوگیا اور رب المال بھی سب کا شریک ہوگیا ۱۲

عمرو پر آتے ہین اور خالد کے مجھپر ہزار درم ہین اور اُسکے سوا اُسکا کچھ مال نہین ہو تو یہ قرضہ رب المال کو دلایا جائیگا اور اگر مضارب نے مرض مین کسی خاص معین مال کا مضاربت مین اقرار کیا پھر اُسکے بعد اس مال کی نسبت کسی کی ودیعت ہونے کا اقرار کیا پھر تیسرے شخص کے کچھ قرضہ ہونے کا اقرار کیا پھر مرگیا تو پہلے مال مضاربت ادا کردیا جائیگا پھر جو کچھ ترکہ رہگیا اسکو صاحب ودیعت و قرضخواہ حصہ رسد شرکت سے تقسیم کرلینگے۔ یہ مبسوط مین ہو دو شخصون کو ہزار درم مضاربت مین دیے پھر ایک مرگیا اور دوسرے نے کہا کہ مال تلف ہوگیا تو اُسکے حصہ مین اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی اور دوسرے کا حصہ اُسکے ذمہ اُسکے ترکہ مین قرضہ رہیگا پھر اگر یہ بات معلوم ہوجاوے کہ مضارب میت نے اپنا حصہ بھی زندہ مضارب کے پاس ودیعت رکھا تھا تو سب مال تلف ہونے مین اُسکے قول کی تصدیق کیجاویگی اور اگر زندہ مضارب نے کہا کہ مین نے اپنا حصہ دوسرے مضارب میت کو دیا تھا تو قسم سے اُسکی تصدیق کیجاویگی اور وہ میت کے ترکہ مین سب قرضہ قرار دیا جائیگا یہ محیط سرخسی مین ہو

بیسوان باب مضاربت کے غلام پر جنایت واقع ہونے یا اُسکے کسی پر جنایت کرنے کے بیان مین۔ اگر کسی کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اُس نے اُسکے عوض ہزار کی قیمت کا ایک غلام خریدا اُسنے خطا سے کسی پر جنایت کی تو مضارب کو یہ اختیار نہین ہو کہ جرمانہ مین وہی غلام دیدے یا اُسکا فدیہ مال مضاربت سے ادا کرے اگرچہ غلام کے ساتھ کچھ اور مال مضاربت بھی موجود ہو اور اگر مضارب نے اپنے مال سے اُسکا فدیہ ادا کیا تو احسان ہو اسکو مال مضاربت سے واپس نہین لے سکتا ہو اور وہ غلام مضاربت مین باقی رہیگا جیسا کہ کوئی اجنبی فدیہ دیدے تو یہی حکم ہوتا ہو اور یہ صورت بخلاف اسکے ہو کہ اگر مضارب کی غلام مین کچھ شرکت[له] ہو اور اُسنے فدیہ دینا اختیار کیا تو یہ مضاربت باطل ہوجائیگی۔ اور اگر دونون حاضر ہون تو رب المال سے کہا جائیگا کہ یا تو غلام دے یا اُسکا فدیہ دے پس جب اُسنے کوئی بات اختیار کی تو مضاربت ٹوٹ جائیگی پس اگر رب المال نے غلام دیدینا اختیار کیا اور مضارب نے کہا کہ مین اُسکا فدیہ دیے دیتا ہون تاکہ غلام مضاربت پر رہجاوے مین اسکو فروخت کرکے نفع اٹھاؤنگا تو رب المال اسکو نہین دے سکتا ہو۔ اور اگر مضارب غائب ہو تو رب المال غلام کو نہین دے سکتا ہو صرف اسکو یہ اختیار ہو کہ غلام کا فدیہ دیدے یہ محیط مین ہو۔ اور اگر مضاربت کا مال ہزار درم ہو اور مضارب نے اس سے دو ہزار کی قیمت کا غلام خریدا اور اُسنے خطا سے جرم کیا تو مضارب سے اُسکے دینے یا فدیہ دینے کو نہ کہا جائیگا جس صورت مین کہ رب المال حاضر نہو غائب ہو اور حقدار جرم کا مضارب یا غلام پر کوئی بس نہین ہو صرف انکو یہ اختیار ہو کہ غلام کے مالک کے حاضر ہونے تک غلام کی طرف سے کوئی کفیل لے لین اسی طرح اگر مضارب غائب ہو تو مولی سے غلام دینے کو نہ کہا جائیگا اور دونون مین سے کوئی ایک شخص فدیہ نہین دے سکتا ہو جب تک کہ دونون حاضر نہون اور اگر ایک نے فدیہ دیدیا تو اُس نے احسان کے طور پر دیا پھر جب دونون حاضر ہوئے تو غلام دیدینگے یا فدیہ دینگے پس اگر غلام دیدیا تو دونون کا کچھ نہین ہو اور اگر فدیہ دیدیا تو فدیہ دونون پر چار حصہ ہو کر تقسیم ہوگا اور غلام مضاربت سے نکل جائیگا اور یہ امام اعظم و امام محمد رح کا

[له] [illegible]

قول ہی اور اگر ایک نے غلام دینا اور دوسرے نے فدیہ دینا اختیار کیا تو دونون کو اختیار ہی یہ بدائع مین ہی - امام محمد رح نے اصل مین فرمایا ہی کہ اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور مضارب نے اُسکے عوض ہزار درم قیمت کا ایک غلام خرید ایا اُس سے کم یا زیادہ قیمت کا تھا پھر اُس غلام پر کچھ لوگون نے دعوی کیا کہ اسنے ہمارے باپ کو عمداً قتل کیا ہی اور غلام نے انکار کیا پھر اُن لوگون نے اس امر کے گواہ قائم کیے پس اگر مضارب ورب المال دونون حاضر ہون تو غلام پر گواہ مسموع ہونگے اور اگر دونون غائب ہون یا ایک غائب ہو تو موافق روایت ابوحفص کے گواہ غلام پر مسموع نہونگے اور اس روایت مین کوئی اختلاف منقول نہین ہی اور ابو سلیمان کی روایت مین یہ ہی کہ امام اعظم رح وامام محمد رح کے نزدیک مسموع نہونگے اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مقبول ہونگے یہ محیط مین ہی اور اسمین اختلاف نہین ہی کہ اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کر لیا تو اُسپر قصاص کا حکم دیا جائیگا خواہ دونون حاضر ہون یا نہون اور اگر غلام نے قتل عمد کا اقرار کیا اور مضارب ورب المال دونون حاضر ہین اور غلام کی تکذیب کرتے ہین اور مقتول کے دو ولی ہین پس ایک نے اسکو عفو کر دیا تو دوسرے ولی کا حق باطل ہوا اسی طرح اگر مضارب نے غلام کی تصدیق کی ہو حالانکہ غلام تمام راس المال مین مشغول ہی یعنی مضارب کا اسمین کچھ استحقاق نہین ہی تو مضارب مثل اجنبی کے شمار ہوگا اور یہی حکم ہوگا - اور اگر غلام مین زیادتی ہو اور مضارب نے تصدیق کی تو اُسکے حصہ کی طرف زیادتی مین سے لحاظ کر کے مضارب سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ اُس ولی کو دے جسنے معاف نہین کیا ہی یا اسقدر کا فدیہ دے پھر جب اُسنے کسی بات کو اختیار کیا تو مضاربت باطل ہو جاویگی اور رب المال غلام مین سے بقدر راس المال اور اپنے حصہ نفع کے لیگا اور مضارب باقی حصہ لے لیگا یہ مبسوط مین ہی - اور اگر مضارب نے تکذیب کی اور رب المال نے تصدیق کی تو اسکی دو صورتین ہین یا تو غلام کی قیمت راس المال کے برابر یا کم ہوگی اور یا زیادہ ہوگی پس پہلی صورت مین رب المال کی تصدیق صحیح ہی اور اس سے کہا جائیگا کہ یا تو نصف غلام دیدے یا فدیہ دے یعنی نصف دیت دے پس اگر اُسنے دینا منظور کیا تو آدھے کی مضاربت باطل ہو گئی اور آدھے کی رہگئی اور اسی طرح اگر دیت دینی اختیار کی اور نصف غلام دیت مین دیا تو بھی آدھا مضاربت مین رہگیا اور اگر اسمین مضارب نے تصرف کر کے نفع اُٹھایا تو تقسیم کرنے کی یہ صورت ہی کہ اگر غلام کی قیمت ہزار درم ہون تو رب المال باقی مین سے نصف راس المال جو باقی ہی لے لیگا - اور اگر ہزار سے قیمت کم ہو مثلاً چھ سو درم ہون تو آدھا غلام دیت مین دینے سے اُسنے اپنا راس المال تین سو درم بھر پایا یا سات سو رہگئے پس اس نفع مین سے باقی سات سو درم لے لیگا پھر جو بچا وہ دونون مین نفع رہا موافق شرط کے بانٹ لین - اور دوسری صورت مین رب المال کی اُسکے حصہ کی قدر مین تصدیق ہوگی پس اُس سے کہا جائیگا کہ یا تو اپنا نصف حصہ دیدے یا نصف دیت فدیہ دے اور جو امر اختیار کریگا مضاربت باطل ہوگی یہ محیط مین ہی - اگر مال مضاربت سے کوئی غلام خریدا اُسکو کسی نے عمداً قتل کیا پس اگر اُسمین زیادتی ہو تو قصاص نہین آتا ہی اور اُسکی قیمت تین برس مین وصول کیجاویگی اور وہ مضاربت مین قرار دیجاویگی اور اگر اُسمین زیادتی نہو تو دیکھا جائیگا کہ اگر مضارب کے

پاس سوائے غلام کے کچھ اور مال مضاربت ہی تو قصاص نہین آتا ہی اور اگر کچھ اور مال مضاربت نہین ہی تو اسمین قصاص واجب ہوگا اور حق قصاص مولی کو حاصل ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہی پھر اگر مولی نے قاتل سے ہزار درم پر صلح کر لی تو یہ راس المال ہوگا جبکہ راس المال ہزار درم ہون اور اگر دو ہزار درم پر صلح کی تو اسمین سے راس المال رب المال پھر پورے لیگا اور باقی بمنزلہ نفع کے دونون کو موافق شرط کے تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر ہزار درم راس المال کی صورت مین مضارب کے پاس دو غلام ہون کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہزار درم ہون پھر ایک کو کسی نے عمداً قتل کیا تو قصاص واجب نہوگا قیمت واجب ہوگی کذا فی الحاوی۔

اکیسوان باب۔ مضاربت مین شفعہ کے بیان مین۔ اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم دیے اُسنے ایک دار خریدا جو ہزار کی قیمت کا یا کم وبیش ہی اور رب المال اس دار کا اپنے ایک دار کے ساتھ شفیع ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ یہ دار مضارب سے شفعہ مین لے اور اسکو ثمن دیدے کہ وہ ثمن مضاربت مین ہوگا۔ اور اگر مضارب نے کسی قدر مال مضاربت سے ایک دار خریدا پھر رب المال نے اُسکے پہلو مین ایک دار خریدا تو مضارب کو اختیار ہی کہ شفعہ کے رو سے وہ دار رب المال سے بعوض باقی مال مضاربت کے خریدلے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے دار مضاربت فروخت کیا اور رب المال اپنے دار سے اُسکا شفیع ہی تو اُسکا شفعہ کچھ نہین ہی خواہ اُس دار مین نفع ہو یا نہو۔ اور اگر رب المال نے اپنا کوئی گھر فروخت کیا اور مضارب کسی دار مضاربت سے اُسکا شفیع ہی پس اگر مضارب کے قبضہ مین اسقدر مال مضاربت ہی کہ اُس سے ثمن دار ادا ہو سکتا ہی تو شفعہ واجب نہوگا اور اگر اُسکے قبضہ مین اسقدر نہین ہی پس اگر دار مضاربت مین نفع نہو تو شفعہ نہین ہی اور اگر نفع ہو تو مضارب کو اپنے واسطے لینے کا اختیار ہی یہ محیط مین ہی۔ اور اگر کسی اجنبی نے کوئی دار مضاربت کے دار کے پہلو مین خریدا پس اگر مضارب کے پاس اسقدر مال ہی کہ اُسکے ثمن کو ادا کر سکتا ہی تو مضاربت کیواسطے اسکو شفعہ مین لے سکتا ہی اور اگر شفعہ مشتری کو دیدیا تو حق شفعہ باطل ہوگیا اور رب المال کو اختیار نہین رہا کہ اپنے واسطے اسکو شفعہ مین لیوے اور اگر مضارب کے پاس اسقدر نہو کہ ثمن ادا کر سکے پس اگر دار مضاربت مین نفع ہی تو شفعہ مضارب اور رب المال دونون کا ہی اگر ایک نے شفعہ سپرد کر دیا تو دوسرا اپنے واسطے پورا دار شفعہ مین لے سکتا ہی اور اگر دار مین نفع نہو تو شفعہ خاصۃً رب المال کا ہی یہ بدائع مین ہی۔ اور اگر مضارب کو شفعہ کا حال معلوم نہوا یہانتک کہ دونون نے مضاربت توڑدی اور مضاربت کے دار کو بقدر راس المال اور نفع کے بانٹ لیا پھر چاہا کہ دار مبیعہ کو شفعہ مین لے لین تو دونون کے لیے اپنی ذات کیواسطے اختیار ہی پس اگر دونون نے طلب کیا تو دونون کو نصف نصف ملیگا اور دونون مین سے جسنے مشتری کو شفعہ دیدیا تو دوسرے کو اختیار ہی کہ پورا دار اپنے واسطے شفعہ مین لے لے۔ اور اگر کسی شخص نے دو شخصون کو مال مضاربت دیا اور دونون نے اس سے ایک گھر خریدا اور رب المال اُسکا شفیع ہی تو اُسکو اختیار ہی کہ ایک کا حصہ شفعہ مین لے اور دوسرے کا نہ لیوے اسی طرح اگر شفیع کوئی اجنبی ہو تو بھی یہی حکم ہی اور اگر مضارب ایک ہی شخص ہو اور شفیع نے چاہا کہ مین تھوڑا دار شفعہ مین لے لون تو یہ نہین ہو سکتا ہی خواہ شفیع کوئی اجنبی ہو یا رب المال ہو۔ اور اگر دو شخصون نے کسی ایک شخص کو مال مضاربت دیا اُسنے اُسکے عوض کوئی دار خریدا

اور ایک رب المال اُسکا شفیع ہو اُس نے چاہا کہ تھوڑا اسمین سے شفعہ مین لے لے تو ایسا نہین کر سکتا ہو یا تو کل لے لے یا کل چھوڑ دے۔ اور اگر مضاربت کے واسطے شفعہ واجب ہوا ہو اور دو مضاربون مین (یعنے دونون مین سے ایک۱۲) ایک نے شفعہ مشتری کو دیدیا تو دوسرا اُسکو لے نہین سکتا ہو۔ اگر راس المال کے ہزار درم ہون اُنکے عوض مضارب نے کوئی گھر ہزار یا کم و بیش قیمت کا خریدا اور اسکا شفیع رب المال اپنے ایک دار کی وجہ سے اور اجنبی اپنے دار کی وجہ سے ہو تو دونون کو اختیار ہو کہ دار کو نصفا نصف لے لین پھر اگر رب المال نے شفعہ دیدیا اور اجنبی نے لینا چاہا تو قیاس چاہتا ہو کہ اجنبی شفعہ مین نصف دار لے لے اسکے سوائے اسکو نہ ملے اور استحسانًا اسکو یہ حکم ہو کہ اجنبی چاہے کل دار لے لے یا ترک کردے کذا فی المبسوط

بائیسوان باب اہل اسلام و اہل کفر کے درمیان مضاربت کے بیان مین۔ اگر مسلمان نے نصرانی کو آدھے کی مضاربت پر مال دیا تو جائز ہو ولیکن مکروہ ہو۔ پس اگر اُس نے شراب و سور مین تجارت کی اور نفع اُٹھایا تو امام اعظم رحمہ (یا تہائی یا دسوین وغیرہ۱۲) کے نزدیک مضاربت مین جائز ہو ولیکن مسلمان کو واجب ہو کہ اپنا حصہ نفع صدقہ کرے اور صاحبین یعنی امام ابو یوسف رح اور امام محمد رح کے نزدیک شراب و سور مین اُسکا تصرف مضاربت پر جائز نہین ہو۔ اور اگر اُسنے کوئی مردار خرید کر مضاربت مین سے مال دیا تو بالاجماع مضارب خلاف کرنے والا ضامن ہوگا اور اگر اس نے ربوا یعنی سود لیا مثلاً ایک درم کے عوض دو درم خریدے تو بیع فاسد ہوگی ولیکن مال مضاربت کا ضامن نہوگا اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اور مسلمان کو نصرانی کا مال مضاربت پر لینے مین کچھ ڈر نہین ہے اُسکے حق مین یہ مکروہ نہین ہو اور اگر اُس نے شراب یا سور یا مردار خریدی اور مال مضاربت دیا تو مخالف اور ضامن ہوگا اور اگر اسمین نفع کمایا تو جس سے نفع لیا ہو اُسکو واپس دے اگر اُسکو پہچانتا ہو اور اگر نہ پہچانتا ہو تو صدقہ کردے اور رب المال نصرانی کو اُسمین سے کچھ نہ دے اور اگر کسی مسلمان نے ایک مسلمان و نصرانی کو مضاربت مین مال دیا تو بلا کراہت جائز ہے یہ مبسوط مین ہو۔ اگر کوئی حربی امان لیکر ہمارے یہان آیا اور کسی مسلمان نے اُسکو آدھے کی مضاربت پر مال دیا اور حربی نے اُسکو کسی مسلمان کے پاس ودیعت رکھا اور دار الحرب مین چلا گیا پھر امان لیکر آیا اور مستودع سے ودیعت لے لی اور اُس سے خرید و فروخت کی تو یہ کام اُسکا اُسکی ذات کے واسطے ہو اور رب المال کو اُسکے راس المال کی ضمان دے۔ اور اگر حربی مال لیکر دار الحرب مین چلا گیا اور وہان خرید و فروخت کی تو وہ اُسی کی ہو اور ضامن نہوگا کیونکہ جب وہ دار الحرب مین مال کو بدون اجازت رب المال کے لیکر چلا گیا تو وہ مال پر مستولی ہو گیا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو دار الحرب مین مال لیجانے کی اجازت دی ہو کہ وہان لیجا کر خرید و فروخت کرے تو استحسانًا مین اُسکو مضاربت مین جائز رکھتا ہون اور موافق شرط کے نفع دونون مین مشترک قرار دونگا بشرطیکہ وہان کے لوگ مسلمان ہو جاوین یا مضارب مسلمان ہو کر یا معاہدہ کی وجہ سے یا امان لیکر واپس آوے یہ مبسوط مین ہو۔ اور اگر مسلمانون نے دار الحرب مین اُسپر قابو پایا تو راس المال اور رب المال کا حصۂ نفع رب المال کا ہوگا اور باقی تمام مسلمانون کا ہوگا یہ محیط سرخسی مین ہو۔ اور اگر دو حربی امان لیکر دار الاسلام مین آئے اور ایک نے

بخلاف اسکے جب دار الحرب مین لیگیا تو مال کا مالک ہو گیا اور درصورتیکہ مالک نے اجازت دی تو بھی قیاس یہی تھا کہ حربی اس مال کا مالک ہو گیا لیکن اگر آخر مین رب مضارب مسلمان ہو جاوے یا کل مسلمان ہو جاوین تو استحسانًا مضاربت باقی رہیگی ۱۲

دوسرے کو اپنا مال مضاربت مین دیا اور آدھے نفع کی شرط قرار دی پھر ایک حربی دار الحرب کو چلا گیا تو مضاربت نہ ٹوٹیگی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی حربی نے مسلمان کو مال مضاربت دیا پھر وہ مسلمان دار الحرب مین باجازت رب المال کے لیگیا تو وہ مال مضاربت پر باقی ہی یہ خزانۃ المفتین مین ہے اور اگر ایک حربی نے دوسرے کو مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ اسکو نفع مین سے سو درم ملینگے تو مضاربت فاسد ہی اور دونون کا حکم اس باب مین بمنزلہ دو مسلمانون یا دو ذمیون کے ہی حالانکہ اُنھون نے خود التزام کر لیا ہی کہ معاملات تجارت مین احکام اسلام کا برتاؤ کرینگے جسوقت کہ وہ مال لیکر ہمارے ملک مین تجارت کے واسطے داخل ہوئے تھے ایسا ہی دو مسلمانون کے درمیان مضاربت فاسدہ کا حکم دار الحرب و دار الاسلام مین یکسان ہی یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کوئی مسلمان یا ذمی امان لیکر دار الحرب مین گیا اور کسی حربی کو سو درم نفع کی شرط سے مال مضاربت دیا یا اسکو کسی حربی نے اسی شرط سے دیا تو امام اعظم رح و امام محمد رح کے نزدیک جائز ہی اور نفع دونون مین موافق شرط کے تقسیم ہوگا حتی کہ اگر صرف سو ہی درم نفع اُٹھائے ہون تو کل اُسی کو ملینگے یعنی مضارب کو اور گھٹی رب المال پر پڑیگی اور امام ابو یوسف رح کے نزدیک مضاربت فاسد ہی اور مضارب کو اجر المثل ملیگا پس اگر مال مین نفع نے سو ہی درم ہون تو اُسی کو ملینگے اور اگر کم ہون تو کم ہی ملینگے اور رب المال پر کچھ اور واجب نہوگا یہ حاوی مین ہی۔ اور اگر کوئی مسلمان امان لیکر دار الحرب مین گیا اور ایسے شخص کو جو وہین مسلمان ہوا ہی ہمارے ملک مین ہجرت کر کے نہین آیا ہی کچھ مال سو درم نفع کی شرط سے مضاربت مین دیا یا اسی شرط پر اُس سے لیا تو امام اعظم رح کے نزدیک جائز ہے اور موافق شرط کی رکھا جائیگا اور صاحبین رح کے نزدیک مضاربت فاسد ہے کذا فی المبسوط

تیئسوان باب متفرقات مین

اگر کسی کو ہزار درم مضاربت مین اس شرط سے دیے کہ اُنکے عوض کپڑے خریدے اور اپنے ہاتھ سے قطع کر کے اُنکو سیے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی اسمین رزق دے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو یہ موافق شرط کے جائز ہی کیونکہ جیسے کام کرنے کی اُسپر شرط لگائی ہی ایسا کام تاجر لوگ نفع حاصل کرنے کی غرض سے کیا کرتے ہین اسی طرح اگر یہ شرط لگائی کہ اُنسے تری دکھالین خریدے اور اُس سے موزے اور ڈول اپنے ہاتھ سے یا اپنے وکاریگرون کے ہاتھ سے بنا وے تو یہ سب تاجرون کے کام ہین ایسی شرط مضارب پر جائز ہی کذا فی المبسوط۔ اور اگر اُسکو ہزار درم اس شرط سے دیے کہ لکڑیون و گھاس کے گٹھے کاٹ کر لادے بشرطیکہ جو کچھ اللہ تعالی اُسمین رزق دے وہ ہم دونون مین برابر تقسیم ہو تو مضاربت نہین جائز ہی اگرچہ لکڑیان لا دلاتے یا گھاس کاٹ لانے کے واسطے اجارہ کرنا جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر اپنے مرض مین آدھے کی مضاربت پر ہزار درم دیے اور مضارب نے کام کر کے ہزار درم نفع اُٹھائے پھر رب المال اسی مرض مین مر گیا اور اجر المثل اُس کام مین مضارب کا اس نفع سے جو اُسکے واسطے شرط کر دیا ہی کم ہوتا ہی اور رب المال پر اسقدر قرضہ ہی کہ اُسکے مال کو محیط ہی تو مضارب کو نصف نفع دیا جائیگا اور مریض کے قرضہ سے پہلے اسکا نفع دیدیا جائیگا اور اگر مضارب کے واسطے کچھ نفع مقرر نہ کیا ہوتا تو اُسکو اجر المثل دینے کا حکم ہوتا اور یہ مریض پر قرضہ ہوتا تو مضارب بھی باقی قرضخواہون کے ساتھ ترکہ مین حقدار

کرکے شامل کیا جاتا اور نفع مین اُسکا کچھ حق نہوتا۔ اور اگر کسی تندرست آدمی نے کسی مریض کو ہزار درم مال مضاربت اس شرط سے دیا کہ مضارب کو دسوان حصہ نفع و اجر المثل و پانچسو درم ملینگے اُس نے کام کرکے ہزار درم نفع اُٹھائے پھر اپنے مرض مین مرگیا اور اُسپر بہت سے قرضہ ہین تو مضارب کو دسوان حصہ نفع ملیگا اُس سے زیادہ کچھ نہ دیا جائیگا یہ مبسوط مین ہی۔ اگر کسی شخص کو دس مہینہ کے واسطے کسی قدر اُجرت معلومہ پر مزدور کیا تاکہ کپڑے خریدنے تو جائز ہی اگر اس مدت مین کچھ مال اُسکو آدھے نفع کی مضاربت پر دیا اسنے کام کیا اور نفع اُٹھایا تو امام ابو یوسف رح کے نزدیک کل مال رب المال کا ہوگا اور اُس شخص کو وہی اُجرت ملیگی جو اُسکے واسطے شرط کردی گئی ہی اور امام محمد رح نے فرمایا کہ اُسکو آدھا نفع ملیگا اور اس مدت کی اُجرت ساقط ہوجائیگی چنانچہ اگر غیر شخص نے اُسکو مال مضاربت دیا تو جائز ہی اور جسقدر مدت اُسنے مضاربت کا کام کیا اتنی مدت کی اُجرت ساقط ہوجاویگی یہ کافی مین ہی۔ اور اگر اجیر نے مال مضاربت رب المال کو آدھے کی مضاربت پر دیا تو جائز ہی اور اجیر اجارہ پر رہا اور مستاجر مضاربت مین رہا اور اگر رب المال نے اجیر کو بضاعت مین مال مضاربت دیا کہ وہ مضاربت پر خرید و فروخت کرتا ہی تو جائز ہے اور مضاربت کی شرط بحالہ رہیگی اور اُجرت بھی بحالہ رہیگی یہ مبسوط مین ہی اگر کسی نے دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور کہا کہ یہ تیرے پاس ایک مہینہ تک مضاربت مین ہی اور جب مہینہ گذر گیا تو قرض ہی تو یہ مال ایسا ہی ہوگا پھر جب مہینہ گذرا اور وہ مال اُسکے پاس درم موجود ہی تو قرض ہوجائینگے یعنی جب اسپر جدید قبضہ کرلے۔ اور اگر عروض موجود ہی تو قرض نہوگا تاوقتیکہ اُسکو فروخت کرکے دراہم نکرلے پھر جب اُسکے پاس درم ہوگئے تو قرض ہوجاوینگے یہ محیط مین ہی۔ اگر مدت معلومہ تک قرض دیے پھر اُسپر مضاربت کی بنا کرلی تو مضاربت مین نہونگے یہ تاتارخانیہ مین ہی نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہی کہ ایک شخص کے پاس ہزار درم مضاربت مین ہین اُسنے رب المال سے کہا کہ یہ درم مجھے قرض دیدے اُسنے ایسا ہی کیا حالانکہ وہ درم بعینہ قائم ہین پھر اُسکے عوض کوئی چیز خریدلی تو امام ثانی رح نے فرمایا کہ مضارب نے اگر انکو اپنے ہاتھ مین اُسکے ہاتھ سے یا صندوق یا تھیلی سے لیکر اپنی ضرورت مین صرف کیے تو یہ اُسپر قرض ہونگے یہ محیط مین ہی ایک شخص نے دوسرے کو مال مضاربت مین دیا پھر مضارب نے غیر شخص کے ساتھ چند درمون سے سوائے مال مضاربت کے شرکت کی پھر مضارب اور اُسکے شریک نے شیرۂ انگور دونون کی شرکت مین خریدا پھر مضارب مضاربت مین سے کچھ گیہون کا آٹا لایا اور شیرہ انگور اُسمین ملاکر مٹھائی بنائی تو مشائخ رح نے فرمایا کہ دیکھا جائیگا کہ اگر شریک کی اجازت سے مٹھائی بنائی ہی تو آٹے کی قیمت مٹھائی بنانے سے پہلے دیکھی جائیگی اور شیرہ انگور کی قیمت دیکھی جائیگی تو جسقدر حصہ آٹے کے پڑتے مین پڑے وہ مضاربت مین قرار دیا جائیگا اور جسقدر شیرہ انگور کے مقابل ہو وہ مضارب و شریک کے درمیان مشترک ہوگا۔ لیکن یہ حکم اُسوقت ہی کہ رب المال نے اُسکو اجازت دیدی ہو کہ اپنی رائے سے عمل کرے اور اگر رب المال نے اُسکو یہ اجازت ندی ہو اور بلا اجازت شریک کے اُسنے مٹھائی بنائی تو مٹھائی تمام مضارب کی ہوگی اور رب المال کے واسطے آٹے کا اور شریک کے واسطے شیرہ انگور کا بقدر اُسکے حصہ کے ضامن ہوگا۔ اور اگر رب المال نے اُسکو اجازت دی اور شریک نے اجازت نہین دی

تو مٹھائی مضاربت مین ہوگی اور مضارب شریک کے حصہ کا جتنا شیرہ انگور مین تھا ضامن ہوگا اور اگر شریک نے اُسکو اجازت دی اور رب المال نے نہین دی ہو تو تمام مٹھائی اُسکے اور شریک کے درمیان مشترک ہوگی اور وہ رب المال کے واسطے آٹے کے مثل کا ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہے۔ اگر کسی شخص نے دوسرے کو فلوس مضاربت مین دیے اور نصف نفع کی شرط کی پھر اُسنے ہنوز کوئی چیز نہ خریدی تھی کہ یہ فلوس کاسد ہوگئے اور بجاے اُنکے دوسرے فلوس رائج ہوئے تو مضاربت فاسد ہوگئی پھر اگر اُسکے بعد مضارب نے اُنسے کوئی چیز خریدی اور اُسمین نفع یا نقصان اُٹھایا تو یہ سب رب المال کے واسطے ہے اور مضارب کو اجر المثل ملیگا اور اگر کاسد نہوئے یہانتک کہ مضارب نے اُنسے کوئی کپڑا خرید کیا اور یہ فلوس دیکر قبضہ کر لیا پھر یہ فلوس کاسد ہوگئے تو مضاربت بحالہ جائز رہی پھر اگر یہ کپڑا درمون یا عروض کے عوض فروخت کیا تو وہ مضاربت مین قرار دیا جاویگا پھر اگر نفع اُٹھایا اور تقسیم کرنا چاہا تو رب المال اپنے فلوس کی وہ قیمت لیگا جو کاسد ہونے کے روز تھی پھر باقی دونون مین موافق شرط کے نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے نوادر معلی رح مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو طبرستان مین ہزار درم مضاربت پر دیے اور یہ درم طبریہ ہین پھر دونون سے بغداد مین ملاقات ہوئی تو امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ راس المال وہی ہوگا جو خصومت کے روز طبرستان مین اُن طبریہ درمون کی قیمت ہو یہ محیط مین ہے اگر مضارب نے مال مین نفع اُٹھایا اور نفع اور راس المال کا اقرار کیا پھر کہا کہ کام کرنے اور نفع اُٹھانے سے پہلے مین نے مال مضاربت اپنے مال مین ملا دیا تو اُسکی تصدیق نہ کیجاویگی پھر اگر اُسکے بعد راس المال وغیرہ اُسکے پاس تلف ہوا تو رب المال کو اُسکے راس المال کی اور اُسکے حصہ نفع کی ضمان دیگا یہ مبسوط مین ہے۔ نوادر بشر مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت مین دیے کہ اُس سے خرید و فروخت و شرکت کرے و اپنی راے سے عمل کرے پس اُنکے عوض اور اپنے پاس سے ہزار درم ملا کر کوئی چیز خریدی اور دونون مالون کو خلط نہین کیا پھر چاہا کہ خاصۃً حصہ مضاربت یا اپنا حصہ فروخت کرے تو اُسکو یہ اختیار نہین ہے اس جہت سے کہ مبیع مین شرکت واقع ہوئی ہے پس دونون مین سے کسی کو اپنے نفس کی خصوصیت کا اختیار نہین ہے یہ محیط مین ہے مضاربت صغیرہ مین لکھا ہے کہ اگر مضارب نے ہزار درم مضاربت سے کوئی غلام خریدا یا باندی خریدی پھر ہزار درم تلف ہوگئے پھر اُس نے رب المال سے دوسرے ہزار درم اُنکے مثل لیکر ادا کر دیے پھر خادم کو تین ہزار درم لیکر فروخت کیا اور اُس سے ایک متاع خریدی مگر یہ سب درم ادا کرنے سے پہلے تلف ہوئے تو رب المال سے دو ہزار پانچ سو درم لیکر اور پانچ سو درم اپنے پاس سے ملا کر ادا کرے پھر اگر اُسکے بعد وہ متاع دس ہزار کو فروخت کی تو مضارب کو چھٹا حصہ ثمن کا ملیگا اور باقی مضاربت مین رہیگا اُسمین سے رب المال اپنا راس المال جو کئی مرتبہ ڈانڈ بھرا ہے سب لے لیگا یعنی چار ہزار پانچ سو درم لے لیگا اور باقی اِن دونون کو نفع تقسیم ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ نوادر ابن سماعہ مین امام ابو یوسف رح سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ہزار درم

آدھے کی مضاربت مین دیے اور مضارب نے اُنسے کام کرکے خرید و فروخت مین نفع اُٹھایا یہانتک کہ تین ہزار درم ہو گئے پھر تین ہزار سے تین غلام خریدے کہ ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی اور اُنکے دام ہنوز نہ دیے تھے کہ سب مال ضائع ہو گیا تو یہ سب رب المال پر ہو گا اور راس المال چار ہزار درم ہو جاوینگے۔ اور اگر رب المال نے ایک غلام ہزار درم کو خریدا اور مضارب نے اُس سے بعوض ہزار درم مضاربت کے جو اُسکے پاس ہین خرید لیا اور دام دینے سے پہلے وہ مال ضائع ہو گیا اور کچھ زیادہ اُسکے پاس نہین ہی تو رب المال مضارب سے کچھ نہین لے سکتا ہی اور مضارب اُس غلام کو بدون کچھ دیے لے لیگا اور وہ مضاربت مین رہیگا اور راس المال اس مضاربت مین دو ہزار درم ہونگے یہ محیط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے دو باندیان خریدین ہر ایک کی قیمت ہزار درم ہی پھر ایک کو ہزار درم کو فروخت کیا اور دوسری کو دو ہزار کو بیچا اور مشتری نے دونون پر قبضہ کر لیا پھر مضارب اُس سے ملا اور کہا کہ دونون کے ثمن مین مجھے کچھ بڑھا دے اُسنے سو درم بڑھا دیے اور مضارب نے سب وصول کر لیے اور بمقابلہ دونون کے یہ وصول کیے ہین تو دونون کی قیمت پر مثل اصلی ثمن کے پھیلائے جاوینگے[ل۵] جبکہ اُسنے دونون کے مقابلہ مین انکو رکھا ہی اور قیمت دونون کی مساوی ہی۔ اور اگر مشتری نے دونون مین عیب لگایا اور مضارب نے اُس سے ایک درم ثمن سے کم کر دینے پر صلح کی پھر مشتری نے اُسمین عیب پایا جسکو ہزار درم مین خریدا ہی تو اُسکو ہزار درم مین سوائے تینتیس و تہائی درم کے واپس کرے۔ اور اگر مضارب نے مشتری سے دونون باندیان جتنے کو فروخت کی ہین اُس سے سو درم نفع پر خریدین پھر ایک مین عیب پایا تو بعوض اُسکے ثمن اور راس حصہ نفع کے جو دونون کے ثمن پر تقسیم کرنے سے اُسکے پڑتے مین پڑتا ہی واپس کر دے۔ اور اگر مشتری نے ایک باندی ہزار درم کو اور دوسری دو ہزار کو خریدی اور دونون کو تین ہزار پر مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو اُسکو اختیار ہی اور اگر ہر ایک باندی کو علیحدہ اُسکے ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو امام اعظم رح و امام ابو یوسف رح کے نزدیک جائز ہی پھر اگر دونون کے ثمن مین سو درم بڑھا دیے اور مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو دونون کو تین ہزار ایک سو درم پر مرابحہ سے فروخت کرے اور اگر ایک ہی کو علیحدہ مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا تو نہین کر سکتا ہی چنانچہ اگر دونون کو ایک ہی ثمن مین خریدا ہو اور مرابحہ سے فروخت کرنا چاہا کہ ایک کو علیحدہ اُسکے حصۂ ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرے تو نہین جائز ہی اور دونون کو پورے ثمن پر مرابحہ سے فروخت کرنا جائز ہی یہ مبسوط مین ہی منتقی مین ہی کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے اور مضارب نے اس سے ایک غلام دو ہزار کی قیمت کا خریدا پھر رب المال نے اُسکو ممانعت کر دی کہ سوائے نقدی کے فروخت نہ کرے اور مضارب نے کہا کہ مین اُسکو اُدھار فروخت کرونگا یا اپنا چوتھائی حصہ اُدھار فروخت کرونگا تو اُسکو سوائے نقدی کے بیچنے کا اختیار نہین ہی پھر اگر مضارب نے اُسکی تین چوتھائی نقد فروخت کر دی تو بھی اُسکو ایک چوتھائی اُدھار فروخت کرنے کا اختیار نہوگا تاوقتیکہ تین چوتھائی کے دام لیکر رب المال کو اُسکے راس المال اور حصہ نفع مین نہ دیدے اور جب دیدیے تو پھر اُسکو اختیار ہی کہ چاہے اُدھار فروخت کر دے یہ محیط مین ہی۔

[ل۵] یعنی سو درم کی دو تہائی دو ہزار والی مین اور ایک تہائی ایک ہزار والی مین ڈالی جاویگی ۱۲

اور اگر ہزار درم مضاربت مین ایک باندی اُدھار خریدی تو اُسکو ہزار پر مرابحہ سے فروخت نہین کرسکتا ہی تا وقتیکہ واقعی حال بیان نہ کردے یہ مبسوط مین ہی۔ ایک شخص نے دوسرے کو کوئی اسباب مضاربت مین دیا پھر مضارب نے دعوی کیا کہ مین نے تجھے وہ اسباب واپس کردیا ہی تو شیخ ابو بکر محمد بن الفضل رح نے فرمایا کہ اس بات مین قول اُسی کا قبول ہوگا یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ ہشام رح فرماتے ہین کہ مین نے امام ابو یوسف رح سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ مضارب کو کوئی اسباب مضاربت مین خریدنا بدون مال عین مضاربت کے نہین روا ہی حتی کہ اگر مضارب نے مضاربت کا مال اُدھار فروخت کیا پھر اُس اُدھار کے عوض مضاربت مین کوئی شے خریدی تو نہین جائز ہی یہ محیط مین ہی۔ اگر مضارب نے مال مضاربت آدھے یا کم وبیش کے نفع پر دیا یا خود لیا تو جائز ہی اسی طرح وہ غلام جسکو تجارت کی اجازت ہی اُس سے بھی یہ فعل جائز ہی ایسے ہی وہ نابالغ لڑکا جسکو تجارت کی اجازت ہی ایسا کرسکتا ہی اور اگر کسی لڑکے نے جسکو تجارت کی اجازت نہین ہی بدون اجازت اپنے باپ یا وصی کے مال مضاربت دوسرے کو دیا اور مضارب نے اُسمین کام کیا تو مضارب ضامن ہی اور ضمان دیکر اُسکا مالک ہوجائیگا اور نفع اُسی کا ہوگا لیکن نفع صدقہ کردے یہ مبسوط مین ہی۔ اور اگر مضارب نے مال مضاربت سے گیہون کا آٹا خریدا اور رب المال نے اُسکو اور آٹا دیا اور کہا کہ اسی مین بطریق قرار داد ملادے اُسنے ملادیا پھر کل کو فروخت کردیا تو مشائخ نے فرمایا کہ مضاربت کے آٹے کا مقدار ثمن موافق شرط کے جو مضاربت مین ہوئی ہی قرار پائیگا اور دوسرے آٹے کا مقدار ثمن سب رب المال کا ہوگا اُسکو نفع ونقصان اُسی پر ہوگا اور مضارب کو اس فروخت کردینے کا اجر مثل ملیگا یہ امام ابو بکر بلخی نے فرمایا ہی اور فقیہ ابو اللیث رح نے فرمایا کہ مضارب کو اجر مثل اُسوقت ملیگا کہ جب اُسنے مال مضاربت مین خلط نہ کیا ہو اور اگر خلط کیا ہو تو نہ ملیگا کیونکہ اُسنے ایسی چیز مین کام کیا جسکے کام مین خود شریک ہی یہ فتاوی قاضیخان مین ہی۔ بشر بن الولید نے امام ابو یوسف رح سے روایت کی ہی کہ مضارب نے مال مضاربت سے ایک باندی خریدی کہ اُسکی قیمت مین راس المال پر زیادتی ہی پھر مضارب نے اُسکو ام ولد بنایا پھر وہ استحقاق مین لے لیگئی اور مضارب سے اُسکا عقر اور بچہ کی قیمت لے لیگئی تو مضارب بائع سے بچہ کی قیمت واپس لینے کا اختیار نہین رکھتا ہی یہ محیط مین ہی۔ امام ابو یوسف رح نے فرمایا کہ اگر وصی نے یتیم کے مال مین کام کرکے نفع یا نقصان اُٹھایا اور کہا کہ مین نے مضاربت مین کام کیا ہی تو نقصان کی حالت مین اُسکی تصدیق ہوگی نفع کی صورت مین نہوگی۔ ولیکن اگر کام کرنے سے پہلے اس امر کے گواہ کرلیے تو نفع کی صورت مین بھی تصدیق کیجاویگی اور اگر کہا کہ مین نے قرض لے لیا تھا تو تصدیق نہوگی تا وقتیکہ کام کرنے سے پہلے اس قرض لینے کے گواہ نہ کرلے بشرطیکہ اُسمین نفع ہوا اور اگر اُسمین خسارہ ہو تو ضامن ہوگا۔ اسی طرح اگر وصی نے دوسرے کو دیدیا اُسنے کام کرکے نفع اُٹھایا پھر وصی نے کہا کہ مین نے اُسکو قرض دیا تھا یا خود قرض لیکر دیا تھا اور اُس شخص دیگر نے تصدیق کی تو بھی یہی حکم ہی۔ اور اگر یون کہا کہ مین نے اُسکو مضاربت یا بضاعت مین دیا ہی اور اُس شخص نے تصدیق کی پس اگر اُسمین نقصان ہوا تو ضامن نہوگا اور اگر نفع ہی تو کل نفع تقسیم ہوگا الا اُس صورت مین کہ دینے سے پہلے گواہ کرلے یہ محیط سرخسی مین ہی۔ امام حسن

ابن زیادؒ نے امام اعظم رح سے روایت کی ہو کہ اگر مضاربت مین دینار ہون اور مضارب نے وہ دینار کسی صراف کے پاس ودیعت رکھے پس صراف نے بدون اُسکی اجازت کے اپنے مال مین ملا دیے پھر مضارب نے کوئی شی بعوض دینارون کے خریدی تو مخالف قرار دیا جاویگا یہ محیط مین ہو۔ امام محمد رح سے روایت ہو کہ ایک شخص نے کسی غلام کو مال مضاربت دیا حالانکہ غلام کو تجارت کی اجازت ہو اُسنے اپنی ذات کو مضاربت کے واسطے خریدا تو جائز ہو اور وہ غلام مجور رہوگا یعنی تصرف مال مین نہین کرسکتا ہو اور وہ فروخت کیا جائیگا اور راس المال رب المال کا ہوگا۔ اسی طرح اگر اُسنے اپنی ذات کو اور اپنے بیٹے اور جورو کو مضاربت مین مال مضاربت سے خریدا تو بھی یہی حکم ہو یہ ملتقط مین ہو۔ نوادر بن سماعہ مین امام ابو یوسفؒ سے روایت ہو کہ ایک شخص نے دوسرے کو ہزار درم آدھے کی مضاربت پر دیے پس مضارب نے اُس سے ایک باندی خرید کر رب المال کے ہاتھ دو ہزار کو فروخت کی پھر مضارب نے رب المال سے دو ہزار ایک سو درم کو خریدی تو باندی مضاربت مین رہیگی اور یہ فعل مضاربت کا توڑنا نہین ہو اور مضارب کے اُسمین سو درم خاص ہونگے یہ محیط مین ہو۔ اگر ہزار درم مضاربت سے خرید و فروخت کی یہانتک کہ اُسکے پاس دو ہزار درم ہو گئے اُس سے ایک باندی خرید کر قبضہ کر لیا پھر اُسکو چار ہزار درم کو ایک سال کے اُدھار پر فروخت کیا اور اُسکی قیمت فروخت کے روز ایک ہزار یا کم و بیش ہو اور مشتری کو باندی دیدی پھر دو ہزار درم بائع[ل] جاریہ کو دینے سے پہلے تلف ہو گئے تو مضارب ایک ہزار پانچسو درم رب المال سے لیکر اور پانچسو درم اپنے پاس سے ملا کر دیدیگا پھر جب سال کے بعد چار ہزار درم وصول ہونگے تو اُسمین ایک چوتھائی مضارب کی ہوگی وہ اُسکو نکال لیگا اُسکو مضاربت سے تعلق نہین ہو پھر باقی سے رب المال دو ہزار پانچسو درم راس المال لے لیگا یہ مبسوط مین ہو۔ مال مضاربت سے ایک باندی دو ہزار کی قیمت کی خریدی پھر ایک سال گذر گیا اور سوائے اُسکے دوسرا کچھ مال نہین ہو تو رب المال پر اُسکی تین چوتھائی کی زکوۃ دینی واجب ہوگی اور مضارب پر ایک چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اُس نے دو باندیان ہر ایک ہزار کی قیمت کی خریدی تو رب المال پر دونون کی تین چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور مضارب پر زکوۃ نہوگی یہ امام اعظمؒ کا خاص قول ہو۔ اور اگر ایک باندی دو ہزار قیمت والی خریدی پھر بسبب عیب یا کمی نرخ کے اُسمین نقصان آگیا حتی کہ ہزار کی قیمت کی رہگئی پھر وہ بڑھی اور جس روز خریدی گئی تھی تو دو ہزار کی قیمت کے برابر تھی اُس روز سے ایک سال گذر گیا تو مضارب پر زکوۃ نہوگی اور رب المال پر تین چوتھائی کی زکوۃ واجب ہوگی اور اگر اُس باندی کی قیمت ہزار سے بڑھتی رہی ہو تو مضارب پر بھی زکوۃ آویگی۔ اور اگر مال مضاربت سے گیہون و جو و اونٹ و بکریان خریدی ہین کہ ہر جنس کی قیمت ہزار ہے تو مضارب پر زکوۃ نہ آویگی اور اگر ایک ہی جنس ہو تو مضارب پر بھی زکوۃ واجب ہوگی یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اگر رب المال نے چاہا کہ میرا مال مضارب کے ذمہ قرضہ رہے اور نفع کا نفع مجھے ملے تو مشائخؒ نے فرمایا کہ اُسکی صورت یہ ہے کہ مضارب کو مال قرض دے دے اور سپرد کر دے پھر اُس سے مضاربت پر لے لے پھر اُسکو خود بضاعت پر دے دے اور وہ اُس مین کام کرے یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر کسی شخص نے اپنے نابالغ لڑکے کا مال آدھے یا کم و بیش نفع کی مضاربت

[ل] بائع کا مال گھٹنے والا

دیدیا تو جائز ہے اسی طرح اگر خود مضاربت پر لیا تو بھی جائز ہے۔ اور اگر باپ نے اپنے نابالغ لڑکے کے واسطے کسی شخص کا مال آدھے کی مضاربت پر اس شرط سے لیا کہ باپ اُسمین بیٹے کے واسطے کام کرے اور خود اُس سے مضاربت کا کام کیا اور نفع اُٹھایا تو نفع اُسکا رب المال اور باپ کے درمیان نصفا نصف تقسیم ہوگا اور بیٹے کا اُس مین کچھ نہین ہے۔ اور اگر وہ لڑکا ایسا ہے کہ ایسے لڑکے خرید و فروخت کرتے ہین پھر باپ نے اس شرط سے لیا کہ لڑکا خرید و فروخت کرے تو جائز ہے اور نفع رب المال اور لڑکے کے درمیان نصفا نصف موافق شرط کے تقسیم ہوگا۔ اسی طرح اگر اس صورت مین باپ نے لڑکے کی اجازت سے اسی کے واسطے خود کام کیا تو بھی یہی حکم ہے اور اگر لڑکے نے اُسکو کام کرنے کی اجازت ندی ہو تو باپ مال کا ضامن ہوگا اور تمام نفع اُسی کا ہوگا کہ اُسکو صدقہ کردے۔ اور وصی اِن سب صورتون مین بمنزلہ باپ کے ہے یہ مبسوط مین ہے اگر رب المال نے مال مضاربت بعوض مثل قیمت یا زیادہ کے فروخت کیا تو جائز ہے اور اگر کم قیمت پر فروخت کیا تو نہین جائز ہے خواہ کمی بقدر ہو کہ لوگ برداشت کر لیتے ہین یا نہین برداشت کرتے ہین ولیکن اگر مضارب اس بیع کی اجازت دے تو جائز ہو جائیگی۔ اسی طرح اگر دو شخص مضارب ہون اور ایک نے باجازت رب المال کے فروخت کیا تو سوائے مثل قیمت یا زیادہ پر فروخت کرنے کے کسی صورت مین جائز نہین و لیکن اگر دوسرا مضارب اجازت دیدے تو جائز ہو جائیگی یہ حاوی مین ہے۔ ایک مضارب کسی سرائے کی کوٹھری مین آکر اُترا اُسکے ساتھ اُسکے تین رفیق ہین پھر مضارب دو رفیقون کے ساتھ باہر چلا گیا اور چوتھا اسی حجرہ مین بیٹھا رہا پھر وہ بھی دروازہ کھلا چھوڑ کر باہر چلا گیا اور مال مضاربت تلف ہو گیا تو مشائخ نے فرمایا کہ اگر چوتھے پر حفاظت اسباب کا اعتماد تھا تو مضارب ضامن نہوگا اور چوتھا شخص ضامن ہوگا اور اگر اُسپر اعتماد نہ تھا تو مضارب ضامن ہوگا یہ فتاوی قاضی خان مین ہے۔ اگر دوسرے کو ہزار درم مضاربت مین دیے اور یہ شرط کی کہ جسقدر اُس سے ہروی کپڑے خریدے اُنمین خاصۃً نصفا نصف نفع تقسیم ہوگا اور جسقدر اُس سے نیشاپوری خریدے اُسکا کل نفع رب المال کا ہے اور جسقدر اس سے زطی خریدے اُسکا کل نفع مضارب کا ہے تو یہ موافق تسمیہ کے جائز ہے پس اگر اُس نے ہروی خریدے تو مضاربت مین موافق شرط کے ہے اور اگر نیشاپوری خریدے تو یہ بضاعت ہے نفع رب المال کا اور نقصان اُسی پر ہوگا اور اگر زطی خریدے تو مال قرض ہے اور نفع و نقصان مضارب پر ہوگا یہ مبسوط مین ہے۔ اگر مضارب سلطان کی طرف سے گذرا اور اُسکو کوئی چیز دی تاکہ اُسکا ہاتھ رُکے تو ضامن ہوگا اور اگر سلطان نے زبردستی یا کراہ سے لیا تو اُسپر ضمان نہ آدے گی جیسا کہ اُس سے کچھ مال غصب کر لیا گیا تو ضمان نہین ہے یہ محیط سرخسی مین ہے۔ اور اگر مضارب کسی عشر لینے والے عاشر کی طرف گذرا اور مال مضاربت اُسکے ساتھ ہے اور اُسکو مال مضاربت سے

خبردار کر دیا اور عاشر نے اس سے عشر لے لیا تو جسقدر عاشر نے اُس سے لیا ہے اسکی ضمان مضارب پر نہین ہے اور اگر بدون لازم کرنے عاشر کے خود اُس نے عاشر کو دیدیا تو ضامن ہے۔
اسی طرح اگر چاپلوسی کر کے اُسکو کچھ رشوت دیدی تاکہ وہ باز رہے تو جسقدر اُس نے دیا ہے اُسکا ضامن ہوگا اور شیخ امام رح نے فرمایا کہ ہمارے زمانہ مین حکم اُسکے بر خلاف ہے اور اگر کسی شاطر نے طمع کر کے بطریق غصب کے مال لینا چاہا اور مضارب نے اُسکو کچھ مال مضاربت دیا تو مضارب ضامن نہوگا اسی طرح اگر وصی نے مال یتیم مین سے کچھ رشوت کے طور پر اسی غرض سے دیدیا تو بھی یہی حکم ہے کذا فی المبسوط۔

مختصر فہرست کتب فقہ فارسی واُردو

ناظرین کی آگاہی کے لئے اسی فن کی چند کتب کی فہرست درج کیجاتی ہے مطول فہرست ہر قسم کی کتب کی طلب فرمانے پر بلا قیمت روانہ ہوگی۔ المشتہر

منیجر نولکشور پریس صیغہ بکڈپو لکھنؤ

نام کتاب	قیمت	نام کتاب	قیمت
فقہ فارسی (اہل سنت)		اور متعدد فصلین ہین جن مین تمام ضروری مسائل بیان کئے ہین - اور آخری باب مین مناقب امام ابو حنیفہ رح کو بیان کیا گیا ہے از شیخ نصیر الدین مرحوم نہایت صحت کے ساتھ شائع کیا گیا ہے -	۱۲/
حج الحج مسمّٰے بہ غایۃ الشعور - اس مین احکام حج کی ضرورت اور صحت اور کعبہ کی عظمت کو دلائل سے ثابت کیا ہے از مولانا محمد شاہ صاحب -	عہ/	**عمدۃ البضاعۃ فی مسائل الرضاعۃ** اس مین دودھ پلانے کے مسئلے - رضیع اور مرضعہ کے بابتہ احکام بالتفصیل درج ہین	ا/
تبیان - فی احکام شرب الدخان حقہ پینے نہ پینے کے احکام کی تصریح -	ا/	**مسالک المتقین** - فقہ کی مشہور و معروف کتاب ہے	عہ/
نام حق منظوم - اس مین نماز و روزہ کے ضروری مسائل بیان کئے گئے ہین - از مولانا شرف الدین بخاری -	۶ پائی	**قدوری** - مترجمہ مولانا ابی القاسم ابن حسین -	۸/
مائۃ مسائل - اس مین سو مسائل ضروری بطور سوال جواب کے بیان کئے ہین	۶/	**شرح فارسی مختصر وقایہ** - مستند و مقبول عام شرح ہے از مولانا عبدالرحمٰن جامی	۱۲/
شرح وقایہ فارسی - یعنی عربی شرح وقایہ فارسی مین ترجمہ اور حاشیہ پر حاشیہ مسمّٰی الابحر چڑھا ہوا ہے مترجمہ مولوی عبدالحق صاحب سرہندی	۱۲/	**کنز الدقایق** - فارسی مشہور و معروف کتاب ہے - ترجمہ فارسی -	۱۳/
فتاواے برہنہ - اس مین ۳۶ - ابواب		**بالابدمنہ** - جملہ ضروری مسائل نماز روزہ	

نام کتاب	قیمت
حج زکوٰۃ از قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی معہ وصیت نامہ	۱۲/
شرح مختصر وقایہ کورمیری۔ یہ شرح داخل درس ہے مسائل مختصر وقایہ کو خوب حل کیا ہے۔ از مولانا جلال الدین کورمیری	عہ/
رسالہ تنبیہ الانسان۔ در حلت و حرمت جانوران نہایت ضروری رسالہ ہے۔	۱/
رسالہ قاضی قطب۔ ذکر ایمان و ارکان اسلام۔	۶ پائی
نادر المعراج۔ شب معراج کا مختلف آیات و احادیث سے ثبوت اور اُس کی فضیلت آنحضرت کا دنیا سے آسمان پر جانا اور مشاہدۂ عجائبات وغیرہ وغیرہ دیگر ولایتون مین یہ کتاب بہت مروّج ہے از مولانا شیخ الاسلام اکبر آبادی عہد شاہجہانی مین تصنیف ہوئی	سے/
مختصر وقایہ مترجم فارسی یعنی فارسی تحت اللفظ ترجمہ مع متن عربی۔	۲/
ایضاً۔ جلد اوّل	۱۰/
″ جلد دوم	۸/
مزیل الغواشی۔ شرح اصول الشاشی از نجم الغنی صاحب رامپوری	عـہ/

نام کتاب	قیمت
ملتقی الابحر	۲/
فقہ اُردو مذہب (اہل سنت)	
غایۃ الاوطار۔ ترجمہ اُردو درمختار کامل چار جلد۔ یہ وہی نادر کتاب فتاوی ہے جسمین کل معاملات شرعی و عرفی کا فیصلہ کردیا گیا ہے بیع شرعی۔ حوالہ۔ شہادت و کالت و دعوے اقرار صلح مضاربت وغیرہ کے بالتفصیل بیان و احکام درج ہین کاغذ سفید	۱۶/۵
کشف الحاجۃ۔ ترجمہ مالابد منہ از مولوی نورالدین بن محمد اشرف چاٹگامی	۰۴/
رسالہ خلاصۃ المسائل۔ معاملات و عبادات کے ضروری مسئلے۔	۶/
مرأۃ الصلوۃ اُردو۔ وضو اور نماز کے مسائل مین نہایت جامع کتاب ہے از مولوی محمد مرتضیٰ صاحب اعظمی بندوی یہ کتاب جدید الطبع ہے۔	۶/
ہزار مسئلہ۔ اس مین سات رسالے شامل ہین۔ جن مین سے ہر ایک اہل اسلام کے لئے ضروری ہے از مولوی عبد اللہ	ـلہ/